سلسلۂ نصابیات علمیہ جامعہ عثمانیہ

یورپ سولھویں صدی عیسوی میں

(سنہ ۱۴۹۴ء تا سنہ ۱۵۹۸ء)

تصنیف

اے - ایچ - جانسن - ایم - اے

ترجمہ

مولوی رحیم الدین صاحب ایم - اے

سنہ ۱۳۵۷ھ م سنہ ۱۳۴۷ف م سنہ ۱۹۳۸ء

یہ کتاب مسرز ریونگٹنس اینڈ کمپنی و پبلشرز (لندن)
کی اجازت سے جن کو حق اشاعت حاصل ہے
اردو میں ترجمہ کر کے طبع و شایع کی گئی ہے۔

فہرست مضامین

"یورپ سولھویں صدی عیسوی میں"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یورپ سولھویں صدی عیسوی میں

دیباچہ

اگر تاریخ کے مختلف عہدوں میں تقسیم کئے جانے کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھ لیا جائے تو اس سے سخت مغالطہ پیدا ہو سکتا ہے۔ تاریخ عالم میں کسی ایک دور کو عام تاریخ سے علیحدہ کرنا اسیقدر ناممکن ہے جسقدر ایک نسل کو دوسری نسل سے۔ انسان کے خیالات، اصول، اور مقاصد میں تبدیلی ہونی ضرور ہے لیکن دھیمی رفتار سے، اور خیالات و مقاصد کے اسی تغیر میں زمانۂ گزشتہ کے نتائج مضمر ہوا کرتے ہیں۔ عصر قدیم، عصر جدید میں ٹھیک اسی طرح

تاریخ کے مختلف عہدوں میں تقسیم کا صحیح مفہوم

جذب ہو جاتا ہے جس طرح رات دن میں گھل مل جایا کرتی ہے۔ تاہم جس طرح رات دن سے مختلف ہوتی ہے، گو اس امر کا بتلایا جانا ممکن نہ ہو کہ سفیدۂ صبح کا آغاز کب ہوا اور روز روشن کی ابتدا کس وقت ہوئی، بعینہ اسی طرح زمانۂ حال بھی اس عصر سے جسے ازمنۂ وسطیٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے مختلف ہے اور اگر اس خیال کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر پندرھویں صدی کے آخری سالوں کی اہمیت کا اندازہ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔ دین و دنیا کی ساری حکومت پاپا اور شہنشاہ کے مابین منقسم ہونے کے متعلق ازمنۂ وسطیٰ میں جو خیال قائم

پندرھویں صدی کے اختتامی سالوں کی اہمیت

ہو گیا تھا اس کی قوت اب یعنی پندرھویں صدی کے آخری زمانے میں عملاً بالکل زائل ہو چکی تھی۔ شہنشاہ کا اقتدار صرف جرمنی تک محدود تھا بلکہ وہاں بھی وہ معرض بحث میں آ چلا تھا۔ پاپا کے دعوے

اگرچہ اب بھی کچھ نہ کچھ برقرار تھے تاہم اُن کا سابقہ نفوذ و اثر باقی نہ رہا تھا۔ یہی نہیں کہ یورپ کی مختلف حکومتوں کی جانب سے کلیسائی دعووں کی باری باری سے مخالفت و مزاحمت کی گئی ہو بلکہ دو مجالس عمومیہ کی جانب سے اُن پر سخت سے سخت نکتہ چینیاں بھی کی گئیں۔ مغربی کلیسا کے اتحاد کو منہدم کرنے کی تحریک کا بانی بھی پیدا ہو چکا تھا۔ اسی اثناء میں پرانی معاشرت کی بنیادیں متزلزل ہونے لگی تھیں۔ وہ زنجیریں جو انسان کو اُس کے آقا، اُس کی

ازمنۂ وسطیٰ کے تصورِ حکومت دوعملی کا انہدام

کھیتی باڑی، اُس کی تجارت یا اُس کے قصبہ و شہر سے وابستہ کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کو اپنے ہمجنسوں سے اور اسکی روزی کو خود اُس سے وابستہ کردیتی ہیں، ٹوٹ ٹوٹ کر پراگندہ ہورہی تھیں؛ اور زمانۂ جدید کا "فرد" نمودار ہورہا تھا۔ اس انقلاب کو بہت سی باتوں سے تائید ملی۔ نشأۃ جدیدہ کی تحریک نے ازمنۂ وسطیٰ کے قدرے تنگ حدود سے لوگوں کی گلوخلاصی کردی تھی۔ اس نے قدماء کے علم کا دروازہ اُن پر کھولدیا اور ان اقالیم خیال کی ایک جھلک بھی دکھادی جن کا "نئی دنیا" صرف ایک نمونہ تھی جو آگے چل کر مغرب میں منکشف ہونے والی تھی۔ اقتصادی انقلاب کا اثر بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ تجارتی انجمنوں کے تحت تجارت کی قدیم تنظیم جو عمل پیرا تھی اب اس کا شیرازہ بکھر رہا تھا اور اس کے انتشار کے ساتھ ساتھ، زمانۂ جدید کے تجارتی مقابلے کا آغاز ہورہا تھا۔ مختصر یہ کہ انفرادیت کا نہ صرف خیالات کی طرح روزانہ زندگی میں بھی نمایاں ہو چلا تھا۔

آغاز انفرادیت

مختلف اغراض کے باہمی تصادم میں جو اس انقلاب کا لازمی نتیجہ تھا اتحاد کا ایک نیا اصول یعنی 'اصول قومیت' بروئے کار آیا۔ یہ تصور اغراض کی یکسانی کے باعث جو مشترکہ زبان، مشترکہ مذہب، قدرتی حدود اربعہ اور مشترکہ امید و بیم کی مماثل باتوں پر مبنی تھا، اگرچہ مقدس شاہنشاہی روما کے تصور کی بہ نسبت کسی قدر کم

قومیتوں کا نشوونما

دلفریب تھا۔ تاہم بہ نسبت شہنشاہی کے اس کا حاصل ہونا اور وقوع میں آنا بہت زیادہ ممکن تھا اور اس کے علاوہ وہ ایک ہی ایسی قوت تھی جو جوشِ انفرادیت کو ادھر اُدھر نکل جانے سے روک سکتی تھی۔ فرانس، ہسپانیہ اور انگلستان میں قومیت کی یہ جدید تحریک سب سے زیادہ کامیاب ہوئی اور اگرچہ جرمنی میں اس وقت مختلف چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کا ایک غیر منظم عہدیہ قائم تھا تاہم ارکان خاندان ہیپسبرگ اپنی شخصی حکومت کی بنیاد اس سے پہلے ہی رکھ چکے تھے اور پاپائے روما اطالیہ میں روز بروز ایک دنیوی حکومت کا حکمراں بنتا جارہا تھا۔ قومیت کی اس کامیابی کا پہلا نتیجہ کچھ تعجب انگیز نہ تھا۔ جب کسی قوم کو اپنے اغراض کی یکسانی کا ایک مرتبہ احساس ہوجاتا ہے تو اُس میں جارحانہ کارروائی کا میلان پیدا ہوجاتا ہے؛ چنانچہ اس وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ انگلستان تو براعظم یورپ سے الگ تھلگ نیز اپنی خانگی پیچیدگیوں میں اُلجھے ہوئے ہونے کی وجہ سے اب تک اس تحریک میں کوئی قابل ذکر حصہ نہیں لے سکا تھا۔ لیکن دوسرے ممالک کی نظریں بیرونی بلاد پر پڑنے لگیں اور اطالیہ جو ایک ہی ایسا ملک تھا جہاں سیاسی اتحاد بالکل مفقود تھا، مال غنیمت بننے کی گرم امیدیں دلا رہا تھا۔ جیسے ہی فرانس نے نیپلس کے متعلق اپنے حقوق کے حصول کے لئے پہلا قدم اٹھایا، ان ممالک

قومیت کی رقابتیں خارجی جنگ و جدال کی موجب بنتی ہیں

کی آتش حرص بھڑک اُٹھی اور یورپ کا مغربی حصہ مسلسل نبرد آزمائیوں کا آماجگاہ بن گیا۔ جن کا سلسلہ بلاکسی قابل لحاظ وقفے کے صلح ویروین تک جاری رہا (۱۵۹۸ء)۔

اس زمانے کے خاص حالات نے ان معرکہ آرائیوں کو اپنا خاص رنگ دے دیا۔ استحکام قومی کے ساتھ ساتھ اصول ملوکیت کو بھی اس دیرینہ کشمکش میں جو اس کے اور اعیانیت کے درمیان قائم تھی

ملوکیت کی فتح

فتح و فیروزی ہوئی۔ یہ کشمکش دنیوی حلقوں ہی تک محدود نہ تھی بلکہ کلیسا میں ان معرکوں میں بھی ظاہر ہوئی جو عام

کونسلوں اور پاپا کے درمیان واقع ہوئے۔ اس کا لازماً نتیجہ یہ نکلا کہ حکمراں خاندانوں کے خاندانی مفاد دوسرے سب اغراض پر حاوی ہو گئے۔ اس میں شک نہیں کہ بادشاہ اپنی رعایا کی خواہشوں اور منصوبوں کے نمایندے ہوتے تھے لیکن باوجود اس کے اُن کی حکمت عملی اُن کی ذاتی اور خاندانی رقابتوں سے بہت کچھ متاثر ہوتی تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کی لڑائیاں بھی نسبتہً زیادہ طول کھینچتی تھیں۔ آئے دن کے تغیر پذیر باہمی اتحاد و توافق اور اُن کے خلاف پھر دوسرے عہد و میثاق جو کیلڈسکوپ[ا] کی طرح سرعت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور جنھوں نے اس زمانے کو جہاں تک کہ اس کا تعلق جنگوں اور لڑائیوں سے ہے تاریخ کا سب سے زیادہ پیچیدہ عہد بنا دیا ہے

توازن قوت اور حکمت عملی کے نظریوں کا آغاز

ایک حد تک اسی خاندانی تفوق سے منسوب کئے جا سکتے ہیں۔ اُس جد و جہد میں جس کا اس طرح آغاز ہوا رومانی اور ٹیوٹانی قوموں کا گو حریفانہ صورت ہی میں سہی تاہم تعلق ہو گیا، نظریۂ توازن قوت، سیاسیات کا رہنما اصول بن گیا اور فن سیاست عالم وجود میں آگیا۔

ابھی اس کو کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ کلیسائے مغرب کا اتحاد تحریک اصلاح مذہب سے پراگندہ ہو گیا۔ یہ لازم تھا کہ اس پراگندگی میں

تحریک اصلاح مذہب کا اثر امور سیاسی پر اور جدید یورپ کی ابتدا

مذہبی اور سیاسی مسائل میں امتیاز باقی نہ رہے کیونکہ یورپ میں تفوق حاصل کرنے کی جد و جہد اور مختلف بادشاہوں کی اندرونی سیاسیات پر مذہبی معاملات کا بہت گہرا اثر پڑا تھا۔ اس طرح یورپ کی اِن پیچیدگیوں کا حال اور بھی پیچیدہ ہو گیا اور اگر اس سے اس دور کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے تو اسی قدر اس کا سمجھنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی دور میں قرون وسطیٰ کے سارے مسائل جذب ہو گئے اور یہی دور ہے جس سے جدید یورپ نمودار ہونے والا تھا۔

[ا]۔ کیلڈسکوپ ایک ٹلا ہوتا ہے جس کو پھرانے سے رنگین شیشوں کے ٹکڑے طرح طرح کے پھولوں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ اس کو اردو میں پھول شیشہ یا گل ہیں بھی کہتے ہیں۔

ہسپانیہ سنہ ۱۴۹۲ تا سنہ ۱۵۹۰

مقابل صفحہ (۴)

پہلا باب

جنگہائے اطالیہ

سنہ ۱۴۹۴ تا سنہ ۱۵۱۸ء

فرانس کی سیاسی حالت ۔ این آف بوژو کی تولیت ۔ اطالوی مہم ۔ اطالیہ کی سیاسی کیفیت ۔ چارلس کا حملہ نیپلس ۔ لیگ آف وینس ۔ فورنوووں کی لڑائی ۔ چارلس ہشتم کی پسپائی اور وفات ۔ سیونارولا ۔ لوئی دوازدہم کی داخلی حکمت عملی ۔ لوئی کا میلان پر حملہ آور ہونا ۔ غرناطہ کا معاہدہ اور نیپلس پر حملہ ۔ لوئی اور فرڈیننڈ کی نزاع باہمی ۔ سیسی نارا، سیری نیولا، اور گیاری لیانو کی معرکہ آرائیاں ۔ نیپلس سے فرانسیسیوں کا اخراج ۔ الکزنڈر ششم اور سیزر بورجیا ۔ لیگ آف کامبرے ۔ اینا دیلو کی لڑائی ۔ مقدس لیگ ۔ راوانیا کی لڑائی ۔ اطالیہ سے فرانسیسیوں کا اخراج ۔ مڈیسی کی بازیافتگی فلارنس ۔ میکسی ملین سفورزا کو ملان کا واپس ملنا ۔ ہسپانوی ناوار کی فتح ۔ مقدس لیگ کی شکست ۔ فرانسیس اول کی جانشینی لوئی دوازدہم ۔ ماری نیانو کی معرکہ آرائی ۔ بولونیا کا وفاق ۔ نوایون اور لندن کے معاہدے ۔ زوال وینس کے اسباب ۔

۱ ۔ چارلس ہشتم کی یلغار

مہم اطالیہ کے وقت چارلس ہشتم کو فرانس میں تخت نشیں ہوئے گیارہ سال

ہو چکے تھے ۔ جس بادشاہی کا وہ جانشین ہوا تھا وہ شاید یورپ بھر میں سب سے کم دستوری رکاوٹوں کی پابند تھی ۔ تاج کی ہردلعزیزی کی بنیاد اس قیادت پر قائم تھی جو اس نے انگریزوں کے خلاف معرکہ آرائی میں جس سے فرانسیسی قوم نے جنم لیا تھا اختیار کی تھی ۔ نیز اس حیثیت کی بھی رہین منت تھی جو امراء اور جاگیرداروں کے خلاف متوسط الحال لوگوں کے حامی ہونے کی حیثیت سے پیدا ہوئی تھی ۔ مجلس طبقات (Eststes general) یعنی ملک کی مجلس شوریٰ کو اپنے دعاوی کے اثبات میں کبھی کامیابی نہ ہوئی ۔ طبقہ بندی جس نے اہل ملک کے مثل اس مجلس کے افراد کو بھی مختلف جتھوں میں منقسم کر دیا تھا، متحدہ کارروائی کی مزاحم تھی ۔ رہا طبقۂ سوم' سو اس میں اوسط درجے کے لوگوں کی نمایندگی پورے طور سے ہوتی ہی نہ تھی ۔ صوبہ جات کے مبارزین یعنی دیہات کے گرانقدر نمایندے جو انگلستان کے دارالعوام کے پشت و پناہ تھے فرانس میں موجود نہ تھے ۔ ان خامیوں کی وجہ سے مجلس شوریٰ' خزانے یا ملک کے نظم و نسق پر اپنا اقتدار اور قابو قایم رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکی ۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہو سکتا تھا وہ یہی کہ ساری قوت شاہی کونسل کے ہاتھوں میں چلی گئی جو بادشاہ کے نامزد کردہ اشخاص کی جماعت ہوتی تھی اور جو اس وقت تک حسب دلخواہ احکام نافذ کرتی اور من مانے محصول وصول کرتی رہی جب تک کہ وہ امراء و رؤساء کی ان اعانتوں اور حقوق میں مداخلت اور دست اندازی نہ کرتی جو جاگیری خراج کے سوا ہر قسم کے محصولات سے آزاد رہنے کے مختار تھے ۔

یہ بجا ہے کہ پیرس کی پارلیمان نے جو سلطنت کی اعلیٰ ترین مجلس عدالت تھی اپنے اُن حقوق پر جو اُسے شاہی فرامین کے درج رجسٹر کرنے اور اس طرح ان کے درج کرنے سے انکار کرنے کے حاصل تھے عمل کرنے کی کوشش کی لیکن بادشاہ " لی وژو تیس" یعنی ایوان معدلت کا انعقاد کر کے اس مخالفت و مزاحمت کا بہت آسانی کے ساتھ سد باب کر سکتا تھا یعنی پارلیمان کے ممبروں کو مجلس اعلیٰ کے روبرو طلب کر کے اُن کو فرامین شاہی

کے درج رجسٹر کرنے کا حکم دے سکتا تھا۔ ایک طاقتور بادشاہ کے تحت کم از کم پارلیمان تو تاج کی حلیف ہونے کے بجائے اُس کا ایک حقیر آلۂ کار بن جایا کرتی تھی[1]۔

چارلس ہشتم این آف بوژو کی ولایت میں ۱۴۸۳ء تا ۱۴۹۲ء اس کا کامیاب مسلک

چونکہ ۱۴۸۳ء میں اپنے باپ لوئی یازدہم کے انتقال کے وقت چارلس صرف چودہ سال کا تھا اس لئے چارلس پنجم کے ۱۳۷۴ء کے فرمان کے بموجب کسی کو بادشاہ کا قائم مقام بنانا ضروری نہ تھا لیکن چونکہ لوئی نے خواہ کسی حکمت عملی کی بنا پر، یا اپنی انانیت[2] سے چارلس کی تعلیم سے غفلت برتی تھی اور اس کا اسے احساس بھی تھا اس لئے اس نے چارلس کو اپنی لڑکی این کی نگرانی میں دیدیا تھا۔ این، سیر دبوژو کی بی بی تھی جو اپنے بڑے بھائی کے انتقال پر ۱۴۸۸ء میں بوربان کا ڈیوک بن گیا تھا۔ این کے بارے میں لوئی یازدہم کا یہ قول تھا کہ وہ "فرانسیسی عورتوں میں سب سے کم بے وقوف ہے"۔ لیکن چارلس کے عہدِ حکومت کے ابتدائی سالوں میں این کا جو طرزِ عمل رہا اس نے اس کے والد کے اس دوسرے قول کی تکذیب کردی کہ "عقلمند عورت اس نے کوئی دیکھی ہی نہیں"۔ مرکزیت کے اغراض کے مدِنظر، گو اس کی اس حکمت عملی سے ملک کو دائمی نقصان پہنچا، وہ ان مطالبات سے گریز کرتی رہی جو ۱۴۸۴ء کی مجلس طبقات نے حکومت میں شریک ہونے کے متعلق پیش کئے تھے۔ اس نے اُن متعدد کوششوں پر پانی پھیر دیا تھا جو امراء نے ولی عہد لوئی آف اولیان کی سرکردگی میں اسے برسرِ اقتدار رہنے سے محروم اور لاانتہا جاگیری آزادی کو ازسرنو قائم کرنے کی غرض سے وقتاً فوقتاً کی تھیں۔ اس تحریک کو برٹینی کے

[1] دیکھو ضمیمہ ۱

[2] لوئی یازدہم نے اپنے بیٹے کی نسبت کہا تھا کہ اگر وہ یہ پانچ لاطینی الفاظ:
Qui nescit dissimulare nescit regnare
جان لے تو نہایت کافی ہے۔

ڈیوک فرانس دوم، رومیوں کے بادشاہ میکسی ملین، اور انگلستان کے
رچرڈ سوم اور من بعد ہنری ہفتم کی تائید حاصل تھی۔

برٹنی کے ڈیوک فرانس کی ۱۴۸۸ء میں وفات پر این نے برٹنی
کے معاملات میں مداخلت کرکے اس کی وارثہ این کو بزور شمشیر نوجوان
بادشاہ کے حبالۂ عقد میں لایا۔ جس معاہدے کی رو سے یہ شادی ہوئی تھی،
اس میں شک نہیں کہ اس کے بموجب برٹنی کی خودمختاری تسلیم کرلی گئی تھی،
لیکن ساتھ ہی یہ بھی طے پایا تھا کہ دونوں میں سے جو بعد کو مرے گا وہی اس
ڈچی کا وارث ہوگا۔ اور اگر ڈچس این کے شوہر نے اس سے پہلے اور
بحالت لاولدی وفات پائی تو این تخت فرانس کے قابض مابعد سے شادی
کرلے گی۔ اس طرح نظام جاگیری کی اس آخری بڑی اور نیم آزاد جاگیر کو جو
فرانس کے پہلو میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی، ملوکیت فرانس میں قطعی طور پر
جذب کرلینے کے لئے راستہ صاف ہوگیا۔

حکمت عملی کی اس نمایاں کامیابی نے فرانس کے تمام دشمنوں کو چونکا
دیا۔ میکسی ملین کو دو گستاخیوں کا بدلہ لینا تھا۔ اولاً یہ کہ این آف برٹنی کے
ساتھ خود اس کا عقد بالوکالت[1] ہوچکا تھا۔ ثانیاً چارلس ہشتم نے صلحنامہ آرا
کے ذریعے سے عہد کیا تھا کہ وہ میکسی ملین کی بیٹی مارگریٹ کے ساتھ عقد
کرلے گا۔ اس طرح چارلس کی برٹنی کی وارثہ کے ساتھ شادی ہوجانے سے
میکسی ملین اور اس کی بیٹی دونوں کی ہتک ہوئی۔ اس دو دھاری تلوار
سے زخمی ہوکر میکسی ملین نے فوراً مارگریٹ کی جہیزی جائداد آرتوا اور
فرانش کانتے کا مطالبہ پیش کیا اور اپنے دعاوی کو بزور شمشیر منوا لینے
کی کوشش کی۔ ادھر ہنری ہفتم نے بھی فرانس کے ساتھ برٹنی کے الحاق کو
روکنے کی کوشش کی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاکر اراگان کے فرڈیننڈ نے
بھی روسیلان کی واپسی کا مطالبہ کیا جو لوئی یازدہم کے تفویض کیا گیا تھا۔
میکسی ملین نے اپنی لڑکی کے جہیز کا جو مطالبہ کیا تھا وہ بالکل حق بجانب
تھا اور اس سے انکار کرنا آسان نہ تھا۔ لیکن ہر حالت میں روسیلان کی واپسی کا

[1] وہ عقد جو دولھا کے نائب یا وکیل کے ذریعے سے انجام پائے۔

مقابلہ ضروری تھا۔ نیز ہنری ہفتم کی مداخلت کا جواب کیلے کے دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کے ذریعے دیا جاسکتا تھا اور اس طرح انگریزوں کو ہمیشہ کے لئے قلمرو سے نکال دیا جاتا۔ شاید اس امر میں شبہ کیا جائے کہ آیا فرانس میں ایسی کاری ضرب لگانے کی سکت تھی بھی یا نہیں، لیکن کم ازکم اس کی پالیسی تو یہ ہونی چاہئے تھی کہ اپنی سرحد کو قوی اور اپنی قلمرو کو مستحکم و مربوط کرلیا جائے۔

اطالوی مہم کے شوق میں چارلس اپنے دشمنوں سے صلح کرلیتا ہے۔

لیکن بدقسمتی سے اسی وقت چارلس کے سر میں اطالوی مہم کا سودا سمایا ہوا تھا اور چونکہ وہ اس عمر کو پہنچ چکا تھا کہ اپنی بہن کی صلاح اور اُس کے مشوروں سے بے نیاز ہوکر خود مختارانہ طور پر کام کرے؛ لہذا اس نے فوراً اپنے دشمنوں کے مطالبات کے سامنے سرِتسلیم خم کرلیا۔ ہنری ہفتم کو عہدنامۂ ایتاپل سے جو نومبر ۱۴۹۲ء میں ہوا، ہموار کرلیا گیا۔ سرڈائن اور روسیلان، فرڈیننڈ کو معاہدۂ مارسی لونا کے ذریعے سے جنوری ۱۴۹۳ء میں تفویض کردیے گئے۔ اور مئی ۱۴۹۳ء میں سنلی کے معاہدے سے شہزادی مارگریٹ بھی اپنے والد کے پاس بھیج دی گئی اور اُس کے ساتھ آرتوا اور فرانش کانتے بھی واپس کیئے گئے۔ اپنی خانگی مشکلات کو اس طرح رفع دفع کرکے چارلس اپنی اطالوی مہم کی فوری تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔

اطالیہ کی حالت ۱۴۹۴ء میں۔

سلطنت روما کے زوال کے بعد اطالیہ کا قومی اتحاد بہت جلد کالعدم ہوچکا تھا۔ ان بے سود کوششوں کے باوجود، جو وقتاً فوقتاً جزیرہ نمائے اطالیہ میں ایک متحدہ حکومت کے قیام کے لئے کی گئیں، بالآخر نفاق و شقاق کا اصول ہی غالب آیا۔ بلاشبہ مغربی شاہنشاہوں کی طرف سے تفوق کے دعوے ہوتے رہے لیکن تیرھویں صدی کے اختتام کے بعد سے اِن دعووں میں اصلیت باقی نہ رہی تھی اور ان شکستہ آثار پر دوسری چھوٹی چھوٹی مملکتوں کے علاوہ پانچ ایسی مملکتیں

قائم ہوئیں جن کو کچھ امتیاز بھی حاصل تھا۔

میلان میلان میدان لامبارڈی کے بیچ میں واقع تھا، اور وہ تیرھویں صدی کے اختتام پر وسکانتی کے روبرو سرِ اطاعت خم کر چکا تھا۔ اس ظالم، لیکن قابل خاندان نے جہاں جمہوریت کی اندرونی آزادی کو سلب کیا وہاں اس کی سرحد کو وسعت دی اور ان چھوٹی ریاستوں کو اپنی مملکت میں جذب کر لیا جو وینس کے چنگل سے بچی ہوئی تھیں۔ خاندان وسکانتی کے سلسلۂ نرینہ کے منقطع ہونے پر فرانسسکو سنفورزا نے جو علاقہ ہضم کر لیا تھا وہ دریائے ایڈا سے لیکر سرحد وینس کے دوش بدوش دریاے سیسیا تک پہنچتا تھا اور وہاں وہ ایک طرف تو پیدمان سے جو ڈیوک آف سیوائے کے تحت تھا اور دوسری طرف ریاست مانفیرا سے جا ملتا تھا۔ ۱۴۷۶ء میں فرانسسکو کے بیٹے گالیا ذو ماریا نے تین میلانی امرا کے ہاتھوں اپنے جبر، شہوت اور مظالم کا خمیازہ بھگت لیا تھا۔ اور اگر بادشاہ کشی کی کسی وقت بھی تائید کی جا سکتی ہے تو یہ امرا فی الحقیقت اس قابل ہیں کہ ان کا نام محبان وطن کی فہرست میں داخل کیا جائے۔ گالیا ذو ماریا کے مرنے پر اس کی بیوہ نے جس کا نام بونا تھا اپنے شوہر کے دانا ترین مشیر فرانسسکو سیمونیتا کی مدد سے اپنے چاردہ سالہ بیٹے جیان گالیازو کے نام سے حکومت کی۔ اس کے تین سال بعد یعنی ۱۴۷۹ء میں کمسن جیان کے چچا لوڈوویکو اِل مورو نے بونا کی حکومت کا خاتمہ کر دیا، سیمونیتا کو موت کے گھاٹ اُتارا اور خود کمسن بادشاہ کا نائب السلطنت بن گیا۔ لوڈوویکو اگرچہ حکومت کا حریص، بیدریغ اور سازش کا عاشق تھا، تاہم اپنے بہت سے پیشروؤں کی طرح جان بوجھ کر اور عمداً بیرحمیوں کا مرتکب نہ ہوتا تھا۔ گو اس کی حکومت جابرانہ تھی تاہم علم و فن کی خاصی حمایت کی جاتی تھی۔ اور اس نے اپنی ساری قلمرو میں قناعت اور صلح قائم رکھی۔

وینس ریاست میلان کے مشرق میں جمہوریہ وینس واقع تھی۔ یہ کسی زمانے میں عمومی طرز حکومت رکھتی تھی۔ لیکن تیرھویں

صدی عیسوی کے قریب وہ ایک تاجرانہ عدیدیہ کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ پندرھویں صدی عیسوی کے اختتام پر مجلسِ عظمیٰ نے نہ صرف رائے دہندگی کے وظائف ہی کا اجارہ لے لیا تھا بلکہ خود ڈوژ بھی ایک کٹ پتلی سے کچھ ہی زیادہ رہ گیا تھا۔[1] ابتداءً وینس نے براعظم کی سیاسیات میں بہت کم دلچسپی لی۔ اپنی دلدلی جھیل کے پیچھے محصور ہونے کے باعث اس نے اپنی توجہ صرف بحرِ متوسط اور مشرق ہی کی سمت قائم رکھی جہاں سے اس کی تجارت جو اس کی دولت کا سرچشمہ تھی، وابستہ تھی۔ پھر بھی پندرھویں صدی کی ابتدا میں براعظم میں اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے اس کی نگاہیں مغرب کی طرف اٹھنے لگیں[2] اس جد و جہد میں اُسے بڑی کامیابی ہوئی۔ چنانچہ بحرِ ایڈریاٹک، موریا اور بحرِ ایجین میں اپنے مقبوضات پر حکومت کرنے کے علاوہ اب وہ دریائے پو کے شمالی حصے میں بھی ایک وسیع رقبے پر حکمراں تھی، جس کی سرحد مغرب کی جانب ایڈا اور شمال آلپس کی شاخوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اس حکمتِ عملی نے اُسے اطالوی سیاسیات کے پریشان کن الجھاوں میں پھنسا لیا اور اطالوی ریاستوں کے رشک و حسد کے سوتے ہوئے فتنوں کو بھی جگا دیا۔ پھر بھی وینس کی دھاک ابھی تک قائم تھی۔ ۱۴۷۹ء کے معاہدے کی رو سے سقوٹری، نیگرو پان اور اُس کے موریا کے اکثر مقبوضات ترکی کے حوالے کر دینے پڑے تھے۔ لیکن اس کے تاجرانہ مراعات برقرار تھے اور ترکی کے ساتھ بھی ایک عارضی صلح ہو گئی تھی۔ ۱۴۸۸ء میں اس نے ایک عجیب و غریب چالاکی سے جزیرۂ قبرص کا اپنی حکومت سے الحاق کر لیا۔ دوسری اطالوی حکومتوں کے مقابلے میں حکومت وینس کی خرابیاں بدرجہا کم تھیں اور اس میں استقلال بھی بہت زیادہ تھا۔ اُس کے استحکام اور اِن انقلابات سے محفوظ و مصئون رہنے نے جن کے طوفان دوسری اطالوی حکومتوں میں ہمیشہ

---

[1] دیکھو ضمیمہ نمبر ۳۔

[2] اس کی بابت دیکھو صفحہ 57

برپا رہتے تھے، اُس کے ہمسایوں کی آتش حسد کو بھڑکایا تھا۔ جس نرمی ملایمت اور عقلمندی و دانائی سے وینس اپنے زیرنگیں مقبوضات پر حکمرانی کرتا تھا، اس نے رعایا کو وفادار اور جاں نثار بنالیا تھا، اس کی دولت روز افزوں بڑھتی گئی اُس کی علم و ہنر کی سرپرستی بھتم بالشان تھی، اور گو اس کی اخلاقی حالت درجۂ اعتبار سے گری ہوئی تھی تاہم اس سے زیادہ گری ہوئی نہ تھی جیسی کہ اطالیہ کے دوسرے حصوں میں پائی جاتی تھی۔

مان توا اور فرارا وینس کے جنوب اور جنوب مغرب میں مان توا اور فرارا کے خود مختار علاقے واقع تھے۔ ان میں سے مان توا جو منیچیو کی دلدل میں واقع تھا، گانزاگا کے فوجی خاندان کے زیرنگیں تھا اور فرارا دریائے پو کے دہانے پر آباد ایسٹے (Este) کے قدیم خاندان کے تحت تھا۔

فلورنس کوہ ایپی نائینس کے آغوش میں آرنو کے آبشار اور اُس کے تحتانی شہروں یعنی وال ٹیرا، اریزو کورٹونا، پسٹوجا اور پیسا پر فلورنس کا پرچم شہریاری لہرا رہا تھا۔ اس کے شمال مغرب اور جنوب میں لوکا اور شینا، خود مختار ریاستیں تھیں جو مدت سے اُس کی جانی دشمن تھیں۔ گو فلورنس بظاہر ایک جمہوریت تھی جو انجمنہائے تجارتی کے نظام پر قائم تھی تاہم فی الحقیقت وہ تقریباً تمامتر خاندان میڈیچی کے قبضے میں تھی۔ اس خاندان نے نظم و نسق کی ظاہری شکل کو تو برقرار رکھا تھا، لیکن حکومت اپنے موافقین اور طرفداروں کے ہاتھوں میں دے رکھی تھی۔ وقتاً فوقتاً شہریوں کی ایک مقررہ پارلیمنٹ، کمیٹیوں یا بالیاس (Ballias) کا انتخاب کیا کرتی تھی، جس کی نگرانی میں سینوری اور دیگر عمال حکومت کا انتخاب ہوتا تھا۔ بالآخر ۱۴۸۰ء میں ستر آدمیوں کے ایک ایوان نے، جن کی نامزدگی عملی طور پر لورنیزو نے کی تھی، کچھ مدت تک بالیاس کی جگہ لے لی۔ یہ ایوان نہ صرف سینوری کو نامزد کیا کرتا تھا بلکہ مجلس اعلیٰ کو بھی منتخب کرتا تھا جو جمہوریت کی مجلس مقننہ تھی۔ اور اس طرح یہ ایوان شہر کا

مالک بن بیٹھا۔ محصولات عائد کرنے کی ایک زیرکانہ تدبیر سے جس سے امرا کی قوت پر ضرب لگتی تھی خاندان میدیچی کو ادنیٰ طبقوں کی تائید حاصل ہو گئی تھی۔ دوسری طرف خزانے کی ابتری اور ان کے اپنے خاندانی بینک کے مال و زر نے نظم و نسق کا آخری قبضہ انھیں کے ہاتھوں میں دیدیا۔[1] خاندان میدیچی کی حکمرانی، میلان کے خاندان سفورزا کی حکومت سے بدرجہا زیادہ معتدل تھی۔ اُن کی قوت حقیقی سیاسی ذکاوت کا نتیجہ تھی اور محض اسی سیاسی ذکاوت کی بدولت وہ ایک ایسی قوم کو اپنے اقتدار میں رکھ سکے جس سے زیادہ چلبلی دقیق اور ذہین قوم دنیا نے ایتھنز والوں کے بعد سے اس وقت تک نہ دیکھی تھی۔ فلورنس اطالوی صنعت اور علم و ادب کا مرکز بن گئی تھی اور افسوس ہے کہ اسی کے ساتھ اِن بداخلاقیوں اور آوارگیوں کا بھی گہوارہ ہو گئی تھی، جو ہر نشاۃ جدیدہ کی عظمت کو داغدار بناتی ہے۔ بدقسمتی سے ایک ایسے وقت جو فلورنس کی تاریخ میں اس کا وقت امتحان تھا لورینزوے اعظم کا انتقال ہو گیا (اپریل ۱۴۹۲ء) میدیچی حکمرانوں کا وہ بہترین نمونہ تھا لیکن اس کے بیٹے پئیرو کی کمزور حکومت سے اس خاندان کا اقتدار اندر ہی اندر گھلتا جا رہا تھا۔

پاپائی ریاستیں سینا اور فلورنس کے علاقوں کو جنوب اور مشرق میں گھیرے ہوئے اور اطالیہ کے مرکز سے گزرتے ہوئے، سمندر سے سمندر تک پاپائی ریاستیں واقع تھیں، جو سینٹ پیٹر کی پٹریمونی اور کامپانیا اور اسپولیٹو کی ڈچی، اور مارچ آف انکونا اور رومانا سکا مجموعہ تھیں۔

ان میں سے پہلے دو علاقوں کے سوا دوسرے سب علاقے پاپا کی فرمانروائی کو تسلیم کرنے کے باوجود عملاً بالکل خود مختار تھے۔ پٹریمونی اور کامپانیا میں تو وہاں کے طاقتور خاندان آرسینی اور کولونا پاپا کے اقتدار کو

---

[1] دیکھو ضمیمہ نمبر ۲۔

ہمیشہ ٹھکراتے رہتے تھے۔ قریب قریب اُسی زمانے میں پاپاؤں کی حکمت عملی یہ ہوگئی تھی کہ اِن اضلاع میں اپنے اقتدار کو بجبر تسلیم کرائیں اور ایک قوی دنیوی حکومت کی تنظیم کریں۔ اس حکمت عملی کا بانی سکسٹس چہارم تھا، جس کی پاپائی کا زمانہ ۱۴۷۱ء سے ۱۴۸۴ء تک رہا۔ جن لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ پاپائیت کی بقا کا واحد ذریعہ یہی تھا کہ وہ ایک دنیوی حکومت قائم کرے غالباً حق بجانب ہیں۔ مقدس رومی شاہنشاہی کا تصور جو قرون وسطیٰ میں پیدا ہوا تھا وہ اس طرح مٹ چکا تھا کہ اس کا اعادہ ناممکن تھا اور علیٰ ہذا القیاس متحدہ مسیحیت کا خیال محض خواب ہوچکا تھا۔ پاپائیت نے بالکل نہ سہی تو زیادہ تر اپنی ہی کوتاہیوں کے باعث اپنا وہ اخلاقی اقتدار کھو دیا تھا جو یورپ میں اسے حاصل تھا۔ اور نکولس پنجم (۱۴۴۷ء تا ۱۴۵۵ء) و پیس دوم (۱۴۵۸ء تا ۱۴۶۴ء) نے اس ذہنی سیادت کو بار دیگر حاصل کرنے کی جو کوششیں کیں اُن کو بمشکل ہی کوئی کامیابی حاصل ہوسکی۔ اوی نیون کے قید و بند (۱۳۰۹ء تا ۱۳۷۷ء) اور تفریق اکبر (۱۳۷۸ء تا ۱۴۱۷ء) کے زمانے میں بڑی بڑی اطالوی حکومتوں کی قوت، نیز اس قوت میں اضافہ و افزایش کی حرص، بہت ترقی کرگئی تھی۔ اِن حالات میں اگر پاپائیت کو یہ منظور تھا کہ وہ اپنے تئیں اس حد تک انحطاط پذیر ہونے سے بچائے، جس حد تک وہ دسویں صدی عیسوی میں پہنچ چکی تھی، جبکہ وہ قرب و جوار کے اُمرا و شرفا کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کر رہ گئی تھی تو اِس کے لئے یہ ضروری تھا کہ زمانے کی رفتار کا ساتھ دیتی، اور ایک قوی و متحدہ حکومت قائم کرتی۔ لیکن اس ضرورت کی اُس کو بہت گراں قیمت ادا کرنی پڑی۔ سیاسی سازشوں کے طوفان میں پھنسکر پاپائیت نے اپنی روحانی قوتوں کو ان دنیاوی مقاصد کے بدلے فروخت کردیا۔ اور اپنی اس بیع و شری سے یورپ کے ضمیر میں لرزہ پیدا کردیا۔ طرفہ یہ کہ جن پاپاؤں نے اسوقت پاپائیت کی مسند پر قدم رکھا وہ اخلاقاً بہت ہی گرے ہوئے تھے۔ سکسٹس چہارم (۱۴۷۱ء تا ۱۴۸۴ء) حریص اور زرپرست تھا۔ اس نے ہر شے کو اپنے بھتیجوں کی

بہتری پر قربان کردیا۔ انوسنٹ ہشتم (۱۴۸۴ء تا ۱۴۹۲ء) سخت فاسق اور آرام طلب تھا اور پاپاؤں میں یہی وہ پہلا پاپا تھا، جس نے علانیہ اور کھلے بندوں اپنے صاحب اولاد ہونے کو تسلیم کیا۔ راڈریگو بورجیا کا تذکرہ (جو پاپا الگزینڈر ششم کے لقب سے ۱۴۹۲ء سے ۱۵۰۳ء تک پاپائیت کے اعلیٰ منصب کو انجام دیتا رہا)، اعتدال کے ساتھ کرنا بہت دشوار ہے۔ اس پر جو الزامات عائد کیئے گئے اگران کا شمار کیا جائے تو ان جملہ جرائم کی فہرست ختم ہوجائے گی، جو حضرت موسیٰؑ پر نازل شدہ احکام عشرہ کے عدم امتثال سے پیدا ہوسکتے ہیں۔ اس کے جن جرائم کے متعلق کافی شہادت موجود نہیں ہے اگر ان سے اغماض کرلیا جائے تو بھی اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ الگزینڈر کی عیاشی معمولی عیاشی کے حدود سے متجاوز تھی۔ معمولی معمولی شرم وحیا کے مقررہ آداب کو بھی وہ نظر حقارت سے دیکھتا تھا۔ وہ حریص اورظالم تھا اور سیاست مدن میں کسی اخلاقی اصول کا پابند نہ تھا۔

پاپاؤں کا یہ خیال کہ دنیوی حکومت قائم کریں اطالیہ کے لئے بیحد مضرت رساں تھا[1]۔ اپنے زیر حکومت جزیرہ نما کو متحد کرلینے کے لئے چونکہ اُن میں کافی قوت نہ تھی اس لئے انھوں نے یہ ٹھان لی تھی کہ کسی دوسرے کے زیر اثر بھی وہ اس کو متحد نہ ہونے دیں گے۔ پاپاؤں کی یہ کوشش تھی کہ بحیثیت صدر کلیسا ہونے کے ان کے جو اغراض تھے ان کو دنیوی حکومت کے ساتھ تطبیق دیں اور اس جدوجہد میں وہ اپنے ملک کی آزادی فروخت کر بیٹھنے پر ہمیشہ مستعد تھے۔ اس سے قبل وہ متعدد بار اجنبیوں کو اپنی امداد کے لئے طلب کرچکے تھے اور اگر پہلے فرانسیسی حملے کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہوسکتی تھی تو وہ اجنبی حکومت کو ملک میں مستقل کردینے کے تو پوری طرح ذمہ دار قرار دیئے جاسکتے تھے۔

جزیرہ نما کی انتہائی سرحد پر نیپلس کی بادشاہی قائم تھی جس کی زمام حکومت

[1] دیکھو میکاویلی کی کتاب موسومہ ڈسکارسی کتاب جلد (۱) باب (۱۲)۔

اس وقت فرانٹی اول (Ferranti. 1.) کے ہاتھوں میں تھی (۱۴۵۸ء تا ۱۴۹۴ء) جو اراگان کے اولوالعزم بادشاہ الفانسو کا ناجائز بیٹا تھا۔ سسلی (صقلیہ) سارڈینیا آراگان کی جائز اولاد کے قبضے میں تھے جس کا نمایندہ اس وقت فرڈیننڈ کیتھولک تھا جو ۱۴۷۹ء سے ۱۵۱۶ء تک حکمراں رہا۔ اطالوی ریاستوں میں نیپلس سب سے زیادہ اور ہمیشہ ہنگامہ آرائیوں کا مرکز بنا رہا۔ چنانچہ ۱۴۸۵ء میں فرانٹی کے ظلم و تعدی سے تنگ آکر وہاں کے امرا نے بغاوت کر دی اس بغاوت میں بادشاہ کو اپنی عیاریوں اور قابلیتوں کی بدولت غلبہ حاصل رہا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی فریب کاریوں اور غیر انسانی بے رحمیوں نے اس کو انتہا سے زیادہ غیر ہر دلعزیز اور اس کی حکومت کو بالکل غیر استوار بنا دیا۔ اس نے جنوری ۱۴۹۴ء میں دنیا کو اپنے وجود سے پاک کر دیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا الفانسو دوم تخت و تاج کا وارث ہوا۔ فرانسیسی مورخ کومین کے بیان کے بموجب الفانسو دوم اگرچہ اپنے باپ کی طرح خطرناک نہ تھا تاہم بدکرداریوں میں اپنے بدکردار باپ سے چند قدم آگے ہی تھا۔ کومین کہتا ہے کہ "اس سے زیادہ خونریز اور شریرالنفس، اس سے زیادہ سنگدل و قسی القلب اس سے زیادہ بندۂ شہوت و حرص بادشاہ اور کوئی نہیں ہوا"

ان ریاستوں کی باہمی رقابت

ان پانچوں ریاستوں کی باہمدیگر رقابت اطالیہ کی تباہی کا باعث ہونے والی تھی۔ کیونکہ گو وہ ایک دوسرے کی مزاحمت پر کمربستہ تھیں لیکن کسی کو اطالیہ میں خود مختاری قائم کرنے کی صلاحیت نہیں تھی۔ ان کی قوتوں کا توازن بقدر مساوی تھا کہ کسی ایک کا پلہ بھاری نہ ہونے پاتا تھا۔ ان کا باہمی رشک و حسد اتنا قوی، ان کے باشندوں کے اوضاع و اطوار ایک دوسرے سے ایسے متضاد اور ان کی حکومتوں کی تشکیل باہمدگر ایسی متغائر تھی کہ عہد و میثاق کا کوئی رشتہ اُن کو متحد کر ہی نہ سکتا تھا اور مشترکہ مفاد قومی کا سارا احساس ان سے کافور ہو چکا تھا۔ ان کی سرحدوں کے مابین متعدد

چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی موجودگی نے، جو اپنی بقا کا سامان اپنی سخت و پیچیدہ سازشوں ہی میں پنہاں دیکھتی تھیں، ان کی آتش حرص و آز کو اور بھی بھڑکایا اور ان کی خائن و غدارانہ حکمت عملی کے رشتے کو جس کے سہارے اجانب اطالیہ تک پہنچنے والے تھے اور بھی مضبوط کر دیا۔

اطالویوں کی ذہنی فعلیت اور اخلاقی تنزل۔

لیکن اگر اطالوی حکمرانوں کے یہ جھگڑے اطالیہ پر اجانب کے پہلے حملے کا باعث ہوئے اور بعدازاں کسی مستقل و دیرپا اتحاد کی بنیاد انھوں نے نہ پڑنے دی تو اس کے باشندوں کی حالت نے بھی کامیاب مقاومت و مزاحمت کی تمام امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اطالیہ کی پندرھویں صدی کی عمرانی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ دو حقیقتیں ہم پر ظاہر ہوتی ہیں، اولاً آزادی و حریت کے مٹ جانے اور سیاسی فرقہ بندیوں سے قوم کی اخلاقی زندگی پر مہلک اثرات کا پھیلنا۔ ثانیاً عیش و عشرت اور ایسے علوم و فنون میں منہمک ہو جانے کے نتائج جن میں مذہب کا پاکیزہ عنصر موجود نہ ہو۔

میلان اور نیپلس جیسی ریاستوں میں، جہاں تمام سیاسی حریت فنا ہو چکی تھی، مظلوموں کے ہاتھوں میں صرف وہی سازش و کشت و خون کے حربے رہ گئے تھے جن کے سبق انھوں نے اپنے جابر حکمرانوں سے سیکھے تھے۔ فلورنس کے مماثل شہروں میں جہاں دستوریت کی صرف ظاہری شکلیں باقی رہ گئی تھیں اور اس کی روح فنا ہو چکی تھی اور جہاں کینہ پرور انتقامیات نے جن کا اظہار مغلوب اور شکست خوردہ اشخاص کے قتل و جلاوطنی اور ان کی جائداد کی ضبطی اور قرقی کی شکلوں میں ہوا کرتا تھا، حکومت کے شیرازے کو منتشر کر دیا تھا۔ لوگوں میں باہمی بے اعتباری اور سیاسی نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ طاقت کا ہاتھ سے چلا جانا ہر شے سے محروم ہو جانے کے برابر تھا۔ لوگ بیباک اور نڈر ہو گئے تھے۔ صبر و سکون کا رشتہ ہاتھوں سے چھوٹ چکا تھا۔ اقلیت کے فرائض زینت طاق نسیاں ہو چکے تھے۔ ہر شخص ہر وقت اسی دھن میں غلطاں و پیچاں رہتا تھا کہ خفیہ سازشوں یا علانیہ بغاوتوں سے، غرض جس طرح بنے اپنے دشمنوں اور حریفوں کی بیخ کنی کرے۔ چھوٹی ریاستوں میں تو صورتِ حال اور بھی بدتر ہو رہی تھی۔

یہاں کی حالت نسبتہً زیادہ غیر استوار اور نفاق و شقاق یہاں نسبتہً زیادہ شدید تھے۔ کامیابی کے ساتھ بغاوت کردینے کے مواقع بھی نسبتہً بڑھے ہوئے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ وینس اور پاپائی قلمروؤں کی حالت باقی جزیرہ نما کی حالت کی بہ نسبت زیادہ مستحکم و مضبوط تھی پھر بھی سازشیں۔ اور بد دیانتی وہاں بھی کوئی غیر معمولی چیزیں نہ تھیں۔

اس قسم کی سیاسی صورت حال میں صرف یہی نہیں ہوا کہ اطالوی قومیت کے تمام احساسات مردہ ہوگئے بلکہ اپنے شہر اور اپنی حکومت کی محبت بھی تحفظ ذات کے غیر اختیاری رجحان طبع کے مقابلے میں فنا ہوگئی۔ اصول کی پابندی اور احکام کے امتثال کی جگہ کامیابی کی پرستش ہونے لگی اور نیک اخلاق کی جگہ سفاکی اور خودغرضی کو ملی۔ پھر جابروں نے اپنی حفاظت اور نصرت کی اسکیموں کو انجام تک پہنچانے کیلئے تنظیم ((Cndotierri)) کو رواج دیا۔ جمہوریتوں نے کچھ تو اپنی سہل انگاریوں اور کچھ ان دقتوں کے باعث، جو تربیت یافتہ سپاہیوں کا نیم تربیت یافتہ فوج ردیف سے مقابلہ کرتے وقت پیش آتی ہیں، روش زمانہ کی تقلید کی اور اطالیہ اجرتی فوجیوں کا شکار ہوگئی۔ محاربات کو ان لوگوں نے بازیچۂ اطفال بنا رکھا تھا جنگ سے ان کو دلچسپی صرف اس لئے تھی کہ اس کے معاوضے میں انھیں اجرت ملتی تھی یا اس لئے کہ وہ ان کی حوصلہ مندیوں کے لئے سامان لطف بہم پہنچاتی تھی۔ میدان جنگ بھی ان کو عزیز تھا کیونکہ اس سے ان کی بسر اوقات وابستہ تھی لیکن وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ فیصلہ کن لڑائیاں ہو جائیں وہ اپنے مفاد کے بندے اور زر کے غلام تھے۔ جو زیادہ دیتا اس کے ساتھ ہو جاتے۔ حکومتوں کو بناتے بگاڑتے اور جدھر جاتے ابتری و انتشار پھیلاتے۔ ادھر شہری روز بروز فنون جنگ کو فراموش کرتے جاتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ جب ان کی آزمائش کا وقت آتا تو اپنے تئیں شمالی جنگجو اقوام کا مد مقابل نہ پاکر ان کے حملوں کی غضبناکی ہی سے لرزہ براندام ہو جاتے۔

عیش و عشرت کی سریع الرفتار افزائش اور علوم و فنون لطیفہ کی ترقی کے نتائج بھی ایسے ہی ہوئے۔ مادی راحتوں کی حد سے بڑھی ہوئی شیفتگی نے اطالیوں کو بزدل۔ خود غرض اور کاہل الوجود بنا دیا۔ قوت تنقید کی از سر نو پیدائش نے

لوگوں کو تشکیک کی طرف مائل کر دیا۔ نقاد تخریب تو بلاشبہ کر دیتے تھے لیکن دوبارہ تعمیر کے لئے نہ تو ان میں جوش و خروش ہی تھا نہ صبر و استقلال۔ قدیم نصب العینوں کی طرف رجعت کرنے نے اصنام پرستی کو پھر زندہ کر دیا۔ فنون لطیفہ کے سرور و نشاط پر دماغ کو مجتمع کرنے اور شکل و رنگ کی خوبصورتیوں میں جذباتی لطف لینے کے باعث بہت سے افراد عیاشی و نفس پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ نشاۃ جدیدہ کی تاریخ ہم کو آگاہ کرتی ہے کہ حسن پرستی لازماً مذہبی یا اخلاقی نہیں ہوتی۔ کوئی شبہ نہیں کہ مبالغے سے کام لینا آسان ہے۔ اس میں بھی شبہ نہیں کہ بہت سے اشخاص ایسے بھی ہوں گے جنھوں نے پاکیزہ سادہ اور بے لوث زندگی بسر کی۔ ممکن ہے کہ سیوونارولا[1] کے سے پرجوش شخص کی ملامتوں اور انگشت نمائیوں میں حد سے بڑھے ہوئے مبالغے سے کام لیا گیا ہو تاہم باشندگانِ اطالیہ کے خلاف خود اسی عہد کی ایسی قوی شہادتیں موجود ہیں جو منفصلہ بالا خیالات و شکوک پر غالب آجاتی ہیں۔ اس عہد کے لٹریچر کو پڑھنے والوں نے پڑھا ہی ہوگا جس خشک اور روکھی صفائی و صاف گوئی سے "کیاویل" نے اپنے رسالہ جات فن حکمرانی میں اخلاقی ملفوظات سے بے اعتنائی برتی ہے وہ سیاسی لٹریچر میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ نیز لورنیزو کے جشنیہ نغمے اخلاقی انحطاط کی اس پستی کا یقین دلانے کے لئے کافی ہیں جہاں تک اطالیہ پہنچ چکی تھی۔ اس طرح اطالیہ، قومیت اور حب وطن کے جذبات سے عاری اور ان خالص تر اوصاف سے معرا جن سے مدافعت ممکن تھی ایک روز اپنے میدانوں کو دوسری قوموں کی رقابتوں کا مرکز بنتے، اور آخر کار خود اپنی گردن میں اجنبی حکمرانوں کا ایسا طوق غلامی پہنتے دیکھنے والی تھی جو ہمارے زمانے تک اتر نہ سکا۔

اطالیہ پر فرانسیسیوں کے دعاوی

اطالیہ پر فرانسیسیوں کے دعوے دو طرح کے تھے اور مدت دراز سے چلے آتے تھے۔ میلان کی وسکانتی کی وارثہ ویلنٹینا کی اولادیں سے ہونے کے باعث

---

[1] دنیا سے متنفر ہونے کی نسبت سیوونارولا کے اس بیان کو دیکھو جس کا ذکر ویلاری نے "سوانح سیوونارولا" کی جلد (۲) میں اور پھر اپنے خطبات موسومہ "پازم" میں کیا ہے۔

خاندان آرلیان، اپنے کو ڈیوک کے تخت و تاج کا وارث جائز اور خاندان سفورزا کو غاصب محض خیال کرتا تھا۔ اِدھر خاندان آنژو نیپلس کے اراگانی بادشاہوں کے حقوق پر معترض تھا۔ اس کا ادعا تھا کہ جونائے دوم نے جس نے ۱۴۳۵ء میں وفات پائی، اپنی قلمرو کا وارث اس کے مورث اعلیٰ رینے کو قرار دیا تھا۔

خاندان آرلیاں کے حقوق کا علمبردار اس وقت چارلس ہشتم کا چچا لوئی تھا۔ جو آستی پر پہلے ہی سے قابض تھا۔ خاندان آنژو کے حقوق وہاں کے آخری ڈیوک رینے اول کی وصیت کے مطابق آنژو اور پرووانس کے ساتھ ۱۴۸۱ء میں تاج فرانس سے ضم ہو گئے تھے۔ لوئی یازدہم نے آنژو اور پرووانس کے صوبوں ہی پر قناعت کر لی تھی مگر اس کا نادان اور حریص بیٹا چارلس اطالیہ کو اپنے حقوق بزور شمشیر اس لئے منوانے پر تلا ہوا تھا کہ اس کے ذریعے اسے ایک جنوبی حکومت ہاتھ آ جائے گی جو ترکوں کے خلاف جدید صلیبی لڑائیوں میں نقطۂ آغاز کا کام دے گی۔

اس جنوبی حکومت کے وہ خواب دیکھ رہا تھا لیکن اس شوق و اضطرار کے باوجود خود چارلس حملہ آوری کی جرأت نہ کرتا اگر میلان اور نیپلس کی نزاع باہمی نے ایسا دلکش موقع نہ پیدا کر دیا ہوتا۔

اٹلی کے امن کا انحصار میلان، فلورنس اور نیپلس کے اتحاد ثلاثہ پر تھا

اولوالعزم الفانسو نے، جو نیپلس کی حکومت کے لئے رینے آف آنژو کا رقیب تھا، ۱۴۳۵ء میں، فلیپو میریا کو، جو اس وقت میلان کا حکمران تھا، اس امر سے متنبہ کر دیا تھا کہ فرانسیسی جو کسی وقت نیپلس کے مالک تھے کسی نہ کسی دن، شمال میں اپنے حدود کو وسعت دینے کی کوشش کریں گے۔ فرانسسکو سفورزا کو، جس نے میلان کو، فلیپو کی وفات کے تھوڑے ہی دن بعد حاصل کر لیا تھا۔ خود ہی اس کا احساس تھا کہ میلان کا جائز مطالبہ ویلنٹینا کی شادی سے آرلیان کے فرانسیسی خاندان کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے اور اس لئے اسے فرانس کے حقوق کے متعلق کسی اثبات کی ضرورت نہ تھی۔ اس کا نتیجہ ان دونوں قوتوں کے درمیان اتحاد کی شکل میں نمودار ہوا اور اس اتحاد کو سفورزا کی بیٹی ایپولیتا اور کلیبریا کے شاہزادے الفانسو کے ازدواج سے اور بھی تقویت ہوئی۔ میدیچی خاندان کی حکمت عملی کے

مطابق لورنزو بھی اس جتھے میں شریک ہوگیا۔ اس کو امید تھی کہ میلان نیپلس اور فلورنس کے اتحاد ثلاثہ سے اطالیہ میں توازن قوت برقرار رہے گا۔ وینس اور پاپائیت کی طرف سے حصول ملک کے لئے جو چیرہ دستیاں عمل میں آتی تھیں ان کی بھی روک تھام ہوتی رہے گی اور جزیرہ نما میں امن وسکون قائم رہنے سے غیر ممالک کو مداخلت کے بہانے نہ مل سکیں گے۔ لورنزو کی اپنے مقاصد میں کامیابی پر بجا طور پر شک کیا جاسکتا ہے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اس کے دفعتہً مرجانے سے وہ تنہا شخصیت دنیا سے اٹھ گئی جس کی ذات سے کامیابی کا امکان وابستہ ہوسکتا تھا۔ (اپریل ۱۴۹۲ء)

میلان و نیپلس کے اتحاد کی شکست لوڈوویکو کو اجانب کے بلانے پر مجبور کرتی ہے۔

میلان اور نیپلس کا اتحاد، لورنزو کی وفات سے پہلے ہی اپنے ٹوٹنے کی دھمکیاں دینے لگا تھا۔ ۱۴۸۰ء کے حملے جس سے لوڈوویکو ال مرو نے، سیوا سے کی تونا سے زمام حکومت چھین لی تھی، نیپلس کے فرنینڈ نے مہر قبولیت ثبت کردی تھی۔ سال مابعد ۱۴۸۱ء میں ایپولیتا کی وفات نے، جو لوڈوویکو کی بہن اور فرنینڈ کے فرزند الفانسو کی بیوی تھی، دونوں خاندانوں کے رشتہ اتحاد کو منقطع کردیا۔ بعد ازاں الفانسو کی دختر ازابیلا کے ساتھ نوجوان جیان گالیازو کی شادی نے معاملات کو بد سے بدتر بنا دیا۔ الفانسو لوڈوویکو کی حکومت سے حسد کرنے لگا اور چاہتا تھا کہ اس کا داماد جو ۱۴۹۲ء میں بیس سال کی عمر کو پہنچ چکا تھا، ڈیوک تسلیم کرلیا جائے۔ اس حسد میں ازابیلا بھی اس کی شریک تھی۔ جیسے اس اعزاز و اکرام کا حسد تھا جو اس کی ہمجنس اور قرابتدار، لوڈوویکو کی بیوی بئٹریس پر چاروں طرف سے برس رہا تھا۔

پیرو ڈی میدیچی نے جو حال ہی میں (۱۴۹۲ء) فلورنس میں لورنزو کا جانشین ہوا تھا۔ لوڈوویکو کے خلاف الفانسو سے ایک خفیہ سازش کرلی جس میں نیپلس کا فرنینڈ بھی کسی قدر بادل ناخواستہ شریک ہونے پر رضامند ہوگیا۔ اس نے میلان، نیپلس، اور فلورنس کے اتحاد ثلاثہ کا خاتمہ کردیا جس پر اطالیہ کی محافظت کا انحصار تھا اور لوڈوویکو دوسرے گوشوں سے امداد و اعانت طلب کرنے پر مجبور ہوگیا۔ اس نے اپنی

بھتیجی بی انکا کی شادی میکسی ملین کے ساتھ کردی جو ۱۴۹۳ء میں شہنشاہ منتخب ہو اتھا اور اس کے معاوضے میں اپنی ڈچی کا پروانۂ دخل یابی حاصل کرلیا جسے سفورزا کے خاندان کو عطا کئے جانے سے ابتک انکار ہوتا رہا تھا۔ اس تہی دست اور قلاش بادشاہ سے اس سے زیادہ کسی موثر و کارگر استمداد کی توقع نہ ہونے کے باعث لوڈوویکو کی تلاش استعانت کا دوسرا قدم فرانس کی جانب اٹھا۔ کاجاتزو کے امیر، سان سیویرینو کو چارلس کے پاس جس کا ابھی اکسیواں سال تھا روانہ کیا گیا تاکہ اطالیہ کی رفعتِ شان کے سبز باغ دکھا کر اس کو نیپلس کی نفیس حکومت کے متعلق اپنے حقوق پر مصر ہونے کے لئے اکسایا جائے۔

لوڈوویکو کی اس حکمت عملی پر نا واجب طریقے پر لعن طعن کی گئی ہے! اطالیہ کے ہر ایک بادشاہ نے جس وقت اس کے اغراض و مقاصد کے مطابق اس کی ضرورت ہوئی ہے فرانس کو اطالیہ پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی۔ ابتک لوڈوویکو اس حکمت عملی کا سخت ترین مخالف تھا اور جب ۱۴۸۵ء میں اوسنٹ ہشتم نے لورین کے رینے دوم کو خاندان آنژو کے ان حقوق پر اصرار کرنے کے لئے مجبور کیا جو اسے نیپلس کے متعلق حاصل تھے تو اس کا روکنے والا لوڈوویکو ہی تھا۔ اپنی خود غرضی اور مبنی بر حکمت دغا بازیوں کے باوصف وہ، اپنے ہمعصر اطالوی بادشاہوں میں بدترین نہیں خیال کیا جاسکتا۔ یہ خود نیپلس کی بدلی ہوئی حکمت عملی تھی جس نے لوڈوویکو کو ایسی مہلک و تباہ کن روش کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا تھا۔ مزید برآں جیان گالیازو ایک نکما شخص تھا اور یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ الفانسو نے جو قوت و اقتدار کا بیحد حریص تھا، جیان گالیازو کو اپنی کٹ پتلی بنالینا چاہا ہو۔ لوڈوویکو یہ نہ چاہتا تھا اور نہ اس کو اس کی توقع تھی کہ فرانسیسی نیپلس کو فتح کرلیں گے۔ اطالیوں نے البتہ غیر ملکی حملوں کی دھمکیاں اتنی مرتبہ دی تھیں کہ ان کے نتائج ان کے حافظے سے فراموش ہوچکے تھے۔ اس کا چارلس سے استمداد کی درخواست کرنا سازشوں کے اس کھیل کی محض ایک چال تھی جسے سب چل رہے تھے، فرق صرف اتنا تھا کہ دوسروں کی چالیں ناکام رہیں اور لوڈوویکو کی چال کارگر ثابت ہوئی لیکن اپنی اور اطالیہ کی تباہی اور بربادی

کی صورت میں ۔ اس وقت بھی صرف لوڈو ویکو ہی نے چارلس کو دعوت نہیں دی تھی
بلکہ اس کے شریک کار دوسرے بھی تھے ۔ اس کی تائید نیپلس کے مفرور شہزادے سالرنو
نے بھی کی تھی جو ان بیرحمیوں کا بدلہ لینے کے درپے تھا جو فرنینڈ نے ۱۴۸۶ء کے باغی
امرا کے سرگروہوں پر کی تھیں ۔ اس کی مزید تائید اسی کارڈنل جولین ڈیلا رو ویرے
نے اپنی استدعاؤں سے کی تھی جس نے ابھی ابھی (اگست ۱۴۹۲ء میں) الگزینڈر ششم کے
لقب سے پاپائی تخت پر قدم رکھا تھا ۔

فیلیپ دی کومیں لکھتا ہے " اطالوی مہم کے مسئلے پر بہت گرما گرم مباحثے
ہوئے تھے کیونکہ تمام تجربہ کار اور دانشمند اصحاب اسے نہایت خطرناک عزم خیال کرتے
تھے ۔ این بوژو ۔ اس کے شوہر اور دوسرے بہت سے اشخاص نے بادشاہ کو اس

چارلس بہتر و مفید نصائح کے باوجود مہم کا عزم کرلیتا ہے

مہم سے باز رکھنے کی سرتوڑ کوششیں کیں لیکن چارلس ضدی اور
احمق تھا ۔ یہ ضد اس کے منظور نظر مصاحبین اسٹیفن ڈی وار
اور سیں مالو کے اسقف براکونٹ کے ہاں میں ہاں ملانے سے
اور بھی قوت پکڑ گئی ۔ اسٹیفن پہلے حاجب دربار شاہی اور
اسوقت بوفیر کا سنسچل تھا نیپلس میں حصول زمینداری کا متمنی
تھا اور اسقف براکونٹ کیتھولک کلیسا کے کارڈینل ہوجانے کا خواب دیکھ رہا تھا
جس کا سبز باغ میلان کے سفیر نے اس کو دکھلایا تھا ۔ ادھر نوجوان اُمرا، نے بھی
جو اٹلی کے خوان نیما کے متعلق خیالی پلاؤ پکا رہے تھے ہاں میں ہاں ملانی شروع کی ۔
غرض چارلس ایک ایسے راستے پر آنکھیں بند کرکے چل کھڑا ہوا جس کے لئے اس کا
بیت المال اس کے تدابیر اس کی تیاریاں سب ناکافی تھیں "۔

بہار اور موسم گرما کے ابتدائی ایام لیون میں برباد کرنے اور اس روپے کو جو
اس مہم کے واسطے اندوختوں کو نکالکر اور قرض دام حاصل کرکے جمع کیا گیا تھا ۔ عیاشانہ
جشن آرائیوں اور شہوت پرستانہ خلوت کاریوں میں صرف کرکے بادشاہ ماہ اگست
میں دریائے اون سے گزر کر دنیا پہنچا ۔ اور وہاں سے دوسری ستمبر کو درۂ ژنیور

۲ ستمبر ۱۴۹۴ء کو چارلس آلپس کو عبور کرتا ہے

کے ذریعے سے کوہ آلپس کو عبور کیا ۔ اس کی سپاہ میں صرف فرانسیسی نہیں تھے ۔
اس میں جرمانیہ کے لینڈس کنشٹس Lands Knechts[1]

اور سوئٹزرستان کے اجرتی سپاہی بھی شامل تھے غرض یہ فوج ان بیرونی حملوں کا ایک موزون پیش خیمہ تھی جو ایک صدی بعد تک اطالیہ کے زرخیز میدانوں کو تاخت وتاراج کرتے والے تھے۔

آستی پہنچکر، جہاں لوڈوویکو نے اس کا استیصال کیا، چارلس کی رفتار سفر میں پہلے تو اپنی رنگ رلیوں اور پھر خرابی صحت کے باعث تاخیر ہوئی اور ۶ راکتوبر تک وہ آستی سے پاچنزا روانہ نہ ہوسکا۔ یہاں اس کے آئندہ نظام العمل پر بحث ومباحثہ کیا گیا اب وہ اپنے حلیفوں کے حدود کو خیرباد کہنے والا تھا۔ اس کے شمال مشرق میں وینس غیر جانبدار تھا۔ پوپ نے کسی قدر پس وپیش کے بعد فرانسیسیوں کی مداخلت کا تصفیہ کرلیا تھا۔ فلورنس میں سخت اختلاف آراء تھا۔ وہاں کے شہری اپنے روایات کے مطابق فرانسیسیوں کے طرفدار تھے اور ان کی اس رائے کو سیونا رولا کی ان تنبیہوں سے تقویت پہونچتی تھی کہ اطالیہ کی سزا کے لئے ایک عذاب نازل ہوگا۔ دوسری طرف پئیرو نیپلس سے ملا ہوا تھا۔ بالآخر چارلز نے یہ تصفیہ کیا کہ بولونا کے نسبتہً آسان راستے کو چھوڑ کر ویادی پونتری مولی کا مغربی راستہ لیا جائے۔ خیال یہ تھا کہ اسطرح چارلس نیپلس کے شاہزادے فیرانٹے سے روبرو ہونے سے بچ جائے گا۔ (جس کو اس کے باپ شاہ الفانسو نے روماناکی محافظت کے لئے روانہ کیا تھا) اور ساتھ ساتھ سمندر کی راہ سے اپنے رسل ورسائل کے سلسلے کو برقرار رکھ سکے گا جس پر اس کا تسلط آرلیان کے ڈیوک کی اس فتح سے ہوچکا تھا جو آخرالذکر نے شاہ نیپلس کے بھائی ڈان فیڈی ریکو پر ۸ ستمبر کو بمقام ریپلو حاصل کی تھی۔

چارلس اپی نائن کو عبور کرکے فلورنس کی طرف پیشقدمی کرتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی امید تھی کہ بادشاہ کو آتا دیکھکر فلورنس کی حکومت اپنی طرفداری کا اعلان کردے گی۔

راستہ دشوار گذار تھا اور جس ملک سے ہوکر گذرتا تھا وہ ایسا بے آب وگیاہ تھا کہ گھوڑوں کو گھاس تک نہ مل سکتی تھی۔ اگر اس موقع پر فرانسیسیوں کی مدافعت استقلال کے ساتھ کی جاتی تو وہ سکینی میں قدم ہی نہ رکھنے پاتے کیونکہ چارلس کو اطالیہ میں بلاکر لوڈوویکو اب نادم وپریشان ہونے لگا تھا۔ فرانسیسیوں کے میلان پر منصوبوں کے متعلق اس کے

شبہات برانگیختہ ہو ہی چکے تھے۔ نیز اس کے بدنصیب بھتیجے جیان گالیا تزو کی موت نے جو اکتوبر ۱۴۹۴ء میں واقع ہوئی اور جو بالعموم زہر خورانی کا نتیجہ خیال کی جاتی تھی نیپلس کے خلاف فرانسیسی تائید کی ضرورت ہی نہیں باقی رکھی تھی لیکن اہالیان فلورنس کا اختلاف آراء چارلس کے آڑے آگیا۔ فرانسیسی گھاٹیوں کو بلا کسی سد راہ کے عبور کر گئے اور شہر فیو تزا نو کو لوٹ کے سرزانا کے قلعے کے سامنے جم کر بیٹھ گئے۔ یہاں فلورنس کی بدظنی سے خائف ہو کر پیئر و سر پر پاؤں رکھے پہنچا اور چارلس کے مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ کچھ زر نقد دینے کا بھی وعدہ کیا اور سرزانا، پیترا سانتا، پیا، اور لگ ہارن، چار مشہور ترین شہر اس کے حوالے کر دیے۔ ان ذلت آمیز دست برداریوں نے اہالیان فلورنس کو اور بھی آتش زیر پا کر دیا۔ پیئرو کے فلورنس واپس آتے ہی (۸ر نومبر کو) لوگوں نے تلواریں سوت لیں اور وہ بھیس بدل کر دنیں بھاگ جانے پر مجبور ہوا۔ فلورنس کی بغاوت سے روما میں

پیئرو کا فلورنس سے اخراج
۹ر نومبر ۱۴۹۴ء

فرینٹے خطرے میں پڑ گیا اور روم کا راستہ کھل گیا۔ لہذا وہ اسی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

اسی مدت میں چارلس، اہالیان پیا کو ان کی نامقبول مالکہ، فلورنس سے آزادی دلا کر (گو اس طرح تحفہ دینے کا اسے حق حاصل نہ تھا) وہ فلورنس کی طرف روانہ ہوا اور سیونارولا کی نصیحتوں سے، کہ اس کو فتح اسی وقت حاصل ہوگی

چارلس فلورنس میں داخل ہوتا اور بہزار وقت شرائط صلح طے کرکے روما کی جانب بڑھتا ہے

جب وہ بالخصوص فلورنس کے ساتھ رحم و کرم سے کام لے، اور یہ موقع ٹھوکر کھانے کا نہ تھا، وہ اکڑتا ہوا فاتحانہ شان سے نیزے تانے، ۱۷ر نومبر کو شہر میں داخل ہوا۔ اس تہدید آمیز طرز کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے مطالبے بھی کئے گئے۔ پہلے اس نے پیئرو کے واپس بلانے کا مطالبہ کیا۔ اس سے انکار کئے جانے کی صورت میں شہر میں ایک فرانسیسی افسر کے رکھے جانے پر زور دیا گیا جس کی منظوری کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چونکہ اہالیان فلورنس نے اب بھی پس و پیش کیا لہذا بادشاہ نے غصے کے ساتھ کہا "ہم اپنے قرنا بجائیں گے"۔ کیپونی نے جواب دیا "ہم بھی اپنے گھنٹے بجائیں گے"۔ جب چارلس نے دیکھا کہ بات بڑھ جائے گی تو اس نے اپنے مطالبوں میں

کمی کردی ۔ اہالیان فلورنس نے چھ ماہ میں ایک لاکھ بیس ہزار فلورنس کے سکے دیئے اور شہر میں بادشاہ کے دو نمائندے رکھے جانے سے بھی اتفاق کرلیا ۔ لیکن بالآخر طے پایا کہ خاندان میدیچی واپس نہ بلایا جائے اور چارلس کو ۲۷ر نومبر کو یہ وعدہ کرنا پڑا کہ پیرو نے جو چار شہر اس کے حوالے کردیئے تھے وہ بعد اختتام جنگ فلورنس کو واپس دیدیے جائیں گے ۔ فلورنس کے مشکلات کو اس طرح حل کرکے چارلس سینا کی طرف بڑھا ۔ سینا نے اپنے حدود میں ایک فرانسیسی فوجی دستے کے رکھے جانے سے اتفاق کرلیا (۲ر دسمبر) اس کے بعد چارلس نے شہر روما کی طرف قدم بڑھائے ۔

الکزینڈر ششم نے نیپلس کے بچانے کے لئے حتی الامکان کوشش کی تھی لیکن اس وقت وہ خوف زدہ ہوگیا ۔ ٹرکی کے سلطان بایزید دوم کے ساتھ اس کی وہ خط و کتابت، جس میں امداد کے معاوضے میں سلطان کے بھائی ضیغم کے قتل پر جو اس وقت الکزینڈر کی محافظت میں تھا گفتگو ہوئی تھی چارلس کے ہاتھوں میں پڑ گئی تھی ۔ اس کے معاندین ایک عام مجلس کے انعقاد کے لئے چلا رہے تھے تے برے، زیو کولونا نے اس کے دشمن ڈیلا روویری کے نام سے (۱۸ر ستمبر کو) اوستیا پر قبضہ کرلیا تھا ۔ ان حالات میں اس نے معاملے کی یکسوئی کا مصمم قصد کرلیا اور فرینٹے اور اس کی فوج کی پسپائی کا وعدہ لیکر فرانسیسیوں کو روما کی شہر پناہ تک آجانے کی اجازت دیدی اور خود سینت انجیلو کے قلعے میں پناہ لی ۔ کارڈنل ویلا روویرے اور سفورزا نے چارلس کو مزید رعایات عطا نہ کئے جانے اور ایک مجلس عام کے منعقد کرنے پر مجبور کیا جو پوپ کو معزول کرکے اصلاح کلیسا کا کام شروع کردے لیکن بریسونے یہ نہ چاہتا تھا کہ کوئی عہد شکنی ہونے پائے جس سے اس کے کارڈنل کے عہدے پر ممتاز ہونے کی امیدیں خطرے میں پڑ جائیں ۔ چارلس میں مصلح بننے کی اہلیت نہ تھی ۔ الکزینڈر کی رشوتوں نے اپنا اثر دکھایا ۔ اور بالآخر ایک باہمی سمجھوتہ ہوگیا ۔ پوپ نے اس امر سے اتفاق کرلیا کہ ختم جنگ تک ضمانت کے لئے چویٹا ویکیا پراچینا اور سپولیٹو چارلس کے تفویض کردے باغی کارڈنلوں کو معاف کردے اور

الکزینڈر صلح کرلیتا ہے ۱۵ر جنوری ۱۴۹۵ء	شاہزادے ضیغم کو اس کے حوالے کردے ۔ اس نے سینٹ مالو کے اسقف کو کارڈنل کا عہدہ بھی جس کی اسے اس قدر حرص تھی

عطا کر دیا اور اپنے بیٹے کارڈنل سیزر بورجیا کو یرغمال کے طور پر چارلس کے ہمراہ کر دیا۔ جیسے ہی بادشاہ روم سے جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ سیزر بورجیا بھاگ نکلا اور ادھر شہزادہ جنیم کا انتقال ہو گیا۔ آخرالذکر کی موت جو عام طور پر الکزینڈر کی زہرخورانی کا نتیجہ خیال کی جاتی تھی غالباً فطری اسباب پر مبنی تھی لیکن سیزر کے غائب ہو جانے سے چارلس کی آنکھیں کھل گئیں کہ پوپ کے وعدوں پر کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

فرانسیسیوں کی کامیابی ایسی غیر معمولی نوعیت کی تھی کہ الفانسو کی دل شکنی حق بجانب تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی رعایا اس سے سخت متنفر تھی اور اس بزدلی کے باعث جو بے رحم آدمیوں کا خاصہ ہے وہ اوہام باطل کا ہدف بن گیا۔ یہ کہہ کر کہ شجر و حجر سے فرانس فرانس کی آوازیں آ رہی ہیں وہ اپنا تاج و تخت اپنے بیٹے کے حوالے کر کے سقلیہ بھاگ گیا (۳ فروری ۱۴۹۵ء)۔

الفانسو تاج و تخت سے دست بردار ہو کر سسلی (سقلیہ) بھاگ جاتا ہے ۳ر فروری ۱۴۹۵ء

اس کے بیٹے فرینٹے دوم نے باپ سے زیادہ ہمت دکھائی اور سان جرمانو کے مقام پر اپنی فوجوں کے ساتھ شریک ہو گیا۔ یہاں ایک پہاڑی درہ اور دریائے گاری گلیانو کی وجہ سے مدافعت کا خاصا موقع حاصل تھا۔ لیکن اس وحشیانہ طرز عمل کی خبروں نے جن کا اظہار فرانسیسیوں نے مانتے سان جیووانی کی تسخیر کے وقت کیا تھا اس کی فوج میں خوف اور دہشت پھیلا دی اور اسی دہشت کے مارے وہ کیپوا پر پلٹ کر ٹوٹ پڑی نیپلس میں بغاوت ہونے کی وجہ سے فرینٹے کو پھر واپس بلایا گیا اور اس نے یہاں آن کر یہ ماجرا دیکھا کہ اس کے سردار فوج ترچی و لتزیونے چارلس سے صلح کر لی ہے نیپلس میں اب دوبارہ بغاوت نے سر اٹھایا اور حرماں نصیب بادشاہ یہ کہتا ہوا (۲۱ فروری کو) سقلیہ روانہ ہو گیا کہ وہ اپنے اعمال کا نہیں بلکہ اپنے باپ کے گناہوں کا خمیازہ بھگت رہا ہے اس نے اس کا بھی وعدہ کیا کہ اگر اس کی بیوفا رعایا نے فرانسیسیوں کی بربریت سے تنگ آ کر کبھی اس کی واپسی کی تمنا کی تو وہ اس کی دستگیری کو آئے گا۔ دوسرے دن چارلس نیپلس میں داخل ہو گیا۔

چارلس کا داخلہ نیپلس ۲۲ فروری ۱۴۹۵ء

اور چند ہی ہفتوں میں دو ایک قلعوں کے سوا

سارا ملک اس کے قبضے میں آگیا۔

کوین لکھتا ہے کہ "چارلس کی کامیابی کو محض خدا کا فضل سمجھنا چاہئے" لڑائی جھگڑے کے بغیر وہ ساری اطالیہ میں اس سرے سے اس سرے تک گھوم آیا اور اتنی بڑی سلطنت کا فاتح بن گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ڈینگیں اور شیخیاں کہ وہ ترکوں کے ساتھ صلیبی لڑائیاں لڑے گا اور قسطنطنیہ کو فتح کرے گا

فرانسیسیوں کی قسمت پلٹا کھاتی ہے

پوری ہو جائیں گی لیکن اس کی یہ نصرت چند روزہ تھی جس طرح نارو ے میں دفعتہً دن ہو جاتا ہے اسی طرح چارلس کی قسمت نے بہ یک چشم زدن پلٹا کھایا۔ نشۂ فتحمندی سے بدمست فرانسیسی مغلوب اطالویوں کو انسان ہی نہ سمجھتے تھے۔ اپنی آزاد مزاجیوں اور بے رحمیوں سے انھوں نے اطالویوں کو بالکل بیگانہ کر دیا۔ چارلس نے اپنی فتوحات کو مستحکم کرنے کی کوئی تدبیر اختیار نہ کی بلکہ عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ امرائے نیپلس کی دلنوازی اور استمالت کی پروا نہ کی گئی۔ تمام عہدے اور مناصب فرانسیسیوں کو دیئے گئے اور محصولات میں تخفیف کے جو وعدے کئے گئے تھے وہ کبھی پورے نہ ہوے۔

اسی مدت میں شمالی مطلع پر طوفان کے علامات پیدا ہو رہے تھے۔ لوڈووکو اپنی جلد بازی پر مدت سے کف افسوس مل رہا تھا اور اب اس کے یہ خوف بھی دامنگیر ہو گیا تھا کہ آرلیان کا لوئی ممکن ہے کہ میلان کا مطالبہ کر دے۔ پوپ کو مجلس عامہ کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔ اور بادشاہ کے خلاف جذبۂ عداوت کا برانگیختہ کرنا اس کی عین مسرت کا باعث تھا۔ وینس جو ابتداءً اس مہم کا مذاق اڑاتا تھا اب لرزہ براندام

وینس کی لیگ

۳۱ مارچ ۱۴۹۵ء

ہو گیا۔ فرڈیننڈ پہلے ہی چارلس سے شکایت کر چکا تھا اور اب اسے سسلیہ پر حملے کا اندیشہ پیدا ہو چلا تھا میکسی میلین کا وقار خاندان والوا کے تفوق و اقتدار سے برہم ہو گیا تھا۔ وینس میں ان حکومتوں کے مابین مدت سے گفت و شنید ہو رہی تھی۔ نیپلس کی تسخیر نے پانی سر سے اونچا کر دیا اور ۳۱ مارچ کو ان قوتوں نے اتحاد وینس کو بظاہر یہ کہہ کر وجود میں لایا کہ وہ اپنے اپنے ملکوں کی حفاظت اور ترکوں کے خلاف

محاربات صلیبی کی تیاریاں کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ گوئیکچیاردینی دعویٰ کرتا ہے کہ یہ قوتیں دراصل خفیہ طور پر فرانسیسیوں کو اطالیہ سے خارج کردینے کی فکر میں تھیں ان کا مقصد غالبا یہ تھا کہ فرانسیسیوں کی مزید دراز دستیوں سے اپنے کو محفوظ رکھیں صرف فلورنس نے فرانس کے ساتھ عہد شکنی کرنے سے اس امید پر انکار کردیا کہ وہ اس کی تائید سے پسا کو پھر حاصل کریگا۔

ادھر چارلس نے پاپا کے دربار سے قبضہ نیلپس کے تسلیم کئے جانے کی بے سود امید میں ایسی تعویق کردی جسے عقل باور کرنے سے عاجز ہے بعد ازاں نیلپس کے صدر

چارلس کی پسپائی

استقف سے جلد تاج حاصل کرکے بمشکل تمام اس نے دس ہزار آدمیوں کو ہمراہ لیکر ۲۰ رمئی کو مراجعت شروع کردی۔ کومین لکھتا ہے کہ لکاونٹ مان پانسیئے کو جو ایک اچھا سپاہی ہونے کے باوجود عقل سے خالی اور ایسا کاہل الوجود تھا کہ دوپہر تک سوکر نہ اٹھتا تھا ویسرائے کی حیثیت سے چھوڑ دیا گیا۔ اشٹیفن دی ویرؔ جواب تولا کا ڈیوک تھا گائیٹا کا حاکم اور مالیات کا منتظم مقرر کیا گیا۔ علیٰ ہذا استوار دوبنی جوان میں بہترین سپاہی تھا کلابریا کا حاکم مامور ہوا جس وقت چارلس روم کے قریب پہنچا تو الکزینڈر اور ویتیو بھاگ گیا پھر وہاں سے پروجیا چلدیا سکینی پہنچکر چارلس نے ہر چیز کو ابتر اور ہر شئے کو درہم برہم پایا۔ سینیا۔ لوکا اور پیسا نے فلورنس کے خلاف سازش کرلی تھی اور فرانسیسیوں سے مدد کے خواہاں تھے۔ اہالیان فلورنس نے جنھوں نے سیونرولا کی صلاح کے مطابق اپنی حکومت میں اصلاح کرلی تھی، ان مقامات کے واپس کردیئے جانے کا مطالبہ کیا جو ہنگامی طور پر بادشاہ کے تفویض کردیئے گئے تھے چارلس کوئی تصفیہ نہ کرسکا اور ان کو خط و کتابت کا سبز باغ دکھاکر اور مفوضہ مقامات میں فرانسیسی فوجوں کو چھوڑکر خود ۲۳ رجون کو کوہ اپنی نائینس کو عبور کرگیا۔

لیکن فرانسیسیوں کی تقدیر میں یہ نہ تھا کہ وہ اطالیہ سے کسی لڑائی کے بغیر بچ کر

فورنووا کی لڑائی
۶ رجولائی ۱۴۹۵ء

نکل جائیں۔ مغربی ساحل پران کے جنگی جہاز انھیں وینس اور ہسپانوی جہازوں کے حملے سے محفوظ کئے ہوئے تھے لیکن خشکی پر میلان اور وینس کی فوجوں نے مانتوا کے رئیس

کی سرگردگی میں دریائے تارو پر بمقام فورنوووان کا مقابلہ کیا۔ متحدین کی فوج کو تعداد اور موقع ومحل ہر لحاظ سے تفوق حاصل تھا اور اگر اس نے استقلال اور پامردی سے کام لیا ہوتا تو دشمن کو شکست فاش دے سکتی تھی لیکن اطالوی فرانسیسیوں کو عاجز کرنے کے متمنی نہ تھے اور چارلس اپنے کوچ کو جاری رکھنے میں عقلمندی سے اپنے مقدمۃ الجیش کو آگے بڑھالے گیا۔ میلانی فوجوں نے کاونٹ کا جاتزو کی سرکردگی میں ہراول کا مقابلہ کیا لیکن حملہ کمزور تھا اور آسانی کے ساتھ روکر دیا گیا۔ گوئیکچیاردینی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بانی مبانی لوڈوویکو تھا۔ اس خوف سے تحت فتح کامل ہوجانے سے کہیں اس کا مقابلہ وینس کی فوجوں کے رحم وکرم پر نہ آٹھیرے جو بلحاظ تعداد اس کی فوجوں سے کہیں زیادہ تھیں۔ یا یہ کہ شکست فاش کھاکر فرانسیسی اس سے انتقام لینے کے درپے نہ ہوجائیں لوڈوویکو نے اپنے سپہ سالار کو حکم دیدیا تھا کہ فرانسیسیوں کے ہراول پر بہت زیادہ دباؤ نہ ڈالا جائے۔ پھر قلب لشکر اور دنبال جیش پر بہت سخت حملے ہوئے اور چارلس تھوڑی دیر کے لئے خطرہ میں گھر گیا لیکن افواج غنیم کی بےضبطی و بےربطی نے اس کو بچالیا۔ بہت سے اطالوی اس کے سازوسامان کو لوٹنے میں پڑ گئے۔ محافظ افواج نے حملہ نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فرانسیسی بادشاہ مال گنواتے ہوئے لیکن شان کے ساتھ اپنی کوچ کو قائم رکھنے میں کامیاب رہا۔

اثنی میں چارلس کو مسئلہ نووار کے باعث تعویق ہوئی۔ آرلیان کے رئیس لوئی نے ماہ جون میں اس مقام پر قبضہ کرلیا تھا لیکن اُس نے ادھر قبضہ کیا اور ادھر لوڈوویکو نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ لوئی بیچارہ فوری امداد کے واسطے چیختا رہا لیکن بے فائدہ جب تک کمک نہ آئے چارلس جنبش کرنے والا نہیں تھا اور اس وقت تک سکون قلب کا سامان، صرف یہ سوجھا کہ دل کو عشق ومحبت کے الجھاؤں میں پھنسائے رکھے۔ خوش قسمتی سے لوڈوویکو فرانسیسیوں کو اطالیہ سے باہر کردینے کے لئے خود ہی مضطرب تھا۔ اس لئے ماہ اکتوبر میں صلح کرلی۔ لوئی نووار سے دست بردار ہوگیا۔ لوڈوویکو نے متحدین سے علٰحدہ ہوکر فرانسیسیوں کو آزادی کے ساتھ گذر جانے دینے کا وعدہ کیا بلکہ

معاہدۂ ورسیلی
۱۰ اکتوبر ۱۴۹۵ء

اس کا بھی اقرار کیا کہ جب وہ نیپلس کے خلاف کارروائی کریں گے تو وہ ان کی تائید کرے گا۔ لیکن یہ صورت سردست محال نظر آتی تھی۔

جونھی چارلس نے نیپلس سے منہ موڑا اس کی فتوحات کا شیرازہ بکھرنا شروع ہوگیا۔ گوئیکچیاردینی لکھتا ہے کہ نیپلس کے باشندے اطالیہ بھر میں سب سے زیادہ متلون مزاج واقع ہوئے ہیں۔ ادھر فرانسیسیوں کی حماقتوں نے بھی فرینتے کے الفاظ یاد دلا دیئے چنانچہ وہ ماہ مئی کے اواخر میں فرڈیننڈ اسپین کے کیتھولک بادشاہ کی بھیجی ہوئی افواج کی مدد سے نیپلس آیا جو اسپین کے بہترین سپہ سالار گان ذیلو ڈی کارڈووا کی سرکردگی میں تھیں۔ استوار دوبنی سے سیمنارا پر شکست کھانے اور سیمنا بھاگ جانے پر مجبور ہونے کے بعد اس نے نیپلس پر دوبارہ حملہ کیا۔ شہر میں بغاوت ہوگئی، شہرپناہ کے دروازے کھولدیئے گئے اور مان پانسیئے نے (۷ جولائی کو) قلعے میں پناہ لی لیکن تھوڑے ہی مدت میں اس کے تخلیہ پر مجبور ہوگیا۔ ادھر وینیہ کے معاوضے میں وینس کو مانو پولی، اوٹرانٹو، برنڈیسی، اور ٹرانی کے شہروں پر قبضہ کرلینے کی اجازت دیدی گئی۔ مان پانسیئے اس توقع میں کہ چارلس کمک روانہ کرے گا۔ کچھ مدت تک اور لڑتا جھگڑتا رہا۔ مگر چارلس عیش ونشاط میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوئی آرلیان نے جو اپنے کو تاج وتخت کا وارث سمجھتا تھا فرانس چھوڑنے سے انکار کردیا۔ بالآخر مان پانسیئے نے (۲۱ جولائی ۱۴۹۶ء کو) اٹیلا میں ہتھیار رکھدیے۔ ڈوبنی نے مبتلائے تپ ہونے کے باوجود کچھ مدت تک اور بھی پامردی واستقلال سے کام لیا لیکن ۱۴۹۶ء کے ختم تک فرانس اپنی ساری کمائی کھو چکا تھا۔ فرینتے آخری نتیجے کو دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہا اور ستمبر ہی میں اس دنیا کو خیرباد کہہ گیا۔ اس کا چچا فیڈریگو بلاکسی شورش کے اس کا جانشین ہوگیا۔ اس طرح تین سال کی مدت میں پانچ بادشاہ یکے بعد دیگر نیپلس کے تخت پر بیٹھے۔

چارلس اطالیہ سے واپس ہوتا اور اسکی فتوحات کا شیرازہ بکھر جاتا ہے

چارلس کے مقبوضات میں سے اگر کچھ باقی رہ گئے تھے تو وہ صرف مفوضہ علاقے تھے جو فلورنس نے اس کے تفویض کئے تھے۔ یہ علاقے اس کے فرانس واپس ہوجانے پر

فلورنس کو واپس دیئے جانے تھے لیکن اپنے دوبارہ اطالیہ آنے کی امیدوں میں
چارلس اپنے وعدہ کو لیت ولعل میں ڈالتا رہا اور ان عہدہ داروں نے جنھیں وہ اپنی
جگہ حکمراں بنا کر چھوڑ گیا تھا ان معاہدوں کو تو بالکل نسیاً منسیاً کر دیا۔ لگ ہارن
بلاشبہ ستمبر کے مہینے میں واپس کر دیا گیا تھا لیکن سرزانا باشندگان جنیوا، تیئرا سانتا
لوکا اور قلعہ پیسا باشندگان پیسا کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا۔ ان علاقہ جات میں سے
صرف پیسا ۱۵۰۹ء میں دوبارہ واپس لیا جا سکا اور وہ بھی ایک طویل جد وجہد
کے بعد جس نے جمہوریہ کو بالکل خستہ و پاشکستہ کر دیا جو اس کے زوال کا باعث ہوا۔
تیئرا سانتا اس وقت تک واپس نہ لیا جا سکا جب تک کہ ۱۵۱۳ء میں خاندان
میڈیچی کا اعادہ عمل میں نہ آیا اور سرزانا تو کبھی بھی واپس نہ ہوا۔ اس طرح فرانس کے
حلیف نے سب سے زیادہ مصیبت جھیلی۔

چارلس ہشتم کی وفات ۷، اپریل ۱۴۹۸ء

چارلس ہشتم اطالوی یلغار کے بعد بہ مشکل تین سال زندہ رہا نیپلس پر جدید
حملے کے خواب ہمیشہ ہمیشہ دیکھتے رہنے کے باوصف وہ عیش پرستیوں میں ابتداءً
ایسا منہمک ہوا کہ اپنے ان خوابوں کو کبھی بھی پورا نہ کر سکا۔ کومین کے بیان کے بموجب
اپنی زندگی کے آخری چند مہینوں میں چارلس نے اپنے دل میں زیادہ پابندیٔ مذہب
کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا قصد کر لیا تھا۔ اگر یہ سچ ہے تو موت
تقدیم کر گئی۔ قلعہ آمبواز کے قیام کے زمانے میں جبکہ نیپلس کے
صناع اس کی آرائش و زیبائش میں لگے ہوئے تھے چارلس کا
سر ایک دروازے کی اوپری چوکھٹ سے ٹکرا گیا اور ۷ اپریل ۱۴۹۸ء
میں سکتے کے دورے سے جو اسی صدمے کا نتیجہ تھا ۲۸ سال
کی عمر میں وہ ہلاک ہو گیا عظیم جسمانی قوت کے باوجود طبیعت کا سفلہ اور ارذل۔
دلیرانہ خیالات والا۔ لیکن ان کی سرانجام دہی سے عاجز و درماندہ۔ عیاشی کا شکار۔
تعجب ہے کہ ایسی ہستی دنیا کی تاریخ میں ایسا نمایاں کام کر جائے۔ تاہم ان اطالوی
جنگوں کا اس کے نام سے موسوم ہونا کچھ ایسا غیر موزوں بھی نہیں معلوم ہوتا جنھوں نے
اطالیہ میں ایسی لامتناہی پریشان حالیاں پیدا کر دیں اور جو فرانس کے حق میں ایسی
تباہ کن ثابت ہوئیں۔ چارلس کے تمام بچے صغر سنی ہی میں وفات پا چکے تھے لہذا

اس کے تاج و تخت کا وارث اس کا چچیرا بھائی اور برادر نسبتی لوئی آرلیان کا ڈیوک ہوا جس کی عمر اس وقت چھتیس سال کی تھی ۔

۲ - سیوونارولا اور فلورنس

چارلس ہشتم کی وفات کے ایک ماہ بعد راہب سیوونارولا جس نے اطالوی یلغار کو ایک راز بنا دینے کی جان توڑ کوشش کی تھی اپنے دشمنوں کی عداوت کا نشانہ ہو گیا

یہ عجیب و غریب شخص ۱۴۵۲ء میں فرارا میں پیدا ہوا تھا۔ ایک غیر معمولی جوش و قوت والے واعظ کی حیثیت سے بتدریج شہرت حاصل کرتے ہوئے وہ ۱۴۹۱ء میں فلورنس کی ڈومی نیکن خانقاہ سان مارکو کا رئیس الرہبان منتخب ہوا۔

سیوونارولا سان مارکو کا رئیس الرہبان ۱۴۹۱ء

اس خود سرانہ طرز عمل کے باوجود جو اس نے یہاں اختیار کیا لورنزو نے اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی بلکہ اپنے بستر مرگ پر بھی اس کو دعا کے واسطے بلایا[۱]۔ اگرچہ چارلس ہشتم کی اطالوی یلغار وقوع میں نہ آئی ہوتی تو سیوونارولا غالباً ایک بڑا مجدد و واعظ مذہب ہی رہتا اور اس سے زیادہ نہ بڑھنے پاتا اس کے وعظوں اور خطبوں کا ٹیپ کا بند ہمیشہ یہی ہوتا تھا کہ اطالیہ کو اس کے اعمال بد کی سزا دینے کے لئے خدائی تازیانہ پڑے گا ۔ اور آگ اس کو اپنے گناہوں سے منزہ و مبرا کر دے گی ۔ فرانسیسی حملہ آوری اور چارلس کی سرعت آمیز کامیابی کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ سیوونارولا کی پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے چنانچہ وہ فلورنس کے پیشواؤں میں شمار ہونے لگا ۔

خاندان میڈی سی کے انہدام میں اس نے کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا لیکن پئیرو کے فرار ہونے پر (نومبر ۱۴۹۴ء) وہ شہری سیاسیات میں کھنچ گیا ۔ ڈومو کے

[۱] اس ملاقات کے صحیح واقعات کی نسبت کرائیٹن کی تصنیف The Papacy دیکھو ضمیمہ (۷)

سیوونارولا اور ۱۴۹۴ء کا انقلاب

اگرچہ اکثر بھر سے تو ونارولا کی قومی وکالت کی تائید اور اس کے مشوروں کی رہنمائی میں جماعت عوام جس سے یونیرولا کو تعلق فطری تھا دستور مملکت میں اصلاح کی ابتدا کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں کامیاب ہوگئی۔ ۲۳ دسمبر کے حکمنامہ کے بموجب حکومت کی تشکیل حسب ذیل تھی :-

ایک مستقل مجلس عظمیٰ (کونسیلیو ماگجیورے) جس کی رکنیت جملہ مستوجب الانتخاب شہریوں کو حاصل ہوگی یعنی ان تمام شہریوں کو جن کی عمر تیس سال کی ہوگی اور جن کے باپ، دادا یا پردادا حکومت کے بڑے عہدوں پر کسی وقت ممتازرہ چکے ہوں۔ یہ مجلس جس کے ارکان کی تعداد تقریباً (۳۰۰۰) تک کی تھی اپنے اراکین میں سے ایک دیوان عام (کونسیلو دیلی او تاتا) کا انتخاب کرتی جس کے ارکان چھ ماہ کے لئے منتخب ہوتے اور مجلس عظمیٰ کی ہیئت میں ملک کے واضعان قانون کی حیثیت رکھتے۔ سینوری اور دوسرے عہدہ داران عدالتی کا انتخاب مجلس عظمیٰ کی جانب سے اس فہرست کے منجملہ عمل میں آنے والا تھا جو انتخاب کنندگان کی مجلس کی جانب سے جن کا انتخاب خود اراکین کونسل میں سے ہونے والا تھا مجلس عظمیٰ کے روبرو پیش ہوتی۔ نیز فوجداری مقدمات کے مرافع بھی مجلس عظمیٰ کے سامنے پیش ہوتے، سینیوری (حکمران جماعت) حسب سابق گونفالونیر اور آٹھ رئیس الراہبین پر مشتمل ہونے والی تھی۔ جماعت حکمراں کا انتخاب ہر دو ماہ کے بعد ہوتا اور امن و آزادی کے دس محافظین (ویچی دی لبرتا اے پاچے) جو خارجی معاملات کے ذمہ دار تھے اپنے عہدوں پر چھ ماہ تک قائم رہ سکتے تھے۔

یہ دستور حکومت مشکل جمہوریت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کیونکہ تقریباً سات ہزار شہری رائے زنی کے حق سے محروم ہو جاتے تھے۔ اپنے عہد کے دوسرے بہتیرے اصولیوں کی طرح سیوونارولا بھی وینس کے ثبات و استحکام کا مداح گستر تھا۔ اور وینسی طرز پر ایک مربوط اور مستقل انتخاب کنندہ اور توضیحی مجلس یعنی مجلس اعلیٰ کو قائم کر کے اپنے وطن میں ویسی ہی استواری پیدا کرنے کے خیالات خام پکاتا رہا بریں ہمہ یہ حکومت قدیم طرز کے مقابلے میں ضرور قابل ترجیح تھی جس کے تحت

برائے نام جمہوریت کے باوجود سارا ملک ایک خاندان واحد اور اس کے حواریوں کے زیر اقتدار ہو گیا تھا۔

سیوونارولا نے اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ اپنے منبر وعظ سے وہ ہمیشہ اخلاقی اصلاح پر زور دیا کرتا تھا جسے وہ سچی آزادی کی ضروری بنیاد سے تعبیر کیا کرتا تھا نیز ایک عام معافی پر طبعی اصرار کیا کرتا تھا جس سے فرقہ بندی کے خطرات گھٹ جا سکتے تھے۔ اس طرح وہ سیاسیات میں قدم رکھتا جاتا تھا لیکن وہ ہمیشہ اس سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا اور کہتا تھا کہ وہ بادل ناخواستہ اس طرح سیاسی معاملات میں دخل دیتا ہے۔ اپنے ۱۲ر ڈسمبر ۱۴۹۴ء والے وعظ میں اس نے یہ اعلان کیا کہ اس نے اپنے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ اسے امور مملکت میں دخل دہی سے بچائے رکھے لیکن حکم ربانی یہ ہوا ہے کہ وہ اپنے کام کو جاری رکھے اور ایک مقدس شہر کی بنیاد ڈال دے جہاں نیکوکاری کی پرستش ہو اور جو یسوع مسیح کو اپنا مالک و مولیٰ خیال کرے۔

سیوونارولا ایک سیاسی جماعت سے متعلق ہو جاتا ہے اور داخلی وخارجی دشمنیوں کا باعث ہوتا ہے۔

ہم کو اس کا خاصا یقین ہے کہ سیوونارولا بے ریا اور سچا تھا تاہم سیاسیات میں دخل دہی ایک مہلک غلطی تھی۔ اس کے باعث وہ بھی ایک جماعت سے متعلق ہو گیا جس کے نقائص کا وہ ذمہ دار اور جس کی کامیابی پر اس کا انحصار تھا۔ اس صورت حال نے بحیثیت مصلح کے اس کو بہت کمزور کر دیا۔ دوسری طرف اس کے تبعین ان تمام اشخاص کو اپنا دشمن سمجھتے تھے جو اس کی اخلاقی اصلاح کی کوششوں کو پسند نہ کرتے تھے۔ اس طرح اس کے خلاف بڑی سخت مخالفت شروع ہوئی۔ بیگی جماعت بھور سے خاندان میڈیچی کے استرداد کے لئے کام کر رہی تھی (ارابیٹی یعنے مشتعل کردہ خاندان) مڈیچی کو نظر انداز کر دینے کے باوجود دستور میں تغیرات کئے جانے پر معترض تھی۔ جماعت کومپانیاتاگچی یعنی (ساتھی) اپنی رنگ رلیوں میں واعظین کے دخل دینے کو ناپسند کرتی تھی۔ یہ تینوں جماعتیں گو ابتداءً بالکل مختلف اغراض

کے لئے کام کرتی تھیں لیکن انجام کار پیانونی (نوحہ گروں) یعنی مقلدان راہب کے خلاف باہمدیگر متحد ہوگئیں۔ اس طرح اگر ایک طرف سیاسیات ملکی میں سےوونارولا کی مداخلت نے فلورنس میں اس کے اثر کو کمزور کر دیا تھا تو دوسری جانب اس کی جماعت کے انداز نے اسے خارجی مُدبروں کی دشمنی کا ہدف بنا دیا۔ پیسا کو واپس لے لینے کی خواہش فلورنس کا سب سے بڑھا ہوا جذبہ تھا اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کوئی ایسی مصیبت نہ تھی جس کے جھیلنے کے لئے وہ آمادہ نہ ہو۔ اس نے اتحاد وینس میں شریک ہونے سے محض اس امید پر انکار کر دیا تھا کہ اس طرح وہ پیسا کو چارلس کے ہاتھوں سے واپس لے لے گا۔ ان امیدوں میں اسے ناکامی ہوئی، تاہم مقلدان راہب فرانسسکو ڈیلوری کی سرکردگی میں اب بھی اس افسون باطل کے فریب خوردہ ہو رہے تھے کہ چارلس ایکبار پھر اطالیہ میں داخل ہوگا اور بالآخر اپنے وعدہ کو ایفا کرے گا۔ ان کے ان توقعات کی تائید سیوونارولا کی تعلیمات سے ہوتی تھی جو اس امر کا اعلان کرنے سے کبھی نہ تھکتا تھا کہ اطالیہ کو ابھی اپنے اعمال کی بہت سزا بھگتنی ہے لیکن فلورنس کو مصائب وتکالیف جھیلنے کے بعد بالآخر خدا اپنے فضل وکرم سے بچالے گا۔ جمعیت اتحاد میں شرکت سے اس طرح انکار کرنے کے باعث فلورنس نے اپنے کو لوڈوویکو میکسی ملین وینس اور پوپ کی دشمنیوں کا ہدف بنالیا۔ اول الذکر تینوں حریفوں نے باشندگان پیسا کی باری باری سے سامان حرب سے تائید کی اور اکتوبر ۱۴۹۶ء میں میکسی ملین خود اطالیہ آیا لیکن باہمی رقابتوں نے متفقہ طور پر کام نہ کرنے دیا اور اس کی مہم کا خاتمہ ناکامیابی پر ہوا۔

پوپ کی مخالفت اور بھی زیادہ سخت ثابت ہونے والی تھی۔ الکزنڈر ششم کو ان دھمکیوں اور ملامتوں کی چنداں پروا نہ تھی جو یہ مصلح اخلاق اس عہد کے معاصی و معائب کے خلاف دیا اور کیا کرتا تھا لیکن سیاسیات میں اس کی مداخلت کو وہ برداشت نہ کرسکتا تھا۔ بنا براں ستمبر ۱۴۹۵ء میں اس نے سیوونارولا کو وعظ گوئی سے منع کر دیا۔ سیوونارولا نے ابتداءً تو اس حکم کی تعمیل کی اور آئندہ میلاد مسیح تک اس نے اپنی زبان بند رکھی مگر

پوپ کی مداخلت
ستمبر ۱۴۹۵ء

۱۴۹۶ء کے ایسٹر کے چلّے میں مجلس سنیوری نے جو طرفداران راہب پر مشتمل تھی اس کو از سرِ نو وعظ کہنے کا حکم دے دیا۔ اس نے امتثال امر کیا اور ۱۴۹۶ء کے کارنیول میں جماعت پیانونی (نوحہ گوں) کا جوش مذہبی جلوسوں کی شکل میں نمایاں ہوا۔ کمسن بچے ہاتھوں میں زیتوں کی ٹہنیاں لئے گلی کوچوں میں جوق در جوق نکلتے اور مذہبی گیت گاتے جاتے تھے۔ اس نافرمانی کی یورش و تنبیہ پر سیو ونارولا یہ کہہ کر کرتا تھا کہ پوپ کی کوئی ممانعت اس کو اپنے فرائض سے باز نہیں رکھ سکتی اور اگر یہ ممانعت انجیل مقدس کے قانون محبت کے خلاف ہو اس کی مخالفت کرنا چاہئے کیونکہ جس پوپ سے ایسی غلطیاں سرزد ہوں وہ کلیسا کا نمایندہ نہیں ہو سکتا۔ خاصکر ایسے کلیسا کا جس کا وہ وفادار بیٹا ہونے کا دعوے کرتا تھا۔ اس دلیرانہ حرکت سے بھی الکزینڈر کو فوراً جوش نہیں آیا۔ بلکہ بعض مورخ تو یہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں اس نے سیو ونارولا کو کارڈنل کے عہدہ کا لالچ دلا کر توڑ لینے کی کوشش کی تھی۔ اگر یہ خیال سچ ہو تو سیو ونارولا نے اس کے عطیئے کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور پوپ کو مجبوراً دوسری تدابیر اختیار کرنا پڑیں۔ ٹسکینی کا ڈومینیکن مذہبی فرقہ سیو ونارولا کی استدعا پر لمبارڈی کے ڈومینیکی فرقہ سے جدا کر دیا گیا تھا۔ اس سے اسے ایسی غیر معمولی آزادی حاصل ہو گئی جس سے اس کے فرقے کے بہت سے راہبوں کو حسد پیدا ہوا۔ اس وقت الکزینڈر نے سان مارکو کی خانقاہ کو ایک جدید مخلوط ٹسکانی اور رومن جماعت سے متحد کر دیا (۷ر نومبر ۱۴۹۶ء) یہ علانیہ پوپ کا اختیاری فعل تھا اور جماعت میں بالعموم پسند بھی کیا گیا اور پوپ کو امید تھی کہ وہ سیو ونارولا راہب پر اسی کی اخوت کے ایک بالادست کے ہاتھوں ضرب لگائے گا۔ سیو ونارولا نے اس کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی تائید سان مارکو کے تقریباً ڈھائی سو برادران دینی نے کی اس کے بعد ۱۴۹۷ء کا جشن کارنیول تھا۔ اس موقع پر جماعت پیانونی (نوحہ گروں) کا جوش و خروش انتہا سے زیادہ بڑھ گیا۔ خردسال بچے گھر گھر گھومتے اور اسباب خود آرائش مانگتے۔ لوگ انہیں کارڈ۔ کھلونے۔ فحش کتابیں۔ تصاویر اور دوسری دستکاری کی اشیاء دیتے۔ ان سب کی ایک عام چتا قائم کی گئی اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ پیازا میں نذر آتش کر دی گئی۔ یہ اور

اسی قسم کی دوسری زیادتیوں نے جن سے بدقسمتی سے انکار نہیں کیا جاسکتا[۱] بہتوں کو متنفر کردیا اور راہب کے معاندین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس تحریک کے خلاف

سیوونارولا کے خلاف کارروائی۔

ردعمل کا نظارہ چند موقعوں پر نظر آیا۔ ایک، مارچ ۱۴۹۷ء میں پرنارڈو ڈل نیرو کے گانؔ فالونیر کے عہدے پر منتخب ہونے کے وقت جو خاندان میڈیچی کا چھپا ہوا ہوئید تھا اور دوسرے پیرو کی ناکامیاب کوشش کے موقع پر جو اس نے اپریل میں فلورنس کے واپس لینے کی غرض سے کی تھی۔ تیسرے ڈودمو کے ہنگامے کے وقت جو معراج مسیح کے دن ۴ رمئی کو کامپانیاکی یعنی ساتھی جماعت نے برپا کیا تھا۔ جب کہ سیوونارولا وعظ کہنے میں مشغول تھا۔ غالباً اسی علم سے متاثر ہوکر کہ سیوونارولا کا اثر زائل ہو رہا ہے اب الکزینڈر نے اس پر ضرب لگانے کا تصفیہ کرلیا۔ باشندگان فلورنس سے انتساب کرنے کے بعد جس میں اس نے اس امر تک کا وعدہ کرلیا تھا کہ اگر انھوں نے اتحاد میں شرکت کرلی تو وہ ان کو پیسا واپس

پاپا سیوونارولا کو دینِ مسیحی سے خارج کرتا ہے۔ مئی ۱۴۹۷ء

دلادے گا جس کا اعتبار نہ کرنے میں اہالیان فلورنس نے بڑی عقلمندی کی تھی۔ اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ وہ لوگ ایک بکو راہب کی پیشین گوئیوں سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ اور بالآخر مئی ۱۴۹۷ء میں اس نے سیوونارولا کو دین مسیحی سے خارج کردینے کی کارروائی کی۔ اسی عرصے میں مجلس اعلیٰ نے جملہ وعظ و تلقین کی ممانعت کرکے خواہ وہ سیوونارولا کی جانب سے ہوتی ہو یا اس کے معاندین و مخالفین کی جانب سے فلورنس کے جوش و جنبش کو دبانے کی کوشش کی اور کچھ عرصے تک سکوت و سکون رہا۔

لیکن جولائی کے انتخاب سے جماعت پیاگنونی کو پھر مجلس اعلیٰ میں اکثریت حاصل ہوگئی اور اگست میں اس خبر کو سنکر سارا شہر ششدر رہ گیا کہ پانچ سربرآوردہ شہریوں کو گذشتہ اپریل کی میڈیچی سازش میں شریک ہونے کا ملزم قرار دیا گیا ہے۔

---

[۱] لیکن سیوونارولا فنون و ادب کا دشمن نہیں تھا۔ دیکھو ویلاری کی تصنیف باب (۲)، صفحہ (۱۳۳)۔

مجرم قرار دیا جانے کے بعد دستور جدید کی مستقل شرط کے خلاف ان کو مجلس اعلیٰ میں

پیا نونی جماعت کو پھر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

مرافعہ کرنے کے حق سے محروم کر کے قتل کر دیا گیا ان مقتولین کا تعلق سیوونارولا کے مخالفین سے تھا۔ اور ان میں کے اکثر بالخصوص برنارڈو ڈل نیرو اس سے کچھ ہی پہلے کسی عہدے پر ممتاز رہ چکا تھا لہٰذا ان کے قتل سے سیونارولا کی حالت تھوڑی مدت کے لئے خاصی قوی ہو گئی۔ اس تاریخ سے لیکر آیندہ مارچ تک مجلس میں پیا نونی ہی بھرے رہے۔

لہٰذا ولادت مسیح کے دن سیوونارولا نے سان مارکو کے گرجا میں رومن کیتھولک فرقے کی نماز شان وشوکت کے ساتھ ادا کی۔ کارنیول کے دن اسباب خود بینی کی دوسری چتا جلائی گئی اور مجلس سینوریا کی جانب سے مکرر وعظ گوئی کی دعوت ملنے پر راہب عصائے مقدس ہاتھوں میں لئے ڈوومو کے منبر پر کھڑا ہوا۔ اور خدا سے دعا کی کہ اگر وہ درحقیقت دین سے خارج کئے جانے کے قابل تھا تو وہ اسے موت سے ہمکنار کر دے۔ ساتھ ہی اس کا بھی اعادہ واعلان کیا کہ اگر وہ آلہ کار جس کے ذریعے سے خدا دنیا پر حکومت کرتا ہے اپنے کو خدا سے جدا کر لے تو وہ ایک شکستہ آہن سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور اس کے قابل نہیں کہ اس کے احکام کی تعمیل کی جائے۔

لیکن سیوونارولا نے اپنی طاقت کا غلط اندازہ کیا تھا۔ مذہبی جوش وخروش کے ابال کا پلٹا کھانا ناگزیر ہے چنانچہ فلورنس کے ابال نے بھی اب پلٹا کھایا۔ سیوونارولا کے متقلدین اور خود اس کی شدتوں اور سختیوں نے اس کے مخالفین کی تعداد بہت بڑھا دی تھی۔ بہتیرے اشخاص کو جو ابتداءً اس کی نسبت اچھا خیال رکھتے تھے اس کی پوپ سے علانیہ مبارزت طلبی نیز اس دلیری پر جس کا اظہار دین سے خارج کئے جانے کے زمانے میں وہ کیا کرتا تھا سخت صدمہ ہوا۔ فرانسسکائی فرقے نے جو ڈومینائی فرقے کا ہمیشہ سے حاسد رہا تھا۔ اس وقت اپنے حملوں کو جن کی قیادت سیوونارولا کا حریف قدیم فرا ماریا نو دی گیناتزانو کیا کرتا تھا المضاعف کر دیا۔ بلکہ سان مارکو کے باہر ڈومینیکی فرقے کے پیروؤں کی کثیر تعداد بھی اس کے خلاف ہو گئی۔ اس کے معاندین نے اس رد عمل سے فائدہ اٹھانے

میں بہت سرعت دکھائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مارچ ۱۴۹۶ء کی مجلس اعلیٰ کے اراکین میں اس کے متبعین کی تعداد صرف تین تک شمار ہو سکی اس پر بھی محافظین امن و آزادی میں سے اکثر جو اپنے خوش ماہی انتخاب کی وجہ سے ابھی اپنے اپنے عہدوں سے علحدہ نہیں ہوئے تھے اس کے طرفدار تھے۔ لہٰذا جس وقت الگزینڈر نے شہر کو یہ کہہ کر دھمکی دی کہ اگر سیوونارولا اپنے وعظ گوئی کو موقوف کر کے عفو گناہ کے لئے رومانہ آئے تو وہ شہر کو عیسائیت سے خارج کر دے گا تو اس موقع پر حکومت نے درمیانہ راہ اختیار کی یعنی اس نے راہب کو ترک وعظ گوئی کی ترغیب تو دی لیکن اس کو روما چلے جانے پر مجبور نہ کیا۔

سیوونارولا کے خلاف آخری و قطعی ردعمل

یہ امر مشتبہ ہے کہ الگزینڈر اب کسی صورت اپنے ہاتھوں کو روکتا کیونکہ سیوونارولا نے مجلس عامہ کا تذکرہ کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ معلوم تھا کہ چارلس ہشتم کی طرف سے اس آواز کی تائید کئے جانے کا امکان تھا۔ ساتھ ہی سیوونارولا کے مخالفین بالخصوص سینتا کروچے کی فرانسسکی جماعت تباہی و تخریب پر بہت کشادہ دہن ہو رہی تھی بہرکیف آتشی آزمائش کی تجویز نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ اس تجویز کی ابتدا خواہ فرانسسکی جماعت کی جانب سے ہوئی ہو یا نہیں لیکن انھوں نے اسے بہ شوق تمام اختیار کر لیا۔ فرانسسکو دی پویا علی الاعلان کہتا تھا "مجھے یقین ہے کہ میں جل جاؤں گا لیکن خلق خدا کو اس شخص کی فتنہ انگیزی سے بچانے کے لئے میں مرنے پر بھی آمادہ ہوں اگر سیوونارولا نہ جلے تو تم کو اختیار ہے کہ تم اسے سچا پیغمبر خیال کرو۔

آگ کے ذریعے سے آزمائش۔

سیوونارولا نے بذات خود اس طرز آزمائش کے تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ لیکن اس کا سب سے زیادہ وفادار پیرو ڈومینیکو دیسچیا نے اس کے عوض مبارزت کا اعلان کر دیا۔ سیوونارولا کے لئے اس سے انکار کرنا دشوار تھا۔ مجلس اعلیٰ بھی ایک طولانی بحث و تمحیص کے بعد رضامند ہو گئی اور ۷ اپریل کو ایک جم غفیر اس غیبی آزمائش کا تماشا دیکھنے کے شوق میں پیانوا میں جمع ہو گیا۔

اس میں شک ہے کہ آیا فریقین کو اس آزمائش کے فی الحقیقت عمل میں آنے کی توقع تھی بھی یا نہیں۔ حقیقت حال کچھ بھی ہو اعتراضات کی ابتداء خود فرانسسکی جماعت کی جانب سے ہوئی۔ یہ کہہ کر کہ ان کو سیئو ونارولا کی جانب سے جادوگری سے کام لینے کا احتمال ہے انھوں نے اس امر کا مطالبہ کیا کہ اول الذکر کا مبارز اپنی chasuble اور Vetments اتار ڈالے اس کے بعد یہ اعتراض کیا کہ صلیب بھی نہ لینی چاہئے آخرالامر اس پر اصرار کیا کہ عصائے مقدس لے کر آگ میں نہ اترا جائے۔ یہاں پہنچ کر سیئو ونارولا نے مخالفین کی فرمائشات کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس بحثا بحثی میں دن ڈھلتا گیا یا نی بھی پڑنے لگا اور بالآخر مجلس نے آزمائش ہی ملتوی کر دی۔ عوام مایوسی کے جوش سے پاگل ہو رہے تھے۔ دوسرے دن جماعت کامپانیاکی (ساتھیوں) نے موقع کو غنیمت سمجھ کر سان مارکو پر حملہ کر دیا (۸ راپریل) اس معرکے میں منجملہ اوروں کے دونارولاسہ کا مستحکم ترین موید فرانسسکو ویلوری بھی جو کسی وقت میں گال فیلو نیر کے عہدے پر بھی ممتاز رہ چکا تھا' کام آیا۔ بہرتقدیر جب تک مجلس اعلیٰ نے دست اندازی نہیں کی اور سیئو ونارولا اور اس کے دونو موید خاص یعنی فراڈومینکو اور فرا سلوسٹرو کو گرفتار نہیں کر لیا اسی وقت تک اس کے برادران دینی سان مارکو پر قدم جمائے کھڑے رہے۔

اب پاپا الکزنڈر نے مطالبہ کیا کہ سیئو ونارولا راہب اس کے حوالے کر دیا جائے ایک طویل نامہ وپیام کے بعد یہ اقرار پایا کہ دو نمائندے پوپ کی طرف سے روحانی گناہوں کی تحقیق کے لئے بھیجے جائیں اور ملکی خطاؤں کی تفتیش فلورنس کے کمشنر کریں۔ ساتھ ہی پوپ نے مذہبی محاصل کا ۳/۱ حصہ فلورنس کو دینا منظور کر لیا اس پر پیروان راہب میں سے ایک نے کہا کہ تین کا دس گنا تیس ہوتا ہے جس طرح حضرت مسیح تیس دینار کے معاوضے میں فروخت کر دیے گئے تھے اسی طرح ہمارے آقا کو بھی لوگوں نے فروخت کر دیا اسی کے ساتھ سیئو ونارولا کو جسمانی آزار دیے جانے لگے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اقبال کر لیا تھا کہ وہ پیغمبر صادق نہیں تھا لیکن یہ مسلمہ ہے کہ تکالیف دے کر جو اقبال

گرائے جاتے ہیں وہ اس قابل ہی نہیں کہ انھیں رتی برابر بھی وقعت دی جائے۔ ماسوائے اس امر کے یقین کرنے کے خاصے وجوہ موجود ہیں کہ اس کے اظہار کو غلط رنگ دیا گیا۔ اس کے مخالف اس کی پامالی کا بیڑا اٹھا چکے تھے۔ ان کی قطعی کامیابی کے لئے اب جس چیز کی ضرورت باقی رہ گئی تھی وہ صرف یہ تھی کہ ماہ مئی کے انتخابات میں ایک ایسی مجلس اعلیٰ قائم ہو جو سرتاپا اس کی مخالف ہو۔ یہ مقصد مجلس اعلیٰ سے دو سو نوحہ گروں کے اخراج سے حاصل ہو گیا۔ اس طرح سنیوری پر اراببیٹول کا قبضہ ہو گیا۔ سیُوونارولا اور اس کے دونوں ساتھی جنھیں نمائندگان پاپائے الحاد اور اس کے ہم شہریوں نے حکومت سے غداری کا مجرم پایا تھا۔ ۲۳ مئی ۱۴۹۸ء کو شہیدوں کے استقلال اور ثبات قدم کے ساتھ عروس مرگ سے ہم آغوش ہو گئے۔

راہب سولی پر چڑھا دیا گیا ۲۳ مئی ۱۴۹۸ء

سیُوونارولا اس انجام کا سزاوار تھا یا نہ تھا اس بارے میں اس عہد کے مورخین میں سخت اختلاف آرا رہے ہے اور یہ اختلاف اب تک قائم ہے۔ الکزنڈر کے بعد جو پوپ ہوئے اون میں سے ایک کا قول ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد جس چیز کا علم حاصل کرنے کے لئے میں سب سے زیادہ مضطرب ہونگا وہ یہ ہوگی کہ آیا سیُوونارولا نیکوکار تھا یا بدکار۔ وہ لوگ جو اس پر زیاکاری کا الزام لگاتے ہیں توفیق ربانی کے متعلق اس کے اعتقاد کو ادعائے باطل سمجھتے ہیں۔ اس کی بشارتوں کو حصول مقاصد کے بہانوں سے تعبیر کرتے ہیں وہ بلاشبہ ان لطیف و رقیق تاثرات سے لاعلم ہیں جن کے تحت پیشوایان دین نے ہمیشہ کام کیا ہے۔ یہ ہستیاں وہ ہیں جن کی زندگی کے ہر لمحے میں دنیا پر سرمدی حکومت کا ایک زبردست اعتقاد اور کامل یقین جاری و ساری ہوتا ہے۔ جو لوگ اسے مذہبی دیوانہ سمجھ کر ناچیز و حقیر خیال کرتے ہیں ان کے سینے شرم و گناہ کے ان شعلوں سے بیگانہ ہیں جو مصلحان قوم کی روحوں کو تحلیل کرتے رہتے ہیں۔ یہ امر کہ اسے یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ خدا نے اسے رسالت کا امین قرار دیا ہے اور وہ اس کی بشارتوں اور وعیدوں کا پہنچانے والا ہے ہم کو اس کا یقین کر لینا چاہئے۔ رہی یہ بات کہ اس سے بعض زیادتیاں سرزد ہو گئیں یہ امر اسے صرف معمولی انسانی کمزوریوں کا مجرم ٹھیرائے گا۔

اس کی اصلی غلطی جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے صرف یہ تھی کہ اس کے قدم اپنی حدود سے متجاوز ہو کر سیاسیات کے دائرے میں بھی پڑ گئے تھے۔ اگر اس کی جد وجہد اخلاقی اصلاح تک محدود رہی ہوتی تو شاید وہ فضائے شہرت میں اتنا بلند پرواز نہ ہو سکتا لیکن ساتھ ہی وہ بہت سے تخالفات و تناقضات سے بچا رہتا اور اتنا قعر مذلت میں بھی نہ گرتا۔ وعظ گوئی اور تدبیر ملک کے مناصب کی باہم بگڑ آشتی آسان نہیں ہے۔ کسی سیاسی جماعت سے جب اس نے اپنی قسمت کو ایک بار وابستہ کر لیا تھا تو تفوق کامل کے علاوہ اور کوئی شے اُسے تباہی سے نہیں بچا سکتی تھی۔ مابقی امور میں سیئو ونارولا کے کاموں کو مابعد کی تحریک اصلاح سے خلط ملط نہ کرنا چاہئے۔ کلیسا سے قطع تعلق کرنے یا اس کے عقائد واصول سے چھیڑ چھاڑ کرنے کا اسے کوئی خیال نہ تھا۔ اس کا دماغ ایک درمیانی سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ اس کا شمار ان مصلحان اعظم میں سے ہے جن کی کوششوں کا محور سینٹ فرانسیس اسیسی کے ساعی کے مانند صرف یہ تھا کہ انسان کو مسیحی تعلیم سے جس رنگ میں کہ وہ اس وقت سمجھی گئی تھیں قرین کر دیں لیکن جنھوں نے ان تعلیمات کے مسلمہ مفہوم سے کبھی مناظرت نہیں کی وہ دہریت والحاد کی اس روح کے خلاف دشمن بن کر سینہ سپر بنا ہوا تھا جس نے نشاۃ جدیدہ کی تحریک کو منزر پہنچایا تھا تا کہ اپنے ملک کو اس اخلاقی رسوائی پر ملامت کر سکے جو اس کی تباہی کا پیش خیمہ تھی۔

۳۔ لوئی دوازدہم۔ ملان اور نیپلس کی جنگ

لوئی دوازدہم کی تخت نشینی پر علی العموم خوشیاں منائی گئیں۔ ابتدائی عمر میں وہ شہزادی این بوژیو کے مخالف گروہ کی رہنمائی کر چکا تھا اور اس کی خاطر قید و بند کی سختیاں بھی برداشت کی تھیں۔ لیکن تھوڑے عرصے سے شاہ چارلس کا وفادار مؤید بنا ہوا تھا۔ جوانی میں غیر محتاط اور عیش وعشرت کا

رہا۔ اب وہ اپنی دلیر طبعی و فیاض منشی کے ساتھ ساتھ زیادہ متین و سنجیدہ ہوگیا تھا۔ مسند نشینی کے وقت اپنے جذبات کا اعلان ان الفاظ میں کیا کہ بادشاہ ان برائیوں کو بھول گیا ہے جو ڈیوک ہونے کے وقت اس کے حق میں کی گئی تھیں۔" چنانچہ اس نے شہزادی

لوئی دوازدہم کی داخلی حکمت عملی

این یوڑیو اور اس کے شوہر کے ساتھ جن کی اس نے ایک وقت میں سخت مخالفت کی تھی بہت حسن مراعات رفق و مدارات کا اظہار کیا۔ جب ان دونوں کی اکلوتی بیٹی سوسانا کی شادی چارلس کاونٹ مانٹ پینسیر کے ساتھ ہوئی تو بادشاہ نے لوئی یازدہم کے اس حکم کو منسوخ کردیا جس کی رو سے اولاد نرینہ کے نہ ہونے کی صورت میں خاندان بوربون کی قلمرو و تاج کی نذر ہو جانے والی تھی، کشادہ دلی اور فیاضی کے اس سلوک نے بڑی جاگیروں کی اس آخری نشانی کو سلطنت فرانس میں ضم ہونے سے بچا لیا۔

اس عہد کا آغاز متعدد مفید و کارآمد تدابیر سے ہوا۔ محصول تیلی[1] میں تخفیف کردی گئی۔ عدالتی عہدوں کا فروخت ہونا ممنوع ہوگیا۔ نظام عدالت کی رشوت ستانیوں کو روکنے کی سعی کی گئی۔ بیرونس اور نارمنڈی کو مقامی پارلیمنٹ یا عدالت عطا کی گئی جو پیرس کی پارلیمنٹ کا پاسنگ برابر کرتی رہیں ساتھ ہی حدود و اختیارات کے بارے میں جامعۂ پیرس کے ناروا حقوق میں قطع و برید کردی گئی۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ لوئی کی اپنی پہلی بیوی جین دختر لوئی یازدہم کو طلاق دہی اور چارلس ہشتم کی بیوہ شہزادی این بر یٹانی کے ساتھ عقد نکاح کو سیاسی مصالح کی بناء پر جائز قرار دیں کیونکہ جین کے کوئی اولاد نہ تھی اور بریٹانی فرانس سے پھر منقطع ہوجانے کی دھمکیاں دے رہی تھی لیکن طلاق کے متعلق جو نامہ و پیام پوپ اور لوئی کے مابین ہوئے اس میں بادشاہ نے بڑی سفاہت اور کمینہ پن کا اظہار کیا۔

---

[1] - ایک قسم کا محصول جو زمین اور آمدنی پر عائد کیا جاتا تھا اس کے ابتدا ۱۴۳۹ء میں حکومت آرلئنس نے جاری کیا تھا۔ امراء، ارکان کلیسا، شاہی عدالتوں کے عہدہ دار اور دوسرے ملازمین سرکار اس محصول سے مستثنیٰ تھے۔ پس اس کا بار خالصۃً ادنیٰ طبقے کے لوگوں پر پڑتا تھا۔

ماسوائے اس کے شہزادی این بریٹانی نے جس شرط پر اصرار کیا تھا یعنی اس کی جاگیر کا الحاق سلطنت فرانس سے کیا جائے۔ وہ مزید مشکلات کے پیدا کرنے کا باعث ہوتی اگر شہزادہ فرانسیس انگولیم جو بالآخر فرانسس اول کے لقب سے فرانس کا بادشاہ ہوا۔ شہزادی کلاڈ کے ساتھ جو این کے اس دوسری شادی کی اولاد تھی عقد نہ کر لیا ہوتا۔ مختصر یہ کہ اگر ہوس ملک گیری اسے چارلس کے قدم بقدم چلنے اور اطالیہ میں فتوحات حاصل کرنے پر مائل نہ کرتی تو وہ اپنی داخلی حکمت عملی کی بنا پر ابوالرعایا کے خطاب کا جائز طور پر مستحق ہوتا۔ اگر اس کی بیباکانہ اولوالعزمی تقاضائے مبارزت کر رہی تھی تو میکسی میلین کی وہ تازہ جد وجہد جو اس نے برگینڈی اور فلینڈرس کے مغربی قطعات زمین کو جنھیں وہ اب بھی اپنے فرزند آرچ ڈیوک فلپ کی میراث خیال کرتا تھا حصول کے لئے شروع کی تھی اس کے لئے جارحانہ پہلو اختیار کرنے اور فرانش کانتے کو اپنی قلمرو میں شامل کر لینے کے واسطے خاصی جائز وجہ بن سکتی تھی۔ لیکن چارلس کی طرح اس کی آنکھیں بھی اٹلی کے نورانی آسمانوں اور نزہت افزا میدانوں سے چکاچوند ہو رہی تھیں۔ اور فرانسیس کی ہوس ملک گیری کو صرف اطالیہ ہی کی فتح سے سکون ہو سکتا تھا۔ بہر تقدیر لوئی کے حملے کا مقصود اولین نیپلس نہیں بلکہ ملان تھا۔

لوئی کا عزم حملہ ملان

چارلس ہشتم کا حملہ باشندگان اطالیہ کے لئے درس اتحاد ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا ہونا مقدر نہ تھا۔ حتیٰ کہ اتحاد وینس میں اطالوی مدبرین کے مقاصد خالصتہً خودغرضانہ تھے۔ جونہی ان کا مشترکہ خطرہ ہوا ہے۔ قدیم رقابتیں عود کر آئیں۔ اور اتفاق پاش پاش ہو گیا۔ اور سیوونارولا کو پاپا نے اس لئے قربان کر ڈالا تھا کہ فلورنس اتحاد میں شریک ہونے کے لئے تیار نہ تھا۔ لیکن جونہی یہ کانٹا نکل گیا خود الکزنڈر ششم اتحاد سے الگ ہو گیا۔ الکزنڈر کی حکمت عملی کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ وہ پاپائیت کی دنیوی حکومت کو تقویت دے پاپا سکسٹس چہارم کے نقش قدم کی تقلید کر سکے اس نے یہ خیال کیا کہ اس مقصد کو وہ بہترین طریقے پر اپنے ہی خاندان کے ذریعے حاصل کر سکے گا۔ اس غرض سے اس نے

اپنے فرزند اکبر ڈیوک آف گنڈیا کو پہلے اپنا آلۂ کار بنایا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اسے آرش "سینٹ پیٹر کا لارڈ" بنائے اور اس طرح جماعت آرسنی کی بیخ کنی کرکے جس نے چارلس ہشتم کی تائید کرکے وجہ عناد مہیا کردی تھی لیکن یہ کوشش ناکام ہوئی اور ڈیوک کے قتل مخفی سے جو جون ۱۴۹۷ء میں ہوا تھوڑی دیر کے لئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تمام امیدوں کا خاتمہ ہو چکا لیکن پوپ اس آسانی کے ساتھ شکستہ دل و ناامید ہو جانے والا شخص نہ تھا۔ تھوڑی ہی مدت کے بعد اس نے پھر اپنی تدابیر شروع کردیں

الکزنڈر اور وینس جمعیت وینس سے قطع تعلق کرکے فرانس سے اتحاد پیدا کرتے ہیں

اس بار اس کی نگاہ انتخاب اپنے منجھلے بیٹے یعنی مشہور بدنام سیزر بورجیا پر پڑی سیزر بدقسمتی سے ڈیکن (عہدہ دار کلیسا) اور کارڈنل (رئیس کلیسا) ہر دو عہدے پر فائز تھا۔ لیکن اگست ۱۴۹۸ء میں اس کے باپ نے اس کی روحانی بہتری کے لئے اسے حلف مذہبی سے آزاد کردیا۔ اس ابتدائی سد راہ کو اس طرح رفع کردینے کے بعد پاپا نے پہلے اس کی شادی فیڈریکو والی نیپلس کی بیٹی شارلٹ کے ساتھ کردینے کا ارادہ کیا جس سے سیزر کو کسی نہ کسی دن اس بادشاہت کے تاج و تخت کا استحقاق پیدا ہو جاتا تھا اس امید میں فیڈریگو کے انکار کے باعث ناکامیابی ہونے سے الکزنڈر فرانس کی طرف پلٹا۔ اپنی پہلی بیوی جین کو طلاق دینے میں لوئی دوازدہم کو پاپا سے جو حکم منظوری حاصل ہوا تھا نیز اس کے مشیر خاص جارج آمبواز کو پاپا کے رئیس کلیسا کا جو عہدہ دیا تھا اس کے معاوضے میں لوئی نے سیزر کو ولانتینو اور دیوا کے اضلاع اور ڈیوک کے خطاب سے ممتاز کردیا اور بالآخر مئی ۱۴۹۹ء میں اپنی حسین بھتیجی شہزادی شارلٹ آلبرے کا عقد بھی سیزر سے کردیا نیز یہ وعدہ بھی کیا کہ روماناکے بارے میں جو کارروائی سیزر کی جانب سے کی جائے گی اس میں بھی تائید کرے گا۔ اس طرح الکزنڈر اتحاد وینس سے علیحدہ کرلیا گیا۔

جمہوریۂ وینس اور لوڈوویکو کے تعلقات کبھی بھی خالص اور بے ریا نہ تھے۔ فورنوو کی لڑائی میں ڈیوک نے مکر و فریب سے کام لیا تھا اور

اپنی فوجوں کو فرانسیسیوں کا تعاقب سختی سے نہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد پیسا کی جنگ مزید ناموافقت کا باعث ہوگئی۔ اتحاد وینس میں فلورنس کے انکار شرکت سے ناراض ہوکر لوڈو ویکو اور وینس دونوں نے پیسا کو اس کی خود مختاری کی جدوجہد میں امداد دینی شروع کی۔ لیکن ہوس ملک گیری نے دونوں کو جلد ہی ورغلانا شروع کیا اور چونکہ دونوں بیک وقت پیسا پر قابض نہیں رہ سکتے تھے۔ اس لئے دونوں کے درمیان ناچاقی کا پیدا ہونا ناگزیر تھا۔ لوڈو ویکو نے پہلے شاہنشاہ میکسی میلین کو پہلے شہر پیسا پر قبضہ کر لینے کی دعوت دی کیونکہ اس کو امید تھی کہ بالآخر وہ پیسا کو اس سے چھین لے گا لیکن بدقسمتی سے یہ مہم اکتوبر ۱۴۹۶ء میں ناکامیاب ثابت ہوئی۔ لوڈو ویکو نے پیسا کو وینس کے قبضے میں جاتا دیکھنے سے اس کو بہتر خیال کیا کہ پیسا کی رقابت چھوڑ دی جائے چنانچہ اس نے مئی ۱۴۹۸ء میں فلورنس والوں کی روپیہ اور فوج سے مدد کرنی شروع کردی۔ وینس فوراً لوئی کی صدا پر گوش برآواز ہوگیا۔ معاہدۂ بلوار کی تکمیل ہوئی۔ وینس نے ریاست میلان کے مقابلے میں لوئی کو فوجی امداد دینے کا اقرار کیا۔ لوئی نے میلان کے مال غنیمت کے حصے کے طور پر وینس کو کریمونا اور گھیرا دادا دینے کا وعدہ کیا جو دریائے آڈا کے بائیں ساحل پر ایک چھوٹا سا ضلع ہے۔

اس ترکیب سے لوئی اتحاد وینس کے توڑنے میں کامیاب ہوگیا اور لوڈو ویکو بے یار و مددگار رہ گیا۔ فرڈیننڈ شاہ اسپین پہلے ہی سے نیپلس پر قبضہ کر لینے کی تاک میں لگا تھا اور لامبارڈی کے معاملات میں دخل نہ دینا چاہتا تھا۔ فیڈریگو والی نیپلس اپنے تاج کے چھن جانے کے خوف سے لرزہ براندام تھا اور لوڈو ویکو کی امداد نہیں کرسکتا تھا۔ میکسی میلین اس وقت ایک طرف سوئیڈن سے لڑائی میں الجھا ہوا تھا۔ دوسری جانب دستور سلطنت کے مسائل میں اس کے اور (Diet) مجلس ملکی کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا تھا لہٰذا وہ بھی لوڈو ویکو کی کوئی امداد نہیں کرسکتا تھا اس یاس و اضطرار کی حالت میں اس نے ترکوں کو ابھار دیا۔ بایزید دوم نے

لوڈو ویکو کی نازک حالت

فرنیولی میں وینس کی سرحد پر تاخت و تاراج کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی۔
اس سے لوڈو ویکو کو کوئی مادی تائید نہیں پہنچی۔ بلکہ یہ حرکت الٹی اس کے
مخالفین کی آتش غیظ و غضب کو بھڑکانے کا باعث بن گئی۔

اگست ۱۴۹۹ء میں فرانسیسی فوجوں نے تین قوی ہیکل سپہ سالاروں کی کمان میں
کوہِ الپس کو عبور کر لیا۔ ایک لامبارڈی کا باشندہ ولزیو نامی جس نے الفانسو
فرمانروائے نیپلس سے بدعہدی کی تھی اور فرانس میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

فرانسیسیوں کا داخلہ اطالیہ میں اگست ۱۴۹۹ء

یہ وہ شخص تھا جس کی نسبت لوڈو ویکو کہا کرتا تھا کہ صرف گرفتاری
کی دیر ہے وارورسن اس کا انتظار کر رہے ہیں؛ دوسرا
اسٹورٹ دابینی جو نیپلس کی معرکہ آرائیوں میں پہلے ہی شہرت
حاصل کر چکا تھا۔ تیسرا الگنی کا امیر لوئی ڈی لکزبرگ بیئارڈ
پہلوان کا مربی و سرپرست، جس کے آئندہ معرکہ آرائیوں کے دلیرانہ و اہم کارناموں
سے ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ ازمنۂ وسطیٰ ابھی باقی ہیں۔ سیوائے کے ڈیوک نے
پیڈمان کے راستے سے بلاتعرض گذر جانے دیا۔ استی کے مقام پر ان سے صوبجات
سوئزرستان کی جنھوں نے لوئی سے معاہدہ کر لیا تھا، روانہ کی ہوئی کمکی فوج جو پانچ ہزار سوئزرستان
کے فوجیوں پر مشتمل تھی، آملی۔ میلان کے راستے میں ان فوجوں کو شاذونادر ہی کسی
مدافعت سے دوچار ہونا پڑا۔ انونک کے قریے نے، جس کی مورچہ بندی لوڈو ویکو
نے کی تھی، البتہ مدافعت کی لیکن اس پر دوسرے ہی دن یورش کر کے قبضہ کر لیا گیا
اور قلعے کے پناہ گیروں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اپنے انجام سے خائف

لوڈی پر باشندگان وینس کی پیشقدمی

اور ٹری ویلزیوں کے وعدوں اور رشوتوں کے فریب خوردہ
شہر اور قلعے یکے بعد دیگرے اپنے تئیں فرانسیسی فوجوں کے
حوالہ کرتے گئے۔ شہر ایلی سینڈریا نے، جس کو میلان کی فوجیں
گلیزو دی سان سیویرینو کے زیر اثر جسے غالباً فرانسیسیوں نے رشوت
دی تھی۔ خالی کر گئی تھیں اطاعت قبول کر لی۔ لیکن نہایت بیرحمی کے ساتھ
اس کا تاخت و تاراج کیا گیا اور فرانسیسی فوجیں دریائے پو کو عبور
کر گئیں۔

لوڈوویکو انسبرک بھاگ جاتا ہے فرانسیسی اور اہالیان وینس ملان پر قابض ہو جاتے ہیں ستمبر ۱۴۹۹ء۔

اسی دوران میں وینس کی مشرقی فوجوں نے کارادا گیجو پر قبضہ کر کے لوڈی کی طرف پیش قدمی کی۔ لوڈوویکو نے اب دیکھ لیا کہ شکست ناگزیر ہے۔ ملان کی ایک شورش سے اسے تنبیہ ہو چکی تھی اور دارالسلطنت پر اسے اعتماد باقی نہ رہا تھا اس نے اپنے دونوں بیٹوں اور خزانے کو جرمنی روانہ کر دیا۔ سامان رسد ملان کے قلعے میں ڈال دیا اور خود میکسی میلین سے مدد طلب کرنے کے لئے انسبرگ بھاگ گیا (۲ ستمبر)

لوڈوویکو کے جانے کی دیر تھی کہ باشندگان ملان شہر کی کنجیاں لے کر فرانسیسیوں کے پاس دوڑے آئے۔ ۱۴ ستمبر کو خود شہر کے قلعے نے ہتھیار ڈال دئے شہر جنیوا نے بھی تقلید کی۔ اس طرح ایک ہی مہینے میں فرانسیسیوں اور اہالیان وینس کوئی مشہور لڑائی لڑے بھڑے بغیر اراضی ملان کے مالک بن بیٹھے لیکن ایک دوسری لڑائی لڑے بغیر وہ اپنی فتوحات پر قابض نہیں رہ سکتے تھے۔ چارلس ہشتم کی فتح نیپلس کے مانند اس موقع پر بھی فرانسیسیوں کی فتح کی سرعت اٹلی کی کمزوری کی واضح تمثیل ہے۔ فوجیوں کی غداری اور بزدلی اطالیہ کی اُجرتی طرز جنگ کی روایات بد کا نتیجہ تھی۔ فوج کے بھاگ جانے کے بعد اہالیان شہر چاہتے بھی تو مشکل سے مدافعت کر سکتے تھے اور اگر کر بھی سکتے تو نہ کرتے۔ حب الوطنی اور وفاداری کے جذبات سے عاری ہونے کے باعث وہ فرانسیسیوں کے انتقام سے خائف ہو رہے تھے اور ان کی نرم حکومت اور ہلکے پھلکے محصولات کے وعدوں پر بہ آسانی اعتبار کر لیتے تھے لوئی نے ان وعدوں کے ایفا کرنے کی

فرانسیسیوں کے خلاف ردعمل

بلاشبہ کوشش کی لیکن توقعات بہت زیادہ پیدا کر دی گئی تھیں اور ملان کی گورنری کے لئے ویلزیوں کا انتخاب بہت منحوس ثابت ہوا۔ چونکہ وہ خود لمبارڈی نسل کا تھا اس لئے فرقہ بندی میں پھنس گیا اس کی سخت گیریوں نے ادنیٰ طبقے کے لوگوں کو بالکل بیگانہ کر دیا ساتھ ہی فرانسیسیوں کی نخوت اور کج ادائیوں نے اس نئی رعایا کی محبت کو بہت جلد زائل کر دیا۔ اہل اطالیہ جس فریب میں مبتلا ہو گئے تھے اس کے دور کرنے کے لئے چند مہینے کافی تھے چنانچہ جب فروری ۱۵۰۰ء میں

لوڈوویکو ایک فوج کے ساتھ جسے اس نے شمال میں جمع کیا تھا، واپس آیا، تو فرانسیسی ملان کے تخلیے پر مجبور ہو گئے اور جس سرعت کے ساتھ انھوں نے فتوحات حاصل کی تھیں اسی تیزی سے انھیں واپس بھی کر دینا پڑا معلوم ہوتا تھا کہ اب

لوڈوویکو کی واپسی فروری سنہ ۱۵۰۰ء

سب کچھ ہاتھ سے نکل گیا لیکن اسی اثنا میں فرانسیسی فوج فرانس سے تازہ دم کمک حاصل کر کے قلعۂ نوارا کی امداد کے لئے جو ملان کی طرح اپنی مدافعت کئے جا رہا تھا اب دوبارہ آگے بڑھی۔ چونکہ لوڈوویکو کی فوج، سوئیزرستان، البانیہ، اور لمبارڈی کے اجرتی سپاہیوں پر مشتمل تھی اس لئے اس کی فتح تو ہر صورت سے مشتبہ تھی۔ لیکن جرمانیہ اور

فرانسیسی ملان کا تخلیہ کر دیتے ہیں لیکن نوارا میں لوڈوویکو اسیر ہو جاتا ہے ۵ اپریل اور شہر ملان پر فرانسیسی پھر قبضہ کر لیتے ہیں

سوئیزرستان کے اجرہ دار فوجیوں کی غداری کے باعث امکانات جنگ کی پوری آزمائش کی بھی نوبت نہ آسکی۔ آخر الذکر نے یہ عذر پیش کیا کہ وہ اپنے ہموطنوں کے خلاف جو ان کی حکومت کی اجازت سے فرانسیسیوں کی خدمات ادا کر رہے تھے ہتھیار نہیں اٹھا سکتے۔ جرمنوں کو جو عذر ہمدست ہو سکا وہ صرف تنخواہوں کا زیر بقایا ہو جانا تھا جب فرانسیسیوں نے ان کو اس امر کی اجازت دی کہ وہ میدان جنگ سے کنارہ کش ہو جائیں تو ان معزز رفقائے سیف نے اس امر پر اصرار نہیں کیا کہ ان کے ملانی ساتھیوں اور ڈیوک کو بھی وہی شرائط دی جائیں نتیجہ یہ ہوا کہ جب ملانی فوجوں نے پسپائی کی کوشش کی تو فرانسیسی تیغوں نے انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ لوڈوویکو سوئیزرستان کی فوجوں میں ایک راہب کے لباس میں پکڑا گیا۔ اور ۱۷ اپریل کو فرانسیسی دوبارہ دار السلطنت میں داخل ہو گئے۔ ملان کی زرخیز ڈچی اب فرانسیسیوں کے ہاتھ لگی سوائے اس قطعہ ملک کے جو دریائے آڈا کے مشرق میں واقع تھا اور اہالیان وینس کے حصے میں آیا تھا نیز بلن زونا کے اطراف جو ضلع تھا وہ بھی چھوٹ گیا تھا کیونکہ اس پر سوئیزرستانیوں نے جو لوئی کی فوج میں ملازم تھے قبضہ جما لیا تھا چنانچہ یہ حصہ ملک اب تک سوئیزرستان کے زیر تصرف ہے۔

فرانسیسیوں کو ابتداً اطالیہ آنے کی دعوت دینے اور پھر بدعہدی کے مرتکب ہونے میں لوڈوویکو نے جس مہلک غلطی کا ارتکاب کیا تھا۔ خاندان سفورزا کو اس کا بہت سخت خمیازہ بھگتنا پڑا۔ ڈیوک نے جو اپنی ہوشیاریوں پر ناز کیا کرتا تھا اپنی زندگی کا باقی حصہ ٹورین میں لوچز کے قید خانہ میں پورا کیا (۱۵۰۸ء) اس کا بھائی کارڈنل ایسکے نیو اور بدقسمت گان گلیزیو کا بیٹا فرانسسکو دونوں بھی فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں پڑ گئے۔ ایسکے نیو ۱۵۰۳ء میں رہا کر دیا گیا لیکن ۱۵۰۵ء میں زندگی کے قید خانہ سے بھی رہائی پائی فرانسسکو کو کلیسا میں داخل ہو جانے پر مجبور کیا گیا اس نے ۱۵۱۱ء میں وفات پائی۔ خاندان سفورزا کے قابل تذکرہ اولاد ذکور میں صرف دو ہستیاں باقی رہ گئیں دونوں لوڈوویکو کے فرزند میکسی ملین اور فرانسسکو تھے جن کو آگے چلکر ڈچی کچھ عرصے کے لئے واپس مل گئی۔[1]

خاندان سفورزا کی قسمت کا فیصلہ

لوڈوویکو کی قوت کا دفعتہً بیٹھ جانا اجرہ دار فوجوں کی بے کفائی اور بے اعتمادی کی نمایاں مثال ہے۔ جس معاملے کو وہ وقتیہ طور پر ہاتھوں میں لیتے اس کی انھیں ذرا بھی پروا نہ ہوتی تھی۔ رشوت حاصل کرنے کے لئے وہ ہمیشہ تیار تھے اور جب ساتھ چھوڑ دینا ان کے موافق مرام ہوتا تو فوراً علیحدہ ہو جاتے تھے باقی یہ کہ فرانسیسیوں کو بار دیگر اطالیہ میں آنے کی دعوت دینے کے متعلق وینس کی پالیسی اتنی ہی مبنی بر کوتاہ نظری تھی جتنی کہ وہ قابل الزام تھی۔ اپنی اس کوتاہ نظری کے لئے باشندگان وینس نے یہ عذر پیش کیا کہ ان کو حریص اور سازش پسند لوڈوویکو کا خوف لگا ہوا تھا۔ لیکن لوڈوویکو کسی حالت میں اتنا خطرناک نہ تھا جتنا کہ فرانسیسی تھے۔ ماکیاویلی نے بجا کہا ہے کہ "لمبارڈی کے دو ضلعوں کے حاصل کرنے کی تمنا میں وہ اطالیہ کے دو تہائی حصے کے مالک بن بیٹھنے میں لوئی کے دستگیر ہو گئے۔"

وینس کی کوتاہ نظر پالیسی

[1] گلیزیو سفورزا کے تین بیٹے تھے جن میں سے ایک جائز بیٹا اور دوسرے دو ناجائز تھے گرفتار کر لئے گئے تھے اور بحالت گرفتاری ہی قید ہستی سے انھوں نے نجات پائی۔

ملان کے مالک ہو جانے کے بعد لوئی نے نیپلس کے خلاف اپنی تیاریاں سرعت کے ساتھ شروع کردیں اس راہ میں اگر کسی مخالف کے خطرناک ثابت ہونے کا احتمال تھا وہ فرڈیننڈ کیتھولک تھا۔ چارلس کی پسپائی کے بعد آراگونی خاندان کو پھر بر سر حکومت کرنے میں اسی کی مدد شامل حال تھی اور اگر چارلس کے خاندان کی ناجائز شاخ دعویٔ تخت سے خارج کردی جاتی تو وہ جائز طور پر اپنا دعویٰ پیش کر سکتا تھا۔ اس کے ایلچی نے کہا "جس طرح آپ نے ملان کے بارے میں وینس سے معاہدہ کر لیا ہے اسی طرح اگر ہم سے بھی نیپلس کے بارے میں کسی امر پر موافقت کریں تو کیسا ہوگا۔" یہ تجویز لوئی کے بہت پسند آئی اور نومبر ۱۵۰۰ء میں غرناطہ کے خفیہ عہد نامہ پر دستخط ہو گئے۔ اس شرمناک معاہدے کے لئے یہ بہانہ پیش کیا گیا کہ فیڈریگو نے اپنے اضطراب و پریشانی کی حالت میں ترکوں سے اتحاد کر لیا تھا۔ معاہدے کی تمہید میں مسیحی فرمانرواؤں کی باہمی نااتفاقیوں پر آنسو بہانے کے بعد جنھوں نے ان کو ترکوں کے مقابلے میں ضعیف و کمزور بنا دیا تھا یہ لکھا گیا کہ "شاہان فرانس و آراگان کے سوا کسی فرمانروا کو نیپلس کے تخت و تاج کا استحقاق حاصل نہیں ہے اور چونکہ شاہ فیڈریگو نے ترکوں کو اکسا کر مسیحی دنیا کو خطرہ میں مبتلا کر دیا ہے اس لئے یہ دونوں معاہد دولتیں مسیحی دنیا کو اس خطرے سے بچانے اور امن و امان قائم رکھنے کے لئے اپنے حقوق کو طے کرنے اور حکومت نیپلس کو باہم دگر تقسیم کر لینے پر راضی ہیں"

لوئی اور فرڈیننڈ کے مابین غرناطہ کا معاہدہ ۱۱ر نومبر ۱۵۰۰ء

شمالی صوبے جو دریائے آبروزی اور ارض لاؤیرو پر مشتمل تھے بادشاہ کے خطاب کے ساتھ لوئی کے حصے میں آئے اور کیلبریا اور اپولیا کے جنوبی علاقے ڈیوک کے خطاب کے ساتھ فرڈیننڈ کو ملے۔ یہ امر کہ ترکوں کی طرف سے خطرہ لاحق تھا خالی از حقیقت نہیں تھا ۱۴۹۹ء کے موسم خزاں میں انھوں نے صرف فریولی کو ہی تاخت و تاراج نہیں کیا تھا بلکہ وینس کے بحری بیڑے کو بھی سیپینزا سے مار بھگایا تھا اور موریا میں موڈان اور نے وارنیو کے علاقے بھی چھین لئے تھے۔ بوہیمیا اور ہنگری کے فرمانروا لیڈسلا اور پولینڈ کے

بادشاہ کے ساتھ ۱۵۰۰ء کے موسم بہار میں لوئی کا معاہدے کرنا فرڈیننڈ کے طرف سے سیفولینا میں سینٹ جارج کے محاصرے کے لئے وینس کی کمک کو ستمبر ۱۵۰۰ء میں بحری بیڑے کا روانہ کیا جانا۔ اور ۱۵۰۱ء میں میٹی لینی پر فرانسیسیوں کا حملہ آور ہونا ان سب امور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صلیبی لڑائیوں کا جو شور و غل برپا ہو رہا تھا وہ محض بہانہ ہی نہ تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اطالیہ کی شمالی تسخیر ہی سے وہ ترکوں کے آگے سرنگوں ہونے سے بچ گئی ہو لیکن سلطان کی پیشقدمیوں کا مقابلہ تمام یورپ کی متحدہ قوت سے زیادہ کامیابی کے ساتھ کیا جا سکتا تھا اور جیسا کہ خود واقعات نے ظاہر کر دیا متحدین کا مطمح نظر ملک گیری کی ہوس تھی۔

غرناطہ کا معاہدہ یورپی سیاسیات میں اصول خاندانی کا پہلا علی الاعلان اقرار تھا اور ان تقسیمی معاہدوں میں بھی اولیت اسی کو حاصل ہے جن کی رو سے قومیں بھی خاندانی جاگیروں کے ملحقات کے طور پر ایک حکومت سے دوسری حکومت کے ساتھ وابستہ کر دی جاتی تھیں۔ معاہدۂ غرناطہ صرف ایک جرم ہی نہ تھا بلکہ لوئی دوازدہم کی ہلاکت در آغوش حماقت تھی۔ میا کیا ویلی کہتا ہے۔ معاملات ملکی میں فرانسیسیوں کو ذرا بھی درک و دستگاہ نہیں کیونکہ پہلے جہاں لوئی ایطالیہ کا ثالث تنہا تھا وہاں اب اسنے اپنا ایک شریک کار بھی پیدا کر لیا۔ اور جہاں وہ نیپلس کے فرمانروا کو اپنا وظیفہ خوار بنا سکتا تھا وہاں اس نے اس کو نکال کر اس کی جگہ اسپین والوں کو بٹھا دیا جنھوں نے بالآخر خود لوئی کو نکال باہر کیا اس معاہدے کو پہلے خفیہ رکھا گیا اس لئے فیڈریگو کو اب تک فرڈیننڈ کی طرف سے تائید کی امید تھی۔ لیکن جون ۱۵۰۱ء میں جب فرانسیسی لشکر ڈابینی کے زیر علم جنوب کی طرف کوچ کرتا ہوا روم میں داخل ہوا ہے تو پاپائے الکزینڈر نے اس معاہدے کی علی الاعلان توثیق کر دی شاہ فیڈریگو کو مسیحیت کا غدار ہونے کے جرم پر معزول کر دیا اور لوئی و فرڈیننڈ ہر ایک کو اپنی اپنی قلمرؤں پر تصرف دلا دیا گیا۔

اپنے دعوے سے مایوس فیڈریگو کو فرانسیسیوں سے برسرمیدان

مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہوئی شہر کیپوا جو تن تنہا مقابلہ کو کھڑا ہوا ۲۳ جولائی کو اچانک حملہ کر کے فتح کر لیا گیا اور بے رحم فوجیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا جنھوں نے مردوں کو قتل اور عورتوں کو بے آبرو کیا۔ اپنے ملک کو مزید بربادیوں اور ذلت و خواریوں سے بچانے کے لئے بد قسمت بادشاہ نے اطاعت قبول کر لی اور لوئی کے شرائط کو تسلیم کر کے فرانس روانہ ہو گیا۔ جہاں وہ ایک وظیفہ خوار کی حیثیت سے ڈیوک آف آنژو کے خطاب سے ۱۵۰۴ء تک زندہ رہا۔

فیڈریگو تاج و تخت سے دست بردار ہو کر فرانس چلا جاتا ہے اگست ۱۵۰۱ء

بادشاہی نیپلس کے جنوبی حصے نے ہسپانوی فوجوں کی مدافعت کسی قدر زیادہ سختی کے ساتھ کی وہاں کے لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ فرانسیسیوں کو اپنا مالک بنانا زیادہ پسند کرتے ہیں لیکن مارچ ۱۵۰۲ء میں ٹورنٹوں کے سقوط پر جوان سال ڈیوک آف کیلبریا نے ہتھیار ڈال دیے۔ اور اس وعدے کے خلاف کہ وہ جہاں چاہے جا سکتا ہے اُسے اسپین بھیج دیا گیا جہاں ۱۵۵۰ء میں وہ انتقال کر گیا[1]۔ اس طرح دو سال کے اندر ہی اندر وہ دونوں خاندان جن کے جھگڑوں نے اجنبیوں کو پہلی بار اطالیہ آنے کی دعوت دی تھی اپنے اپنے ملک سے نکال باہر کئے گئے۔

نیپلس اور میلان کے فتح ہو جانے کے بعد مغربی یورپ نے اپنے اوپر دو بڑے جتھوں کو حکمراں پایا۔ ایک لوئی دوازدہم کا جتھا جس کا پاپا اور جرمانیہ کے بعض شہزادوں کے ساتھ گہرا اتحاد تھا۔ دوسرے آسٹروی و ہسپانوی خاندانوں کا جتھا جو ایک خاندانی اتحاد تھا اور شہنشاہ میکسی میلین کے بیٹے آرچ ڈیوک فلپ

لوئی اور فرڈیننڈ کے درمیان جھگڑا

[1] فیڈی ریگو کی دوسری اولاد کی قسمت کے متعلق دیکھو Hist des Rep Stalienues باب (۹۵) صفحہ (۲۹۵)

اور فرڈینینڈ وازابیلا[1] کی بڑی بیٹی جونا کی شادی سے مربوط ہوگیا تھا۔ اس میں انگلستان اور پرتگال بھی شریک تھے۔ اس وقت ان دونوں جتھوں کے باہم دِگر متحد ہو جانے کا شائبہ نظر آتا تھا۔ سنہ ۱۵۰۱ء میں یہ طے پایا کہ آرچ ڈیوک فلپ کے خردسال بیٹے چارلس کی شادی لوئی دوازدہم کی بیٹی شہزادی کلاڈ کے ساتھ ہو۔ یہ دونوں بچے ہنوز صغیر سن تھے لیکن اسپین و فرانس کی مشترکہ فتح نیپلس ان کی آیندہ محبت و اخلاص اور اس موعودہ شادی کے وقوع پذیر ہونے کی ضامن تھی۔ اگر یہ ملاپ برقرار رہا ہوتا تو ایسا متحد ہو جاتا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اس قومی ملاپ سے اگر اس کا کسی قدر خطرہ بھی تھا کہ سیاسی توازن معدوم ہو جائے گا اور متحدین چھوٹے چھوٹے بادشاہوں پر بے تکان ٹوٹ پڑا کریں گے تو بھی اس سے کم از کم ترکوں کی پیشقدمیوں کا سد باب بلکہ اُن کو یورپ سے نکال باہر کر دینے کے لئے صلیبی جنگ تو ممکن تھی لیکن نیپلس کے مال غنیمت پر لوی اور فرڈینینڈ کے درمیان چشمک ہو جانے سے یہ خیال بہت جلد خواب ہو گیا۔ ابتدائی عہد نامۂ تقسیم میں بیسی لیکاٹا کیپی ٹینٹا اور پرنسپائی کے ہر دو اضلاع کا کوئی قطعی تذکرہ نہیں کیا گیا تھا۔ اس نے بہ آسانی وجہ مخالفت پیدا کر دی۔ یہ مخالفت ان محصولات کے حقوق کی بحث سے اور بھی پیچ در پیچ ہوتی گئی جو بھیڑوں کے گلوں پر وصول کئے جاتے تھے جب وہ اپنی گرمائی چراگاہوں سے جو آبروزی میں تھیں اپنے

علہ۔ فرڈینینڈ آراگانی = ازابلا کیسائی
م سنہ ۱۵۱۶ء | م سنہ ۱۵۰۴ء

جان، مارگیرٹ م سنہ ۱۴۹۷ء صبیہ میکسی میلین
جونا = آرچ ڈیوک فلپ م سنہ ۱۵۵۵ء | فرزند میکسی میلین م سنہ ۱۵۰۶
چارلس پنجم
میری ماتوں پرتگالی م سنہ ۱۵۲۱
کیتھرائن (۱) منسوب بہ شہزادہ آرتھر (۲) منکوحہ ہینری ہشتم

کیپی ٹینٹا کے سرمائی مستقروں کو جایا کرتی تھیں یہ جھگڑا رفع دفع ہو گیا ہوتا اگر ملک کے اندرونی اختلافات اس آگ پر تیل نہ چھڑکتے آنژود کے قدیم طرفدار اپولیا میں سب سے زیادہ طاقتور تھے اور فرانس کے مقبوضہ علاقوں میں ہسپانوی طرفدار موجود تھے۔ یہ اختلافات بہت جلد کھلم کھلا نفاق و شقاق کا باعث بن گئے۔ اور جولائی ۱۵۰۲ء میں جنگ وجدل شروع ہو گئی یہ معرکہ آرائی مسرو سیت کی تاریخ میں بہت شہرت رکھتی ہے جو زیر تذکرہ اطالوی جنگوں میں آخری دفعہ چمک اٹھی تھی اور جس کا نقشہ حیات بیارڈ کے نگارین صفحات میں بہت خوبی کے ساتھ کھینچا گیا ہے۔ فرانسیسیوں کے لئے ہماری نظریں اپیرکور پر پڑتی ہیں "جس کی جنگجو

نیپلس کی جنگ
جولائی ۱۵۰۲ء

طبیعت کے لئے لڑائی کے موقعوں پر اطالوی آفتاب نصف النہار کی تمازت صبح کی فرحت بخش خنکی کا اثر رکھتی تھی اسی طرح پیرانہ سال لاپالیس بھی نظر آتا ہے جو معرکوں کے جوش وخروش میں اپنی کہن سالی کو بھول جایا کرتا تھا۔ اور خود بیارڈ بھی دکھائی دیتا ہے جو مبارزانہ خوش اخلاقی اور شجاعت کی روح رواں تھا۔ اسپین کی جانب ڈیگو ڈاپیریڈیز تھا جس کی بے اندازہ دلیریوں کے کارنامے متعدد ہسپانوی قصوں اور افسانوں کے لئے سامان سحر نگاری مہیا کرتے ہیں۔ پیڈرو ڈی باز مشہور راحول اور بونا بھی تھا جو اپنے گھوڑے کی گردن کے پیچھے چھپ جاتا اور بمشکل نظر آسکتا لیکن جس کے چھوٹے سے قد میں شیر کا سا دل چھپا ہوا تھا۔ ان سب کے ساتھ گان زولو ڈاکارڈوا مشہور کپتان تھا جس میں ایک جنرل کے جنگی اوصاف کے علاوہ مبارزانہ دور کی میرزایانہ خوش اخلاقی اور لطافت بھی پائی جاتی ہے یہ لوگ اور ان کے علاوہ بہتیرے اشخاص فتح و نصرت کے واسطے آشنا نہ لڑتے تھے جتنا اپنی عزت اور نام ونمود کے واسطے لہو پانی ایک کر دیتے تھے۔ معمولی فوجی کارروائیوں سے ان کو اپنی شجاعت وجوانمردی کے اظہار کے لئے جو مواقع ملتے تھے ان پر قناعت نہ کر کے مصنوعی معرکہ آرائیوں اور نیزہ بازیوں کے لئے مبارز طلب ہوا کرتے تھے۔ یہ معرکہ آرائیاں گو محض نمائشی ہوتیں تاہم پورے تکلف اور پابندی اور تمام فوجی رسومات کے

مد نظر لڑی جاتی تھیں۔ جب ہم اُن کی جنگ آزمائیوں کی تاریخ پڑھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ازمنۂ وسطیٰ کے کسی مقابلے کا تماشہ کر رہے ہیں۔ یا ایسی لڑائیوں کا نظارہ جو مبارزانہ شان دکھانے یا کسی حسین و دل فریب خاتون کے ہاتھوں کوئی انعام یا معاوضہ حاصل کرنے کے لئے لڑی جاتی تھیں[1]۔ لیکن ان شخصی جوان مردوں کے کارناموں سے حقیقی نتیجہ کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ ابتدائے جنگ میں فرانسیسیوں کو اپنی افواج کے کم وکیف اور سمندر پر حکومت کرنے کے لحاظ سے فوقیت حاصل تھی۔

دسمبر ۱۵۰۲ء میں ڈآبینی کو ٹرانووا کے مقام پر ایک ایسی فوج پر فتح حاصل ہونے سے، جس نے اسپین سے آکر ابھی ابھی ساحل پہ قدم رکھا تھا، ساری کلیبیریا پر قبضہ حاصل ہو گیا ہسپانوی سپہ سالار گنزولوڈی کارڈووا نے میدان کارزار میں قدم نہ جما سکنے کے باعث مدافعانہ پہلو اختیار کیا اور اپنی فوجوں کو اپولیا کے قلعہ بند شہروں میں ڈال دیا۔ اُن میں سے بارلیٹا سب سے زیادہ اہم شہر تھا۔ یہاں نامی گرامی ہسپانوی جنرل نے خود اپنے تئیں مورچہ بند

ڈآبینی کی فتح ٹرانووا کے مقام پر ۵ اہر دسمبر ۱۵۰۲ء

کر لیا اور صقلیہ و اسپین سے کمک پہنچنے کا صبر کے ساتھ انتظار کرنے لگا لیکن فرڈیننڈ نے کمک روانہ کرنے میں غفلت برتی اور ادھر فرانسیسی بیڑے نے سمندر کی راہ کو گھیر لیا اور صقلیہ کو

بارلیٹا کا محاصرہ

کسی قسم کی فوجی اور رسدی امداد نہ پہنچنے دی گونزو لو دی کورڈووا کو اس نظر بندی سے اس قدر تکلیف پہنچی کہ اس نے بہ مشکل اپنی فوجوں کو ہتھیار ڈال دینے سے باز رکھا۔ اور اگر فرانسیسی جنرل ڈیوک ڈی نیمور نے زیادہ چستی سے کام لیا ہوتا تو ہسپانوی ملک سے باہر نکال دیئے جا سکتے تھے۔

---

[1] دیکھو خصوصاً Le Combat Singulier entre Bayard et Don Alonzo اور Le Combat des treize Les tresjoyeuse Histoire des gestes du boin Chevalier, c, xxii-xxiii Ed. Petitot, Vol, 15.

اپریل ۱۵۰۳ئہ میں صلح کا ایک موقع نظر آیا۔ فرانس سے گذرتے ہوئے آرچ ڈیوک فلپ نے لیون میں لوئی دوازدہم سے ملاقات کی اور یہیں ایک معاہدے کی تکمیل ہوئی جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ نیپلس بالآخر چارلس اور شہزادی کلاڈ کو ملنا چاہئیے۔ جن کی اپریل ۱۵۰۱ئہ میں نسبت ہو چکی تھی یہ قرار پایا کہ جب تک یہ دونوں شادی کے قابل نہ ہو جائیں حکومت نیپلس کے فرانسیسی حصے کا انتظام ایک ایسے شخص کے ذریعے سے عمل میں آئے گا جس کو لوئی نے نامزد کیا ہو۔ اور ہسپانوی حصے کا انتظام یا تو آرچ ڈیوک فلپ خود کرے گا یا فرڈیننڈ کے مقرر کردہ کسی نائب کے ذریعے سے کرایا جائے گا۔ یہ عہد و پیمان کئے جانے کی اجازت خواہ خود فرڈیننڈ نے محض مہلت حاصل کرنے کی غرض سے دی ہو جیسا کہ فرانسیسیوں کا دعوی تھا یا خود فلپ نے ہی جس کے تعلقات اپنے خسر سے اچھے نہ تھے اس کی ہدایات سے تجاوز کیا ہو جیسا کہ زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے، بہرصورت اُس کے نتائج فرانس کے حق میں مہلک ثابت ہوئے۔

معاہدۂ لیانس۔ ۵/اپریل ۱۵۰۳ء

معاہدے پر دستخط ہوتے ہی لوئی نے جینوا سے کمک کے بھیجنے کا حکم منسوخ کر دیا۔ نیز نیپلس میں بھی معاندانہ کارروائیوں کے روک دئیے جانے کا فرمان صادر کر دیا۔ اس دوران میں ہسپانوی فوجوں کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی فروری میں ان کے جنرل نے لومرس کی اُس احمقانہ نقل و حرکت سے فائدہ اٹھا کر جو اس نے کیسٹلینیٹا کے اسپین کے خلاف بغاوت کرنے کی بنا پر اس کے مکرر حاصل کر لینے کی غرض سے کی تھی بارلیٹا سے نکل کر دھاوا کر دیا اور رووا کو فتح کر کے لاپیس کو قید کر لیا۔ مارچ میں فرانسیسی بیڑے کی شکست سے اسپین کو سمندر پر تسلط حاصل ہو گیا۔

معاندانہ کارروائیاں ازسرنو شروع ہوتی ہیں

اب تازہ دم کمک پہنچ جانے سے تقویت پا کر گنزولو ڈا کورڈووا معاہدہ لیانس کا کھلم کھلا اعتراف کرنے لگا اور بالآخر جارحانہ پہلو اختیار کر لیا ہسپانیہ والوں کا تفوق اتنا غلبہ پا چکا تھا کہ وہی معرکہ آرائیاں جو ایک ہی

اٹھوارٹے کے اندر یکے بعد دیگرے ہوئی تھیں انھیں سارے ملک کا مالک بنا دینے کے لئے کافی ہوگئیں۔

۲۰/ اپریل کو ڈآبیتی کے ہسپانوی جنرل فرڈیننڈ وڈی ایند رینڈا سے سیمی ترا میں شکست کھا جانے کے باعث اور پھر کچھ عرصے بعد اس کے ہتھیار ڈالدینے کی وجہ سے کلیبریا ہسپانیہ کے قبضے میں آگیا۔ بالآخر ۲۷/ اپریل کو نامی گرامی کپتان نے بارلیٹا کو ترک کر کے جہاں وہ اتنے عرصے تک محصور رہا تھا سے ری نولا کے مقام پر فرانسیسیوں کا متلاشی ہوا (۲۸/ اپریل) یہاں ایک ایسے مستحکم مقام پر اپنے کو جاکر جہاں سے اسے غنیم پر تفوق حاصل تھا اس نے سامنے کے رخ سے ایک خندق کھود کر محفوظ کرلیا اور پھر اس خندق میں نکیلی مینخیں گاڑ کر اور ان کے اطراف ایک فصیل اٹھا کر فرانسیسی حملے کا منتظر رہا۔ ڈیوک ڈی نومرس اس محتاط فوجی کے باعث جس نے اُسے اب تک اپنی بڑھی ہوئی قوت سے پورا پورا فائدہ حاصل نہ کرنے دیا تھا حملے کے خیال کو چھوڑ دینے والا تھا لیکن اپنے ایک فوجی افسر ایوس ڈا الگری کی لعن طعن سے جز بز ہوکر اور غصے میں آکر اس وقت جب شام ہو رہی تھی اس نے فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور کہنے لگا "وہ لوگ جو شیخی بگھارنے میں بہت بلند بانگ ہیں اب غالباً اپنی تلواروں پر اعتماد کرنے کے بجائے اپنی مہمیزوں پر زیادہ بھروسہ کرتے ہوئے پلٹے جائیں گے" واقعات نے اس طعنہ زنی کو سچا کر دکھایا۔ فرانسیسی خندق اور حصار کی دیوار پر بے جگری اور شجاعت کے ساتھ حملے کرتے لیکن بے سود۔ وہ غنیم کی مسلسل اور جمی ہوئی آتش باری کا کھلا نشانہ بنے ہوئے تھے اور ہر بار پسپا ہوتے۔ خود نیومرس اور سویڈن کا قائد شان ڈیو اس معرکے میں کام آئے۔ بارود کا ایک ہسپانوی مخزن آگ سے اڑ گیا۔ لیکن اس سے غنیم کی افواج میں اضطراب پھیلنے کے بجائے خود فرانسیسی فوجوں میں کھلبلی پڑ گئی اور گنزلو نے موقع سے فائدہ اٹھا کر عام پیش قدمی کا حکم دیدیا۔ فرانسیسی جو طویل لڑائی بھڑائی سے خستہ دل ہو رہے تھے منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

فرانسیسیوں کی شکست سیمی ترا پر بتاریخ ۲۰/ اپریل ۱۵۰۳ء اور سے ری نولا پر بتاریخ ۲۸/ اپریل۔

اس کے بعد سے ہسپانیہ والوں کی پیش قدمیاں بغیر کسی تعرض اور روک ٹوک کے جاری رہیں۔ فرانسیسیوں نے اپنے تئیں اس اطالوی مقولے کی تصدیق کر دی کہ "حیلہ کرنے میں جہاں وہ مافوق الانسان تھے وہاں پسپائی میں عورتوں سے بھی گھٹ کر تھے" ایک دن میں تیس قلعوں نے اس نامی گرامی کپتان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ ۱۳ مئی کو نیپلس نے ہسپانیوں کے لئے اپنا دروازہ کھول دیا اور اب

فرانسیسی نیپلس سے بھگا دیئے گئے۔

فرانسیسیوں کے قبضے میں مشہور مقامات صرف گیٹا۔ ونیوسا اور سانتا سیوی رینا ہی باقی رہ گئے تھے لوئی یازدہم نے اس مصیبت کی اصلاح کی سرتوڑ کوششیں کیں۔ تین بڑی بڑی فوجیں جمع کی گئیں۔ ایک فانٹارسے بیا کی راہ سے اسپین میں داخل ہونے کے لئے۔ دوسری اورلیان پر حملہ آور ہونے اور اس کے سرحدی مقام سالسز پر قبضہ کر لینے کے لئے۔ تیسری اطالیہ میں مکرر داخل ہونے کے لئے دو بحری بیڑے بھی ساز و سامان سے آراستہ کئے گئے ایک جنیوا میں دوسرا مارسیلز میں۔ پہلا بیڑا حملہ نیپلس کی اعانت کے لئے تھا اور دوسرا کیٹالونیا کے ساحل پر حملہ کی دھمکی دیکر روز بلان کے حملے میں ہاتھ بٹانے کی غرض سے لیکن اس تدبیر پر تقدیر کی نظر عنایت نہ تھی۔ اسپین کا حملہ ایلن البرٹ سردار سپاہ کی کاہلی یا غداری کے

لوئی یازدہم پھر کوشش کرتا ہے

باعث تاخیر میں پڑ گیا۔ بحری بیڑا باد مخالف کے تھپیڑے کھا کھا کر منزل مقصود سے دور جا پڑا۔[1] حملۂ روز بلان بھی ایسا ہی نامسعود ثابت ہوا۔ سالسز کا قلعہ جس کی مورچہ بندیاں اس عہد کے بہترین انجینیئر پیڈرو نوارنے کی تھیں اتنا مضبوط تھا کہ محض یورشوں اور ہجوم آوریوں سے فتح نہ ہو سکا۔ اور فرڈی نند نے اکتوبر میں ایک بہتر سپاہ کے ساتھ کوچ کر کے فرانسیسیوں کو سرحد پر ڈھکیل دیا۔ قسمت کی ان گردشوں سے شکستہ دل ہو کر لوئی یازدہم نے (۱۵ نومبر کو) پانچ ماہ تک جنگ ملتوی کئے جانے سے اتفاق کر لیا بعد کو اس مہلت میں

[1] اس کے فرزند جان البرٹ نے جو اپنی بیوی کی طرف سے فرمانروائے نوار تھا چھوٹی شاخ خاندان کے حقوق نوار سے مرعوب و خائف ہو کر جس کا نمائندہ اس وقت لوئی یازدہم کا بھتیجا گیسٹن ڈی فوکس تھا۔ فرڈی نند سے اتحاد کر لیا تھا۔

اور بھی توسیع کی گئی۔ یہ بوالعجبی ملاحظہ ہو کہ بدنصیب نیپلز کو جسے ان دونوں قزاقوں کے درمیان صلح کراتے کو کہا جاتا ہے جنھوں نے اس کے تاج و تخت کو تاراج کیا تھا اور اب تک اس کے لئے باہمدیگر دست و گریباں ہو رہے تھے۔ کیونکہ نیپلس مذکورہ بالا وقفۂ جنگ کے عہد و پیمان میں شامل نہ تھا۔ اور فرانسیسیوں کی تیسری سپاہ نے جولائی ۱۵۰۳ء میں لاٹریمول کے زیر علم اس طرف کوچ کر دیا تھا۔

الکزنڈر ششم کی وفات ۱۸ اگست ۱۵۰۳ء اور پائس سوم کا پوپ منتخب ہونا

لیکن الکزنڈر ششم کی وفات جو ۱۸ اگست کو وقوع میں آئی تاخیر کا باعث ہو گئی۔ کارڈنل ڈی امبواز پاپائیت کی کلغی کو ایک عرصے سے للچائی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور لوئی کے اس حرص و آز کی پاسداری کر رہا تھا۔ اس خیال سے کہ شاید فوج کی موجودگی انتخاب پر اثر انداز ہو اس کو روما سے چند میل کے فاصلے پر ٹھہر جانے کا حکم دیدیا گیا۔ کارڈنلس کو اپنے خائف کئے جانے کی یہ کوشش سخت ناگوار گزری۔ ادھر ایک ہسپانوی سپاہ نے جنوب کی طرف سے نقل و حرکت شروع کی نیز سیزر بورجیا بھی مع اپنی سپاہ کے سینٹ اینگلو کے قلعے میں موجود تھا۔ ان واقعات سے اہالیان کلیسا کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا یہ حالات حرب و ضرب کی صورت نہ اختیار کر لیں اس لئے آمبواز نے فوج کو کوچ کرنے کی اجازت دیدی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد کامیابی سے ناامید ہو کر اس نے کارڈنل پکولومنی کے انتخاب کی تائید کی اور وہ ۲۲ ستمبر کو پائس سوم کے لقب سے پوپ منتخب ہو گیا۔ یہ ایک مہینے کی تاخیر فرانسیسی مقاصد کے لئے مہلک ہو گئی مہم کو خزاں اور موسم سرما تک ملتوی کر دینا پڑا۔ اس موسم میں اب کے غیر معمولی طور پر بارش اور سردی ہوئی۔ لاٹریمول بیمار ہو کر مارکوئس مینٹوا کے حق میں جو ایک ادنی درجہ کا جنرل تھا اپنی سپہ سالاری سے مستعفی ہو گیا اور کنزولوڈی کارڈووا کو جدید بھرتی کرنے کے لیے مہلت دی گئی۔ ان مخالف حالات کے باوجود بھی تعداد افواج کے لحاظ سے فرانسیسیوں کو فوقیت حاصل تھی۔ اور ہسپانیہ کے نامی گرامی کپتان کو گیٹا کے محاصرے سے جو اب تک فرانسیسیوں کے واسطے سینہ سپر تھا دست بردار ہو جانا اور دریائے گیری گالو

گیری گانو کی معرکہ آرائی
۲۸ر دسمبر ۱۵۰۳ء

پر لوٹ آنا پڑا۔ فرانسیسیوں کو ایک جان توڑ معرکہ آرائی کے بعد دریا پر پل ڈال لینے میں کامیابی ہو گئی (۶ر نومبر) لیکن دریا سے ایک میل پیچھے جس مقام پر ہسپانوی قدم جما چکے تھے اور جو حسب معمول ڈان گنزالو کے ہاتھوں مورچہ بند کیا گیا تھا وہاں سے وہ ان کے ہٹائے کسی طرح نہ ہٹے۔ بالآخر پل کے تحفظ کے لئے مٹی کا ایک دھس کھڑا کر کے وہ اپنی قدیم جگہ پر واپس ہو گئے۔ اس کے بعد سات ہفتے بیکاری میں گذر رہے جس میں سوائے معمولی جھڑپوں اور شخصی زور آزمائیوں کے اور کوئی سکوت شکن کارروائی نہیں ہوئی۔

اسی دوران میں موسم جو پہلے ہی سے مرغوب و نمکیں ہو رہا تھا اب بدتر ہو گیا اس سے ہسپانیہ والوں کو جو دلدلی اور نشیبی مقام میں تھے بہت تکلیف اٹھانا پڑی لیکن گان زیلو ڈاکارڈوا نے اپنے آدمیوں میں بہر تقدیر اسی مقام پر جمے رہنے کے لئے وہی ناقابل شکست استقلال پیدا کر دیا جو اس کے سینے میں بھرا ہوا تھا۔ ایک بار جب اس پر پسپائی کے لئے زور ڈالا گیا ہے تو اس نے جواب دیا۔ "اگر ایک قدم پیچھے ہٹنے میں مجھے صد سالہ عمر مل جائے تب بھی میں ایک قدم پیچھے نہ ہٹوں گا۔" فرانسیسیوں پر اس خرابی موسم کا جو اثر پڑا وہ اس سے بھی زیادہ تباہ کن تھا۔ نسبتاً زیادہ اونچے اور اس لئے زیادہ خشک مقام پر ہونے کے باوجود بھی ان کے سپاہ اور گھوڑے اس رطوبت اور سردی کو زیادہ برداشت نہ کر سکے۔ سڑکیں بلکہ سارا ملک ایسا یخ بستہ اور دشوار گذار ہو گیا کہ سوارہ فوج اور اس سے بھی زیادہ توپخانے کی نقل و حرکت میں جن دونوں فوجوں میں فرانسیسیوں کو تفوق و برتری حاصل تھی سخت رکاوٹ پیدا ہو گئی۔

ان حوصلہ شکن حالات میں عدول حکمی نے، جو اس زمانے کی فرانسیسی فوجوں کی سب سے بڑی برائی تھی، اپنی صورت دکھانی شروع کی۔ یہ پھوڑا بالآخر جنرل مارکوئس ہشوا کے خلاف پھوٹ پڑا۔ وہ اپنی خرابی صحت کا عذر کر کے مستعفی ہو گیا۔ اور اس کی جگہ مارکوئس سیلنزو جنرل مقرر کیا گیا۔ جنرل ٹیٹو اطالوی النسل تھا۔ اپنے ہموطن کے ساتھ یہ بدسلوکی دیکھ کر بعض اطالوی فوجوں نے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس طرح

خود زمانہ ہسپانیوں کی مساعدت میں لڑ رہا تھا۔ ادھر ہسپانوی جنرل نے اپنی ہوشیاری کی بدولت آرسنی کو اپنا موافق بنا لیا تھا۔ چنانچہ جب اس سے کمک حاصل ہوگئی اور اس نے جارحانہ کارروائی کرنے کے لئے اپنے کو پوری طرح مضبوط دیکھا تو فوراً حملے کی تیاری کر دی۔ اس کی مدافعت بالکل کمزوری کے ساتھ ہوئی۔ ۲۸ دسمبر کی رات میں وہ ان فوجوں پر ٹوٹ پڑا جو دریا کی پاسبانی کر رہی تھیں۔ دریا میں راستہ پیدا کر لیا گیا۔ فرانسیسی جو اپنی چھاؤنیوں میں ادھر ادھر منتشر پڑے تھے اس اچانک حملے سے متعجب و سراسیمہ ہو کر ایک مرکز پر جمع ہونے کے قابل نہ ہو سکے اور پسپائی پر مجبور ہو گئے۔ شجاعت و جوانمردی کے متعدد کارناموں کے باوجود یہ پسپائی بالآخر اچھی خاصی بھگدڑ ہو گئی۔ بقیہ سپاہ گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت میں گائیتا پر ٹوٹ پڑی یہاں ایک مزید جد وجہد کے بعد اس نے اس شرط پر اطاعت قبول کر لی (یکم جنوری ۱۵۰۴ء) کہ ان کو کسی مزاحمت اور

نیپلس قطعی طور پر فرانسیسی قبضے سے نکل جاتا ہے ۱۵۰۴ء

چھیڑ چھاڑ کے بغیر واپس ہو جانے دیا جائے اور تمام قیدی جو ہسپانیوں کے ہاتھوں میں ہیں چھوڑ دیے جائیں۔ دو چار قلعے جو باقی رہ گئے تھے انھوں نے اس کے بعد بسرعت تمام اطاعت قبول کر لی اور نیپلس حکومت فرڈیننڈ کے حق میں فتح ہو گئی۔

ہسپانیہ کی فتح کے اسباب یہ تھے کہ صقلیہ ان کے قبضے میں تھا جہاں سے وہ امداد حاصل کر سکتے تھے۔ فرانس سمندر پر اپنا تسلط برقرار رکھنے میں ناکامیاب رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسپین سے وقتاً فوقتاً کمک پہنچ سکتی تھی۔ جاڑے غیر معمولی طور پر سخت و شدید ہوئے جن کا اثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں نے ہسپانیہ والوں کی بہ نسبت زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ اس فتح میں فرانسیسیوں کی غیر ہردلعزیزی کو بھی بہت بڑا دخل ہے جو ان کی عیاش مزاجی اور ظلم وتعدی کا نتیجہ تھی نیز اس کا باعث فرانسیسی سرداران فوج کی باہمی شکر رنجیاں بھی تھیں سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کے جنرل ہسپانیہ کے نامی گرامی کپتان کے مقابلے میں کم درجے کے تھے وہ احتیاط کے وقت بہت محتاط رہا کرتا ہے۔ جب تک صحیح موقع ہاتھ نہ آیا وہ اپنے مقام سے ہٹنے سے قطعی انکار کرتا رہا۔ لیکن جب موقع دیکھا تو

غنیم پر سرعت و عزم صمیم کے ساتھ ضرب لگائی۔ غمگین سے غمگین حالات میں بھی وہ مایوس و شکستہ دل نہ ہوا۔ اس میں یہ قدرت تھی کہ اپنی ہمت بر داشت اور اپنی زندہ دلیوں کو اپنے ماتحت فوجیوں کے سینہ و دل میں بھر دے۔ وہ شفیق اور ملنسار تھا اس کو اپنے ماتحت فوج کی محبت حاصل تھی لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جب ضبط و نظم کو خطرہ لاحق ہو تو کس طرح درشت مزاج اور سخت گیر ہو جاتے ہیں وہ حکمت عملی اور فن جنگ دونوں کا منتہی تھا۔ دشمنوں کے دل موہ لینے اور سب سے زیادہ فتنہ انگیز ملک یعنی اطالیہ کی فتنہ انگیزیوں کو رفع کرنے میں جو کامیابی اسے حاصل ہوئی کسی اجنبی سپہ سالار کو نہ ہو سکی تھی۔ اخلاق و عادات میں شریف۔ طرز ماند و بود میں شاندار۔ اس نے بے فکر سے باشندگان نیپلس کے دل موہ لئے۔ علم و قابلیت میں بھی گنیز بلو کارڈوا اپنے مدمقابل سے بڑھا ہوا نہ تھا۔ باشندگان ہسپانیہ کے نیمچوں اور ڈھالوں میں جو ان کے قومی ہتھیار تھے اور جو دست بدست لڑائیوں کے لئے بہت مفید تھے اس نے لانبے جرمن وضع کے نیزوں کا بھی اضافہ کر دیا جس سے ان کی مدافعت کی صلاحیت میں معتدبہ اضافہ ہو گیا اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ ہسپانوی پیادہ فوج کے قیام کا سہرا اسی کے سر پر باندھا جا سکتا ہے جو اس کے ہاتھوں نئے ہتھیاروں سے مسلح اور ضبط و ترتیب سے مزین ہو کر ایک عرصے کے لئے یورپ بھر میں سب سے زیادہ مہیب اور ہیبت ناک فوج مانی جاتی رہی۔

(۴) الکزنڈر ششم اور سیزر بورجیا

جس وقت فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کی معرکہ آرائیوں کا نیپلس میں تصفیہ ہو رہا تھا اسی زمانے میں جزیرہ نمائے یورپ کے وسط میں وہ واقعات ظہور پذیر ہو رہے تھے جو اطالیہ اور یورپ دونوں کے حق میں اہم تھے۔ روما نا کے خلاف الکزنڈر جو خیالات پکار رہا تھا اس میں اسے فرانسیسیوں کی تائید کی ضرورت تھی اور یہی ضرورت اس اتحاد کی بنا ہوئی جو اس نے ملانی ہم کے

الکزنڈر ششم اور رومانہ

زمانے میں لوئی یازدہم سے کیا تھا۔ اب وہ اور اس کا بیٹا دونوں ان منصوبوں کے پورے کرنے میں بشوق تمام مصروف ہو گئے۔

رومانا جو کسی زمانے میں راونیا کا قدیم (Exarchatic) تھا کو وہ اپنیائن کے شرقی ڈھلاؤ پر واقع تھا مشرق میں یہ بحرایڈریاٹک تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ شمال میں وینس کے علاقوں سے گھرا ہوا تھا اور جنوب میں انکونا کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا تھا کہا جاتا ہے کہ یہ قطعۂ ملک ابتدائً قسطنطین کی جانب سے پوپ کو عطا کیا گیا تھا۔ چارلس اعظم نے اس عطیے کی توثیق کر دی تھی اور ہیپسبرگ کے ریوڈلف نے تیرھویں صدی عیسوی میں اس کے جملہ حقوق سے قطعی طور پر دست برداری بھی کر لی تھی بریں ہمہ شہنشاہ قسطنطین نے محض خالی خولی دستاویز شہادت استحقاق مرحمت فرمائی تھی کیونکہ ملک متعدد خاندانوں کے زیر تصرف تھا اور گو اس میں شبہ نہیں کہ روم کی سروری کو برائے نام وہ سب تسلیم کرتے تھے لیکن عملاً سب کے سب خود مختار تھے[1]

---

[1] الکزنڈر کے زمانے میں ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے منجملہ اہم ترین ریاستیں حسب ذیل تھیں:۔
فرارا کی ڈچی = جو ارکول اسٹی کے مارکوئس کے زیر تسلط تھی۔ ریاست بلونا = جو گیووینی بنٹی ولگیو کے قبضے میں تھا۔ امولا اور فورلی = کی ریاستیں جولڈو ویکو آل مورو کی بھتیجی اور سکسٹس چہارم کے بھتیجے گرولو موریاریو کی بیوہ کیتھرائن سفورزا کے زیر تسلط تھیں۔

ریمی نی = جس پر نیڈ الفو میلاٹسٹا حکمراں تھا۔

فے این زا = " " اسٹوری بنفرڈی " "

پسارو = جولڈو ویکو کے رشتے کے بھائی اور لکریزیا کے پہلے شوہر جیووزی سفورزا کے قبضے میں تھی۔

کیمرنیو = جو گیلوزاروارانو کے تصرف میں تھی۔

اربینو کی ڈچی = جو گڈو بالڈو مانٹی فلٹرو کے قبضے میں تھی۔

سینی گاگلیا جو ایک لڑکے فرانسسکو میریا ویلاروویری کے اقتدار میں تھی اس کے علاوہ اور چند چھوٹی چھوٹی جمہوری ریاستیں تھیں مثلاً اینکونا لیکن یہ کمزور اور گمنامی کے دھندلکے میں چھپی ہوئی تھیں۔

ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر قبضہ کرنے کی تمنا عرصۂ دراز سے میلان فلورنس اور وینس تینوں کو تھی بلکہ وینس نے تو فرارا کے علاقے پر اس سے پہلے ہی (۱۴۸۴ء) میں دراز دستی شروع کر دی تھی۔ اب فرانسیسی حملے سے جو نئی صورت حال پیدا ہو گئی تھی اس سے ان ریاستوں میں سے اکثر ریاستوں کا ان تینوں حکومتوں میں سے کسی نہ کسی میں ضم ہو جانا ناگزیر ہو گیا تھا۔ الگزنڈر کو توقع تھی کہ اگر پاپائیت کا تفوق جس سے کبھی باضابطہ طور پر انکار نہیں کیا گیا تھا از سر نو منوا لیا گیا اور یہ ریاستیں پوپ کی مطیع و منقاد ہو گئی تھیں تو مذکورہ بالا انضمام کا خطرہ خود بخود رفع ہو جائے گا۔

ان رجواڑوں کی پائمالی کے واسطے عذر یہ تراشا گیا تھا کہ انھوں نے عرصے سے وہ سالانہ دستور ادا نہیں کیا جو انھیں پوپ کے ماتحت ناظران کلیسا کی حیثیت سے ادا کرنا چاہیئے تھا۔ چنانچہ جونہی ۱۴۹۹ء کے موسم خزاں میں فرانسیسیوں نے اطالیہ میں قدم رکھا ہے۔ سیزر، پوپ کے حکمنامۂ ضبطی کی تعمیل کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

اپنے وعدے کی ایفا میں لوئی یازدہم نے تین سو علم بردار ایوس الگری کی سرکردگی میں روانہ کئے۔ سوئیڈن کے چار ہزار پیادے اجرہ دار سپاہیوں کی حیثیت سے کرائے پر حاصل کئے گئے۔ ان فوجوں کو ساتھ لیکر سیزر امولا اور فورلی کے مقابلے کو روانہ ہوا (۹ نومبر) ان دونوں شہروں نے کوئی مدافعت نہیں کی۔ لیکن قلعوں نے عرصے تک مقابلہ کیا۔ بالخصوص فورلی کے قلعے نے جس کی مدافعت اور محافظت جری اور مردانہ دل کیتھرائن سفورزا کر رہی تھی۔ اس آخر الذکر قلعے نے ۱۵۰۰ء تک ہتھیار نہیں ڈالے۔

رومانا میں سیزر کی فتوحات نومبر ۱۴۹۹ء تا اپریل ۱۵۰۱ء میں

فروری میں لڈوویکو کے فرانس واپس آنے کی وجہ سے (دیکھو صفحہ) فرانسیسی کمکی فوج کا واپس بلا لینا ضروری ہو گیا جس سے زار کو مزید جارحانہ کارروائیاں آئندہ ستمبر تک ملتوی کر دینا پڑیں۔ ستمبر میں فرانسیسیوں کی تائید مکرر سے قوی دست اور گان فیلویز آف دی چرچ کے خطاب سے مفتخر ہو کر جو اس کے والد نے

اسے حال ہی حال میں عطا کیا تھا۔ سیزر نے پھر لڑائیوں کا آغاز کر دیا اور بسرعت تمام پیسارو اور ریمینی کی ریاستوں کو مطیع و منقاد بنا لیا۔ فا انزا نے جو اپنے جوان سال حکمران اسٹوری مان فریڈی کے نرم دل حکومت میں خوشی و خرمی سے بسر کر رہا تھا بہت سخت مدافعت کی اور اپریل ۱۵۰۱ء تک اطاعت قبول نہ کی۔ شرائط اطاعت کے برخلاف بدقسمت اسٹوری کو روما بھیج دیا گیا اور آئندہ ماہ جون میں اس کی لاش دریائے ٹیبر میں دیکھی گئی۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ کام کس کے حکم و اشارے سے کیا گیا۔ لیکن ہر شخص نے بالطبع بورجیا پر ہی شبہ کیا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سیزر پر قسمت کے لطف و عطا کی بارش ہو رہی ہے۔ الکزنڈر نے اُسے روماناکا ڈیوک بنا دیا۔ اور وینس کی مغرور جمہوریہ نے اس امید میں کہ ترکوں کے خلاف اس کی تائید کی جائے گی۔ اس کا نام (سیزر) اپنے امراء و شرفا کی فہرست میں داخل کر لیا۔ اطالیہ کے بہترین (Condottiers) اس کی سلک ملازمت میں منسلک تھے اور روماناکی بقیۃ السیف ریاستیں خوف سے تھرا رہی تھیں۔ اس کی آنکھیں ان سریع الرفتار کامیابیوں سے چکاچوند ہو گئیں اور اس کی نظروں کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ اب اس کی اولوالعزمیاں روماناکی بقیۃ السیف ریاستوں کے فتح کرنے ہی پر قانع نہ تھیں بلکہ اس کے حوصلے فلورنس کے معاملات میں بھی مداخلت کرنے اور اگر ممکن ہو سکے تو بالآخر ٹسکینی کا مختار کل بن جانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن کچھ عرصے تک اس کی یہ حوصلہ مندیاں آگے نہ بڑھنے پائیں۔ بلونا اور فلورنس دونوں فرانس کے زیر حفاظت تھے۔ اور لوئس نے حکم دیدیا تھا کہ اس کے دست ہوس آگے نہ بڑھنے پائیں۔ پوپ سراسیمہ ہو گیا اور سیزر کو مجبوراً کچھ زر نقد اور فلورنس کے اس وعدے پر قناعت کرنا پڑی کہ آخر الذکر اس کو تین سال کے لئے اپنے زمرۂ ملازمت میں شریک کرے گا۔ القصہ اپنی فوج کو پیمبینیو کی فتح کے لئے جس نے ستمبر میں اطاعت قبول کر لی چھوڑ کر خود نیپلس کے خلاف فرانسیسی مہم میں

سیزر روماناکا ڈیوک بنا دیا گیا اپریل ۱۵۰۱ء اور وینس کی چیند سری حکومت میں شامل ہو گیا۔

لوئی دوازدہم سیزر کو بولونا اور فلورنس پر حملہ کرنے سے روک دیتا ہے

جا ملا (جولائی) ستمبر میں جب وہ واپس آیا تو دیکھا کہ اس کی بہن لکریزیا کی نسبت ارکول آف اسٹی کے بیٹے الفانسو سے قرار پا چکی ہے۔

یہ حسن و جمال کی دیوی[1] جس کا چال چلن تقریباً اسی قدر بحث و مباحثہ کا موضوع رہا ہے جس قدر میری ملکہ اسکاچستان کا اور جو غالباً ناروا طور پر حد سے زیادہ ناگفتہ بہ گناہوں کی متہم قرار دی گئی ہے۔ بالکل سادہ

لکریزیا بورجیا

اور بے رنگ طبیعت کی عورت معلوم ہوتی ہے جو اپنے باپ اور بھائی کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی اور ان کے منصوبوں کے پورا کرنے کا آلہ بنی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے وہ دوبار دلھن بن چکی تھی۔ پہلی شادی گیوونی سفورزا (لارڈ پسارو) کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس سے طلاق پانے کے بعد دوسری شادی اگست ۱۴۹۸ء میں بی سگلیا کے ڈیوک کے ساتھ کی جو الفانسو دوم فرمانروائے نیپلس کا ناجائز بیٹا تھا۔ جس وقت یہ دوسری شادی ہوئی ہے پوپ نیپلس سے اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کا متمنی تھا۔ لیکن اس کے دو ہی سال بعد یہ پالیسی بدل گئی۔ نیپلس پر لوئی دوازدہم کا دوسرا حملہ ہونے والا تھا اب پوپ کو نیپلس کی دوستی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ طبیعتوں کے اختلاف اور دلوں کی کدورتوں نے جھگڑوں کو وسعت دی اور اگست ۱۵۰۰ء میں سیزر کے اشارے سے ڈیوک مار ڈالا گیا۔ اس ناپاک و زبوں حرکت کے سال ہی بھر بعد اس اکیس سال کی نوخیز و گلفام لڑکی کے لئے تیسرا اپنا شوہر تلاش کر لیا گیا۔

یہ نسبت بھی الکزنڈر کے سیاسی مقاصد پر مبنی تھی۔ فرارا کا اتحاد اپنے دامن میں بیش بہا فوائد چھپائے ہوئے تھا۔ یہ رومانا کو شمال کی طرف سے محفوظ کر دیتا تھا۔ اور بولونا پر اس سے خاصی دھمکی پڑتی تھی لیکن جن عظیم نتائج کے حاصل ہونے کی امیدیں تھیں وہ حاصل نہ ہوئیں پھر یہ شادی توقع سے زیادہ سعید و مسعود ہوئی اور لکریزیا کو فراری محلسرا میں امن و سکون حاصل ہوا اور ان

[1] لکریزیا بورجیا کا بہترین ہارگریگرو ویس کی تصنیف سیزر بورجیا میں ملتا ہے اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں بھی ہو چکا ہے۔

انگشت نمائیوں سے نجات مل گئی جن کی اس پر چاروں طرف سے بوچھار ہو رہی تھی۔
اسی دوران میں فرانس اور اسپین کے باہمی جھگڑوں نے سیزر کو نئے مواقع بہم پہنچا دئے کیونکہ لوئی کو پاپا کی تائید کی ضرورت تھی اور اس کی مزید مخالفت نہیں کر سکتا تھا۔ اُسے آریزو کو واپس کر دینا تھا جس نے جون میں فلورنس کے خلاف

سیزر کی مزید کامیابیاں

بغاوت کر دی تھی اور سیزر کے کپتان مسمی ویٹلیزو ویٹلی کو طلب کیا تھا لیکن ماہ جنوری ۱۵۰۲ء میں فرمو۔ جون میں اربینو۔ جولائی میں کیمرینو پر قبضہ کر لیا گیا۔ پیسا جس نے فلورنس کے خلاف اب تک مقابلہ جاری رکھا تھا اُسے اپنا بالادست تسلیم کرنے پر راضی ہو گیا تھا۔ اگست میں اُسنے بولونا پر حملہ کرنے کی لوئی سے اجازت حاصل کر لی۔
اس موقع پر اس کے کپتانوں کی بغاوت اُس کو دبا لینے کی دھمکیاں دینے لگی۔ سیزر کی سریع الرفتار کامیابیوں نے ان لوگوں کو خائف کر دیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ رومانا کا مالک و مختار بن جانے کے بعد سیزر کو ان کی تائید کی ضرورت نہ باقی رہے گی اور ممکن ہے کہ خود انھیں کے خلاف ہو جائے۔ فلورنس کے ساتھ اس وقت جو عہد و پیمان وہ کر رہا تھا اس سے یہ شبہ ناشی بھی ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی تباہی کا اس نے پہلے ہی سے قصد کر لیا ہے۔ اس سازش کے

سنی گالیا کی سازش

بانیوں میں شاڈی کیسٹلو کا وٹیلوزو وٹیلی۔ اولی ویرٹو۔ گریوینا اور پاولو کا ڈیوک۔ ارسینی اور پروگیا کا گیان پاؤلو بیگ لیونی وغیرہ شامل تھے۔ ان لوگوں نے کارڈنل ارسینی سوگنا کے کیمرینو اور دوسرے لوگوں کی تائید حاصل کر لی تھی۔ یہ سب سازشی ۹ اکتوبر ۱۵۰۲ء کو میگیونی کے مقام پر جو تھراسمین جھیل کے نزدیک واقع ہے جمع ہوئے۔ باہمدیگر خلوص و صداقت کی قسمیں کھائیں اور فلورنس سے طالب امداد ہوئے۔ بغاوت کی پہلی آگ اربینو میں بھڑکائی گئی جہاں سے سیزر کی فوجیں نکال دی گئیں۔ اس کی دوسری کمکی فوج نے فوسمبرون کے مقام پر شکست کھائی (۱۷ اکتوبر)
ان باغیوں کو اپنے اعمال کی مکافات جلدی مل جانے والی تھی۔

لوئی نے سیزر کو کمک بھیجدی۔ موڈونا کے مالدار کارڈنل کی بروقت موت نے خواہ یہ زہرخوانی کا نتیجہ تھی یا نہ تھی الگزنڈر کو اس قابل کر دیا کہ متوفی کے مال و متاع کو سیزر کی فوجی ضروریات میں صرف کر سکے۔ فلورنس سیزر کی کینہ نوازیوں سے خائف تھا اور امداد دہی کی جرأت نہ کر سکا۔ فرڈیننڈ کے پند و نصائح کے باوجود کہ اٹلی کو ظالم کے جبر و ظلم سے آزاد کرانے کا جو موقع مل گیا ہے اسے ہاتھ سے نہ دینا چاہئیے۔ وینس کی احتیاط اسے ٹس سے مس نہ ہونے دیتی تھی۔

سازشی اب ششش و پنج میں پڑ گئے۔ مزید فوجوں کا جمع کرنا ان کے امکان سے خارج تھا۔ چنانچہ ان میں نفاق رونما ہو گیا ادھر سیزر و پوپ کے دل خوش کن وعدوں نے اپنا جال پھیلایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ۲۸/ اکتوبر کو اس نے

سنی گالیا کا قتل عام ۳۱ دسمبر ۱۵۰۲ء

صلح کر لی۔ سولگنا کو منجدھار میں چھوڑا اور اپنی نیک نیتی کے ثبوت میں سنی گالیا کے مقابلے کو روانہ ہو گئے۔ شہر نے تو اطاعت قبول کر لی لیکن قلعے نے ڈیوک کے سوا اور کسی کے سامنے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ۳۱/ دسمبر کو سیزر سنی گالیا آیا اور اپنے کپتانوں کو خوش آہنگ الفاظ کے فریب میں لا کر یکایک ان پر ٹوٹ پڑا۔ اولی ور ٹو اور ویٹی لوزو کی گردنیں اسی رات کو ناپ دی گئیں۔ اولی ور ٹو لکھتا ہے کہ ویٹی لوزو نے مجھے بغاوت کی ترغیب دی ویٹی لوزو سیزر کی منت و سماجت کرتا کہ پوپ سے کہہ کر اسے کامل معافی دلا دی جائے۔ لیکن دونوں اپنے کیفر کردار کو پہنچا دیئے گئے۔ ان کے بعد ہی پاولو ارسینی اور گراوینا کے ڈیوک کی باری آئی اور دونوں بھی نذر اجل ہو گئے۔ کارڈنل ارسینی روما میں گرفتار کیا گیا اور قید خانے ہی میں قید حیات سے نجات پا گیا اس کی مشکل غالباً زہر نے آسان کی۔

سیزر کی مزید کامیابیاں اس کی علالت اور الگزنڈر کی وفات سے دفعۃً رک جاتی ہیں ۱۸ اگست ۱۵۰۳ء

اس سازش کے دبا دیئے جانے کے بعد اور کوئی چیز ایسی نہ معلوم ہوتی تھی جو پاپا کی حوصلہ مندیوں کے راستے میں حائل ہو سکے۔ ارینیو دوبارہ فتح کر لیا گیا۔ شاڈی کیسٹلو اور بروگیا نے اطاعت قبول کر لی۔ آرسنی کے اکثر قلعے مطیع و منقاد ہو گئے اور الگزنڈر اسپین کو فرانس کے خلاف اس امید میں ابھار رہا تھا کہ سیزر کو ٹسکینی کا بادشاہ بنانے کے متعلق جو شاندار

اسکیم اس نے تیار کی تھی اس کے واسطے دونوں میں سے کسی نہ کسی کی تائید حاصل ہو جائے گی۔ لیکن تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ کے مصداق عین اسی زمانے میں باپ بیٹے دونوں علیل ہو گئے اور اسی بیماری میں باپ ۸ راگست کو دنیا سے چل بسا۔ عام خیال یہ تھا کہ دونوں اس جام زہر آلود کے لذت آشنا ہو گئے تھے جو انھوں نے ایک کارڈنل کی تلخی حیات کو شیرینی مرگ سے مبدل کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ گو یہ قصہ تصدیق کا محتاج ہے لیکن اس سے اور اسی قسم کے دوسرے قصوں سے کم از کم عوام کی اس رائے کا پتا چلتا ہے جو کسی جرم کو خاندان بورجیا کی ان دونوں ہستیوں سے منسوب کئے جانے کو ناممکن اور خلاف قیاس تصور نہ کرتی تھی۔

سیزر کی قسمت کا فیصلہ اب منتظمین کلیسا (Cardinals) کے انتخاب پر منحصر تھا۔ اگر وہ کسی ایسے شخص کا انتخاب کلیسا کی منتظمی پر کرا دے جو اس کا معین و یاور ہو تو اس کو اپنے انتخاب میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ یہ تھا وہ خیال جو سیزر کے دماغ میں چکر لگا رہا تھا۔ لوئی دوازدہم کا رجحان کچھ عرصے سے اس طرف پایا جاتا ہے کہ وہ بورجیا کے اپنے اتحاد کو توڑ ڈالے لہذا سیزر نے بستر مرض پر پڑے پڑے اس امر کی سازش شروع کی کہ ہسپانوی گروہ میں سے کسی کا انتخاب منتظمی کلیسا پر ہو جائے۔ لیکن اس کی یہ کوشش سود مند نہ ہوئی۔ لوئی کو امید تھی کہ وہ پاپائیت کا تاج منتظم کلیسا ڈی الیوائز کے واسطے حاصل کر سکے گا۔ گیولیانو ڈیلا روویرا اس پر تلا ہوا تھا کہ منتظمی کلیسا پر کسی اسپینی کا انتخاب نہ ہونے پائے بلکہ وہ خود منتخب ہو جائے۔ پہلی کوشش میں کامیاب نہ ہونے سے گیولیانو اطالوی کارڈنل پکولومینی کے انتخاب سے متفق ہو گیا جس نے اپنے نامور چچا پائس دوم کی یادگار میں پائس سوم کا لقب اختیار کیا لیکن اس کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ اکتوبر کے مہینے میں انتقال کر گیا۔ اور ڈیلا روویرا نے سیزر سے اتفاق کر کے وعدوں اور رشوتوں کے سبز باغ دکھا کر خفیہ جلسے کی رائیں اپنے حق میں حاصل کر لیں۔ میکیاویلی جو منتظمین کلیسا کی جماعت میں سیزر کے اثرات کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے سیزر کو کوتاہ نظری کا الزام دیتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں اگر سیزر اپنے نامزد کئے ہوئے شخص کا انتخاب نہیں کرا سکتا تھا تو وہ اتنا تو کر سکتا تھا کہ

ڈیلاروویرا کا انتخاب عمل میں نہ آنے دیتا۔ جدید پوپ جولیس دوم بورجیا والوں کا قدیمی دشمن تھا اسی نے چارلس ہشتم کو اطالیہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا تھا اسی نے چارلس سے اصرار کیا تھا کہ الگزنڈر کو معزول کر دینے کی غرض سے ایک مجلس کا انعقاد کرے۔ یہ سچ ہے کہ تقدیر کے شدنی اور ناگزیر احکام کے سامنے وہ سر تسلیم خم کر چکا تھا اور بورجیا والوں سے ازسر نو میل ملاپ کر لیا تھا تاہم وہ گزشتہ جراحتوں کو فراموش کر دینے والا شخص نہ تھا۔ روماناکے خلاف وینس کی منصوبہ بندیوں سے خائف ہو کر اس نے

جولیس دوم کا انتخاب سیزر کے حق میں تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔ یکم نومبر ۱۵۰۳ء

کچھ عرصے کے لئے سیزر کی تائید کی۔ لیکن روماناکو وہ پاپائیت کے لئے فتح کرنا چاہتا تھا۔ خاندان بورجیا کے لئے نہیں اور جو نہی سیزر نے خودسرانہ طرز عمل اختیار کیا ہے جولیس نے اس کو فوراً روما واپس آجانے کا حکم دیدیا۔ (۲۹/ نومبر) لیکن سیزر کے کپتانوں نے ان مقامات کو جنھیں انھوں نے پاپا کی رضامندی کے بغیر فتح کیا تھا چھوڑنے سے انکار کر دیا اور سیزر بھی قید و بند میں مبتلا ہوئے بغیر اس حکم کے تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ بہر تقدیر عرصے تک نامہ و پیام ہونے کے بعد ایک قرارداد ہو گئی اور سیزر نے آزادی کی فضا میں سانس لیتے ہی اسپین سے امداد حاصل کرنے کے لئے نیپلس کی طرف باگ اٹھادی۔ (اپریل ۱۵۰۴ء) پہلے فرڈینینڈ اس کی بات ماننے پر آمادہ معلوم ہوتا تھا لیکن پوپ کے یقین دلانے سے کہ سیزر اس کے سوا کہ اٹلی کے امن و امان کو خطرے میں ڈال دے اور کچھ نہ کرسکے گا فرڈی نند نے ۲۶/ مئی ۱۵۰۴ء کو جب سیزر روما کو روانہ ہونے والا ہی تھا اس کی گرفتاری کا حکم دیدیا۔ اور برخلاف اس امر کے کہ گان زیلو نے اُسے پروانہ راہداری دیدیا تھا۔ اس کو کچھ ہی عرصے بعد ہسپانیہ بھیجدیا گیا۔ جہاں وہ نومبر ۱۵۰۶ء تک ایک قیدی کی حیثیت سے اپنی زندگی بسر کرتا رہا اور بالآخر قید خانے سے بھاگ کر اپنے بہنوئی کے یہاں جو اس وقت فرمانروائے نوار تھا پناہ لی۔ یہاں مارچ ۱۵۰۷ء میں وہ ایک لڑائی میں جو

سیزر کی سرگرمیوں اور اس کی زندگی کا خاتمہ

اس کے بہنوئی کے ایک باغی باجگذار سے ہو رہی تھی مارا گیا۔

یوں اپنی عمر کے اکتیس سال میں وہ شخص دنیا سے اٹھ گیا جس کو میشیاویل اپنی کتاب "پرنس" میں بد قسمتی کے سوا، اور ہر ایک بات میں ہر اس شخص کے لئے نمونہ اور تمثیل کے طور پر پیش کرتا ہے جو ایک متحدہ اطالوی حکومت کی بناء ڈالنا چاہتا ہو۔ اور اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ کامیابی کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہوا کرتی ہے ان میں سے اکثر وصف سیزر میں موجود تھے۔ اس کی طبیعت میں جدت اور تخیل میں جولانی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ کام کا دھنی اور عزم کا راسخ تھا۔ حکمت عملی اور تدبّر اس کی ادنیٰ چاکر تھے قوت و فراست کی وہ عجیب آمیزش بھی اس میں بدرجۂ اتم موجود تھی جسے دلکشی اور اثراندازی کے وصف سے موسوم کیا جاتا ہے اور جسے نہ صرف میشیاویل بلکہ کومائنس اور اس عہد کے دوسرے مصنفین بھی حکمرانی کی لازمی خصوصیت بتلاتے ہیں۔

ہم کو اس کا افسوس ہے لیکن بایں ہمہ افسوس ہم کو اس امر کا بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ پرائیوٹ خوش اخلاقیاں اور اچھا تدبّر ملکی دونوں ہمیشہ ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ یہ سچ ہے کہ روماناکے چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں سیزر نے احتیاط اور رواداری کو بالکل بالائے طاق کردیا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس میں بھی کلام ہے کہ آیا ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی خودمختاریاں اس قابل تھیں کہ بحال و برقرار رکھی جاتیں یا انھیں مطلق العناں بادشاہوں کے زیر اثر ہونے کے باعث ان کی سیاسی آزادی سلب کئے جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ اربینو کے سے ایک آدھ مستثنیات کو چھوڑ کر باقی تمام ریاستیں ان معائب کی آماجگاہ بنی ہوئی تھیں۔ جو بڑی بڑی مطلق العناں حکومتوں کا طرۂ امتیاز ہیں لیکن ان کے محاسن کا کہیں پتہ بھی نہیں تھا ان کی تمام تاریخ فتنہ فساد۔ قتل غارتگری اور طرح طرح کی سازشوں کی داستان پریشان ہے۔ اس کا بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ سیزر کے زمانے میں ملک کا ضبط و نظم قابل تعریف رہا اور اس کی حکومت غیر ہر دلعزیز بھی نہ تھی۔ مگر بایں ہمہ ہمکو اس کا یقین نہیں آتا کہ جس حکومت کی بنیاد ایسے

مظالم اور اس قسم کے جبر و تعدی پر اٹھائی گئی ہو اور جو ایسی بے آئینی اور خباثت
کے ساتھ قائم رکھی گئی ہو وہ حقیقتہً مستحکم استوار ہو سکتی ہے۔ میشیاویل جو سیزر کی
موقتی خوش کامیوں کی چمک دمک سے متاثر ہو گیا تھا اس کو ایک قابل تقلید
ہونے کے طور پر پیش کر سکتا ہے اور اس کو ایسا کرنا بھی چاہئے لیکن اس کے
اسی فعل میں دور رس نگاہ اس حقیقت کو دیکھ سکتی ہے کہ اطالوی کس قعر ذلت
میں ڈوبے ہوئے تھے اور ان کو اپنی سوفسطائیانہ ناامیدیوں میں اس قسم کے
غیر اخلاقی تدابیر کے سوا اور کوئی تدبیریں کامیابی کی نظر نہ آتی تھیں۔ ہم کو اس کا
بھی اعتقاد نہیں ہے کہ پاپائیت کے واسطے دنیاوی حکومت کے حاصل کرنے کا
یہ خیال اپنے اندر کامیابی کا کوئی امکان رکھتا تھا۔ اگر الکزنڈر کی عمر نے وفا کی ہوتی
اور وہ عرصے تک زندہ رہا ہوتا تو ممکن ہے کہ مذکورۂ بالا مساعی اطالیہ میں
ایک اور چھوٹی سی حکومت قائم کر لینے میں کامیاب ہو گئی ہوتیں۔ لیکن یہ حکومت
خاندان بورجیا کے مفاد کے لئے قائم ہوئی تھی پاپائیت کو اس سے کوئی
فائدہ نہ پہنچتا۔ بلکہ پاپائیت کو دنیاوی حکومت کے دشمنوں میں اس ریاست
کے قیام سے ایک دشمن کا اور اضافہ ہو گیا ہوتا۔ روما میں پاپائی اقتدار
اگر فی الحقیقت قائم کرنا تھا تو اس کی بنیاد کسی ایسی چیز پر اٹھائی ہوتی جو پاپا کی
اعزہ و اقارب کی جنبہ داری سے زیادہ مستحکم ہوتی۔ جولیس دوم کی فراست نے
اس راز کو پا لیا تھا۔ چنانچہ ان شہروں میں سے اکثر شہر جو سیزر کے تصرف میں تھے
یا جن پر قبضہ کرنے کی وہ دھمکیاں دے رہا تھا فوراً جولیس کے دست تصرف
میں آگئے۔ سوا سے رینی۔ فیانزا اور سیسینا کے جن پر وینس نے قبضہ کر لیا تھا۔
اور جو بالآخر جولیس کے قبضے میں کیمبرے کی جنگ کے بعد آنے والے تھے۔
اسی عرصے میں پروگیا اور بولونا کو جولیس نے ۱۵۰۶ء میں فتح کر لیا اور آرمینو کی طرح

ف۔ سیزر کی سیرت اور اس کی نسبت میشیاویل کے بیان کے تبصرے کے لئے دیکھو کرٹین جلد (۴) صفحہ (۶۴)
برڈ کی "میشیاویل" کی تمہید صفحہ (۲۲، ۲۸) اور ولاری کی "میشیاویل باب (۲) صفحہ (۱۵۴)
سمنڈس کی تصنیف "مطلق العنان بادشاہوں کا زمانہ صفحہ (۲۷۵)۔

اس کے بھتیجے فرانسسکو ڈبلا روبری کے قبضے میں آئی جس کو اُس کے سابقہ گیوڈو بالڈو نے اپنا متبنّی بنایا تھا۔ یہ سب علاقے پاپائی قلمرو میں داخل کر دیے گئے۔ ان کے نیم خود مختار فرمانرواؤں کی تاریخ کا آخری صفحہ الٹ گیا اور الکزنڈر کے بجائے جولیس دوم نے رومانا میں پاپائی حکومت قائم کر دی۔

فرانس اور ہسپانیہ کی اطالیہ پر حملہ آوری کے لئے جو عذر تراشا گیا تھا وہ یہ تھا کہ اس سے ترکوں کے خلاف صلیبی لڑائیاں شروع کئے جانے کے لئے بنیاد عمل حاصل ہو جاتی تھی لیکن یہ مقصد مال غنیمت پر ان لٹیروں کے باہم دست و گریباں ہو جانے سے پورا نہ ہو سکا اب جمہوریہ وینس پر جو عساکر اسلام کی پیش قدمی کو روکنے کی تن تنہا جد و جہد کر رہی تھی، حملہ آور ہو کر فرانس و ہسپانیہ دونوں یہ ثابت کر رہے تھے کہ محاربات صلیبی کا خیال اگر کبھی دماغوں میں آیا بھی تھا تو اس وقت وہ قطعی طور پر ترک کر دیا گیا تھا۔

جن معاندانہ نظروں سے اطالیہ کا باقی حصہ وینس کو دیکھ رہا تھا اُن کا آغاز پندرھویں صدی کی ابتداء سے ہوا تھا جس تاریخ سے اُس نے اطالوی براعظم پر اپنی حکومت کو قائم کرنے کی قطعی طور پر جد و جہد شروع کر دی تھی میلان اور پیڈوا کے خاندان کرارا کے درمیان جھگڑا ہو جانے سے اس کو کرارا کی پائمالی اور پیڈوا کی تسخیر کا اچھا موقع مل گیا۔ اب اس کے فاتحانہ قدم بتدریج آگے بڑھنے لگے۔ اور وسنزا اور ورونا دونوں کو یکے بعد دیگرے فتح کر لینے کے بعد اڈیگو پر بھی پیش قدمی کی گئی۔ دسنہ۱۴۰۵ء) یکم ۱۴۲۷ء و ۱۴۲۸ء میں میلان کے ڈیوک فلیپو میریا وسکاونٹی سے اُس نے برسچیا اور برگیمو بھی چھین لئے پھر ڈیوک کی وفات پر کریما پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسی دوران میں اس نے اکیولیا کے

وینس کے ساتھ عداوت اطالوی براعظم پر اُس کی پیش قدمی کا نتیجہ

پیٹری آرک سے فریولی کے ضلعے بھی حاصل کر لئے تھے (۱۴۲۰ء، ۱۴۲۱ء) ۱۴۴۱ء میں اس کے مقبوضات میں راونیا کا بھی اضافہ ہو گیا جو اب تک خاندان پولینٹنی کے تحت ایک خود مختار ریاست تھی ۱۴۵۴ء میں باگنویو کی صلح میں جس سے قیرارسی کی جنگ موقوف ہوئی تھی اس کو رودی گو اور پولی سائن اور وہ مقامات مل گئے۔ ۱۴۹۹ء میں اس نے لوئی یازدہم سے کریمونا اور گھیرا ڈی ایڈا بھی حاصل کر لئے۔ یہ اس امداد کا معاوضہ تھا جو اس نے لوئی کو لوڈوویکو کے مقابلے میں دی تھی۔ زار بورجیا کی وفات پر وینس لے۔ فی انیزا۔ ریمی نی اور سینا کو بھی مسخر کر لیا تھا۔ ادھر اپولیا میں بھی طرانی اوٹرینٹو۔ گیلی پولی۔ اور برنڈیسی چار شہر اس کے قبضے میں تھے جنھیں اس نے چارلس ہشتم کی یلغار کے وقت حاصل کیا تھا۔ یوں ایک صدی کے اندر اندر وینس نے بالکل ہی تبدیل ماہیت کر لی تھی۔ کہاں سمندر کی آغوش میں پانی سے چاروں طرف سے گھرا ہوا شہر اور کہاں براعظم کی سطح پر ایک وسیع علاقے کا حاصل کرنا جس کے ڈانڈے میلان فلورنس اور پاپائی ریاستوں کی حدود سے ٹکرا رہے تھے۔ وینس کی پالیسی کا یہ تغیر بالعموم ترکوں کی پیش قدمی سے منسوب کیا جاتا ہے جس سے اس کے مقبوضات کو خطرہ لاحق ہو رہا تھا جو بحیرۂ ایجین اور سواحل یونان پر واقع تھے۔ لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہے یہ مقصد اس کے آگے چل کر ہوا ہے۔ کیونکہ خشکی پر اس کی پیش قدمی ۱۵۰۵ء میں ہوئی اور یہ ترکوں کی تخویف وہی سے برسوں پہلے کی بات ہے۔ پس اس تغیر کے سبب ابتدائی کے لئے ہم کو دوسری طرف نگاہیں دوڑانی چاہئیں اس کی وجہ دراصل وہ خطرہ تھا جو میلان کی بڑھتی ہوئی قوت سے پیدا ہو رہا تھا جب تک لمبارڈی کے میدان اور کوہ الپائن کے دروں کے قریبی مقامات چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کے قبضے میں تھے اسے کوئی فکر نہ تھی بشرق سے اپنی تجارت کے لئے وہ کوئی نہ کوئی نکاس زور وزر سے پیدا ہی کر لیتی لیکن اگر وہ میلان کے طاقتور اور ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں میں پڑ گئے تو اس کے مسدود ہو جانے کا خطرہ تھا۔ بلاشبہ ایک دوسرا راستہ بھی باقی تھا یعنی وہ آبنائے جبل الطارق سے گزر کر بحر اوقیانوس اور خلیج انگلستان سے ہوتے ہوئے یورپ کے

شمال میں پہنچ جائے۔ لیکن اس راستے کو باوجود اس کے کہ فلینڈرس کا ایک جہاز کچھ عرصے سے سالانہ وینس سے اسی راستے یورپ روانہ ہوا کرتا تھا۔ ابھی کافی طور پر ترقی نہیں ہوئی تھی اور اس راستے کو ہسپانیہ بند کرسکتا تھا، اور غالباً اس نے بند کردیا ہوتا۔ ماسوا اس کے یہ پالیسی اس کو میلان کے خطرے سے محفوظ نہیں رکھ سکتی تھی جس کے زیادہ قوی ہو جانے کی صورت میں یہ اندیشے تھے کہ وہ جب چاہے وینس کو خشکی میں گھیر لے۔ اس کے سامان رسد کو بند کردے اور اسے پھر سمندر میں واپس ہو جانے پر مجبور کردے۔

ان حالات میں ملبارڈی میں حکومت کے قایم کئے جانے کی جدوجہد ناگزیر ہوگئی تھی اور یہ اس قدر مبنی بر خود غرضی بھی نہ تھی جس قدر اس کے دشمن اس کو ظاہر کرتے ہیں اپنے محکوم شہروں کے ساتھ وہ جو برتاؤ کرتا تھا وہ صرف میلان ہی کے طرز عمل سے بہتر نہ تھا بلکہ فلورنس کے سلوک سے بھی بخوبی مقابلہ کرسکتا تھا۔ مقامی طور پر وہ انھیں اپنا انتظام بطور خود کرلینے کی اتنی ہی آزادی دیا کرتا تھا جتنی اُس کی شان برتری کو ملحوظ رکھتے ہوئے دی جاسکتی تھی۔ پھر ان پر محصولات کا زیادہ بار بھی نہ ڈالتا تھا۔ غرض وینس اپنی رعایا کی محبت حاصل کرنے کا متمنی رہا کرتا تھا اور اس کی مصیبتوں میں اس کی رعایا کے ثابت قدم اور وفادار رہنے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اس کو اپنی اس کوشش میں کامیابی بھی حاصل تھی ترکوں کے ساتھ اس کی پالیسی کو مسیحیت کے ساتھ دغا بازی کا مترادف خیال کرنا بھی اس کے ساتھ ناانصافی کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یورپ کی تائید سے ناامید ہوکر وہ ترکوں کے دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کا متمنی تھا اور اگر ممکن ہوتا تو اس نے جنگ سے بچنے کی بھی کوشش کی ہوتی لیکن یہ پالیسی اس نے مجبوراً اس لئے اختیار کی تھی کہ یورپ کی حکومتیں اپنی باہمی رقابتوں کو ترک کرکے یکدلی و ہم آہنگی کے ساتھ مذہبی لڑائیاں شروع کرنے پر تیار نہ تھیں۔ الغرض وینس ہی وہ قوت تھی جس نے اسلام کے بڑھتے ہوئے دریا کو روکنے کی جدوجہد کی۔ اس کے باوصف بھی یورپین طاقتوں کا اس کے خلاف متحد ہو جانا

اس امر کا بین ثبوت ہے کہ محاربات مذہبی کی نسبت اس کے دشمنوں کی بلند آہنگیاں ڈھول کے اندر پول سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھیں۔ گو خشکی پر وینس کی پیش قدمی ناگزیر تھی اور اس قابل ہے کہ اس کو جائز خیال کیا جائے تاہم وہ مہلک ضرور تھی۔ اگر وینس کے لئے یہ ممکن ہوتا کہ وہ میلان کو فتح کر لے اور فرانسیسی حملہ آوری سے پہلے ہی تمام لمبارڈی پر قابض ہو جائے تو وہ کسی نہ کسی دن متحدہ اطالیہ کا دارالحکومت بن گیا ہوتا۔ لیکن اس کے لئے اس کے ذرائع کافی نہ تھے اور نہ یہی قرین عقل معلوم ہوتا ہے کہ دول یورپ اس امر پر راضی ہو گئی ہوتیں۔ ان امور کی عدم موجودگی نے اس کے سامنے آکر صف آرا ہو جانے سے اس کے دشمنوں کی تعداد میں اور بھی اضافہ کر دیا اور اس کے لئے تمام اطالوی حکومتوں میں سب سے زیادہ حریص و طماع ہونے کا خطاب دلایا۔ ساتھ ہی اس کی ان مساعی نے کہ وہ ترکوں کے ساتھ دوستانہ معاہدہ کر کے اپنی تجارت کو محفوظ رکھے اس کے جرائم کی فہرست میں مسیحیت کے خلاف غداری کا ایک اور جرم بڑھا دیا۔

وینس کی حقیقی غلطی پر مورخین کی نظریں بالعموم بہت کم پڑی ہیں اس کے مفاد کا اقتضا یہ تھا کہ اطالیہ میں اجانب کے قدم نہ آنے پائیں اور جب تک جزیرہ نمائے اطالیہ اپنی حالت پر برقرار رہا وینس میں اپنے قدم جمائے رکھنے کی کافی استطاعت تھی لیکن شمال کی قوی تر حکومتوں کا مقابلہ کرنا اس کے بس سے باہر تھا چارلس ہشتم کی مہم کے وقت اس جنگ کی شرکت میں اس نے جس پس وپیش کا اظہار کیا تھا اور اس فعل سے غم و غصہ کی جو لہریں اس کے خلاف دوڑ گئی تھیں ان کو اس نے جمعیت وینس کے قیام اور چارلس ہشتم کے اطالیہ سے نکال دینے سے ایک حد تک رفع کر لیا تھا گو اس وقت بھی اپولیا کے شہروں کی تسخیر نے فرڈی ننڈ کو اس کا دشمن بنا دیا تھا لیکن اس کی دوسری حماقت نے جو میلان کے خلاف لوئی سے اتحاد کر کے اس نے ظاہر کی اس بنے بنائے کام کو پھر بگاڑ دیا۔ یہ تنگ نظر حکمت عملی اس کے حق میں کئی طرح سے مضر ثابت ہوئی اسی کی وجہ سے

وینس کی حکمت عملی کی حقیقی غلطیاں

بجا طور پر وینس پر حرصِ ملک گیری کا الزام عائد ہوا۔ علاوہ اس کے یہ حکمتِ عملی میکسی ملین کی برافروختگی کی وجہ بھی تھی جو لمبارڈی سے بیدخل ہونا پسند نہیں کرتا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی وجہ سے مغربی سرحد فرانس کے دستِ طمع میں آگئی۔ اس طرح پندرھویں صدی کے اختتام کے ساتھ وینس نے نہ صرف اطالیہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں ہی کو اپنا دشمن بنا لیا بلکہ مغربی یورپ کے دولِ عظمیٰ کی عداوت بھی مول لی۔

میکسی ملین فریولی کی بازیابی کا متمنی تھا، لوئی دوازدہم ملانی حدود کی توسیع کا خواستگار تھا، فلورنس کو یہ خوف دامنگیر تھا کہ وینس کہیں کوہ اپینائن کو نہ عبور کر لے۔ فرڈی نند عزم کر چکا تھا کہ آپولیا کے شہروں کو از سرِ نو حاصل کر لے۔ سب سے بڑھ کر پوپ جولیس مغرور جمہوریت کو نیچا دکھانے پر تلا ہوا تھا۔ کیونکہ رومانا میں وینس کے مفتوحہ علاقے اس کے اس دلاویز منصوبے یا تدابیر کے سدِ راہ تھے جو اس نے اضلاع میں پاپائی حکمرانی کے قیام کی نسبت تیار کئے تھے۔ فرانس اور ہسپانیہ کے مابین جو میلان اور نیپلس میں قدم جما ئے تھے جولیس کو توازن قائم رکھنے اور پاپائیت کی دنیاوی حکمرانی کا سکہ جما دینے کی امید قائم ہو سکتی تھی۔ لیکن وینس اور وینس کیا

یورپین قوتوں کا اتحاد کیمبرے کی جمعیت کے قیام کا باعث ہوتا ہے

اطالیہ کی ہر ایک قوی حکومت کی جانب سے اس کی سخت سے سخت مخالفت ہو سکتی تھی۔ اس بارے میں جولیس نے بھی اپنے پیشرو پاپاؤں کی روایتی پالیسی اختیار کی یعنی اطالیہ میں کسی مضبوط اور قوی دیسی ریاست کے نشو و نما حاصل کرنے کے خلاف اسی دیرینہ و فرسودۂ روزگار عداوت کا اظہار کیا جو مسند نشینانِ پاپائیت کا طرۂ امتیاز رہی ہے۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ کلیسائی حکومت کے معاملات میں جمہوریۂ وینس خود مختارانہ طرزِ عمل اختیار کیا کرتی تھی۔ جس کی تازہ مثال اس وقت یہ تھی کہ ولسینزا کے اسقف کی خالی شدہ جائداد پر جولیس کو کسی کے تقرر کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اس نے خود بین و نخوت پیشہ مجتہد دین کو اور بھی برافروختہ کر دیا اور اس نے جزبز ہو کر کہا "یہ لوگ مجھ سے

اس طرح پیش آنا چاہتے ہیں گویا میں ان کے گھر کا پادری ہوں ان کو ہوشیار ہوجانا چاہیئے ورنہ میں ان کو ویسا ہی ذلیل مچھیرا بنا دوں گا جیسے ذلیل مچھیرے وہ پہلے تھے"۔

ان حالات کی موجودگی میں وینس کی کامیابی کا دار و مدار صرف اس امر پر تھا کہ اس کے دشمن باہم گر دست و گریباں رہیں۔ ان رقابتوں سے اس نے اب تک فائدہ بھی اٹھایا تھا اور جانتا تھا کہ جس دن یہ ختم ہوئیں اس کی زندگی کے دن بھی پورے ہوجائیں گے لہذا اس کی ضرورت ہے کہ دول یورپ کے ان باہمی تعلقات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے جو سولھویں صدی کے آغاز میں تھے۔

جنگ نیپلس کے اختتام پر اس اتحاد کے ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہو رہا تھا جو خاندان ہیپسبرگ اور ہسپانیہ کے مابین میکسی میلین کے بیٹے آرچ ڈیوک فلپ کی شادی آراگان کے فرڈی نند اور کیسائل کی ازابلا کی بیٹی جونا کے ساتھ ہونے سے قائم ہوا تھا۔ ۱۴۹۷ء میں شاہ ہسپانیہ کے بڑے بیٹے جان اور ۱۵۰۰ء میں اس کے نواسے پرتگال کے میشائل کا انتقال ہوجانے سے جونا کیسائل اور آراگان[1] دونوں کی وارثہ ہوگئی اور اپنی ماں ازابیلا کے انتقال پر اپنے باپ کو محروم کرکے وہ کیسائل کی ملکہ ہوجاتی۔ اس واقعے نے فرڈی نند کو جونا کے شوہر آرچ ڈیوک فلپ کا دشمن بنا دیا۔ کیسائل اور آراگان کی چند روزہ علیحدہ گی جزیرہ نمائے اطالیہ کے اتحاد کو روکنے کا باعث ہوتی۔ اس کے علاوہ ہسپانیہ کا بالآخر خاندان ہیپسبرگ کے قبضے میں چلا جانا بھی فرڈی نند کو ناگوار خاطر تھا۔

---

[1] فرڈی نند والی آراگان = ازابیلا ملکۂ کیسائل

- جونا = آرک ڈیوک فلپ
- ایمونیل شاہ پرتگال = ازابیلا (+ ۱۴۹۸ء)
  - میشائل (+ ۱۵۰۰ء)
- جان (+ ۱۴۹۷ء)
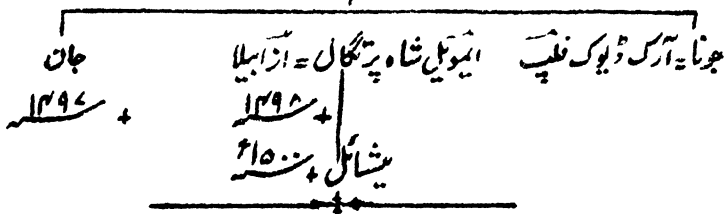
بنابراں فرڈی نینڈ نے عہد نامہ لیانس کو، جو فلپ اور لوئی دوازدہم کے مابین نیپلس کے متعلقہ تنازعات کو رفع دفع کرنے کے لئے کیا گیا تھا (اپریل ۱۵۰۳ء) تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس معاہدے کی رو سے یہ قرار پایا تھا کہ نیپلس کی حکومت آگے چلکر لوئی دوازدہم کی صغیر السن بیٹی کلاڈ کے حصے میں

معاہدۂ لیون۔ ۵/اپریل ۱۵۰۳ء و معاہدہ بلوا ۲۲/ستمبر ۱۵۰۴ء

آئیگی جس کی منگنی ۱۵۰۱ء ہی میں آرچ ڈیوک فلپ کے چھوٹے بیٹے چارلس کے ساتھ ہو چکی تھی۔ جب فلپ کو اس کے خسر نے چھوڑ دیا تو اس نے فرانس کے ساتھ اتحاد کو اور بھی قوی تر کرنا شروع کر دیا۔ اس میں اس کو اپنے والد میکسی میلین سے بھی تائید ملی جس کو چارلس اور کلاڈ کی مذکورۂ بالا شادی میں اپنے عظیم الشان خوابوں کی تعبیریں نظر آ رہی تھیں۔ ستمبر ۱۵۰۴ء میں لوئی دوازدہم نے اپنی بی بی این ملکہ بریٹانی کے اثرات سے متاثر ہو کر، معاہدہ بلوا کے ذریعے ملان، جنیوا، آسٹی، بریٹانی اور بلوا شہزادی کلاڈ کو جہیز کے طور پر دینے کا وعدہ کیا اور اگر وہ کسی نرینہ وارث کے بغیر انتقال کر گیا تو اس جہیز میں برگنڈی کا علاقہ بھی شامل ہو جانے والا تھا آئندہ سال میکسی میلین نے ملکہ فرانس کی رضامندی سے سیلکس لا[1] کی تنسیخ کی تجویز پیش کی تا کہ شہزادی کلاڈ فرانسیسی تخت و تاج کی وارث اور اپنے باپ کی جانشین ہو سکے۔

ان واقعات سے لوگوں کو یہ توقع ہو گئی کہ نوجوان شہزادۂ چارلس کسی نہ کسی دن اپنی موروثی حکومت یعنی خاندان ہیپسبرگ کی قلمرو کے ساتھ، کیسٹائل آراگان فرانس، ملان اور نیپلس کی حکومتوں کا بھی مالک ہو جائے گا۔ یہ توقع اگر کبھی پوری ہو گئی ہوتی تو جرمنی کی باقی ماندہ ریاستوں نے سر اطاعت خم کر دیا ہوتا۔ اور فاقہ مست فریڈرک سوم کی اولاد براعظم یورپ کی اکثر ٹیوٹانی اور لاطینی قوموں پر فرمانروائی کر رہی ہوتی۔ لیکن یہ دل خوش کن خواب زیادہ دیر تک قائم رہنے والا نہ تھا۔ نومبر ۱۵۰۴ء میں ازابیلا کا انتقال ہو گیا اور فرڈینینڈ نے جو

[1] یعنی وہ قانون جس کے ذریعے سے فرانس میں عورتیں تخت نشین نہیں ہو سکتی تھیں۔

کاستیل پر اپنا قبضہ نائب السلطنت کی حیثیت سے قائم رکھنے کا مصمم ارادہ کرچکا تھا لوئی دوازدہم سے صفائی کر لینے میں عجلت سے کام لیا اکتوبر ۱۵۰۵ء میں اس نے بمقام بلوا شاہ فرانس کی بھتیجی ژرمین دی فوا سے شادی کر لینے کا

بلوا کا معاہدہ ثانی ۱۲ر اکتوبر ۱۵۰۵ء

وعدہ کیا۔ قرار یہ پایا کہ نیپلس کے متعلق فرانسیسی حقوق شہزادی ژرمین پر منتقل کر دیئے جائیں اور اگر اس کے فرڈی نینڈ سے کوئی اولاد نہ ہو تو یہ حقوق پھر شاہ فرانس لوئی دوازدہم پر عود کر آئیں۔ فرڈی نینڈ کی جانب سے لوئی کو ایک معقول رقم دینے کا بھی اقرار مزید کیا گیا۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ نیپلس کے موافقین فرانس کو عام معافی نامہ دیدیا جائے۔ لیکن سال آئندہ (۱۵۰۶ء) کے ماہ جون میں فرڈی نینڈ کو کستیل کی نیابت فلپ اور جوانا کو مجبوراً سونپ دینی پڑی۔ لیکن آرچ ڈیوک فلپ ستمبر کے مہینے میں انتقال کر گیا۔ جونا میں مخبوط الحواسی کے آثار نمایاں پائے گئے[1]۔ اور فرڈی نینڈ سے کارڈنل زیمینیز کی تائید سے کاستیل کی حکومت حاصل کرلی۔ گو اس کوشش میں بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس طرح فرڈی نینڈ اور لوئی دوازدہم کا تنازعہ تھوڑے عرصے کے لئے دب گیا اور فرڈی نینڈ کی حالت ہسپانیہ و نیپلس دونوں مقاموں پر استوار و مضبوط ہو گئی۔

اسی دوران میں فرانس میں ایک اجنبی کے متعلق قومی عداوت کا خوابیدہ فتنہ جاگ اٹھا۔ مجلس طبقات نے تور کے مقام پر (مئی ۱۵۰۶ء میں) بادشاہ سے استدعا کی کہ کلاڈ اور چارلس کی منگنی فسخ کر کے کلاڈ کی شادی انگولیم کے رئیس فرانسیس سے کر دی جائے جو فرانس کے تخت و تاج کا قیاسی وارث اور بالکلیہ فرانسیسی الاصل شہزادہ تھا۔ میکسی میلین نے جو اپنے منصوبوں کو یوں پائمال ہوتے دیکھ کر سخت غضبناک ہو رہا تھا فوراً لوئی سے قطع تعلق کرلیا۔ ۱۵۰۷ء میں اس نے جرمن ڈایٹ (مجلس وضع قوانین) کو کانسٹینس میں طلب کیا اور حکومت سے امداد چاہی ڈائٹ کو مخاطب کر کے اس نے کہا "شاہ فرانس جرمنیوں کے

[1] ۔ جوانا کی دیوانگی کے مسئلے میں دیکھو سندیں جو صفحہ ۱۴۰ کے حاشیئے پر دی گئی ہیں۔

سر سے شہنشاہی کا وہ تاج چھین لینا چاہتا ہے جو دنیا کی افضل ترین عزت اور جرمن قوم کی شان و شوکت ہے" غرض شہنشاہی دیوان کے تسلیم کر لینے کے معاوضے میں ڈائٹ نے اسے ایک کمکی فوج کے دیئے جانے سے اتفاق کر لیا۔ اس کے علاوہ اس نے سوئیزرستان کے کچھ اجورہ دار سپاہی بھی ملازم رکھ لئے اور دریائے برنے نر کو عبور کرتا ہوا فروری ۱۵۰۸ء میں ٹرنٹ جا پہنچا۔ یہاں پاپائی سفیر کی منظوری سے اس نے اپنے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔

لیکن حسب معمول میکسی میلین کے یہ دعوے بھی اس کی قابلیت سے متجاوز نکلے اور وہ بھی تمسخر انگیز حد تک۔ وینس نے اس خوف سے کہ مبادا اس کے منصوبے کہیں فریولی سے وابستہ نہوں اس کو اپنے حدود میں ہو کر گزرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا اور اس انکار کو بزور شمشیر منوالیا۔ ویچنزا کے متعلق اس کی مساعی ناکامیاب ہوئیں۔ گلڈرس کے ڈیوک نے جسے لوئی دوازدہم نے اُبھار دیا تھا، نیدرستان پر حملے کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ غرض مغربی یورپ کے فرمانروا کو مجبوراً گستاخ جمہوریہ کی شرائط کو ماننا اور اپنی مہم سے واپس ہو جانا پڑا۔ اس کے دل میں انتقام کے شعلے بھڑکنے لگے۔ اس چھیڑ چھاڑ کو تو شربت کے گھونٹ کی طرح پی گیا مگر بدلہ لینے کے لئے دسمبر ۱۵۰۸ء میں کیمبرے کے مقام پر لوئی دوازدہم سے چند شرائط پر ملاپ کر لیا۔ ڈیوک گلڈرس سے بھی صلح ہو گئی اور کسی قدر رقم کے معاوضے میں میکسی میلین نے لوئی دوازدہم اور اس کی اولاد و احفاد کو ملان کا تصرف دلانے کا وعدہ کیا۔ اور اپنے باہمی جھگڑوں کو اس طرح طے کر لینے کے بعد بادشاہ اور شہنشاہ دونوں نے وینس کے علاقے کو تقسیم کر لینے کا

جمعیت کیمبرے
۱۰ دسمبر ۱۵۰۸ء

اقرار کر لیا۔ جن جن بادشاہوں کو وینس یا اس کے علاقے پر دعویٰ تھا سب کو دعوت دی گئی کہ اپنے کھوئے ہوئے مقبوضات کو ازسرنو حاصل کر کے وینس کی ناقابل برداشت خود غرضیوں اور طمع کاریوں کے روکنے میں بادشاہ اور شہنشاہ کا ہاتھ بٹائیں۔ فرڈی نینڈ اور پوپ دونوں نے اس دعوت پر لبیک کہی۔ آخر الذکر نے کسی قدر پس و پیش کے بعد اور وہ بھی اس وجہ سے کہ وینس نے

اسے اپیلینیا اور فی انزا کے واپس دینے سے انکار کر دیا تھا مختلف چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤں نے بھی پوپ اور فرڈی نینڈ کی تقلید کی اور وینس نے کچھ ہی عرصے بعد اپنے کو ایسے جھتے سے دوچار پایا جو تاریخ میں سب سے زیادہ شرمناک مانا جاتا ہے۔ لیکن فرڈی نینڈ افریقہ کے حبشیوں سے برسرپیکار تھا اور تہی دست میکسی ملین ایک نئی جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ غرض صرف فرانسیسی اور پاپائیت کی فوجیں جن کی تائید فرارا کے ڈیوک اور دوسرے اطالویوں نے کی تھی میدان جنگ میں اُتر سکیں۔ وینس کے لئے سب سے زیادہ دانشمندانہ حکمت عملی غالباً یہی تھی کہ وہ تصفیہ کن لڑائیوں سے اپنے تئیں بچائے رکھتا اور صرف موقع موقع سے گھات پاکر چھاپے مارنے پر اکتفا کرتا۔ اگر لڑائی کو اس طرح طول دیا جاتا تو یہ لیٹرے قطعاً آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑ بیٹھتے۔ لیکن ناعاقبت اندیشانہ مشورے غالب آئے۔ روماناں میں پاپائی فوجوں کی نقل و حرکت سے بے پرواہ

اگناڈولو یا و یلا کی معرکہ آرائی ۱۴ مئی ۱۵۰۹ء

اور غافل ہو کر وینس فرانسیسیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کے حملے کو سرحد ہی پر روک دینے کی کوشش کی جس وقت دونوں فوجیں دریائے ایدا کی وادی میں مصروف حرکت تھیں اتفاق سے عساکر وینس کا پس لشکر جو بارٹولومیوڈی الویانو کے زیر کمان تھا فرانسیسی ہراول کے بالکل زد پر آگیا۔ اَلْویانو ز اسپاہی تھا جس میں عقل سے زیادہ شجاعت تھی اس نے پیٹھ دکھانے سے مرجانے میں زیادہ عزت خیال کی اور فوراً حملے کا حکم دیدیا۔ وینس کی فوج ایک عجیب معجون مرکب تھی جس میں اطالوی سپاہی اور اطالوی دہقان پلوپونیز اور جزائر ایجین کے یونانی سبکبار رسالے اور کریٹ کے نیم وحشی تیرانداز سب ہی خلط ملط تھے اس پر بھی اس نے خوب داد شجاعت دی بالخصوص اطالوی پیدل فوج نے جس میں لمبارڈی کے میدانی علاقوں اور کوہ آلپس اور اپینائین کی ترائیوں کے دہقان شامل تھے لیکن اس پر ساری فرانسیسی فوج کا دباؤ پڑ رہا تھا جس کی تائید سویڈن کی کثیر فوج بھی کر رہی تھی وینسی ہراول ٹٹک لیانو کے کاؤنٹ کی زیر کمان تھا۔ خواہ عداوت سے خواہ اس لئے کہ وہ بہت دور پڑا تھا لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جان توڑ

لڑائی کے بعد وینسی فوج کے قدم اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑی ہوئی۔ پیدل فوج کا ایک بڑا حصّہ میدان جنگ میں کام آیا اور آلویانو گرفتار ہوگیا جیسا کہ اجورہ دار ساہیوں کا دستور ہے شکست خوردہ فوج نے فوراً ہنگامے برپا کردیئے شہریوں نے بھگوڑوں کو اپنے یہاں پناہ دینے سے انکار کر دیا اور اپنے دروازے فاتحین کے لئے کھول دے۔ پیسچیارا تک فرانسیسیوں کی کوئی مدافعت نہیں ہوئی یہاں پہنچکر انھوں نے پیسچیارا پر اچانک دھاوا کر کے اسے تسخیر کر لیا۔

ادھر یہ ہو رہا تھا اُدھر وینس میں مدبّران ملک انتہائی خوف و دہشت کے ساتھ اپنی آیندہ پالیسی پر غور و فکر کر رہے تھے کہ کیا کرنا چاہیئے آخر اس امر کا تصفیہ کر سکے کہ اس بلائے بے درماں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور اپنے ماتحت شہروں سے دست بردار ہو جانے ہی میں مفر ہے، انھوں نے اپنے تمام برّی مقبوضات کو اطاعت قبول کر لینے کا اختیار دے دیا۔ ویرونا وسینزا پیڈوا نے اجازت ملتے ہی اپنی اپنی کنجیاں لوئی کے پاس بھجوا دیں اور جب لوئی کی طرف سے ان کی اطاعت قبول کرنے سے اس بنا پر انکار ہوا کہ یہ شہر اس کے حصے میں نہیں آئے تھے، وہ میکسی میلین کے پاس پہنچے۔ ادھر رومانا میں پوپ نے راوینا، ایمینی، فینیزا پر قبضہ کر لیا۔ فرارا کے ڈیوک نے پولیزینے پر ہاتھ صاف کیا۔ مانتوا کے مارکوئس نے اس علاقے کو تسخیر کر لیا جس سے وینس نے اس کو محروم کر دیا تھا اپولیا کے قصبوں نے فرڈی نینڈ کی اطاعت قبول کر لی۔

غرض پندرھویں صدی کے دوران میں وینس نے جو کچھ حاصل کیا تھا اب سب کھو بیٹھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تقدیر میں پھر اپنی انھیں جھیلوں میں مقید ہو جانا لکھا ہے جن سے اُبھر کر وہ اتنی بڑی بادشاہت کا فرمانروا بن گیا تھا۔ نہیں بلکہ میکسی میلین کہہ رہا تھا کہ وہ خود دارالسلطنت وینس پر قبضہ کر کے اور اس کو چار حصوں میں منقسم کر کے متحدین میں تقسیم کر لے گا۔ لیکن شہنشاہ میکسی میلین نے حسب معمول اس مرتبہ بھی صاحب خانہ کو شمار ہی نہیں کیا تھا۔ فرڈی نینڈ اور جولیس دونوں میں سے کوئی بھی معاملات کو اس انتہا تک پہنچانے پر آمادہ نہ تھا بلکہ انھوں نے اب اپنے ہاتھوں کو روک لیا تھا۔ ادھر لوئی بھی جو اپنے مقصد کو

حاصل کر چکا تھا، پہلے میلان اور پھر میلان سے فرانس کو واپس چلا گیا تھا۔ اب مفتوحہ علاقوں اور بالخصوص اُن مقامات میں جن کا میکسی میلین مدعی تھا، فاتحین کے خلاف اور سینٹ مارک کی جمہوریت کی موافقت میں ایک روعمل وقوع پذیر ہوا۔ امرائے تو وینس کا ساتھ بہ آسانی چھوڑ دیا لیکن اب ادنیٰ طبقے کے لوگ اُس کی جماعت میں اُٹھ کھڑے ہوئے مجلس ملیہ نے اپنی کھوئی ہوئی جرأت پھر حاصل کر لی۔ ایک رائے کی کثرت سے جارحانہ کارروائی کرنے کا تصفیہ کر لیا گیا اور ۱۷ جولائی کو پیڈوا واپس لے لیا گیا۔ وہ قانون جس کی رو سے امرائے وینس کو بڑا اعظم پر اوائی خدمت کی ممانعت کر دی گئی تھی منسوخ کر دیا گیا چہتر نوجوان اُمرا "دوجے" کے بیٹے، لورڈینو کی سرکردگی میں واپس لئے ہوئے شہر پیڈوا کی محافظت کرنے کو روانہ ہو گئے۔ بالآخر میکسی میلین نے خود بہ نفس نفیس آنے کا عزم کر لیا اور ایک کثیر فوج کے ساتھ جس میں نہ صرف جرمن ہی شریک تھے بلکہ ہسپانیہ اور فرانس کی کمکی سپاہ بھی شامل تھی پیڈوا پہنچکر اس کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن جرمنوں اور فرانسیسیوں میں کسی طرح نہ بنی۔ چنانچہ جس وقت فرانسیسی مبارزوں کو قلعہ پر پاپیادہ حملہ آور ہونے کا حکم دیا گیا ہے تو انھوں نے کہا کہ جرمنی کے مسلح سپاہی Men at. arms. بھی ان کے شریک حال رہیں اور وہ کم اصل جیتو (Lansquenets) کے دوش بدوش لڑنے پر مجبور نہ کئے جائیں لیکن جرمن مبارزوں نے پاپیادہ لڑنے سے قطعی انکار ہی کر دیا۔ بالآخر میکسی میلین حسب عادت مغرورانہ اعتماد سے دفعۃً ناامیدی محض تک پہنچ گیا۔ اس نے ۳ اکتوبر ۱۵۰۹ء کو محاصرہ اُٹھا لیا اور کوہ الپس کے راستے واپس ہوا اور ابھی الپس کو عبور ہی کیا تھا کہ ویچنزا کے بغاوت کر بیٹھنے اور وینس کی فوج کو مکرر بلا بھیجنے کی خبر سنائی دی۔

چونکہ وہ افواج وینس کو کھلے میدان میں شکست نہ دے سکا اور اس کے شہروں کو دوبدو لڑ کر فتح نہ کر سکا اس لئے میکسی میلین نے اب حکم دیدیا کہ وینس کے علاقوں کو چھاپے مار مار کر تاخت و تاراج کیا جائے۔ اس حکم کی بنا پر فریولی میں

۱۵۰۹ء اور ۱۰ء کے کل موسم سرما میں قتل و غارت کا ایک ہنگامہ مچا رہا۔ ایک موقع پر چھ ہزار مرد عورتیں اور بچے ویچنزا کے قریب ایک غار میں بند کر دیئے گئے جہاں سب کے سب گھٹ کر مر گئے۔ اس قسم کی سختیوں اور بے رحمیوں کا نتیجہ صرف یہی نکل سکتا تھا کہ رعایا کو وینس کی حکومت کی خوبیوں کا اور بھی یقین ہو جائے۔

اب خود غنیم کے اختلافات ہی وینس کی حفاظت کا موجب بننے والے تھے۔ جولیس دوم اب تک وینس کا سخت ترین دشمن تھا اس لئے جمعیت کیمبرے کی تائید صرف فوجی قوت ہی سے نہیں کی تھی بلکہ وینس کو دین سے خارج کر کے بھی جمعیت کی تقویت کا باعث ہوا تھا۔ بایں ہمہ وہ ہمیشہ علی الاعلان یہی کہتا رہا کہ "راہ عداوت میں اس کا قدم مجبوراً اور محض اس لئے اٹھا کہ وینس نے پاپائیت کے جائز روحانی و مادی حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا۔ اگر یہ نہ ہوا ہوتا تو ہم دونوں متحد و متفق رہے ہوتے اور اطالیہ کو بدیسیوں کے ظلم و ستم سے چھڑانے کا کوئی نہ کوئی ذریعہ نکال لیا ہوتا" سوال یہ تھا کہ ایسا اب کیوں نہ ہونا چاہیئے؟ جن ملکوں کا وہ مطالبہ کرتا تھا وہ اب اس کے قبضہ و تصرف میں تھے۔ وینس پاپائیت کے روحانی ادعاؤں کو تسلیم کرنے کے لیئے تیار تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ فرانس کو جو غلبۂ و استیلا حاصل ہو گیا تھا وہ پاپائیت کے مفاد کے لئے جمہوریۂ وینس سے بھی زیادہ خطرناک ہو سکتا تھا۔ اس طرح وینس کے ساتھ اتحاد کرنے سے نہ صرف پاپائیت کے مفاد کو ترقی دینے کا ہی موقع حاصل نہ ہوتا تھا۔ بلکہ بدیسیوں کے اخراج کا خیال بھی جو ہر محب وطن اطالوی کے دماغ میں چکر لگا رہا تھا عمل میں آسکتا تھا۔ لیکن جولیس نے اپنے دست اتحاد کو فوراً ہی آگے بڑھا دینا مناسب نہ سمجھا۔ جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ وینس میں اپنے دشمنوں کی موافقت کرنے کی کافی قوت موجود ہے ایسا کرنا خلاف مصلحت تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ وینس کی استدعا کو منظور کرنے سے مدت دراز تک انکار کرتا رہا اور جب بالآخر اس نے اس کو اپنی پناہ میں لیا بھی (فروری ۱۵۱۰ء

تو اتنہا سے زیادہ سخت و سنگین شہرایط پر یعنی جمہوریۂ وینس نے اپنے دین سے خارج کئے جانے کے متعلق پاپائیت کے حکم کو جائز تسلیم کرلیا مقتدایان دین پر محصولات عائد کرنے کے اور پادریوں کے عہدوں پر اپنے حسب منشا انتخابات کرنے کے متعلق اپنے حقوق سے دست بردار ہوگیا۔ عہدہ داران کلیسا کے مقدمات کا تصفیہ مذہبی عدالتوں میں کرائے جانے کا وعدہ کیا اور پاپائی ریاستوں کے شہریوں کو بحیرۂ ایڈریاٹک میں آزادانہ طور پر جہازرانی کرنے کے حقوق کا بھی اعلان کردیا۔ اس میں شک نہیں کہ مجلس عشیریہ نے بطور احتجاج ایک خفیہ معاہدہ کی تکمیل کی کہ یہ مراعات جبراً حاصل کی گئی تھیں اور بالآخر ان رعایتوں کو منسوخ کردیا تاہم فی الوقت تو پاپائیت کو غلبہ حاصل ہوگیا تھا۔

جولیس دوم کا انتہائے نظر اب یہ تھا کہ فرانسیسیوں اور جرمنوں کو وینس اور سویزرستان کی تائید سے جس نے لوئی دوازدہم سے قطع تعلق کرلیا تھا اطالیہ سے نکال دے سویزرستان سے اس کے توقعات سر دست پورے نہیں ہوئے تاہم ابتداءً اس کو ایک ناپایدار سی کامیابی حاصل ہوگئی۔ نیپلس اور صقلیہ جس کے دینے سے پاپائیت اب تک انکار کرتی رہی تھی فرڈی نینڈ کو دے کر (جولائی ۱۵۱۰ء) اُسے غیر جانبدار بنالیا گیا۔ موڈینا جو فرارا کے ڈیوک کے قبضے میں تھا اور میران ڈُولا دونوں مسخر کرلئے گئے۔ اول الذکر کو پوپ کے بھتیجے ڈیوک آربینو نے فتح کیا اور ثانی الذکر کو خود جنگجو جولیس نے تسخیر کیا جو اپنے بستر علالت سے اُٹھ کر برف سے ڈھکے ہوئے مورچوں کو طے کرتا شہر پر جا پڑا اور ہجوم کرکے اس کو تسخیر کرلیا (جنوری ۱۵۱۱ء) لیکن یہاں پہنچ کر اس کی کامیابی ختم ہوگئی۔

۱۳/ مئی ۱۵۱۱ء کو فرانسیسیوں نے اُس غداری سے فائدہ اُٹھا کر جو لابولونا میں برپا تھی اس پر قبضہ کرلیا اور لوئی نے پیسا میں جسے فلورنس نے دو سال قبل فتح کرلیا تھا، ایک عام مجلس کا انعقاد کیا لیکن یہ کونسل ناکامیاب ثابت ہوئی کیونکہ یورپ ایک دوسرے تفرقے کے لئے تیار نہ تھا

تاہم اس سے اتنا تو ظاہر ہوگیا کہ فرانسیسی ملان سے آسانی کے ساتھ نہیں نکالے جا سکتے لہذا جولیس دوم نے جو فرانسیسیوں سے انتقام لینے کا عزم کر چکا تھا اپنا رخ فرڈی نینڈ کی جانب پھیرا۔ اس روباہ صفت ہسپانوی کو جمعیت کیمبرے سے عرصہ ہوا کہ کوئی دلچسپی باقی نہ رہی تھی۔ اپولیائی قصبوں پر تصرف حاصل کر لینے کے بعد اب وہ وینس کو زیادہ ذلیل کرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ نیز لمبارڈی میں فرانسیسی قوت کے بڑھ جانے کا بھی خوف دامن گیر ہو رہا تھا اسکے ماسوا اطالیہ میں نزاع پیدا ہو جانے سے اسکونیوار پر قبضہ جما بیٹھنے کا بھی بہانہ ہاتھ آجائے گا جس پر اس کے دانت عرصے سے لگے ہوئے تھے۔ پس اس نے پوپ کی تجاویز کا خوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ اور ۵/ اکتوبر ۱۵۱۱ء کو پوپ فرڈی نینڈ اور وینس کے مابین رابطۂ اتحاد قائم ہو گیا جس کو جمعیت مقدس کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اس جمعیت کا ظاہری منشا یہ نمایاں کیا گیا تھا کہ کلیسا کی حفاظت کی جائے بولونیا کو مکرر حاصل کر لیا جائے اور وینس کو اس کے علاقے واپس دلا دیے جائیں۔ لیکن متحدین کا مقصود اصلی یہ تھا کہ فرانسیسیوں کو اطالیہ سے نکال باہر کیا جائے۔ نیز معاہدے کی یہ شرط مزید کہ ہسپانوی اطالیہ سے باہر جو فتوحات کریں گے پوپ ان کی توثیق کر دے گا صاف نیوار کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔ متحدین کو انگلستان کے فرماں روا نوجوان ہنری ہشتم کی بھی تائید حاصل ہوگئی جو کینی کے متعلق اپنے مطالبے کو تازہ کرنے اور اپنے خسر کے ساتھ اپنے اتحاد کو مستحکم بنانے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ اس زبردست اتحاد کے مقابلے میں بھی لوئی کو ابتداءً کامیابی ہوئی۔ فرانسیسی سپاہ کی کمان گاستان دی فوا کے ہاتھ میں تھی جو بادشاہ کا بھتیجا اور فرڈی نینڈ کی بیوی کا بھائی (سالا) تھا۔ یہ نوجوان شہزادہ جس نے اپنی عمر کی ابھی صرف تئیس بہاریں دیکھی تھیں اور جو سپاہی بنے بغیر ہی عظیم المرتبہ سپہ سالار ہو گیا تھا نیز جس نے اپنی نقل و حرکت کی سرعت کی بدولت اس معرکہ آرائی میں اطالیہ کی برق خاطف کا خطاب حاصل کر لیا تھا،

جمعیت مقدس ۵/ اکتوبر ۱۵۱۱ء

اول اول بولونا پر ٹوٹ پڑا (۴/ فروری) اور متحدہ سپاہ کو جو نیپلس کے وئیسرائے ریمان دی کاردونا کے زیر علم بنرو آزما تھیں واپس ہو جانے پر مجبور کر دیا پھر بریسچیا بغاوت کی خبر پا کر ادھر دوڑ پڑا۔ یلغار کر کے شہر پر قابض ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس حملے میں شہزادہ قلعوں کی فصیلوں پر ننگے پیر چڑھا تاکہ ڈھلاؤ پر اس کے قدم اچھی طرح جمے رہیں (۱۸ر فروری) اور مدافعین کو اس کثرت سے تہ تیغ کیا ہے کہ نعشوں کے انبار سے گھوڑوں کی ٹاپیں زمین پر نہ پڑتی تھیں۔ پھر بعجلت تمام بولونا کو واپس جا کر غنیم کو پسپائی پر مجبور کر دیا اور انھیں ریونیا تک دبائے چلا آیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے ہجوم کر کے ریونیا کو بھی فتح کر لینے کی کوشش کی (۹ار اپریل)۔

ریونیا کی معرکہ آرائی یوم العید ۱۵۱۲ء

کارڈونا کھلے میدان میں جم کر لڑنے سے بچنا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ تعویق اس کے لئے مفید ہے کیونکہ میکسی میلین جمعیت میں شریک ہی ہوا چاہتا تھا۔ ادھر سوئزرستانی (Swiss) ملانیز پر ٹوٹ پڑنے کی تیاریاں کر رہے تھے پھر ہنری ہشتم کا متوقعہ حملہ فرانس لوئی کو کمک کی روانگی میں مانع آئے گا یہ سب سوچ کر وہ فیئنزا چلا گیا تھا۔ لیکن اس خوف سے کہ اگر ریونیا کی مدد نہ کی گئی تو وہ فتح ہو جائے گا اسے مجبوراً پھر واپس آنا پڑا لیکن اب بھی اس کی صف آرائیاں صرف مدافعانہ پہلو اختیار کئے ہوئے تھیں۔ اس نے پڑاؤ کے بائیں بازو کی حفاظت دریا سے ہو رہی تھی۔ پیش کا بچاؤ ان متعدد خندقوں سے ہو رہا تھا جن کا جال اس دلدلی شہر میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کی مزید تقویت اس نے اپنے توپ خانہ اور عرابوں سے کر لی تھی جن پر درانتی نما ہتھیار چڑھے ہوئے تھے۔ غرض اس طرح محصون ہو کر وہ فرانسیسی حملہ کا انتظار کرنے لگا۔

اس میں شک نہیں کہ کاردونا اپنی پوزیشن کے لحاظ سے بہت قوی تھا لیکن تعداد سپاہ کے لحاظ سے کسی قدر گھٹا ہوا تھا اور اگر فرانس کو فتح حاصل کرنی مقصود تھی تو اس کے حصول کا یہی وقت تھا سے فوراً حملہ

کر دینا چاہیئے تھا۔ لہذا گیسٹن نے قسمت آزمائی کا فیصلہ کر لیا اور اس فیصلے میں وہ حق بجانب تھا۔ عید مسیح کے دن صبح کے آٹھ بجے اس نے حملے کا حکم سنا دیا۔ اس کو امید تھی کہ اپنے توپ خانے کی مدد سے جو فرارا کے ڈیوک کی سرکردگی میں بہت ترقی کر چکا تھا وہ دشمن کو اس کے مصئون و مضبوط مقام سے باہر کھینچ لائے گا لیکن اس کو اس میں ناکامی ہوئی۔ ہسپانوی توپوں کی آتش افشانیاں بھی اتنے ہی پر تاثیر تھیں جتنی فرانسیسی توپ خانے کی اور گو متحدہ سپاہ کی سوارہ فوج کو بھی اتنے ہی کثیر نقصانات برداشت کرنے پڑے جتنے کہ فرانسیسی فوج کو کرنے پڑے تھے تاہم ہسپانوی پیادوں نے زمین پر لیٹ لیٹ کر اپنے بتیئں بچا لیا لیکن یہ طرز عمل فرانسیسی خیالات کے مطابق فوجی شان کے منافی تھا اس لئے فرانسیسی پیدل اپنی محافظت خاطر خواہ نہ کر سکے۔ تین گھنٹے کی تیز و تند گولہ باری کے بعد اب متحدین کی سوارہ اور فرانس و جرمنی کی پیادہ فوجوں کا جوش کسی کے روکے نہ رک سکا۔ چنانچہ اول الذکر فرانسیسی سواروں پر جو اس کے مقابل صف آرا تھے اور ثانی الذکر ہسپانوی پیادوں پر ٹوٹ پڑے۔ یوں سوار، سواروں سے اور پیدل، پیدلوں سے گتھ گئے۔ اسی جوش و خروش کے عالم میں فرانسیسی سوارہ فوج نے ایوس ڈی الگری کی سرکردگی میں تقریباً نصف گھنٹے کی کشمکش کے بعد غنیم کی سوارہ فوج کو مار بھگایا۔ لیکن ان کی پیدل فوج جس میں جرمنی کے Lansquenets بھی شامل تھے باوجود جان توڑ کوششوں کے کسی طرح کامیاب نہ ہوئی بلکہ خود اسی کے قدم اکھڑنے لگے۔ اسی اثنا میں ان کے سواروں کا ایک دستہ جو حملہ کر کے اور غنیم کو بھگا کر واپس ہو رہا تھا متحدین کی پیدل سپاہ کے بازو پر ٹوٹ پڑا۔ اب فرانسیسی اور جرمن پیدل سپاہ کے اکھڑے ہوئے قدم پھر جم گئے اور وہ دشمنوں کو دور تک دبائے لئے چلے گئے اور بالآخر انھیں پرفاؤ سے نکال دیا۔ فرانسیسیوں کو فتح ہو چکی تھی لیکن گیسٹن نے تقریباً دو ہزار ہسپانیوں کی پسپائی میں حائل ہونے کے خیال سے مٹھی بھر سواروں کو لیکر ان کا راستہ روکا اور باوجود اس کے کہ سواری کا گھوڑا باقی نہ رہا تھا وہ

برابر لڑتا رہا۔ اس موقع پر اس نے جو شجاعت کا اظہار کیا ہے وہ آولیبنڈ کی جواں مردیوں سے کسی طرح کم نہ تھیں جو آخر الذکر نے آوِن سویلی کے معرکے میں دکھائی تھیں۔ لیکن تا بہ کے آخر کار زخموں سے چور چور ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس کے ساتھ اس جنگ کا زیادہ خونیں معرکہ بھی ختم ہو گیا جو ۸ بجے صبح سے چار بجے شام تک جاری رہا۔

بیارڈ کے سیرت نگار کے اس مشرح بیان سے جو اوپر قلمبند ہو چکا ہے ہم کو اس معرکہ آرائی کی خصوصیات سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے مسلح رسالوں کا باہم ٹکریں کھانا نیزوں اور نیمچوں کا سینوں میں چھبویا جانا۔ دستی اور عرابوں پر چڑھی ہوئی بندوقیں سب قرون وسطیٰ کی یادگاریں ہیں۔ لیکن توپوں کی صلاحیت کار ہم کو یہ یاد دلاتی ہے کہ ہم سولھویں صدی کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔

فتح فرانسیسیوں کی رہی۔ پیڈرو نوار جو ہسپانیہ کے بہترین سپہ سالاروں میں سے تھا، پیسکارا کا نوجوان مارکوئس، اور کارڈنل میڈیسی جو تھوڑے ہی عرصے کے بعد منصب پاپائیت پر لیو دہم کے خطاب سے فائز ہونے والا تھا، سب قید ہو گئے۔ ہسپانیوں کو اتنا کثیر نقصان برداشت کرنا پڑا جس کی تلافی سو سال میں بھی نا ممکن تھی۔ اور ریونیا نے تو فوراً ہی اطاعت قبول کر لی لیکن جیسی گراں قیمت اور جتنی غیر سود مند یہ فتح ثابت ہوئی دنیا کی کوئی فتح بھی نہ ہوئی ہوگی۔ اگرچہ اس جنگ میں سب سے زیادہ ہسپانوی فوجی کام آئے تھے تاہم فرانس اور جرمنی کے بھی بہت سے عہدہ دار مارے گئے تھے اور بہتیرے مبارز جنھوں نے اطالیہ سے اپنی قوت و مردانگی کا لوہا منوا لیا تھا پیوند خاک ہو گئے۔ ان میں گیسٹن کی موت سے سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ اگر وہ زندہ بچا ہوتا تو یقیناً بڑھا چلا جاتا اور خود روما پر دباؤ ڈال کر پوپ کو صلح کرنے پر مجبور کر دیتا۔ لیکن اس کی موت سے حملے کے جاری رکھنے میں تاخیر ہو گئی اور اسی تاخیر نے تباہ و برباد کر دیا۔ فرانسیسیوں کی بیرحمیوں نے اطالیوں کو ان سے متنفر کر دیا تھا۔ بریسیا اور

الیونیا کی لڑائیوں میں جو مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا اس کی بہتات نے فوجوں کی اخلاقی حالت بھی خراب کر دی اور بہیترے فرانس واپس چلے گئے۔

میکسی میلین اور جمعیت مقدس کے درمیان شرائط اتحاد لڑائی کے آغاز سے کچھ پہلے ہی طے ہو چکی تھیں لیکن پھر بھی اتحاد میں اتنی تعویق ہو گئی تھی کہ میکسی میلین اپنے lansquenets کو لڑائی میں حصہ لینے اور فرانسیسیوں کو خاطر خواہ مدد پہنچانے سے باز نہ رکھ سکا اب اس امر میں کہ وہ ملانیز کو اپنے یا اپنے پوتے چارلس کے لئے حاصل کر سکے گا اس نے اپنی افواج کو واپس بلا لیا اور فرانس سے کھلم کھلا قطع تعلق کر لیا۔ ان فوجوں کی تائید کے چھن جانے سے فرانسیسیوں میں اتنی سکت باقی نہ رہی کہ وہ میدان جنگ میں جمے رہتے لیکن یہ فخر سوئٹزرلینڈ والوں کی قسمت میں لکھا تھا کہ وہ فرانسیسیوں کو مار کر آلپس کے پیچھے بھگا دیں۔ سابقہ معرکہ آرائیوں میں لوئی کو ان پہاڑیوں سے بہت بڑی مدد ملی تھی لیکن ان کی مقررہ امدادی رقم میں اضافہ کئے جانے کی نسبت لوئی کے انکار کرنے اور اس سے بھی زیادہ ملانیز کے ساتھ ان کی تجارت کو روک دینے سے جو ان کو غلہ شراب اور تیل کی سربراہی کیا کرتا تھا' یہ پہاڑی قوم اس سے بگڑ بیٹھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوئٹزرلینڈ میں فرانس کی مخالفت میں ایک پارٹی قائم ہو گئی جس کا سرغنہ فرانس کا سنگ دل دشمن ویلے کا اسقف میتھایس شنر تھا۔ چنانچہ مئی ۱۵۱۲ء میں ایک سوئسزرستانی فوج ملان پر ٹوٹ پڑی۔ لاپیلیس جو گیسٹن کی وفات پر اس کا جانشین قرار پایا تھا جرمن امدادی فوج کی عدم موجودگی میں ایک ایسی سپاہ کے ساتھ جس کی اخلاقی حالت بالکل خراب ہو گئی تھی ان قوی دست دشمنوں کے روکنے میں بالکل کمزور ثابت ہوا۔ چنانچہ وہ پیویا کو واپس چلا گیا۔ ملان کے والی ٹری ولزیو نے بھی لاپیلیس کی تقلید کی اور کچھ ہی عرصے بعد فرانسیسی ماؤنٹ سیس کے اس پار چلے گئے۔ قلعہ میلان اور بعض دوسرے قلعوں کو مستثنیٰ کر کے فرانس کے حملہ

میکسی میلین اور اہل سوئٹزرلینڈ جمعیت مقدس میں شریک ہوتے ہیں۔

فرانسیسی آلپس کے اس پار چلے جاتے ہیں

دوسرے مفتوحہ مقامات ایک ایک کر کے سرعت کے ساتھ ان کے قبضے سے نکل گئے۔ جینیوا نے بھی فرانسیسیوں کو نکال کر گیانو فریگوسو کو اپنا ڈوج منتخب کرلیا۔ غرض رومانا کے تمام علاقے نے دوبارہ پوپ کی اطاعت قبول کرلی۔ بولونا مکرر فتح کرلیا گیا۔ حتیٰ کہ پارما اور پیاچنزا بھی مسخر ہوگئے اور جولیس ثانی نے دریائے پو کے جنوب میں جس قدر علاقے تھے سب کے ویدسیئے جانے کا مطالبہ کیا۔

خاندان میڈیچی کا دوبارہ فلورنس میں قائم ہوجانا یکم ستمبر ۱۵۱۲ء

اگست ۱۵۱۲ء میں جمعیت کے اراکین کے نمائندے مینٹوا کے کانگریس میں جمع ہوے سب سے پہلے وہ فلورنس کی جانب متوجہ ہوئے۔ سیونارولا کی وفات کے بعد سے جمہوریۂ فلورنس کی حالت انتہا سے زیادہ کمزور ہوگئی تھی۔ حکومت کا جو آئین ۱۴۹۴ء میں قائم کیا گیا تھا اچھی طرح کام نہ دے سکا۔ چند سری حکومت کا عنصر اس میں اس قدر غالب تھا کہ عوام میں اس کا ہردلعزیز ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ جلا وطن میڈیچی کے طرفداروں نے بھی اس کے بدنام کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی حکومت کو قوی دست بنانے کے لئے ۱۵۰۲ء میں گانفیلونیر کے تقرر کو تاحیات کر کے اس پر پیارو سوڈیرلینی کا انتخاب کیا گیا تھا۔

۱۵۰۶ء میں مشاویل کی تحریک پر قومی فوج کی بھرتی بھی کی گئی تھی۔ لیکن یہ سارے تدابیر ان گتھیوں کے سلجھانے میں سودمند نہ ہوئے پیسا کے دوبارہ حاصل کئے جانے کے واسطے جو طویل کشمکش کی گئی تھی اور جس کا اختتام ۱۵۰۹ء میں ہوا تھا اس نے ریاست کے محاصل کا دیوالہ نکال دیا تھا اس کشمکش کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ خاندان میڈیچی کی سازشیں اور بھی بڑھ گئیں فرانسیسی اتحاد سے چمٹے ہوے فلورنس نے جمعیت مقدس کی شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا تھا تاہم دوسری طرف غیر جانبداری کی کمزور حکمت عملی اختیار کئے ہوئے تھا اس نے لوئی دوازدہم کی بھی کمک نہ کی خاصکر اس وقت جبکہ شاید اسی کمک سے لوئی کی قسمت پلٹ جاتی۔ لہذا اب فلورنس کی باری تھی۔

معاہدین کی طرف سے یہ مطالبے پیش کئے گئے کہ سوڈیرینی گان فیلونیر کے عہدے سے دست کش ہو جائے اور خاندان میڈیچی کو شہریوں کی حیثیت سے فلورنس واپس آنے کی اجازت دیدی جائے۔ دوسری شرط پر باشندگان فلارنس راضی ہوگئے۔ لیکن اپنی جدید قومی فوج کے گھمنڈ میں سوڈیرینی کے معزول کرنے سے انھوں نے قطعی انکار کر دیا۔ لہذا ۱۲/ اگست ۱۵۱۲ء کو ریمانڈوٹی کارڈونا نے قصبۂ پریٹو پر دھاوا بول دیا جو فلورنس کے مشرق میں چند میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ قومی فوج نے اگرچہ تعداد میں وہ غنیم کی فوج سے زیادہ تھی اپنے تئیں اعتماد کا اہل نہ ثابت کیا اور جو نہی اس کی ایک صف ٹوٹی وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگ کھڑی ہوی ممکن ہے کہ غداری کے عنصر شہر کے اندر اپنا کام کر رہے تھے۔ حقیقت حال کچھ بھی ہو اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہسپانوی کسی مزید مدافعت کے بغیر شہر میں داخل ہوگئے اور اس کو اس بیرحمی و سنگدلی کے ساتھ تاخت و تاراج کیا کہ اس کی یاد کیو وانی کے جو آگے چل کر پاپا بنا، آخری لمحوں کو بے چین کرتی تھی۔ لیکن یہ بیرحمیاں اپنا کام کرگئیں۔ سوڈیرینی نے جو کمزور طبیعت ہونے کے باوجود نیک نہاد بھی تھا اور جس کے متعلق مکیاویلی نے یہ کتبہ لکھا تھا کہ اس کی احمقانہ روح دوسری دنیا میں بچوں کے ساتھ رہے گی۔

بجائے فلورنس کو مزید مصیبتوں میں مبتلا کرتے کے اپنی خدمت سے فوراً مستعفی ہوگیا یکم ستمبر کو کارڈنل گیووانی فلورنس میں داخل ہوا اہل خاندان میڈیچی[1] شہریوں کی حیثیت سے ملک میں واپس آ گئے۔ لیکن انتظام مملکت سے ان کی کنارہ کشی محض برائے نام تھی گیو نا ۱۴۹۰ء کا آئین حکومت بدل کر ملک کے نظم ونسق کو پھر

لہ۔ اس وقت میڈیچی کے قائدین حسب ذیل تھے:۔

(۱) گیو لیانو، ڈیوک آف نیوموریس اور کارڈنل گیووانی جو بعد میں لیو دہم بن بیٹھا۔ یہ دونوں لورنزو کے بیٹے تھے۔

(۲) لورنزو کا بھتیجا گیولیو جو بعد میں کارڈنل اور بتعاقب پوپ کلمنٹ ہفتم ہوا۔

(۳) لورنزو کا پوتا اور پیرو کا بیٹا لورنزو ڈیوک آف اربینو۔

اُسی سابقہ ڈھرّے پر ڈال دیا گیا تھا جس پر وہ لورنزو کے عہد حکومت میں چل رہا تھا۔ اور اس طرح سارے مہمات ملکی در پر وہ خاندان میڈیچی کے ہاتھوں ہی میں تھے۔ اس انقلاب میں گو اعتدال اور میانہ روی کو ملحوظ رکھا گیا تھا، پھر بھی اُن لوگوں کو جو قدیم حکومت کے طرفدار تھے اپنے اپنے عہدوں سے علٰحدہ ہو جانا پڑا۔ مکیاویلی کو جو مجلس عشریہ کا معتمد رہ چکا تھا اور جس نے جمہوریت کی حکمت عملی کی مختلف تدابیر میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا تھا، پبلک زندگی سے کنارہ کش ہو جانا پڑا۔ چنانچہ اس نے اپنی زندگی کو تصنیف و تالیف کے لئے وقف کر دیا تھا اور "شہزادہ"[1] و "مقالات" کے نام سے دو کتابیں تصنیف کیں، ان میں سے اول الذکر تصنیف ہی نے اسے اتنا بدنام کر دیا۔ اپنے نئے حکمرانوں کے تحت شہر نے فرانس سے رشتۂ اتحاد منقطع کر لیا اور جمعیت مقدس میں شرکت حاصل کر لی۔

اب متحدین کی توجہ مسئلۂ میلان کی طرف منعطف ہوئی میکسی میلین چاہتا تھا کہ میلان اس کے پوتے چارلس کو دیدیا جائے لیکن اس کو پاپا، وینس، سوئزرستان کسی نے بھی پسند نہ کیا حتی کہ فرڈی نینڈ نے بھی مخالفت کا اظہار کیا۔ سب کے سب

میلان میکسی میلین سفورزا کو دیدیا گیا ۲۹ دسمبر ۱۵۱۲ء

اُن وسیع مقبوضات سے خائف ہو رہے تھے جو فی الوقت جوان سال شہزادے کے قبضے میں تھے یا اسے آیندہ دراثتہً ملنے والے تھے۔ انجام کار تصفیہ یہ ہوا کہ میکسی میلین سفورزا کو واپس بلا لیا جائے جو اپنے باپ لوڈوویکو المورو کی شکست کے بعد سے شہنشاہی دربار میں پرورش پا رہا تھا۔ چنانچہ ۲۹ دسمبر کو سوئزرستان نے میکسی میلین سفورزا کو شہر کی کنجیاں حوالے کر دیں اور وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ اس مرحمت کے معاوضے میں سفورزا نے معاہدین کو جن کے ہاتھوں میں وہ محض کٹھ پتلی تھا، ولمیگیا، لوکارنو اور لوگینو کے علاقے تفویض کر دے اور ان کے متحدین کو یعنی ریشین لیگ کے ارکان کو جو بعد میں جماعت گریسن کے

[1] "شہزادہ" کی بابت دیکھو برڈ کی تصنیف Il Principe کا دیباچہ۔ کیمبرج کی تاریخ جدید باب (۶)۔

نام سے موسوم ہوئے، شیاوینا[1]، بورمیو اور والٹیلائن کے علاقے دیدیئے۔
ان مقبوضات نے ول لیوٹینا جو ۱۵۱۲ء میں حاصل کیا گیا تھا اور بلنزونا سے جو
لوئی دوازدہم کی جانب سے ۱۵۰۳ء میں عطا ہوا تھا، ملکر سوئزرستانیوں اور
ان کے حلیفوں کو کوہ آلپس کے چار مشہور ترین درّوں یعنی سنیٹ گوتھارڈ،
اسپلوگن، ملوٹیا اور برنینیا پر کامل اقتدار دلادیا اور ان کی قلمرو کو مولوگینو اور
میگوائر کی جھیلوں تک وسعت دیدی غرض ۱۵۱۲ء کے اختتام پر خاندان میڈیچی
اور خاندان سفورزا ایسے ہی برسر اقتدار تھے کہ جیسے وہ چارلس ہشتم کے حملے کے وقت
تھے۔ اس اثنا میں فرانس کو فرڈی نینڈ اور ہنری ہشتم کی جانب سے گین پر متفقہ
حملے کا خوف تھا بلکہ انگریزی جہاز فوجوں کو لئے ہوئے تو یون میں لنگر انداز ہو چکے
تھے۔ لیکن اس کو لوئی کی خوش قسمتی سمجھنا چاہیے کہ فرڈی نینڈ کی توجہ یکایک نوار
کی طرف منعطف ہوگئی بادشاہی نوار جو کوہ پیرینیز کے ہر دو جانب واقع تھی اس وقت
کیتھرائن دی فوا اور اس کے فرانسیسی شوہر جان دی آلبرے کے زیر نگیں تھی لیکن
کیتھرائن کے حقوق کی ہمیشہ چھوٹے بھائی کی اولاد کی طرف سے مخالفت ہوتی رہی
تھی جس کا نمائندہ فی الوقت لوئی دوازدہم کا بھتیجا گاستان دی فوا تھا گاستان کی
وفات پر یہ حقوق اس کی بہن شاہزادی جرمین پر منتقل ہو گئے تھے جو فرڈی نینڈ کی
بیوی تھی۔ چنانچہ فرڈی نینڈ اس وقت ان حقوق پر مصر ہو رہا تھا۔ کیتھرائن جیسے
اب فرانس کا کوئی خوف باقی نہیں رہا تھا لوئی دوازدہم سے
اتحاد کرنا چاہتی تھی۔ اس امر سے فرڈی نینڈ کو نوار پر حملہ کرنے
کے لئے بہانہ ہاتھ آگیا جس کی وہ جستجو کر ہی رہا تھا۔ اس نے
اپنے حملۂ فرانس کے لئے نوار سے ہو کر گذرنا چاہا، لیکن

فرڈی نینڈ فرانسیسی نوار کو فتح کر لیتا ہے جولائی ۱۵۱۲ء

کیتھرائن نے اس کی اجازت نہ دی۔ چنانچہ اس انکار پر فرڈی نینڈ نے اس چھوٹی سی
حکومت پر حملہ کر دیا۔ حملے میں اسے ایک فرقے سے اعانت بھی ملی جو خاندان بوماں کے

[1] شیاوینا، بورمیو اور والٹیلین پر ۱۷۹۷ء تک قبضہ تھا دوسرے مقامات نے
۱۸۰۳ء سے سوئزرلینڈ کے ضلع ٹیسینو میں شامل ہوگیا۔

تخت تھا۔ بزدل جان فرار ہو گیا۔ کیتھرائن نے کہا "اگر تو میری جگہ ملکہ اور میں تیری جگہ بادشاہ ہوتی تو آج اس حکومت سے ہاتھ نہ دھونا پڑتا" لیکن تو ی دل کیتھرائن کو ناچار اپنے بزدل شوہر کی تقلید کرنی پڑی اور جولائی کے ختم ہونے تک فرڈی نینڈ نے اس تمام علاقے پر قبضہ کر لیا جو پہاڑ کی ہسپانوی سمت میں واقع تھا۔ لیکن سلطنت کا وہ حصہ جو پہاڑ کی ڈھال پر فرانس کی جانب واقع تھا ایک خودمختار حکومت کی حیثیت سے اس وقت تک قائم رہا جب تک سولھویں صدی عیسوی میں ہنری شاہ نوار نے جو فرانس کے تخت و تاج کا بھی مالک ہو گیا تھا اسے حکومت فرانس میں شامل نہ کر لیا۔ انگریزوں کو فرڈی نینڈ کی اس کوتاہی پر جو اس نے ان کی امداد کرنے میں ظاہر کی بڑا غصہ آیا۔ پھر یہاں کی گرم آب ہوا مسلسل بارش اور ثقیل شرابوں نے جنھیں وہ بہت کثرت سے استعمال کرنے لگے تھے انگریزوں کو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا کر دیا اور وہ مجبوراً بے یونان سے منہ پھیر کر انگلستان واپس چلے آئے اور اس طرح فرانس کو اس سمت سے کسی فوری خطرے کا خوف باقی نہ رہا۔

۱۵۱۳ء کے ابتدائی ایام میں یہ بات صاف ظاہر ہو چکی تھی کہ جمعیت مقدس صرف چند دنوں کی مہمان ہے شہنشاہ میکسی ملین کے دانت وینس کے اس علاقے پر اب تک لگے ہوئے تھے جو جمعیت کیمبرے کی رو سے اس کے حصے میں آنے والا تھا

جمعیت مقدس کی شکست

یہ دیکھ کر اہل وینس کی نظریں پھر فرانس کی جانب اٹھنے لگیں۔ جمعیت کی روح رواں جولیس دوم بھی اسی زمانے میں نذر اجل ہو گیا تھا۔ اس آتشیں شخصیت کے پیش نظر دو مقاصد تھے

جولیس دوم کی وفات

(۱) روما کو فتح کر کے وہاں پاپائی حکومت کو مستحکم بنیاد پر قائم کر دینا۔ (۲) اگر ممکن ہو سکے تو اطالیہ کو پردیسیوں سے آزاد کر دینا ان میں سے پہلا مقصد دوسرے پر غالب تھا اور اس کو جولیس حاصل بھی کر چکا تھا۔ "پاپائی حکومت کے قیام کا نتیجہ خواہ اچھا نکلا ہو یا برا اس کا قائم کرنے والا جولیس دوم ہی تھا" پاپائی روحانیت پر دنیوی حکومت کے جو اثرات پڑے

ان پر آج ہم کفِ افسوس مل سکتے ہیں لیکن اس حقیقت سے چشم پوشی نہیں ہو سکتی
کہ الکزنڈر ششم کی تدبیر سے جولیس دوم کی تدبیر کہیں زیادہ قابل ترجیح ہے
الکزنڈر اس کوشش میں تھا کہ اپنے خاندان کو برسر اقتدار کرے۔ جولیس نے
پاپائیت کی توسیع کے لئے مقبوضات حاصل کئے لیکن اپنے پہلے مقصد کے
حصول کے لئے اس نے دوسرے مقصد کو قربان کر ڈالا جمعیت کیمبرے
کو قائم کر کے اور بدیسیوں کو اپنی مدد کے لئے بلا کر اس نے اطالیہ کی سیاسی
زندگی کا بالکل ہی خاتمہ کر دیا تھا اور جب جمعیت مقدس نے ان غلطیوں کے ازالے کی
کوشش کی اور فرانسیسیوں کو جو اس کی سابقہ حکمت عملی کے مخصوص آلۂ کار تھے
کوہ آلپس کے پار بھگا دینا چاہا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں کھل گئیں کہ اس کا
ایسا کرنا کنوئیں سے نکل کر کھائی میں گرنے سے کم نہ تھا۔ اپنی زندگی کے
آخری ایام میں البتہ اس کو یہ امید تھی کہ وہ میکسی میلین کو چند چھوٹے چھوٹے
مراعات سے راضی کر لے گا۔ اور پھر وینس اور سوئزرستان کی تائید سے
ہسپانیوں کو جزیرہ نمائے اطالیہ سے نکال باہر کرے گا لیکن یہ خواب خیال خام
سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ سچ پوچھئے تو جولیس نے اطالیہ کی
زنجیر غلامی کو اور بھی مضبوط کر ڈالا تھا اور وہی تھا جس کی وجہ سے آسٹروی اور
ہسپانوی خاندان کو اتنی قوت حاصل ہوئی تھی کہ وہ تھوڑے ہی عرصے کے
بعد سارے یورپ کے لئے باعث خطرہ ہو گیا تھا اور ہمارے زمانے تک
اطالیہ کی قسمتوں کا مالک بنا رہا۔ بایں ہمہ پاپا جولیس کا نام متعدد
حیثیتوں سے جریدۂ عالم پر ہمیشہ کے لئے ثبت رہے گا۔ وہ پاپائی ریاستوں کا
بانی تھا، اور اس نیم سیاسی، نیم مذہبی کلیسا کا جس کا مغربی دنیائے مسیحیت پر
ہمہ گیر اقتدار کا دعویٰ اب ہمیشہ کے لئے رد ہونے والا تھا، وہی آخری نمایندہ
تھا۔ علاوہ اس کے بر امانتے، میکائیل انیگلو اور رافیل کا وہ سرپرست تھا
جو فنون لطیفہ کی نشاۃ جدیدہ کے بہترین مساعی و آثار یعنی سینٹ پطرس[1] کے

[1] برامانٹے نے جولیس دوم کے عہد میں سینٹ پطرس کی تعمیر شروع کی میشل انجیلو نے لیو دہم کے عہد میں اس پر گنبد بنایا۔

گرجا سسٹائن کلیسا کی دیواری نقاشی اور وطیقان وغیرہ کے موجد و صنادید تھے۔
جولیس دوم کی جملہ تدابیروں میں سے کسی کا اثر اطالیہ اور پاپائیت کی تاریخ
پر اتنا گہرا نہیں پڑا جتنا کہ فلورنس میں خاندان میڈیچی کی دوبارہ واپسی کے متعلق
تدبیر سے مرتب ہوا۔

لوئی دہم کا انتخاب ۱۱ مارچ ۱۵۱۳ء

لوئی دوازدہم کے ساتھ جمہوریہ وینس کا اتحاد اور اس اتحاد پر
ہٹ اور ضد کرنا ہی اس اسکیم کا محرک ہوا۔ لیکن یہ پالسی
غلطی پر مبنی تھی۔ جمہوریۂ وینس کمزور تھی اور اتنی زیادہ
اثر انداز نہ ہو سکتی تھی۔ برعکس اس کے میڈیچیوں کے تحت، چونکہ وہ
ہسپانیہ سے ملے ہوئے تھے، فلورنس کے دوبارہ قوی اور خطرناک
ہو جانے کا زیادہ احتمال تھا لیکن جولیس کو یہ کیا معلوم تھا کہ وہ خاندان
جس نے مدت کی جلا وطنی کے بعد اپنی سرزمین پر ابھی ابھی قدم رکھے تھے
آناً فاناً اتنا ذی اثر ہو جائے گا کہ اس کے بعد مسند پاپائی پر وہ جولیس کے
جانشین کا انتخاب کر سکے گا۔ اور جولیس پر کیا موقوف نوخیز کارڈنل
گیووانی ڈی میڈیچی کے انتخاب سے جس نے اپنی عمر کی ابھی صرف اڑتیس[۳۸] ہی
منزلیں طے کی تھیں ہر فرد بشر حیرت سے انگشت بدنداں ہو گیا۔

اس میں شک نہیں کہ گیووانی نے جو جلیل الشان لورنزو کا منجھلا بیٹا
تھا اور جوان ہونے سے پہلے ہی کارڈنل کے عہدے سے ممتاز ہو گیا تھا
اپنے خاندان کو فلورنس میں واپس بلانے کی کارروائی میں نمایاں حصہ لے کر
یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ اعلیٰ درجے کا مدبّر ہے لیکن اس کے علاوہ اس میں
اور کوئی بات ایسی نہ تھی جو اسے قابل اعتنا بتاتی ہو۔ اس کے انتخاب کی
اصل وجہ یہ تھی کہ جواں سال کارڈنل، الکزینڈر ششم اور جولیس دوم کی
سیاسی سرگرمیوں سے اکتا کر سکون و آرام کے خواہشمند ہو رہے تھے اور
ان کو امید تھی کہ اس راحت طلب و عیش پسند میڈیچی کے انتخاب سے
ان کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ گیووانی نشاۃ جدیدہ کی محض سطحی خوبیوں کا
علم بردار تھا۔ وہ شان و شوکت کا دلدادہ اور علم و فن کا عاشق زار تھا۔

لیکن اس کی زندگی کا مقصد اور اس کی سرگرمیوں کا ماحصل بس یہ تھا کہ اپنے خاندان کو فلورنس میں ایک مستحکم بنیاد پر قایم کر دے۔ ان امور کے نظرانداز کر دیئے جانے کے بعد وہ صرف ہوا کا بندہ رہ جاتا ہے جدھر کا پلہ بھاری ہوا ادھر جھک گیا۔ لیکن اگرچہ جولیس دوم کو بار کرفرزاق اجل نے جمعیت مقدس کے سب سے زیادہ پرجوش اور سرگرم کارکن کو چھین لیا تھا تاہم پاپاؤں کے اس تغیر و تبدل سے ملک کے امن و امان کی توقعات تیں فی الوقت کوئی ترقی نہیں ہوئی تھی ایک طرف مفاد کی یگانگت نے فرانس اور وینس کو باہم بکر متحد و متفق کر دیا تھا۔ دوسری طرف انگلستان کا جوان سال بادشاہ ہنری ہشتم اور اس کا اولوالعزم وزیر وولزی جو یورپ کے ارباب قبست وکشاد کے حلقے میں جگہ حاصل کر لینے کے لئے بیچین تھے رات دن اس فکر میں گھل رہے تھے کہ کوئی ایسی ساز باز ہو جائے جو فرانس کی تکا بوٹی کر ڈالے۔ ان کی کوششوں کا نتیجہ معاہدہ مشلین کی

معاہدہ مشلین
۵ اپریل ۱۵۱۳ء

شکل میں نمودار ہوا جو میکسی میلین، ہنری ہشتم، لیو دہم اور فرڈی نینڈ کے مابین اپریل ۱۵۱۳ء میں تکمیل کو پہنچا تھا۔ گو ان پیمان وفا باندھنے والوں میں آخرالذکر یعنی فرڈی نینڈ اسی زمانے میں شاہ فرانس سے بھی خفیہ طور پر ساز باز کر رہا تھا۔

اغلب تھا کہ فرانس جس پر چاروں طرف سے آنکھیں نکالی جارہی تھیں بالکل مغلوب ہو جائے اہل ملان کو مکرر مطیع و منقاد بنانے کے لئے جو کوششیں

ناوارا کی معرکہ آرائی
۶ جون ۱۵۱۳ء

وہ اطالیہ میں کر رہا تھا اسے ان کا خمیازہ اہل وینس کی امداد سے ناوارا کی تباہ کن معرکہ آرائی میں بھگتنا پڑا جہاں سوئزرستانیوں نے جو میکسی میلین سفورزا کو اپنے امن و دولت کا وابستہ خیال کرتے تھے رسالوں اور توپ خانے کی مدد کے بغیر بالکل بے سرو سامانی کی حالت میں کانپتے تھے۔ سہ چند فرانسیسی فوجوں کو جس میں گھوڑے بھی سوار بھی تھے توپیں بھی تھیں توپ خانے بھی تھے غرض ہر طرح سے لیس تھیں، شکست فاش دیدی تھی۔ اسی اثناء میں ہنری ہشتم نے مفلس و قلاش میکسی میلین کو ساتھ لیکر تیوروَن کا محاصرہ کر لیا اور فرانسیسی کمکی فوج کو

گوئن گیٹ کی لڑائی ۱۶ اگست ۱۵۱۳ء

گوئن گیٹ کے مقام پر ایسی آسانی کے ساتھ مار بھگایا اور ٹھیوروں اور ٹرنے کو مسخر کر لیا ہے کہ یہ معرکہ ہی "مہمیزوں کی لڑائی" کے نام سے موسوم ہو گیا۔ ستمبر کے مہینے میں سوئزر لینیوں نے خود فرانس ہی پر حملہ کر دیا اور لوئی دوازدہم کو مجبور کر کے اس سے ایک معاہدے پر دستخط کرا لئے۔ اسی مہینے میں اسکاچستان کا جیمس چہارم جو انگلستان سے ٹوٹ کر فرانس سے رشتہ مواخات قایم کرنا چاہتا ہے اسکاچستانی اُمرائیت کے گل سر سبد کے ساتھ فلڈن کے میدان کارزار میں تذراجل ہو گیا۔

معرکۂ فلاڈن ۹ ستمبر

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فرانس جس نے اس کے قبل وینس کی تقسیم میں سب سے زیادہ حصہ حاصل کیا تھا اس وقت خود ہی تکا بوٹی ہو کر تقسیم ہو جائے گا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی دول یورپ کی باہمی رقابتوں نے کوئی دیرپا اتحاد قائم نہ ہونے دیا۔ فرانس کے زیادہ کمزور ہو جانے کو نہ تو فرڈی نینڈ پسند کرتا تھا اور نہ لیو دہم ہی اس کو اپنے مفید مطلب خیال کرتا تھا۔ لیو اپنے اور اپنے خاندان کا سود و بہبود اسی میں مضمر سمجھتا تھا کہ اطالیہ میں فرانس اور سپانیہ دونوں کی قوتیں نقطۂ اعتدال پر قائم رہیں نہ اس کا پلہ جھکنے پائے نہ اس کا۔ ماسوا اس کے اپنے بھائی گیولیینو کو نیپلس کا حکمراں بنانے کے بارے میں اس نے جو اسکیم تیار کی تھی اس کے واسطے بھی وہ فرانس کی تائید حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ان امور کے مد نظر اس نے شاہ فرانس سے صفائی کر لی اور ان فرانسیسی کارڈنلوں کو معافی دے دی جنھوں نے پیسا کی رافضانہ مجلس میں حصہ لیا تھا (نومبر ۱۵۱۳ء) فرڈی نینڈ کو سب سے زیادہ اس بات کی فکر تھی کہ خاندان ہیپسبرگ کو نا واجب تفوق حاصل ہونے پائے۔

فرانس اپنے دشمنوں کی نا اتفاقی کے باعث تباہی سے بچ جاتا ہے۔ فرڈی نینڈ پوپ اور ہنری ہشتم فرانس سے میل ملاپ کر لیتے ہیں

اس نے لوئی سے پہلے ہی ایک خفیہ معاہدہ کر لیا تھا۔ اور اب شہنشاہ میکسی میلین کو

ہنری ہشتم سے توڑ لینے کے واسطے سازباز کر رہا تھا۔ ادھر ہنری نے بھی یہ سوچ لیا تھا کہ اگر اس کے ساتھی اسے مصیبت میں پھنسا کر علیحدہ ہو جانا چاہیں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کو فرڈی نینڈ کی بے وفائی اور "بندۂ درم" میکسی میلین کا ناقابل علاج تلون بہت ناگوار گزرا تھا، جو مٹھی بھر روپوں کی خاطر کوئی کام کرنے میں بند نہ تھا۔ چنانچہ اس نے بھی لوئی سے صلح کر لی (اگست ۱۵۱۴ء) قرار داد یہ تھی کہ ہنری کی بہن میری جس کی نسبت میکسی میلین کے پوتے چارلس سے ہو چکی تھی شاہ فرانس سے شادی کر لے لیکن مشکل یہ آ پڑی کہ دونوں کی عمروں میں غیر معمولی تفاوت تھا۔ دولھا میاں دوہا جو اور پھر باون برس کے بڈھے کھوسٹ دلھن سولہ برس کی نوخیز لڑکی لیکن لڑکی کے شکوک اور اعتراضات کو یہ کہکر رفع دفع کر دیا گیا کہ اگر وہ اس وقت اپنے بھائی کے اغراض کو اپنے اغراض پر ترجیح دے گی تو آیندہ مرتبہ اسے اپنی مرضی کے موافق کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ غرض انگلستان اور فرانس کے مابین صلح ہو گئی۔ فرانس کو اس خطرے سے چھٹکارا مل گیا جو اس کے سر پر منڈلا رہا تھا اور انگلستان کو ولزی کی رہنمائی میں یورپ میں ایک ذی اثر مرتبہ حاصل ہو گیا۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ لوئی کی اطالوی پالسی حماقت پر مبنی تھی میکیاویلی اس کی متین سنگین غلطیوں کا نقشہ اس طرح کھینچتا ہے "اس نے کلیسا کی قوت بڑھا دی، اس نے ہسپانیوں کو اٹلی آنے کی دعوت دی جو ویسے ہی طاقتور بدیسی تھے جیسا کہ وہ خود تھا، اس نے اپنے بہترین دوستوں یعنی اہل وینس کی قوت کو پائمال کر دیا"

حقیقت یہ ہے کہ فرانس کو تباہی سے بچانے والی اگر کوئی چیز تھی تو وہ دوسری حکومتوں کی باہمی رقابتیں، لیکن اس نے تو اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلھاڑی مار لی، اور گو جان بچی مگر مال کا دیوالہ نکل گیا ہسپانیہ نے ناوار کے نصف حصے پر تصرف کر لیا تھا۔ تورنے کو انگلستان نے چھین لیا تھا، اور اطالیہ پر اپنا اثر برقرار رکھنے کی کوشش نے اس کہاوت کو بالکل سچ کر دکھایا کہ اطالیہ فرانسیسیوں کا مقبرہ ہے۔

اگر لوئی کی عمر نے وفا کی ہوتی تو شاید یورپ کو بھی امن وسکون حاصل رہا ہوتا لیکن دُولھا بنتے بنتے یہ بدقسمت شخص تین ہی ماہ کے اندر مرگیا۔ بارہ بجے دن کو کھانا کھانے کا عادی شخص آٹھ بجے شب کو کھانا کھاتا چھ بجے شام کو سوجانے والا بیچ رات تک جاگتا رہتا، نتیجہ ظاہر تھا۔ اُس کے مرنے پر اس کا اولوالعزم چچازاد بھائی فرانسس آنگولیم اس کا جانشین ہوا جس نے ۱۵۱۴ء میں بادشاہ کی بیٹی کلاڈ سے شادی کی تھی جو اپنی ماں کی طرف سے بریٹانی کی ڈچی کی وارثہ تھی۔

فرانسس اول لوئی دوازدہم کا جانشین ہوتا ہے جنوری ۱۵۱۵ء

سر رابرٹ ونگ فیلڈ جو ہنری ہشتم کی جانب سے میکسی میلین کے دربار میں سفیر تھا جواں سال بادشاہ فرانسس اول کے حالات جس نے اپنی عمر کے ابھی صرف اکیس سال طے کئے تھے اس طرح سپرد قلم کرتا ہے "وہ فتوح کا بڑا بھوکا ہے، ہمیشہ سرفروشانہ کوششوں اور اولوالعزمیوں کے ایسے قصے کہتا اور پڑھتا رہتا ہے۔ جو خود اس میں اور اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں میں جوش وہمت پیدا کر دیتے ہیں۔ اس کا عام مقولہ یہ ہے کہ اس نے عہد کر لیا ہے کہ اس کے نکمے اور پست ہمت پیشروؤں نے جن چیزوں کو کھو دیا ہے ان کو وہ جرأت اور تن دہی سے پھر حاصل کرے اور جیسا کہ قرین انصاف ہے مسیحیت کی شہریاری کو لوائے فرانس کے زیر سایہ رکھے۔ اپنی ماں کی ہمت افزائیوں سے قوی دل ہو کر جو اپنے "قیصر" کو عرش پر پہنچا دینے پر تلی ہوئی تھی اس نے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی اطالیہ کے بحر مواج میں اپنی کشتی ڈالدینے اور اُس داغ ندامت ورسوائی کو دھو ڈالنے کا تہیہ کر لیا جو نووارا کی شکست سے فرانس کے دامن شہرت پر پڑ گیا تھا۔ بہار اور گرمیوں کے موسم میں اس نے ہنری ہشتم اور وینس سے فرانسیسی معاہدوں کی تجدید کی اور جواں سال چارلس سے بھی اتحاد کر لیا جو ہنوز پندرہ سال کا تھا

فرانسس اطالیہ پر حملہ کرنے کا تہیہ کر لیتا ہے اور وینس انگلستان اور چارلس سے عہد ومیثاق کرتا ہے۔

اور ابھی حال ہی میں لینڈولینڈ کے تاج و تخت کا مالک ہوا تھا اور جس نے امیر شورس کے مشورے کے مطابق فرانس کی طرف اپنے اتحاد کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ فرانسس کو لیو وہم کی تائید حاصل ہو جانے کی بھی توقع تھی۔ ماہ فروری میں اس نے اپنی خالہ فلی برٹا آف سیوائے کے ساتھ پاپا کے بھائی گیولیانو ڈی میڈیچی کی شادی ہونے کی بھی اجازت دیدی نیز گیولیانو کو ایک دن نیپلس کے تخت پر بٹھانے کی توقع بھی بندھادی۔

متلون پوپ حسب معمول اب بھی ریاکاری سے کام لے رہا تھا۔ ادھر فرانس سے معاہدہ کیا ادھر اس لیگ میں بھی شریک ہو گیا جو فرانس کے خلاف قائم ہوئی تھی اور جس میں شہنشاہ میکسی میلین فرڈی نینڈ فلورنس امیر ملان اور سوئزرستانی وغیرہ شریک تھے۔ اگر متحدین میں ایکا قائم رہا ہوتا تو فرانسس کی

فرانس کے خلاف لیگ کا قیام

شامت آگئی ہوتی لیکن وہ خود غرضیوں میں مبتلا تھے اور اپنی اپنی فوجیں علیحدہ کر کے جداگانہ کارروائیوں میں مشغول ہو گئے۔ فرانسس نے یہ دیکھ کر کہ مانٹ سی نس اور مانٹ جنیوری کے دروں کے مخرجوں پر سوئزرستانی پہرہ دے رہے ہیں اس نے یہ راستہ چھوڑ کر ایک دوسرا دشوار گذار راستہ کول دی لارجانتیر کی طرف سے اختیار کیا اور کوہ آلپس کو طے کر کے سالوریوتک چھیڑ چھاڑ ہوئے بغیر پہنچ گیا۔ یہاں سے اس نے پراسپیرو پرجو ویلی فرنیکا میں میلانی افواج کی کمان کر رہا تھا، اچانک حملہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوئزرستانیوں کی حالت سوسا میں بالکل ہی درہم برہم ہو گئی۔ چنانچہ وہ میلان واپس ہو گئے۔ فرانسیسیوں نے موقع پا کر میریگنانو کی طرف پیش قدمی کر دی جو ملان اور پیاچنزا کے

فرانسس آلپ کو عبور کر جاتا ہے اگست ۱۵۱۵ء اور میریگنانو کو فتح کر لیتا ہے ۱۳ ستمبر

وسط میں واقع ہے یہاں ستمبر کے مہینے میں ایکدن سہ پہر کے بعد سوئزرستانیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ ان نڈر پہاڑیوں کو جوش میں لانے والے سیون کے کارڈنل سیتھیاس شنر نے جس کی ساری عمر فرانسیسیوں کی مخالفت میں کٹی تھی۔ اپنی سحر بیانیوں سے ان کو مسحور کر دیا تھا مٹھی بھر طلائی سواروں کو

ساتھ لے کر جن کے پاس مشکل سے کوئی بندوق نکل سکتی تھی محض اپنی فوجوں کے اور اُن کے لمبے نیزوں کے سہارے پر وہ غنیم کے مقابلے پر تیار ہو گئے۔ فرانسیسیوں کو وہ مسلح خرگوشوں کے ذلیل نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ پہاڑی ڈھلانوں پر زیادہ آسانی اور سہولت کے ساتھ گذرنے کے خیال سے وہ ننگے سر اور ننگے پیر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور یہ سمجھے تھے کہ ناوارا کی مہم کا تماشا ایک بار پھر سب کو دکھائیں گے۔ لیکن اب کی مرتبہ انھوں نے اپنے دشمنوں کی قوت کا صحیح اندازہ نہیں کیا فرانسیسی فوجوں کی سپہ سالاری ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو بجا طور پر فرانس کی شہسواری کی جان سمجھے جا سکتے تھے مثلاً رئیس بوربون لاپالیس شہسوار بیارڈ "شیطان آر دین" کا بیٹا ڈی لا مارک جو خود بھی "رزم جو" کے عرف سے مشہور ہو گیا تھا اور ملان کا رہنے والا ٹراولزیو جو سترہ دست بدست لڑائیوں میں لڑ چکا تھا۔ اس کے علاوہ ہسپانوی توپ خانے کا جنرل پیڈرو ناوار بھی موجود تھا۔ آخر الذکر سورما روینا کی معرکہ آرائی میں قید ہو گیا تھا اور چونکہ بخیل فرڈی نینڈ نے اس کا فدیہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ لہذا اب وہ فرانسیسی فوج میں شریک ہو گیا تھا۔

اس معرکہ آرائی کی نسبت ٹراولزیو کا یہ قول تھا کہ وہ انسانوں کی نہیں بلکہ جنات کی لڑائی تھی اور اب تک وہ جتنی لڑائیوں میں شریک ہو چکا تھا وہ سب اس کے مقابلے میں بچوں کے کھیل سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھیں جس وقت رات کی تاریکی نے باہم مقابل فوجوں کو لڑنے سے معذور کر دیا تو وہ دونوں وہیں میدان جنگ میں ایک دوسرے سے تھوڑے فاصلے پر پڑ گئے اور پو پھٹتے ہی پھر باہم دست و گریباں ہو کر لڑنے مرنے لگے یہ معرکہ آرائی دوپہر تک جاری رہی غنیم کی فوج کے پچھلے حصے پر حملہ کرنے کی کوشش میں سوئزرستانیوں نے اپنی سپاہ کے دو حصے کر دیئے اس موقع کو غنیمت جان کر ڈی الویانو سپاہ وینس کے ایک حصے کو لیکر ان پر عقب سے حملہ آور ہو گیا اس نے لڑائی کا تصفیہ کر دیا میدان فرانسیس کے ہاتھ رہا جس کو نائٹ بنانے کی رسم وہیں میدان جنگ میں شہسوار بیارڈ کے ہاتھوں ادا کی گئی گو سوئزرستانیوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا تھا لیکن اس سے ان میں کوئی

زیادہ انتشار اور پریشانی پیدا نہ ہونے پائی بلکہ اس کے برعکس وہ اسپنے مجروحین کو لیکر بہت بے قاعدگی کے ساتھ پسپا ہو گئے۔
مرگ نانو کی لڑائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملان فرانسیسیوں کے قبضے میں آگیا۔ میکسی میلین سفورزا اپنے علاقے سے دست بردار ہو گیا جس پر وہ تین سال سے حکمرانی کر رہا تھا۔ اور چند سال تک فرانس میں قید رہکر اُسنے وہیں وفات پائی۔ اپنی اس فتح سے فرانسس نے سوئزر سٹانیوں کی فوجی قوت کو پارہ پارہ کر دیا جو فتح کے نتائج تھوڑے زمانے سے اپنے تئیں ناقابل شکست خیال کرنے لگے تھے اس کے علاوہ اسی فتح سے وہ لمبارڈی کا مالک بن گیا تھا اور بادشاہوں کو سدھار سکتا تھا۔ اس شکست کے بعد پھر کبھی ان اجورہ داروں کو اطالیہ میں خودسرانہ کارروائیاں کرنا نصیب نہ ہوا۔ اس طرح فرانسس ایک ہی جست میں فوجی شان وشوکت کی انتہائی رفعت پر پہنچ گیا اور اگر اس نے اپنی کامیابی سے فائدہ اٹھاکر لڑائی کو جاری رکھا ہوتا تو پاپا کو بھی نیچا دکھا دیا ہوتا اور نیپلس کی کھوئی ہوئی حکومت پھر فرانس کے ہاتھوں میں آگئی ہوتی لیکن اس کے لئے وہ تیار نہ تھا اور توقع کے خلاف اس معرکہ آرائی سے کچھ دنوں کے لئے یورپ میں امن ہو گیا لیو دہم نے جو فاتح کا شریک حال ہو جانے کے لئے ہمہ تن شوق ہو رہا تھا شرائط صلح طے کرنے میں بڑی عجلت دکھائی اور فوراً فرانسس سے ملاپ کر لیا اس معاہدے کی رو سے اس نے پارما اور پیاچنزا کے علاقے فرانس کو تفویض کر دیئے اس کے معاوضے میں فرانسس نے لورنزو کے فلورنس میں اپنا اقتدار قائم کرنے میں تائید دینے اور بینو کی ڈچی پر پاپا کے حملہ آور ہونے کی منظوری دینے کا بھی وعدہ کیا کچھ مدت کے بعد فرانسس نے خاندان شاہی کی ایک شہزادی سے جس کا نام ماولین وی لاتور دو ویرن تھا لورنزو کی شادی بھی کر دی۔

اپنے سیاسی معاملات کو اس طرح یکسو کر لینے کے بعد بادشاہ اور پاپا نے بولونا کے اتحاد کے بموجب فرانسیسی کلیسا کی آزادیوں کو بھی باہم دگر تقسیم کر لینے کا ارادہ کر لیا کلیسائے فرانس کے قدیم حقوق کی توثیق و توسیع تو چارلس ہفتم ہی نے بورژ کی منظوری سے کر دی تھی (سنہ ۱۴۳۹ء)

اس کے ذریعے سے مجلس کلیسا کو اساقفہ اور دیہی پادریوں کو منتخب کرنے کا آزادانہ حق دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ پاپائیت کے یہ دعاوی کہ کلیسائی محاصل پر سب سے پہلے اسی کا اختیار ہے اور نیز یہ کہ اسی کو اپنی اغراض کی حفاظت کے مدنظر کلیسا کے مالی عہدوں پر لوگوں کو نامزد کرنے کا حق تھا سب مسترد کر دیئے گئے۔ اسی اقرارنامے کی

بولونا کا میثاق اگست ۱۵۱۶ء

رو سے روما میں مرافعہ کئے جانے کے دستور کو بھی محدود کر دیا گیا اور مجلس عامہ کو پاپا پر تفوق حاصل ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ کلیسائے فرانس کو جو مطلق العنانی اس طریقے پر حاصل ہو گئی تھی وہ صرف پوپ ہی کو ناگوار خاطر نہ تھی بلکہ خود لوئی دوازدہم بھی اسے ناپسند کرتا تھا جس نے خودمختارانہ منظوری کو منسوخ کر دینے کی سخت جد وجہد بھی کی تھی گو یہ جد وجہد ناکام رہی۔ اب فرانسس کو موقع مل گیا اور اس نے لیو دہم سے نصفا نصفی معاملت کر لی اس میں شک نہیں کہ بولونا کے میثاق نے روما میں مرافعہ پیش ہونے کے دستور کو روک دیا تھا اور پاپائیت کی جانب سے عہدوں کو اپنے انتخاب کے لئے محفوظ رکھنے اور التوا میں ڈالنے کے طریقے کو بھی منسوخ کر دیا گیا تھا اور یہ کلیسائے فرانس کے حسب منشاء تھا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوا کہ پاپائیت کے حقوق تقدیم محاصل پھر حسب سابق اس کو حاصل ہو گئے تھے اور مجلس عامہ کو پوپ پر تفوق حاصل ہونے کا حق چھوڑ دیا گیا تھا دوسری طرف بادشاہ کو اساقفہ اور صدر اساقفہ کے عہدوں پر نامزد کرنے کا استحقاق دیدیا گیا تھا جس پر فقط یہ شرط عائد کی گئی تھی کہ اس کی توثیق اور تنصیف پاپائی دربار سے کرائی جائے یہ سمجھوتہ دراصل کلیسائے فرانس کے دستوری حقوق پر ایک مہلک حملہ تھا اور پیرس کے جامعہ اور پارلیمنٹ کی طرف سے اس کی سخت مزاحمت کی گئی لیکن پارلیمنٹ خفیف سی مزاحمت کے بعد اس کے درج رجسٹر کرنے پر مجبور کر دی گئی اور جامعہ کو شاہی دھمکیوں سے خائف کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ میثاق قوانین فرانس میں داخل ہو گیا اس کے بعد سے کلیسائے فرانس بادشاہ اور پوپ کا غلام ہو گیا۔ مذکورہ بالا نامزدگیوں کے حقوق سے تاج کو جو قوت حاصل ہو گئی تھی اس کا اندازہ اس امر سے

کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت فرانس میں دس صدر اسقفے تراسی پادریوں اور پانچ سو ستائیس دیہی پادریوں کے عہدے قائم تھے۔ نامزدگی کا یہ حق بالعموم امرا کی موافقت میں صرف کیا جاتا تھا اور یہی بنا تھی اس فرق و امتیاز کی جو بالادست اور ماتحت عہدہ داران کلیسا کے درمیان پیدا ہو کر بڑے بڑے فتنوں اور فسادوں کا باعث ہوا تھا۔ بڑے عہدہ داران کلیسا بالعموم طبقۂ امرا سے منتخب ہوتے تھے اور اکثر شاہی دربار سے تعلق رکھنے والے ہوتے تھے برعکس اس کے چھوٹے اہل کلیسا کو امرائیت اور درباریت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ غرض ان حالات و واقعات کے زیر اثر کلیسا کی حالت بھی ملک کی معاشرتی حالت کا ایک مثنیٰ بن گئی تھی کہ جس طرح وہاں طبقۂ امرا اور طبقۂ عوام ایک دوسرے سے متفرق اور متمائز تھے اسی طرح یہاں بھی امیر اور غریب عہدہ دار کلیسا کا امتیاز پیدا ہو گیا تھا مزید براں بادشاہ کے نامزد کئے ہوئے اشخاص کو نامنظور کر دینے کا جو اختیار پوپ کو حاصل تھا اس نے اعلیٰ تر کلیسائیوں اور متمنیان عہدہ ہائے کلیسا کو پوپ کا دست نگر بنا دیا یوں کلیسائے فرانس جو کسی زمانے میں یورپ کے جملہ کلیساؤں سے زیادہ خود مختار تھا اب بندگی و غلامی کی زنجیروں میں جکڑ گیا اور ایک دنیوی ادارہ بن گیا اور اس کے حکمرانوں میں طبقۂ متوسط کے ساتھ کسی قسم کا ربط باقی نہ رہا۔

اسی اثنا میں فرانسس کی نصرت و کامیابی نے فرڈی نینڈ کی حکمت عملی پر بھی بہت گہرا اثر ڈالا۔ امیر الامرا فلپ کے انتقال کے بعد شاہ ہسپانیہ اپنے پوتے چارلس کا دشمن ہو گیا تھا اس کو خوف تھا کہ کہیں چارلس کاسٹیل کے نائب السلطنت ہونے کا دعویٰ پھر نہ کر بیٹھے علاوہ اس کے اس کو یہ بھی نہ بھاتا تھا کہ آئندہ چلکر چارلس آسٹریا نیدرلینڈ اور ہسپانیہ تینوں ممالک کا بادشاہ بنے۔ اس عداوت نے اس قدر ترقی کی تھی کہ اس نے اپنی وفات پر

فرڈی نینڈ کیتھولک کی وفات ۲۳ جنوری ۱۵۱۶ء اور چارلس کا ہسپانیہ کا بادشاہ ہونا۔

اپنی وراثت کو چارلس اور اس کے بھائی فرڈی نینڈ کے مابین تقسیم کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن اب اس خوف سے کہ فرانس کی قوت

بہت بڑھ جائے گی۔ اس نے اپنی وصیت بدل دی اور کل مملکت چارلس کے نام لکھدی۔ یہ فریبی بڈھا جو ہسپانیہ کو بلاشرکت غیرے اپنے قبضے میں رکھنے اور یورپ میں توازن قوت کو برقرار رکھنے کے منصوبے باندھ رہا تھا جنوری ۱۵۱۶ء میں نذر اجل ہوگیا اور چارلس کو سولہ ہی برس کی عمر میں ہسپانیہ نیدرستان۔ نیپلس۔ صقلیہ اور نئی دنیا کی حکمرانی مل گئی۔

ولزے جس کے سر کو کلاہ کردینالی گذشتہ سال ہی زینت دیچکی تھی اب اس فکر میں غلطاں و پیچاں تھا کہ چارلس میکسی میلین۔ پاپا اور سوئز رستانیوں سے ایکا کرکے فرانس کی ہمہ گیر قوت کا مقابلہ کیا جائے لیکن پاپا لیو دہم نے اس وقت فرانس سے اتحاد قائم رکھنے ہی کو بہتر جانا اور چارلس ابھی فرانس سے ان بن کرنے کے لئے تیار نہ تھا کیونکہ ابھی خود اسی کی حالت مستحکم و استوار نہ تھی۔ سیکڑوں ہسپانوی اس کی مسند نشینی ہسپانیہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ نیدرستان پر ڈیوک یارئیس گیلدر اور رابرٹ دی لا مارک امیر بوئیاں جو کسی نہ کسی بہانہ جنگ کی جستجو میں تھے، سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے خطابات کے باوجود اسے روپیے کی بہت ضرورت تھی۔ لہذا اس کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہ تھا کہ اس وقت قبضۂ میلان کے جھگڑوں میں اپنے تئیں مبتلا کردے پس شیپیور کے مشوروں پر عمل پیرا ہوکر اس نے مرگ نانو کے فاتح سے بمقام نویان صلح کرلی (۱۳ اگست ۱۵۱۶ء)۔

چارلس فرانس کے ساتھ صلحنامۂ نویان کی تکمیل کرتا ہے (۱۳ اگست ۱۵۱۶ء) میکسی میلین اس صلحنامہ کو تسلیم کرلیتا ہے۔

اس صلحنامے کی رو سے چارلس کی نسبت فرانس کی صغیرسن بیٹی لوئیز سے ہوگئی۔ میلان فرانسیسیوں ہی کے پاس رہا لیکن نیپلس کے متعلق وہ اپنے تمام دعوؤں سے دستکش ہوگئے۔ چارلس نے ہسپانوی ناوار کو خاندان البرٹ میں منتقل کردینے کا وعدہ کیا۔ میکسی میلین نے برسچیا اور ورونا وینس کو واپس کردینے کا وعدہ کیا وینس نے اس کے معاوضے میں میکسی میلین کو دو لاکھ ڈوکاٹ (دینار) کے دیئے جانے سے اتفاق کیا۔ انکار کی صورت میں دونوں بادشاہوں کو اختیار

تھا کہ وینس کے معاملات میں خود جو چاہیں عمل کریں۔

نویان کا صلحنامہ ولزے کے حق میں ایک شدید ضرب تھا اس نے میکسی میلین ، اہل وینس اور اہل سوئزرستان ہر ایک کے ساتھ اتحاد کرنے کی کوشش کی لیکن بیکار شہنشاہ میکسی میلین سادہ لوح رابرٹ ویکفیلڈ کو جو اس کے دربار میں ہنری ہشتم کے نمائندے کے طور پر متعین تھا ہمیشہ کسی نہ کسی ترکیب سے دھوکے میں ڈالے رکھتا اور یہ قدیم وضع کا سفیر جدید حکمت عملی کی فریب کاریوں کو نہ پہنچتا اور ہر بار اس کے دام تزویر میں پھنس جاتا لیکن ولزے کے خاص ایجنٹ رچرڈ پیس نے اپنے آقا کو میکسی میلین کے تلون اور حرص زر اور اس صاف باطن سورما کی سریع الاعتقادی سے آگاہ کر دیا جس کے حسن ظن پر وہ "فصل تابستان بہت سرسبز وشاداب رہے گی" کی پھبتی کہا کرتا تھا۔ غرض دسمبر کے مہینے میں میکسی میلین نے صلحنامۂ نویان کے شرائط کو قطعی طور پر تسلیم کر لیا اور بریسچیا اور ورونا کے علاقے وینس کو واپس دیدئے۔ ولزے کو سوئزرستانیوں کے اتحاد حاصل کرنے میں بھی کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ کچھ روپیہ پیسہ لیکر انھوں نے نومبر کے مہینے میں فرانس سے "دائمی صلح" کرلی یہ صلحنامہ بمقام فری برگ تکمیل کو پہنچا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انگلستان پھر ایک بار بے یک بینی و دو گوش رہ جائے گا اور اس کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا لیکن ہنری ہشتم نے ۱۵۱۳ء میں تورنے کو فتح کر لیا تھا اور فرانسس اس کے مکرر حاصل کرنے کے لئے بیتاب تھا اس اشتیاق نے ولزے کے لئے ایک موقع بہم پہنچا دیا اور معاہدۂ لندن (اکتوبر ۱۵۱۸ء) کی رو سے ہنری نے تورنے فرانس کو واپس دیدیا جو اتحاد ان دونوں ملکوں میں اس معاہدے کی رو سے

ہنری ہشتم اور معاہدۂ لندن اکتوبر ۱۵۱۸ء اس معاہدے کی بدولت یورپ میں کچھ عرصے کے لئے امن وسکون

ہو گیا تھا اس کو حسب معمول شادی اور بیاہ کے قرار دادوں سے اور تقویت دی گئی۔ انگلستان کی شہزادی میری کی نسبت جو ابھی دو سال کی بچی تھی فرانس کے شیر خوار شہزادے سے جو ابھی پورے سال بھر کا بھی نہ ہوا تھا کر دی گئی۔ غرض اس

معاہدے سے کم از کم انگلستان بے یار و مددگار نہ ہونے پایا اور یورپ کو بھی امن نصیب ہو گیا۔

اگلے سال مارچ کے مہینے میں مجلس لیٹرن کو برخاست کرتے وقت پاپا نے اس امر کا اعلان کیا تھا کہ فرقہ بندی و اعتزال کا خاتمہ ہو چکا۔ کلیسا میں ضروری اصلاحات ہو چکیں اور اس کو اب امید تھی کہ امن و امان کے لطف سے بہرہ یاب ہونے والا یورپ ترکوں کے خلاف متحد ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نصیحت پر عمل پیرا ہونے کے متعلق دول یورپ علانیہ اپنے ارادوں کا اظہار کر رہی تھیں لوگوں پر نوازشیں اور عنایتیں ہو رہی تھیں شفقت و استمالت کی گرم بازاری تھی اور پاپا کی طرف سے روپیہ جمع کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ ادھر زمانے کی نیرنگیاں یورپ کو ایک دوسرے جنگ میں گھسیٹنے کے لئے تیار تھیں۔ یہ معرکہ آرائی ہیپسبرگ اور والوا خاندانوں کے مابین ہوئی تھی اور اس کا سلسلہ چند چھوٹے چھوٹے وقفوں کے ساتھ تقریباً اسی سال تک جاری رہا۔ علاوہ بریں کلیسائے وٹن برگ کے دروازے پر لوتھر کی وہ معرکہ آرا یادداشت بھی اس سے قبل ہی چسپاں ہو چکی تھی جو ایک ایسی فرقہ بندی کا پیش خیمہ تھی جس کا روما کو خواب و خیال تک نہ ہو سکتا تھا۔

وینس کے زوال پر کیمبرے کی لڑائیوں کے اثرات۔

معاہدوں کے اس سلسلے کے متعلق جو ابھی ابھی ضبط بیان میں آچکا ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے اس بے ترتیب اور غیر مربوط جنگ کو ختم کر دیا تھا جس کا آغاز جمعیت کیمبرے کے قیام سے ہوا تھا۔ اکثر اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ وینس کی تباہی و بربادی کا باعث یہی جمعیت تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اپولیا کے قصبوں اور ان چند اضلاع کو مستثنیٰ کر دینے کے بعد جو پاپا کو تفویض کئے گئے تھے باقی وینس کے جملہ مقبوضات خشکی علیٰ حالہ اس کے قبضہ و تصرف میں باقی تھے اور دریائے ایڈا اب بھی اس کی مغربی سرحد کا کام دے رہا تھا اس میں شک نہیں کہ اس طویل جنگ نے اس کے ذرائع آمدنی اور اس کے تباہ شدہ خزانے پر بار گراں ڈالا تھا لیکن یہ ممکن تھا کہ ان کی

حالت پھر بنادی جاتی ۔ دراصل وینس کے زوال کے اسباب ہم کو کہیں اور تلاش کرنے چاہئیں ۔ اولاً ملک کی سیاسی حالت تغیر پذیر ہو چکی تھی۔ یورپ کی بڑی بڑی شخصی حکومتیں خصوصاً فرانس اور ہسپانیہ مستحکم و مربوط ہو چکیں تھیں اور وینس کو ان کا مقابلہ کرنے کی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ خشکی پر اس کو جو ذرائع حاصل تھے وہ ان فوجوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کسی طرح کافی نہ تھے جو

زوال وینس کے حقیقی اسباب۔

یہ قوی قوتیں میدان جنگ میں اُتار سکتی تھیں اور اس کو لامحالہ ایک فروتر حالت میں رہنے ہی پر قناعت کرنا پڑی ہوگی۔ ہم کو اس دباؤ کو بھی یاد رکھنا چاہئے جو ترکوں کی جنگوں سے پڑ رہا تھا وینس کو دنیائے مسیحیت کے ساتھ غداری کے الزام سے متہم کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنے والے یورپ نے اسوقت اس کی ان استدعاؤں پر اپنے کان بہرے کر لئے تھے جو وہ اعانت کے واسطے کر رہا تھا اور اس طرح وینس ترکوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تنہا چھوڑ دیا گیا۔ ان معرکہ آرائیوں کے اثنا میں جو سولھویں اور سترھویں صدیوں کے درمیان تقریباً پورے دو سو برس تک صرف چند وقفوں کے ساتھ جاری رہیں ۔ وینس رفتہ رفتہ مغلوب ہوتا گیا۔ ۱۵۷۱ء میں اس کو قبرص سے دست بردار ہو جانا پڑا ۱۶۶۹ء میں چوبیس گھنٹے کی جان توڑ مدافعت کے بعد قندیہ سے ہاتھ دھونا پڑا۔ ان مصارف کے ساتھ ساتھ جو اسے حال ہی میں برداشت کرنے پڑے تھے ان لڑائیوں کے اخراجات کا برداشت کرنا اس کے لئے اس حالت میں بھی دشوار ہو گیا ہوتا اگر بالفرض اس کی تجارت اس کے ہاتھ میں ہوتی، لیکن اب یہ بھی ان کے قبضے سے نکلی جا رہی تھی اس کی دولت کا زیادہ انحصار اس کی مشرقی تجارت نیز آڑہت پر موقوف تھا جو وہ مشرق اور مغرب کے درمیان کرتی رہتی تھی۔ مشرقی تجارت کے قدیم راستے تین تھے ۔ اولاً وسط ایشیا سے بحیرۂ اسود اور پھر وہاں سے بحر متوسط تک دوسرے خلیج فارس اور دریائے فرات کی وادیوں سے ہوتے ہوئے لیوانٹ تک ۔ تیسرے بحر احمر سے قاہرہ اور اسکندریہ تک یہاں سے سامان تجارت وینس کے جہازوں میں بھر کر وینس کو روانہ کر دیا جاتا تھا۔

اور بالعموم درہ برنی تر کے راستے سے آلپ کی دوسری جانب دریائے ان۔ ڈینوب۔ ایلب۔ اور رائن کے راستوں سے بروژ کو روانہ ہو جاتا تھا یا پھر

قدیم تجارتی راستے راس الامید کے راستے کے دریافت ہونے سے تبدیل ہو جانے ہیں

سمندر کے راستے سے فلنڈرس کے جہازوں پر بار کر دیا جاتا تھا۔ لیکن سولھویں صدی عیسوی کے آغاز سے وینس کے مشرقی راستے مسدود ہو گئے ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ کو فتح کر لینے کے بعد ترکوں نے لیوانٹ کے ساتھ وینس کی تجارت کو منقطع کر دیا تھا۔ دوسرے طرف پرتگالیوں کے ہندوستان کی طرف بڑھنے سے اس کی مصری تجارت بھی پامال ہو چکی تھی۔

افریقہ کے مغربی ساحل پر جستجو و تفحص کرنے والوں کے پیشرو اہل جینوا تھے۔ کناریز اور جزیرۂ میڈیریا کو جن کا پتہ کار تھیجیا والوں کو معلوم تھا اہل جینوا ہی نے دریافت کیا تھا لیکن ان کی عنان توجہ بحر متوسط کی جانب مائل ہو چکی تھی اور اپنے ونیسی رقیبوں سے کشمکش کرنے میں ان کی طاقت زائل ہو چکی تھی اور پرتگالیوں نے چودھویں صدی میں ان جزایر پر مکرر قبضہ کر لیا تھا پرتگالیوں کی تفحص و دریافت کی

پرتگالیوں کے انکشافات

تاریخ کی ابتدا بادشاہ ہنری کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے۔ (۱۳۹۴ء سے ۱۴۶۰ء) جو ملاح کے لقب سے ملقب تھا۔ یہ پرتگال کے بادشاہ جان اول کا بیٹا تھا اس نے ساگریز مین راس سینٹ ونسنٹ میں جو یورپ کے جنوب مغرب کے آخری کونے پر ہے ایک رصدگاہ تعمیر کروائی اور جغرافیہ کے علمی مطالعے اور نئے مقامات کے دریافت کرنے میں اپنے تئیں وقف کر دیا اس جد و جہد اور تفحص و تلاش میں اور مقاصد بھی مضمر تھے مثلاً شمالی افریقہ کے مسلمانوں سے جو اس کے موروثی دشمن تھے انتقام لینے کا جذبہ خاک طلا حاصل کرنے کی حرص بردہ فروشی سے جلب منفعت کی ہوس یورپ میں اس تجارت کی اولیت کا سہرا اسی بادشاہ کے سر ہے۔ کہتے ہیں کہ ایکبار ایک ہی حملے میں دو سو سولہ حبشی غلام پرتگال لائے گئے جن کا پانچواں حصہ ہنری کو اس کے حصے کے طور پر نذر کیا گیا۔ مورخ کہتا ہے کہ بادشاہ کو اس کی بے انتہا مسرت تھی

کیوں کہ اس طرح گم کردہ راہ حبشی جو بصورت دیگر دائمی ضلالت و گمراہی میں مبتلا رہتے نجات اور مکتی کے لذّت یاب ہو گئے تھے۔ اسی بادشاہ کے زیر اثر پرتگالیوں نے پورٹو سینٹو اور میڈیرا میں اپنی نوآبادیاں قائم کیں۔ آزورس اور راس البحز ائر کو دریافت کیا اور آفریقہ کے مغربی سواحل میں گھسنا شروع کر دیا۔ سنہ ۱۴۴۲ء میں ہنری سے پوپ مارٹن پنجم سے راس بوجارڈ سے ہندوستان تک تمام بادشاہوں اور جاگیروں کا عطا نامہ حاصل کر لیا ہندوستان تک پہنچنے کی امیدوں نے اس کے سمند شوق کے ساتھ تازیانہ کا کام کیا۔ ۱۴۷۹ء میں ہسپانیہ کے فرڈی نند نے جو اب تک غرناطہ کے مسلمانوں کے ساتھ لڑائی میں الجھا ہوا تھا ہنری کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا جس کی رو سے یہ طے پایا کہ افریقہ کے مغربی سواحل پر پرتگالیوں کو تجارت اور دریافت و تفحص کا حق بلا شرکت غیرے حاصل رہنے گا۔ ہسپانیہ کی طرف سے ان کے اس حق میں دست اندازی نہ کی جائے گی کنارے کے جزیرے ہسپانیہ کے قبضہ میں رہیں گے۔ اس معاہدے کی توثیق پوپ الکزنڈر ششم کے حکم سے ہو گئی تھی اور جس کے بموجب وہ سب نو دریافت علاقے جو اس خط کے شمال میں واقع تھے پرتگال والوں کو دیدیے گئے تھے جو راس الجزائر کے مغرب میں اوّلاً سو فرسنخ کے فاصلے پر قائم کیا گیا تھا اور من بعد سنہ ۱۴۹۴ء میں ایک معاہدے کے ذریعے سے اس کو تین سو ستر (۳۷۰) فرسنخ تک وسعت دیدی گئی تھی۔

اس پاپائی حکم سے آٹھ سال قبل بارتھلومیو ڈیاز نے اس راس کے گرداگرد سفر کیا تھا اور اس کو اس نے "طوفانی" کے نام سے موسوم کیا تھا لیکن اس کے زیادہ مشتاق بادشاہ نے راس الامید کا نام دیا تھا۔ ۱۴۹۸ء میں واسکوڈاگاما نے اس راس کے گرد اپنا دوسرا سفر کیا اور بحر الشرق کو عبور کر کے سواحل ملیبار پر کالی کٹ میں لنگر انداز ہوا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد مانوئل بادشاہ پرتگال نے (۱۴۹۵ء تا ۱۵۲۱ء) حبش ایران۔ عرب اور ہندوستان کی ملاحی، فتوحات اور صنعت و حرفت کے

امیر الامرائی کا خطاب اپنے لئے مخصوص کر کے المیڈا کو اپنے وایسرائے کی حیثیت سے ہندوستان روانہ کیا حالانکہ اس وقت تک ہندوستان میں اس نے چپہ بھر زمین بھی فتح نہ کی تھی۔ اب پرتگالیوں نے ہندوستان کے مغربی سواحل کی طرف اپنے قدم استقامت کے ساتھ بڑھانے شروع کئے جن راجاؤں اور بادشاہوں نے ان سے مقابلہ کیا ان کو شکست دی اور تجارت کے اجارہ دار بننے لگے۔ ۱۵۰۵ء میں پہلا پرتگالی جہاز اینٹورپ میں لنگرانداز ہوا یہ جہاز مشرقی مال ان قیمتوں سے سستی قیمت پر فروخت کر رہا تھا جو بروژ کے بازاروں میں رائج تھی جہاں وینس سے براہ خشکی مال آیا کرتا تھا اس پیش قدمی سے وینسی تجارت کو جو مصر کے ذریعے سے ہوا کرتی تھی اور جو اس وقت بالخصوص عرب اور زنگی تاجروں کے ہاتھ میں تھی سخت خطرہ لاحق ہو گیا۔ ان حالات سے متاثر ہو کر ساحل ملیبار کے چند چھوٹے چھوٹے والیان ملک نے سلطان قاہرہ سے پرتگالیوں کے خلاف استمداد چاہی۔ سلطان نے اس کے جواب میں ۱۵۰۹ء میں شہر سویز کے راستے سے ایک مہم پرتگالیوں کے خلاف روانہ کی جس میں وینس بھی یہ خیال کر کے کہ اس کے تجارتی مفاد اس سے وابستہ ہیں اس مہم میں شرکت کر لی لیکن اگنوڈیلو کی معرکہ آرائی سے تین ہی ماہ پیشتر المیڈا نے ۱۵۰۹ء میں اس مہم کو ڈیو کے بندرگاہ میں شکست دی المیڈا کے جانشین البوقرق نے پرتگالی حکومت کا مرکز گوا کو قرار دیا اور ہُرمز کو جو خلیج فارس پر ایک مشہور بندرگاہ ہے مسخر کر لیا اس کے بعد سے پرتگالوی پیش قدمی کے لئے میدان صاف ہو گیا سولھویں صدی کے اختتام تک وہ صرف افریقہ، عرب اور ہندوستان کے مغربی سواحل ہی کی تجارت پر حاوی نہیں ہو گئے تھے بلکہ انھوں نے سراندیپ اور بنگال میں بھی اپنے قدم جما لئے تھے۔

پرتگالیوں کے مقابلے میں مصری بیڑے کو ڈیو میں ہزیمت ہوتی ہے فروری ۱۵۰۹ء

چین اور جاپان سے بھی تجارت کا آغاز کر دیا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حقیقی جزائر ابازیر بھی قابض ہو گئے جو بورنیو اور سلیبز کے گرد و نواح میں ایک جھنڈ کی شکل میں واقع ہیں (۱۵۴۶ء)۔ یوں ایک ہی موسم بہار میں وینس کی فوجی قوت بھی

اگنیاڈیلو کے معرکے میں پاش پاش ہوگئی اور اس کی مشرقی تجارت کے بھی پرزے اُڑ گئے۔ اب قاہرہ میں کاروانوں کی آمد موقوف ہوگئی مشرقی مال کے جہاز راس الامید کے راستے آنے جانے لگے قرون وسطیٰ کے تجارتی راستے بدل گئے اور حلیتولین وین وینس کے ہاتھوں سے نکل کر پرتگالیوں کے قبضے میں چلا گیا اور پھر تھوڑے ہی عرصے کے بعد ڈچ اور انگریز بھی اس کے حصہ دار ہوگئے۔ بروژ کی جگہ اینٹورپ شمالی تجارت کی منڈی بن گئی سلطان سلیم اول کے فتح مصر نے (۱۵۱۶ء) وینس کی رہی سہی مصری تجارت کو اور بھی خاک میں ملا دیا۔ غرض تجارت کے اس نقصان عظیم نے وینس کی مالی مشکلات کو پھر کبھی دفع نہیں ہونے دیا اور یہ بھی اس کے زوال کا خاص اور اصلی سبب ہوا۔

اس کا اثر ملک کی داخلی سیاسیات کے حق میں بھی سم قاتل ثابت ہوا۔ امرا جو تجارت کی بدولت مالامال ہو گئے تھے یا تو بینک قائم کرنے شروع کئے جن کا تجارت کی امداد کے بغیر قایم رہنا دشوار تھا یا پھر اپنے اندوختوں کو زمین داری کے جھگڑوں میں الجھا کر خود کاہل اور احدی بن بیٹھے۔ افلاس کی گرم بازاری ہوگئی اور امرا خانگی جھگڑوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو گئے۔ جو زوردار تھے وہ حکومت کے نظم ونسق کے اجارہ دار بن بیٹھے جن کی قسمت اپنی یا ورنہ تھی لیکن اس کے ساتھ ہی جن کو مجلس اعظم میں اکثریت حاصل تھی وہ ہمیشہ شورشیں برپا کر کے سازشوں اور فتنہ انگیزیوں سے کام لیکر جس میں زیادہ تر اجنبیوں کی امداد حاصل کی جاتی تھی۔ حکمراں طبقے کو اکھاڑ پھینکنے کی فکر میں غلطاں و پیچاں رہا کرتے تھے۔ غرض وینس جس کی حکومت کی استواری اور جسکے باشندوں کی حب الوطنی اور احساس عزت کے یورپ راگ گایا کرتا تھا وہ خود غرضیوں فتنہ پردازیوں اور سازشوں کا آماجگاہ بن گیا اسی اخلاقی و سیاسی انحطاط میں اُس دس ارکانی مجلس کی روزافزوں قوت کا راز چھپا ہوا ہے جو ملک کے سیاہ و سفید کی مالک ہو رہی تھی یہ عاملانہ مجلس جو دستور اساسی کے چہرے پر ایک "مسّے" کی مثل تھی ابتدائً ۱۳۱۰ء میں محض ہنگامی ضروریات کے

مد نظر قائم کی گئی تھی لیکن رفتہ رفتہ مجلس حفاظت عامہ کی شکل اختیار کرتی گئی اور بالآخر ان تین مفتشوں سے ملکر جو ۱۵۳۹ء میں غداری کا سد باب کرنے کے لئے مامور کئے گئے تھے اس نے حکومت کو رمز و اسرار بدگمانی اور بے رحمی کے ایک ایسے قالب میں ڈھال دیا جس کی نظیر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ اخلاقی انحطاط بھی اس زوال کا حاشیہ بردار تھا جب حکومت کی دولت گھٹی تو انفرادی اور اجتماعی فضول خرچیوں میں اضافہ ہو گیا۔ پبلک نمود و نمائشیں اور خانگی رنگ رلیاں کسی زمانے میں بھی اتنی مطلق العنان نہ تھیں جتنی کہ اس وقت اخلاقیات کے مسائل مبہم ہیں۔ یوں تو وینس کا مرتبہ کبھی بھی بڑھا ہوا نہ تھا۔ تاہم اس وقت تو اس کی حالت بالکل ہی ردی ہو گئی حتیٰ کہ وہ اس درجے پر بھی نہ تھی جس درجے پر کہ اٹلی پہنچی جب پبلک زندگی کا یہ معیار ہو تو خانگی مراسم کا کیا ذکر ان کی تو کوئی باز پرس ہی نہ تھی۔ یہ کہنا کہ اخلاقیات کی یہ کساد بازی کلیتہً و قاطعتہً وینس کے جاہ و ثروت کے زوال کا نتیجہ تھی بالکل مہمل ہے تاہم اس میں بھی کلام نہیں کہ زوال قوت نے اس کو اور بھی بڑھا دیا تھا ان سب باتوں کے باوجود وینس کا وجود اب بھی صفحۂ ہستی پر باقی تھا اس کا ناممکن التسخیر محل و قوع اور اس کے ہوشیار مدبران ملک کے مساعی جمیلہ اس کی حفاظت کے ضامن تھے جو ہر شاہی دربار میں پھیلے ہوئے اپنے ملک کی ڈگمگاتی کشتی کو یورپین سازشوں کے پر پیچ و تاب موجوں سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے اور انھیں کی بدولت وینس اب بھی جہاز رانی کی ملکہ بنی بیٹھی تھی گو بحر روم کی فوقیت کا سہرہ باقی نہ تھا وہ اس وقت بھی اپنی عمارات اپنی نیلی کشتیوں اپنے ارغوانی آسمانوں کے اعتبار سے دنیا بھر میں سب سے زیادہ تعریف کی مستحق تھی۔

فنون لطیفہ کی قلمرو میں اس کا سکہ اب بھی رواں تھا اور وہ اب بھی اس قابل تھی کہ دنیا اس سے کچھ حاصل کر سکے۔ سولھویں صدی عیسوی ٹیٹین، ٹنٹورٹ اور پولو ویرونیز کا عہد تھا، ان نقاشوں نے اپنی تصاویر سے نہ صرف فن رنگ کاری کو اکملیت پر پہنچایا بلکہ اس میں تفصیل کے ساتھ ہم آہنگی بھی قائم رکھی اور شاندار گو کسی قدر جذبہ آور رنگ آمیزی کو پایۂ عروج پر پہنچایا۔

اسی طرح مطبع آلد ائن نے فن طباعت میں بعض ایسے فتوحات حاصل کئے جو اس فن کے ابتدائی کارناموں میں داخل ہیں۔ ۱۴۹۴ء تا ۱۵۱۵ء ۱۵۶۷ء تا ۱۵۱۲ء ۱۵۹۴ء (۱۵۳۲ء تا ۱۵۸۵ء)

سولھویں صدی کے اواخر اور سترھویں صدی کے ابتدا میں وینس اور پاپائیت کے درمیان جو کشمکش ہوی اس نے دنیا پر ایکبار پھر یہ ثابت کر دیا جیسا کہ اس سے قبل زمانۂ گذشتہ میں ثابت ہوچکا تھا کہ گو اس نے اپنا مذہب روما کی سرزمین سے حاصل کیا ہے لیکن کلیسائی معاملات میں اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لئے اس میں عزم صمیم موجود ہے۔ اور اس عزم پر جمے رہنے کے واسطے اس کے دست و بازو میں کافی قوت بھی ہے۔

بالآخر ترکوں کے ساتھ طویل نبرد آزمائیوں علی الخصوص قبرص (۱۵۷۰ء و ۱۵۷۱ء) اور کینڈیا (۱۶۴۵ء تا ۱۶۶۹ء) کے معرکوں میں اس نے ایسی بسالت و شجاعت کا اظہار کیا ہے کہ اس کی گذشتہ عظمت و شان کے نقشے آنکھوں میں پھر گئے اور اگر یورپ نے ایسی قابل نفرت خود غرضی اختیار نہ کی ہوتی تو وینس نے اس بڑھتی ہوی قوت کے سیلاب عظیم کو روک لیا ہوتا ملکوں کا فتح کرنا تو آتا تھا لیکن وہ یہ نہ جانتی تھی کہ ان پر حکمرانی کیونکر کی جاتی ہے یا مفتوحہ علاقوں کے ذرائع کو ترقی و تنوع کیونکر دیا جاتا ہے۔

دوسرا باب

فرانس اسپین اور جرمنی کی اندرونی تاریخ

سنہ ۱۴۹۴ء تا سنہ ۱۵۱۹ء

کرونیال وامبواز کا نظم ونسق حکومت۔ کاسٹیل اور اراگان کی سلطنتوں کا اتحاد۔ فرڈی ننڈ اور ازابیلا کی حکمت عملی۔ زیمینز۔ افریقہ میں ہسپانوی فتوح۔ امریکہ کے وجود کا انکشاف۔ ازابیلا اور فرڈی ننڈ کا طرز عمل۔ ان دونوں کی حکمت عملی کے نتائج۔ میکسی ملین اور شہنشاہی۔ ورمس کی مجلس شوریٰ۔ اصلاحات کی جدوجہد میکسی ملین کا تعرض۔ اوگسبرگ کی مجلس شوریٰ۔ گیلن ہاوزن کا میثاق۔ مسئلۂ وراثت لینڈشٹ۔ اصلاحات کی جدوجہد کے نتائج عہدیۂ سوئزرستان۔ میکسی ملین کے ساتھ جنگ۔ صلح باسل میکسی ملین کا طرز عمل اور اس کی حکمت عملی۔

۱۔ فرانس

چارلس ہشتم اور لوئی دوازدہم کے عہد حکومت میں فرانس کی اندرونی تاریخ کے

اہم ترین مسائل قبل ازیں ضبط بیان میں آچکے ہیں۔ اگرچہ گھر سے باہر فرانسیسی قوم مصروف رزم وپیکار تھی لیکن گھر کے اندر اس کی زندگی امن وامان سے گزر رہی تھی

فرانس کی اندرونی حالت

امرا نے جن کی تعداد اب بہت کم ہوگئی تھی اطالوی معرکہ آرائیوں میں اپنی حوصلہ مندیوں کے لئے سامان سکون پالیا تھا اور اس لئے انھوں نے اپنے باہمی جھگڑوں سے ملک کے اس سکون میں خلل اندازی نہیں کی۔ کرونیال تزارژ و امبواز کے زیر حکومت جو لوئی دوازدہم کا وزیر مملکت تھا ملک کو خوش حالی اور فارغ البالی حاصل ہوئی (۱۴۹۸ء تا ۱۵۱۵ء) آبادی میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا اور نئے نئے قصبے اور شہر آباد ہونے لگے اس عہد کی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کی ایک تہائی زمین پھر زراعت وکاشتکاری کے لئے وقف کردی گئی تھی مختصر یہ کہ انگلستان کی تباہ کن لڑائیوں سے بالآخر بچ کر فرانس نے کھوئی ہوئی چیزوں کے حاصل کرنے میں اپنی صلاحیت کا کافی اظہار کیا فنون لطیفہ میں بھی اس کے قدم کسی سے پیچھے نہ تھے۔ لوئی دوازدہم کے عہد حکومت میں نشاۃ جدیدہ کا ابتدائی طرز تعمیر قبل اس کے کہ وہ بے اندازہ زیبائش اور حد سے زیادہ نفاست سے گرانبار ہوجائے خوبی وخوشنمائی کے اعتبار سے پایۂ عروج پر پہنچ چکا تھا قلعہ بلوا کا شرقی روکار اور قلعہ آمبواز کے روکار کے کچھ حصے اس کے شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ فرانس میں شیشہ پر رنگ کاری کرنے والے اتنے مشہور تھے کہ جولیس دوم نے گلود اور اس کے علاوہ ولیم دی مارسلی دونوں نقاشوں کو ویٹیقن کی کھڑکیوں پر رنگ کاری کرنے کے لئے طلب کیا تھا؛

لوئی "پدر رعایا" کے لقب کا مستحق تھا جو اسے ملا اور کرونیال تزارژ کی ہر دلعزیزی کا اندازہ "معاملات کو جارج پر چھوڑ دو" کی کہاوت سے لگایا جاسکتا ہے۔ لیکن باوجود ان تمام باتوں کے ملک کی دستوری آزادی کو تقویت دینے کی کوئی فکر نہیں کی گئی تھی مجلس طبقات نے اپنے حقوق میں کوئی اضافہ حاصل نہیں کیا۔ یہ سچ ہے کہ عدالتی عہدوں کے فروخت کئے جانے کے دستور کو لوئی نے روک دیا تھا لیکن مالی عہدوں میں اس پر عمل پیرا ہو کر وہ

فی الحقیقت اس دستور کو وسعت دینے کا باعث ہوگیا تھا۔ پھر بھی حکومت میں مطلق العنانی کے ساتھ رحم و مہربانی کا عنصر موجود تھا جہاں محصولات سخت وسنگین تھے وہاں غربا کو عاجز و پریشان بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ اگر ہم اپنے زاویۂ نگاہ کو داخلی حکمت عملی تک محدود رکھیں اور اس سے متجاوز نہ ہونے دیں تو ہم یہ نتیجہ مستخرج کرنے میں غلطی پر نہ ہوں گے کہ جو ہر دلعزیزی حکومت کو حاصل تھی وہ جائز طور پر حاصل کی گئی تھی اور حق بجانب تھی۔ اگر لوئی اطالوی معرکہ آرائیوں کے خارزار سے اپنا دامن بچائے رکھتا تو اس کا عہد حکومت فرانس کی تاریخ میں انقلاب عظیم پیدا کر دیتا اور چند ہی سال میں فرانس یورپ میں سب سے زیادہ دولتمند اور سب سے زیادہ قوی دست ملک ہو جاتا۔

لیکن اس دور میں اگر ایک طرف فرانس کی اندرونی تاریخ کا دامن اہم اور قابل اعتنا واقعات سے بالکل خالی نظر آتا ہے تو دوسرے طرف ہسپانیہ اور جرمنی کی داخلی تاریخ ان واقعات و حوادث سے معمور ہے۔

۲ - اسپین

ملکۂ ازابیلا کے ۱۴۷۴ء میں کاسٹیل کے تخت پر جلوہ افروز ہونے اور اس کے شوہر فرڈی نند کیتھولک کے ۱۴۷۹ء میں تاج آراگان کو زیب سر کرنے سے صرف یہی نہیں ہوا کہ ان دونوں حکومتوں میں جو اندرونی شورشیں اور فتنہ و فساد ایک عرصے سے مچا ہوا تھا وہ ختم ہو گیا بلکہ کاسٹیل اور آراگان کے درمیان جو رقابت مدت سے چلی آتی تھی وہ بھی رفع ہوگئی اب گو دونوں حکومتوں کا انتظام سلطنت جداگانہ طور پر قائم رہا لیکن دونوں کی حکمت عملی بالکل ایک ہوگئی ملک میں اپنے تاج و تخت کی قوت کو بڑھانے اور بیرون ملک اپنی قوم کے رعب و داب کو چار چاند لگانے میں ازابیلا اور فرڈی نند کے درمیان عجیب اتحاد خیال تھا ان دونوں کے

کاسٹیل اور آراگان کے تاج و تخت کا اتحاد

عہد حکومت میں جو معرکتہ الآرا امور وقوع پذیر ہوے وہ یا تو اس عہد کے پہلے ہی وقوع پذیر ہو چکے تھے جن کی تاریخ ہم سپرد قلم کر رہے ہیں یا پھر وہ ایسے ہیں جنھیں ہم اس سے پہلے ہی قلمبند کر چکے ہیں غرناطے کو مسلمانوں نے ۱۴۹۲ء میں فتح کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ قوم یہود کا اخراج عدالت تحقیقات مذہبی کا قیام بلکہ کولمبس کا انکشاف اسپیونیلا تک اطالوی معرکہ آرائیوں سے قبل ظہور پذیر ہو چکا تھا۔

ازابیلا اور فرڈینینڈ کی حکمت عملی۔ مناکحت کے ذریعے سے اتحاد قایم کرنا۔

اس وقت فرڈی ننڈ اور ازابیلا کی حکمت عملی خاص طور پر اس امر کی جانب مائل تھی کہ باہمی شادیوں کے ذریعے سے ایک ایسا یورپی اتحاد قایم کیا جائے جو ان کو ان کے زبردست حریف فرانس کا مدمقابل بنا وے اور جس سے جزیرہ نمائے سپانیہ کے التیام واستحکام میں آیندہ مدد ملے اس مقصد کو پیش نظر رکھکر انھوں نے اپنی بڑی لڑکی ازابیلا کو پرتگال کے حکمراں الونسو کے عقد نکاح میں دیدیا اور الونسو کی وفات پر ازابیلا کی شادی امانوئل کے ساتھ کر دی گئی جو الونسو کا رشتہ دار اور اس کے بعد ۱۴۹۵ء میں پرتگال کے تخت وتاج کا وارث قرار پایا تھا۔ ان کی چھوٹی لڑکی کیتھرائن کی منگنی ولیعہد انگلستان شہزادہ آرتھر کے ساتھ بھی اسی مہینے میں ہوئی تھی (۱۴۹۶ء) جان آف گانٹ کے بعد سے یہ پہلا موقع تھا کہ انگلستان اور اسپین کے مابین اس معاہدے کے ذریعے سے ایسے قوی تعلقات پیدا ہوے تھے ان میں سب سے زیادہ اہم وہ دوطرفہ شادیوں کا معاہدہ تھا جو خاندان ہسبرگ سے طے پایا تھا۔ اس معاہدے کی رو سے قرار پایا تھا کہ شاہزادہ جان ہسپانیہ کا ولیعہد شہنشاہ میکسی میلین کی بیٹی مارگیرٹ کے ساتھ شادی کرے اور آرچ ڈیوک میکسی میلین کے بیٹے اور ولیعہد کی شادی جونا کے ساتھ ہو جو تاجداران ہسپانیہ ازابیلا اور فرڈی ننڈ کی منجھلی بیٹی تھی۔ لیکن ازابیلا اور فرڈی ننڈ کے ان شادیوں سے جو توقعات وابستہ تھے وہ پورے نہ ہو سکے۔ ان کے اکلوتے بیٹے جان کے ۱۴۹۷ء میں انتقال کر جانے

نیزان کے نواسے یعنے پرتگال کی ازابیلا کے اکلوتے بیٹے ڈان میگوئل کے بھی ۱۵۰۰ء میں وفات پانے سے پرتگال کو ہسپانوی سلطنت میں ضم کر لینے کی امیدیں خواب وخیال ہوگئیں اور جوانا جو فلپ تاجدار ہیپسبرگ کی بیوی اور چارلس پنجم کی ماں تھی کاستیل اور آراگان دونوں کی وارثہ ہوگئی اس طرح وہ اتحاد جو ابتدا میں فرانس کے خلاف توازن قوت کو برقرار رکھنے کے لئے قائم کیا گیا تھا بالآخر اس توازن کو بگاڑ دینے اور خاندان ہیپسبرگ کو تقویت دینے کا باعث ہوا۔

ازابیلا اور فرڈیننڈ کی اندرونی حکمت عملی

اندرونی حکمت عملی کے متعلق ازابیلا اور فرڈی ننڈ نے جو اصول اپنے آغاز حکومت سے قائم کر لئے تھے وہ انھیں پر استقلال کے ساتھ عمل پیرا رہے یورپ کے اور کسی ملک میں رعایا کے حقوق اس قدر قوی، حکومت اتنی کمزور اور شاہی اختیارات اتنے محدود نہ تھے جس قدر کہ پندرھویں صدی عیسوی میں کاستیل میں تھے[1]۔ ان قدیم دستوروں اور حقوق پر براہ راست حملہ کرنا خاصکر ایسی صورت میں کہ رعایا اتنی خوددار ہو بہت خطرناک ہوتا لہذا دونوں تاجداروں نے دستور مملکت کی ظاہری شکل وصورت علی حالہ برقرار رہنے دی۔ لیکن حکومت کے کل پرزوں کو شاہی ہاتھوں میں جمع کر کر کے اور تاج کے ذاتی اقتدار کو تقویت دے دے کر درپردہ اپنا مقصد حاصل کر لیا مجلس شوریٰ یعنی کورٹیز کے اجلاس میں چونکہ امرا کو حاضر رہنے کا زیادہ شوق نہ تھا اس لئے فرڈی ننڈ اور ازابیلا نے اس غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر اب ان کو نہ صرف مجلس شوریٰ میں بلکہ مجلس حکومت میں تک طلب کرنا چھوڑ دیا اور مملکت کے موروثی عہدہ داروں کے اکثر اختیارات چھین لئے۔

طبقہ امرا کی روک تھام کے لئے سب سے زیادہ کارگر آلہ انجمن

[1] کاستیل اور اراگان کے دستور کی توضیح کے لئے دیکھو کیمبرج کی تاریخ جدید جلد (۱) صفحہ (۳۴۸)۔

"ہرمنداڈ" تھی یہ جماعت جس کی بنیاد کاستیل کے خاص خاص شہروں نے ابتدائً اس
مقصد کو پیش نظر رکھ کر ڈالی تھی کہ اپنے تئیں تاج اور امرا کی دراز دستیوں سے
محفوظ رکھ سکیں ۱۴۷۶ء میں شاہی نگرانی میں اس کی ازسرِ نو تنظیم کی گئی ہر ایک
مشہور شہر میں قزاقی رہزنی اور دیگر ظلم و تعدی کی تحقیقات و تفتیش کے لیئے
ایک عدالت قائم کی گئی ان عدالتوں کے مرافعے عدالت العالیہ میں ہوسکتے تھے۔
جو تمام قلمرو کے واسطے ایک ہی تھی عدالتوں کے تحت کوتوالی کی ایک سوارہ فوج
متعین کی گئی تھی۔ جس کی تنخواہ اس چندے سے ادا کی جاتی تھی جو گھروارہ کے طور پر
وصول کیا جاتا تھا۔ امور مملکت کا ضبط و نظم صوبہ واری جماعتوں کے
ہاتھ میں دیدیا گیا تھا جو ایک اعلیٰ مقامی مجلس شوریٰ یا جنٹا کے تحت کام کرتی تھیں
یہ مجلس عدل و انصاف سے متعلق قوانین نافذ کرتی تھی اور بعض وقت ایسے
معاملات میں بھی مداخلت کرتی تھی جو ملک کی مجلس شوریٰ یا کورٹیز سے متعلق تھے۔
یہ نو منتظم جماعت اس قدر کارگر اور ذی اثر ثابت ہوئی کہ بالآخر ۱۴۹۵ء میں
اس کے اقتدارات میں معتد بہ قطع و برید کرنا مناسب قرار دیا گیا اور صرف
چند ماتحت عہدداروں پر اکتفا کیا گیا جو تعمیل عدالت کے لئے باقی رکھے گئے
اور جن کو معمولی عدالتوں کے صیغۂ مرافعہ کے تحت ملور کیا گیا۔ دور زیر تبصرہ میں امرا
کو جو شاہی اراضی کی عطیات ملی تھیں ان کے دوبارہ شریک صرفِ خاص کر لینے کی
حکمت عملی اختیار کی گئی۔ طاقتور فوجی جاگیروں کو تاج سے ضم کر دینے کی
حکمت عملی جو سب سے پہلے الحاق کالاتراوا سے ۱۴۸۷ء میں شروع ہوئی
تکمیل کو پہنچائی گئی۔ ۱۴۹۴ء میں القنترا اور ۱۴۹۹ء میں سینٹ آیا گو دی
کومپوستیلا کے اختیارات فرڈی ننڈ نے حاصل کر لئے۔ گو اس حکمت عملی پر
چارلس پنجم کے زمانے تک پاپائی مہر توثیق نہ لگی تھی جب کہ پاپا ایڈرین نے
اپنے فرمان کے ذریعے ان الحاقوں کو بالآخر تسلیم کر لیا تاہم فرڈی ننڈ اور
ازابیلا اپنی اس حکمت عملی سے باریاب ہو چکے تھے۔ اس سے نہ صرف
شاہی اقتدار میں قابلِ قدر اضافہ ہوا بلکہ تاج کو ان دولتمند اور طاقتور جماعتوں پر
کامل تسلط حاصل ہو گیا جو بادشاہی اقتدار کو معرض خطر میں ڈالتے تھے۔ ازمنۂ وسطیٰ میں

اسی قسم کی جماعتیں شلاً جماعت ہاسپیٹالرز اور جماعت نائٹ ٹمپلرز یورپ کی بعض دوسرے بادشاہیوں کے لئے خطرۂ جان تھیں۔

بادشاہی آراگان میں تاج کو چنداں مواقع نہیں حاصل تھے۔ وہاں مجلس شوریٰ یا کورٹیز کے اختیارات زیادہ وسیع تھے۔ امرا کورٹیز زیادہ پابندی کے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے۔ اور فوجی جاگیریں ایسی بھی کوئی نہ تھیں کہ شاہی سے ضم کرلی جاتیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مہر عدل (Justiza) کو وہاں ایسے عجیب وغریب اختیارات حاصل تھے کہ وہ شاہی دست اندازیوں کی راہ میں مخل ہوسکتا تھا۔ یہ مشہور عہدہ دار جس کا انتخاب کورٹیز کی جانب سے ہوتا تھا ہر معاملے میں اختیار مداخلت کا مدعی تھا مثلاً مرافعات کی سماعت، کسی گرفتاری کے جواز کی تحقیق، بادشاہ کو دستوری مسائل کے متعلق صلاح ومشورہ دینا اور اس کے عاملانہ اختیارات میں شریک کا رہونا۔ لیکن یہاں بھی فرڈی نینڈ نے امرا کو سیاسی اقتدار سے حتی الوسع بیدخل رکھا اور عُولم کی تائید سے جن کی وفاداری پر زیادہ اعتبار کیا جاسکتا تھا حکمرانی کرتا رہا اور کاستیل کی جماعت ہرمنڈاڈ کو یہاں بھی رائج کردیا۔

ان کیتھولک تاجداروں نے اصلاح کلیسا پر بھی اپنی توجہ مبذول کی ہسپانیہ میں حکومت اور گرجا کے ہمیشہ قریبی تعلقات رہے۔ مسلمانوں کے خلاف عرصۂ دراز تک صلیبی لڑائیاں لڑتے رہنے سے حکومت کو ایک خاص وقعت حاصل ہوگئی اور اس نے اس وقعت سے فائدہ بھی اٹھایا۔ فرڈی نینڈ اور ازابیلا دونوں کا مطمح نظر یہ تھا کہ کلیسا کو اس سے بھی زیادہ حکومت کا تابع کرلیا جائے تاکہ وہ الحاد کے فرو کرنے اور حکومت کے اقتدار کو بڑھانے کا ایک آلہ بن جائے۔ ۱۴۸۲ئ؁ میں پوپ سکسٹس چہارم کلیسا کے اعلیٰ عہدوں پر نامزد کرنے کا اختیار حاصل کرکے انھوں نے اس اختیار سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانا شروع کردیا ہسپانیہ کے سارے کلیسائی عہدوں پر جفاکش اور وفادار اشخاص کو مامور کیا گیا اور اصلاح کا کام شروع ہوگیا۔ کردنیال منڈوزا، ٹیلاویرا (جو ملکہ کا پہلا مستمع گناہ تھا) اور سب سے بڑھ کر مشہور فرانسیسی راہب

فرانسسکو زیمی نیز ڈی سسنیرو شاہی حکمت عملی کے آلۂ کار تھے۔
زیمینیز ملکہ کا مستمع گناہ اول اول ۱۴۹۲ء میں کرونیال منڈوزا کی تحریک پر مقرر کیا گیا تھا جو طلیطلہ کا صدر اسقف تھا اسی سال۔ اپنے مربی و سرپرست یعنی منڈوزا کی وفات پر وہ طلیطلہ کی صدر اسقفی کے واسطے نامزد کیا گیا جو سارے یورپ میں سب سے زیادہ متمول عہدہ تھا اور سر کاستیل کی وزارت عظمیٰ پر بھی اسی سال فائز ہوا۔

زیمینیز کا نظم و نسق حکومت

اس غیر معمولی شخص کا طلیطلہ کی صدر اسقفی کے منصب جلیلہ پر مامور ہونا ہی رعایت یافتہ طبقوں کے لئے ایک کاری ضرب تھا کیونکہ اب تک یہ عہدہ امیر النسب اشخاص کے لئے مخصوص تھا۔ یہ تقرر خود فرڈی نند کے خواہشات کے بھی خلاف تھا جو اس عہدے پر اپنے ناجائز فرزند صدر اسقف سارا گوسا کو مامور کرانے کی امیدیں باندھ رہا تھا لیکن زیمینیز پر ملکہ کا اعتماد غلط نہ تھا کاستیل کے سرکش امرا کو اس فرانسسکی راہب کی لا متزلزل دیانت کے سامنے جھک جانا پڑا جس کو تخویف شیریں زبانی یا رشوت غرض کوئی چیز اپنے مقصد سے برگشتہ نہیں کر سکتی تھی پھر زیمینیز کی تمام سرگرمیاں دنیا داری ہی تک محدود نہ تھیں ۱۴۹۴ء میں فرانسسکیوں کا صوبہ دار مذہبی مقرر ہونے پر وہ اپنی برادری کی اصلاح میں تن دہی کے ساتھ مصروف ہو گیا جو تھوڑے زمانے سے اپنی سابقہ مذہبی سختی کو چھوڑ دسیع اراضی کی مالک بن گئی تھی۔ اور تن آسانیوں اور دنیوی شان و شکوہ کے ساتھ زندگی بسر کرنا شروع کیا تھا۔ اب اس کا زاویہ نگاہ وسیع ہو گیا تھا اور اس کی نظر اپنے طبقے کی اصلاح سے بڑھ کر عام اصلاح پر پڑ رہی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ اپنے صوبے کے تمام خانقاہی حلقوں اور دنیا دار کلیسائیوں کی اصلاح کا بھی بیڑا اٹھائے سخت مخالفت کے باوجود جو نہ صرف فرانسسکیوں کے سردار کی طرف سے کی گئی (جو کاستیل جا کر ناکام واپس آیا) بلکہ جس میں خود پاپا بھی شریک تھا زیمینیز کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ صدی مابعد کا ایک مصنف جو کاستیل کا باشندہ تھا لکھتا ہے کہ وہاں کے پادری راہبین اور برادران فرانسسکی

جو ایک زمانے میں یورپ کے سب سے زیادہ کاہل الوجود اور گئے گزرے سمجھے جاتے تھے اب کسی ملک سے مقابلہ کر سکتے تھے۔ صدر اسقف کی کوششوں کا رخ دینیات اور تبحر علم کی جانب بھی تھا اس لئے ایک پاپائی حکم کی تعمیل پر بھی اس نے بہت زور دیا جو سنہ ۱۴۸۲ء میں صادر کیا گیا تھا اور جس کی رو سے ادیب قانون داں اور فقہائے دین مسیحی کے واسطے کلیسا میں کرسیاں محفوظ کر دی گئی تھیں اس نے قدیم جامعوں کی از سر نو تنظیم کی۔ الکلا کے جامعے کی بنیاد ڈالی اور اس کو کثیر مالی امداد سے مستحکم کر دیا۔ اس کے علاوہ اس نے دوسرے مدارس بھی قائم کئے اور مشہور مختلف اللسان انجیل کو طبع کرایا۔ یہ اصل میں السنۂ قدیمہ کی انجیل کا ایک مجموعی نسخہ تھا۔ اس میں توریت کا سپٹا گوئنٹ نسخہ اصل عبرانی میں موجود تھا اور اس کے ساتھ اس کا کالدی زبان میں خلاصہ اور لاطینی زبان میں ترجمہ، نیز انجیل اصل یونانی میں اور اسی زبان میں جیروم کا ولگیٹ بھی موجود تھا۔ اسی کے زیر اثر ہسپانیہ میں کیتھولک انسانیت پسندوں کا ایک جدید فرقہ پیدا ہوا جو الحاد سے بالکل مبرا تھا اور یہ بھی کرونیال زیمینیز اور اس کے شاہی سرپرستوں ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ پروٹسٹنٹ مذہب کے قدم ملک میں جمنے نہ پائے اور ہسپانیہ کیتھولک مذہب کی آئندہ رجعت کا مرکز بن گیا۔

لیکن بدقسمتی سے زیمینیز کی سرگرمیاں انھیں اعلیٰ مقاصد تک محدود نہ تھیں بلکہ اعتزال و الحاد کے قلع قمع کر دینے کی آرزو بھی اس کے سینے کو شعلہ زار بنائے ہوئے تھیں صلحنامۂ غرناطہ کی رو سے جو ۱۴۹۲ء میں مرتب ہوا تھا مسلمانوں کو معتد بہ حقوق دیئے جانے کا عہد و پیمان کیا گیا تھا۔ مذہبی تعلیمی۔ اور جسمانی آزادیاں ان کے لئے محفوظ ہو گئی تھیں۔ وہ شرع اسلام کے تحت زندگی بسر کر سکتے تھے۔ ان کے اپنے مقرر کئے ہوئے حاکم ان پر حکومت کرتے تھے ان کے خصومات کا تصفیہ ایسی عدالتوں میں ہوتا تھا جس میں ان کے اپنے قاضی بھی شریک تھے۔ اس صورت حال سے مطمئن ہو کر مسلمان امن چین سے ہسپانیہ میں رہنے سہنے لگے تھے اور بہتوں نے

غرناطہ کے صدر اسقف تالاویرا کی سرگرمانہ لیکن استمالت آمیز حکمت عملی سے
دین مسیحی بھی قبول کرلیا تھا۔ لیکن زیمینیز کی آتش منشی تالاویرا کی تدابیر کو کافی خیال نہ
کرتی تھی چنانچہ وعدے اور قدیم عہد وپیمان توڑ دیے گئے قرآن شریف کے
عربی نسخے اور دوسری دینی کتابیں جمع کرکے نذرآتش کردی گئیں۔ تبدیل مذہب
کے لئے وحشت اور خوف کے جذبات سے کام لیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۵۰۰ء سے
۱۵۰۱ء تک بغاوتوں کا سلسلہ قائم رہا۔ جن کے فروکرنے میں کاسٹیل کو کافی
فوجی قوت صرف کرنی پڑی اور دونوں قوموں کے تعلقات تلخ و کشیدہ ہوگئے
بالآخر اس بغاوت کے پورے پورے طور سے دبا دیے جانے کے بعد
یہ نادری حکم شایع ہوا کہ بدقسمت مسلمان یا تو دین مسیحی قبول کرلیں یا ترک وطن
کردیں۔ ادھر زیمینیز کی سرگرمیاں مسلمانوں پر آفتیں ڈھارہی تھیں ادھر مجلس تحقیقات مذہبی
یہودیوں اور ہر ایسے ہسپانوی پر حملہ آور ہورہی تھی جس کے متعلق ملحدانہ خیالات کا
شبہ کیا جاسکتا تھا۔

اسلام کو جزیرہ نمائے ہسپانیہ سے اس طرح برائے نام خارج کردینے
کے بعد ہسپانوی منچلوں کی نظریں لازمی طور پر اس تنگ خلیج پر پڑنے لگیں جو اندلس کو

افریقہ میں ہسپانوی فتوح

افریقہ سے جدا کرتی تھی۔ ہسپانوی سواحل پر مسلمان بحری
قزاقوں کی تاخت وتاراج۔ قومی ترقی و وسعت کی خواہش
اُن نمایاں پیش قدمیوں کا رشک وحسد جو پرتگالی افریقہ کے
مشرقی ساحلوں پر کررہے تھے اور وہ مجاہدانہ حوصلہ مندی جو ہسپانیہ کی گذشتہ
تاریخی روایات سے پیدا ہوئی تھی سب نے مل ملاکر ہسپانیوں کو اس امر پر
ابھار دیا کہ وہ اپنی قلمرو کو اس سیاہ فام براعظم کے شمال میں وسعت دیں
اور یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ ہم زیمینیز کو جو ایک سچا کاسٹیلی تھا اس
حکمت عملی کی ہمت افزائی کرتا دیکھتے ہیں چنانچہ ستمبر ۱۵۰۵ء میں اس کے اشارے سے
مازرکبیر پر (Mazarquiver) جو ساحل بربری پر افریقہ کے بحری لٹیروں کا مامن تھا
فتح کرلیا گیا۔ اس کے بعد ہی ۱۵۰۹ء میں حوران کا سقوط عمل میں آیا۔ جو اپنی اہمیت کے
لحاظ سے مازرکبیر کی فتح سے کہیں بڑھا ہوا تھا۔ دوسرے سال ۱۵۱۰ء میں

الجیریا اور طرابلس بھی ہسپانیہ کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ لیکن گو ہسپانوی تاریخوں کے تختے کے صفحے ان افریقی مہموں سے رنگے ہوئے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ کولمبس اور اس کے رفقا کی مہمیں جنھوں نے شاہی خزانے سے بدرجہا کم امداد حاصل کی اور جن کی طرف عوام الناس کی توجہ بھی نسبتہً بہت کم مبذول ہوئی ہسپانیہ اور یورپ کے مستقبل پر ان افریقی مہموں سے کہیں زیادہ اثر ڈال گئیں۔

امریکہ کے دریافت کرنے میں اتنی دیر کیوں ہوئی۔

یہ امر کہ امریکہ کے معلوم کرنے میں اتنی دیر ہوئی مندرجۂ ذیل امور کو ملحوظ رکھنے سے بآسانی سمجھ میں آسکے گا۔

اہل کارتھیج کو جنھوں نے ساحل افریقہ کے قریب کے جزائر کو دریافت کرنے کی تھوڑی بہت کوشش کی تھی رومی حکومت نے زیر وزبر کر دیا تھا۔ اہل روما میں بحری حوصلہ مندیاں موجود نہ تھیں اور یورپ خود ان کی سرگرمیوں کی جولانگاہ بننے کے لئے کافی وسیع تھا اس سے ہٹ کر ان کی نظریں اگر کسی اور سمت اٹھ سکتی تھیں تو وہ لازماً افریقہ کی طرف پھر مشرقی ممالک پر جن سے ان کی روایات وابستہ تھیں۔ رومن شاہنشاہی کے زوال کے بعد اس کے طیوطانی فاتح عرصے تک اتنے قوی اور متحد و مربوط نہیں ہو سکتے تھے کہ بدیسی فتوح کے خیالات ان کے دلوں میں پیدا ہو سکیں جب اس قسم کے خیالات پیدا ہونے کا وقت آیا تو ان کی نظریں بھی لابداً مشرق ہی کی طرف اٹھیں، مشرق ان کے مذہب کی جائے پیدائش تھا فلسطین ان کا کعبہ پہلے عربوں اور پھر ترکوں کے ہاتھوں میں تھا۔ مشرق دولت اور عیش و عشرت کا خزانہ تھا۔ جس کے تذکرے وہ قصوں اور افسانوں کی زبان سے سن چکے تھے۔ لہٰذا سب سے پہلے سب تاجر اور سب زائرین ہر پھر کے اسی طرف لوٹتے تھے اور بحر متوسط ان کے لئے ایک عام راستہ بن گیا تھا۔

ان سب امور سے قطع نظر کر کے بھی اگر ہم دنیا کے طبعی نقشہ پر نگاہ ڈالیں تو ہم کو نظر آئے گا کہ بحر ظلمات کے اُس حصے کی ہوائیں اور اس کا سیل جو وسط یورپ کے عرض البلد میں واقع ہے مغربی حوصلہ مندیوں کے

کسی طرح موافق نہیں وہاں مغربی ہوائیں تمام سال چلتی رہتی ہیں اور ان ہواؤں سے کہیں زیادہ تند اور تیز ہوتی ہیں جو شمال اور مشرق سے چلتی ہیں علاوہ اس کے سمندر کا وہ سیل عظیم جو گلف اسٹریم (خلیج سیال) کے نام سے موسوم ہے اس کے بہاؤ کا رخ ہمیشہ یورپ ہی کی طرف رہتا ہے اس عرض البلد کے شمال اور جنوب کی حالتیں اس سے بالکل مختلف ہیں شمال میں وہ سیل عظیم جو بحر شمالی کہلاتا ہے جنوب کی طرف آبنائے ڈیوس سے گرین لینڈ تک اور پھر وہاں سے امریکہ کے شمالی ساحل تک بہتا چلا جاتا ہے جنوب میں سیل الاسطوا سواحل افریقہ سے برازیل تک بہتا ہے اور ادھر خط استوا کے شمال میں تجارتی ہوائیں جنوب مغرب اور جنوب میں شمال مغرب کی طرف مسلسل چلتی رہتی ہیں. لہذا اس کی پیشینگوئی کرنا کوئی دشوار بات نہ تھی کہ امریکہ کا وجود اس وقت تک دریافت نہیں کیا جا سکتا تھا جب تک شمالی اور جنوبی عرض البلد پر کوئی ایسی ہنچلی قوم قابض نہ ہو جائے جس کے ذرایع اور وسائل خاصے قوی ہوں اور جو کشتیبانی سے کافی آگاہی رکھتی ہو سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں بحری حوصلہ مندیاں بھی موجود ہوں اور وہ سمندر کے نامعلوم خطرات کا مقابلہ دلیری و جرأت کے ساتھ کرنے پر تیار ہو۔

بلاشبہ دسویں صدی عیسوی میں نارسمینول (Norseman) نے لیبراڈور نیو فاؤنڈ لینڈ اور شمالی امریکہ کے بری حصے کو دریافت کر لیا تھا جسے وہ (Wineland) یا ارض الخمر کے نام سے یاد کرتے تھے لیکن ان کی تعداد مختصر تھی اور خود یورپ ان کے لئے میدان تاخت ہونے اور ان کو بسانے کے لئے کافی وسیع تھا۔ اس "ارض الخمر" کی یاد صرف ان کے افسانوں ہی میں باقی رہ گئی. جنوبی عرض البلد میں اس قسم کی حوصلہ مندیوں کا موقع چودھویں صدی کے اواخر تک فراہم نہ ہوا اس وقت بھی جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے پہلے اہل جینوا اور پھر پرتگالیوں نے افریقی سواحل پر قدم رکھنے شروع کئے تھے پرتگالیوں کی مہموں کا اصلی مقصد صرف یہ تھا کہ ہندوستان اور مشرق تک پہنچنے کا کوئی

بحری راستہ ڈھونڈ نکالیں ان ممالک کو تیرھویں صدی عیسوی کے اواخر سے جب کہ مارکو پولو کی معرکۃ الآرا تصنیف شایع ہوئی سونے اور مصالوں کا مخزن سمجھا جانے لگا اور اس طرح انھیں ایک نئی اہمیت حاصل ہو گئی۔

اس وقت عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ افریقہ کی سرزمین خط استوا کے جنوب تک نہیں پہنچی ہے لیکن چونکہ اس براعظم کی وسعت متجسسین کے بڑھتے قدموں کے ساتھ بڑھتی گئی اس لئے یہ خیالات رفتہ رفتہ مٹتے گئے۔ اور امیدیں قوی ہوتی گئیں کہ براعظم ایشیا بحر ظلمات کے اس پار ہے، قرون وسطیٰ میں یہ خیال یورپ میں بہت کچھ زور پکڑ چکا تھا کہ بحر ظلمات کی موجیں ایشیا کے مشرقی کناروں سے دست و بغل ہوتی ہیں۔ اس خیال کی جو قدما کی تخیل آرائی کا رہون منت تھا اول اول روجر بیکن نے جو آکسفرڈ کے فرانسسکی متکلمین میں سے تھا تیرھویں صدی میں مستقل طور پر تجدید کی۔ روجر بیکن ہی سے امیر جامعہ پیرس پیئر وائی نے اس خیال کو اخذ کر کے اپنی تصنیف "خیالی دنیا" میں جگہ دی۔ اس خیال کی توثیق ان جزائر کے آثار سے ہوئی تھی جو بحر ظلمات میں دور دراز مقامات پر واقع تھے اور نیز ان لکڑیوں اور ٹہنیوں سے جو گلف اسٹریم کے ساتھ بہکر سواحل یورپ تک پہنچتی تھیں اس کا قطعی تذکرہ پولو توسکانیلی نے جو فلورنس کا ایک ہئیت داں تھا اپنے خط میں کیا جو لسبن کے ایک راہب کے نام مورخہ ۲۰ / جون ۱۴۷۴ء لکھا گیا تھا۔ اس وقت تک پرتگال والے مغربی سواحل افریقہ پر نمایاں پیشقدمی کر چکے تھے اور بالآخر دماغہ افریقہ یعنی (Cape of Good Hope) کے دریافت ہو جانے کی وجہ سے جس کا پتا بارتھلمیو ڈیاز نے ۱۴۸۶ء میں لگایا تھا۔ پرتگالیوں کی تمام کوششیں مشرق تک پہنچنے کا راستہ دریافت کر لینے پر مرکوز ہو گئیں۔ پرتگالیوں نے جس خیال کو نظر انداز کر دیا اسے اب کرسٹوفر کولمبس نے اپنا مطمح نظر بنایا۔ جینوا کے اس مشہور و معروف ہستی کو تاریخ انکشاف میں کیا

بحر اوقیانوس سے ہو کر ہندوستان تک پہنچنے کے خیال کو جسے پرتگالی ترک کر دیتے ہیں کولمبس اختیار کرتا ہے

مرتبہ حاصل ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے ہم کو یہ ذہن نشین کرنا چاہیے کہ کولمبس کسی جدید براعظم کے دریافت کرنے کا خیال نہ رکھتا تھا اس کا منشا اور مقصد صرف یہ تھا کہ جزائر ہند تک پہنچنے کا کوئی مختصر سا راستہ دریافت کرلے وبس۔ اس بارے میں اس کے خیالات بالکل وہی تھے جو اس زمانے میں رائج تھے۔ ان سے وہ ایک قدم بھی آگے نہ تھا۔ اس کا علم مذکورۂ بالا معلومات پر مبنی تھا۔ اپنے ہمعصروں سے وہ صرف اس لحاظ سے ممتاز تھا کہ وہ ٹھیک مغرب کی سمت قدم بڑھائے چلے جانے کا عزم صمیم کرچکا تھا تاوقتیکہ وہ براعظم ایشیا تک نہ پہنچ جائے اس ارادے سے دانائی کی تصنیف توسکانیلی کے خط اور موخرالذکر ہی کے ایک نقشے کو لئے ہوئے اس نے دربار لسبن کی طرف رجوع کیا جہاں وہ اپنے بھائی بارتھیلیمو کے ساتھ جا بسا تھا لیکن پرتگال کا تاجدار جان دوم سمندر ہی سمندر سے افریقہ کے گرداگرد سفر کرتے پر تلا بیٹھا تھا۔ چنانچہ اس نے کولمبس کی درخواست رد کردی اس کے بعد بعض بیانات[ل] کے بموجب اسنے جینوا اور وینس کی تائید حاصل کرنے کے لئے بھی ہاتھ پاؤں مارے لیکن یہاں بھی ناکام رہا بالآخر چاروں طرف سے تھک کر اس کی مایوس نگاہیں انگلستان اور اسپین کے درباروں کی طرف پڑیں۔

کولمبس مختلف درباہائے شاہی کی جبہہ سائی کرتا اور بالآخر اسپین کی تائید حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

کولمبس کے بھائی بارتھولومیو نے انگلستان کی طرف لنگر اٹھا دیئے لیکن رودبار انگلستان میں پہنچکر وہ بدقسمتی سے بحری لٹیروں کے ہاتھوں میں پڑگیا پرتگال واپس ہوکر وہ ڈیاز کے ساتھ دماغہ افریقہ یعنی کیپ آف گڈ ہوپ کی مہم پر روانہ ہوگیا۔ اور گو انجام کار اس نے ہنری ہفتم کے دربار میں بھی سلسلہ جنبانی کی جہاں اس کا استقبال پوری گرمجوشی کے ساتھ کیا گیا۔ تاہم اب

ل۔ جینوا اور وینس کی مفروضہ سیاحت مشکوک ہے۔

تیر کمان سے نکل چکا تھا کیونکہ کرسٹو فر اس سے پہلے ہی فرڈینینڈ اور ازابیلا کے ساتھ خط وکتابت شروع کر چکا تھا۔ شہریاران ہسپانیہ نے کرسٹوفر کی دلکش اسکیم کو غور کے ساتھ سنا۔ لیکن جنگ غرناطہ سے جو اس وقت پورے زوروں کے ساتھ چل رہی تھی ہسپانیہ کے خزانے پر شدید بار عاید ہو رہا تھا ماسوا اس کے کولمبس کی شرایط بھی بہت سخت تھیں۔ اس کا مطالبہ یہ تھا کہ جو جو مقامات اور جو جو جزیرے وہ دریافت کرے ان سب کا وہ شاہی امیر البحر اور موروثی نائب السلطنت تسلیم کیا جائے۔ ان مقامات میں اس کو وہی رعائتیں حاصل رہیں جو کاستیل کے (قسطیلیہ) صدر امیر البحر کو حاصل تھیں۔ جو خزانے از قسم طلا وغیرہ دستیاب ہوں ان کا دسواں حصہ اس کو دیا جائے۔ بہر کیف غرناطہ فتح ہو جانے کے بعد اس معاہدے پر بالآخر دستخط ہو ہی گئے۔ اپریل ۱۴۹۲ء) اور اگست کے مہینے میں کولمبس پالوس کی لنگر گاہ سے اپنے یادگار زمانہ بحری سفر پر روانہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ تین کشتیاں ایک سو بیس نفوس اور بارہ مہینے کا سامان سفر تھا۔ ایک نامۂ شاہی بھی تھا جو اس کے کیتھولک شہریاروں نے خان کبیتھے کے نام لکھا تھا۔ کولمبس اس دعوے کے ساتھ چلا تھا کہ وہ نہ صرف جزائر ہند کے سربستہ خزانے ہی ہسپانیہ کے لئے کھول دے گا بلکہ کافروں اور بے دینوں کے خلاف مذہبی جہاد کا راستہ بھی صاف کر دے گا۔ اس کے سفر کی تفصیلات ہم دوسروں کے لئے چھوڑے دیتے اور خود صرف ایک اجمالی خاکہ کھینچنے ہی پر کفایت کرتے ہیں۔

کولمبس کی پہلی مہم ۱۴۹۲ء

اپنی پہلی مہم میں کولمبس کناریز سے بالراست مغربی جانب پانچ ہفتے کی متواتر جہاز رانی کے بعد بہاما کے جزیروں میں سے ایک جزیرے میں پہنچا اور اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد بڑے جزیرے اور پھر طویل جزیرے میں پہنچا۔ ان۔ ان جزایر کے باشندوں کے اشاروں سے یہ پتہ لگا کر کہ سونا صرف جنوب و مغرب کی سمت مل سکے گا وہ سواحل کیوبا پہنچا اور پھر وہاں سے وہ جزیرہ ہسپانیولا

ہاہانٹی کی طرف روانہ ہوگیا۔ یہاں میلاد مسیح کی شب کو اس کا جہاز ریگ سے ٹکرا کر تباہ ہوگیا۔ اس کے ماتحتوں میں سے پنیزان نامی ایک شخص پہلے ہی اس کا ساتھ اس امید میں چھوڑ کر واپس چلا گیا کہ ہسپانیہ میں جا کر اس خبر کو قبل از قبل بیان کر دے گا آخر کار خود کولمبس بھی اپنے تباہ شدہ جہاز سینٹا میریا کو ہاہنٹی ہی چھوڑ کر تنہا جہاز میں جو ایک ہی باقی رہ گیا تھا ہسپانیہ واپس ہوگیا۔

کولمبس کے بعد کے سفر ۱۴۹۳ء

اپنے دوسرے سفر میں جو ۱۴۹۳ء میں شروع ہوا تھا کولمبس نے جمیکا اور مجمع الجزائر انٹیل کے بعض جزیرے دریافت کئے۔ تیسرے سفر میں وہ بالآخر براعظم تک پہنچ گیا۔ اور وینیزویلا کا ساحل دریافت کر لیا یہ ۱۴۹۸ء کا واقعہ ہے جس سال واسکوڈاگاما کیپ آف گوڈ ہوپ کے گرد چکر کاٹ کر مشرقی راستے سے ہندوستان پہنچا تھا ۱۵۰۲ء میں کولمبس ہونڈیوراس کے ساحل پر لنگر انداز ہوا اور اس طرح اس نے براعظم امریکہ کو دریافت کر لیا۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے میں اس کا ہموطن جان کابوٹ اس سے گوئے سبقت لے گیا تھا جو ہنری ہفتم کی ملازمت میں برسٹل سے روانہ ہوکر ۱۴۹۷ء میں مشرقی امریکہ میں سینٹ لارنس کے دہانے کے قریب پہنچ گیا تھا اور جو جنوب میں غالباً ساحل ہی ساحل ہوتے ہوئے راس کاڈ تک کا پتہ لگاتا چلا گیا تھا۔ پس براعظم امریکہ کی دریافت کا سہرا بھی کولمبس کے سر پر نہیں رہتا علاوہ بریں وہ مرتے دم تک یہی خیال کرتا رہا تھا کہ کیوبا براعظم ایشیا کا جزو تھا اور ہسپینولا اور دوسرے جزیرے جو اس نے دریافت کئے تھے وہ ایشیا کے مجمع الجزائر میں واقع تھے اس اثنا میں کولمبس کی حکومت اپنی ہسپینولا کی نوآبادیات میں ایسی ناکام رہی کہ ازابیلا اور فرڈی نینڈ نے اس کو ۱۴۹۸ء میں حکومت سے معزول کر دیا۔ گو فرڈی نینڈ اور ازابیلا پر یہ الزام عاید ہوسکتا ہے کہ انھوں نے اس شخص کے ساتھ جس نے ہسپانیہ کے واسطے ایسی مفید خدمات انجام دی تھیں، بے وفائی کا سلوک کیا

بہ حیثیت والی کولمبس ناکام ثابت ہوتا ہے۔

لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ کولمبس نے اپنے تئیں حکومت کا بالکل اہل ثابت نہیں کیا اور اس لئے ان تمام وعدوں کا پورا کرنا خارج از بحث تھا جو اس کے آقاؤں نے ابتداءً اس سے کئے تھے۔ ان کا جنوبی امریکہ کا دریافت کرنا ایک ناخواستہ فعل تھا لیکن اپنے پہلے سفر میں اس نے جس استقلال اور ثابت قدمی کا اظہار کیا وہ اس کو شہرت کا خاصۃً مستحق بنا دیتی ہے۔ اس کے انکشاف کی حقیقی اہمیت کی قدر کرنا قسمت نے اس کے جانشینوں کے تفویض کیا۔

مزید نئے مقامات کا دریافت ہونا

سنہ ۱۵۰۰ء میں ونسنٹ پینزن جو کولمبس کے ابتدائی ساتھیوں میں سے تھا جنوب کی سمت اور بھی آگے بڑھتا چلا گیا حتیٰ کہ اس مقام کی انتہائی شمالی سرحد یعنی راس سنٹ اگسٹینو تک پہنچ گیا جو آگے چل کر برازیل کے نام سے موسوم ہونے والا تھا۔ اور اسی سلسلے میں اس انتہائی شمالی سرحد اور وینزولا کے وسط میں شمال مغربی سمت میں ایک جدید ساحل بھی دریافت کر لیا اسی سال کیبرآل جو پرتگال کا باشندہ تھا کیپ آف گڈ ہوپ جاتے ہوئے بادِ مخالف کی زد میں آکر مغرب کی طرف بہتا چلا گیا اور ایک بار پھر برازیل جا پہنچا جس کے متعلق پرتگالیوں کا دعویٰ تھا کہ معاہدہ ٹارڈی سیلاز (صفحہ ۱۱۵) کی رو سے جو خطِ انقسام قائم کیا گیا تھا وہ اس خط کی حدود کے اندر پڑتا تھا اور اس لیے ان کے زیر تصرف تھا اس کے بعد کے سال میں (سنہ ۱۵۰۱ء) امریگو ویسپگی نے سارے ملک کی تفتیش کر ڈالی۔ یہ شخص فلورنس کا باشندہ تھا اور ایک زمانے میں ہسپانیہ کے زمرۂ ملازمت میں شریک تھا لیکن پھر اپنی ملازمت ترک کر کے پرتگال کی نوکری اختیار کر لی تھی۔ اب جنوب میں ریو ڈی جنیرو تک ساحل کو دریافت کرتا چلا گیا جہاں تک اب تک کسی کی رسائی نہیں ہوئی تھی اور ایک عجیب و غریب ادبی اتفاق کہ اس نئی دنیا کا نام اسی سیاح کے نام سے منسوب ہو گیا۔ اس نئی دنیا کے متعلق اب تک لوگوں کے دماغ میں یہ خیال بسا ہوا تھا کہ یا تو وہ براعظم ایشیا کی

ایک کوہ پیکر راس ہے یا بحر ظلمات کا کوئی زبردست جزیرہ۔ اس کے پانچ سال بعد کولمبس ہسپانیہ میں ایک گمنام اور غیر معروف شخص کی حیثیت سے داعئی اجل کو لبیک کہہ گیا اس کی رحلت کے بعد نئے نئے مقامات کا انکشاف جاری رہا۔

۱۵۱۲ء میں پانسے دی لیون نامی ایک شخص نے جو ہسپینولا کا ایک نوآباد تھا فلوریڈا کو دریافت کیا۔ بلکہ اس کی تفتیش بھی کی۔ اس کے کچھ ہی زمانے بعد خلیج میکسیکو دوبارہ پار کیا گیا اور شمالی اور جنوبی امریکہ کا اتصال ثابت ہو گیا۔ ۱۵۱۳ء میں واسکو نو نیز ڈی بالبوا نے ڈیرین کو عبور کیا اور کوہ کارڈی لیراز کی چوٹیوں پر چڑھنے کے بعد اسے بحر قلزم کی موجیں نظر آئیں۔ لیکن کولمبس کا نظریہ دماغوں پر اس قدر چھایا ہوا تھا کہ بہتیرے اشخاص اب بھی اس عظیم الشان سمندر کو محض ایک اندرونی سمندر سمجھے ہوئے تھے[1]

ماگیلان کا یہ انکشاف کہ امریکہ ایک نیا بر اعظم ہے

مذکورۂ بالا خیال قطعی طور پر اس وقت رفع ہوا ہے جب پرتگالیوں نے ایشیا کی طرف پیش قدمی کی ہے۔ سولھویں صدی کی ابتدا میں پرتگالیوں نے سواحل ایشیا کے گرد بتدریج چکر لگانے شروع کر دیئے تھے فرنان ڈے آنڈراڈے نے مجمع الجزائر ایشیا کے کچھ حصے کی تفتیش کر لی تھی اور ۱۵۱۷ء میں کنٹان (خانفو) تک جا پہنچا تھا۔ پرتگالیوں کی متذکرہ صدر مہمات کے منجملہ بعض مہموں میں ماگیلان بھی شریک رہا تھا اور ایشیا کے مشرق میں ایک عظیم الشان سمندر کے واقع ہونے کا جو علم اسے ان مہموں میں حاصل ہوا تھا اسی نے اس کے دماغ میں یہ خیال پیدا کیا کہ نو دریافت شدہ دنیا یعنی امریکہ سے ہو کر ایشیا تک پہنچنے کا ایک مغربی راستہ دریافت کیا جائے امانویل تاجدار پرتگال نے ماگیلان کی تنخواہ میں اضافہ کرنے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ اس انکار سے کبیدہ خاطر ہو کر اس نے جوان سال حکمراں چارلس پنجم کی ملازمت اختیار کر لی اور ماہ ستمبر ۱۵۱۹ء میں

---

[1] اس مسئلے کی بابت دیکھو Ruge کی Geschich te des Zeilatters der Entdichugeu صفحہ (۵۸۴)

اپنے مشہور و معروف بحری سفر پر روانہ ہو گیا۔ تیرہ[۱۳] مہینے تک متواتر سفر کرنے کے
بعد اس نے وہ آبنائے دریافت کی جو اس کے نام سے آبنائے ماگیلان کے
نام سے مشہور ہے جزائر فلپین تک پہنچنے میں اس کو تین مہینے اور لگے لیکن
افسوس ہے کہ یہ جری اور منچلا ملاح جزائر لاڈرون کے ایک جزیرے میں
۲۷ اپریل ۱۵۲۱ء اس کوشش میں ہلاک ہو گیا کہ ایک دیسی کو جو تبدیل مذہب
کر کے عیسائی ہو گیا تھا اس کے دشمنوں سے بچائے۔ اس کے بیڑے
میں سے جو پانچ جہازوں پر مشتمل تھا صرف ایک جہاز بچ بچا کر ہسپانیہ پہنچ سکا
(ستمبر ۱۵۲۲ء) آخر کار لوگوں نے کرہ ارض کے اطراف دریائی سفر کر لیا اور
گو امریکہ کی وسعت کو ٹھیک ٹھیک معلوم کرنے اور ایشیا کے ساتھ اس کا صحیح تعلق
دریافت کرنے میں دو صدیاں اور لگیں تاہم انجام کار یہ نئی سرزمین اب ان
معنوں میں "نئی دنیا" ثابت ہوئی جو اس وقت تک کسی کے حاشیہ خیال میں تک
نہ آئے تھے۔ اس اثنا میں کورٹیز نے میکسیکو کو فتح کر لیا (۱۵۱۹ء تا ۱۵۲۱ء) اور
پزارو نے پیرو کی تسخیر کی ابتدا کر دی۔

کولمبس کے اپنے آخری سفر سے واپس آنے کے تقریباً بیس دن بعد
کاسٹیل کی نادر ملکہ گذر گئی۔ (۲۶ نومبر ۱۵۰۴ء) اس وقت اس کی عمر چون سال تھی
اور اس کی تخت نشینی کا یہ تیسواں[۳۰] سال تھا۔

ازابیلا کی وفات ۲۶ نومبر ۱۵۰۴ء اور اس کی سیرت

ہسپانیہ میں اس پائے کی کوئی ملکہ پیدا نہیں ہوئی اور یورپ میں
بھی چند ہی ایسی ملکائیں گزری ہوں گی جن کو ازابیلا کی سی شہرت
حاصل ہوئی ہو اس کی ہستی اپنے عہد کی نیکیوں اور کمزوریوں کا
ایک عجیب و غریب نمونہ تھی اس کی دیانت سچی تھی بناوٹی
نہ تھی وہ فطرۃً مہربان تھی لیکن ساتھ ہی اس کے اس میں وقار بھی تھا۔ اپنے
فرائض کی انجام دہی میں سختی کے ساتھ پابند تھی اس کی فطرت میں علو ہمت،
مروت اور بے غرضی کے خداداد گوہر بھرے تھے اپنے ملک کی ضرورتوں سے
باخبر، وہ بہ حیثیت عورت کے قابل تحسین تھی اور اس کی ہستی کے ہر ذرے میں ملوکیت
کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی۔ اس کی اعلیٰ سیرت میں اگر کوئی نقص تھا تو وہ صرف

یہ کہ مذہبی عصبیت اس کو ظلم و تعدی کی طرف گھسیٹ لے جاتی تھی مجلس تحقیقات مذہبی
یہودیوں کا اخراج، مسلمانوں سے شکست مواعید، قرار داد غرناطہ کی نظر اندازی یہ
تمام امور اس کی اجازت و رضامندی سے عمل میں لائے گئے تھے تاہم انصاف تو
یہ ہے کہ مذہبی عدم رواداری کی یہ روح اس زمانے کی بہتر سی بہتر سلطنتوں میں بھی
سرایت کر گئی تھی، یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مذہبی رواداری کا اس وقت تک کسی کو
خیال تک نہ تھا اور ممکن ہے کہ اس پر عمل کرنا بھی اس زمانے کے لحاظ سے
محال ہو۔

اس کے شوہر فرڈیننڈ کا چال چلن جو اس کے بعد بارہ[۱۲] برس تک زندہ رہا
نفاست اور دلکشی میں اس کی سیرت کا ہم پلہ نہ تھا۔ فرڈیننڈ کا زمانہ سیاسی یا سفارتی
بے وفائی کے لئے مشہور ہے اور وہ اس زمانے میں بھی عیاری کا سرتاج تھا۔

فرڈیننڈ کا چال چلن

وہ اکثر اس امر پر فخر کیا کرتا تھا کہ اس نے بہتیروں کو دھوکا
دیا لیکن خود کسی کے دھوکے میں نہ آیا جو لوگ اس کی بہترین
خدمت کرتے ان کو بھی شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتا اور اکثر وہ بھی اسی کی
بے وفائی کا نشانہ بنتے۔ طبیعت کا بے پروا۔ اس میں فیاضانہ جذبے پیدا تک
نہ ہوتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس قابل ہی نہ تھا کہ اس کو ازابیلا جیسی
بیوی ملے۔ لیکن ساتھ ہی ہم کو یہ ورکھنا چاہیئے کہ اس زمانے میں سیاسی عیاری
حکمرانی کے لوازمات میں سے خیال کی جاتی تھی اور اس کے ہمعصر حکمراں گو ان
کی سفاکی اتنی کامیاب ثابت نہ ہوئی ہو، تاہم ایمانداری میں وہ اس سے کسی طرح
بہتر یا برتر ہرگز نہ تھے ماسوا اس کے فرڈیننڈ کا تدبر اس کے ضروریات ملکی کے
صحیح احساس پر مبنی تھا۔ اقتدار شاہی کو مستحکم کرنے کی تجویز کا وہ مؤید بلکہ بانی وموجد
تھا اور ازابیلا کی زندگی تک وہ دونوں بادشاہیوں کے اتحاد کے لئے تندہی سے
کوشاں رہا۔

لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ازابیلا کے انتقال کے بعد فرڈیننڈ کے قدم
اپنی مقرر کردہ پالیسی سے بعض اوقات ڈگمگا گئے۔ ۱۵۰۵ء کے موسم خزاں
میں اس نے اولاد نرینہ کی امید میں جو اس کے بعد اراگان کے تاج و تخت کا

ازابیلا کی وفات کے بعد اس کا مسلک۔

وارث ہوسکے جرمین ڈی فوائکس سے شادی کرلی تھی۔ یہ ایسی امید تھی کہ اگر کہیں پوری ہو گئی ہوتی تو قسطیلیہ اور آراگان کی حکومتوں کا اتحاد جس کے لئے وہ اب تک ایڑی چوٹی کا زور لگا تا جارہا تھا خواب وخیال ہو جاتا۔ اس کا جواب کہ فرڈیننڈ نے یہ شادی کیوں کی اس امر سے ملے گا کہ خاندان ہیپسبرگ سے ایک زمانے سے رقابت کا سلسلہ چلے آرہا تھا۔ ازابیلا کی وفات سے قسطیلیہ کا تاج شہزادی جونا کے حصے میں آیا تھا اور چونکہ جونا میں اس سے پہلے ہی[1] دیوانگی کے علامات نمایاں ہو چکے تھے اس لئے فرڈیننڈ نے نائب السلطنتی کا دعویٰ کیا۔ اس کے اس دعوے کی جونا کے شوہر آرچ ڈیوک فلپ کی طرف سے مخالفت کی گئی اور بالآخر فرڈیننڈ کو ۱۵۰۶ء میں دب کر خاموش ہو جانا پڑا۔ اسی سال ۲۵ ستمبر کو فلپ کے انتقال کر جانے سے فرڈیننڈ کا یہ فوری خطرہ تو رفع ہو گیا لیکن مشکل یہ آپڑی کہ اب قسطیلیہ کے حقوق آرچ ڈیوک فلپ سے منتقل ہو کر اس کے بیٹے چارلس پر عود کر آئے فرڈیننڈ کی اس دوسری بیوی سے بھی کوئی اولاد نرینہ نہ ہوئی اس سے مایوس ہو کر اس نے اپنی آخری عمر میں آراگان کی حکومت اپنے چھوٹے نواسے فرڈیننڈ پر منتقل کر دینی چاہی اس سالخوردہ مدبر کی نکتہ رس نگاہوں نے اس خطرے کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا جو چارلس کی اتنی بڑی اور وسیع قلمرو پر حکمراں ہونے سے ہسپانیہ اور تمام یورپ کو لاحق ہو رہا تھا اگر اس کا ارادہ پورا ہو گیا ہوتا تو اوس نے اطالیہ اور ہسپانیہ کی بادشاہیاں چارلس کے چھوٹے بھائی فرڈیننڈ کے واسطے محفوظ کرلی ہوتیں اور اس طرح آسٹریا کا توازنِ قوت ہسپانیہ اور فرانس کے مقابلے میں حاصل ہو گیا ہوتا لیکن برگنیوں میں

---

[1] برگنراث نے (State papers) مطبوعہ لندن ۱۸۶۸ء کی پہلی جلد باب ۲ کے ضمیمہ میں جونا کی دیوانگی سے انکار کیا لیکن اس خصوص میں دیکھو گاچرڈ کی Sur Jiaunila Foke مطبوعہ برسلز ۱۸۶۹ء Rosler Johauia die Wahusmnige مطبوعہ "ڈیانا" ۱۸۷۰ء اور رینک کی تصنیف موسومہ "لاطینی اور تیوتانی اقوام" کتاب (۲) باب (۳) کا حاشیہ۔

فرانسیس کی فتح نے (ستمبر ۱۵۱۵ئ) فرانسیسی تفوق و برتری کے متعلق ان کے خطرات کو از سر نو ابھار دیا۔ زیمینیز کے مشورے غالب آئے اور فرڈیننڈ کے انتقال پر (۲۳ جنوری ۱۵۱۶ئ) اس کا کل ترکہ جوں کا توں چارلس آف آسٹریا کے قبضے میں آ گیا۔

فرڈیننڈ اور ازابیلا کے عہد حکومت سے ہسپانیہ کی تاریخ میں انقلاب واقع ہو جاتا ہے۔ جب یہ دونوں برسر اقتدار ہوئے تو ملک کی یہ حالت تھی کہ وہ مدت دراز سے شورشوں غداریوں اور خانگی نفاق کا آماجگاہ بنا ہوا تھا تخت پر متمکن ہوتے ہی انھوں نے ضبط و نظم قائم رکھنا اور مطلق العنان امرا کی ہنگامہ آرائیوں کا قلع قمع کرنا شروع کر دیا۔ ان کی حکومتیں جو سالہا سال کی پرانی

فرڈیننڈ اور ازابیلا کی حکومتوں کی اہمیت

قومی رقابتوں کے باعث ایک دوسرے سے جدا ہو رہی تھیں ایسی متحد ہو گئیں کہ پھر کبھی باہم دیگر علیحدہ ہی نہ ہو سکیں غرناطہ اور ہسپانوی نوار کے فتوح سے ان کے علاقوں کی حدود اتنی وسیع ہو گئیں کہ پرتگال کو مستثنیٰ کر کے اب سارا بر اعظم ان کے حلقہ اثر میں آ گیا۔ اطالیہ اور افریقہ کے شمالی سواحل کی فتوح نے ان کے ڈانڈوں کو اور بھی پھیلا دیا۔ نئی دنیا میں ہسپانیہ نے جو مقامات دریافت کئے انھوں نے اس کی قلمرو کو اتنا وسیع کر دیا کہ اب بقول شخصے اس پر آفتاب غروب ہی نہ ہوتا تھا۔ اس کی پیادہ فوجوں اور توپ خانوں کو گان زیلا اور ہیدرو نوارنے از سر نو منظم کر کے پہلے ہی سارے یورپ کے لئے سامان مہیب بنا دیا اور اسپین نے اب پہلی بار اور قطعی طور پر اپنی حالت کو بام ترقی کے زینے پر اس طرح پہنچا دیا کہ اس کا شمار یورپ کی سر برآوردہ قوموں میں ہونے لگا۔ لیکن ظاہری عظمت و شان کے ان دلفریب خد و خال میں آنے والی مصیبتوں کے آثار بھی نمودار ہو چلے تھے۔ دونوں حکومتوں کا اتحاد شخصی ہم آہنگی سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا انتظام سلطنت میں یک رنگی اور یگانگت پیدا نہیں ہوئی تھی۔

لہ۔ ازابیلا نے قسطیلیہ کی حکومت اپنی بیٹی شاہزادی جونا اور اس کے بعد شاہزادہ چارلس آف آسٹریا کے حق میں چھوڑ دی۔ فرڈیننڈ آراگان کی حکومت کے متعلق بھی ایسا ہی عمل کیا لیکن زیمینز نے یہ اعلان کر دیا کہ چارلس اپنی ماں کے ساتھ حکمران مشترک کے طور پر فرماں روائی کرتا رہے گا جونا دیوانی تھی اس کا عملی نتیجہ یہ نکلا کہ مجرد چارلس ہی حکمراں ہو گیا۔

قومی رہنماؤں کی جڑیں بہت دور تک پہنچ چکی تھیں امرا بے مہار نہ تھے لیکن ان کی قوت زائل بھی نہیں ہوئی تھی۔ اور حقیقی دستوری آزادی کی عدم موجودگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ چارلس پنجم کے عہد حکومت میں کومیونیروز (Coimmuneros) کی بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی ان سب پر طرہ یہ کہ مجلس تحقیقات مذہبی کے قیام یہودیوں کے اخراج اور مسلمانوں کے قتل عام نے آزادیٔ خیال کا خاتمہ کر دیا بیش بہا فلزات کی حرص نے جو نئی دنیا کے انکشاف کا نتیجہ تھا ہسپانیوں کے دماغ میں ان کی غیر معمولی قدر و قیمت کا ایسا اعتقاد راسخ کر دیا کہ تجارت کی طرف سے خیالات بالکل ہٹ گئے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اس کے خاتمے کا حکم صادر ہو گیا۔ اور اس سے ملک کی صنعتی و تجارتی خوشحالی بہت جلد خاک میں مل گئی۔

۳۔ جرمنی

جس دور پر ہم فی الوقت تبصرہ کر رہے ہیں (۱۴۹۴ء تا ۱۵۱۹ء) اس میں جرمنی کی تاریخ گویا شاہنشاہ میکسی میلین اول کے عہد حکومت کی تاریخ ہے کیونکہ یہ زمانہ تقریباً سارا اسی بادشاہ کے دور حکمرانی پر مشتمل ہے۔

جرمنی کی اندرونی تاریخ۔ میکسی میلین کے عہد حکومت میں ۱۴۹۳-۱۵۱۹

میکسی میلین جو اپنے باپ فریڈرک سوم کی زندگی ہی میں رومیوں کا بادشاہ منتخب ہو گیا کچھ مدت سے عملاً تمام امورات سلطنت کا انصرام کر رہا تھا۔ چنانچہ ۱۴۹۳ء میں فریڈرک کی آنکھیں بند ہوتے ہی وہ چپ چاپ اس کا جانشین ہو گیا اس تمام دور حکومت میں ہم کو اپنی توجہ زیادہ تر نظام سلطنت کے انھیں اختلافات پر غور کرنے میں صرف کرنی پڑے گی جن کی ابتدا اور انتہا دونوں جرمنی کی کمزوری اور مختلف اغراض کے تباہ کن تصادم کی آئینہ بردار ہیں۔

جس وقت شمالی یورپ کی دوسری حکومتیں ایک قومی حکمران کے تحت متحد و مستحکم ہو رہی تھیں جرمنی میں کچھ اور ہی سامان پیش نظر تھا۔ مقدس شہنشاہ روما

شاہنشاہی دستورِ سلطنت اگو بظاہر وہ یورپ کا دنیوی سرخیل تھا اور اس کے بدولت اسے یورپ میں کافی عزت و مرتبہ حاصل تھا تاہم جرمنی میں حقیقی اقتدار کے اعتبار سے وہ یورپ میں کمزور ترین حکمراں تھا منصب شاہنشاہی اتنا رفیع المنزلت خیال کیا جاتا تھا کہ اس کا موروثی بنا دینا ممکن نہ تھا اور منصب پاپائیت" کی طرح جسے یورپ کی مذہبی پیشروی حاصل تھی یہ عہدہ بھی انتخابی تھا حقِ انتخاب سات منتخبین کو حاصل تھا ان میں سے تین صدر اسقف تھے یعنی صدر اسقف مینز ٹرائر اور کولن، باقی چار میں پہلا سکسینی کا امیر دوسرا برینڈنبرگ کا مارگریو تیسرا رائن کا کاؤنٹ پلیٹائن اور چوتھا بوہیمیا کا بادشاہ تھا ان میں سے تاجدار بوہیمیا کو مستثنیٰ کر کے جس کو سلطنت کے انتظامی امور سے کوئی سروکار نہ تھا باقی ماندہ چھ انتخاب کنندوں سے ڈائیٹ یا مجلس مقننہ شہنشاہی کی پہلی انجمن یا جماعت بنی تھی۔ اس جماعت کے تحت دو اور جماعتیں تھیں یعنی ایک جماعت شاہزادگان جس میں مذہبی اور دنیوی دونوں قسم کے شاہزادے شامل تھے اور دوسری شاہنشاہی شہروں کی جماعت جن کو ابھی حال ہی میں مجلس میں جگہ ملی تھی یہ مقننہ مسائل ملکی میں مشورہ دیتی تھی۔ شہنشاہ کی منظور کردہ آئین و قوانین کا نفاذ کرتی اور باغیان ملک کے خلاف شاہی اعلانات جاری کرتی لیکن ان تینوں جماعتوں نیز شہنشاہ اور ڈائٹ کے مابین جو اختلافات اور رقابتیں پائی جاتی تھیں اس ملک کے لئے کوئی نتیجہ بخش اور کارآمد قوانین وضع نہ ہو سکتے تھے اور اس سے بھی زیادہ دشواری وضع شدہ قوانین اور مشتہرہ اعلانات کے تعمیل کرانے میں پیش آتی۔

حقیقت یہ ہے کہ ڈائٹ صحیح معنوں میں ملک کی نمائندہ جماعت تھی ہی نہیں۔

لہ۔ انتخاب ہونے کے بعد اس نے "شاہ رومانیان" کا لقب اختیار کیا لیکن اس کے بعد "مقدس شہنشاہ روم کا لقب حاصل کرنے کے لئے پوپ کے ہاتھوں سے تاج پوشی کو ضروری خیال کیا۔ فریڈرک سوم آخری شہنشاہ تھا جس کی تاج پوشی روما میں ہوئی تھی۔ میکسی میلین نے ۱۵۰۸ء میں منتخب شہنشاہ روم کا لقب پوپ کی اجازت سے اختیار کیا اور چارلس پنجم کے بعد جس کی تاج پوشی بولونا میں ہوئی تھی (۱۵۲۹ء) کسی شہنشاہ نے پوپ کے ہاتھ سے تاج پہننے کی کوشش نہیں کی۔

شاہی شہروں کے نائبین کو مستثنیٰ کر کے جو بالکل خال خال تھے اور کسی طرح کی اہمیت نہ رکھتے تھے باقی تمام ارکان اپنے ذاتی حقوق[1] سے جگہ حاصل کرتے تھے کم درجے کے امرا یا شہنشاہی مبارزوں کا اس مجلس میں گزر ہی نہ تھا۔ کثیر التعداد اور ذی اثر طبقہ شاہنشاہ کے بعد اپنا ہی مرتبہ سمجھتا تھا اور ڈائٹ کے مقرر کردہ محصولات کی ادائی سے ہمیشہ انکار کرتا مالکان مواضع جن کے پاس ایک یا زیادہ گاؤں ہوتے وہ اپنے مستحکم قلعوں میں محصور ہو کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جداگانہ بنا لیتے اپنی رعایا سے خود محصولات وصول کر لیتے خود ہی دوسرے چھوٹے چھوٹے شاہی حقوق بھی استعمال کر جاتے اور ذاتی جنگ کے متعلق جرمنی کے قدیم دستور و رعایت سے فائدہ اٹھا کر اپنے باہمی جھگڑوں اور تاخت آوریوں سے ملک کے امن و امان میں خلل انداز ہوتے رہتے تھے۔ عدل گستری اور انصاف آرائی کے نظام کی حالت بھی کچھ بہتر نہ تھی اس کا تعلق شاہی عدالت سے تھا جو ۱۴۸۶ء سے "دیوان خانۂ شہنشاہی" کے نام سے موسوم ہو گئی تھی لیکن اس کا دائرۂ اثر اور اس کے اختیارات اس لئے ناپسند کئے جا رہے تھے کہ ان پر شہنشاہ کا اثر و اقتدار ضرورت سے زیادہ تھا منتخبین کا دعویٰ تھا کہ وہ اس دیوان خانہ شہنشاہی کے اختیارات سے باہر ہیں اور وہ اس کے اختیارات کو صرف ان ہی مقدمات میں تسلیم کیا کرتے جو انکے انکار انصاف سے متعلق دیوان خانے میں پیش ہوا کرتے تھے۔ دوسری ریاستوں میں اس شہنشاہی عدالت کے احکام کی تعمیل محال تھی۔ نظام حکومت کی کمزوریاں اس کی فوجی تنظیم میں بھی دکھائی دیتی تھیں شہنشاہی سپاہ کے اجتماع کا طریقہ یہ تھا کہ وہ محصول کی طرح ہر انتخاب کنندہ، ہر شہزادہ اور ہر شہر پر عائد کیا جاتا تھا لیکن یہ طلبی اکثر اوقات بالکل نظر انداز کر دی جاتی تھی اور جب کبھی ان کی تعمیل ہوتی تو نتیجہ یہ نکلتا کہ ایک غیر منظم گروہ اکھٹا ہو جاتا جن کے پاس نہ تو اسلحہ ہی باقاعدہ ہوتے نہ بہم رسانی سامان رسدی کا کوئی

---

[1] رؤسا کے علاوہ جن کو انفرادی رائے دہی کا حق حاصل تھا۔ اور تین مشترکہ آرا بھی تھیں ان میں سے ایک رائے ان پرلیٹوں کی تھی جو رئیس نہیں تھے اور باقی دو "سربیا اور بٹر تمیا" کے گرہوں اور بیارونوں کی تھی۔

مشترکہ انتظام ہوتا اور نہ ان میں اتحاد و یکجہتی ہی پائی جاتی مختصر یہ کہ ان شاذونادر موقعوں کو مستثنیٰ کر دینے کے بعد جن میں قومی روح حقیقتہً متحرک ہو گئی تھی، مثلاً ترکوں کے خلاف نبرد آزمائیوں میں، یہ شاہنشاہی سپاہ جرمنی اور یورپ کے لئے مضحکہ آمیز تھی۔

ایک طرف تو یہ شاہنشاہی اقتدار، جو کسی زمانے میں اتحاد و انضباط کا مرکز بنا ہوا تھا، خواہ وہ برائے نام ہی کیوں نہ تھا۔ گھٹتے گھٹتے بالکل مٹ گیا تھا۔ اور دوسری طرف اس کا کوئی نعم البدل پیدا نہیں ہوا تھا۔ ملک کے ضبط و نظم کے قائم رکھنے میں دستور شاہی کو ایسی ناکامی ہوئی تھی کہ باشندگان جرمنی نے خود باہمی جتھے قائم کر کے اپنی حفاظت اور بچاؤ کا سامان پیدا کر لیا تھا۔ اس قسم کے جتھے بالکل کسی نہ کسی خاص فرقہ یا ریاست تک محدود ہوا کرتے تھے۔ لیکن ۱۴۸۸ء میں سارے موجود الوقت جتھوں نے سویبیا میں آپس میں متفق ہو کر ایک عام اتحاد قائم کر لیا اس اتحاد میں شہر، مبارز اور شہزادے سبھی شریک تھے اور ان سب کے اتحاد سے ایک مشترکہ لشکر اور ایک مشترکہ بیت المال قائم ہو گیا جن کے انتظامات ایک متفقہ جماعت کے ذریعے سے جو دو طبقوں پر مشتمل تھی انجام پاتے تھے۔ اس مشہور سوبئی جمعیت کو شاہنشاہ فریڈرک سوم کی تائید بھی حاصل تھی۔ اس نے اضلاع و مضافات میں جو اب تک جرمنی کے بے نظم ترین حصے تھے تھوڑا بہت ضبط و نظم قائم کر دیا اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا اقتدار خود ڈائٹ کے اقتدار سے کہیں زیادہ اصلیت رکھتا تھا۔

فریڈرک سوم کے عہد حکومت میں انتخاب کنندوں نے اپنے ملک کی بڑی بڑی خرابیوں کے رفع کرنے کی ایک سرتوڑ کوشش کی تھی لیکن اس وقت اس جد و جہد کو ناکامی ہوئی تھی اب یہ کوشش پھر از سر نو شروع کی گئی۔ اس جماعت مصلحین کے مقاصد جن کی سرکردگی برتھولڈ صدر اسقف مینز جان آف باڈن صدر اسقف ٹرائر سگزمنی کے امیر فرڈرک دانا اور برنڈن برگ کے جان سسرو وغیرہ کر رہے تھے مختصراً حسب ذیل تھے۔

(۱) امن عامہ کا قیام و نفاذ۔ ذاتی اور نجی جھگڑوں اور مناقشوں کا سدباب،

(۲) فصل خصومات اور قیام امن کے لئے ایک ایسی وفاقی عدالت کی تاسیس جو شاہنشاہ کے مطلق العنانہ اقتدار سے آزاد ہو۔

(۳) ڈائٹ کے زیر سایہ ایک زیادہ مبنی بر مساوات نظام محصولات کا نفاذ۔

(۴) انتظامی مقاصد کے لئے موجو دالوقت "حلقوں" کے نظام کی توسیع و تکمیل۔

(۵) آخراً ایک مرکزی مجلس شہنشاہی کا قیام جو ڈایٹ سے زیادہ موثر ہو اور جو نظم ونسق پر نگرانی رکھنے کے علاوہ خود شہنشاہ کی روک تھام کرے۔

قصہ مختصر انتخاب کنندوں کا مقصد یہ تھا کہ عدل وانصاف کا ایک ایسا نظام قائم ہو جائے جو نسبتہً زیادہ موثر وکارگر ہو۔ ایک ایسی حکومت وجود میں آئے جو شہنشاہ کی غیر ذمہ دارانہ فرماں روائی سے پاک اور آزاد ہو اور جس میں جرمنی کی متحدہ تنظیم کے پیدا کردہ جدید اتحاد و یگانگت کی پوری پوری نمایندگی ہوتی ہو۔

یہ ہیں وہ اصلاحات جن کا مطالبہ انتخاب کنندوں نے ۱۴۹۵ء میں شاہنشاہ میکسی میلین سے ورمس کے ڈائٹ میں اس وقت کیا تھا جب کہ آخر الذکر نے اپنی اطالوی مہم کے واسطے سلطنت سے استعانت چاہی تھی یہ سوال کہ اگر ان اصلاحات پر عمل ہوا ہوتا تو کیا اس کا نتیجہ جرمنی کے حق میں مفید ہوتا یا نہ ہوتا اگر ماگرم بحثوں کا موضوع رہ چکا ہے۔ وہ لوگ یقیناً غلطی پر ہیں جو اصلاحات کی اس پکار کو صرف چند خود غرض انتخاب کنندوں کے شور وشغب سے منسوب کرتے ہیں جو اپنی ذاتی ترقی اور آزادی کے خواہشمند تھے۔

ورمس ڈائٹ ۱۴۹۵ء

تاہم اس امر میں کسے شک ہو سکتا ہے کہ اگر یہ تحریک کامیاب ہو جاتی تو اس کا نتیجہ امرا کے ایک وفاقی نظام کی شکل میں ظاہر ہوتا جو اولاً منتخبین اور بڑے شہزادوں کے اغراض سے وابستہ ہوتا اور جسے اسی وجہ سے چھوٹے شہزادے مبارزین اور دوسرے طبقے نفرت اور بدظنی کی نگاہ سے دیکھتے۔ اس سوال کا جواب ہمیشہ مشکوک رہے گا کہ اس وفاقی نظام کے قیام سے انتشار کے رجحانات کس حد تک مسدود ہو جاتے اور آیا یہ کہ جرمنی کو اس سے ایک نیا مرکز اتحاد حاصل ہوتا یا نہیں۔ لیکن زمانۂ مابعد کی تاریخ جرمنی ہم کو اس رائے پر مائل کرتی ہے کہ جرمنی کی خرابیوں کا علاج اس کوچے میں نہیں پایا جا سکتا تھا۔

حقیقت حال کچھ بھی ہو میکسی میلین کی طرف سے اس تحریک کی مخالفت بالکل

سلہ۔ دیکھو کیمبرج کی تاریخ جدید جلد (۱) صفحہ (۲۹۹)

فطری بات تھی بلاشبہ اپنے باپ کی زندگی میں میکسی میلین نے اس تحریک سے کسی قدر ہمدردی کا اظہار کیا تھا اور اصلاحات کا وہ اس وقت تک مخالف نہ تھا جب تک

میکسی میلین کی مخالفت

کہ وہ اس کے اقتدار کو کمزور نہ بنادیں لیکن اب وہ اس اقتدار کی حقیقی اہمیت جانتا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ اصلاحیں نہ صرف اس کے شاہنشاہی امتیاز وحقوق کو ایک دائرے کے اندر محدود کر دیں گی بلکہ اپنے ان منصوبوں کی راہ میں بھی حائل ہوں گی جو وہ اپنے خاندان کی ترقی کی غرض سے باندھ رہا تھا۔ کیونکہ گو اس کا افسانہ وش دماغ شاہنشہی کے شان وشوکت سے غیر متاثر نہ رہا تھا تاہم اس کی حکمت عملی شہنشاہی نہ تھی بلکہ زیادہ تر خاندانی تھی اور وہ اس امید میں تھا کہ اصولاً نہ سہی لیکن عملاً شہنشاہی اس کے خاندان کا منصب موروثی ہو جائے۔ اس منصب کے جاہ وجلال کو خاندان ہیپسبرگ کے ذرایع و وسائل کے سہارے نفاذ وترجیح دی جائے اور خود منصب کو ہیپسبرگ کے مفاد ومنفعت کی تثبیت وارتقاء میں صرف کیا جائے نیدرستان (ہالینڈ) کو ہتیا لینا مجارستان (ہنگری) اور اگر ممکن ہو سکے بوہیمیا پر بھی مکر قبضہ کر لینا اطالیہ کے متعلق اپنے دعوے کا اعادہ کرنا فرانس کی مخوف مہد وقوت کا استیصال کر دینا یہ تھے منصوبے جو اس وقت اس کے دل و دماغ میں چکر لگا رہے تھے کبھی کبھی وہ ایک ایسی عالم گیر شہنشاہی کے بھی خواب دیکھتا تھا جو مستقبل میں متواتر شاندار شادیوں اور ایک وسیع موروثی قلمرو کی بنا پر حاصل ہو اور اس طرح اس کے باپ کا مقولہ جو کہ ہمارے صرفی AEIOU "آسٹریا کی شہنشاہیت دنیا کا احاطہ کیے ہوئے ہے" کم از کم ایک حد تک صادق آئے[1] متقاصد میں اس درجہ باہمی اختلاف رکھتے ہوئے میکسی میلین بادر منتخبین میں حقیقی ہم آہنگی ناممکن تھی۔ تمسلہ مجوزہ اصلاحات میں سے جو اصلاح اسے دل سے پسند آئی وہ

---

[1] Austriæ est imperare orbi umverso عام طور پر اس سے یہی مراد لی جاتی ہے لیکن اوٹولورنز Deutschland Geschichts quellen im Mittelalter باب (۲) صفحہ (۲۰۰) پر ہمیں یہ بات یاد دلاتا ہے کہ شہنشاہ کی ڈائری میں یہ اصل موجود نہیں ہے دیکھو Kollari Analecta Monumentorum Vindoboneusia باب (۲) صفحہ (۶۷۵)

صرف اجرائے محصولات کی تجویز تھی کیونکہ اس سے اس کے ہمیشہ خالی رہنے والے خزانے کے معمور ہو جانے کا امکان تھا اور وہ اس قابل ہو سکتا تھا کہ اپنے تدابیر کو پورا کرنے کے لئے زیادہ کارآمد سپاہ جمع کر سکے۔ لیکن یہی وہ اصلاح تھی جس پر عمل پیرا ہونے کی انتخاب کنندوں کو سب سے کم فکر تھی۔ لہذا ان اصلاحوں پر عملدرآمد ہونے کا انحصار میکسی میلین کی خوش کامی یا ناکامی پر تھا۔ جب تک کہ اسے فوجی اور مالی امداد کی ضرورت رہتی اس وقت تک اس کی کمزوری سے کام لیا جا سکتا تھا لیکن جب قسمت اس پر مسکرانے لگی تو وہ سرد مہر ہو گیا۔ اور ان کی تجاویز کی یا تو مخالفت کر دی یا ان کو معرض التوا میں ڈال رکھا۔

مارچ ۱۴۹۵ء میں جب اس نے ورمس کی مجلس مقننہ کا سامنا کیا تو اس کو امداد کی ضرورت تھی تاکہ وہ جمعیت وینس میں شریک ہو سکے جو عین اسی زمانے میں اس غرض سے قائم ہوئی تھی کہ اطالیہ میں فرانسیسیوں کے اثرات کو حد سے زیادہ متجاوز نہ ہونے دے لہذا ایک قسم کے محصول کے معاوضہ میں جو پینی مشترک کہلاتا تھا اور جو صاحبان جائداد سے جائداد پر اور قلیل البضاعت اشخاص سے سر شماری کے طور پر وصول کیا جاتا تھا۔ اس نے ڈائٹ کو امن عامہ کا اعلان کرنے اور اس کو دوامی بنانے کی اجازت دیدی اور اس میں خلل انداز ہونے والے حکومت کے مجرم قرار دئے گئے۔

ذاتی ہنگامہ آرائیوں کے واسطے کوئی بہانہ باقی نہ رکھنے کی غرض سے مجلس شاہی کی از سر نو تنظیم کر دی گئی۔ صدر مجلس کے نامزد کرنے کا اختیار شہنشاہ کے پاس برقرار رکھا گیا اور باقی سولہ ارکین مجلس کا انتخاب منجانب ڈائٹ ہونا قرار پایا۔ عدالت کا شہنشاہ کے ہمراہ رکاب رہنا ضروری نہ تھا بلکہ اس کے اجلاسوں کے لئے ایک خاص جگہ معین کر دی گئی اور اس کے مصارف کی پابجائی محصولات شاہی کی آمد سے کی گئی۔ اس کو جملہ ماتحت حکومتوں کے مابینی نزاعات کا اختیار سماعت حاصل تھا اور ان کی عدالتوں میں جو مقدمات فیصل ہوئے ان سب کا مرافعہ وہ سن سکتی تھی اس سے وہ حکام مستثنیٰ تھے جن کو کامل فیصلے کا حق حاصل تھا یعنی جن کے فیصلے کے بعد مرافعہ ممکن تھا

بہ عدالت شہنشاہ کی منظوری کے بغیر اعلان شاہی کا اجرا کر سکتی تھی میکسی ملین نے اس مجلس مقننہ کے سالانہ اجلاس سے بھی اتفاق کر لیا تھا۔ نیز اس کو یہ حق بھی دیدیا تھا کہ محصول بینی مشترک کی آمدنی کو جس طرح مناسب سمجھے صرف کرے۔

آگسبرگ کی ڈائٹ اپریل سنہ ۱۵۰۰ء

مرکزی نظم و نسق سلطنت کی نگرانی کرنے کے لئے مجلس نیابت کے قائم کرنے کا جو مطالبہ کیا گیا تھا میکسی ملین نے اس وقت اس بنا پر مسترد کر دیا کہ یہ اس کے حق شاہی میں دخل دہی کا مرادف تھا۔ لیکن پانچ ہی سال کے بعد آگسبرگ کی ڈائٹ کے زمانے میں (سنہ ۱۵۰۰ء) اس کی مشکلات اتنی بڑھ گئی تھیں اور اس کو استعانت کی اس قدر شدید ضرورت تھی کہ اس مطالبے کے سامنے بھی اسے سر تسلیم خم کر دینا پڑا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ اس کی دونو اطالوی مہمیں جو سنہ ۱۴۹۵ء و سنہ ۱۴۹۶ء میں پیش آئیں ناکام ثابت ہوئی تھیں بلکہ خاص اُس دن جس روز کہ ڈائٹ کا اجلاس ہو رہا تھا (۱۰ اپریل سنہ ۱۵۰۰ء) لوڈویکو سفورزا قید ہو گیا تھا اور میلان دوبارہ فرانسیسوں کے قبضے میں چلا گیا تھا۔

محصول بینی مشترک کے وصول کرنے میں جو دشواریاں لاحق ہوتی تھیں ان کی وجہ سے یہ طریقہ ناکامیاب ثابت ہوا اور اس کے بجائے اجتماع سپاہ کے لئے ایک دوسرا انتظام سوچا گیا جس کی رو سے ہر چار سو باشندگان شہر کو ایک سپاہی چھ ماہ کے لئے مہیا کرنا پڑا اور والیان ملک کو سواروں کا انتظام کرنا پڑا جن لوگوں نے عملی خدمات انجام نہیں دیں ان سے ایک قسم کا محصول لیا گیا اس کے معاوضے میں شہنشاہ نے مجلس نیابت کے قائم کئے جانے سے اتفاق کر لیا یہ مجلس ایک میر مجلس ایک انتخاب کنندہ ایک اسقف ایک شہزادہ ایک کاؤنٹ اور سولہ نمائندگان ملک پر مشتمل تھی۔ ڈائٹ کے انعقاد کا اعلان اس مجلس کے اختیار میں تھا۔ مجلس شاہی کے اراکین کی نامزدگی محصولات کا وصول کرنا، اندرونی امن و امان کا قیام۔ خارجی صلح و جنگ کے مسائل کا تصفیہ یہ سب اسی مجلس سے متعلق کیا گیا اور ان امور میں اس کی حیثیت ڈائٹ کی مستقل کمیٹی کی سی تھی اور گو اس مجلس نیابت کا صدر یا تو شہنشاہ یا اس کا نائب یعنی (اسٹیڈٹھولڈر) Gstadtholder

ہوا کرتا تھا تاہم مجلس کی منظوری و اجازت کے بغیر کوئی اہم کام انجام نہیں پا سکتا تھا اور اس طرح وہ عملاً بادشاہ کی عملی قوت میں سہیم و شریک ہو گئی۔

لیکن میکسی میلین کو اپنے اقتدار پر اس قسم کا تسلط قائم کرا لینا کسی طرح گوارا نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ قبل از وقت پیدا ہو جانے والی مجلس صرف چند مہینے زندہ رہ کر رخصت ہو گئی۔ اس کے بعد سے جب اسے اپنی رعایتوں کے معاوضے میں نہایت تنگ مایہ تائید ملی کیونکہ آگسبرگ میں جس رقم کی تحریک اور وعدہ کیا گیا تھا وہ کبھی کاملاً ایفا نہ ہوا تھا تو اس نے اپنے ہی ذرائع اور وسائل پر بھروسہ کرنے کا عزم کر لیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ رومیوں کا بادشاہ بن کر اس کو کوفت اور سوہان روح کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا اور اس لئے آئندہ وہ ایک آسٹروی حکمراں کی حیثیت سے عمل کرے گا۔ اس غرض سے اس نے ایک مستقل عدالت کی اور اس طرح ان شہنشاہی اختیارات کا اعادہ کیا جو عدالتوں کی نشست سے متعلق اسے حاصل تھے۔ اس مستقل

میکسی میلین کا اختلاف سنہ ۱۵۰۲ء

عدالت کو اس نے اپنے زیر نگرانی رکھا اور اس میں ان مقدمات کی سماعت ہوا کرتی تھی جو اس کے اپنے قلمرو میں پیش آتے تھے۔[1] اس کے علاوہ اسی عدالت میں وہ مقدمات بھی پیش ہوتے تھے جن کا فیصلہ بحیثیت صدر زمیندار کے اُسے خود کرنا پڑتا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کا ارادہ تھا کہ بجائے مجلس نیابت کے اپنی ایک ذاتی مجلس بھی قائم کر لے۔ ادھر یہ

گلن ہاسن کا معاہدہ جون سنہ ۱۵۰۲ء

خیال بندیاں ہو رہی تھیں اُدھر انتخاب کنندہ اپنے منصوبے باندھ رہے تھے۔ انھوں نے شہنشاہ کے خطرناک اختراعات کے مقابلے میں ایک جان دو قالب ہو جانے کے لئے (جون سنہ ۱۵۰۲ء) میں گلن ہاسن کے مقام پر ایک معاہدہ کر لیا، لوئی یازدہم سے بطور خود نامہ و پیام شروع کر دیا، بلکہ ان کی ہمتیں اتنی بڑھ گئیں کہ سنہ ۱۵۰۳ء میں میکسی میلین کو معزول کر نے اور اس کے بجائے اس کے حریف شاہ فرانس کو شہنشاہی کے لئے منتخب کرنے کے متعلق بات چیت ہونے لگی۔

[1] ایک کونسل کا یہ فرض کہ ایک اعلیٰ ترجماعتی نظم و نسق کی حیثیت سے کام کریں۔

لیکن اسی زمانے میں میکسی میلین کی حالت سدھرنے لگی بہتیرے ادیب جو شہنشاہی کی یاد اپنے دل میں تازہ رکھتے تھے، بہتیرے شہزادے شہنشاہی مبارز۔ اور دیگر اشخاص، جو انتخاب کنندوں کی قوت سے خائف و ترساں تھے اس کی تائید پر کمربستہ ہوگئے۔ حسن اتفاق سے ۱۵۰۴ء میں لینڈشٹ کی وراثت کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا جس سے اس کو اپنے سب سے بڑے دشمن یعنی پیلاٹائن کے انتخاب کنندے فریڈرک فاتح یا فریڈرک بدکردار کو، جس نام سے اس کے مخالفین اس کو یاد کیا کرتے تھے

لینڈشٹ کی توریث کے مسئلہ میں میکسی میلین کی کامیابی ۱۵۰۴ء

ذلیل کرنے کا موقع ہاتھ آگیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ لینڈشٹ کے والی۔ امیر جارج۔ معروف بہ دولتمند کے انتقال پر (دسمبر ۱۵۰۳ء میں) کوئی بالراست وارث نہ ہونے کی وجہ سے تین شخصوں نے دعوے کئے ایک روپرٹ یعنی رئیس پیلاٹائن کا دوسرا بیٹا، جو جارج کا بھتیجا اور داماد تھا۔ اور جس کا دعوی اپنے خسر کی وصیت کی بنا پر تھا؛ اور بقیہ بویریا کے امیر جن کے نام ولف گینگ اور البرٹ تھے اور جو جارج کے قریب ترین رشتہ دار ہونے کی حیثیت سے مدعی تھے لیکن میکسی میلین نے بویریا کے دعوی کی پشت پناہی کی، جو حکمراں پلاٹائن کے نمائندے کے مخالف تھے ان سے استمداد چاہی، اور ان کی تائید سے پلاٹائن کو افواج کی ایک معرکہ آرائی میں شکست دی جہاں اس کا بیٹا روپرٹ کام آیا اور ۱۵۰۵ء میں کولون کی ڈائٹ کو لینڈشٹ کا علاقہ اپنے اور بویریا کے دونوں امیروں کے مابین تقسیم کردئے جانے پر مجبور کردیا۔ روپرٹ مقتول کے بیٹے روپرٹ ثانی نے پلاٹائن کے بالائی حصہ کے ایک چھوٹے سے ضلع کی ملکیت پر جو دریائے ڈینوب کے شمال میں واقع تھا قناعت کی۔

مینز کے برتھولڈ اور ٹراویز کے انتخاب کنندے جان باڈن کی وفات ۱۵۰۲ء

ایک سربرآوردہ انتخاب کنندے کی اس ہزیمت سے میکسی میلین کے رعب و داب میں چار چاند لگ گئے ٹراویز کے انتخاب کنندے جان باڈن اور مینز کے برتھولڈ کی وفات سے جو ۱۵۰۲ء میں واقع ہوئی اصلاحی پارٹی کی قوت میں انحطاط رونما ہوا۔ یہ تو گھر کی حالت تھی باہر بھی میکسی میلین کی حالت اسی قدر شاندار معلوم ہوتی تھی بلوا کے معاہدہ سے سے

(ستمبر ۱۵۰۴ء) اس کے پوتے چارلس کے واسطے ایک شاندار جوڑے کے ملنے کی امید ہوگئی اس شادی سے نہ صرف برطانی۔ برگنڈی اور شمالی اطالیہ کے فرانسیسی مقبوضات ہی خاندان ہیپسبرگ میں منتقل ہونے والے تھے بلکہ جیسی کہ میکسی میلین کو امید تھی وہ شہنشاہی اور تخت فرانس کو باہم دگر متحد بھی کر دینے والی تھی۔ اس کے بعد ہی ماہ نومبر میں ملکۂ ازابیلا کے رحلت کر جانے سے میکسی میلیں کی بہو جوانا قسطیلیہ کی ملکہ بن گئی علاوہ اس کے (ہنگری) بوہیمیہ کے تاجدار لاڈسلاز کی ضعیف العمری سے اس معاہدے کے جلد تر پورے ہونے کی توقعات بھی بندھ چلی تھیں جو اب سے پندرہ سال پیشتر تاجدار مذکور نے کیا تھا اور جس کی رو سے اس کی کوئی اولاد نرینہ چھوڑے بغیر انتقال کر جانے کی صورت میں ہنگری خاندان ہیپسبرگ کے حصے میں آنیوالا تھا۔

میکسی میلین کی حالت سنبھل گئی

اس زمانے میں جب کہ میکسی میلین عالمگیر شہنشاہی کی منصوبہ آرائیوں سے لذت اندوز ہو رہا تھا اس سے اس امر کی توقع کی جانی ہی بے سود تھی کہ وہ اصلاحی جماعت کے مزید مطالبات کو سننے کے لئے تیار ہوگا اور نہ انتخاب کرنے والوں کی حیثیت ہی اس قابل رہی تھی کہ وہ اپنے مطالبات اس سے پھر منوالیں۔ اس طرح یہاں تک پہنچ کر اصلاح کی کوششیں عملاً ختم ہو گئیں لیکن میکسی میلین نے جو امیدیں قائم کی تھیں وہ بھی پوری نہ ہو سکیں۔

اصلاح کی کوششیں ختم ہو جاتی ہیں

ہم اسے دوبارہ ۱۵۰۷ء میں بمقام کونسٹینس اس کوشش میں محو دیکھتے ہیں کہ لوئی دوازدہم کے خلاف مالی اور فوجی امداد حاصل کرے اس اعانت کے معاوضے میں اس نے وعدہ کیا کہ وہ شہنشاہی ایوان کو دوبارہ طلب کرے گا جس کا گزشتہ تین سال سے کوئی اجلاس نہیں ہوا تھا۔ اعانت بہم پہنچائی گئی اور اس کی امداد کی گئی لیکن اس مرتبہ محصول پینی مشترک کے ذریعہ سے نہیں۔ اور نہ قصبوں پر محصول لگا کر بلکہ ایک قسم کی فہرست اسم نویسی تیار کی گئی جس میں مختلف ریاستوں کے نام ان کے ذرائع و وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے نمبرواری درج کئے گئے اور ان کے حسب مراتب امداد حاصل کی گئی اس طرز عمل سے مختلف ریاستوں کی خود مختاری کی ایک طرح سے توثیق کردی گئی اس طرح روپے اور فوج سے قوی دست ہو کر میکسی میلین نے اطالیہ پر پھر دعوا کر دیا

لیکن اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ ذلت آمیز ہزیمت و ناکامیابی کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۵۰۹ء سے لے کر سنہ ۱۵۱۲ء تک جتنے مجالس مقننہ کے اجلاس ہوئے۔ وہ سب باہمی تہمت اندازیوں کا اکھاڑہ بنے رہے۔ شہنشاہ کو ڈائٹ سے شکایت اور سخت شکایت تھی کہ اس نے کافی اعانت نہیں کی اور اس کے مخصوص حقوق شہنشاہی کو ضعیف و کمزور کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ ڈائٹ یہ الزامی جواب دیتی ہے کہ بادشاہ کے اتحاد۔ اس کی لڑائیاں معاہدے غرض ہر بات ڈائٹ کی رضامندی حاصل کئے بغیر کی گئی اور اس کے علاوہ میکسی میلین نے اصلاحات کو کامیاب ہونے دیا اور ان کے اجرا و نفاذ کی راہ کو مسدود کرتا رہا۔

ٹریو اور کولون کی مجالس مقننہ نے البتہ کچھ کر دکھایا یعنی سلطنت کو چھ حلقوں[1] میں منقسم کرنے کی تنظیم کو جواب تک مجلس نیابت کے انتخابات اور مشیران ایوان شہنشاہی کے تقرر تک محدود تھی، وسیع کر دیا اضلاع کا انتظامی اور فوجی کام ان ہی حلقوں کے اختیار میں دے دیا گیا۔ لیکن ڈائٹ اب بھی میکسی میلین کو اس امر کا اختیار دینے سے انکار کرتی رہی کہ وہ ان حلقوں کے سرگروہوں کو نامزد کر سکے یا ان کے امیر کا تقرر کر سکے یا ان آٹھ اشخاص کو نامزد کرے جو اس کی زیر نگرانی مجلس خاص کی حیثیت سے کام کرنے والے تھے غرض یہ دائمی لڑائی جاری رہی میکسی میلین گو ایسے اصلاحات کا مخالف نہ تھا

حلقوں کا قیام سنہ ۱۵۱۲ء

[1] جرمنی کو مختلف حلقوں میں تقسیم کئے جانے کے خیال کی ابتدا البرٹ دوم کے عہد حکومت میں ہوئی تھی۔ اس وقت چار حلقے قائم ہو سکے جن کو اب دس تک وسعت دی گئی تھی۔

یہ دسوں حلقے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) فرانکونیا۔

(۲) سوبیا جو ورٹمبرگ کے ڈچی باڈن کی مارگیریوٹ اور بتیس شاہی شہروں پر مشتمل تھی۔

(۳) بیوریا جس میں سالزبرگ کے صدر اسقفی کی جاگیر بھی شامل تھی۔

(۴) دریائے رائن کے بالائی اضلاع مع لورین کے

(۵) دریائے رائن کے نشیبی اضلاع۔ جو تینوں مذہبی انتخاب کنندوں کی ریاستوں پر مشتمل تھے۔

جو حکومت کے عدالتی اور عاملانہ کاموں کو زیادہ موثر و منظم بنا دیتے تاہم اپنے اختیارات میں دست اندازی کئے جانے پر وہ کسی طرح راضی نہ تھا۔ برخلاف اس کے مجلس مقننہ صرف ایسی اصلاحات کی منظوری دینے پر آمادہ تھی جن سے اس کے قوت و اقتدار میں کچھ اضافہ ہو جائے۔ بہر تقدیر اس نوزائیدہ تنظیم کے قدم گہوارے سے باہر نہ نکل سکے سرگروہوں کا انتخاب نہ ہو سکا بلکہ خود حلقوں کا قیام ہی میکسی میلین کی وفات سے تین سال بعد یعنی ۱۵۲۱ء تک عمل میں نہ آسکا۔

میکسی میلین کے عہد حکومت میں جن اصلاحات کے نفاذ کی کوشش کی گئی تھی ان کے منجملہ محصول مینی مشترک اور مجلس نیابت شاہی کے اصلاحوں کا اعادہ چارلس پنجم کے زمانے میں پھر ہوا تھا لیکن وہ صرف چند روزہ تھا اور دونوں اصلاحیں ہمیشہ کے لئے ترک کردی گئیں۔ دوسرے اصلاحات مثلاً ایوان شہنشاہی، مجلس آلک تنظیم حلقہ جات، نظام اجرائے محصولات اور فہرست واری حصول خراج، گو بعض تغیرات کے ساتھ

اصلاح کی جدوجہد کے مستقل اثرات

شہنشاہی کے آخر عمر تک قائم رہے تاہم اس کی کمزوری اور اندرونی بدنظمیوں کی روک تھام ان سے نہ ہو سکی۔ جس شکل میں یہ اصلاحیں نافذ کی گئی تھیں وہ شہنشاہ کو ایک آنکھ نہ بھائی تھیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ (۶) چھٹے حلقے میں ولیسٹ فیلیا جویلچ کلیوز۔ برگ۔ اولڈن برو کی کاونٹی اور بے شمار چھوٹی چھوٹی اسقفوں کی جاگیریں شامل تھیں۔

(۷) بالائی سیکسنی کا حلقہ یہ سیکسنی اور پومیرے نیا کے امرا کی جاگیریں اور برینڈن برو کی مارگیریوٹ سے مل کر بنا تھا۔

(۸) زیرین سیکسنی کا حلقہ یہ برنس وک۔ بیون برو اور ہوسٹن کی ڈچیوں میکل بر مینگڈی برو اور بریمن کی صدر اسقفیوں کی جاگیروں اور ہمبرگ۔ لیوبک اور گاسلر کے قصبوں پر مشتمل تھا۔

(۹) آسٹریہ

(۱۰) برگنڈی جس میں نیدرلینڈ اور فرانش کانگت بھی شامل تھے

نوٹ:۔ بوہیمیا کسی حلقہ میں شامل نہ تھا۔

کوتوالی اور انتظامی فرائض ایک سرگروہ کے اختیار میں تھے جس کے دو مشیر تھے ان مشیروں کا انتخاب منجانب حلقہ عمل میں آتا تھا۔

اور نہ شہزادوں نے نہ شہنشاہی مبارزوں نے بھی ان کی دل سے تائید کی علاوہ امراء کے جن شہروں کو اس کا خوف لگا تھا کہ محصولات کا بار علی الخصوص ان کے باشندوں کے کاندھوں پر پڑے گا ان کی طرف سے یہ شکایتیں ہونے لگیں کہ ایوان شہنشاہی کے مشیروں میں ان کے کوئی نمائندے نہ تھے۔ غرض ان اصلاحوں میں کامیابی نہ ہوئی اور ان کی ناکامی سے اس رائے کی توثیق ہوتی ہے کہ اتحاد شہنشاہی اور امرا کی ایک وفاقیہ کے قیام میں تطبیق ناممکن تھی اور یہ کہ جرمنی کے لئے صرف دو ہی راہیں کھلی تھیں یا تو وہ اپنی ساری قوت ایک مرکز پر مستحکم کر کے ایک موروثی ملوکیت کی شکل اختیار کرلے یا شہنشاہی کو پارہ پارہ کرکے چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کرلے جن میں سے ہر ایک عملاً بجائے خود ایک خود مختار بادشاہی ہوتی۔

شہنشاہی کی مختلف ریاستوں کی حالت خود شہنشاہی کی حالت کا مثنیٰ تھی اعلیٰ فیجین اور حکمرانوں کو بھی جنھوں نے قوی حکومت قائم کرنی چاہی اپنی رعایا، اپنے شہروں کے اپنے دہقانوں اور کسانوں کی طرف سے اسی طرح کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جس طرح انھوں نے اپنے شہنشاہ کی مخالفت کی تھی۔ ان کی مقامی مجالس مقننہ میں بھی ویسے ہی نفاق وشقاق پائے جاتے تھے جیسے کہ شہنشاہی مجلس مقننہ میں موجود تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ یہاں ان حکمرانوں کا اقتدار ملکی خود مختاری کے اصول پر مبنی ہونے کے باعث شہنشاہی اقتدار سے زیادہ قوی تھا اور یہی اصول بالآخر کامیاب رہا اس قسم کے استحکام قوت کے سب سے بڑے مخالف شہنشاہی مبارز تھے جو شہزادوں کی قوت سے خائف ہونے کے باعث ان کے جانی دشمن تھے، اُدھر شہنشاہ کو بھی اپنے ان مشکوک حلیفوں پر تکیہ کرتے شرم نہ آتی تھی گو وہ اپنے تاخت وتاراج سے ملک کی تجارت کو تباہ کر رہے تھے اور بھیڑیوں کو اپنا دوست بنائے بیٹھے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مبارز شاہی نے بھیڑیوں کی ایک ٹولی دیکھ کر جو بکریوں کے گلے پر ٹوٹ پڑی تھی ان الفاظ میں اپنے جذبات ظاہر کئے کہ "پیارے ساتھیو بخت واقبال تمھارا ساز گار ہو اور ہم سب جدھر جائیں خوش نصیبی ہماری ہمعناں رہے" ان حالات میں بیچارے کسانوں کی حالت ایسی خراب وخستہ ہو رہی تھی کہ غالباً کسی ملک میں نہ ہوگی۔ اور اس کی وجہ سے ان میں اکثر بغاوت وسازش کا بازار گرم رہتا تھا، اس قسم کی ایک بغاوت دو کسانوں کے جوتے"

سکے نام سے مشہور ہے لیکن یہ ساری بغاوتیں بڑے ظلم و تشدد سے فرو کی جاتی تھیں۔ قصہ مختصر جرمنی دم توڑ رہی تھی اور اس کا عالم سکرات تھا۔ اس کے قدیم ادارے زوال پذیر ہو رہے تھے اور ان کی جگہ لینے کے لئے نئے ادارے ابھی قائم نہ ہونے پائے تھے کہ مذہبی مشکلات اور فسادوں نے اس کے جسم سیاسی میں کمزوری و نفاق کا ایک اور عنصر شامل کر دیا۔

اگر پندرھویں صدی عیسوی کے اواخر میں جرمنی کی سیاسی اور عمرانی زندگی میں نراج تھا تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا سراسر غلط ہوگا کہ وہ بربریت کی تاریکی میں پڑی تھی۔

جرمنی کی عمرانی اور اقتصادی حالت

جرمنی کے اکثر شہزادوں کے علاوہ خود شہنشاہ میکسی ملین علم و فن کا بڑا سرپرست تھا اور کم از کم شہروں کی حد تک تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اسی عام نراج کی حالت سے مستثنیٰ تھے۔ مبارزوں کے تاخت و تاراج سے انھوں نے اپنے مضبوط فصیلوں، قوی شہریوں اور جتھوں کے ذریعے اپنے تئیں محفوظ رکھا اور گو ان میں بھی سخت مناقشات پائے جاتے تھے جو برسر حکومت طبقے اور غیر حقوق یافتہ طبقے کے مابین اسی بنا پر جاری تھے کہ غیر حقوق یافتہ شہری مجالس میں شرکت پائیں تاہم جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے ان شہری فتنہ پردازیوں نے اس تجارت کو تباہ نہیں کیا جن سے اکثر شہر اور تاجر اپنے تئیں مالا مال کر رہے تھے۔

اس کے علاوہ شہر تعلیم، ادب اور فن کے مرکز بھی تھے پندرھویں صدی کے اواخر میں سولہ علمی جامعے موجود تھے جن میں سے صرف نو حال ہی میں قائم کئے گئے تھے ہیومنسٹ (Humanist) یا آدمیت پسند فرقہ کے علما اگری کولا ایرازمس ریکلون میلانکتھان اور بہترے اور سب انھیں جامعوں کے نکلے ہوئے تھے۔ جنھوں نے السنۂ قدیمہ کے معلومات کو دوبارہ زندہ اور اپنی مادری زبان کو اپنے قلم سے مالا مال کر دیا۔ ان شہروں میں طباعت، فلزات پر نقاشی فلزات کی صناعی۔ رنگ کاری کے فنون بھی بہار دکھلا رہے تھے اور اس ضمن میں ہولبائن البرٹ ڈوار، پیٹر فشر کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں آخر الذکر نیورم برگ کا صناع فلزات تھا قصہ مختصر جرمنی تغیر، بےچینی اور سیاسی انتشار کے عالم میں مبتلا تھی اس کا سیاسی توازن برقرار نہ رہا تھا۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے اس کا دماغی اذعان پورے جوش خروش کے ساتھ کام کر رہا تھا اور اسے تحریک اصلاح

یورپ سولھویں صدی میں
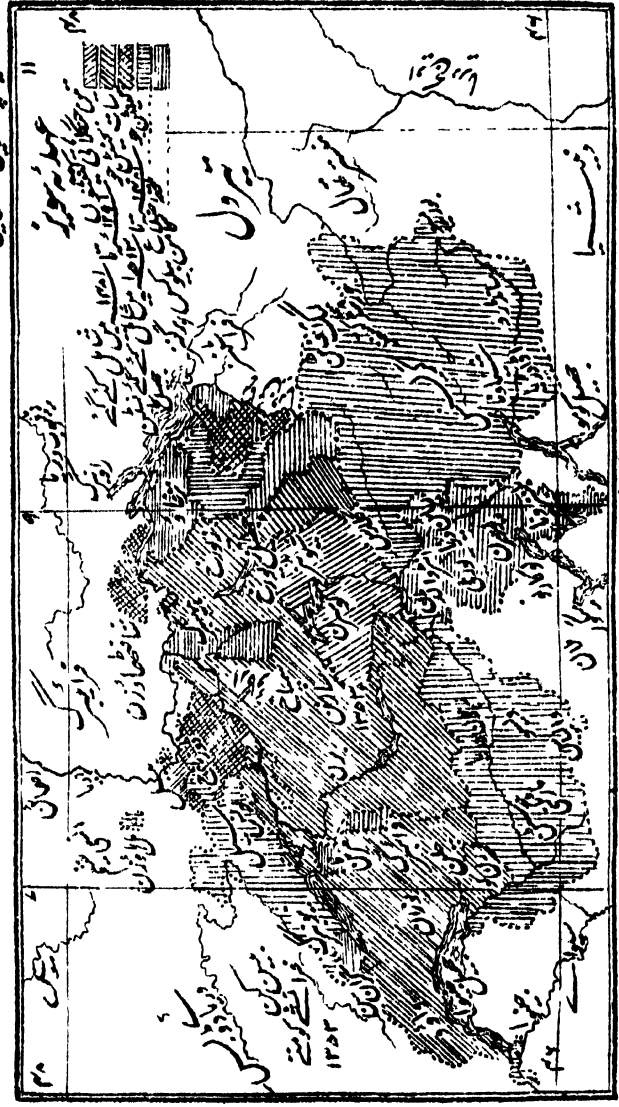
مقابل صفحہ (۱۵۰)

کی رہنمائی کرنے کے لیئے تیار کر رہا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ذہنی سرگرمیاں بھی موجود تھیں جو جرمنی کو تحریک اصلاح کی رہنمائی کے لیئے تیار کر رہی تھیں۔

سوئزرستانیوں کا عہدیہ

میکسیملین کے عہد حکومت میں سلطنت کو ارضی نقصان بھی برداشت کرنا پڑا کیونکہ سوئزرستان کا عہدیہ ابتداءً جرمنی کے ان متعدد جمعیتوں کا سا تھا جو شہنشاہی کے زوال کے ساتھ اپنے حفظ و حفاظت کی غرض سے قائم ہوئی تھیں اس کا آغاز یوں ہوا کہ سنہ ۱۲۹۱ء میں اوری۔ شوئیٹز اور

تینوں صحرائی قبیلوں کا دائمی اتحاد

انٹر والڈن کے تینوں صحرائی صوبوں نے جو لوسرن کے تالاب کے ایک سرے پر واقع تھے اپنے تحفظ کے لیئے ایک دوامی اتحاد قائم کیا۔ یہ اتحاد بالخصوص خاندان ہپسبرگ کے قوی امیر دل کی دست برد سے بچنے کے لیئے عمل میں آیا تھا جن کا قلعہ ہپسبرگ دریائے آر کے نشیب میں واقع تھا اور جن کو ان صوبوں کے اندر اور ان کے نواح میں وسیع مقبوضات اور کافی سیاسی اقتدار حاصل تھا۔ اس وقت سے لے کر تقریباً دو سو برس تک سوئزرستان کی تاریخ کا سراغ ہم کو اس مخالفت میں ملتا ہے جو اس جنگجو خاندان اور ان تینوں متحدین کے درمیان قائم رہی کہ اُن فتوحات کے ذریعہ سے جو ان اتحادیوں کو مورگارٹن اور سیمپاخ کی لڑائیوں میں علی الترتیب سنہ ۱۳۱۵ء و ۱۳۸۶ء میں حاصل

خاندان ہپسبرگ کی کشمکش

ہوئیں، انھوں نے اپنے تئیں خاندان ہپسبرگ کے سیاسی پنجے اور دائرۂ اثر سے چھڑا لیا اور سوائے شہنشاہ کے ان پر کسی اور قوت کا اثر نہ رہا تھا۔ سنہ ۱۴۶۸ء میں ٹیرول کے رئیس سگسمنڈ

مورگارٹن (۱۳۱۵) اور سیمپاخ (۱۳۸۶) کی معرکہ آرائیاں

نے اراضی فرو کتھل کے سوا جو ضلع آرگاؤ میں واقع تھی اپنے وہ سارے مقبوضات جو سوئزرستان میں واقع تھے ان (اتحادیوں) کے حوالے کر دئے۔

چارلس دلیر کے ساتھ ان کی لڑائیاں

ان مشہور لڑائیوں کے بعد جو ان کے اور برگنڈی کے امیر چارلس معروف بہ دلیر کے مابین سنہ ۱۴۷۶ء اور سنہ ۱۴۷۷ء میں ہوئیں صرف یہی نہیں کہ ان کے زبردست پیادوں کی دھاک بیٹھ گئی ہو بلکہ خاندان ساووا کے اُن علاقوں میں بھی ان کے قدم جم گئے جہاں فرانسیسی زبان بولی جاتی تھی۔

میکسی ملین کی تخت نشینی کے وقت اس عہدیہ کی حالت

ان تین صحرائی صوبوں کا ابتدائی عہدیہ میکسی ملین کی تخت نشینی تک اس درجہ ترقی کرچکا تھا کہ اب اس کی رکنیت دس صوبوں پر مشتمل تھی اور اس کا راج اس سارے قطعۂ ارضی پر تھا جس کے مغرب میں نیوشاتیل کا تالاب اور جورا کے پہاڑ، جنوب میں علاقہ برن کے ایلپ، اور جنوب مشرق، مشرق اور شمال میں علاقہ پراتی کے ایلپ، کونسٹنس کا تالاب اور دریائے رائن واقع تھے۔ شہر کانسٹین اس عہدیہ میں شریک نہ تھا اور محض ایک آزاد شہنشاہی شہر تھا۔

عہدیہ سوئزرستان کے دستور اساسی کی بنیاد ۱۲۹۱ء کے "دائمی میثاق" پر قائم تھی جس کی توثیق اور توسیع میثاقہائے مابعد سے ہوتی گئی تھی بعد کے میثاقوں میں سے

ان حلیفوں کی حکومت کی نوعیت

اہم ترین ۱۳۷۰ء کا ضابطہ پادرین ۱۳۹۳ء کا ضابطہ سیمپاخ اور ۱۴۸۱ء کا میثاق اسٹانز تھے۔ یہ عہد وپیمان تقریباً خالصۃً حلقۂ اقتدار۔ کوتوالی۔ تعاون باہمی اور بیرونی قوتوں کے مقابلے میں اشتراک عمل وغیرہ کے مسائل پر محتوی تھے ان کے جواز کے لئے چند مرکزی اداروں کی منظوری لازمی تھی لیکن ان عہدو پیمان میں ایسے اداروں کی نوعیت کی کہیں تعریف نہیں کی گئی تھی بلکہ یہ فرض کرلیا گیا تھا کہ ان اداروں کے اختیارات اور منظوری انھیں حاصل ہے ان کی مجلس مقننہ (ڈایئٹ) میں ہر رکن عہدیہ کے دو نمائندے اور ہر سوکیس (Socius) کا ایک گماشتہ شریک ہوا کرتا تھا اور اس کی حیثیت محض ایک مجلس سفرا سے کچھ ہی بہتر تھی خاص کرجبکہ ان نمائندوں کے اختیارات ان کی ہدایت کی رو سے بہت محدود تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ سوا سے "دسکامن بیلی وکس" کے اور کسی معاملے میں قلت آرا اکثرت آرا کے تصفیہ کو ماننے پر مجبور نہ تھی اس کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ گو جملہ ارکان تینوں صحرائی صوبوں سے متحد تھے تاہم یہ لازم نہ تھا کہ وہ آپس میں بھی کسی معاہدے کے ذریعے سے متحد ہوں مثلاً برن اور زیورخ کے مابین کوئی بالراست اتحاد نہ تھا اور اسی طرح لوسرن اور گلارس کے درمیان بھی کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ ان مختلف حکومتوں کے داخلی دستور میں بھی باہم بےحد بہت اختلاف دیتا بین تھا بعض کی حکومتیں تقریباً جمہوری اصول پر مبنی تھیں

شلاً صحرائی صوبوں اور زیورج کی حکومتیں، دوسری طرف برن کی حکومت شہری امراء کے ہاتھوں میں تھی اس طرح دستور اس قسم کا تھا جو کسی باہم متضاد اور منتشر عہدیہ کا ہو سکتا ہے، یعنی ایسی جماعتوں کا اتحاد جو تقریباً مقتدر اعلیٰ تھیں اور جو نہ تو باہم متحد تھیں اور نہ اندرونی نظام میں باہم مشابہ ان خصوصیات کی موجودگی میں جن پیچیدگیوں کا پیدا ہونا یقینی تھا وہ دوسرے عملداریوں کے وجود سے جو عہدیہ سے کم و بیش گہرے تعلقات رکھتی تھیں اور بھی زیادہ پیچ در پیچ ہو گئی تھیں۔ یہ عملداریاں تین اقسام کی تھیں (۱)۔ "ولایات تحتی" ان میں سے بعض مختلف ریاستوں سے متعلق تھیں دوسری جو فری آرٹی (Freiorte) کہلاتی تھیں مثلاً تھرگاؤ اور آرگاؤ بیلیوکس مشترکہ کی حیثیت سے اکثر یا جملہ اراکین جمعیت کے قبضہ و تصرف میں تھیں ان اضلاع کو کوئی سیاسی حقوق حاصل نہ تھے اور جیسا کہ جمہوریت

ولایات تحتی	کے ماتحت مقبوضات کی صورتوں میں اکثر و بیشتر ہوا کرتا ہے ان پر بہت سختی کے ساتھ حکومت کی جاتی تھی۔
اضلاع متحدہ	"اضلاع متحدہ" ان میں سے تین ضلعوں کو یعنی سینٹ گال کے کلیسائی حلقے اور قصبۂ سینٹ گال اور شہر بیین کو جو جھیل بیین پر

واقع تھا "سوکیٹی" کی حیثیت سے عہدیہ میں شریک کیا گیا تھا اور اس کے مقننہ میں بعض ایک ایک نمائندے کا حق بھی حاصل تھا۔ لیکن اضلاع متحدہ میں ان کے ماسوا جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے ایک کثیر تعداد ایسے اضلاع کی تھی جو "عہدیتی" کے نام سے موسوم تھے، ان اضلاع کو عہدیہ میں کامل رکنیت کے امتیازات حاصل نہ ہونے کے باوجود صلح و جنگ کے معاملوں میں عہدیہ کے احکام پر عمل کرنا پڑتا تھا۔

اضلاع محروسہ	اس کے بعد وہ اضلاع تھے جو عہدیہ کی صیانت میں تھے اور ان کے تعلقات عہدیہ کے ساتھ اور بھی کمزور تھے۔

لہ سنہ ۱۴۹۷ء سے پیشتر کے اضلاع کی فہرست

جمعیت ویلس یا ولائے	شافہاسن	راتویل
سنہ ۱۴۹۷ء گریسان	ملہاسن	اپنزل
	سنہ ۱۴۹۸ جمعیت خانہ ایزدی	

اغراض کی ان غیر معمولی پیچیدگیاں اور باہمی تصادم سے وقتاً فوقتاً داخلی و خارجی فساد اور مناقشے پیدا ہوتے تھے اب ان کی وجہ سے سوئزرستانیوں کو شہنشاہی کے خلاف ایک جنگ میں مبتلا ہونا پڑا۔ جب تک شہنشاہی کا طغرائے امتیاز نفرت آمیز خاندان ہپسبرگ کے سوا کسی اور کو زینت دینا رہا سوئزرستانی اپنی تقریباً کامل آزادی کے باوجود شہنشاہی کے وفادار رہے۔ لیکن فریڈرک سوم کے انتخاب نے ان کے خفتہ اندیشوں کو پھر بیدار کر دیا۔ ان کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ کہیں فریڈرک اپنی شہنشاہی قوت کو کام میں لاکر ان پر مکرر اقتدار نہ حاصل کرلے۔ ٹیرول کے سگسمنڈ کی جانب سے اکثر خاندانی مقبوضات سوئزرستان کو تفویض ہو جانے پر تھوڑے عرصے کے لئے

شہنشاہی کے ساتھ سوئزرستانیوں کی جنگ کے اسباب

دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے اور یہ تعلقات ۱۴۷۵ء کے ''دائمی میثاق'' سے اور بھی پختہ و مستحکم ہو گئے تھے جس کے ذریعہ سے سگسمنڈ نے ان مفوضہ اضلاع سے اپنی دست برداری کی توثیق کر دی تھی نیز برگنڈی کے چارلس کے خلاف اعانت کا وعدہ بھی کیا تھا لیکن سوئزرستانیوں کی چونکا دینے والی فتوحات نے شہنشاہ اور سگسمنڈ دونوں کی آنکھیں کھول دیں اور انھوں نے ان سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے اس سے وہ قدیم رقابتیں جو ٹھنڈی پڑ گئی تھیں پھر از سر نو تازہ ہو گئیں ارکان عہدیہ سویبی جمعیت کو جو ۱۴۸۸ء میں ان کے شمال میں قائم کی گئی تھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس نفرت کو اس کھلی ہوئی اور علانیہ تحقیر نے اور بھی تند و تلخ بنا دیا تھا جس سے جرمنی امراء ان نوخاستہ سوئزرستانیوں کو دیکھا کرتے تھے شہنشاہی شہر کانسٹین کے اس دعوے سے کہ ضلع تھرگاویس کی عملداری میں بایں وجہ شامل ہے کہ سگسمنڈ نے اسے اس کے ہاں رہن رکھا تھا آپس میں ناچاقی اور بڑھ گئی فریڈرک سوم کی وفات کے بعد معاملات بدتر ہو گئے مصلحین کی اصلاحی جماعت یہ چاہتی تھی کہ سوئزرستان کو ایوان شہنشاہی کے دائرہ اقتدار میں لایا جائے اور ورمس کی مجلس مقننہ نے (۱۴۹۵ء میں) ساری شہنشاہی پر جو محصول عائد کئے تھے اس کے ادا کرنے کو بھی مجبور کر دیا جائے میکسی میلین نے اس موقع پر دہری چال چلنی چاہی اس کو یہ توقع تھی کہ مجلس مقننہ کو ان مطالبات کے پیش کرنے کا اقتدار دینے سے سوئزرستانی خائف ہو جائیں گے اور پھر ان کے نافذ نہ کرنے

سے ارکان عہد یۂ فرانس کے خلاف اس کی اعانت کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ لیکن اس دورخی حکمت عملی کو اختیار کرنے میں وہ دو غلطیوں کا مرتکب ہوا۔ ایک طرف تو منتخبین نے جن کی ہمیشہ یہ کوشش تھی کہ شہنشاہی تنظیم کو حقیقت کا جامہ پہنایا جائے اس امر پر اصرار کیا کہ مقننہ کے احکام پر عمل کیا جائے، دوسری طرف سوئزرستانیوں نے اس حکمت عملی کو ایک ایسی دغابازکوشش کے مترادف قرار دیا جس کا مطمح نظر محض خاندانی دعاوی کا اعادہ تھا۔ وہ عرصہ سے شہنشاہی اقتدار اور شہنشاہی اجرائے محصولات سے قانوناً نہ سہی تو عملاً بری رہے تھے۔ مجلس مقننہ میں ان کے نمائندے موجود نہ تھے اور اس کے لئے ان کی رضامندی حاصل کی گئی تھی۔ ان کا دعویٰ تھا کہ پینی مشترک کا محصول کسانوں سے محصول وصول کرنے کے لئے حکمرانوں کی ایک چال تھی الغرض انھوں نے ان امور کو جس نقطۂ نظر سے دیکھا تھا وہ تعجب انگیز طریقہ پر نوآبادیات امریکہ کے اس نقطۂ نظر سے بالکل منطبق تھا جس سے انھوں نے اٹھارھویں صدی میں انگلستان کے اجرائے محصولات کی کوشش کو دیکھا تھا بہر کیف سوئزرستانیوں نے نہ صرف خود ان مطالبات کے تسلیم کرنے سے انکار کیا بلکہ اپنے حلیف سینٹ گال کی طرف سے اس کی خود مختاری کا دعویٰ بھی کردیا لیکن یہ دعویٰ منظور نہوا اور ۱۴۹۷ء میں شہنشاہی نے سینٹ گال کے خلاف اپنا تحدیدی اعلان نافذ کردیا۔ میکسی ملین کی دورخی حکمت عملی اب بھی قائم تھی اس نے اس تحدیدی اعلان کے نفاذ میں تعویق کی، اس کی توقع یہ تھی کہ اس طرز عمل سے متاثر ہوکر سوئزرستانی اس سے بالذات مصالحت کرلیں گے اور اس کی لڑائیوں میں اس کی اعانت و امداد کریں گے لیکن اس چال میں اسے ناکامی ہوئی اسی اثنا میں دوسرے اختلافات نے بری گھڑی کو اور بھی قریب لادیا، عہدیہ سوئزرستان کے گرد اور بھی متعدد جمعیتیں قائم ہوگئی تھیں جن میں سب سے اہم ریتیا کی تینوں جمعیتیں تھیں ان میں سے ایک کا نام جمعیت "خانۂ خدا" تھا جو مقام چرکے اطراف میں واقع تھی اور اسی مقام کے گرجے کا نام اس نے اختیار کرلیا تھا، دوسری جمعیت ضلع گریزاں کی تھی جو بالائی رائن پر واقع تھا۔ تیسری جمعیت دس راج کے نام سے مشہور تھی اور ضلع پراتیگاؤ اور وادیٔ واودس میں واقع تھی جب سگسمنڈ کے ۱۴۹۶ء میں مرجانے سے میکسی ملین اپنے

خاندان کے اس شاخ کا وارث ہوا جو ٹیرول میں برسر حکومت تھی تو ان جمعیتوں کے خطرات لازماً اُبھر آئے خاص کر جبکہ اسی زمانے میں ضلع پراتیگاؤ کا ایک حصہ میکسی ملین کے ہاتھ آیا تھا۔ لہٰذا سنہ ۱۴۹۷ء میں جمعیت ضلع گریزان اور سنہ ۱۴۹۸ء میں جمعیت خانہ خدا نے سوئزرستانیوں سے اتحاد کر لیا اور اپنا نام بھی اضلاع متحدہ میں داخل کرا دیا اس طرح عہدیۂ سوئزرستان ان بے پایاں مناقشات میں شریک ہونے پر مجبور ہوا جو ان دو جمعیتوں اور ٹیرول کے مابین جو تصفیے اور حدود اختیارات کے متعلق چلے آرہے تھے آخر کار شہر النبرگ کی حکومت کے موستیال پر قبضہ کر لینے سے جنگ کا آغاز ہو گیا، یہ ان وادیوں میں سے ایک تھی جو بالائی اڈیج سے جا ملتی تھیں۔

ابتداءً میکسی ملین صرف آسٹریا کے امیر الامرا کی حیثیت سے سوئبی جمعیت کی اعانت کے ساتھ اس لڑائی میں شریک ہوا اور شہنشاہی نے اس جنگ میں سال مابعد تک کوئی حصہ نہیں لیا۔ شہنشاہ کے لئے بہترین حکمت عملی یہ ہوتی کہ وہ اپنے حملوں کو ایک مرکز پر محدود اور قایم رکھتا اور اس امر کی کوشش کرتا کہ سوئزرستانیوں کے قدموں کو اپنے موقعوں سے اکھاڑ کر ایک تصفیہ کن جنگ میں انھیں پیس ڈالتا۔ کیونکہ سوئزرستانی سپاہ مختلف ریاستوں سے متعلق ہونے کے باعث مختلف ٹکڑوں میں تقسیم تھی لہٰذا جداگانہ اور الگ الگ

جنگ کا آغاز سنہ ۱۴۹۹ء

معرکہ آرائیوں کے لئے وہ فطرۃً موزوں تھی اور اس کے افسر فن جنگ سے بہت کم واقف تھے۔ اس طرز عمل کی بجائے میکسی ملین نے اپنی قوت کو تقسیم اور منتشر کر دیا اور اس طرح غنیم کے ہاتھوں میں کھلونا بن گیا۔ سوئزرستانی فوجوں نے گنجان قطاروں میں پیش قدمی کی اور ہر ایک قطار میں تین تین دستے موجود تھے، ان کے آگے آگے نیزہ برداروں کی چار قطاریں تھیں اور ان کے نیزے چھ گز لانبے تھے دستوں کے عقب میں دوسرے اسلحہ بردار تھے جن کا آلۂ حرب جنگی کلہاڑی اور نیزے کا مجموعہ تھا، قصہ مختصر یہ کہ جرمن جاگیری فوج اس سیلاب عظیم کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

سوئزرستانیوں کی تائید میں بادشاہ فرانس نے روپیہ اور توپ خانہ بھیجا۔ وینس والوں نے بھی روپیہ پیسہ کی اعانت کی۔ کیونکہ وہ خاندان ہیپسبرگ کے اثرات

ان اضلاع ملک میں وسیع ہونا نہیں چاہتے تھے میکسی ملین کا معین دیار لے دے کر ایک لوڈووکو سفورزا میلان کا امیر تھا لیکن اس وقت وہ خود میلان سے نکال باہر کیا گیا تھا (۲۲ ستمبر) جمعیت سوبیا نے برو ڈرہولز پر شکست کھائی اور باسل کے قریب ڈوآناک پر بھی اسے ہزیمت اٹھانا پڑی - خود میکسی ملین نے پہلے ضلع ٹیرول میں بمقام فراسٹنز اور پھر سولسٹر تھال میں درہ کالون پر شکست کھائی یہاں تک کہ ۲۲ ستمبر ۱۴۹۹ء کو وہ صلح جوئی پر مجبور ہوا۔

صلح نامہ باسل ۱۴۹۹ء

صلح نامۂ باسل کے ذریعے سے یہ طے پایا کہ میکسی ملین اور ریتی جمعیت کے مابین جتنے اختلافات تھے ان کا فیصلہ ثالثی کے ذریعے ہو۔ سوئزرستانی عہدیہ کے خلاف ایوان شہنشاہی نے جو فیصلے کئے تھے وہ سب منسوخ کر دیے گئے اور گو شہنشاہی کے ساتھ اس عہدیہ کے آئندہ تعلقات کے متعلق کوئی بات قطعی طور پر ضبطِ تحریر میں نہیں لائی گئی تاہم سوئزرستانیوں کو شہنشاہی محصولات، شہنشاہی حدود اختیارات یا فوجی بھرتی وغیرہ کے قوانین کا تابع بنانے کی پھر کبھی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ اور گو عہدیۂ سوئزرستان اس پر بھی برائے نام شہنشاہی کا ایک رکن خیال کیا جاتا تھا تاہم عملاً وہ خود مختار تھا اور اس کی یہ خود مختاری بالآخر صلح نامہ وسٹ فیلیا (۱۶۴۸ء) کے ذریعے بالآخر تسلیم کر لی گئی۔

۱۵۰۱ء میں اپنی شمالی حدود کو تقویت دینے کے خیال سے سوئزرستانیوں نے باسل اور شفہاسن کو بھی اپنے عہدیہ میں شریک کر لیا۔ ۱۵۱۳ء میں اپنیزل بھی شریک ہو گیا اور اس سے عہدیہ کے ریاستوں کی تعداد تیرہ تک پہنچ گئی جو موجودہ صدی تک قائم رہی۔ سوئزرستانیوں نے اپنا پیشہ بہ حیثیت یورپ کے اجرہ دار سپاہیوں کے جاری رکھا اور اس کی بدولت جیسا اوپر بیان کیا جا چکا ہے ۱۵۰۲ء اور ۱۵۱۲ء میں کوہ ایلپس کے جنوب میں ان کے مقبوضات کو مزید توسیع حاصل ہوئی۔ سوئزرستانی عہدیہ کے مقابلے میں میکسی ملین کو جو ہزیمتیں برداشت کرنا پڑیں ان سے اس نے ایک سبق تو حاصل کر لیا تھا یعنی یہ کہ اس نے سوئزرستانیوں کے اسلحہ جنگ اور کسی حد تک ان کی طرز تنظیم کی نقل کی اور اس طرح اس نے ان زبردست پیادہ فوجوں کی تشکیل میں بڑا حصہ لیا جنھوں نے مہم اطالیہ کے دوران میں چارلز پنجم کی اچھی خدمت کی لیکن اس کا یہ کام بھی نقصانات سے خالی

نہ رہا کیونکہ جرمن جاگیری فوج یہ دیکھ کر کہ ان کی خدمات کی مانگ اس قدر بڑھی ہوئی ہے اکثر اوقات اجرہ دار سوئزرستانی سپاہیوں کی عادتیں اختیار کر لیتی اور اپنے ملک و قوم کے دشمنوں کی ملازمت اختیار کر لیتی تھی۔

باوجود اس کے کہ میکسی ملین کو شہنشاہی کے نام سے اتنا لگاؤ تھا تاہم اس کے متعلق بھی وہی کہا جا سکتا ہے جو اس کے ایک پیشرو شہنشاہ یعنی چارلس چہارم کے متعلق کہا گیا تھا یعنی یہ کہ وہ شہنشاہی کا سوتیلا باپ تھا اس کے علاوہ وہ ارباب انتخاب کو ذلیل کرنے کے بھی درپے تھا۔ اس نے رئیس بالاٹائن کو لینڈشوٹ کی وراثت سے محروم کر دیا تھا، اس کے علاوہ اس نے رئیس سیکسنی کو بھی دھوکا دیا اور وہ اولاً اس طرح کہ اس نے شادی کے ذریعے برگ اور ژولخ کی وراثت رئیس کلیو کے حوالے کر دی اور ثانیاً رئیس سیکسنی کو ریاستِ ہس کے امیر فلپ کے جاگیری نذر و نیاز سے محروم اس طرح

شہنشاہی اور اپنے خاندان ہیپسبرگ کے علاقوں کے متعلق میکسی ملین کی حکمت عملی

کیا کہ وہاں کے کمسن چہار دہ سالہ امیر کے بالغ ہونے کا اعلان کر دیا۔ روسائے برینڈن برگ (خاندانِ ہوہنزولرن) کی اس نے البتہ تائید کی چنانچہ اس نے اسی خاندان کے ایک سپوت کو جس کا نام البرٹ تھا پروشیا کے امرائے تیوتانی کا امیر اعلیٰ مقرر کیا (۱۵۱۲ء) لیکن ساتھ ہی اسے اس طرح ناراض کر دیا کہ معاہدہ تھورن کی توثیق کر دی جو ۱۴۶۶ء میں طے پایا تھا اور جس کی رو سے مبارزین کو مغربی پروشیا کا سارا علاقہ کیامیر بادشاہ پولینڈ کے حوالے کر دینا پڑتا تھا اور ان کے پاس صرف مشرقی پروشیا اس شرط پر رہتا کہ وہ اسے بادشاہ پولینڈ کا جاگیری عطیہ خیال کریں صلح نامہ کی یہ توثیق میکسی ملین نے خاندانی وجوہ کی بنا پر کی تھی کیونکہ بڑے بھتیجے لیوس نے جو

کیامیر چہارم بادشاہ پولینڈ ۱۴۴۵ء تا ۱۴۹۲ء

- جان برٹ ۱۴۵۲ء تا ۱۵۰۱ء
- الگزانڈر ۱۵۰۱ء تا ۱۵۰۶ء
- سگسمنڈ ۱۵۰۶ء تا ۱۵۴۸ء
- لاڈس لار شاہ ہنگری و بوہیمیا ۱۴۷۱ء تا ۱۵۱۶ء
  - لیوس = میری ۱۵۱۶ء تا ۱۵۲۶ء
  - این = فرڈیننڈ
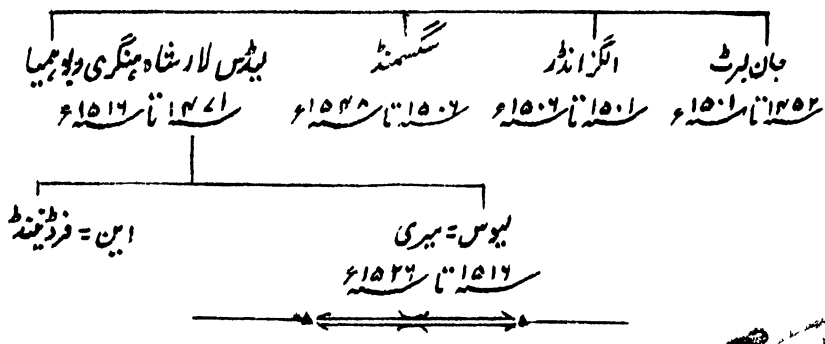
اس وقت پولینڈ کا حکمراں تھا میکسی ملین کی پوتی میری سے اور لیوس کی بہن این نے میکسی ملین کے پوتے فرڈیننڈ سے اس وعدے کے ساتھ شادی کی تھی کہ اگر لیوس بے اولاد ہو گیا تو ہنگری اور بوہیمیا کی وراثت این پر منتقل ہو جائے گی مختصر یہ کہ میکسی ملین کی پالیسی تمام تر خاندانی مفاد پر مبنی تھی اس کا خاص مطمح نظر یہ تھا کہ اپنے خاندان کی قوت اور اس کے آئندہ توقعات میں اضافہ کرتا رہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اگر ممکن ہو تو شہنشاہی اقتدار سے کام لیا جائے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو فتوحات حکمت عملی اور کامیاب شادیوں کے ذریعے یہ نصب العین حاصل کیا جائے۔ ان تدابیر میں اس کو کس حد تک

میکسی ملین کی کامیابی ایک ہیپسبرگ حکمراں کی حیثیت سے

کامیابی ہوئی اس کا اندازہ بہترین طریقے پر اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کے خاندان کی حالت جو ۱۴۸۵ء میں تھی اس کا مقابلہ ان حالات سے کیا جائے جو ۱۵۱۹ء میں اس کے انتقال کے وقت سے پائے جاتے تھے۔

میکسی ملین کی تخت نشینی سے ایک ہی سال قبل یعنی ۱۴۸۵ء میں متھیاس کارونیس نے صرف ہنگری اور بوہیمیا ہی کو تسخیر نہیں کر لیا تھا جو ۱۴۳۷ء سے ۱۴۵۷ء تک خاندان ہیپسبرگ کے قبضے میں رہے تھے بلکہ فریڈرک سوم کو وائینا سے بھی نکال دیا تھا۔ ٹیرول اور الساس میکسی ملین کے چچیرے بھائی سگسمنڈ کے قبضے میں تھے۔ آسٹریا اور کارنتھیا کو ترک تاخت و تاراج کر رہے تھے خود میکسی ملین اپنی بیوی میری کے وفات پا جانے کی وجہ سے نیدرستان کی حکومت حتیٰ کہ اپنے فرزند فلپ کی تعلیم و تربیت سے محروم کر دیا گیا تھا لیکن ۱۵۱۹ء میں صورت حالات بالکل ہی مختلف ہو گئی تھی اس وقت یہی نہیں کہ اصل آسٹریا کا سارا علاقہ دوبارہ فتح کر لیا گیا ہو بلکہ خاندان ہیپسبرگ کے جملہ مقبوضات اس کے شہنشاہی اقتدار میں متحدہ و متفق ہو چکے تھے اور ترکوں کے حملے بھی سردست تھم گئے تھے۔ رہا سویزرستان کا ہاتھوں سے نکل جانا یا اطالیہ میں حصول اقتدار کی کوششوں کا مضحکہ انگیز طریقے پر ناکام رہنا تو یہ نقصانات کا اس کے

خاندان سے نہیں بلکہ زیادہ تر شہنشاہی سے تعلق تھا لیکن اسے سب سے زیادہ کامیابی ان اتحادوں میں ہوئی جو اس نے شادی کے ذریعے قائم کئے تھے، لاڈس لادس سے جو

میکسی میلین کے اتحاد جو شادی کے ذریعے قائم کئے گئے

میکسی میلین کے بیٹے بیوس کے متعلق شادی کے معاہدے ہوئے اور جن کا ابھی ذکر کیا جا چکا ہے، ان کی بدولت بہت جلد ہنگری اور بوہیمیا کے علاقے دوبارہ خاندان ہپسبرگ کے قبضے میں آنے والے تھے (۱۵۲۶ء) اس کی بیوی اور چارلس دلیر کی بیٹی میری خاندان برگنڈی کے اکثر مقبوضات اپنے جہیز میں لائی تھی اس شادی سے جو لڑکا فلپ تولد ہوا تھا اس نے ہسپانیہ کی جوانا سے شادی کی تھی اور ان کا بیٹا چارلس ۱۵۱۶ء ہی میں نیدرستان، ہسپانیہ اور نیپلز کا حکمران بن گیا تھا[1]۔

اس کا کردار

نتیجتیں کے ساتھ طویل کشمکش اور التوائی محاربات کی ناکامی کے باوجود میکسی میلین جرمنوں میں غیر مقبول نہیں تھا حقیقت حال یہ ہے کہ گو معاملہ کرنے میں وہ اکثر و لنحراشی کا موجب ہوتا تھا تاہم وہ بڑے دلکش کردار کا آدمی تھا، اگرچہ وہ خوش شکل نہ تھا (اس کا رنگ زردی مائل اور ناک چپٹی تھی جو سفید داڑھی کے اوپر دکھائی دیتی تھی) تاہم چہرہ مردانہ تھا، اور اس کی قوت عمل اور طاقت جسمانی غیر معمولی تھی جیسا کہ اس کے سیر و شکار سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کی ذہنی قوت عمل بھی کچھ کم قابل قدر نہیں تھی، وہ اعلیٰ التعلیم یافتہ تھا اور سات مختلف زبانیں یا بولیاں بولتا تھا دلچسپیوں والا "زود پسند" اور ہمدرد۔ اور اس کا دماغ شجاعانہ اور بلند پرواز تھا اور وہ خود بے انتہا توانائی رکھتا تھا، اس کی جامع الصفاتی نے ہر طبقے میں اس کے ثناخواں پیدا کر دئے تھے۔ بلاشبہ ان میں سے بعض صفات اس کی کامیابیوں میں مخل ہوئیں عظیم الشان تجاویز کا دلدادہ

[1] خاندان ہپسبرگ کی اس شادی اور دیگر شادیوں کی یادگار ذیل کے شعر میں منائی گئی ہے۔

Bella gerant alii, tu felix Austria nube Nam Quæ Mars aliis, dat tibi regna Venus

ہونے کے باعث جن میں سے اکثر ناقابل حصول ہوتی تھیں اور خود اس کی جولانی طبع اور تدبیر
و چارہ جوئی نے اس کے آگے اتنی راہیں کھول دی تھیں کہ اس پر متلون اور متغیر مزاج ہونے کا
الزام عاید کیا جاتا تھا۔ لوئی یازدہم نے اس کی بابت ایک دفعہ کہا کہ ''رات میں وہ جو
کچھ کہتا ہے صبح اس پر قائم نہیں رہتا خود اعتمادی اس میں اتنی تھی کہ وہ لاتعداد آدمیوں کو
بے صبری کی نظر سے دیکھتا تھا اور میکیاویلی کہتا ہے کہ وہ ''ہر شخص کے صلاح و مشورے
سے تو انکار کرتا تاہم سب کے فریب میں آجاتا تھا'' اس کے بے اندازہ اور جلیل الشان
منصوبے اسے اکثر مالی مشکلات میں مبتلا کر دیا کرتے تھے جن کی بدولت وہ ذلیل تدابیر
اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا، اور یہ اکثر بیرونی ممالک کے تعلقات میں جو اسے ''چند
پیسوں والا'' کہتے تھے اور اسے ایک ایسے بھکاری کی نظر سے دیکھتے تھے جسے روپیہ
دے کر موافق مرام بنا لیا جا سکتا تھا۔ لیکن میکسی میلین کم از کم اپنی ذات کو اپنے متعلق دھوکا
نہیں دیتا تھا۔ وہ اپنی رزمیہ نظم میں ایک عالی خیال اور جانباز مبارز کی کہانی کہتے ہوئے
جس کا نام اس نے (Teuerdank) ٹائرڈانک رکھا بتلاتا ہے کہ یہ شخص کس طرح اپنی دلہن
کی تلاش میں نکلا، کس طرح بالآخر وہ ترکوں کے خلاف لڑائیوں میں سرگرم پیکار رہا اور گویا
خود اپنی آپ بیتی بولتے ہوئے بتلاتا ہے کہ کس طرح خود بینی اور شوق جانبازی کے دلفریب خطروں
نے اسے گھیر لیا۔ غرض یہ کہ یہ دلکش، پیارا، سراسر خیالی اور محض خوابوں والا انسان
اور وہ اس حد تک کہ ہم اس سے برہم ہو جاتے ہیں، اپنی پرزور توانائی کے ساتھ جو غلط
چیزوں پر صرف ہوا کرتی تھی، اس تغیر پذیر دور کا بہترین نمائندہ ہے جو تقریباً خود اس
کے دوران حکومت کا زمانہ تھا۔

سنہ ۱۵۱۵ء میں فرانسس کی تاج پوشی اور سنہ ۱۵۱۹ء میں میکسی میلین کے انتقال کے
ساتھ ہم بالکلیہ ایک جدید دور سے روشناس ہوتے ہیں۔ یہ ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ خود
اطالیہ جو اس پاپائیت کا گہوارہ تھی جس نے بربریوں کو حالت بربری سے نکالا تھا،
جو ابتدائی دور میں ان کے لئے گویا شیر مادر تھی اور جس نے ان کو روما کے قانون، فن حکمرانی
اور تمدن کے پیش بہا اور نادر تحفے سے روشناس کیا تھا، وہ
تماشا گاہ بن گئی جن پر یورپ کے سیاسی مناظر بدلتے
جا رہے تھے۔

میکسی میلین کی وفات سنہ ۱۵۱۹ء سے ایک جدید دور شروع ہوتا ہے

اطالوی لڑائیوں ہی میں یورپ کی بادشاہیوں نے سب سے پہلی مرتبہ اپنی اپنی قومی شخصیتوں کا احساس ظاہر کیا۔ ان ہی لڑائیوں میں باوجود باہم جانی دشمن ہونے کے انھوں نے یہ سبق سیکھا کہ بہ حیثیت ایک یورپی دولت عامہ کے ارکان کے ان کے اغراض ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، پھر یہیں سے توازن قوت کا نظام قائم ہوا، جدید اصولِ سفارت پیدا ہوا اور قانون بین الاقوامی کی بنا ڈالی گئی مختصراً یہ کہ اسی دور میں یورپ کا وہ سیاسی نظام قائم ہوا جو آج تک قائم ہے۔ اس کے علاوہ اطالوی لڑائیوں ہی میں یورپ کے اقوام نے یہ ضرورت محسوس کی کہ بڑی بڑی فوجیں ہمیشہ تیار رکھیں اور فن جنگ میں بارود کے کثرت استعمال سے ایک انقلاب ہوگیا۔

ان لڑائیوں میں اطالیہ پر بڑے مصائب گزرے اقوام نے اپنی خود غرضی کا جس شرمناک طریقے پر ان لڑائیوں میں اظہار کیا کبھی کسی اور موقعے پر نہیں کیا تھا۔ اسی طرح جزیرہ نمائے اطالیہ اجنبیوں کا مال غنیمت بن گیا اور ہمارے زمانے سے قبل اسے آزادی حاصل نہ ہوسکی۔ لیکن باوجود اس عذاب عظیم میں گرفتار ہونے کے اس نے یورپ کو ایک لاقیمت تحفہ دیا، یونان کا مجددہ ادب اور فنون، فن رنگ کاری جو اکملیت کو پہنچا دیا گیا تھا، نیا طرز تعمیر، انسان کے متعلق علم اور ذوق تنقید... یہ اس آخری ترکے میں شامل ہیں جو اطالیہ نے تحریک نشاۃ جدید کے ذریعے سے جس کی نوعیت خاص طور پر اطالوی تھی یورپ کے نذر کیا۔

آئندہ سے تاریخ یورپ کی سب سے اہم غرض اطالیہ سے وابستہ تھی لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کے زرخیز اور خوشنما میدانوں کے لئے کشمکش ختم ہوگئی۔ پاپائیت اب بھی اصلاح مذہب اور شہنشاہی سے اپنے تعلقات کے نسبت ہماری توجہ کا مطالبہ کرے گی۔ ان سب کے باوجود اس وقت سے اطالیہ ایک غیر اہم حیثیت اختیار کرلیتی ہے، بحر متوسط کی اب وہ اہمیت نہیں رہتی جو بہ حیثیت مشرق و مغرب کی تجارتی شاہ راہ کے اسے پہلے حاصل تھی۔ یہاں سے ہماری نظر کوہ آلپس کے شمال میں ایک طرف تو اس کشمکش کو دیکھنے دوڑتی ہے جو اس اثنا میں ہیپسبرگ اور والوا کے شاہی خاندانوں میں ہونے لگی اور دوسری طرف ان معرکۃ الآرا مسائل کا نظارہ کرنے جو تحریک اصلاح مذہب سے وابستہ ہوگئے۔

انتخاب چارلس سے پیویا کی لڑائی تک

شہنشاہی انتخاب۔ چارلس اور فرانسس کی جنگی تیاریاں۔ لیکن جنگ میں تاخیر۔ شورش کمیونیروز (Comunerous) ورمس کی ڈائیٹ۔ مجلس نیابت۔ نشاۃ جدید اور اصلاح مذہب۔ اراسمس اور لوتھر۔ شہنشاہی اجتماع۔ چارلس اور فرانسس کے مابین جنگ۔ ان کے اتحادات۔ شہنشاہی عساکر کی کامیابیاں۔ آڈریان ششم لیو دہم کا جانشین ہوتا ہے۔ چارلس کے ساتھ اس کا جھگڑا۔ بیکوکا کی لڑائی۔ عہد نامۂ ونڈسر۔ لوتھر اور مجلس نیابت۔ نیورمبرگ کی ڈائٹ۔ جنگ مبارزین۔ کانگرس۔ ابلسین۔ پیویا کی لڑائی۔ جنگ مزارعین۔

۱۔ شہنشاہی انتخاب

جنوری ۱۵۱۹ء میں میکسی میلین کے انتقال پر یورپ کی قسمت تین نوجوان بادشاہوں کے ہاتھ میں آئی اور یہ تینوں بیّن شخصیت رکھنے والے اولوالعزم اور حریص تھے۔ ان میں ہنری ہشتم جواب اٹھائیس سال کا سب سے معمر تھا۔ اس کی شخصی وجاہت کا باعث جس کا اجنبیوں پر گہرا اثر تھا۔ غالباً ایک حد تک اس کے رنگ کی سفیدی تھی۔ جس کی

بر اعظم پر تعریف ہوتی تھی۔ اگرچہ وہ بعد میں نہایت جسیم بن گیا تھا۔ تاہم اس کا سفید رنگ اس کی بڑی بڑی آنکھیں۔ اس کا دراز قد۔ اور طاقتور اور پھر تیلا ڈھانچہ یقیناً قابل تحسین ہوگا۔ اس پر جب بازیوں اور مقابلوں (گھوڑوں پر دو بہادروں کی نمائشی لڑائی (Joust)) میں اس کی جوانمردی۔ موسیقی اور مختلف زبانوں میں اس کی قابلیت اور سب پر طرّہ اس کی حکیمانہ سیرت کا اضافہ کر دیا جائے تو ہم غالباً اس کی نسبت کسی تخمینہ کو مبالغہ آمیز تصور نہیں کریں گے۔

فرانسس اول اُس سے صرف تین سال کا چھوٹا تھا۔ قد و قامت میں قریب قریب ہنری کے اتنا ہی تھا۔ لیکن رنگ سیاہی مائل۔ اس کی حیا منت و طویل القامتی اور نیلے پیر خصوصیت کے ساتھ اس کے ہم عصروں پر اثر کرتے تھے۔ فنون کا سرپرست اور عیش و آرام کا دلدادہ تھا۔ اور زیادہ سطحی پہلوؤں کے اعتبار سے وہ نشاۃ جدیدہ کا فرزند حقیقی تھا۔ دور اندیشی عقل و دانش یا تدبر سے بہت کم بہرہ یاب، وہ بڑا بادشاہ اور بڑا آدمی تھا۔ اس کی جرأت بے احتیاطی کی حد تک پہنچ جاتی تھی۔ اپنے منصوبوں میں وہ اپنے حریفوں سے کچھ کم بلند پرواز نہ تھا۔ جتنا کہ اس کے حریف تھے۔ تاہم اس میں وہ بہادرانہ وصف موجود تھا جس کا چارلس میں سراغ نہ ملتا تھا۔ اور جو اس کی ناکارہ سیرت کا نعم البدل تھا۔

اس وقت چارلس غیر معروف تھا۔ اور اس سے کچھ زیادہ توقعات بھی وابستہ نہ تھے۔ اس کی عمر صرف انیس سال کی تھی۔ اور وہ کلیتہً اپنے فلیمش مشیر ولیم ڈی کروا (شیورشیپور) کے زیر اثر تھا۔ متوسط قامت۔ ڈھیلی اور بے ڈھنگی چال۔ اس کی عمدہ پیشانی اور بڑی اور خم دار ناک کو باہر نکلے ہوئے کلے جبڑے نے جو خاندان ہیپسبرگ کی خصوصیت متمایز تھی بگاڑ ڈالا تھا اور دانت باریک۔ چھوٹے چھوٹے اور بدنما تھے۔ اس کی ابتدائی زندگی کی مشکلات۔ اس کے باپ اس کے دادا فرڈیننڈ کے جھگڑے۔ بعد میں اس سے فرڈیننڈ کا حسد اس کی ماں کی دیوانگی۔ ان تمام چیزوں نے اس کو کم سخن اور سنجیدہ بنا دیا تھا۔ اور غالباً عالم شباب کے جوش کو بھی تباہ کر دیا تھا۔ ان اوصاف سے لوگوں کو یہ خیال ہوتا تھا کہ وہ احمق ہے۔ تاہم وہ بہت جلد دنیا کو دکھانے والا تھا کہ اس کے بے حس ظاہری پردے کے پیچھے وہ بیدار مغزی۔ معاملہ فہمی اور عزم پنہاں تھا۔ جو جذبات

سے لاپروائی کے ساتھ ملکر اُسے ان تینوں میں سب سے قابل مدبر بنانے والا تھا۔
شہنشاہی تخت کے جو میکسی ملین کے انتقال کی وجہ سے خالی ہو گیا تھا، یہ تو ان
تاجدار سب سے اہم امیدوار تھے۔ اور سارے یورپ کی توجہ اب اس واحد مسئلے کی
طرف مبذول ہو گئی تھی میکسی ملین نے انتخاب کنندوں کو اپنا طرفدار بنا لینے کے لئے
پانی کی طرح دولت لٹائی اور وعدے کئے تھے۔ اور سادہ لوحی سے یہ سمجھنے لگا تھا۔
کہ اپنے پوتے کے لئے اس نے پانچ رائیں محفوظ کر لی ہیں۔ لیکن اس کا مرنا تھا کہ
انتخاب کنندگوں نے اپنے وعدوں کو رد کر دیا۔ اور پھر رشوت کے لئے جھگڑے شروع
کر دئیے۔ ہنری کوئی زیادہ زبردست امیدوار نہیں تھا۔ باقی دو میں سے ابتداءً
فرانسس کا سب سے زیادہ امکان نظر آتا تھا۔ مارینانو کی فتح اور اس کی فوجی
شہرت کی حرص۔ اس کو اس صلیبی جنگ کا موزوں ترین قائد بنا رہی تھی جس کا
یورپ ہمیشہ چرچا کرتا تھا لیکن کبھی اس پر عامل نہیں ہوا۔ اور فرانسس دعوے کرتا
تھا کہ اگر اس کا انتخاب ہو جائے تو وہ تین سال کے اندر ہی اندر قسطنطنیہ میں رہے گا
لیو دہم اگرچہ اپنی خواہش کا اعلان کرتا نہیں چاہتا تھا تاہم فرانسس کے انتخاب
کا متوقع تھا اگر میدیچی فلورنس میں محفوظ رہنا چاہتے تھے تو فرانسیسی قبضہ میلان نے
فرانسیس کے ساتھ ان کی دوستی کو ضروری بنا دیا تھا اور پاپاؤں کا تو یہ قدیم مسلک تھا
کہ نیپلز اور شہنشاہی کو ایک ہی ہاتھ میں جانے سے روکا جائے کیونکہ تم جانتے ہو۔ لیو نے
کہا کہ روما سرحد نیپلز سے صرف چالیس میل دور ہے" اکثر و بیشتر منتخبین اور خاصکر
سکسنی کا فریڈرک دانا اور برینڈنبرگ کا جوکم اول اصلاحات سے میکسی ملین کی مخالفت اور ان کی نسبت
اس کے عام مسلک (دیکھو صفحہ ۱۴۰) کے باعث ناخوش ہو گئے تھے اضلاع رائن کے ارباب
انتخاب دبے بیٹھے۔ ٹریوس اور کولون کے تینوں صدر اسقف اور الکٹر پالاٹائن کو خوف
تھا کہ اگر انھوں نے فرانسیس کے خلاف رائے دی۔ تو وہ ان سے انتقام لے گا۔ اور
رچرڈ کہ نفنکلاؤ الکٹر ٹریوس گلڈوس کے رئیس کا دوست تھا۔ اور یہ آخر الذکر خاندان ہیپسبرگ
کا جانی دشمن تھا۔

مزید برآں فرانسس اس مطلوب عام خطاب کے حصول کا عزم کر چکا تھا۔
اس نے کہا کہ تین لاکھ کے طلائی سکے اس نے اس توقع میں صرف کئے کہ وہ شہنشاہ بنے گا

منتخبین کو اس لئے جو رشوتیں دیں وہ چارلس کبھی نہ دے سکتا تھا۔ چارلس کی کامیابی کے توقعات اتنے ضعیف تھے کہ بعض لوگوں نے اُسے مجبور کیا۔ کہ اپنے بھائی فرڈیننڈ کے حق میں دست بردار ہو جائے۔ یہ ایک ایسا تبادل تھا کہ جس کو چارلس نے غصے کے ساتھ اس بنا پر مسترد کردیا کہ وہ اس کے خاندان کے مفاد کے حق میں مہلک تھا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ منتخب ہو جائے تو جرمنی کو راضی کرلے گا کہ فرڈیننڈ کو اس کے جانشین کی حیثیت سے تسلیم کرلے۔ لہذا اس نے اپنے کارندوں کو ہدایت دی۔ کیونکہ وہ خود اسپین میں تھا کہ کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں اور کسی ایسی چیز سے انکار نہ کریں جس سے اس کا انتخاب حاصل ہو سکتا تھا۔ اس طرح ارباب انتخاب سے شرمناک تجارت جاری رہی اور اسفی انتخاب کنندوں کو بوقت انتخاب حلف اٹھانا تھا۔ کہ وہ سب مواعید قرارداد اور ہدیائے کی رقم کے بغیر اپنی رائے دے رہے ہیں۔

اگر یہ معاملہ انتخاب کنندوں پر چھوڑ دیا جاتا تو کس طرح صورت پذیر ہوتا یہ کہنا ناممکن ہے۔ لیکن یوم انتخاب جوں جوں قریب آتا گیا جرمن لوگوں کے جذبات صاف طور پر ظاہر ہونے لگے۔ نہ صرف خاص اشخاص نے چارلس کے حق میں اعلان کیا بلکہ سوابی جمعیت بھی حرکت میں آنے لگی۔ اس طاقتور جمعیت نے گزشتہ مئی میں درٹمبرگ کے ڈیوک الرچ کو اس کے ظلم و تشدد اور بدعملی کی وجہ سے ڈچی سے نکال باہر کیا تھا۔ اور اب اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے قابل تھی یوریا کا ڈیوک ولیم جس کی بہن کے ساتھ اس کے شوہر ڈیوک الرچ نے یہاں تک وحشیانہ سلوک کیا تھا۔ اور مشہور شہنشاہی مبارز فرانزوان سکنجن جو پہلے ہی سے چارلس کا تنخواہ دار تھا یہ دونوں جمعیت کی سرکردگی کے فرائض انجام دے رہے تھے جمعیت کی فوج نے اس موقعے پر اعلان کردیا کہ وہ فرانسس کے انتخاب کو تسلیم نہیں کرے گی اور وہ اہل سوئزرلینڈ سے جا ملی۔ ارکان عہدیہ (Confedsaks) عموماً خاندان ہیپسبرگ کے مخالف تھے۔ اور ۱۴۹۹ء میں صلح باسل کی رو سے جس پر میکسی ملین کے ساتھ ان کی آخری جنگ کا خاتمہ ہوا تھا۔ انھوں نے شہنشاہی قوانین۔ عدالت اور محاصل سے آزادی حاصل کی تھی (دیکھو صفحہ ۴۴م) تاہم سپین کے کارڈینل منتھاس شینر کے اثر کی وجہ سے وہ چارلس کی تائید

جرمن لوگوں کے جذبات چارلس کے حق میں

کرنے لگے۔
شمال میں بھی برنسوک وانفن ٹیل کا ڈیوک جرمن امیدوار کے حق میں ہتھیار اٹھالنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ جرمن جذبات کا یہ زبردست اظہار الکٹروں پر قدرتاً اثر انداز ہوا۔ لہٰذا انھوں نے اپنے مطالبات میں تخفیف کر دی۔ اور فرانسس کی جانب سے پیش کردہ رقوم اور مواعید سے بہت کم رقومات اور مواعید چارلس سے حاصل کیں۔ اور فگروں (Fuggars) نے جو اس زمانے کے روتھ شائیلڈ (Rothschilds) تھے۔ شاہ فرانس کے سودات قانون کا احترام کرنے سے انکار کر دیا۔ لیو نے بھی یہ دیکھ کر کہ "دیوار سے سر ٹکرانا بے سود ہے" چارلس کی مخالفت سے دست بردار ہو گیا۔
جوشم والئ برینڈنبرگ کے بھائی کی موافقت حاصل کرنا سب سے زیادہ ضروری تھی۔ وہ میانس کا صدر اسقف تھا۔ ہرمن وان ڈیر وییڈ کی رائے بھی ساتھ لا لنے والی تھی۔ اس کا اپنے بھائی پر بھی اثر تھا۔ اگرچہ وہ حرص کے بندے شاہ فرانس کی تائید کرنے کی ضمانت لے چکا تھا۔ صدر اسقف مذکور کو فرانسس کی جانب سے ایک لاکھ بیس ہزار فلارن اور جرمنی کی مستقل سفارت پیش کی گئی تھی۔ بہت کچھ پس و پیش کے بعد اس نے چارلس کی بہتر ہزار فلارن اور سفارت کو قبول کر لیا اور مجلس انتخاب میں جو ۲۸ ارجون کو منعقد ہوئی۔ اس کی خوب حمایت کی۔ یہاں الکٹر ٹریوس نے جو فرانسس کی رقمی تھیلیوں کے بارے میں دب گیا تھا۔ فرانسس کے دعاوی کی زبردست تائید کی۔ اور

الکٹروں نے بالآخر چارلس کا انتخاب کیا

مشورہ پیش کیا کہ اگر وہ قابل قبول نہیں ہے تو کسی اور جرمن رئیس کا انتخاب کیا جائے۔ جو چارلس سے کم خطرناک ہو۔ یعنی بویریا کا ڈیوک یا برینڈنبرگ کا مارگریو یا سیکزنی کا الکٹر۔ فرانسس کی آخری حرکت یہی تھی۔ سیکزنی کا الکٹر ہی ایک وہ شخص تھا جس نے باعزت طور پر تمام رشوت ستانیوں سے انکار کر دیا تھا۔ اور اس کی پاکیزہ اور خدا پرست زندگی کی اس قدر شہرت تھی۔ جتنی کہ اس کی حیرت ناک عقل و دانش شہرۂ آفاق تھی۔ اور اگر وہ چاہتا تو اس کا انتخاب ہو جاتا لیکن وہ اتنا ہوشیار اور زیرک تھا کہ اس قدر پرخطر منصب کو گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ وطن پرست ہونے کی

حیثیت سے وہ کسی جرمن کو یہ اعزاز بخشنے کا خواہاں تھا۔ لہذا اس نے اس پیشکش سے انکار کر دیا۔ اور چارلس کا نام پیش کیا۔ اس کے طرز عمل سے اس معاملے کا تصفیہ ہو گیا۔ بوہیمیا کے نوجوان بادشاہ لیوئس جس نے چارلس کی بہن میری سے شادی کی تھی اپنے برادر نسبتی کے حق میں رائے دی کالون کا صدر اسقف ہرمن دان ڈیرویڈ نے سیکس کی تقلید کی۔ اور بقیہ تین الکٹر ٹریوس کا صدر اسقف الکٹر پیلاٹین اور برینڈنبرگ کے مارگریو نے بھی انھیں کا ساتھ دیا اور چارلس بالاتفاق شہنشاہ منتخب ہو گیا۔ خطاب شہنشاہی اختیار کرنے کے لئے پاپائی تصدیق کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اور اگرچہ بعد میں پوپ نے بولون ۱۵۳۰ء میں چارلس کی تاج پوشی کی رسم ادا کی۔ اس نے فوراً شاہ رومنس نہیں بلکہ منتخب شہنشاہ کا خطاب اختیار کر لیا۔ اس طرح اس شہنشاہی اعزاز کا سب سے زیادہ قابل یادگار انتخاب ختم ہوا یہ ایک ایسا اعزاز تھا جو نہایت سرعت کے ساتھ بے حقیقت اور نمود بے بود بنتا جارہا تھا۔ کیونکہ اس انتخاب میں شرمناک خرابیوں، رشوت ستانیوں اور سازشوں سے کام لیا گیا جیسا کہ پہلے کبھی نہیں لیا گیا تھا۔ اس کی نسبت ہنری کے کارندے پیس (Pace) نے کہا تھا کہ "وہ گراں ترین سوداگری کا مال ہے جو خرید اگیا ہے"۔

فرانسس کی اس خواہش سے کہ یہ خطاب حاصل کیا جائے۔ اس میں فقدان تدبر کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کی کامیابی اس کے ملک کے لیئے مہلک اور تباہی خیز ہوتی جرمنی بلکہ غالباً ساری یورپ کی مخالفت کی آگ بھڑک اٹھتی تھی اور ایک ایسی کشمکش میں جس میں حقیقتہً اس کا کوئی مفاد نہیں تھا ملک کا سارا خزانہ خالی ہو جاتا۔

چارلس کے انتخاب سے فرڈیرک سوم و میکسی ملین کے خوشگوار خواب کی تعبیر جزءً پوری ہوئی۔ خاندان ہپسبرگ اب جرمنی، ہندوستان اسپین، نیپلز۔ اور نئی دنیا کے ایک بڑے حصے پر فرمانروا تھا۔ اور پھر اپنے لیئے مقدس رومی شہنشاہ کا خطاب حاصل کر لیا۔ تاہم یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا شہنشاہی اعزاز مراتب فی الحقیقت ایک ذریعۂ طاقت و اقتدار تھے۔ اپنے انتخاب کی قیمت کے طور پر چارلس کو تحفظات پر دستخط کرنی پڑی۔ جن کا اب سے ہر منتخب شہنشاہ سے مطالبہ کیا جانے لگا۔

تحفظات — تحفظات جرمنی رؤسا، کے خیالات کا آئینہ ہی جدید شہنشاہ کے

اسپینی اور فلیمش ولدیت کا خوف ان کے اس مطالبے میں جھلکتا ہے کہ سرکاری زبان جرمن یا لاطینی ہونی چاہیئے۔ شہنشاہی خدمات جرمنیوں کے لیئے محفوظ کردی جائیں ریاستیں بیرونی اقتدار کی تحت نہ لائی جائیں۔ اور مجلس (Diet) کی منظوری کے بغیر شہنشاہی جنگوں میں اجنبی افواج خدمات انجام نہ دیں۔ پاپائی دعاوی کی مخالفت نے رؤسا کو اس امر کے اصرار پر آمادہ کردیا کہ دربار روما سے جتنی بدعات رواج پذیر ہوئی ہیں ان سب کو منسوخ کردیا جائے۔ جو اس معاہدے کے خلاف تھیں جو جرمنی اور مجلس کانسٹنس (۱۴۱۸ء) کے مابین طے پایا تھا۔ بالآخر اپنے امتیازات کو برقرار رکھنے کی غرض سے انھوں نے مطالبہ کیا کہ چارلس ان کے حقوق فرمانروائی کی توثیق کردے اور خاص امور کے غور و خوض کے لیئے ایک مجلس مستقل طور پر مقرر کی جائے۔ جو حکومت میں برابر کی شریک ہو۔ یہ آخری مطالبات اہم نوعیت کے تھے۔ اور شدید مباحثوں کے محرک ہوئے۔ بانی اور اعتبارات سے چارلس کے متعدد اور غیر متجانس مقبوضات اور دعاوی نے ایسی مشکلات پیدا کیں جن میں مبتلا ہوکر اس کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا

جنگ ناگزیر ہوگئی

تقریباً ناگزیر تھا کہ چارلس پنجم کا انتخاب باب نبرد کھول دے۔ چارلس کی ذات میں ہیپسبرگ خاندان اور اسپین کے استحقاقات بیجا جمع ہوجانے سے فرانسیسیوں کے خطرات کا چونک اٹھنا خلاف فطرت نہیں تھا۔ اور فرانسس کی شخصی خودنمائی کو سلطنت کے لیئے اس کے حریف کے انتخاب سے سخت زرین ٹھیس لگی۔

ان حالات میں جھگڑے کا موقع پیدا کرنا دشوار نہیں تھا۔ عہدنامۂ نویان (Noyan) (۱۵۱۶ء) (دیکھو صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳) کی شرائط کی دونوں جانب سے تکمیل نہیں ہوئی تھی۔ فرانس یہ شکایت کرسکتا تھا کہ اسپینی ناوار ہنری دی البرٹ کو ہرگز واپس نہیں دیا گیا۔ اور ادھر چارلس کا بیان تھا کہ ایک شہنشاہی جاگیردار ہونے کی حیثیت سے علاوہ اس کا تھا۔ نیز برگنڈی کی وراثت کا ایک حصے کی حیثیت سے برگنڈی کی نوابی کا مطالبہ کرنے لگا۔ تاہم جنگ کا التواء علانیہ چارلس کے حق میں بہت مفید تھا۔ اس کے سارے عہد حکومت کی طرح اب بھی اس کے علاقہ جات اور خطابات کی وسعت و زیادتی ہی اس کی کمزوری کا باعث تھی اسپین فلیمنگز (Flemnings)

چارلس التوائے جنگ کی کوشش کرتا ہے

کی حکومت سے برہم ہوکر شورش کرنے کے قریب تھا۔ جرمنی میں جہاں وہ انتخاب کے بعد سے اب تک نہیں گیا تھا کیونکہ وہ اب تک اسپین ہی میں تھا۔ اس کی مسلسل غیر موجودگی کی وجہ سے برہمی میں اضافہ ہو گیا مجلس (Diet) سے ابھی صفائی ہونی باقی تھی اور راہب لوتھر کا مسئلہ فوری توجہ کا محتاج تھا۔

اس کے برخلاف فرانسس کم تر دعاوی کے باوجود ایک مستحکم سلطنت کا مالک تھا۔ اس کو اپنے حریف کے مقابلے میں بہت کم مخصوص اختیارات حاصل تھے۔ خصوصاً مالیات اور فوج سے متعلق۔ اس کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اور جب تک وہ ملان پر قابض رہتا۔ تب تک جرمن اور اطالوی علاقوں کے مابین شہنشاہ کو رسل و رسائل کا سلسلہ منقطع کر دینا پڑتا۔ ان حالات میں غالباً شیورس (Chievres) ہیدرستان کی مخصوص اغراض کے قطع نظر کم از کم جنگ کو ملتوی کرنے کی خواہش میں حق بجانب تھا۔ اس کے برعکس فرانس فوراً جنگ چھیڑ دینا چاہتا تھا۔ لیکن گزشتہ جنگ کے مصارف اور شہنشاہی کے لئے فراہمی آرا کی کوشش میں بادشاہ کے اسراف کی وجہ سے خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ اور تازہ محاصل کا اضافہ بے اطمینانی پیدا کر دیتا۔ مزید برآں یہ مناسب معلوم ہوتا تھا کہ اگر ممکن ہو تو سب سے پہلے انگلستان سے اتحاد قائم کیا جائے۔ یا کم سے کم اس کو غیر جانب دار بنا دیا جائے۔ چارلس بھی انگریزوں کی امداد کی اہمیت کو محسوس کرتا تھا۔ اور یہ دونوں حریف اس مساویانہ درجے کے تھے۔ کہ ان میں توازن قائم رکھنے کا انگلستان کو اتنا بہترین موقع ہاتھ آیا کہ پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔

ولسی نے اس موقع سے فوراً فائدہ اٹھایا۔ کسی فریق کو ناراض کئے بغیر دونوں کے ساتھ دوستی قائم رکھنا باہمی شکوک و شبہات کی آبیاری کر کے دونوں کو علحدہ رکھنا۔ دونوں کو اعلان جنگ سے باز رکھنا۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جارحانہ کارروائی شروع کرنے والے کے خلاف انگلستان کو صف آرا ہونا پڑے۔ اور اس طریقے سے اگر جنگ کو باز رکھنا ناممکن ہو تو اس میں تاخیر و التوا پیدا کرنا ہی سہی۔ اور اسی اثنا میں انگلستان کے لئے یورپ کے ثالث کی قابل فخر حیثیت حاصل کرنا۔ یہ تھے ولسی کے مقاصد۔ اور یہ ایک ایسا مسلک تھا جو قریباً دو سال تک اس قدر کامیاب رہا کہ یورپ کے دوسب

سے طاقتور فرمانروا اس کا دوست اور اس کے آقا کے نیازمند بنے رہے

مئی سنہ ۱۵۲۰ء میں چارلس ہنری ہشتم سے ملاقات کرنے کے لئے یک بیک اسپین سے سینڈوچ کو روانہ ہوگیا۔ شہنشاہ کی جانب سے یہ ایک ایسا منکسرانہ عمل تھا کہ یورپ کے طول و عرض میں حیرت و استعجاب کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے فوراً بعد ہی (۷؍ جون) ہنری اور فرانسیس کے مابین میدان تاش Field of the Cloth of gold میں جو حدود کیلے کے اندر واقع ہیں ملاقات ہوئی اور پھر (یہ یاد رہے) سرزمین انگلستان میں اس ملاقات کو جو اہمیت دی گئی اس کا ثبوت نہ صرف ملاقات کی عظیم الشان ظاہری ٹیپ ٹاپ سے ظاہر ہے بلکہ اُلجھے کے بڑے بڑے کرتب جن میں خود بادشاہوں نے فرانسیس کی توقعات کے برعکس حصہ لیا اس زمانے کے مصور اور مصنفین نے اس کی نسبت جو توجہ کی اس سے بھی اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہنری ہشتم گریولینس میں چارلس کی دوسری ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ (۱۰ جولائی) ان ملاقاتوں کے حقیقی نتائج مشتبہ ہیں لیکن اتنا اغلب ہے کہ ولسی نے قطعی قراردادوں سے انکار کردیا کیونکہ اس کا مسلک ہی یہ تھا کہ خود کو کسی ایک طرف ظاہر کرنے سے بچائے رکھے۔

اس طرح گفت و شنید طول کھینچتی رہی جس سے پوپ لیو دہم حیران پا رہو رہا تھا۔ اور جس نے دونوں سے معاہدات تو طے کئے تھے تاہم مضطرب تھا۔ کہ جنگ بلا تاخیر شروع ہوجائے تاکہ وہ زیادہ مفاہمت پیدا کرنے سے پیشتر یہ دیکھ لے کہ ان دونوں میں کون فتحمند کہلاتا ہے۔

لیکن سنہ ۱۵۲۰ء کے اواخر میں ولسی کی سیاسی چالبازیاں ٹوٹنے لگیں۔ فرانسس نے جارحانہ کارروائی شروع کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اور ولسی پر یہ الزام عاید کیا کہ اس

کشمکش کو روکنے میں ولسی کی حکمت عملی کی ناکامیابی

نے اس کی راز کی باتوں سے پوپ کو آگاہ کردیا اور چارلس نے جو عرصے سے پس و پیش کر رہا تھا کہ آیا انگلستان کی میری کے ساتھ مجوزہ عقد کرلے یا پرتگال کی انفنٹا سے ہنری کو فرانس کے ساتھ ایک جنگ میں بھڑا دینے کی کوشش کی۔ اور مطالبہ کرنے لگا کہ وہ اپنے مواعید پورا کرے۔ لیکن ولسی اتنی آسانی سے

۱؎ کیمبرج کی تاریخ جدید باب ۲ صفحہ ۴۱۶ کو دیکھو۔

قابو میں آنے والا شخص نہیں تھا۔ اور اس لئے اپنے کارندے ٹنسٹل کو شہنشاہ کے دربار سے واپس بلا لیا۔ تاہم چارلس ابھی جنگ چھیڑنے کے قابل نہیں تھا۔ لہذا جنگ کا حقیقی آغاز ۱۵۲۱ء تک ملتوی رہا۔

اسی اثناء میں اسپین کی مشکلات۔ مجلس کی دشواریاں لوتھر کی سزا کا مسئلہ شہنشاہ کی توجہ اپنی طرف منعطف کر رہا تھا۔

۲۔ کمیونیروز کی شورش

اسپین میں بے اطمینانی

فرڈیننڈ کے انتقال کے فوراً بعد اسپین میں مشکلات کا آغاز ہو گیا تھا۔ اس بادشاہ اور اس کی بیوی کے مسلک کی عارضی کامیابی کے باوجود ہم آہنگی دل بستگی کا کام کسی صورت مکمل نہیں ہو سکا۔ نہ صرف کیسٹائل اور اراگان کی سلطنتیں ایک دوسرے سے آزاد تھیں بلکہ ویلنشیا اور کیٹلونیا نے باوجود اس کے کہ وہ اراگان کے ماتحت علاقے تھے اپنی جداگانہ پارلیمنٹیں (cortes) اور مخصوص ادارات قائم کر لئے تھے۔ آئینی منتشری کا یہ ظاہری اختلاف گہری اور بنیادی اختلافات کی محض ایک علامت تھی۔ (وہ اختلافات جو مختلف ممالک کی طبعی خصوصیات۔ نسلی امتیازات اور ان کی تاریخ ماضیہ کا نتیجہ تھے) کیسٹائل اور اراگان کی رقابتیں قدیم الایام تھیں۔ یورپ کے کسی خطے میں اس قدر بین تفاوت کہیں نہیں مل سکتا تھا۔ جتنا کہ آسٹریاز کی ابتدائی اور افلاس زدہ آبادی۔ کیسٹائلی امراء اور کیٹالونیا کے جمہوریت پسند دار الحکومت بارسیلونا کے سرگرم تاجروں میں پایا جاتا تھا۔ اور جداگانہ سلطنتوں ہی میں زیادہ وحدت تھی۔ کیسٹائل میں معاشری تفریقات سب سے زیادہ گہری تھیں۔ یہاں کے امراء کو متعدد کامل امتیازی حقوق حاصل تھے۔ خصوصاً محاصل کی معافی۔ ان کے وسیع علاقوں سے جو مالگزاری حاصل ہوتی تھی۔ اس کی مقدار اتنی بڑی تھی کہ اکثر مثالوں میں تاج کی مالگزاری سے بھی زیادہ تھی۔ جاہ و حشم کی تنہائی پسند زندگی بسر کرنے کی وجہ سے وہ شہر کے برگر دن اور پارلیمنٹ (cortes) کے آئینی حقوق

کے لئے ان کی کشمکش کو نفرت کی نظر سے دیکھنے لگے اور خود بھی ایک عرصے سے ان کے جلسوں میں شرکت کرنا موقوف کر دیا تھا۔

اراگان کے امرا سیاسی تحریکات سے ایک طرح کا تعلق رکھتے تھے۔ پارلیمنٹ (Cortes) میں اب تک ان کی نمائندگی کی جاتی تھی اور اپنے سیاسی حقوق کی مشترک جماعت میں شہروں کے نائبین اور مذہبی حکام کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ لیکن یہاں بھی معاشری رخنے بہت گہرے تھے۔ اور ویلینشیا کے حالات بھی کیاسٹائیل ہی کی طرح بگڑے ہوئے تھے۔ لیکن اگر اسپین قومی اور جماعتی رشک وحسد اور افتراقات کا شکار رہتا۔ تو ان اسباب کی وجہ سے وہ اپنے امتیازی حقوق کے لئے کم سخت گیر نہیں تھا۔ اور فرمانرواؤں کی تبدیل سے اس کو اپنے حقوق قائم کرنے کا موقع مل جاتا۔ لہذا چارلس اپنے دادا کے انتقال (۱۵۱۶ء) کے ایک سال بعد اسپین آیا تو اس کی خوب کھلم کھلا مخالفت کی گئی۔ اراگان کی پارلیمنٹ اس کو اس کی

چارلس کی تخت نشینی پر بے اطمینانی انتہائی درجے کو پہنچ جاتی ہے۔ خصوصاً کیاسٹائیل میں

ماں کی معیت میں اس شرط پر اپنا بادشاہ تسلیم کرنے پر راضی ہوئی کہ وہ ان کی آزادیوں کی توثیق کا حلف اٹھائے۔ اور کیٹیلونیا اور ویلینشیا میں اس کو اسی قبیل کے دشواریوں سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن اسی اثنا میں کیاسٹائیل میں حالات اور بدتر ہو گئے۔ اہل کیاسٹائیل فلیمنگ شوریس (جس کو وہ اس کے نام کی مناسبت سے بگرا پکارتے تھے) کی حکومت سے جو چارلس کے اسپین آنے تک نظم ونسق سنبھالتا رہا خشمناک ہو گئے تھے۔ جب ان کا نیا بادشاہ آپہنچا تو ان کے غرور کو اس طرح ٹھیس لگی کہ وہ ان کی زبان سے نابلد تھا۔ زیمنیس کے ساتھ بے رحمانہ سلوک کر کے بہت سے لوگوں کو برافروختہ کر دیا کیونکہ اس کے وفادارانہ خدمات کا یہ انعام دیا گیا کہ اس کو اپنے اسقفی علاقے کو واپس کر دیا گیا۔ جہاں وہ ۱۷ نومبر کو اس دنیا ہی سے چل بسا۔ اور اس کے مدارج ومراتب ان فلیمنگوں کو دیکر جن سے کارڈینل کو نفرت تھی سب کو اجنبی بنا لیا۔ ٹالیڈو کی اسقفی نوجوان کے اسقف کو دی گئی۔ خوشبورس کا بھتیجا تھا۔ اور کیاسٹائیل کی چانسلری پر اس کا جانشین ایک اور فلیمنگ ساوچ مقرر ہوا۔ لہذا ویلاڈولڈ کی پارلیمنٹ نے

۱۵۱۸ء میں جہاں چارلس اور اس کی ماں کو مشترک فرمانروا (دونوں) کی حیثیت سے تسلیم کیا۔ اور اول الذکر کے لیے دو سال تک سردیسیو یا رقمی امداد کی رائے دی۔ وہاں یہ مطالبہ بھی کیا کہ کسی اجنبی کو خدمات نہ دئے جائیں۔ اسپین سے سونا۔ چاندی یا گھوڑے برآمد نہ کئے جائیں۔ چارلس فوراً شادی کرلے اور اس کے اولاد ہونے تک اس کا بھائی فرڈیننڈ اس کے نمائندے کی حیثیت سے کام کرے۔ اگر ان شرائط کو منظور کرلیا گیا تو ان پر تعمیل کبھی نہیں ہوئی۔ اسی زمانے میں شہنشاہیت پر اس کا انتخاب ہونے پر ان کو مزید خطرات و شبہات لاحق ہوگئے چرچا یہ ہونے لگا کہ شہنشاہ شاذ و نادر اسپین میں رہے گا اور جس طرح انتخاب کے مصارف ادا کرنے پڑے اسی طرح اس کے اعزاز کے لئے رقمیں ادا کرنی پڑیں گی۔

چارلس چونکہ سینوچ میں ہنری ہشتم سے ملاقات کرنے کی غرض سے اسپین سے روانہ ہونا اور ایکس لاشاپل (ایشن) میں تاج پوشی کی رسم ادا کرنا چاہتا تھا اس لئے ملک سے روانہ ہونے سے پیشتر پارلیمنٹ کا ایک اور جلسہ طلب کرنے پر راضی ہوگیا لیکن اس نے بڑے شہروں کو ان کی نامہربانیوں کی وجہ سے نظر انداز کردیا اور پارلیمنٹ کو گیلیشیا میں بمقام سنٹیاگو طلب کیا (۳۱ مارچ) اور بعد ازآں (۲۵ اپریل) کورونا کو منتقل کردیا تاکہ وہ اپنے جہازوں سے قریب تر پہنچ جائے۔ یہاں اس نے ایک بادشاہ کے ایمان پر یہ مواعید کرکے کہ تین سال کے اندر اندر واپس آجائے گا کسی اجنبی کو خدمت نہیں دے گا۔ اور امدادی رقم کو محض کیسٹائیل کے مفاد میں صرف کرے گا۔ ایک معقول رقم جبراً وصول کی پارلیمنٹ کسی حیثیت سے بھری ہوئی نہ تھی۔ سالامنکا کے نائبین کو خارج کردیا گیا۔ اور بعض جیسے ٹالیڈو نے سرے سے نائبین کے بھیجنے ہی سے انکار کردیا۔ اس کے باوجود قلیل کثرت کے ساتھ رائے منظور کرلی گئی۔

ٹالیڈو کی شورش ۱۱ اپریل ۱۵۲۰ء

شہر ٹالیڈو کی برہمی کے خاص اسباب تھے۔ صدر اسقف کی حیثیت سے شیورس کے بھتیجے کے تقرر کو ایک خاص توہین کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اور چارلس سے شکایت کرنے کے لئے جو سفیر روانہ کئے گئے تھے۔ ان کو باریابی سے انکار کردیا گیا۔ لہٰذا اس شہر کے باشندوں نے دو امرا ڈان پیڈرو لاسو ڈی لا ویگا اور ہیوٗن کے گورنر یا سپہ سالار کے بیٹے ڈان جوان ڈی پاڈیلا کی سرکردگی میں بغاوت کردی۔ آخر الذکر کی جوانمرد اور

بے باک عورت نے اس کو ایک ایسے کام پر لگا دیا جس کا وہ اہل نہیں تھا۔ انھوں نے بادشاہ اور ملک کے نام سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ شاہی کوریجیڈر (Coriegides) کو شہر سے نکال دیا۔ اور شہر کے مختلف حصص کے نائبین کی ایک کمیونیداد (Communidad) قائم کر لی (۲۱ اپریل)

چارلس کو اب سب سے پہلی مرتبہ لیکن آخری نہیں ان تکلیف دہ اغراض و مفاد کے تصادم سے دوچار ہونا پڑا۔ جو اس کی غیر معمولی حیثیت کا نتیجہ تھے شاہ اسپین کی حیثیت سے وہاں اس کی موجودگی کی سخت ضرورت تھی۔ تاہم اس کی یورپی اغراض اس کی روانگی کی طالب تھیں۔ ہنری ہشتم نے مئی یا اوائل جون میں اس سے ملاقات کرنے کا وعدہ لیا تھا۔ اگر سنیو سچ کی کانفرنس کو خیر باد کرنا مناسب نہ تھا تو (دیکھو صفحہ ۱۷۷) وقت ضائع کرنا نہ چاہئے تھا۔ لہذا ۱۹ مئی کو چارلس قریباً ایک پناہ گیر کی حیثیت سے اسپین سے روانہ ہوا۔ اور اپنے قدیم معلم آڈرین کو کیاسٹائیل کا ایجنٹ۔ ڈان جوان دی لانوزا کو اراگان کا اور ڈان ڈیگو دی منڈوزا کو ویلنشیا کا وائسرائے مقرر کیا۔

بادشاہ کی روانگی نے بے اطمینانی میں اور اضافہ کر دیا۔ اسپینی محسوس کرنے لگے کہ اسپین آئندہ سے اس کی مشاغل و مفاد کا مرکز نہیں رہے گا۔ بلکہ اس کی وسیع سلطنت کا ایک صوبہ بن جائے گا۔ لہذا بغاوت سرعت کے ساتھ پھیلنے لگی۔ سِنگویا میں اس نائب کا جس نے امدادی رقم کے لئے رائے دی تھی قتل کر دیا گیا۔ سالامنکا، ذیور۔ میڈرڈ۔ برگوس اور متعدد دیگر شہروں نے بغاوت کر دی۔ اور بالآخر ولاڈ ولڈ نے جو مرکز حکومت تھا ہتھیار اٹھا لئے۔

اسپین سے چارلس کی روانگی وار مئی کے بعد ہی کیاسٹائیل میں بغاوت

اسی اثناء میں ویلنشیا میں امرا اور عوام میں معاشرتی جنگ جاری تھی۔ اگرچہ وہاں کے فسادات کو کیاسٹائیل سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ جولائی کے آخر میں کیاسٹائیل کی تحریکات جواب تک تنہا اور جدا جدا تھیں طالیڈو کے شہروں سے نائبین کی مشاورتی مجلس متفرر ہوئی۔ آگست میں پیڈیلا نارڈیسیا اس پر جو ولاڈ ولڈ سے دور

مجلس مشاورتی جونا کو تخت پر بٹھاتی ہے اگست ۱۵۲۰ء

نہیں تھا پیش قدمی کرکے چارلس کی ماں جونا کو جو بالکلیہ مخبوط الحواس (ضعیف العقل) ہوگئی تھی۔ گرفتار کیا گیا۔ اور اس کے نام سے انقلابی حکومت قائم کردی۔ آرڈین اس زبردست شورش کا مقابلہ کرنے سے مطلق عاجز تھا۔ کافی رقم اور سپاہ اس کے پاس نہیں چھوڑی گئی تھی۔ اور کامل اختیارات بھی اس کو نہیں دئے گئے تھے شورش کو رفع کرنے کی لاحاصل کوشش کے بعد وہ ڈیناڈی دیوسیکو کو بھاگ نکلا اور جلدی سے چارلس کو ایک نجبر روانہ کرکے اس کو واپس طلب کیا۔ اور اس سے جلد آنے کا مطالبہ کیا ورنہ اسپین کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ظاہر کیا۔ لیکن چارلس اس کی استدعا کو قبول نہیں کرسکتا تھا۔ اور نہ امداد روانہ کرسکتا تھا۔ لہذا اس نے آرڈین کو مصلحت وقت کے ساتھ عمل کرنے کا حکم دیا۔ حسب اس نے ایک پارلیمنٹ طلب کی! مدادی رقم Servicio سے دست بردار ہوجانے اور قدیم قوانین کے بموجب حکومت چلانے کا وعدہ لیا۔ برین ہمہ تاج کے امتیازات خصوص کو ہاتھ لگانے سے انکار کردیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ چارلس نے ڈان فاڈریک ہنریکیں صدر امیر البحر۔ اور ڈان انیگوڈی ویلاسیکو کیا سٹائیل کے ہائی کانسٹبل کو بھی اول الذکر کے ساتھ ریجنسی میں ملادیا۔ اسی دوران میں مشاورتی مجلس جونا کو صحیح العقل ثابت کرنے اور اس کو تخت پر بیٹھانے کی ناکام کوششوں کے بعد اپنی آزادیوں کا ایک منشور تیار کرنے میں مصروف ہوگئی۔ اس نے چارلس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسپین واپس آجائے۔ پرتگال کی انفنٹا سے شادی کرلے۔ اپنے مصارف کو گھٹادے اور اپنے اجداد کی طرح زندگی بسر کرے۔ نیز ذیل کے فیصلے صادر کئے۔ کوئی اجنبی دوبارہ خدمت حاصل نہ کرے۔ محاصل میں تخفیف کی جائے امراء کی مستثنیات کو منسوخ کردیا جائے۔

مجلس مشاورتی کا منشور

تاج کی زمینات جو علحدہ کردی گئی تھیں واپس لے لی جائیں۔ اور آئندہ سے زمینات کی علحدگی خلاف قانون قرار پائی۔ اور آخر میں یہ کہ ایک پارلیمنٹ جو امرا علمائے مذہب اور برگردن کے تینوں مدارج و مراتب کی کامل نمائندہ ہے۔ ہر تیسرے سال اجلاس کرے۔ ان فیصلوں کی نسبت اعلان کیا گیا کہ وہ اساسی قوانین ہیں جن کو بادشاہ یا پارلیمنٹ ہرگز منسوخ نہیں کرسکتی اور چارلس کی واپسی اس شرط پر عمل میں آسکتی تھی کہ وہ ان کو منظور کرلے۔

اس وقت تک امراء غیر معمولی سرد مہری کا اظہار کرتے رہے فرڈیننڈ اور ازابلا کے مسلک سے وہ بہت برافروختہ ہوئے تھے۔ اور اگر انھوں نے باستثنائے چند بغاوت میں عملی حصہ نہیں لیا تو آرڈین کو مدد بھی نہیں دی۔ لیکن اب ان کے خطرات بڑھ گئے۔ ان میں سے بعض فیصلے ان کے امتیازی حقوق سے وابستہ تھے۔ اور کیاسٹائیل کی تحریک ویلنشیا کے نقش قدم پر چلنے اور معاشری جنگ کی نوعیت اختیار کر رہی تھی۔ مزید برآں ان میں سے دو ارکان کا تقرر شاہین ریجنٹ کی حیثیت سے حکومت کے مسلک میں تغیر پیدا ہونے کا اشارہ کر رہا تھا۔ اور ان کو ایک حد تک راضی کیا گیا تھا۔ امراکی مخالفت کا ایک بار بیدار ہونا تھا کہ کمیونیروز (Comuneros) کی حیثیت نازک ہو گئی۔ اور داخلی اختلافات کی وجہ سے جواب ان میں رونما ہو گئے تھے ان کی کامیابی میں مزید رکاوٹیں پیدا ہو گئیں۔

قدیم کیاسٹائیل کے دار الحکومت برگوز کے شہری جدید کیاسٹائیل کے دار الحکومت ٹولیڈو پر اس لئے حسد کرنے لگے کہ وہ سب سے نمایاں حصہ لینے لگا تھا اور ادھر مجلس مشاورۃ کا صدر پیدرو لاسو جو زیادہ اعتدال پسند جماعت کی نمائندگی کر رہا تھا۔ پیڈیلا کے انتہا پسند خیالات کا مخالف ہو گیا۔ ریجنٹ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر برگوز کو مجلس مشاورۃ سے علٰحدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ (اکتوبر سنہ ۱۵۲۱ء) اور دسمبر میں کونٹ ڈی ہیرو نے جو کانسٹبل کا بیٹا تھا ٹارڈسلاس کو واپس لے لیا۔ اور جوانا کو حاصل کر لیا۔ ان کامیابیوں کے باوجود خطرہ دور نہیں ہو چکا تھا۔ امرا نے آپس میں نااتفاقی کا اظہار کیا۔ اور خود کانسٹبل اور امیر البحر نے جھگڑا کر لیا۔ اس کے برعکس باغیوں کو بھی تائید مل رہی تھی۔ نہ صرف کونٹ ڈی سالواٹیرا کی جانب سے جو شمال کا ایک طاقتور امیر تھا بلکہ زاموراکے اسقف اکیونا کی طرف سے بھی۔ اس ہوشیار اور حریص مذہبی شخص نے تحریک کو ایک وسیع تر اہمیت دینے اور ایک عمومیہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ اور اس کو توقع تھی کہ ٹالیڈو کی صدر اسقفی اس کو مل جائے گی۔ جو شیورس کے بھتیجے کے انتقال کی وجہ سے ابھی ابھی خالی ہوئی تھی۔ ان منصوبوں میں اس کو فرانسس کی تائید حاصل تھی۔ اور پوپ اس میں غیر جانب دار تھا۔ اپنی جماعت میں ان سربرآوردہ افراد کے نکول سے جو بعد میں آکر کمیونروز

کمبونیروز کی نئی قوت مارچ ۱۵۲۱ء

نئی قوت کے ساتھ مصروف عمل ہوگئے۔ ہڈیلا و یلاڈولڈ کے قریب ٹاربوبٹین پر پیشقدمی کرکے اس کو لے لیا اور اس کو تباہ و برباد کردیا (۳۰ مارچ ۱۵۲۱ء) اور برگوز کے شہر نے اپنے سواعید کی توثیق سے شاہ پسندوں کے انکار پر چراغ پا ہوکر دوبارہ ہتھیار اٹھائے دوبارہ شاہ کے مقاصد تباہ ہوتے نظر آئے اس کے بزگ‌ختوں کی جانب سے کچھ دن پہلے جو مراعات پیش کی گئی تھیں ان کو باغیوں نے مسترد کردیا تھا۔ اور اس امر کا عزم کر چکے تھے۔ کہ یا تو سب کچھ حاصل کریں گے یا سب کچھ کھو بیٹھیں گے۔ لہذا چارلس اپنے سابقہ مسلک پر عود کر آیا اور معاملات میں حتی المقدور دخل اندازی چھوڑ دی اسے اپنے مخصوص امتیازات میں سے ایک رتی برابر بھی کم کرنے سے انکار کر دیا۔

عدم مداخلت کی اس حکمت عملی کو جس کی سختی کے ساتھ پابندی کی گئی، غیر متوقع طور پر خوب کامیابی نصیب ہوئی۔ تمام بغاوتوں کی یہ مشترکہ قسمت ہے کہ اگر زبردست شخصیت کے قائدین اس کی رہنمائی نہ کر رہے ہوں تو ان کا خود بخود خاتمہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ

بغاوت کی ناکامی

اسپین میں بھی اب یہی ہوا۔ بغاوت کے قائدین حقیقی قوت سے معرا تھے۔ پیڈیلا ایک بے عمل جوشیلا انسان تھا۔ اس میں تدبر و ایثار نفس کا کامل فقدان تھا۔ مجلس مشاورت تمام اقتدار کھو چکی تھی۔ پیڈرو لاسو صدر نشین تغیر پذیر واقعات سے بیزار ہوکر تذبذب کے عالم میں پڑ گیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی تقلید کی جن میں عدم حکومت کا خوف پیدا ہو گیا تھا۔ امرا نے بالآخر پوری گھبراہٹ پیدا ہونے کے بعد اپنے جھگڑوں کو بھلا دیا۔ اور ایک ایسا اتفاق ظاہر کیا جو اگر ابتدا میں ظاہر کیا جاتا تو یہ بغاوت کبھی کے مٹ جاتی۔ بالآخر کونٹ ڈی ہیارو نادارے سے ناجیرا کے کونٹ کو بھیجی ہوئی فوج سے تقویت حاصل کرکے کمبونیروز کی فوج کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ جو ٹاربوبٹین کی تسخیر کے بعد سے کاہل تھی۔ دلاسر کے میدان میں ان سے مقابلہ کرکے جبکہ وہ ٹورو کو پسپا ہونے کی کوشش کر رہی تھی اس پر فیصلہ کن کامیابی حاصل کی باغی جو خصوصاً سوارہ فوج میں

دلاسر میں ان کی شکست ۲۳ اپریل ۱۵۲۱ء

بہت زیادہ تعداد میں تھے بھاگ نکلے۔ اور اپنے سپہ سالار پیڈیلا کو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ گئے۔ دوسرے

دن اس کو قتل کر دیا گیا۔ ولاسر کی شکست اور ان کے قائد کی موت یہ معاملہ ختم کرنے کے لئے کافی تھی۔ زیمورا کے اسقف کو ایسے وقت میں گرفتار کیا گیا جبکہ وہ فرانس کو راہ گریز اختیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور مجلس کے منتظم (Governor) کو قتل کر کے اس کو سولی پر چڑھایا گیا۔ تمام شہروں نے یکے بعد دیگرے خود کو حوالہ کر دیا۔ اور ۲۷ اپریل ۱۵۲۱ء کو نائب ریجنٹ (Vice Regent) ولاڈ ولڈ میں داخل ہوئے۔

ٹالیڈو میں جس نے سب سے پہلے شورش برپا کی تھی پیڈیلا کی جوانمرد بیباک عورت ڈانا میریا پاچکو نے اب تک برابر قدم جمائے رکھے۔ لیکن اکتوبر میں شہریوں پر قابو رکھنا ناممکن پاکر وہ پرتگال کو بچ نکلی۔ اور شہر اور گڑھی نے اپنے دروازے کھول دئے تھوڑے ہی دنوں کے بعد زیادہ تر امراء ہی کی جانب سے ویلنشیا کی بغاوت فرو کر دی گئی۔

اس شدید بغاوت کی ناکامی کے اسباب کو صرف ایک لفظ میں بیان کیا جاسکتا ہے یعنی عدم اتفاق۔ یہ بغاوت سلطنت کیاسٹائیل تک محدود تھی۔ نہ اراگان نے حرکت کی اور نہ کیٹالونیا نے۔ اور ویلنشیا کے باغی اپنی ذاتی مفاد کے لئے برسرپیکار تھے۔ اس لئے انھوں نے کوئی مدد نہیں دی۔ اور نہ کیاسٹائیل کے کمیونیرو ہی ہم خیال تھے۔ ان کے مقاصد مختلف تھے۔ اور انھوں نے اپنی جدوجہد کو ایک نقطے پر جمع کرنے کی قوت کا اظہار نہیں کیا۔ اور ان کے مفاد کو انھیں کے قائدین کی قابلیت اور رشک وحسد نے کمزور بنا دیا۔ اعزاز شاہی کو جس میں فرڈیننڈ اور ازابلا کے مسلک سے بڑی ترقی حاصل ہوئی تھی اس قدر عظمت حاصل تھی کہ اس کو مٹایا نہیں جاسکتا تھا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اگر چارلس کو پوری مشکلات درپیش نہ ہوتیں اور امراء میں سرد مہری نہ ہوتی (ایک ایسا طرز عمل جس کو زیادہ تر ان کی بے اطمینانی پر محمول کیا جاتا ہے) تو یا تو یہ بغاوت سرے سے رونما نہ ہوتی یا فوراً دبا دی جاتی۔

بغاوت کی ناکامی کے اسباب

چارلس ۱۵۲۲ء سے قبل اسپین نہ آسکا۔ بعض باغیوں کو قتل کیا گیا۔ دوسروں کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں۔ اس کے بعد اس نے ایک پارلیمنٹ کو طلب کیا۔ اور حکم دیا کہ شکایات کی سماعت سے پیشتر امدادی رقم Servicio

چارلس کے متعاقب تدابیر

عطا کی جائے اور صدر نشین کی غیر موجودگی میں تمام مباحث کو ملتوی رکھنے کا حکم دیا۔ جو اس کا نامزدہ ہوا کرے گا۔ اس کے بعد سے نائبین کو حکومت نامزد کرتی اور کثرت سے رشوت دیتی تھی۔ اور پارلیمنٹ کی نشست اس قدر قیمتی بن گئی کہ سنہ ۱۵۴۳ء میں ہم ایک نائب کو اپنی نشست کے لئے چودہ ہزار ڈیوکاٹ ادا کرتا دیکھتے ہیں۔ جو امرا اب تک محاصل سے مستثنیٰ ہونے کی بابت اپنے امتیازی حقوق پر مصر تھے۔ انھیں برابر پارلیمنٹ سے بے دخل کیا جاتا رہا۔ اور وہ سرعت کے ساتھ سیاسی اثر کھونے لگے۔ اسپین میں فوجی قوت کے زوال کے بعد اعلیٰ طبقہ امرا ریکاس ہومبریس عیاشانہ کاہلی میں پڑ گیا۔ کمتر درجہ کا طبقہ امراء ہیڈالگوز (Hidalgos) اور سبارز یا کیبالیرو (Cabelleros) تاج کی خدمات میں داخل ہونے لگے۔ اور اس کا آلۂ کار بن گئے۔ عوام امرا کے خطابات کی ریس کرنے لگے تاکہ وہ بڑے بڑے عہدوں کے اعزازات سے سرفراز ہوسکیں۔ اور امرا کے دیگر امتیازی تفوق سے فائدہ اٹھائیں۔ کلیسا بھی خودمختار تھا۔ اوقاف کے لئے نامزدگیوں میں تاج اپنے اقتدار سے کام لینے لگا۔ ان پر اپنے متبعین کو بھرنے لگا۔ اور کلیسا کو اپنی حلقہ بگوشی میں رکھا۔ لیکن تاج کے ہاتھ میں سب سے زیادہ موثر ہتھیار عدالت تحقیقات مذہبی (Inquisition) تھی۔ وہ بالکلیہ بادشاہ کی ماتحت تھی۔ سزا یافتہ کی جائیداد کا مالک تاج ہوتا تھا۔ اور کوئی رعایا خواہ وہ مذہبی ہو یا عام شخص اس کی حدود ارضی سے آزاد نہیں تھی۔ چارلس نے حقیقت میں براہ راست کیا سٹائل کے آئین میں دست اندازی نہیں کی۔ اور اراگان کے معاملات میں تو زیادہ بے خبر رہتا تھا۔ پارلیمنٹ کے اجلاس اب تک جاری تھے۔ اور چارلس بھی ان کی عرضداشتوں کو سننے سے انکار نہیں کرتا تھا۔ تاہم تاج کی وفتری حکومت کے اقتدار میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور اسپین چارلس کی جنگوں سے تھک کر فلپ کی استبدادیت کے لئے تیار ہو رہا تھا[1]۔

۳۔ مجلس وارمس سنہ ۱۵۲۱ء

چارلس اسپین میں کمیونیروز کی بغاوت کو اپنی حالت پر چھوڑ دینے کے لئے اس لئے

---

[1] اس کی بابت آرمس اسٹرنگ کی تصنیف چارلس پنجم باب ۲ فصل (۳) کو دیکھو۔

مجبور تھا۔ کہ وہ آسٹریا کے ایک رئیس اور ایک شہنشاہ کی حیثیت سے پیچیدہ مسائل میں مبتلا تھا۔ اوائل جولائی میں ہنری ہشتم سے گر یونس میں ملاقات کرنے کے بعد تاج پوشی کے لئے جرمنی چلا گیا تھا۔ کچھ تو رقمی احتیاج کی وجہ سے اور کچھ ایکس لاشاپل (ایشن) میں طاعون کی وجہ سے اس میں تاخیر ہو گئی۔ اور اگلے جنوری ۱۵۲۱ء سے پیشتر وہ

مجلس وارمس - جنوری ۱۵۲۱ء

سب سے پہلی مرتبہ مجلس وارمس کو منعقد نہ کر سکا۔ اسی اثنا میں اس نے آسٹروی علاقوں کی قسمت کا تصفیہ کر دیا۔ اس کا ابتدائً خیال تھا کہ ان اراضی میں سے ایک حصہ اپنے اقتدار میں رکھے۔ لیکن آخر الامر نیدرستان اور فرانش کانگت اپنے لئے رکھ کر باقی کل سوروئی آسٹروی زمینات اپنے بھائی فرڈیننڈ کو دے دیں۔ اس پر ہنگری اور بوہیمیا کے استحقاقات دعاوی کا اضافہ کیا گیا۔ جو فرڈیننڈ کے ساتھ شہزادی این کی شادی پر مبنی تھے۔ اسپین اور آسٹریا جو دو سال سے چارلس کے ہاتھ میں تھے۔ دوبارہ اس طرح جدا ہوئے کہ پھر کبھی نہیں ملنے پائے۔ اس مجلس کے آگے جو مسائل پیش کئے گئے ان میں سے زیادہ اہم تین تھے۔

(۱) شہنشاہی دستور کا تصفیہ۔

(۲) فرانس کے ساتھ جنگ۔

(۳) لوتھر کے ساتھ کیا طرزِ عمل اختیار کیا جائے۔

۱۔ شہنشاہی دستور کی اصلاح کے سوال نے پھر ان مباحث کو زندہ کر دیا جن پر ہم نے میکسی ملین کے بیان میں بحث کی ہے۔ یہاں بھی پھر اسی قسم کے نتائج برآمد ہوئے تھے۔ چارلس نے اپنے تحفظات کے معاہدے میں وعدہ کیا تھا (دیکھو صفحات ۱۷۳، ۱۷۴) کہ مجلس پریجنسی جو صرف دو سال تک (سنہ ۱۵۰۰ء تا سنہ ۱۵۰۲ء) قائم رہی پھر بحال کر دی جائے گی۔ لیکن یہاں پھر وہی قدیم تنازع فیہ مسائل رونما ہو گئے۔ الکٹروں کی خواہش تھی کہ داخلی اور خارجی امور میں یہ مجلس اعلیٰ انتظامی جماعت پر مشتمل ہو۔ حتیٰ کہ اس وقت بھی جب چارلس جرمنی میں موجود رہو۔ اور یہ کہ اس کے ارکان کا انتخاب باستثنائے صدر طبقات (States) کی جانب سے عمل میں آئے۔ اور اس آخر الذکر کی نامزدگی شہنشاہ کی طرف سے کی جائے۔ لیکن چارلس اپنے شہنشاہی امتیازات خاص کی حفاظت

کا عزم صمیم کر چکا تھا شہنشاہی مرتبے کی نسبت اس کے خیالات اپنے دادا کے خیالات سے بھی بلند تر تھے۔ بشرطیکہ ان کا امکان ہو۔ ۲۸ر جنوری کو اپنی افتتاحی تقریر میں (یہ وہ دن تھا جو چارلس اعظم کی یادگار میں مقرر کیا گیا تھا) اس نے اعلان کیا کہ رومانی سلطنت سے کسی سلطنت کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ ساری دنیا اس کی اطاعت کیش تھی۔ اور خود حضرت عیسٰی نے اس کو اعزاز بخشا اور اس کی اطاعت کی تھی۔ بدقسمتی سے اس کی عظمت رفتہ کا اب صرف ایک سایہ سا باقی رہ گیا ہے۔ لیکن اس کو توقع ہے کہ خدا نے جو زبردست ممالک اور اتحادات اس کو عطا کئے ہیں ان کی مدد سے اس کو پھر قدیم عظمت پر پہنچا دے گا۔ میرا ارادہ، اس نے بعد میں کہا، یہ ہے کہ متعدد نہیں بلکہ ایک آقا ہو، جو سلطنت روما کے روایات کے سزاوار ہے۔ تاہم چارلس کی احتیاجات بہت عظیم الشان تھیں اور اگر مجلس ہم خیال ہوتی تو وہ اپنے خیالات کو اس سے تعبیر ہونے دیتی۔ لیکن قدیم رشک و حسد ابھی باقی تھا۔ اور چارلس نے ان سے کام لے کر اس کو اپنے مطالبات میں تخفیف کرنے پر مجبور کیا۔ لہذا یہ طے پایا کہ شہنشاہ نہ صرف صدر بلکہ دو اسیسروں کو بھی نامزد کرے۔ دیگر بیس ارکان کے منجملہ ساتوں الکٹر ایک ایک کرکے سات ارکان روانہ کریں۔ چھ حلقے معہ آسٹریا اور نیدرلینڈز (Netherlands) کے ایک ایک رکن۔ شہنشاہی شہروں میں سے مزید دو ارکان آئیں۔ اور ایک الکٹر باری باری سے ایک دینی اور ایک دنیاوی رئیس ہمیشہ ایک ایک نشست قائم رکھے۔ اس طرح جو مجلس مقرر کی گئی اس کو خارجی اتحادات کے لئے گفت و شنید اور جاگیری مسائل کے تصفیے کی ہدایت کا حق حاصل تھا۔ لیکن ان کے لئے شہنشاہ کی تصدیق ضروری تھی۔ اس کا اقتدار کم ازکم سردست، صرف چارلس کی غیر موجودگی میں قائم رہا۔ اسی کے ساتھ ساتھ شہنشاہی ایوان (Reichs Kammagericht) میں خفیف سا رد و بدل کیا گیا شہنشاہ صدر اور دو اسیسروں کو نامزد کرے۔ باقی ارکان کا انتخاب الکٹروں اور حلقہ جات کی جانب سے عمل میں آئے۔ اور دو ارکان خاندان ہپسبرگ کے موروثی مقبوضات کی نمائندگی کریں ان میں سب سے دشوار مسئلہ ابھی باقی تھا۔ ان مجالس کے ارکان کا مشاہرہ کس طرح ادا کیا جائے۔ اگر کوئی مستقل لگان عاید نہ کیا جائے تو تنخواہ بھی جاری رکھنا ناممکن ہو جائے گا۔ اور اگر شہنشاہ ادا کرے تو حقیقی اقتدار اس کو حاصل ہو جائے گا۔ لہذا

پھر وہی قدیم مباحث شروع ہو گئے۔ عام پینی (Common Penny) کی تجویز ناکام ہونے کی وجہ سے (صفحہ ۱۴۸) یہ نیا خیال پیش کیا گیا کہ سلطنت کے اندر داخل ہونے والی تمام درآمدوں سے محاصل چنگی حاصل کرنے کا نظام قایم کیا جائے۔ اگر یہ تجویز منظور ہو جاتی تو ایک قسم کا اتحاد چنگی (Zollver lim) پیدا ہو جاتا۔ جو ایک وقت گہری سیاسی اتحاد کا راستہ پیدا کر لیتا۔ لیکن شہروں اور تاجروں نے نہایت سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی اور کہنے لگے کہ سارا بوجھ ان پر پڑ جائے گا۔ اور تجارت تباہ ہو جائے گی۔ لہذا مجلس کو میٹریکولا (Matricula) کے قدیم نظام پر عود کرنا پڑا۔

۲۔ فوج کے مسئلے میں بھی دشواریاں پیدا ہوئیں۔ فرانس کے ساتھ جنگ چھڑ چکی تھی۔ اور فرانسیسیوں نے اسپینی ناوار پر چڑھائی کر دی تھی۔ اور رابرٹ ڈی لا مارک نے بیلن کے لارڈ لکزمبرگ پر حملہ آور ہوا تھا۔ چارلس بھی اٹلی میں داخل ہونے کا مشتاق تھا۔ تاکہ وہ اس سے یہ جنگی فیصلہ طلب کرے کہ آیا وہ ایک نہایت غریب شہنشاہ بنے یا فرانسیس ایک رنجیدہ بادشاہ۔ تاہم ساری مجلس جو کچھ فراہم کر سکتی تھی۔ وہ یہ تھی کہ کوئی چار ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل تھے جو میٹریکولا کے نظام کے مطابق ہر طبقے سے حاصل کئے گئے تھے۔ نیز یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ہر دستہ اپنے اپنے افسروں کے تحت رہے۔ اور سپہ سالار اعظم کو شہنشاہ کی جانب سے مقرر کیا جائے گا لیکن اس کا جرمن ہونا ضروری ہے۔ یہ میٹریکولا یا شہنشاہی فوج سب سے آخری تھی جو مرتب کی گئی تھی۔ بعد میں شہنشاہی افواج کے لئے اس نے نمونے کا کام دیا۔ ۱۵۳۵ء کے بعد سے رفتہ رفتہ آدمیوں کے عوض اتنی رقم ادا کی جانے لگی جتنی کہ اس دستہ فوج کے لئے ادا کرنی پڑتی۔ اور ۱۵۲۱ء کی بھرتی کے مطابق واجب الادا رقم مختلف طبقات کے لئے مقرر کر دی جاتی تھی۔ ان امدادوں کا نام رومانی شہور (Roman Months) رکھا گیا تھا۔ کیونکہ ان کی ابتدا ۱۵۲۱ء کی رومی مہم کی رائے کے ساتھ ہوئی تھی۔

ان آئینی کشاکشیوں میں چارلس نے آخر کچھ حاصل کر ہی لیا۔ وہ کم سے کم مجلس نجیبی اور شہنشاہی ایوان پر اپنے دادا سے زیادہ اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ بریں ہمہ مجلس کو بھی بہت کچھ حاصل ہوا۔ اب وہ سلطنت کے انتظامی اور عدالتی نظم و نسق میں حقیقی معنوں میں شریک ہونے لگا۔ اور خصوصاً اس لئے کہ چارلس کو

عموماً شرکت سے قاصر رہنا پڑتا تھا۔ باقی اور اعتبار سے یہ اصلاحات حسب سابق لنکڑوں ارباب انتخاب اور طاقتور روسا کے حق میں مفید ثابت ہوئیں اگرچہ کہ کونسل میں شہروں کی نمائندگی کی جاتی تھی۔ لیکن آسانی کے ساتھ کثرت رائے سے ان پر غلبہ پایا جاسکتا تھا۔ اور وہ باوجود فوری احتیاجات کے شہنشاہی ایوان میں مبعوث کی نشست حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ عوام کی تائید سے محروم ہونے کی بدولت شہنشاہی ایوان اپنے عدالتی اختیارات کے نفاذ میں ناکام رہا۔ اور اگلے چند سالوں نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ مجلس قیام صلح و امن میں غیر موثر ہے۔

۳۔ سب سے آخری مسئلہ (یعنی لوتھر کے ساتھ مجلس کا طرز عمل) ان تمام مسائل سے جو حیطۂ خیال میں آسکتے تھے۔ زیادہ سخت ثابت ہونے والا تھا۔ اور ایک ایسا مسئلہ تھا۔ جو نہ صرف سلطنت کی بلکہ ساری یورپ کی تاریخ مستقبل پر گہرا اثر مرتب کرنے والا تھا۔

عہد اصلاح دو قوتوں کا نتیجہ تھا۔ جو فی الاصل ایک دوسرے سے جدا تھیں اور جو کبھی آپس میں اتفاق نہیں پیدا کرسکیں۔ یعنے نشاۃ جدیدہ اور اعتقاد و عمل میں اصلاح کی خواہش اول الذکر اٹلی میں عالم وجود میں آئی۔

نشاۃ جدیدا اور عہد اصلاح

اطالویوں نے سیاسی وحدت یا قیام واستقلال سے مایوس ہوکر اگرچہ وہ مادی راحت وخوش حالی میں دوسری اقوام سے افضل تھے عہد ماضیہ کا مطالعہ شروع کردیا۔ روم کی روایات اور زبان کے ساتھ انھیں جو برابر تعلق رہا تھا اس کے باعث وہ اس کام کے لئے بہ نسبت دوسری اقوام کے زیادہ موزوں تھے۔ یہ تحریک پندرھویں صدی کے ابتدائی دہوں میں شروع ہوئی۔ اور اس کے اختتام تک تیز رفتاری سے بہت آگے نکل گئی۔ اس تحریک کی مختلف نوعیتیں تھیں۔ فنون میں وہ آثار قدیمہ کی تحقیق کی طرف واپس آئی۔ ادب میں نظم ونثر کا ایک نیا شوق پیدا کیا۔ جو السنۂ قدیم کے نمونے پر قائم ہوا تھا۔ علم وفضل میں قدیم علمی مخطوطوں کی دریافت اور تجدید تنقید اس کے ہمراہ رہی۔ فلسفہ میں وہ فلاطون کے علم کی تجدید کا باعث۔ علم طبیعی میں نوعیت ارض اور نظام کائنات کے ساتھ اس کے تعلق کی تجدید کا موجب ہوئی۔

لیکن ان مختلف قوتوں کے تحت جو بنیادی اصول تھے۔ اور ان کا موجب بھی ہوئے۔ وہ باہم ایک ہی تھے۔ عہد متوسط کے تخیل نے انفرادی قربانی کی جدوجہد کی تھی اس کی تعلیم تھی کہ خواہشات نفسانی کو فنا کیا جائے۔ خود مختاری اور انفرادیت کے لئے جو باغیانہ جذبات پیدا ہوں ان کو روکا جائے۔ اس نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ بے چوں وچرا کلیسائی اور دنیوی اقتدار کو قبول کرلیں۔ نئی روح نے ان تمام اصول کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا۔ وہ عظمت انسانی اور حیات موجودہ کی تبلیغ کرنے لگی۔ نفس کشی کی نیکی وفضیلت پر اعتراض کرنے لگی۔ اور خیال وعمل میں دنیا کے لئے حریص ظاہر ہونے لگی۔ اس نے اعلان کیا کہ ہر فرد کو سوچنے اور محسوس کرنے اور اپنی عقل کے مطابق اپنا ایک مذہب گھڑ لینے کا حق حاصل ہے۔ اس نے تحقیقات انتقاد اور اصول فطرت کے اسباق کو بار بار دل نشین کرایا۔ اس طرح تخیل کے آگے ایک نئی بہشت کا دروازہ کھل گیا۔ اور لوگ آزادی کا ایک دل خوش کن احساس لئے ہوئے اس کی طرف بے تحاشا لپکنے لگے۔ اس تحریک آزادی میں بہت سی باتیں قیمتی اور ترقی کے لئے فی الواقعی ضروری تھیں یہ تحریک صحیح ترشاہد ہے۔ محتاط ترنقد اور فردنیئی احترام ادب نیز انفرادیت کے فروغ کا باعث ہوئی۔ تاہم اس کا ایک تاریک پہلو بھی تھا۔ ہنگامہ وفساد اور زیادتی وبے لگامی بھی اس کے ہمراہ رکاب تھی۔ صورت اور رنگ کی حسی مسرت نے بعض لوگوں کو شہوات نفسانی میں مبتلا کردیا۔ دنیاوی اشیاء کے ساتھ نامناسب دل بستگی نے ایک دنیادارانہ غیر مسیحی روح پیدا کردی۔ اور انتقاد نے تشکیک وبے دینی نشاۃ جدید کی فضائی الحقیقت مسیحی زندگی کے لئے مضر تھی۔ تاہم باستثناء چند اطالویوں نے کلیسا پر براہ راست حملے نہیں کئے۔ اہل ادب ایک ایسے ادارے کو تنہا چھوڑنے پر قانع تھے۔ جو ان کے روایات ماضیہ اور اس وقت کی عام تہذیب کا حامل تھا۔ یہ قدیم ادارے ان اہل ادب کی ہر طرح سرپرستی کرتے تھے جب تک کہ ثانی الذکر اپنے طنز کے ذریعے ان کے طریق تسلط اور عقاید پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن فلاسفہ اس کو اور حیثیت سے دیکھتے تھے۔ تاہم وہ بھی کلیسا سے زیادہ عیسائیت اور اس کی فلاطونیت پر حملے کرتے تھے۔ اور اگر فیسینو نے عیسائیت اور فلاطونیت میں مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ پاپا نیزی بقائے روح پر اعتراض کرنے لگا تو ساتھ ہی ساتھ

ان فضلا نے مذہب اور سائنس میں امتیاز پیدا کرنے کا بھی حیلہ کیا۔ اور جہاں فلسفیوں کی حیثیت سے غور و خوض کرتے تھے ان میں وہ عیسائیوں کی حیثیت سے اپنے اعتقاد پر قائم رہنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اس طرح اگر ہم لارنشیس والا کو مستثنیٰ کر دیں تو مشکل ہی سے کوئی شخص ایسا مل سکتا ہے جس نے دنیوی امور میں پوپ کی مداخلت پر یا اس روایت پر کہ "حواریوں کے عقائد" حواریوں کے اعمال ہیں۔ حملہ آور ہوا ہو۔ اور حتیٰ کہ یہ شخص بھی پاپائی حفاظت و نگہداشت کی غرض سے آسانی کے ساتھ اپنی غلطیوں کو واپس لے لیتا تھا۔ بقیہ لوگوں میں اطالوی انسیئن (humanists) کلیسا کی اصلاح میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔ ان کی طبیعت میں اگرچہ مذہب سے حرب کرنے کا شوق نہ تھا، پھر بھی ایک طرح کی بے دینی ضرور پائی جاتی تھی اور ان کی زندگی باستثنائے چند اتنی ہی عیاشانہ تھی جتنی کہ ان اہل کلیسا کی جن کی وہ ہجو کیا کرتے تھے۔ اٹلی میں بلاشبہ اصلاحات عمل میں آئے۔ لیکن ان کو انسٹین سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ سیونا رولا کی قسم کے لوگ تھے۔ جن کی اصلاح کا خیال اخلاق اور حیات تک محدود تھا۔ اور جنہیں عقائد یا تنظیم کلیسا سے کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ جوں ہی نشاۃ جدیدہ کوہ الپیس کو عبور کر کے سنجیدہ دماغ جرمنوں کے ہاتھ میں پہنچی۔ اور وہ بہت سنجیدہ اور دینیاتی بن گئی۔ کمتر فلسفیانہ اور زیادہ تر اعتقادی بن گئی۔ اب وہ کلیسا پر دوسرے معنوں میں انجیل پر تنقید کرنے لگے لیکن عیسائیت کو تباہ کرنے کے ارادہ سے نہیں بلکہ اس کی ابتدائی پاکیزگی قائم کرنے کی غرض سے

پندرھویں صدی کے اواخر میں جرمنی میں جو متعدد باکمال علما پیدا ہوئے ان میں اس عہد کے سب سے زیادہ تخصیص رکھنے والے دو نمائندے جان ریوچلن (۱۴۵۵ء تا ۱۵۲۲ء) اور ڈیسی ڈیرلیس ارازمس (۱۴۶۷ء تا ۱۵۳۶ء) تھے۔ ریوچلن زیادہ تر عبرانی زبان کی تحقیقات کی تجدید کے لئے مشہور ہے۔ اس تحقیقات کو اس نے انجیل کے لاطینی ترجمے کی تنقید میں صرف کیا۔ اور اس سے اس کی یہ بھی کوشش تھی کہ کہیں متعصب ڈامنیکی ہاچسٹریٹن Dominican Itochstr aten بے تمیزی سے یہودیوں کے نوشتوں کو تباہ نہ کر دیں۔ گو وہ بجائے ایک فاضل دینیات کے زیادہ صحیح طور پر ماہر لسانیات تھا۔ تاہم اس کو انجیل قدیم کی تنقید کا مورث اعلیٰ کہا جا سکتا ہے۔ اور یہودی ادب کی

ریوچلن اور ارازمس

تحقیقات کی جدوجہد کے اثنا میں قدیم اور جدید خیالات کی پیکار پر نہایت شدومد کے ساتھ زور دیا گیا ہے۔

لیکن جرمن احیاء کا سب سے مشہور فرزند ارسمس ہے۔ اس نے مدرسۂ ڈیونٹر میں تعلیم پائی۔ جو اپنی ابتدا کے لحاظ سے اخوان حیات مشترکہ (Brethern of the Common life) کا رہین منت تھا۔ اور مجلس دارسمس کے زمانے میں اپنے عصر کا سب سے بڑا عالم متبحر سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کو وہ نیک نامی حاصل تھی۔ کہ اس کے بعد پھر کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ اگر ریوچلن کو انجیل قدیم کی تنقید کا بانی قرار دیا جائے تو ارسمس کو انجیل جدید کی تنقید اور سائنٹفک دینیات کا ۱۵۰۵ء میں اس نے انجیل جدید پر والا کی یادداشتوں کو دوبارہ شائع کیا۔ جو انجیلی تنقید کی واحد تصنیف تھی۔ جو اٹلی سے حاصل ہوئی تھی۔ اس کے بعد ۱۵۱۶ء میں انجیل جدید کا یونانی نسخہ لاطینی ترجمہ اور یادداشت کے ساتھ نمودار ہوا۔ ان تصانیف کا منشاء یہ تھا کہ اصل کتب کے علم کا احیا کیا جائے۔ اور ان قلمی نسخوں کے مقابلے سے جو قابل حصول تھے۔ انجیل کا ممکن سے ممکن صحیح ترجمہ کیا جائے۔ یادداشتوں میں ارسمس نے انجیل جدید کی تنقید کے معمولی قوانین استعمال کئے۔ اور اس کے وسیلے سے جدید انجیلی علم کی بنیاد ڈالی۔ اس کی تیسری تصنیف انکریڈین ملیٹس کرسٹی کا مقصد اس کے اس خط سے معلوم کیا جاسکتا ہے جو اس کی جانب سے اس کے دوست سنٹ پال کے ڈین مسمی کالٹ کے نام لکھا گیا تھا۔ وہ لکھتا ہے "میں اس غلطی کا علاج کرنے کے لئے لکھتا ہوں جو مذہب کے صحیح تقوے کو نظر انداز کرکے مراسم اور جسمانی ریاضت کی پابندی پر منحصر کرتی ہے۔ ان خیالات کی وجہ سے ارسمس قدرۃً اشیاء کی موجودہ اداروں کا سخت ناقد تھا وہ متعدد علمائے کلیسا کی جہالت پر نالاں تھا۔ جو جدید تعلیم سے بے سمجھے بوجھے ہی گھبرا گئے تھے۔ اور جنھوں نے یہاں تک کہ عبرانی اور یونانی کو مردود ٹھیرایا۔ کیونکہ وہ ولگیٹ کی زبانیں نہیں تھیں۔ اس کا تعصب ریوچلن کے مباحث میں نمایاں طور پر ظاہر ہوا۔ وہ راہبوں کی کاہلی اور ملاؤں کی غیر روادارانہ تنگ خیالی اور لاحاصل بحث کرنے کے لاانتہا ہی سلسلے کو نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ وہ اس کی کلیسائی غلطی پر ملامت کرتا تھا جو ظاہری اور اعتقاد کے ہر نام پر تو مصر ہوتی تھی۔ لیکن عملی تقوے کو نظر انداز کر جاتی تھی اس کی

پریز آف فالی یعنی (Praise of folly) جو ۱۵۰۹ء میں انگلستان میں لکھی گئی تھی۔ اس حیرت ناک ہجو میں حماقت خود کو مسرت کا سرچشمہ اصلی بتاتی ہوئی خود کو تمام تشکیک قاعدہ پرستی ((Pedantry)) کاہلی۔ ریاکاری کی جو دنیا میں اس قدر کامیاب ہیں پاتی ہے۔

اس زمانے میں صرف ایک اراسمس ہی کی ہجو نہیں نکلی تھی، دی شپ آف فولس مصنفہ سباسٹین برنیٹ بابتہ ۱۴۹۴ء اور زیادہ مشہور ہجو (Epistolal obeurorum Vinorum) بھی جو ریوچلین کی حماقت سے پیدا ہوئی تھی۔ قریب قریب ان ہی برائیوں سے بحث کرتی ہیں۔ اگرچہ وہ شمالی فاصل کی ادبی لطافت سے خالی ہیں۔ اور شپ آف فولس (جہاز حمقا) کی نسبت صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداءً جرمن میں لکھی گئی۔ لہٰذا عوام کے لئے لکھی گئی تھی نہ کہ علماء و فضلا کے لئے۔ لیکن اگرچہ یہ اور دیگر تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ جرمن کلیسا کی خرابیوں سے کسی قدر متاثر ہوگئی تھی۔ اور اگرچہ انھوں نے صرف راستہ صاف کرنے میں بہت کچھ کوشش کی تھی۔ تاہم یہ خیال ابتک نہیں پیدا ہوا تھا کہ کلیسا سے قطع تعلق کرلیا جائے۔ لوگ ابتک مجلس یا کسی اور طریقے سے داخلی اصلاح کی توقع کر رہے تھے۔ عام طور پر اراسمس پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ مذہبی معاملات میں وہ بے دلی سے کام لیتا تھا، اپنی خانگی زندگی میں لاپروائی اور عام روش میں زمانہ سازی برتتا تھا۔ یقیناً اس جملے میں کچھ صداقت ہے۔ اور یہ بھی یقینی ہے کہ وہ ایسا شخص نہیں تھا۔ کہ علانیہ علم بغاوت بلند کرتا۔ جیسا کہ وہ خود اعتراف کرتا تھا کہ وہ اس سرشت کا آدمی نہیں تھا جس سرشت کے کہ شہید ہوتے ہیں۔ وہ ایک عالم اور فاضل تھا جو صلح اور امن کا دلدادہ تھا۔ اور اس میں ایک مذہبی سرگرم انسان کی سی کوئی علامت نہیں تھی۔ اس کے کردار سے ماسوا اس کی ذہنیت تحریک اصلاح کے اصول سے بالکل جداگانہ تھی۔ خاصکر اصلاحی تحریک سے پروٹسٹنٹ لوگ جو مراد لیتے ہیں اس سے وہ بہت دور تھا۔ اراسمس ان وسیع الخیال اہل کلیسا کے گروہ میں داخل ہے جو یہ نہیں باور کرتے تھے کہ اس وقت کی برائیوں کا علاج نئے اعتقادات کی تصدیق میں مضمر ہے۔ ان کا خیال تھا کہ پہلے ہی سے ضرورت سے زیادہ اعتقادات پر زور دیا جارہا تھا۔ اس کا زیادہ حصہ عوام الناس کے لئے قابل فہم تھا۔ اگر اس کو بدلنا تھا تو یہ فاضلانہ تنقید

کے زیر اثر محلل کی بدولت وہ اصلاح کی تدریجی تغیر غراں سے تعبیر کرتے۔ جو ماضی سے یک بیک منقطع ہوئے بغیر عالم ظہور میں آتا ہے۔ اور سب لوگوں کی جانب سے تسلیم کردہ اصول اخلاق کو نافذ العمل کرنا اور ان کو زیادہ حقیقی بنانا چاہیئے۔ مختصر یہ کہ اراسمس جو موجودہ زمانے کی مذہبی وسیع المشربی اور بائیبلی تنقید کا بانی تھا۔ اس کی طبیعت شدت پسند طریقوں سے گریز کرتی تھی۔ اور وہ ان کے نتائج سے خوف کرتا تھا۔ اس نے دور اندیشی سے ان کی بے اعتدالیوں مباحثات اور شگافات کو معلوم کر لیا تھا۔ جو ناگزیر طور پر نمودار ہوتے ہیں اور عقلی دینیات کی کامیابی میں تاخیر پیدا کرنے والے تھے۔ وہ سولھویں صدی کے اصلاح مذہب کی رہنمائی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن یہ بجا طور پر کہا گیا ہے کہ یہ آنے والی اصلاح اپنی تاریخ ماضی کو اراسمس تک لی جائے گی۔

روما سے قطعی انقطاع مشہور عالم فضلا سے نہیں بلکہ تھورنجی مزارع کے بیٹے کی جانب سے عمل میں آنے والا تھا جو نا طائم دماغ کا شخص ہونے کے باوجود یونانی زبان کا بے غرض فاضل اور عبرانی زبان سے ناآشنا تھا۔ مارٹن لوتھر پر بحث کرتے ہوئے اس کی زندگی کے مختلف دوروں کو پیش نظر رکھنا نہایت اہم ہے۔

مارٹن لوتھر ۱۴۸۳ء تا ۱۵۴۶ء

بائیس سال کی عمر میں احساس گناہ، روحانی امن اور آسائش کی تمنا میں آرفرٹ کی اگسٹنی راہبوں کی جماعت (Order of Augushnien Friers) اپنے باپ کی مرضی کے خلاف شامل ہو گیا (۱۵۰۵ء) یہاں اس نے سخت ترین ریاضت اور وہاں کے قواعد کی پوری پوری پابندی کی۔ لیکن کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اگر کسی راہب نے رہبانیت کی بدولت آسمان تک رسائی حاصل کی ہے تو وہ میں ہی ہوتا۔ اس نے بعد میں کہا۔ کیونکہ ایک راہب جو کچھ کر سکتا ہے میں وہ سب کچھ کر چکا۔ نفس کشی کی مسلسل ریاضت نے اس کو نفس امارہ (شہوت نفسانی) سے نجات نہیں دلائی اور خدا اس کی نظروں میں ایک بے رحم قاضی کی حیثیت سے باقی رہ گیا تھا۔ جو ایک ناممکن العمل قانون کی پابندی چاہتا ہے۔ لوتھر کو اس مایوسانہ حالت سے اس کے گروہ کے وکار جنرل (صدر نگہبان کلیسا) ارسٹا بز نے نجات دلائی جو انجیل اور خاص کر سینٹ پال اور لاطینی پادری سینٹ اگسٹنی کے نوشتوں کا گہرا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ یہاں اگسٹنی کے اصول

"عفو بالایمان" (Justification by Faith) میں اس کو بالآخر اطمینان نصیب ہوا۔ انجیل کی آیت "راستباز بالایمان رہینگے" اس کی دشواریوں کا حل نظر آئی۔ گنہگار اپنے اعمال اور ریاضت و محنت سے نجات نہیں حاصل کر سکے گا بلکہ ایک محبت والے خدا کا رحم و کرم کا بھروسہ کرنے سے۔ اس طرح رحمت و آمرزش الٰہی حاصل کرنے کے بعد اس سچے صاحب ایمان کے حق میں ریاضت اور محنت کوئی تکلیف دہ چیز نہیں رہی۔ بلکہ ایک خود کارانہ عمل محبت اور اعمال و حیات صرف خدا کے لئے آسان ہوگئی۔ بعد میں اسکو اس خیال میں ایک یونانی لفظ "(u e Favola)" سے مزید تقویت حاصل ہوئی جو قائبین کے لئے دریافت کیا گیا تھا۔ یہ الفاظ دیگر توبہ ریاضت اور استغفار کا اثر خارج میں کلیسائی سزاؤں پر نہیں بلکہ باطن میں تغیر قلب پر منحصر ہے۔ اس طرح آگسٹنی کے اصول "عفو بالایمان" کی تصدیق کرتے ہوئے لوتھر انھی خیالات کا احیا کر رہا تھا جو ابتدائی کلیسا کے متعدد پادریوں کے عقائد رہے تھے۔ اس اصول کے مقابلے میں عقیدۂ نجات بالعمل کو فضیلت حاصل ہوگئی تھی۔ تاہم اول الذکر کو کبھی بالکلیہ ترک نہیں کیا گیا تھا۔ بلاشبہ یہ صحیح ہے کہ ان باہمی مخالف و متضاد اعتقادات میں کامل اتفاق نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ان میں سے کسی کو اس کے منطقی نتیجے تک آگے بڑھانا چاہئے کیونکہ اگر خدا کے رحم و کرم ہی سے عفو و نجات حاصل ہوسکتی ہے تو اعمال صالحہ کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر ہم صرف اعمال ہی سے بچ سکتے ہیں تو کسی نجات دہندہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر اصول "عفو بالایمان" کو اس کی انتہائی حدود تک پہنچا یا جائے تو بلاشبہہ سودائیانہ تقدیریت اور غیر اخلاقیت (Antinominianism) تک پہنچا دے گا۔ اور درحقیقت اس نے وہاں تک پہنچا یا بھی ہے۔ لوتھر کا خیال تھا کہ اصول مخالف اختیار کرنے سے جو قباحتیں پیدا ہوں گی وہ اس سے بدتر ہوں گی؟ گویا کمزور اور آلودہ دامن انسان بلاامداد غیر اپنی ذاتی جدوجہد کی بنا پر ایزد توانا سے نجات منوا سکیں گے۔ اس قسم کا خیال اس روحانی تکبر و سرکشی کی پرورش کرتا تھا جو اس وقت کی خرابیوں کا باعث تھا۔ اخلاقی اصلاح کی توقع بس اسی بات پر منحصر تھی کہ انسان کو یہ باور کرنے پر مائل کیا جائے کہ خدا کی نظر میں اس کی کوئی وقعت اور قدر و قیمت نہیں ہے۔ محض اس طرح وہ عاجزی کو اختیار کرے گا جو دیندارانہ اور زاہدانہ زندگی کے لئے سب سے مقدم اور لازمی ہے۔

۱۵۰۸ء میں اسٹاپٹز نے لوتھر کو طلب کیا تاکہ وہ جامعہ ڈنبرگ میں تعلیم دے جو ابھی ابھی سیکزنی کے فرڈرک دانا کی جانب سے قائم کیا گیا تھا۔ ۱۵۱۰ء میں اس نے روما کی سیاحت کی اور اس سیاحت نے اس کے اس یقین کو مزید تقویت پہنچائی کہ روحانی غروری جو نشاۃ جدیدہ کا مخصوص نقص تھا ایک ایسا دشمن ہے جس کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اور کلیسا کے ان رسوم کی نفرت انگیزی میں اور گہرائی پیدا کردی جس نے اعمال کی قوت وتاثیر کے یقین کو واجب التعظیم بنا دیا تھا۔ لوتھر اپنی تعلیم جاری کرنے کے لئے ڈنبرگ واپس آگیا تھا۔ لیکن اس ہونے پر ایک ڈامینکی مسمی ٹیٹزل جرمنی آیا۔ اور ان لوگوں کے لئے پادریوں کے خاص حقوق پیش کئے جو روما کی سینٹ پیٹرس کی عمارت کے لئے چندہ دیں اس کی اس بات نے لوتھر کو آمادہ کارزار بنا دیا۔ پادریوں کے خاص حقوق کا اصول (Doctrine of Indulgence) اس خیال سے پیدا ہو جو غیر فطری نہیں تھا کہ گو توبہ واستغفار کنہگار کو خدا سے ملا دیتا ہے لیکن انسان کے ساتھ جو خطا کی جاتی ہے اس کی سزا تو پھر بھی بھگتنا ہی پڑتا ہے۔ اور سزا کو دنیاوی امور کی طرح جرمانے میں منتقل (Commuted) کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس نظام کو نہایت شرمناک طریقے سے استعمال کیا گیا۔ کلیسا نے اعلان کیا کہ دینداروں کے امور نوافل ہیں اس لئے ایک خزانہ قائم کر رکھا ہے جن میں سے وہ سزاؤں کی معافی کے لئے رقومات حاصل کرسکتی ہے۔ اور وہ روپیہ حاصل کرنے کی خواہش میں نہایت فراخ دلی کے ساتھ پادریوں کے خاص حقوق عطا کرنے لگی۔ اور قبل از قبل تائب ہونے پر خطا کار سے اصرار نہیں کیا۔ وہ یہاں تک دعوے کرنے لگی کہ اعراف (Purgatory) میں رہنے والوں کی سزا معاف کرنے کی بھی اس کو قدرت حاصل ہے۔ پادریوں کے ان خاص حقوق (Indulgence) کی مدافعت میں خواہ کچھ ہی کہا جائے لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ان کی مبالغہ آمیز صورت میں سخت ترین خرابیاں نمودار ہوئیں۔ اور ان میں رحمت وآمرزش الٰہی کی ضرورت سے علانیہ انکار مضمر تھا۔ لہذا لوتھر نے علمی حلقوں کے رواج کے مطابق ڈنبرگ کی کلیسا کے دروازے پر اپنے مشہور پچانوے مقالے (Thesis) آویزاں کروئے جن میں اس نے خاص حقوق (Indulgence) کے نظریئے کو رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ دوران تمام کلیسا میں آنے والوں کو چیلنج دیا گیا تھا کہ اس کے بیانات کی صحت کو غلط ثابت

کردیں (۱۷ راکتوبر ۱۵۱۷ء)

لوتھر کے خیالات کچھ نئے نہیں تھے۔ اس سے پہلے بھی بہت سے علمائے دینیات حتیٰ کہ کارڈینل زیمنس نے خاص حقوق (Indulgence) کے مضحکہ خیز غلط استعمال کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ اور صرف لوتھر ہی مادر کلیسا سے بغاوت کرنے کا خواب نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ خاص حقوق (Indulgence) کی قدروقیمت سے یک لخت انکار نہیں کررہا تھا۔ لیکن اس بات کا اعلان کرتا تھا۔ کہ اس کی رائے میں پوپ اس طریقے سے گناہ کی معصیت کو عفو نہیں کرسکتا۔ اور نہ ان لوگوں کی سزاؤں میں تخفیف کرسکتا ہے۔ جن کا حساب وکتاب ہوچکا ہے۔ مزید برآں وہ دعوے کرنے لگا کہ وہ حسین حد سے متجاوز خیالات سے برسرپیکار ہے سب کے سب مدرسیین کی ایجاد ہیں۔ نہ کہ کلیسا کی۔ اور آخرالذکر نے انھیں کبھی نہیں قبول کیا تھا۔ لہٰذا اس نے پوپ اور کلیسا سے ان پر اظہار خیال کا مطالبہ کیا۔ لوتھر نے مباحثہ اور استدلال طلب کیا۔ لیکن اس کا جواب ادعا اور تہدید والزام دہی سے کیا گیا۔ ٹٹزل اپنے جواب میں (Indulgence) کے مسئلے کو زیر بحث لانے ہی پر اظہار نفرت وحقارت کرنے لگا۔ اور پوپ کے اس دعوے کی تصدیق کی کہ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ رائے کا تشخص وتعین اور انجیل کی ترجمانی وتوجیہ کرے۔ ڈاینکی پریریاز (Prierias) نے اظہار یقین کیا کہ اگر کوئی ایسی مجلس جو پوپ کی صدارت میں منعقد ہو یا خود پوپ کوئی سرکاری فیصلہ کرلے تو ہرگز ان سے غلطی کا ارتکاب نہیں ہوسکتا۔ اور ان پر الحاد کا الزام عائد کیا۔ جو ایک قاعدۂ ایمان کی طرح کلیسا یا پوپ کے اصولوں کو قبول نہیں کرتے۔ کارڈینل کاجٹین جو ۱۵۱۸ء میں پاپائی سفیر ((Legate)) کی حیثیت سے مجلس اگسبرگ (Diet of Augusburg) روانہ کیا گیا تھا۔ اگرچہ (Indulgence) کی خرابیوں اور غلط استعمالیوں کی نسبت خفیہ طور پر لوتھر کا ہمنوا تھا۔ لیکن تمام مباحث ومناظر سے انکار کردیا۔ اور ان خیالات کو واپس لینے اور آئندہ چپ رہنے کا مطالبہ کیا۔ لوتھر نے بعد میں یہ وعدہ کیا کہ اگر دوسری شرط سے متعلق اس کے سکوت کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ اس کی پابندی کریگا لیکن اس وعدے کو برقرار رکھنا ناممکن تھا۔ اور مناظرہ بہت جلد از سرنو شروع ہوگیا۔

اسی اثنا میں بنائے مباحثہ بدل گئی۔ اب وہ صرف ایک (Indulgence) کا

سوال نہیں رہا تھا۔ بلکہ پاپائی اقتدار اور سند روایات کا حامیان پوپ کے مبالغہ آمیز بیانات کا خیر مقدم، لوتھر کی جانب سے زیادہ برملا۔ زیادہ شدت اور زیادہ نازیبا الفاظ میں کیا گیا۔ وسیع تر مطالعے نے اسے یقین دلا دیا کہ اس کے خیالات نئے اور انوکھے نہیں تھے۔ بلکہ سابق میں جان ہس، جان رسل اور حتیٰ کہ انسی لارنتیس والا کے سے لوگوں کے خیالات بھی یہی تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ جرمنی کی ترقی پذیر تائید سے اسے تقویت پہنچتی گئی۔ الرچ وان ٹین نے جس کی ہجو پسندی ذوق سلیم پر غالب آگئی تھی۔ اپنے (واڈسکس (Vadiscus) ہسنہ ۱۵۱۹ئہ کے دل شکن لطائف سے مباحث میں اور تلخی پیدا کر دی۔ تین چیزوں نے روما کے اعزاز و وقار کو برقرار رکھا ہے۔ پوپ کا اقتدار اولیائے متبرکات خاص حقوق (Indulgence) کی فروخت روما میں تین چیزوں سے خوف کیا جاتا ہے۔ مجلس عمومی اصلاح کلیسا۔ جرمنوں کی بیداری۔ تین چیزوں کو روما سے خارج کر دیا گیا ہے۔ افلاس۔ ابتدائی کلیسا۔ تبلیغ حق۔ بالآخر لوتھر نے اپنے خطاب بہ عیسائی امرائے قوم جرمنی (جولائی سنہ ۱۵۲۰) اور اس سے زیادہ اپنے رسالہ اسیری بابل (اکتوبر سنہ ۱۵۲۰) میں نہ صرف پوپ کے اقتدار سے انکار کر دیا۔ بلکہ مقدس ادارہ کہانت اور سند حدیث و روایات پر اعتراض کرنے اور ازمنۂ وسطیٰ کے اصول استحالہ و تبدیل جسم (tantiatioin) پر حملہ کرنے لگا۔ اس امر سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا کہ لوتھر اب قطعی طور پر کلیسا سے باہر ہو گیا تھا۔ تاہم کم از کم اتنا پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ اس نے یہ آخری قدم اسباب کے معلوم کرنے کے بعد اٹھایا کہ اس سے پیشتر ہی اس کو مردود ٹھیرایا جا چکا ہے۔ اور مذہب سے اخراج کا فرمان جون سنہ ۱۵۲۰ئہ ہی میں جاری ہو چکا تھا۔ گو جرمنی میں اس کی اشاعت متعاقب عمل میں آئی۔ لہذا لوتھر نے تمام مفاہمتی تدابیر سے مایوس ہو کر اعلان کیا کہ یہ فرمان جعلی تھا۔ اور اس کا لکھنے والا مخالف مسیح اور ۱۰ دسمبر سنہ ۱۵۲۰ئہ کو اس نے منظر عام پر اس کو جلا دیا۔

بجا طور پر سوال کیا جا سکتا ہے کہ لوتھر کی سیرت اس کا بھدا پن اس کی بے خوفی اس میں عالمانہ شائستگی کے فقدان اور اس کے تشدد کا لحاظ کرتے آیا اس کے مخالف اس سے زیادہ مفاہمت آمیز طریقے سے اسکا انسداد کر سکتے تھے یا یہ کہ۔ اگر اس کے ساتھ مفاہمت کر لی جاتی تو آیا جرمن احساس کے موجودہ جوش میں کوئی اور شخص تو نہیں پیدا ہو جاتا

لیکن کم از کم اتنا ضرور ہے کہ پاپائی عدالت کا طرزِ عمل اس سے زیادہ ناعاقبت اندیشانہ اور اس سے کم تر غیر مدبرانہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ایسے معاملات میں خود لیوو ہم کا اپنی سردمہری کے باوجود دوسرا طریق عمل اختیار کرنا بالکل ناممکن تھا۔ لیکن (Indulgence) پر جو حملہ کیا گیا تو تمام پاپائی مالیات و انتظام کو خطرے میں ڈال دیا اور کیوریا (Curia) کے حکام نے اسے مجبور بنا دیا (Drovehimon) ہم اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جو کلیسا بقائے روح جیسے اصولی مسائل میں بدعت والحاد کے ساتھ ملائمت سے پیش آئی۔ (Indulgence) سے متعلق اپنے نظام کی تنقید کو سماعت کرنے سے انکار کردے۔ خصوصاً جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ یہ نظام بہرحال اپنی بگڑی ہوئی صورت میں اس کی وفادار ترین اولاد کے ضمیر میں بے حد خلش پیدا کردے گا اس کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ لوتھر کا طرزِ عمل قابل الزام ضرور تھا۔ اس نے نہایت بے پروائی کے ساتھ کلیسا کے روایات کو ترک کردیا۔ اور اس کو پختہ یقین تھا کہ حصول نجات اور تنظیم کلیسا کے لئے جو کچھ درکار ہے وہ انجیل ہی میں مل سکتا ہے۔ یہ کہ اس کے اکثر اصول میں مبالغہ آفرینی کی گئی ہے۔ اور اس میں بہت سی خرابیاں پیدا کردی گئی ہیں۔ یہ کہ فوری اصلاح مذہب نہ تو ترقی تعلیم کا باعث ہو سکتی ہے اور نہ جذبۂ رواداری کی ترقی کا۔ ان سب چیزوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے لئے باعث افسوس ہے کہ اس طرح جو انقلاب بپا ہوا وہ وحدت کلیسا کی شکست لامتناہی بربادی اور دنیا میں جنگ وجدال کا موجب ہونے والا تھا۔ لیکن کم سے کم روما نے عزم کرلیا کہ ایسا ہی ہو۔ اور ہم بجا طور پر شبہ کرسکتے ہیں کہ آیا اس خرابی کی اصلاح جو اس کے نظام کو کھوکھلی بنا رہی تھی۔ اس سے کم قیمت میں عمل میں آسکتی تھی۔

مجلس وارمس کے انعقاد کے موقع پر صورت حالات بس یہ تھی۔ سوال یہ تھا کہ آیا مجلس فرمان کو نافذ العمل کرے گی اور لوتھر کو سلطنت سے خارج کردے گی۔ یہ ایک ایسا سوال تھا جس میں عظیم الشان نتائج مضمر تھے۔ لیوو ہم مدافعت ذات میں لوتھر کا بیان سنے بغیر ہی فرمان کے نفاذ پر چارلس کو مجبور کر رہا تھا۔ لیکن باوجود اس کے کہ خود شہنشاہ اس طرزِ عمل کا حامی تھا۔ اور اس معاملے میں اس کا متنعم گناہ گلاپین بھی اس کی تائید کر رہا تھا۔ اس کے متعدد مشیر جن میں شیوورتس، اور گاٹینارا اس کا چانسلر قابل ذکر ہیں۔ اس کے خلاف تھے۔ جرمنی میں کم تر درجے کے امراو شعراو کلاء

لوتھر اور مجلس

اور فضلاء کی جانب سے لوتھر کی جس طرح تائید کی جارہی تھی۔ اس سے وہ باخبر تھے۔ اور پوپ کے ایک گماشتہ ایلیانڈر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ حمایت کس نوعیت کی تھی۔ دس میں نو حصے جرمنی لوتھر کے لئے شور مچاتی ہے اور بقیہ ایک حصہ اگر لوتھر کی پرواہ نہیں کرتا ہے تو کم سے کم یہ شور مچا رہا ہے کہ دربار روما کو فنا کردیا جائے۔ اور یہ مطالبہ کررہا ہے کہ جرمنی میں ایک مجلس منعقد کی جائے۔ اس بات کی توقع نہیں کیجا سکتی تھی کہ مجلس (Diet) اس عام احساس کو نظر انداز کردے گی۔ مزید برآں اگرچہ غالب تعداد لوتھر کے اصولی خیالات کی مخالف تھی۔ اس کے اکثر ارکان حکومت وآداب وقواعد کلیسا میں اصلاح کی خواہش سے ہمدردی کا اظہار کررہے تھے۔ لہذا مجلس (Diet) نے مطالبہ کیا۔ کہ لوتھر کا بیان سماعت کیا جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اعلان کیا کہ اگر وہ اپنے ملحدانہ خیالات پر اڑا رہا جوان کے آباواجداد کے اصول وایمان کے منافی ہو تو وہ اس کو مردود ٹھیرانے کے لئے تیار ہیں۔ علاوہ ازیں چارلس کے مشیران سیاسی فوائد سے بے خبر نہیں تھے۔ جو اس صورت حال سے رونما ہونے والے تھے میکسی ملین نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ ڈٹنبرگ کے راہب کی خاطر خواہ نگہداشت کی جائے۔ ممکن ہے ہمیں ایک دن اس کی ضرورت پڑے۔ اور وہ دن آچکا تھا۔ لیو چارلس اور فرانسس کے اتحاد کے مابین اب تک پس وپیش کئے جارہا تھا۔ اور یہ ممکن تھا کہ اس سارے مسئلے کو ایک مجلس عمومی کے روبرو پیش کرنے کی دھمکی اس کو کسی ایک طرف مائل کردے۔

لہذا لوتھر کو وارمس طلب کیا گیا۔ اور اس کی حفاظت کے لئے بدرقے کا وعدہ کیا گیا۔ اگر وہ اس موقع پر اصول متعلقہ ایمان سے دست بردار ہو جاتا۔ اور خود کو داخلی اصلاح کے مسئلے تک محدود رکھتا تو غالباً مجلس گرمجوشی کے ساتھ اس کی تائید کرتی لیکن یہ اس کے ارادے سے بہت بعید تھا۔ اور اس کا غیر مصالحت آمیز کردار کچھ دیر کے لئے روما کے اشارے پر عمل کرنے لگا۔ وہ متوقع تھا۔ کہ اس سے اپنے خیالات کی مدافعت کا مطالبہ کیا جائے گا۔ بخلاف اس کے اس کو حکم دیا گیا کہ اصول سے متعلق وہ ملحدانہ خیالات سے باز آجائے۔ لیکن اس نے انکار کردیا۔ ان مطالبات کا کہ وہ اپنے اصول کے ججوں کی حیثیت سے مجلس اور شہنشاہ کو تسلیم کرے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ انسان کو کلام الٰہی کے فیصلے کی اجازت نہیں دے گا۔ اس نے ایک مجلس عمومی کے

فیصلوں کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ تاوقتیکہ انجیل یا معقول استدلال سے اس کے خیالات کی تردید نہ کردی جائے۔ اس طرح وہ چارلس کی نظروں میں نہ صرف ایک ملحد معلوم ہونے لگا بلکہ اس سے بھی بدتر یعنی ایک باغی اور اب جبکہ خفیہ طور پر پوپ کے ساتھ اتحاد قائم ہوچکا تھا۔ سیاسی اغراض کے لئے لوتھر کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ چارلس مضطرب تھا کہ اس کے اخراج کا حکم نامہ شائع کردے۔ اور ایک حکم جاری کرے کہ اس ملحد کی کتابیں جلادی جائیں۔ لیکن مجلس اس فعل کی بدنامی مول لینے سے اس قدر ناراض تھی کہ چارلس مجلس کے صرف آخری اجلاس (۲۵ مئی) میں اس کی منظوری حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ جبکہ سیکزنی کا فریڈرک اور الکٹر پالیٹن واپس ہوگئے تھے۔ اسی اثنا میں لوتھر نے سیکزنی میں واٹبرگ کی گڑھی میں جاپناہ لی۔ جہاں وہ فریڈرک دانا کے زیر حیات چھپا رہا۔ اس کو اب خارج کردیا گیا تھا۔ اور مجلس نے اخراج کی توثیق بھی کردی تھی مستقبل کو یہ دیکھنا باقی تھا کہ آیا شہنشاہ مجلس کے فیصلے کو جرمنی میں نافذ کرسکا یا نہیں۔

۴۔ جنگ ۔ ۱۵۲۲ تا ۱۵۲۳ء۔

اس موقع پر چارلس کی توجہ فرانسس کے خلاف جنگ چھیڑنے کی طرف مبذول تھی۔ اپنے حریف کو زیر اثر اور اٹلی کو فتح کرنا دو ضروری چیزیں تھیں۔ ان کے حصول تک لوتھر کے معاملے کو نظر انداز کیا جاسکتا تھا۔ فرانسیسیوں نے جارحانہ کارروائیوں میں اقدام کیا۔ مئی میں انھوں نے ''ناوار'' پر چڑھائی کردی تھی اور پچھلے مارچ میں بوئیلن کا لارڈ رابرٹ ڈی لا مارک نے لکزمبرگ پر حملہ کیا تھا، لیکن یہ دونوں مہمات ناکام رہی تھیں اور اب چارلس نے نہ صرف متزلزل پوپ کا اتحاد حاصل کرلیا تھا بلکہ ہنری ہشتم سے بھی اتحاد قائم

> لیوو دہم اور ہنری ہشتم چارلس پنجم سے اتحاد قائم کرتے ہیں

ہوگیا تھا۔ لوتھر کے خلاف اخراج کا حکم شائع کرکے لیو دہم کو خوش کردیا گیا تھا اس نے خود کو یقین دلادیا تھا کہ اٹلی میں فرانسیسیوں کی فتح چارلس کے مقابلے میں زیادہ تباہ کن ثابت ہوگی۔ لہذا وہ ۲۵ رمئی کو شہنشاہ کے ساتھ شریک ہوگیا۔ پوپ کو قرارا اور پارما واپس دینا پڑا۔ ہنری لیوڈویکو المورو کا بیٹا فرانسسکو اسفورزا سلطنت کی حیثیت سے

ملان پر قابض ہو۔ فرانسیسی جنیوا سے نکال دئے جائیں۔ اور انٹونیو دورنے کو دوژ (Doge) کی حیثیت دی جائے۔ شہنشاہ نے فلارنس کی مڈیسی کی حفاظت اور لوتھر کے الحاد کی بیخ کنی میں پوپ کے ساتھ شریک ہونے کا وعدہ کیا۔

نومبر میں وسٹی کانفرنس کیلے میں اپنے مسلک ثالثی کو قائم رکھنے کی ناکام کوشش کے بعد اعلان جنگ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ وہ شہنشاہ اور پوپ کی جمعیت میں شریک ہو گیا اور فرانس پر ایک مشترکہ چڑھائی اور چارلس کی امداد کا وعدہ کیا۔ اور اس کے معاوضے میں شہنشاہ نے شہزادی میری کے ساتھ اس کی نسبت مقرر کر دی۔

اٹلی میں شہنشاہی اور پاپائی افواج کی کامیابی

انگریزوں نے نقل و حرکت نہیں کی۔ لیکن اٹلی میں شہنشاہی اور پاپائی عساکر کامیاب رہے فرانسیسی سپہ سالار لاٹرک سوئز سپاہیوں کی امداد سے محروم ہو کر جنھوں نے اس بنا پر اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا کہ سوئٹزرلینڈ کے حکام نے اپنے ہموطنوں کے خلاف لڑنے کی ممانعت کر دی تھی۔ باستثنائے گرڈمی (۱۹ نومبر) ملان کا تخلیہ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اور پارما اور پیاسنزا بھی بہت جلد حوالے کر دئے گئے۔

لیو دہم کا انتقال۔ یکم دسمبر ۱۵۲۱ء

عین اس موقع پر جبکہ لیو دہم کے اقبال کا ستارہ چمکتا نظر آ رہا تھا بخار سے اس کا انتقال ہو گیا (یکم دسمبر) اس کے پاپائی رتبے کی نوعیت اس قسم کی ہے جیسی کہ ہم لارنزو اولوالعزم (Magnificent) کے بیٹے سے توقع کر سکتے ہیں۔ اس کا نام رفیل کی ہنرمندانہ کامیابیوں سے ہمیشہ وابستہ رہے گا۔ اور ادب کی سرپرستی کے لئے ہمیشہ یادگار رہے گا۔ لیکن اس میں عزت و فضیلت کے قابل بس یہی ایک چیز تھی۔ اس کی سیرت کی توضیح اس کے اس قول سے ہوتی ہے جو اس نے اپنے انتخاب کے موقع پر کیا تھا۔ "اب جبکہ ہمیں پاپائیت مل چکی ہے ہمیں چاہئے کہ اس سے لطف اندوز ہوں" اگرچہ وہ خود بدکردار نہیں تھا لیکن اس نے دوسروں میں بدکرداری پیدا کر دی اور اس کے زمانے میں روما جیسا عیش و عشرت کا گہوارہ بنا رہا۔ اور زندگی غیر محتاط رہی۔ کسی اور کے زمانے میں نہیں ہوئی۔ وہ عیش و نشاط کے لئے زندہ تھا۔ اور اپنے عہدۂ جلیلہ کے فرائض میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا تھا

اس نے ثابت کر دیا کہ اپنے زمانے کے اہم اور سنجیدہ مسائل کو محسوس کرنے کی صلاحیت ہی اس میں نہیں تھی۔ اگر ایک طرف اس کی بے پروا اور غیر محتاط فیاضی نے اس کو نیک نام بنا دیا تو دوسری طرف پاپائی خزانے پر اس کی وجہ سے بے حد بار پڑنے لگا۔ اور اگر اس کے انتقال پر مطلع صاف اور شفاف نظر آرہا تھا تو وہ آنے والے طوفان کا پیش خیمہ تھا۔ اور یہ ایک ایسا طوفان تھا جو اس کی عدم سنجیدگی، فقدان بصیرت و تدبر کا نتیجہ تھا۔

آرڈین ششم کا انتخاب جنوری ۱۵۲۲ء

یہ دیکھ کر سب کو حیرت ہوئی کہ اس کے جانشین کی حیثیت سے اٹرکٹ کا آرڈین منتخب کیا گیا۔ جو کبھی چارلس کا اتالیق اور ازاں بعد اسپین میں اس کا ویسرائے تھا۔ اس کا انتخاب اس وجہ سے عمل میں آیا کہ انتخابی حلقے میں کافی آراء حاصل کرنے کے لئے کسی اور کو پیش کرنا ناممکن تھا۔ ولسی جو ایک اہم امیدوار تھا صرف سات آراء حاصل کر سکا۔ گیلیو ڈی مڈیسی اور الکزینڈر فارنیسی جن کی قسمت میں بالآخر کلیمنٹ ہفتم اور پال سوم کی حیثیت سے تاج پاپائی زیب سر کرنا تھا۔ دونوں ناکام رہے۔ طویل خلا کو خطرناک خیال کیا گیا۔ اور کارڈینل ڈی مڈیسی نے جو شہنشاہ کی سرگرم تائید کے باوجود کامیابی سے مایوس ہو گیا تھا اپنی رائیں آرڈین کے حق میں منتقل کر دیں اس طرح دو فلیمنگ جو اس وقت تک باہم متعلق تھے۔ اب عالم عیسائیت میں اعلیٰ ترین مدارج پر پہنچ گئے۔ اور ایک ایسے عظیم الشان واقعے سے بہت کچھ توقعات وابستہ ہو سکتی تھیں۔ لیکن ان توقعات کو پورا ہونا نہ تھا۔ جدید پوپ اور اس کے جانشین میں حیرت ناک تفاوت تھا۔ لیکن اس تفاوت ہی نے اس کی دشواریوں میں اضافہ کر دیا۔ اہل روما 'ایک وحشی' کے انتخاب پر ناراض ہو گئے۔ ان کے ان خطرات کا کہ ممکن ہے کہ آرڈین پاپائیت کو روما سے اسپین میں منتقل کر دے۔ ایک طنز آمیز اشتہار میں اظہار کیا گیا۔ جس کو 'واٹیکن' کی دیواروں پر چسپاں کیا گیا تھا۔ کارڈینل جو اپنی جان کے خوف سے ابتداً گردونواحی آبادی سے بچ نکلے تھے۔ اپنے فیصلے پر بہت جلد متاسف ہوئے۔ اور اس سخت اصلاح پسند پوپ سے نفرت کرنے لگے۔ جس نے ان کے مشاہروں اور وظیفوں میں تخفیف عمل میں لانے کی کوشش کی۔ اور اپنے فلیمش متبعین کے ساتھ اظہار نوازش کرنے لگا۔ اہل ادب تعلیم جدید میں اس کی ہمدردی نہ پاکر

اس سے بیزار ہوگئے۔ حتیٰ کہ اس کی راستبازی و پاکبازی اور اس کا زہد و ورع بھی ان لوگوں میں سے کسی کو دوست نہیں بنا سکا۔ جو اصلاح مذہب کے خواہشمند تھے اس کی تخفیف اخراجات کو بخالت پر محمول کیا جانے لگا۔ اس کی تنہائی پسند عادت حقیقی ہدایت و تخلیق اور پسندیدہ اخلاق و بصیرت کے فقدان کی وجہ سے وہ اس تائید سے محروم رہا۔ جو بصورت دیگر اس کو پہنچ سکتی تھی۔ اور نہ لوتھر اور اس وقت کے سیاسی مسائل کی طرف اس کا انداز زیادہ خوش فہمی پر مبنی تھا۔ داخلی خرابیوں کی اصلاح کا کامل یقین رکھنے کے باوجود وہ جدید دینیات کی ہمدردی سے متغیر تھا۔ اسپین میں حاکم عدالت مذہبی رہ چکنے کی حیثیت سے اس نے اسپینی خیالات کو اختیار کر لیا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ اصلاح پر استیصال الحاد مقدم ہے۔ اور جب ملحدین کا قلع قمع ہو جائے تو پوپ اپنے گھر کی اصلاح شروع کر سکتا ہے۔

اس نقطے پر شہنشاہ کو اس سے اتفاق تھا۔ آرڈین نے اتالیق اور ازاں بعد اسپین میں اس کے وئیسرائے کی حیثیت سے اس کی خاطر خواہ خدمت کی تھی۔ اور اب جبکہ اس کا ہمنوا پایائی تخت پر متمکن ہوا۔ تو اس کو اسی خدمت گزاری کی توقع تھی۔ اس نے

چارلس کے ساتھ نااتفاقی کے اسباب

یہ حقیقت فراموش کر دی تھی۔ کہ آرڈین بحیثیت وئیسرائے شاہ اسپین اور آرڈین بحیثیت پوپ میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ اور نہ ان دونوں کے خیالات میں یکسانی تھی۔ چارلس اٹلی کا مالک بن بیٹھنے کا پختہ ارادہ کر چکا تھا۔ اس کے لئے نہ صرف لوتھر کا مسئلہ بلکہ ترکوں کے خلاف جنگ کو بھی ملتوی کر دینا ضروری خیال کیا گیا۔ اگرچہ اس موقع پر سلیمان کا رویہ تشویشناک تھا۔ اس کے برعکس آرڈین شہنشاہ کو اٹلی میں حد سے زیادہ طاقتور بنتے دیکھنے کے لئے مضطرب نہیں تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ سابقہ پاپاؤں کی وجہ سے پاپائیت سیاسی امور میں جس طرح پامال ہو گئی ہے اس سے اس کو نجات دلائی جائے۔ آرڈین یہ خوشگوار خواب دیکھ رہا تھا کہ دونوں حریفوں میں اتحاد پیدا کیا جائے اور اس کے بعد ترکوں کے خلاف صلیبی جنگ کے لئے سارے عالم عیسائیت کو جمع کیا جائے۔ اس مقصد سے ان سے غیر جانبداری اختیار کی اور ثالث کا کام انجام دینے لگا۔ اس مسلک کے نتائج انتہا درجہ بدقسمت ثابت ہوئے۔ اٹلی کی فرانسیسی جماعت

نے سر اٹھایا۔ فرارا کے امیر (ڈیوک) نے نقل وحرکت شروع کردی۔ (فروری ۱۵۲۲ء)
فلارنس اور سینا کے مڈیچیوں کے مخالفین نے فرانسس کے ساتھ سازشات شروع
کردیں۔ سوئٹزرلینڈ کے باشندے فرانس کی ملازمت کرنے لگے اور اٹلی کو ایک دستہ روانہ
کیا۔ جس کے ساتھ ضمیمہ فوج وینس سے آملی۔ واقعات کچھ ایسے خطرناک نظر آنے لگے۔
کہ ڈان ہیانول نے روما سے لکھتے ہوئے فرانسس سے التوائے جنگ کا مطالبہ کیا لیکن
اس موقع پر فتح بکوکا پارس کی قسمت کے موافق ثابت ہوئی۔ مارچ میں لاٹرک نے
ملان کے خلاف پیشقدمی کی تھی۔ جس پر اس وقت شہنشاہ کی طرف سے کارونا قابض
تھا۔ اسفورزا کارونا کو نجات دلانے کے لئے فوراً روانہ ہوا۔ اور چھ داؤں گھات کے
جنگ بکوکا ۔ بعد شہر سے چند میل کے فاصلے پر ولا بکوکا میں مورچہ بند ہوگیا۔ یہ مقام
(۲۷ اپریل ۱۵۲۲ء) نہایت مضبوط تھا۔ لیکن سوئٹزرلینڈ کی سپاہ غیر مطیع ہوگئی۔ اور
اصرار کرنے لگی کہ دھاوا بول دیا جائے۔ جس سے لاٹرک انکار
نہیں کرسکتا تھا۔ سوئز سپاہ نے اپنی طاقت کا غلط اندازہ کیا تھا۔ لہذا اس کو پسپا
ہونا پڑا۔ لاٹرک جس نے اپنی فرانسیسی سپاہ کے ساتھ اس لئے چکر کا راستہ طے کیا
کہ دشمن پر پشت سے آکر حملہ آور ہو کیونکہ صرف اسی طرف سے راستہ نکالنا ممکن معلوم ہوتا
تھا۔ لیکن اس کو راستے میں تاخیر ہوئی۔ اور اب دشمن کی متحدہ افواج سے مقابلہ کرنے
پر مجبور ہونا پڑا۔ جو سوئز پہ فتح مند ہونے کی خوشی میں پرجوش بن گئی تھیں۔ اس کو
شدید نقصان کے ساتھ پیچھے ہٹا دیا گیا۔ اور اس جنگ کی سب سے پہلی لڑائی میں میدان
شہنشاہی افواج کے ہاتھ رہا۔ اس شکست نے فرانسیسی اغراض ومقاصد کو تباہ وبرباد
کردیا۔ وہ اب تک ملان کی گڑھی اور ناواری کے شہر پر قابض تھے۔ لیکن ان
ہیں ملان کا بقیہ حصہ کا تخلیہ کرنا پڑا اور اس کی تھوڑی مدت کے بعد (۳۰ مئی) جینوا سے
ان کو نکال دیا۔ دوژ (Doge) ریہوبو فرلگوسو کی جو فرانسیسی جماعت کا قائد تھا۔
فرانسیسی ملانیوں کا تخلیہ کرتے ہیں نیز اولوالعزم اسپینی جنرل پیڈرو ناواری کو جو فرڈینند کے بخل
کی وجہ سے فرانس کی خدمت اختیار کرنے پر مجبور ہوگیا تھا۔ قید
کرلیا گیا۔ انٹونیو اڈورنے کو پارس کے باجگذار کی حیثیت سے
دوژ بنایا گیا۔ اور اس طرح فرانس کے ہاتھ سے وہ اہم بندرگاہ نکل گئی۔ جس کے ذریعے

سے اس وقت تک اٹلی میں بہ آسانی داخلہ ہوتا رہا۔ چارلس کی فتح نے آرڈرین کو صلح کا اور زیادہ خواہشمند بنا دیا۔ لیکن حریفوں میں سے کوئی بھی اس کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ جون ۱۵۲۲ء میں چارلس نے اسپین جاتے ہوئے عہد نامۂ ونڈسر پر دستخط کر دئے۔ ہنری اور شہنشاہ نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ترکوں کے خلاف جنگ شروع کرنے سے پیشتر اس کی ضرورت ہے کہ فرانسس کو زیر کیا جائے۔ لہٰذا انھوں نے وعدہ کیا کہ فرانسس پر ایک مشترکہ حملہ کیا جائے۔ اور اس کے لئے پوپ اور وینس سے اتحاد کی استدعاء کی جائے۔ ہر چند کہ رھوڈس کی تسخیر، جو اس سے پیشتر مسلمانوں کے خلاف ایک اہم ہیرونی چوکی کی طرح استعمال کیا جاتا تھا، اور جس پر بحر روم کے نبرد آزما سینٹ جان قابض تھے، یورپ میں انتہائی خوف وہراس اور آڈرین کے سخت قلق کا باعث ہوئے۔ پھر بھی دونوں عظیم الشان زور آزما اپنے جھگڑوں سے باز آنے پر راضی نہیں ہوئے۔ اور بالآخر اگست میں آڈرین اٹلی کے فرانسیسی باشندوں (Partisans) کی سازشوں سے آگاہ ہو کر کہ ثالثی کا خیال بے سود ہے۔ اور یہ کہ اگر فرانسیسی فتح مند ہوں تو پاپائی طبقات خطرے میں پڑ جائیں گے شہنشاہ کے ساتھ ایک مدافعانہ جمعیت میں شریک ہو گیا۔ اس جمعیت میں انگلستان۔ ملان۔ جینوا۔ فلارنس اور وینس شامل تھے۔ اس کے چھ ہفتوں کے بعد آڈرین کا انتقال ہو گیا (۱۴ دسمبر ۱۵۲۳ء)۔

عہد نامہ ونڈسر جون ۱۵۲۲ء

اگست ۱۵۲۳ء کی جمعیت۔ آڈرین کا انتقال۔ ۱۴ دسمبر ۱۵۲۳ء

اس کی کوتاہ اندیشی اور فقدان تدبر و سیاست کے باوجود آڈرین ایک اچھا آدمی تھا۔ اور اصلاح کا دل سے خواہاں تھا۔ تاہم اس خواہش نے تمام کارڈنیلوں اور روما کے بلوائیوں کو اس سے سخت متنفر کر دیا۔ اور آخرالذکر نے اس کے معالج کے دروازے کو ایک ہار سے آراستہ کیا جس کو اس کے ملک کے نجات دہندہ کے نام سے معنون کیا گیا تھا۔ پوپ آڈرین کی دردناک ناکامی شاید لوتھر کی سرتابی و سرکشی کی بہترین توجیہ ہے۔

۵۔ لوتھر اور کونسل ریجنسی

اسپین میں چارلس کا قیام جہاں اس نے سات اہم سال بسر کئے (جولائی ۱۵۲۲ء تا اگست ۱۵۲۹ء) اس بات کو نہایت قوت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اغراض کس ملک سے وابستہ تھے۔ باوجود اس کے کہ شورش کمیونروز میں حصہ لینے والوں کے ساتھ اس نے بے رحمانہ سلوک کیا تھا۔ تاہم ۱۵۲۱ء میں شیورس کے انتقال کے بعد سے وہ ہمدردی میں پکا اسپینی بن گیا۔ اس سال اس نے بالآخر اپنے خاندان کی آسٹریا والی زمینوں کو فرڈیننڈ کے حوالے کر دیا۔ اور اس وقت سے اسپین کو اپنی سلطنت کے مرکز کی حیثیت سے دیکھنے لگا۔ اسپینیوں کی غرور شکنی۔ الحاد کی بیخ کنی اور سب سے زیادہ ساری دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کے جذبے میں وہ برابر ہی کا حصہ دار تھا۔ اور اس کو اپنی جنگوں میں اعتماد بھی تھا۔ تو اسپینی افواج اور اسپینی رقم پر۔ اس نے اپنی زندگی کا عظیم تر حصہ اسپین ہی میں بسر کیا۔ اس نے وہیں سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اور وہیں وفات پائی۔

چارلس سات سال اسپین میں ۱۵۲۲ء تا ۱۵۲۹ء

اس حقیقت میں اور اس کی شہنشاہی حیثیت میں نپولین کے اس طعنے کا جواب ملتا ہے کہ چارلس احمق تھا۔ کہ اس نے پراٹسٹنٹ مذہب اختیار نہیں کیا۔ اور اس اساس پر ایک طاقتور شاہی نہیں قائم کی۔ یہ امر قوی طور پر مشتبہ ہے کہ آیا یہ مسئلہ چارلس کے حق میں مفید ثابت ہوتا یا نہیں وہ اپنے مقابلے کے واسطے رئیسوں اور ارباب انتخاب کی اکثریت کو صف آرا پاتا۔ خواہ ان کے مذہبی خیالات کچھ ہی ہوں۔ سب سے زیادہ ایک طاقتور شاہی حکومت سے خائف تھے۔ اور اگر ہم سی سالہ جنگ کے اثنا میں کیتھولک جمعیت کے آئندہ مسلک کو پیش نظر رکھیں تو ہمارا شبہ اور بھی قوی ہو جائے گا۔ لیکن یہ سب خواہ کچھ ہی ہو نپولین نے چارلس کی سیرت کو پسند نہیں کیا۔ چارلس کو یہ کہنا کہ وہ ان تمام چیزوں کے خلاف ایک جرمن قومیت کی تحریک کی قیادت کرے۔ جن کو

نپولین کے طعنے کا جواب

اسپین کے شہنشاہ اور تاجدار عزیز رکھتے تھے بالکل ایسا ہی تھا کہ چیتے کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنی کھال کے دھبوں کو بدل دے۔

جرمنی میں کن سیاسی حالات کا امکان تھا

تمام ممکنہ تبادلات کو اخذ کرنے کے لئے بس اس امر کی ضرورت ہے کہ جرمنی کی سیاسی حالت کو یاد کریں جن کا ذکر صفحہ ۱۴۲ میں آچکا ہے ہم نے دیکھا تھا کہ غلبہ و تفوق کے لئے چار قوتیں کشمکش کر رہی تھیں۔

۱۔ ارکان ہبسبرگ کے مقاصدِ خاندانی جو ایک مرکزی شاہی کے قیام پر مائل تھے۔

۲۔ ارباب انتخاب کے دستوری خیالات، جو ایک اشراقی عہدیہ (Aristocratic Confedration) کی طرف راغب تھے۔

۳۔ عناصر جن کا اظہار مسلسل خانہ جنگی (بنشو ہے) (Bundschuhe) یا انجمنہائے مزارعین کے معاشرتی ہنگامہ و فساد سے ہوتا ہے۔

۴۔ علاقہ داری خود مختاری کی خواہش، جن میں اکثر و بیشتر رؤسا شریک تھے۔

اس سوال پر کہ ان میں سے کونسی قوت غالب آئی۔ جرمنی میں اصلاحات کی قسمت کا ایک بڑی حد تک انحصار تھا۔ بلا شبہ پہلی قوت کی فتحمندی استیصال الحاد اور مذہبی اور سیول مطلق العنان حکومت کے قیام کا موجب ہوتی۔ اگر دوسری قوت کامیاب ہو سکتی تو اصلاح یافتہ پراٹسٹنٹ کلیسا کی کچھ توقع تھی، جو ایک اصلاح یافتہ سلطنت اور پوپ اور شہنشاہ کے خلاف جرمن قومیت کی جدت پذیر روح پر مبنی ہوتی۔ تیسری قوت کو اگر دبایا نہ جاتا یا اس کی رہنمائی نہ کی جاتی تو یقیناً مذہبی جوش و جنون اور مذہبی اور سیاسی انتشار و بے ترتیبی پیدا ہو جاتی اور آخری قوت نے جس کو ہم آئندہ سب پر غالب آتی پائیں گے پراٹسٹنٹ مذہب کو اصول کیوجو ریجیو ایجس ریلیجیو (Cujus regio ejus relegio) یعنی کلیسا اور مملکت میں علاقہ داری خود مختاری پر قائم کیا[1]۔

---

[1] جرمنی میں اصلاح مذہب کے آئندہ طرز عمل کو معلوم کرنے کے لئے نقشہ کا مطالعہ کرنا اور امور ذیل

چارلس کی عزیمت اسپین نے ایک حد تک توقع پیدا کر دی کہ اصلاح سلطنت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ذہن نشین رکھنا ضروری ہے :۔
(الف) سرداریوں کی غیر معمولی تعداد جن پر جرمنی منقسم تھی۔
(ب) زیادہ جلیل القدر رؤسا کے علاقوں کی تقسیم اسی خاندان کی شاخوں میں، جن میں سے اکثر باہم مخالف فریق بن جاتے تھے۔ ذیل کے جدول سے بہترین پیرایہ میں اس کا علم ہوگا:۔

پراٹسٹنٹ	کیتھولک
سیکزنی کا خاندان ویٹن	
ارنسٹن، ویٹنبرگ کی انتخابی شاخ	بیسن کا آلبرٹین
ارنسٹ ۱۴۶۴ تا ۱۴۶۸ء	آلبرٹ ۱۴۸۵ تا ۱۵۰۰ء
فریڈرک دانا ۱۴۸۶ تا ۱۵۲۵ء	ڈیوک جارج ۱۵۰۰ تا ۱۵۳۵ء
اس کا بھائی جان، ۱۵۲۵ تا ۱۵۳۲ء	اس کا بھائی ہنری ۱۵۳۵ تا ۱۵۴۱ء پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیتا ہے۔
جان فریڈرک ۱۵۳۲ تا ۱۵۵۴ء	ماریس ۱۵۴۱ تا ۱۵۵۳ء الکٹریٹ (حلقہ انتخابی) حاصل کرتا ہے۔
ہوہنزلرن	
شاخہائے اصغر	**انتخابی شاخ**
(۱) آلبرٹ آف پرشیا، گرینڈ ماسٹر آف ٹیوٹانک آرڈر ۱۵۱۲ تا ۱۵۶۸ء، اپنی ڈچی کو دنیاوی حیثیت بخشتا ہے۔ ۱۵۲۵ء	آلبرٹ اچیلیس ۱۴۷۱ تا ۱۴۸۶ء
(۲) آلبرٹ السیبیاڈس، مارگریو آف کلمباش ۱۵۳۶ تا ۱۵۵۷ء۔	جان سسیرو ۱۴۸۶ تا ۱۴۹۹ء
(۳) جان آف کسٹرن، مارگریو آف نیو مارک، برادر جوکم دوم ۱۵۸۱ء	جوکم اول ۱۴۹۹ تا ۱۵۳۵ء

کے ساتھ ساتھ اصلاح کلیسا بھی عمل میں آئے گی۔ اس کی غیر موجودگی میں اقتدار مجلس ریجنسی کے ہاتھ میں چلا جاتا تھا۔ اور	چارلس کی غیر موجودگی میں کونسل ریجنسی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔

جوکم دوم ۱۵۳۵ء تا ۱۵۷۱ء۔ ۱۵۳۹ء میں پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کرتا ہے اگرچہ وہ شہنشاہ سے کبھی اتحاد نہیں توڑتا۔

پراٹسٹنٹ

کیتھولک

وٹلباخش

(۱) بویریا، میونخ
البرٹ دوم ۱۵۲۶ء تا ۱۵۰۸ء
|
ولیم اول ۱۵۰۸ء تا ۱۵۵۰ء

(۲) پلیٹینیٹ
فریڈرک فاتح ۱۴۵۱ء تا ۱۴۷۶ء

اُس کا بھتیجا فلپ ۱۴۷۶ء تا ۱۵۰۸ء
|
لیوس پنجم ۱۵۰۸ء تا ۱۵۴۴ء
فریڈرک دوم اس کا بھائی ۱۵۴۴ء تا ۱۵۵۶ء پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کرتا ہے۔

ولف

و۔ لفنبٹل کا ڈیوک ہنری چہارم

ہیونبرگ کا ڈیوک ارنسٹ ۱۵۳۲ء تا ۱۵۴۱ء

ورٹمبرگ

الرچ یکم ۱۵۰۳ء تا ۱۵۵۰ء پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کرتا ہے

(ج) مذہبی ریاستوں کی تعداد۔ ٹریوس، مینس، کولون کی صدر اسقفیاں (معہ اسقفیان میز واقع باسیل ورسٹر البرگ وو ارس) بالائی رہائن اور اس کی شاخوں پر اس قدر غلبہ پا چکی تھیں کہ اُن کا نام ہی پریسٹ اسٹریٹ پڑ گیا۔ اٹرکٹ، بریمن، منسٹر، اور پاڈربان کے اسقفی ضلعے شمال مغرب میں ایک طویل سلسلہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ اِن میں ہیں ہلڈشیم ہالبرسٹاڈٹ، مگڈیبرگ، ورزبرگ، بامبرگ واقع وسطی جرمنی، اور جنوب میں سالزبرگ

اس کی صدارت پر فرڈینینڈ فائز ہوتا تھا جس کو چارلس نے اپنے اسٹیٹ ہولڈر (State holder) کی حیثیت سے نامزد کیا تھا۔ ارکان مجلس میں بعض ایسے افراد بھی شامل تھے جو آغاز کردہ سیاسی اصلاحات کی توسیع کے خواہاں تھے۔ اور لوتھر کے موافق بھی تھے۔ لیکن زیادہ راسخ الاعتقاد جماعت باوجود اس کے کہ اس کو اکثریت حاصل تھی۔ لوتھری خیالات کی ترقی پذیر شہرت و مقبولیت سے اس بنا پر بیحد خائف ہو گئی تھی کہ کہیں وہ فیصلہ کن طرز عمل اختیار نہ کرنے پائے۔ لہٰذا آڈرین کی ترغیب کے باوجود کہ فرمان وارمس (Edict of Worms) کو نافذ کر دیا جائے مجلس نے ایک طوفان خیز مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا کہ اس معاملے کو مجلس (Diet) میں پیش کیا جائے جس کا دوسرا اجلاس ۱۷ نومبر کو نیورمبرگ میں منعقد ہوا۔ مجلس میں بھی کشمکش شروع ہو گئی۔ اور وہی نتائج برآمد ہوئے۔ راسخ الاعتقاد جماعت اب بھی اکثریت اپنے حق میں پاتی تھی۔ لیکن باستثناء جوکم انتخاب کنندہ برینڈ نبرگ صدر اسقف ٹریوس اور جارج امیر (Duke) سیکزنی دیگر تمام ارکان عملی تدابیر اختیار کرنے پر رضامند نہیں تھے۔ شہنشاہی شہروں کے نائبین لوتھر کے حامی تھے۔ نیورمبرگ جہاں مجلس کا اجلاس ہو رہا تھا۔ شدت کے ساتھ اس کا طرفدار تھا۔ اور متعدد غیر متعلق روسا اپنی رعایا کے جذبات کی مخالفت کرتے گھبرا رہے تھے، لہٰذا بہت سے مباحثوں اور کمیٹیوں میں پیش ہونے کے بعد مجلس نے پوپ کو حسب ذیل جواب دیا:۔ انھیں لوتھری تحریک کی بدولت رونما شدہ اضطراب و انتشار پر افسوس ہے۔ لیکن خانہ جنگی کے خوف سے انھوں نے فرمان (Edict) کو نافذ العمل کرنے سے

مجلس نیورمبرگ
۲۲ نومبر ۱۵۲۲ء

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کی صدر اسقفی اور ٹرنٹ کی اسقفی کا بھی اضافہ کرنا چاہیئے۔ ان متعدد مذہبی سرداریوں کا وجود دوگانہ اثرات کا موجب تھا۔ اس کی وجہ سے پاپائی جبری محاصل کے خلاف جن کا اسقفیاں یا تو نشکار بنی ہوئی تھیں یا گماشتوں کا کام انجام دیتی تھیں جرمنی میں شدید احساس پیدا ہو گیا۔ اور دوسری طرف رؤسا کی یہ خواہش کہ ان مذہبی ریاستوں کو دنیاوی حیثیت بخش کر اپنے مقبوضات کی توسیع عمل میں لائی جائے بہت سے کیتھولک اور پراٹسٹنٹ انتخاب کنندگان اور رؤسا کے دلوں پر قوی اثر پیدا کرنے لگی۔ علاوہ ازیں اکثر صورتوں میں اسقف روسا کے رشتہ دار بھی ہوتے تھے اور اُن کے مسلک کی رہنمائی خاندانی اغراض یا رقابتوں سے ہوتی تھی۔

اختیار کیا ہے۔ خود پوپ نے کلیسا کی خرابیوں کو تسلیم کر لیا تھا۔ اور ان کی درستی و اصلاح لازمی تھی۔ لہذا انھوں نے مطالبہ کیا کہ ایک آزاد عیسائی مجلس (جس میں عام اور غیر متعلق لوگ نیز ارباب مذہب نمایندگی کریں) شکایات پر بحث و تجیص کرنے کے لئے جرمنی میں طلب کی جائے۔ لیکن اس اثنا میں نہ تو کوئی ایسے لوتھری مذہب کی کتابیں طبع کی جائیں اور نہ خطبات ہی کی اجازت دی جائے۔ جن سے لوگوں میں شورش برپا ہونے کا اندیشہ ہو۔

اسی موقع پر دنیاوی طبقات نے اپنے ایک سو گراوامینا (Gravamina) پیش کیے جن میں ان اہم پاپائی خرابیوں کو گنوایا گیا تھا جن کا جرمنی کو شکار ہونا پڑا۔

شنوا الزام

یہ کہنا جیسا کہ کہا گیا ہے صحیح نہیں ہے کہ مجلس نے لوتھر کے حق میں اعلان کر دیا تھا کیونکہ اس کو مردود ٹھیرا کر خاموش کرا دیا گیا تھا اور مجلس (Diet) کا ارادہ روما سے منقطع ہو جانے کا نہیں تھا لیکن فرمان کے نفاذ میں تاخیر کی گئی۔ اور اس کے مقاصد کے لئے صرف تاخیر اور التوا ہی کی ضرورت تھی۔ اس کے متبعین میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اور جیسا کہ فرڈیننڈ نے کہا ہزار میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو لوتھری الحاد سے کم و بیش متاثر نہ ہوا ہو۔ اور یہ اسی امر کی توضیح کر دیتا ہے کہ مجلس نے اس کے خلاف کیوں کوئی کارروائی اختیار نہیں کی۔

فی الحقیقت اگر مجلس (Diet) اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ مجلس یجنسی عام خیال کی ترجمانی کرتی۔ تو اصلاح مذہب کی تحریک قومی وضع پر صورت پذیر ہوتی۔ لیکن مجلس کے دستور نے اس کی مزاحمت کی۔ مزید برآں جرمنی کی جانب سے مجلس (Council) کی جو قدر و منزلت کی جاتی تھی وہ اب اس وجہ سے باقی نہیں رہی تھی کہ جنگ میارزین کو دبانے میں ناکام رہی تھی۔

مشہور شہنشاہی سپاہ زرفرانز وان سکنجن (Franz Von Sickingen) جس نے چارلس کے انتخاب میں اس قدر نمایاں حصہ لیا تھا۔ الرچ وان ہٹن (Ulrich Von Hutten) کی رہنمائی میں جو حیثیت ایک عجیب ادبی مناظر ہونے کے مصلح کا طرفدار تھا۔

لوتھر کے خیالات کو اختیار کر لیا تھا۔ اس کے طریقہ کے مطابق سکنجن

کونسل ریجنسی اور جنگ سپارزین ستمبر ۱۵۲۲ء

انتخاب کنندگان رؤسا اور شہریوں سے متنفر ہوگیا تھا۔ لہذا وہ بالائی رہائن اور نواحی اضلاع کے مبارزین کی ایک جمعیت کی تنظیم عمل میں لایا تھا۔ جمعیت نے سلطنت کی قدیم آزادیوں کی بحالی۔ تجارتی اجاروں کی تنسیخ۔ خارجی قانون کی تنسیخ۔ پادریوں اور راہبوں کی تعداد میں تخفیف (Indulgences) اور دیگر پاپائی محاصل کے ذریعے سے تحصیل رقم کے موقوف کئے جانے کا مطالبہ کیا۔ کونسل کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر سکنجن سے الکٹر ٹریوس (Trives) کے مقبوضات پر حملہ آور ہونے کا عزم کرلیا۔ اور تائید کے لئے ایک تھوڑی جماعت پر اعتماد کرنے لگا۔ جو وہاں قائم ہوئی تھی۔ اگر وہ ملک کو فتح کرلے سکتا تو وہ فوراً اصلاح یافتہ خیالات کو برقرار کردیتا اور خود ایک زبردست علاقے کا مالک بن بیٹھتا۔ لہذا ستمبر ۱۵۲۲ء میں اس نے ٹریوس کے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ کونسل نے اس کو محاصرہ اٹھالینے کا حکم دیا۔ لیکن اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ تاہم شہر مدافعت کرتا رہا۔ اسی اثنا میں رؤسا خطرہ محسوس کرنے لگے۔ کہ اس کے بعد ان کی باری آئے گی۔ اس لئے انھوں نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ کونسل کی جانب سے قیام امن کے احکام کے باوجود وہ جنگ پر آمادہ ہوگئے۔ اور فلپ لینڈ گریو ہسی (Philip Landgrave of Hesse) کی سرکردگی میں سکنجن کو شکست دی۔ جو چند دنوں کے بعد اپریل ۱۵۲۳ء میں اپنی ابرن برگ والی کی گڑھی کی مدافعت کرتے ہوئے مارا گیا۔ کونسل نے بھی کوشش کی کہ جمعیت باشندگان سویبیا کو ان مبارزین کی سرکوبی کا کام اپنے ذمہ لینے سے باز رکھے۔ جو اس علاقے سے سکنجن کے ساتھ شریک ہوگئے تھے، لیکن ناکامی ہوئی۔

قیام امن اور اطاعت حاصل کرنے میں ناکام رہنے سے کونسل نے تمام تائید ضبط کرلی بعضوں نے اس کی ناکامی کی وجہ سے اس کی مخالفت شروع کردی اور بعضوں نے اس خیال سے کہ آئندہ وہ کیا صورت اختیار کرے گی۔ کونسل نے کبھی عوام کے خیالات کی نمائندگی نہیں کی اور اب خود مجلس (Diet) بھی اس سے بیزاری

کونسل ریجنسی کی ناکامی

کا اظہار کرنے لگی۔ شہری جبری محاصل کی وجہ سے ہمیشہ اس کی مخالفت کرتے رہے۔ اکثر رؤسا محاصل کی ادائی میں بہت پیچھے

تھے اور ڈر رہے تھے کہ شاید کونسل ان کے خلاف کارروائی اختیار کرے گی۔ حتیٰ کہ انتخاب کنندگان بھی اپنی مجوزہ اصلاحات سے مایوس ہو گئے۔ الکرٹ (انتخاب کنندہ) پیالیٹن نے جو نائب صدر مقرر ہوا تھا۔ اس کو خیرباد کہہ دیا۔ اور ٹریوس کے الکرٹ۔ سیکزنی کے جارج اور ہیسی کے فلپ نے اس کے خلاف اعلان کر دیا۔ آخرکار مجلس نیورمبرگ نے اپنے تیسرے اجلاس (مارچ تا اپریل ۱۵۲۴ء) میں فیصلہ یہ کیا کہ کونسل کے ارکان کو دوبارہ منتخب کیا جائے۔ اور موجودہ ارکان کو از سر نو انتخاب ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ جدید کونسل کو بھی کچھ زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور اگرچہ کہ اس کا وجود ۱۵۳۱ء تک باقی رہا۔ لیکن اس کو کوئی اختیار حاصل نہیں رہا۔ خودمختاری اور علاقہ واریت (Territualism) کی روح کو بہت تقویت حاصل ہو چکی تھی۔ اور ان تمام توقعات کا کہ سلطنت کی دستوری اصلاح کی بنیاد پر قائم شدہ قومی تحریک کے ساتھ ساتھ تجدید مذہب (Reformation) بھی جاری رہے گی خاتمہ ہو گیا۔

کلیمنٹ ہفتم اور مجلس نیورمبرگ مارچ تا اپریل ۱۵۲۴ء

لیکن مجلس میں صرف یہی ایک سوال نہیں پیش تھا۔ آڈرین ششم کا انتقال ۱۴ ستمبر ۱۵۲۳ء کو ہو گیا تھا۔ جدید پوپ کارڈنل گیلیو ڈی مڈیسی کہ جس نے کلیمنٹ ہفتم (منتخب شدہ بماہ اپریل ۱۵۲۳ء) کا لقب اختیار کیا تھا۔ اپنے سفیر کیمپجیو (Caupeggio) کو روانہ کر کے وارمس (Edict of Worms) کی تعمیل کا مطالبہ کیا۔ باوجود اس کے کہ حامیان روما کو اکثریت حاصل تھی پوپ کے حکم کی تعمیل کامل کے لئے اپنے اندر کافی طاقت محسوس نہ کرتے تھے۔ انھوں نے اتنا وعدہ ضرور کیا کہ جہاں تک ممکن ہو فرمان کو نافذ العمل بنایا جائے گا۔ اور ملحدانہ کتب کا انسداد کیا جائے گا۔ لیکن مبادا کہ شر کے ساتھ خیر کی بھی بیخ کنی ہو جائے۔ انھوں نے دوبارہ مجلس عمومی کو جرمنی میں طلب کرنے پر اصرار کیا اور اسی دوران میں مشورہ پیش کیا۔ کہ مذہبی امور کے تصفیہ کے لئے اسپائیرس میں ایک اور مجلس کبیرہ (Diet) طلب کی جائے۔ کلیمنٹ قدرتاً ناراض ہو گیا۔ اور اس کو سب سے زیادہ چارلس کی تائید حاصل تھی۔ جس نے جولائی میں ایک فرمان جاری کیا کہ فرمان وارمس کی سخت پابندی کی جائے۔ شہنشاہ نے سخت ترین الفاظ میں لوتھر کو مردود ٹھیرایا۔

اسپائرس میں مجلس کبیرہ کے انعقاد کی ممانعت کردی۔ اور اعلان کیا کہ اگرچہ وہ ایک مجلس عمومی کو طلب کرنے کا کلیتہً مخالف نہیں ہے اس معاملے کے تصفیے کا حق اس کو اور پوپ کو حاصل ہے۔ کیونکہ جرمنی کی گستاخی ہوگی کہ احکام عیسوی میں اپنے اختیار سے رد و بدل کرلے بیٹھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اس نے کلیمنٹ کو لکھا کہ صرف دو متبادلات ان کے آگے ہیں۔ یا وہ (چارلس) جرمنی جائے اور باستعمال قوت ملحدین کا قلع قمع کرے حالانکہ یہ طرز عمل نہ صرف خطرناک تھا بلکہ ناممکن بھی۔ یا یہ کہ ایک مجلس عمومی کو طلب کیا جائے۔ اس نے یہ تجویز پیش کی کہ یہ مجلس ٹرنٹ میں طلب کی جائے۔ اور وہاں سے روما کو منتقل کردی جائے۔ لیکن کلیمنٹ یہ راہ عمل اختیار کرنے پر رضامند نہیں تھا۔ اور کیمپیجو نے پیشتر ہی سے ان رؤسا کے ساتھ گفت و شنید عہد و پیمان شروع کردیا تھا۔

ریٹسبن کی کیتھولک کانگریس
جون ۱۵۲۴ء

جو لوتھر کے سب سے کم طرفدار تھے اور ان رؤسا نے ۱۵۲۴ء میں بمقام ریٹسبن (Ratisbons) ایک کانگریس منعقد کی۔ عیسوی قواعد و احکام اور معافی ناموں کے جاری کرنے کی تدبیریں خرابیوں کی اصلاح عمل میں لانے کا فیصلہ کرلینے کے بعد انھوں نے لوتھر کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور ڈٹنبرگ کے الحادی جامعہ میں طلباء کی شرکت کو ممنوع قرار دے دیا۔

ریٹسبن کی یہ کانگریس مباحث و مناظر کو ایک منزل آگے بڑھا دیتی ہے۔ اسوقت تک لوتھر کے مسئلہ کو ایک قومی مفاد کے مسئلہ کی حیثیت دی جاتی رہی لیکن ہم یہاں پہلی مرتبہ ایک مخالف جماعت کی تنظیم سے دوچار ہوتے ہیں۔ پیروان لوتھر بھی اسی طرز عمل کو اختیار کرلینے پر مجبور ہوگئے اور جرمنی دو مخالف حصوں میں تقسیم ہونے لگی۔ اس طرح وحدت سلطنت کو تباہ کئے بغیر مذہبی مسئلہ کے تصفیے کی تمام توقعات پر پانی پھر گیا۔ لیکن آخر اس میں بھی ایک بات تھی کہ خرابی کی اصلاح کا مسئلہ قطعی طور پر پیش ہوا تھا۔ اور اگر پوپ اور شہنشاہ آپس میں متفق ہوجاتے تو پھر بھی کچھ نتیجہ برآمد ہوتا۔ لیکن سیاسی مسائل نے ان کو اس سے باز رکھا۔ جس کی وجہ سے دوبارہ ان میں خلیج حائل ہوگئی۔ اور چارلس کی توجہ کو اسقدر کامل طور پر اپنی جانب مبذول کرلیا کہ اس نے کہا۔ لوتھر کے ذکر کا یہ موقع نہیں ہے۔

۶- فتح پیویا

چارلس کی بہت سی توقعات کلیمنٹ ہفتم کے ساتھ وابستہ تھیں لیکن اس نے یہ فراموش کر دیا تھا کہ اسے ایک ڈیسی سے سابقہ پڑا ہے۔ کلیمنٹ کا منشا یہ تھا کہ پاپائی

کلیمنٹ ہفتم کی تائید کی نسبت چارلس کی توقعات پر پانی پھر جانا ہے

ریاستوں کو اور اپنے خاندان واقع فلارنس کو جاں اس لئے اپنے بھائی (Cousin) لارنز وڈیوک آف آربنیو (Urbino) کے بیٹے الیسانڈرو کو کورٹونا (Cortona) کے کارڈینل کے زیر نگرانی گورنر کی حیثیت سے روانہ کیا تھا۔ اغراض و مفاد کی توسیع کی جائے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے وہ لیو دہم کی طرح فرانسس اور چارلس میں توازن قوت قائم رکھنے کا متوقع تھا اگرچہ وہ بظاہر صلح کے لئے بے چین نظر آتا تھا۔ لیکن ان رقیبوں کے مشترکہ سمجھوتہ کے عواقب سے خائف تھا۔ اسی اثنا میں اس لئے توقف و انتظار

تاہم اطالیہ میں اس کو ابتداءً کامیابی حاصل ہوتی ہے ۱۵۲۴ء

سے کام لیا۔ اور خود کو کامیاب بنانے کی فکر میں سازش کے بزدلانہ اور بے وفایانہ مسلک کو اختیار کیا۔ جس سے کوئی شخص دھوکے میں نہیں آیا۔ اور وہ پاپائیت کو قعر مذلت میں پہنچایا چاہتا تھا۔

قسمت نے ابتداءً چارلس کی یاوری کی۔ ۱۵۲۳ء میں ڈیوک آف بوربان نے جو تاج فرانس[1] کا سب سے طاقتور جاگیردار ہائی چیمبرلین اور کانسٹبل آف فرانس تھا۔ اپنے بادشاہ سے جھگڑا کر کے شہنشاہ سے آملا تھا۔ اب وہ اطالوی فوج کا سپہ سالار

---

[1] وہ دو سرداریوں، دو ڈچیوں جاگیر کونٹیوں۔ دو وائسکونٹیوں اور سات امیریوں کا مالک تھا۔ دیکھو نقشہ فرانس۔

فرانسس اور بوربان کے جھگڑے کی وجہ۔ لوئی دوازدہم کی جانب سے چارلس کونٹ آف مانٹپنسیر کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ ڈیوک پیٹر آف بوربان کی وارثہ سوزنا سے شادی کرلے۔

مقرر ہوا۔ مئی میں فرانسسوں کو جنھیں منعدد معرکہ آرائیوں میں شکست نصیب ہوئی تھی جن کے منجملہ ایک میں شیوبیر بائیرڈ نے موت کو ایک مبارز کے شایان شان قرار دیا تھا۔ لمبارڈی کے تخلیہ پر مجبور ہونا پڑا۔ چارلس کی کامیابی نے ہنری کو تجدید اتحاد پر مائل کر دیا جس سے وہ بھی خوف زدہ ہوگیا۔ کیونکہ یہ چاہتا تھا کہ انگلستان کو بالکل علحدہ رکھے۔ اور کسی رقیب کو بہت زیادہ غلبہ و اقتدار حاصل کرنے نہ دے۔

چارلس کے ساتھ ہنری ہشتم کے اتحاد کی تجدید

شاہ انگلستان نے دوسری مرتبہ فرانس پر چڑھائی کرنے اور چارلس کو رقمی امداد پہنچانے کا وعدہ کیا جس کی چارلس کو سخت ضرورت تھی۔ ادھر یہ طے پایا کہ بوربان شاہ فرانس کی حیثیت سے شاہ انگلستان کی اطاعت وتعظیم کرے۔

مارسیلز پر بوربان کے حملے کی ناکامی جولائی ۱۵۲۴ء

جولائی میں بوربان نے آلپس کو عبور کیا اور پراونس پر چڑھائی کر کے مارسیلز پر حملہ آور ہوا۔ (یہ ایک اہم بندرگاہ تھی۔ جو بحر روم کے فرانسیسی بیڑے کا مرکز تھی) یہاں سے وہ اسپین اور اٹلی کے مابین شہنشاہ کی مراسلت کو دھمکی دینے لگا۔ خلاف توقع مارسیلز نے برابر مدافعت کی مارکوئیس آف پسکارا نے جس کو دوسرے درجہ کی سپہ سالاری حاصل تھی بوربان کو مشورہ دیا کہ شہر پر یلغار کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اور ادھر اس کے سپاہیوں نے عدم ادائی تنخواہ اور قلت غذا کی وجہ سے انکار کر دیا۔ اسی اثناء میں وسی انگریزوں کے حملے پیکارڈی کا مخالف تھا۔ چارلس اسپین کے ساتھ اشتراک عمل پیدا کرنے سے قاصر تھا۔ اور فرانسس اپنی فوج کے ساتھ آ پہنچتے ہی بوربان کو نفرنیگا اپنے کل توپخانے کا نقصان برداشت کرنا اور آلپس کو عبور کرکے عجلت کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ فرانسس نے قریب سے اس کا تعاقب کیا اور وادی ڈورنس

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بحالت لاولدی اس کی بیوی کے انتقال کے بعد راج مانا لوئیسی آف سیوائے ڈیوک پیٹر کی (niece) کی حیثیت سے اس کے بعض مقبوضات کی دعویدار بن بیٹھی۔ فرانسس نے بہتر حقوق کی بنا پر ڈیوک پیٹر کے اس ابتدائی عہد کے بموجب دیگر مقبوضات کی بحالی کا مطالبہ پیش کیا کہ اولاد نرینہ نہ ہونے کی صورت میں وہ تمام قابل انفکاک مقبوضات کو تاج کے لئے چھوڑ جائیگا۔

فرانسس ایلپس کو عبور کرتا اور ملان میں داخل ہوتا ہے ۲۹ر اکتوبر ۱۵۲۴ء

کی راہ سے کوہ ایلپس کو عبور کرکے ۱۷ر اکتوبر ۱۵۲۴ء کو گینیزول پہنچا۔ اس موقع پر ملان طاعون سے تباہ ہو گیا تھا۔ اور بمشکل ہی اس پر قبضہ رکھنا ممکن تھا۔ لہٰذا شہنشاہیت پسندوں نے پیویا کے قبضہ کے لئے انطونیو ڈی لیویا کی سیادت میں چھ ہزار آدمیوں کی ایک جمعیت روانہ کی۔ کچھ سپاہیوں کو اسکی گڑھی میں متعین کر دیا۔ اور پسکارا اور لینائے کی قیادت میں لودی کو پسپا ہو گئے اور ادھر بوربان تازہ افواج کی اجتماع کے لئے جلدی سے جرمنی چل کھڑا ہوا۔

۲۹ر اکتوبر کو فرانسیسی ایک دروازے سے ملان میں اس وقت داخل ہوئے جبکہ آخری شہنشاہی پسند دوسرے دروازے سے روانہ ہوئے اگر فرانسس اس موقع سے فائدہ اٹھاتا تو وہ غالباً دشمنی کا قلع قمع کر دیتا۔ لیکن ایک مہلک موقع پر فرانسیسی سپہ سالار ادمیرل بونیوٹ نے اس کو پیویا پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی جس کا نتیجہ یہ ہوا پسکارا کو رنگروٹ بھرتی کرکے اپنی گھٹی ہوئی فوج کی کمی پورا کر لینے کا موقع ہاتھ آگیا۔ "ہم شکست خوردہ ہیں" پسکارا نے کہا۔ "لیکن ہم بہت جلد فاتح بن بیٹھیں گے" تاہم ۱۵۲۱ء کی طرح اب بھی معلوم ایسا ہوتا تھا کہ چارلس ملانیوں کو دوبارہ کھو دے گا

کلیمنٹ ہفتم چارلس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

کلیمنٹ نے فرانسیسیوں کے انتقام سے گھبرا کر سب سے پہلے ثالثی کی کوشش کی۔ اس نے تجویز پیش کی کہ چارلس ملان کو فرانسس کے حوالہ کر دے۔ اور خود نیپلس پر قناعت کرے۔ چارلس کے ویسرائے نیپلز لینائے نے جب ایسی ذلت بخش تجویز سے انکار کر دیا تو پوپ نے فرانس کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا۔ اور روینس فتح کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اس طرز عمل کو ضرورت کی بنا پر حق بجانب قرار دیا۔ اس نے شہنشاہ کو یہ اعلان بھیجا کہ وہ سچے دل سے صلح و امن کا خواہاں ہے۔ اور اپنے محرکات کی صداقت کے ثبوت میں خدا کو گواہ کیا۔ لیکن چارلس نے دھوکا نہیں کھایا۔ اور عہد کر لیا کہ وہ اس بزدل پوپ سے انتقام لے گا اور یہ کہ ممکن ہے کہ مارٹن لوتھر کسی دن قابل قدر بن جائے۔

شہنشاہ کی حالت فی الواقعی خطرناک نظر آتی تھی۔ وہ انگلستان کے اتحاد پر بھروسہ نہیں کرسکتا تھا۔ جرمنی میں شورش مزارعین کی ابتدا ہو چکی تھی۔ خود وہ

چارلس کی خوش قسمتی کی بحالی فتح پویا کی وجہ سے ۲۴ فروری ۱۵۲۵ء

اسپین میں بخار سے علیل تھا اس پر طرہ یہ کہ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اپنی مقررہ سپاہ کی تنخواہ ادا کرنے کے لئے رقم کہاں سے حاصل کرے حتیٰ کہ لینائے نے اسے متنبہ کیا کہ وہ ایک نوابی کو بچانے کی کوشش میں تاج کھونے کو بیٹھا ہے۔

دو ماہ کے بعد فتح پویا نے سارا مرقع بدل دیا۔ اور چارلس ایک ایسی حیثیت میں پہنچ گیا جس کا وہ خواب تک نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جنوری ۱۵۲۵ء میں بوربان جرمنی سے اتنی سپاہ لے کر واپس ہوا کہ شہنشاہی پسندوں کی فوج قریب قریب فرانسیسی فوج کے برابر ہوگئی۔ سوائے توپ خانہ اور مسلح آدمیوں کے۔ لیکن اس کے پاس اپنے آدمیوں کی تنخواہ ادا کرنے کے لئے روپیہ نہیں تھا۔ اس نوبت پر پیسکارا اس کی مدد کو آپہنچا۔ وہ سپاہیوں کو اس بات پر راضی کرنے میں کامیاب ہوگیا کہ ۱۰ فروری تک صبر کریں۔ کیونکہ اس تاریخ تک پویا کو نجات دلائی جانے والی تھی۔ اور مقدمۃ الجیش سیادت فوراً اس کے ہاتھ میں آگئی۔ انٹونیو ڈی لیویا اب تک شہر پر قابض تھا۔ لیکن فرانسیسی فوج کی حالت جو شہر کو محاصرہ کئے ہوئے تھی اس قدر استوار تھی کہ لینائے حملہ کرنے میں پس و پیش کرنے لگا۔ لیکن تفرقہ پیدا کر کے فرانسس کو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور کرنے کی تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ اور قلعہ بند دستے کی ایسی ابتر حالت ہو رہی تھی۔ کہ بہت جلد شہر کو حوالہ کر دینا لازمی تھا۔ لہٰذا تین ہفتوں کی تاخیر کے بعد یہ دستہ قسمت آزمائی کی غرض سے جان جوکھوں میں ڈالکر نکلنے جانے پر تل گیا۔

۲۳ فروری کی شب میں میرابلو (Mira bello) کے پارک کی دیواروں میں جو فرانسیسی مورچوں کے شمال تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ ایک رخنہ بنایا گیا۔ اور دوسری صبح کو حملہ کا حکم دیا گیا۔ فرانسس اب بانیوٹ سے دھوکہ میں آکر غلطی سے اپنے مستحکم مورچوں کو چھوڑ کر باہر نکل آیا۔ اور لڑائی کے پیام کو قبول کر لیا۔ کھلا میدان ابتدا میں اس کے توپ خانہ اور مسلح سواروں کے لئے موافق رہا۔ شہنشاہیت پسند پہلے حملہ میں متزلزل ہوگئے اور بادشاہ فتح کا یقین پاکر چیخنے لگا۔ "آج میں اپنے آپ کو ڈیوک ملان کے نام سے پکاروں گا" لیکن پیسکارا نے اپنی پیدل فوج کی اصلاح کی۔ جرمن لینڈ سکینشٹوں (landsknechts) نے فنڈسبرگ کی ماتحتی میں اس فوج کی تائید کی۔ فرانسیسی مسلح سواروں کو بھگا دیا۔ اس کے

بعد پیدل فوج نے جو ٹکر لگائی تو فرانس کے تنخواہ دار سوئزرسے پہلے پیچھے ہٹے۔ اور اطالوی سوارہ فوج نے کم زور تائید دی۔ فرانسیسی فوج کے لینڈ شکینسٹ تھوڑی دیر تک ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ محصور شہر کے اندر سے یہ محاصرین کے عقب میں اچانک آگیا۔ اور فرانسیسی فوج کی ترتیب ٹوٹ گئی۔ فرانسیسی لڑائی کو اپنے موافق کرنے کی کوشش شروع کی تو اس کے سوار ہی کے گھوڑے کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ اور اس کو اسیر بنالیا گیا۔ اگر بوربان کے آدمیوں میں سے ایک شخص اس کو نہ پہچان جاتا تو وہ بھی قتل عام میں مارا جاتا فرانسیسیوں کو شدید نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ کیونکہ ایک چوتھائی سے زیادہ اسیر نہیں بنائے گئے۔ فرانسیسی سپہ سالار بانیوٹ (Bonnivet) لاپالس اور لائرلمائیل جو اطالوی جنگوں میں بوڑھے ہوگئے تھے۔ لاریٖن کا فرانسس اور بہت سے اور مشہور آدمی مارے گئے اور ہنری ڈوا آلبرٹ اسیروں میں شامل تھا۔

چارلس کی پچیسویں سالگرہ کے دن جو لڑائی ہوئی اس سے میکسی ملین کے انتہا درجے وحشیانہ خوابوں کی تعبیر پوری ہوتی نظر آرہی تھی۔ چارلس اعظم کے زمانہ کے بعد سے مغرب میں قیام سلطنت کا خیال کبھی اس قدر پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آیا۔ نہ صرف اٹلی بلکہ فرانس بھی چارلس کے رحم وکرم پر منحصر معلوم ہوتا تھا۔ اور اگر فرانس اس کی حکومت کی تحت آجاتا تو یورپ مشکل ہی سے غلامی سے نجات پاسکتا۔ لیکن فتح ضرورت سے زیادہ مکمل ثابت ہوئی۔ یورپ اپنی حفاظت کے خاطر گھبرا کر مدافعت کے لئے متحد ہوگیا۔ جس سے میکسی ملین کے خواب کی ناامیدی جلد بے نقاب ہونے والی تھی۔

۷۔ جنگ مزارعین

جس وقت اطالیہ میں یہ اہم واقعات پیش آرہے تھے جرمنی ایک شدید بغاوت کا منتظر بنی ہوئی تھی۔ جس سے سوسائٹی کی ساری تنظیم کو خطرہ لاحق ہورہا تھا۔ ابتداءً

جنگ مزارعین کے اسباب

شورش مزارعین کے اسباب عمرانی نوعیت کے تھے۔ لوتھر کے ظہور سے پیشتر ہی ہم "بنڈشوہے" اور مزارعین کی دیگر تنظیمات اور زمینداروں کے خلاف ان کی شورش کا حال سن چکے ہیں ان کی وہی

شکایات تھیں جو عام طور پر جاگیری جماعتوں اور ماتحتی رعایا میں مشترک ہوتی ہیں۔ یعنی سخت خدمات اور بھاری محاصل ظالمانہ شکاری حقوق اور مشترک اراضی پر زمینداروں کا احاطہ واقعہ یہ ہے کہ شروع ہی سے اعلیٰ پادریوں کو بطور خاص حملہ کے لئے منتخب کرلیا گیا تھا۔ اسقف اور رئیس خانقاہ کی ذات کے اندر روحانی بزرگ اور رئیس جاگیر کی حیثیتیں بھی شامل تھیں۔ رئیس جاگیر کی حیثیت سے وہ محاصل وصول کرتے تھے۔ خدمات لیتے تھے۔ اور اپنی عدالتوں میں مجرمین کی تحقیقات عمل میں لاتے تھے اور مذہبی افسر کی حیثیت سے بطور خراج کے دسویں حصہ کے مدعی تھے (tithes)۔ مذہبی جرائم کی تحقیقات اپنی مذہبی عدالتوں میں کرتے تھے۔ اور تائب نہ ہونے والوں اور سرکشوں کو مذہب سے خارج کردینے کی دھمکی دیتے تھے۔ مزید برآں روما ان سے جن گراں رقوم کا مطالبہ کیا کرتا تھا اس کی وجہ سے وہ جی کھول کر لگان عاید کرتے تھے۔ تاہم شروع میں ان عمرانی شکایات اور مذہبی بے چینی میں کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن یہ ناگزیر تھا کہ رفتہ رفتہ یہ دونوں ایک ہوجائیں۔ جدید اصول کے زیادہ جوشیلے معلم مثلاً کارسٹاڈٹ اس تحریک کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ انھوں نے اس بغاوت کو انجیل کی رو سے حق بجانب قرار دیا۔ اور مزارعین کو تعلیم دی کہ انجیل کے روحانی احکام کے غیر مجازی اور لغوی معنی لئے جائیں اور ایک ہی علم کے تحت مذہبی اور سیاسی آزادی نیز سوشل مساوات کے لئے جنگ کریں۔ اس طرح جرمنی میں دیگر مقامات کی طرح مذہبی محرک سب سے پیش پیش ہوگیا۔ اور ان مصائب و تکالیف کا اظہار کیا جانے لگا۔ جن کو اب تک زبان پر نہیں لایا جاتا تھا۔ اور اس طرح غیر قانع اور بے صبر لوگوں کو ایک نئی تعلیم ملنے لگی۔

بلیک فارسٹ میں بغاوت مئی ۱۵۲۴ء

بلیک فارسٹ کے مشرقی اضلاع نے جو دریائے رہائن اور ڈینیوب کے دہانہ کے درمیان واقع تھے۔ سب سے پیشقدمی کرکے مئی ۱۵۲۴ء میں شورش کردی۔ ان کے خیالات نسبتہً معتدل تھے۔ اور بعد میں ان ہی کو "دوازدہ شرائط" میں منضبط کیا گیا۔ اس دستاویز میں اپنے مطالبات کے حق بجانب ہونے کی نسبت انجیل کا حوالہ دے کر وہ اپنے وزراء کا انتخاب آپ عمل میں لانے کے حق کا دعوے کرنے لگے۔ چھوٹے موٹے محصولات کی تنسیخ شکار ماہی گیری اور لکڑی کاٹنے کی آزادی۔ زمین کے ساتھ کاشتکاروں کے فروخت ہونے کے قاعدے کی تبدیلی

غلامانہ خدمات اور محاصل (Dues) کی تخفیف اور فرقہ واری حقوق کی بحالی کا مطالبہ کیا۔ یہ شورش اس موقع پر بھی تشدد سے خالی نہیں تھی۔ لیکن اگر امرا مفاہمانہ جذبہ کے ساتھ اس کا خیر مقدم کرتے۔ اور حکومت استقلال و ثابت قدمی سے کام لیتی تو غالباً اس کو رفع دفع کیا جاتا۔ لیکن امرا اپنے امتیازی حقوق پر اڑے ہوئے تھے کونسل نااہل تھی۔ اور فرڈینڈ اپنی ساری توجہ اطالوی محاربہ کے لئے سپاہی اور روپیہ کی فراہمی میں صرف کر رہا تھا۔

لہذا ۱۵۲۴ء کی خزاں میں فسادات میں ہیبتری کے ساتھ اضافہ ہو گیا اور ۱۵۲۵ء تک ساری جرمنی میں پھیل گئے تھے دریائے رہائن کے بائیں کنارہ سے ٹائیرل تک اور کانسٹنس کی جھیل سے تھورنجیا اور سیکزنی تک۔ کاشتکاروں کے مطالبات انتہائی صورت اختیار کرنے لگے۔ زیادہ اعتدال پسند اختیار کھو بیٹھے۔ اور جوشیلے کارکنوں نے جو نئے طرق عمل اختیار کرتے تھے قیادت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

شورش پھیلتی ہے

فرنکونیا میں انتہائی تشدد کے درمیان ہم عمرانی اصلاح کے مطالبات بھی پاتے ہیں۔ جو ایک عمومیے کے اساس پر سلطنت کی تعمیر جدید کی تجویز سے متعلق تھے۔ یہ ایک ایسی تجویز تھی۔ جو زیادہ تعلیم یافتہ دماغ کا نتیجہ تھی۔ لیکن تھورنجیا اور کوہ ہرزکے نواحی اضلاع میں زیادتی انتہائی درجہ کو پہنچ گئی۔ اس کا قائد ٹامس منزر ایسے اصول کی تعلیم دیتا تھا۔ جو کلیسا اور مملکت کے تمام اختیار و اقتدار نیز سوسائٹی کے رواجات اور موجودہ حالات کے حق میں تباہ کن تھے، ملہاسن واقع تھورنجیا میں اس قائد کا پیغمبر کی حیثیت سے استقبال کیا گیا۔ لہذا اس نے اسی شہر کو اپنے اقتدار و حکومت کا مرکز بنانے کی تجویز پیش کی۔ جہاں سے وہ وحی والہام کے موجب اپنی سلطنت پر حکومت کرسکتا تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے تو جرمنی کے اجتماعی تار و پود کے بکھر جانے کا سخت خطرہ لاحق ہو گیا۔ ہر طرف کاشتکاروں کو شرح روئی نصیب ہو رہی تھی امرا کو یا تو ان کے استحکامات سے بھگا دیا گیا۔ یا ان کو اخوان کی حیثیت سے لیگ میں شریک ہونے پر مجبور کیا گیا۔ چھوٹے شہر جن میں اکثر کاشتکاروں کی طرح جبر و تشدد

فرنکونیا اور تھورنجیا کے باغی

کاشتکار بنے ہوئے تھے۔ (بلکہ بعض کمتر درجہ کے شہنشاہی شہر) اس تحریک میں شریک ہوگئے ورٹمبرگ کے الریچ نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے ان علاقوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی ٹھان لی۔ جو اس کی بدعملی کی وجہ سے (دیکھو صفحات ۱۷۱، ۱۷۲) ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اور باغیوں کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا۔

جرمنی کو فی الواقع تاراج اور افراتفری کا خطرہ لاحق تھا۔ تاہم یہ مشکوک ہے کہ آیا کاشتکاروں کو مستقل کامیابی کا کوئی موقع تھا کہ نہیں۔ قائدین اکثر خیالی اور انپڑھ سودائی تھے۔ منسٹر نہ تو پیغمبر ہی تھا اور نہ ایک سپہ سالار۔ اور باغیوں نے کوئی موثر تنظیم نہیں کی تھی۔ لوتھر ابتداءً اعتدال و مفاہمت پسندی کی تعلیم دیتا رہا۔ اس نے حکومتوں کے خلاف

شورش کی ناکامی کے اسباب

بغاوتوں کو قانون الٰہی کے خلاف ٹھیراتا ہوا۔ رؤسا اور امراء کو جور و ظلم کے خلاف دھمکی دیتا رہا۔ اور ان سے مُصر تھا کہ اپنے اپنے زرعی غلاموں کی شکایات کو دور کریں۔ لیکن کاشتکاروں کی زیادتیوں نے اس کو بہت جلد متنفر اور خائف بنا دیا۔ وہ ان کے خیالات کو ناپسند کرنے لگا۔ اور ڈرنے لگا کہ کہیں اس کے اپنے کام اور اپنی حالت خطرے میں نہ پڑ جائے۔ وہ بتانے لگا کہ عیسائیت کے روحانی اصول ممکن ہے کہ بغیر خطرے کے سوسائٹی اور سیاسیات میں منتقل نہ ہوسکیں۔ نیز یہ کہ اگر انجیل روح کی آزادی کا مطالبہ کرتی ہے تو وہ جسم کو قانون کی نگرانی سے آزاد نہیں کرتی۔ وہ اپنی معمولی سخت کلامی کے ساتھ شورشیوں کو مردود ٹھیراتا تھا۔ اور حکام سے کہتا تھا کہ کسی امر میں تامل نہ کریں۔ اور بے رحمی کے ساتھ ”مجروح کردیں۔ مار ڈالیں اور گلا گھونٹ دیں“۔

اس نوبت پر فتح پویا کی خبر نے اس مذہبی برادری کی اغراض کو تقویت پہنچائی۔ جمعیت سوبیا (Suabian League) نے ڈیوک الریچ کے خلاف ہتھیار اٹھالیے۔ باشندگانِ سوئٹزرلینڈ نے جنھوں نے ابتداءً مزارعین کے ساتھ کچھ اظہار ہمدردی کیا تھا۔ اور ڈیوک کی تائید کی تھی۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ داخلی فسادات پیدا ہوگئے تھے۔ اور کچھ چارلس کے انتقام کے خوف سے اپنے فوجی دستہ کو بلالیا۔ اور الریچ کو عاجلانہ پسپائی کے لئے مجبور کیا گیا۔ ۴ر اپریل کو جمعیت (league) کی فوج نے اُلم (Ulm) کے قریب لیپہیم میں مزارعین کو ایک فیصلہ کن شکست دی۔ ۱۵ر مئی کو رؤسا

لیپہیم کی شکست ۴ر اپریل

نے بار دیگر فلپ آف ہیسے کی سرکردگی میں منزر (Munzer) کی فوج کا فرینکین ہاسن کے قریب استیصال کر دیا۔ منزر کو اسیر بنا لیا گیا۔ اور ملہاسن میں اس کو پھانسی دے دی گئی۔ لارین کے ڈیوک نے آلسیس میں زیبرن کو فتح کیا۔ اور واسگس (Vosges) میں امن و امان قائم کر دیا۔ سوبین لیگ (جمعیت اہل سوبیا) الکٹر (انتخاب کنندہ) ٹریوس، اور الکٹر (انتخاب کنندہ) پیالیٹن کی متحدہ جمعیتوں کی جانب سے برجون کو وزبرگ (Wurzburgh) کی تسخیر نے فرینکونیا کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ اور اس کے بعد ہی بالائی رہائین اور بلیک فارسٹ کے مزارعین نے یا تو عہد و پیمان کر لیا۔ یا ان کا پوری طرح قلع قمع کیا گیا روسا اور امرا جو دوبارہ آ ون بیٹھے ظلم و تشدد میں باغیوں کی ہمسری کرنے لگے۔ بدقسمت مزارعین کی ایک بڑی تعداد کو بے رحمی کے ساتھ تہ تیغ کیا گیا۔ اور باقی ماندہ مزارعین کے شکایات، یا استغاثے چند صدا بصحرا ہو کر ہی رہ گئے۔

اگرچہ مزارعین کی کوشش ناکام رہی۔ لیکن اصلاح مذہب پر اس شورش کا گہرا اثر مترتب ہوا۔ کونسل کی قطعی ناقابلیت پھر ظاہر ہوئی۔ اور اسی اثناء میں مزارعین

اصلاح مذہب پر شورش کا اثر

کی ناکامی نے جرمنی کو مذہبی اور عدم حکومت سے بچا لیا۔ لوتھری تحریک کے چار ممکنہ اثرات کے منجملہ جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اب صرف دو باقی رہ گئے تھے۔ سوال یہ تھا کہ آیا چارلس اپنی حکومت کو دوبارہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گا۔ یا علاقہ واریت کی روح اس کے حق میں بہت قوی ثابت ہو گی۔ روسا کے اغراض و مقاصد کو فی الواقع تقویت حاصل ہوئی۔ انھوں نے جنگ مبارزین کی طرح اب کے بھی اپنے اقتدار کو ثابت کر دکھایا اور جمعیت سوبیا (Suabian League) کے ساتھ انھوں نے خود کو ملک کا حقیقی مالک ظاہر کیا۔ لوتھر ایک حد تک ادنیٰ طبقات کی تائید کھو چکا تھا۔ اور پہلے سے زیادہ روسا کی طرف مائل ہونے پر مجبور تھا۔ بریں ہم شہنشاہ کی حیثیت انتہا درجے کی مخدوش تھی۔ لوتھر کے مخالفین نے بمشکل ہی کافی انصاف کی بنا ان تمام فسادات کی ذمہ داری اس پر عاید کی۔ اور دیگر متعدد ڈیوک اور شائستہ افراد نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ خود چارلس کو مزید یقین حاصل ہو گیا۔ کہ الحاد اور بغاوت ایک ہی چیز ہیں۔ لہذا اس نے الحاد کے استیصال کا

عزم صمیم کرلیا۔ اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ فتح پیویا کی بدولت اس کو اس بات کا نہایت اچھا موقع ہاتھ آگیا تھا۔ سب کچھ اس پر منحصر تھا کہ اس فتح کے کیا نتائج مترتب ہوں گے۔

عہدنامۂ میڈرڈ سے عہدنامۂ کریپی تک

عہدنامۂ میڈرڈ۔ جمعیت کاگینک۔ روما کا تاخت وتاراج۔ فلارنس سے میڈیسیوں کا خروج۔ جنگ آورسا۔ معاہدۂ بارسیلونا۔ صلح کمبرے۔ شہنشاہ چارلس کی تاج پوشی۔ مجالس اسپائیرس و آگسبرگ۔ شملکالڈ ے۔ زونگل سوئٹزرلینڈ میں۔ صلح نیورمبرگ۔ باربروسا الجزائری۔ چارلس اور فرانسس کے مابین تجدید جنگ۔ نیس کا التوائے جنگ۔ بغاوت گھنٹ کی سرکوبی۔ منسٹر میں انابیپٹسٹ۔ مجلس ریٹسبن ۱۵۴۲ء کی لڑائی۔ عہدنامہ جات کریپی و آرڈرس۔

۱۔ عہدنامہ میڈرڈ جمعیت کاگنیک۔

چارلس نے اپنی خوش قسمتی کی خبر پاکر وہی پرسکون استقلال قائم رکھا جس کا اظہار وہ اس زمانے میں بھی کرتا رہا جب کہ شکست اس کو آنکھیں دکھا رہی تھی۔ اس نے تمام سرکاری جشن و شادمانی کو منع کردیا اپنی تمام کامیابیوں کو خدا کے فضل پر محمول کرنے لگا۔

فتح پیویا کے بعد چارلس کا طرز عمل اور مشکلات

اور اعتراف کرنے لگا کہ اس کی بس یہی ایک خواہش ہے کہ دائمی صلح و امن قائم رہے تاکہ وہ عالم عیسائیت کی توپ و تفنگ کو ترکوں کے خلاف استعمال کر سکے۔ لیکن اس نے قبل ازیں یقین ظاہر کیا تھا کہ صلح و امن کی توقع فرانس کی اطاعت کیشی میں مضمر ہے اور اس نے اپنا یہ خیال نہیں بدلا تھا۔ لیکن یہ متابعت کس طرح عمل میں لائی جائے؟ اس موقع پر جنگ بعید از بحث تھی۔ چارلس کے پاس روپیہ نہیں تھا حتی کہ افواج کی تنخواہ باقی داد تھی۔ جرمنی میں اب تک جنگ مزارعین جاری تھی اور فرڈیننڈ مدد دینے سے قاصر تھا۔ البتہ ہنری ہشتم کو شاید فرانس پر چڑھائی کرنے پر راضی کیا جا سکتا۔ بشرطیکہ شہنشاہ اس کے دعوئے تخت و تاج فرانس کو تسلیم کر لیتا۔ لیکن چارلس انگلستان کو اس طرح سرفراز کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اور اسی لئے تمام قطعی مواعید سے انکار کر دیا۔ لہٰذا ولسی کو موقع مل گیا اور اس نے ماہ اگست میں فرانس کے ریجنٹ (نائب السلطنت) کے ساتھ ایک معاہدۂ اتحاد طے کیا جس کی رو سے ہنری نے سالانہ وظیفے کے معاوضے میں اس مطالبے کا وعدہ کر دیا کہ باعزت شرائط پر شاہ فرانس کو رہا کر دیا جائے۔ اٹلی اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اتحادیوں کو فراہم کر رہی تھی اور کلیمنٹ اگرچہ وعدے کئے چلا جا رہا تھا لیکن مشہور ہو چکا تھا کہ وہ دھوکا دے رہا ہے۔ فرانس اگرچہ اپنی ایک فوج اور شاہ کو کھو چکا تھا پھر بھی فرانس ہی تھا اور مصمم ارادہ کر چکا تھا کہ جب تک ملک میں آخری کوڑی اور آخری قطرۂ خون باقی ہے۔ تب تک وہ حملے روکنے میں ثابت قدم رہے گا۔ لہٰذا جنگ کا خیال بے سود تھا۔ اور نہ چارلس کو معاہدے کی بدولت حصول مقصد کی کوئی بہتر صورت نظر آتی تھی اس کے یہ مطالبات کہ اس کے علاقے سے برگنڈی اور آرتوا کا الحاق کر دیا جائے اور بوربان فرانس سے آزاد ہو کر پرووانس پر قابض ہو جائے، غصے کے ساتھ نامنظور کر دئے گئے۔ فرانسیسی اپنے علاقے کی قطع و برید کو منظور نہیں کر سکتے تھے اور شاہ فرانس نے اعلان کر دیا کہ وہ ایسی بے عزت غلامی خریدنے کے عوض بہت جلد مر کر اسیری سے نجات حاصل کر لے گا۔ لیکن فرانسیسی اپنے حریف کی قوت عمل سے معرا تھا اور چند ہی دنوں بعد اپنی گلو خلاصی ادھیڑبن میں رہنے لگا۔ یہ سن کر کہ ایک اسیر کی حیثیت سے اس کو نیپلز روانہ کرنے کی تجویز ہوئی ہے اس نے لیناؤ کو رضامند کر لیا کہ بجائے

مقام اول الذکر کے اسپین بھیج دیا جائے (جون) کیونکہ چارلس کی ملاقات سے اس کے بہت سے توقعات وابستہ تھے۔ جس شخص سے اس کو واسطہ پڑنے والا تھا اُسے اس نے نہیں سمجھا۔ چارلس میں سب سے زیادہ غیر معمولی بات یہ تھی کہ جب وہ کوئی فیصلہ کر لیتا تھا تو نہایت استقلال کے ساتھ اس پر قائم رہتا تھا اور یہ روش اکثر ضد کے درجے تک پہنچ جاتی تھی۔ وہ آرتائے اور برگنڈی کے مطالبات کو درست تصور کرتا تھا؛ برگنڈی خصوصاً اس کی نسل کا گہوارہ تھی اور اس کی دادی میریؔ سے ناجائز طور پر چھین لی گئی تھی۔ لہٰذا اس کا واپس ہونا اس کے نزدیک ضروری تھا فرانسس اور سفرائے فرانس نے اس کے مطالبات کی تخفیف کے لئے لاحاصل عذرات پیش کئے۔ چارلس اس سے غیر متاثر رہا۔ اور حتیٰ کہ شاہ فرانس سے اس وقت تک ملاقات کرنے سے انکار کرتا رہا جب تک کہ شدید بخار نے اس قیدی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈال دیا۔ اس خبر نے کہ کلیمنٹ اور اہل اٹلی فرانس کے ساتھ اتحاد قائم کر رہے ہیں اور ملان کا فرانسس کو میریا اسفورزا سے جو خود اس کا تخلیق کردہ تھا، برگشتہ ہو رہا ہے۔ نیز میلانی چانسلر موروؔن کی جانب سے اس کے بہترین جنرل پسکارا کی عزت و ناموس کو برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اگرچہ پسکارا[1] نے وفاداری یا خود غرضی کے احساسات سے مجبور ہو کر اپنے آقا کو تمام رازوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ ان سب باتوں نے چارلس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ موروں کو گرفتار کر لیا گیا، اسفورزا کی نسبت اعلان کیا گیا کہ وہ اپنی ریاست کھو چکا اور شہنشاہی افواج نے اس کو اپنی گڑھی میں محصور کر لیا۔

فرانسس نے سخت بیماری سے صحت پانے کے بعد فرار ہونے کی کوشش کی، لیکن اس منصوبے کا انکشاف ہو گیا۔ اس کی یادداشت میں بجز برگنڈی سے دست بردار ہونے کے کوئی اور صورت باقی نہیں رہی اور فرانسس کی راج ماتا سیوائے کی لوئیسی نے بھی اس کو اسی پر مجبور کیا۔ اور اس وجہ سے فرانسس کو یہ بات تسلیم کرتے ہی بنی

---

[1] پسکارا کی محرکات کے مسئلے میں بمگارٹن کی کتاب گسیخشٹے کارل پنجم (Geschichte Karl V باب ۲ صفحہ (۴۵۳) کا مقابلہ کرو۔

لیکن یہ یقین دلاتے ہوئے کہ صرف وہی اپنی رعایا کو اس الحاق پر رضامند کر سکتا ہے اپنے دونوں بڑے بیٹوں کو کفیل کی حیثیت سے چھوڑ کر خود رہا ہونے کی کوشش کی اور وعدہ کیا کہ اگر اپنی رعایا کی منظوری نہیں حاصل کر سکا تو اسیری میں واپس چلا آئے گا چارلس اس کی بھی اجازت دینے سے سخت ناراض تھا اور اس کا چانسلر گاٹینارا جس نے نتیجے کو دوربینی سے معلوم کر لیا تھا اس کی تائید پر تھا۔ لیکن اٹلی کی حالت خطرناک اور لاعلاج ہو چکی تھی۔ پسکارا نے ۳ر دسمبر کو انتقال کیا۔ لیکن آخری دم تک اپنے آقا سے اصرار کرتا رہا کہ اگر وہ اٹلی کو بچانا چاہتا ہے تو فرانس سے صلح کر لے، اس کے اور سب مشیر بھی اسی رائے پر متفق تھے۔ لہذا چارلس مان گیا اور معاہدہ میڈرڈ پر رضامندی ظاہر کی۔

عہدنامہ میڈرڈ ۱۴ر جنوری ۱۵۲۶ء

اس معاہدے کی رو سے فرانسس کو ٹورنے حوالے کرنا، تمام شاہی اختیارات کے ساتھ برگنڈی کو واپس کرنا اٹلی پر اپنے تمام استحقاقات کی دعاوی نیز فلیمانڈرس اور آرتوا پر اپنے حقوق آقائی سے دست بردار ہونا پڑا۔ نیز فرانسس کو اپنے اتحادیوں کی حفاظت سے دست کش ہونا، چارلس کے قرضہ انگلستان کو خود ادا کرنا اور ترکوں کے خلاف اس کو مدد دینے پر راضی ہونا پڑا۔ بوربان کو اپنے ضبط شدہ مقبوضات اور میلان کی ڈچی ملنے والی تھی۔ فرانسس نے وعدہ کیا کہ توثیق معاہدہ کی بنا پر وہ پرتگال کی بیوہ ملکہ شہنشاہ کی ہمشیرہ ایلیونورا سے عقد کر لے گا اس معاہدے کی تکمیل کے لئے اپنے دو لڑکوں کو کفالت میں چھوڑ دیا۔
لیکن اس معاہدے کی قیمت ایک کاغذ کے پرزے سے زیادہ نہیں تھی۔ اگرچہ چارلس نے فرانسس کو اپنے اعزاز مبارزت اور انجیل کی قسم کھانے پر مجبور کیا تھا کہ وہ معاہدے کی کی تکمیل کرکے رہے گا یا اسیری میں واپس آجائے گا لیکن جونہی اس کو خلاصی نصیب ہوئی اس نے معاہدے کی تکمیل سے انکار کر دیا۔ معاہدے پر دستخط کرنے سے ایک دن پیشتر اس نے خود اپنے سفرا سے احتجاج کیا کہ اس طرح بہ جبر منوائے ہوئے مواعید کی پابندی کو وہ آپ پر لازمی نہیں سمجھتا اور انھیں صاف اطلاع دے دی کہ ان مواعید کا پابند نہیں رہنا چاہتا۔ ہمیں حیرت ہے کہ یورپ میں اس پر کوئی اظہار تعجب نہیں کیا گیا۔ وُلسی نے فرانسس کو یہ طرز عمل اختیار کرنے پر اصرار کیا۔ اور کلیمنٹ نے اس کو حلف سے

بریت دے دی۔

لہذا شاہ فرانس کی بریت نے چارلس کے دشمنوں میں جرأت پیدا کر دی اور ۲۲ رمئی کو پوپ، فرانس، وینیس اور فلارنس نے، ہنری انگلستان کے تحفظ میں مقدس جمعیت کاگنیک قائم کی۔ اس کا منشاء یہ تھا کہ اسفورزا کو میلان کا قبضہ ملے تمام اطالوی ریاستیں قبل از جنگ حیثیت پر عود کرائیں، چارلس کچھ رقم لے کر نوجوان شہزادگان فرانس کو رہا کر دے اور تین ماہ کے اندر ہی اندر انگلستان کا قرضہ ادا کر دے۔ ارکان جمعیت نے ایک دائمی صلح وامن کی خواہش کا اعلان کیا۔ لہذا چارلس اور دیگر تمام روسا کو جمعیت میں شامل ہونے کا موقع دیا گیا۔ لیکن اگر شہنشاہ نے انکار کیا تو اس کو نہ صرف اہل میلان سے جدا کر کے بھگا دیا جائے گا بلکہ نیپلز سے بھی نکال دیا جائے گا۔ جس کے بعد مقام آخر الذکر کو پوپ اپنے قبضے میں لے لے گا اور فرانس کو سالانہ محصول ادا کرے گا۔

جمعیت کاگنیک ۲۲ رمئی ۱۵۲۶ء

اب چارلس کو ایک ایسا اتحاد دھمکی دینے لگا جو تمام سابقہ اتحاد و اشتراک سے کہیں زیادہ ہمت شکن تھا یہ سلسلہ یہیں تک ختم نہیں ہوا اس کی فوج تنخواہ اور غذا کے لئے باغیانہ صورت اختیار کرتی جا رہی تھی اطالیوں کی بالاستقلال مخالفت کی وجہ سے خطرے میں پڑ گئی تھی۔ اس کے دو بہترین جنرل کارونا اور پسکارا فوت ہو چکے تھے، اور بوربان نے بیاءے وبسرائے نیپلز کے ساتھ جھگڑا کر لیا تھا۔ ہنگری میں سلیمان جنگ موہیکس (۲۸ راگست ۱۵۲۶ء) میں فتح ونصرت سے دوچار ہو رہا تھا اور یہ ایک ایسی فتح تھی جس کی بدولت اس ملک کا ایک جزاعظم اس کے ہاتھ آ جو الا تھا۔ فرانسس اس دشمن عالم عیسائیت کے ساتھ گفت وشنید صلح میں مصروف تھا اور حتیٰ کہ وینیس نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ شہنشاہ کی ماتحتی پر اس ترک کے ماتحت رہنے کو ترجیح دیتا ہے۔

چارلس کی خوش قسمتی سے ارکان جمعیت اپنے مقصد مشترک میں دلی گرمجوشی کا اظہار نہیں کر رہے تھے۔ فرانسس ناگوار ایام قید وبند کی تلافی پر مائل تھا اور اپنا وقت صید وشکار اور دیگر عیش وعشرت کے سامان میں بسر کرنے لگا۔ وہ یوں تو پوری عمل کی ضرورت پر انتہائی جیرت انگیز جذبات کا اظہار کرتا رہا اور جمعیت کو ترغیب دیتا رہا

کہ چارلس سے آسان ترین شرائط حاصل کرے لیکن خود کچھ نہیں کیا۔ ولسی چارلس سے علانیہ بگاڑ پیدا کرنا نہیں پسند کرتا تھا اور ہنری ہشتم کو اِس پر رضامند کر لیا کہ جمعیت کی سرپرستی سے انکار کر دے ومسئلۂ طلاق تو پیدا ہو ہی چکا تھا، اور اگر اس نے اسی کو ایک طرف پوپ اور شہنشاہ کو باہمی مفاہمت سے باز رکھنے کا موقع دیا تو دوسری طرف اُس کو بلا ضرورت چارلس کو برافروختہ نہ کرنے کے زبردست اسباب ہاتھ آگئے۔ بالآخر ڈیوک آف اربینو سپہ سالار افواج وینیشا یا تو نا قابلیت کی وجہ سے یا پوپ کے اقتدار میں غیر موجہ اضافہ نہ کرنے کی خواہش سے جنگ کو شدت و تیزی کے ساتھ جاری رکھنے میں قاصر رہا۔ لہٰذا شہنشاہیت پسند لوگ اپنی جد وجہد کو صرف میلان کی گرد ہی تک محدود رکھنے میں کامیاب ہوئے اور ۲۴ر جولائی کو اسفورزا کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا گیا۔ کالونیسی لوگ کارڈینل پامپیو کی سرکردگی میں اب اٹھ کھڑے ہوئے اور ڈان ہیوگو مونکاڈ رجانشین لیکارا نے ان کی حمایت کی

شہنشاہیت پسندوں کو میلان کی حوالگی ۲۴ر جولائی ۱۵۲۶ء

۲۲ر اگست کو انھوں نے صلح کرنے کا حیلہ کیا لیکن کلیمنٹ نے جونہی اپنی فوج کو برطرف کیا مونکاڈا اور کارڈینل فرانسس کی دغابازی کی ہم سری کرکے کالونیسیوں کے لشکر کے ساتھ روما کی فصیلوں کے سامنے نمودار ہوے۔ شہریوں نے اِس اطمینان دہی پر کہ کالونیسی انھیں صرف پوپ کے جور وظلم سے نجات دلانے کے لئے آئے ہیں اور اس دھمکی کی بنا پر کہ اگر انھوں نے ذرا بھی نقل وحرکت کی تو تباہ وبرباد کر دئے جائیں گے، مدافعت نہیں کی، پوپ کا قصر، دینی و دنیوی سفرا کے امکنہ تاخت وتاراج کر دئے گئے، سینٹ پیٹر کی کلیسا کو لوٹ لیا گیا اور ہوسٹ (Host) کی سخت توہین کی گئی کلیمنٹ بالکل بے پناہ ہونے کی وجہ سے شرائط کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا (۲۱ر ستمبر) اس نے وعدہ کیا کہ لمبارڈی سے اپنی فوج کو واپس طلب کرلے گا، شہنشاہ کے ساتھ چار ماہ تک جنگ ملتوی رکھے گا اور کالونیسیوں کو معافی دے دے گا لیکن اس خبر نے کہ جمعیت (لیگ) کے لشکر نے کریمونا کو مسخر کر لیا ہے اُس کے دل میں عہد شکنی کی تحریک پیدا کر دی۔ اُس نے کالونیسیوں کے علاقوں کو تاخت وتاراج کرنے کے لئے اپنا لشکر بھیج دیا۔ اور کارڈینل پامپیو کو جاہ و مراتب سے محروم کر دیا۔

مساڈا نے شہنشاہ سے کہا تھا کہ وہ اس امر سے انکار کر دے کہ روم پر اس نے حملہ کیا تھا۔ چارلس نے ایسا ہی کیا لیکن ساتھ ہی کارڈینلوں کی جمعیت کو متنبہ کیا کہ اگر کوئی بات عالم عیسائیت پر پیش آئی تو اس کا الزام پوپ پر رہے گا جس نے جمعیت میں شرکت کر کے اعزاز مسیح اور اس کے متبعین کی رفاہ کی کوشش کی بجائے اپنے ذاتی خواہشات کی تکمیل کی کوشش کی۔ شہنشاہ نے چھ ہزار اسپینی سپاہیوں کو اٹلی روانہ کیا فرڈیننڈ حکم دیا کہ فرنڈسبرگ کی سرکردگی میں آٹھ ہزار جرمنوں کو روانہ کرے۔ نومبر میں اس دشمن پاپائیت نے اپنے

روم کی بربادی ۶ رمئی ۱۵۲۷ء

لشکر کے ساتھ جس کا بیشتر حصہ جرمنی کے بیابانی لیٹروں سے فراہم کیا گیا تھا جس میں اکثر پیروان لوتھر بھی تھے، کوہ آلپس کو عبور کیا۔ اور آخر دسمبر تک وہ پیاسنزا پہنچ گیا باوجودیکہ جمعیت (لیگ) کی افواج نے مزاحمت کی کمزور کوششیں کیں اسی اثنا میں لینائے اسپین سے فراہم کردہ فوج کے ساتھ ٹسکنی میں سینٹ اسٹیفانو میں داخل ہوا ایک شاہد عینی کا بیان ہے کہ کلیمنٹ اب اس قدر حواس باختہ ہو گیا تھا کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ خود کہاں ہے، کبھی وہ لینائے کے ساتھ شرائط صلح کے ایک ایک لفظ پر تکرار کرتا اور کبھی اس کی فوج کو کلیسا سے خارج کرنے کی دھمکی دیتا۔ بالآخر ۱۵ مارچ کو اس نے آٹھ ماہ کے لئے جنگ ملتوی کر دی لیکن اس التوا نے اس کو پناہ نہیں دی۔ فروری میں فرنڈسبرگ بوربان اور اس کی ملانی افواج سے آملا۔ ان کا سب سے پہلا خیال فلارنس پر حملہ آور ہونے کا تھا۔ لیکن یہ سن کر کہ یہ شہر مدافعت کے لئے تیار ہے اور ڈیوک آف اربینو کی جمعیت (لیگ) کی فوج اس کی حفاظت کر رہی ہے، بوربان نے روما کا رخ کیا اور یہ اعلان کیا کہ اس کی فوج باغی ہو گئی ہے اور روم چلنے پر مجبور کر رہی ہے۔ جتنی جتنی پیش قدمی یہ کرنے لگا اٹلی کے باشندے لوٹ اور غارت کے ارادے سے جوق درجوق آ نکلنے لگے۔ ۶ رمئی کو دو مرتبہ پسپا ہونے کے بعد اس ابدی شہر کے استحکامات مسخر ہوئے اگرچہ بوربان کام آیا۔ اور آٹھ روز تک روما تاراجیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اگرچہ قدیم وحشیوں کے ہاتھوں اس شہر کو بہت کچھ صدمہ پہنچا تھا لیکن غالباً اب کی طرح وہ کبھی عیسائیوں کی وحشیانہ بے رحمیوں کا شکار نہیں ہوا تھا۔ بوربان کی ہلاکت اور فرنڈسبرگ کی غیر موجودگی نے کیونکہ وہ بمقام بولونا مہلک مرض میں مبتلا تھا انھیں

اشخاص کو دُور رکھا جو افواج کو غیظ و غضب اور ہلاکت خیزیوں سے باز رکھ سکتے تھے۔ اسپینیوں نے سفاکی کی انتہا کر دی اور بہیروان لوتھرنے کفر و الحاد اور توہین و تذلیل میں انھوں نے بلا امتیاز دوست و دشمن لوٹ اور غارتگری کی۔ ایک ہمعصر کا قول ہے کہ روما میں کوئی مکان۔ کوئی گرجا یا خانقاہ خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ رومیوں کی ہو یا اجنبیوں ان کی تباہ کاریوں سے نہ بچ سکی۔ ایک اور شخص کا بیان ہے کہ، کارڈنل اسقف درویش پادری، بوڑھی ننیں، شیر خوار بچے، معزز خواتین خاص برادر، ملازمین، حتیٰ کہ مفلس ترین لوگ بھی عدیم النظیر مظالم اور بے رحمیوں کا شکار ہوئے ان میں سے اکثر تو تین تین مرتبہ مشق ستم بنے، پہلے اطالیوں کے ہاتھوں، اس کے بعد اسپینیوں کے اور پھر نیزہ بردار مبارزوں کے ہاتھ اخیر میں شریر النفس کالونیسی جو فاقوں سے جاں بلب تھے نمودار ہوئے اور وہ سب کچھ لوٹ لیا جس کی طرف دوسرے سپاہیوں نے نظر تک نہیں ڈالی تھی۔ کہا جاسکتا ہے کہ بربادی روما نے اٹلی کے دور عظمت کا خاتمہ کر دیا۔ اور وہ جدید علوم وفنون کی قیادت سے بھی محروم ہو گئی۔

اسی اثنا میں بدنصیب پوپ سینٹ انجیلو کی گڑھی میں محصور رہا۔ وہ شہر کی تاراجی کے دوران میں راہ فرار اختیار کرسکتا تھا، لیکن اس نے تاخیر کی اور اعتماد کرتا رہا کہ جمعیت کی فوج اس کی تائید کے لئے پہنچ جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ بالآخر فوج پہنچی، لیکن ڈیوک آف اُربینو اس امر کا اعلان کرتے ہوئے کہ اس میں حملے کے لئے کافی قوت نہیں ہے وہاں سے چل کھڑا ہو۔ ، رجون کو کلیمنٹ اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اُس نے رقوم مطالبہ ادا کرنے کا وعدہ کیا، ضمانت کی حیثیت سے چھ شہر حوالے کئے، اور پہلی قسط کی ادائی تک اپنے تیرہ کارڈنلوں کے ساتھ اسیری میں رہنے پر راضی ہو گیا۔ بعض لوگوں نے شہنشاہ کو مشورہ دیا کہ اراضی پاپائیت چھین لی جائیں اور اُس کو صرف مذہبی وظائف تک محدود کر دیا جائے، یا کم سے کم پوپ کے دربار کی حیثیت اتنی گھٹا دی جائے کہ وہ اس سے ہمیشہ جس طرح چاہے پیش آسکے اور اُس پر اپنی حکومت قائم رکھ سکے۔ اگرچہ چارلس نے تباہی روم کو قہر الٰہی سے تعبیر کیا لیکن غالباً سچے دل سے اُس پر متاسف تھا۔ اور اگر وہ انتہائی انتقام

لے۔ تخریب روما کی بابت چارلس کی ذمہ داری پر آرمسٹرانگ کی تاریخ چارلس پنجم باب اصفحہ ۱۶۲-۱۷۱ کا مطالعہ کرو

کو بھی روا رکھتا تو ایسی حرکت اس سے سرزد نہ ہوتی حقیقت حال یہ ہے کہ پوپ کی گرفتاری سے اس کو اتنا ہی فائدہ پہنچنے کی توقع تھی جتنا کہ شاہ فرانس کی گرفتاری سے پہنچا۔ روما کی بربادی کی خبر نے عیش پسند فرانسس کو چونکا دیا اور انگلستان کو اپنی مدبرانہ بے عملی کا مسلک بدلنے پر مجبور کیا۔ ولسی کو بھی اپنے متکبر و پر رعونت آقا کے خلاف یہی صورت اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ ہنری ہشتم چارلس کی پھوپی ملکہ کیتھرائن کو طلاق دینے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے لہذا نہ صرف

فرانسس ششم کے ساتھ ہنری ہشتم کا اتحاد اپریل مئی ۱۵۲۷ء

فرانسس کی تائید حاصل کرنا اس کے لئے اہم ہو گیا تھا بلکہ پوپ کی ممنونیت بھی۔ لہذا ۳۰ اپریل و ۲۹ مئی کے عہد نامہ جات کی رو سے ہنری ایک دائمی وظیفے کے معاوضے میں تخت فرانس کے دعوے سے دست بردار ہو گیا۔ شیر خوار شہزادی میری شاہ فرانس کے دوسرے فرزند کے ساتھ منسوب کر دی گئی اور اس کو اطالوی جنگ کے لئے انگلستان نے رقم دینے کا وعدہ کیا۔ اگلے اگست میں ولسی نے امینس میں شاہ فرانس کے ساتھ ایک موتمر منعقد کی۔ طے پایا کہ پوپ کی حراست کے اثنا میں اپنے اپنے علاقوں میں کوئی ایسا فرمان جاری نہ کیا جائے جو کسی فریق کے اغراض و مفاد کے حق میں مضر ہو۔ فرانس اور انگلستان کے کلیساؤں کا انتظام اپنے ملک کے اسقفوں کے ہاتھ میں رہے اور یہ کہ ولسی نے اپنے سفرا اور صدر اسقفوں کی عدالتوں میں جو فیصلے صادر کئے ہیں ان کو پوپ کی ممانعت کے باوجود نافذ العمل کیا جائے۔ فریقین معاہدہ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ چونکہ پوپ اسیری میں ہے۔ لہذا اس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اپنے اقتدارات کو کسی اور شخص کے تفویض کر دے تاکہ وہ موجودہ ضروریات کے مناسب حال کارروائی اختیار کر سکے۔ ولسی نے یہ بھی تجویز کی کہ خود اسی کو پاپائی وکار مقرر کیا جائے۔ یہ عجیب تجاویز اس خطرے پر مبنی تھیں کہ کہیں چارلس اپنے قیدی کے اقتدارات کو ان کے مفاد کے خلاف استعمال نہ کرے لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ولسی کو یہ توقع تھی کہ اس طرح اس کو مسئلۂ طلاق کے فوری تصفیے کا اختیار بھی حاصل ہو جائے گا۔

فرانسیسیوں کا اٹلی میں دوبارہ داخلہ ۳۰ جولائی

اسی اثناء میں ایک جدید فرانسیسی فوج لوترک کی سرکردگی میں اٹلی پر حملہ آور ہوئی اور قلیل مدت میں باستثنائے میلان

کل لمبارڈی کو حاصل کریں جس کی مدافعت انٹونیو ڈی لیوا نے نہایت شدت کے ساتھ
کی اگر لونزک اسفورزا اور ڈیوک آف اربنیو کے اصرار کے بموجب اپنے تمام مساعی
شہر ہی پر صرف کر دیتا تو وہ یقیناً مسخر ہو جاتا، کیونکہ لیوا کے پاس صرف چند آدمی
تھے اور نقد رقم و رسد کم تھی۔ تاہم یہ مشہور تھا کہ لیوا آخری دم تک لڑے گا۔ اور
لونزک چونکہ اپنی قوت کو ایسی خطرناک لڑائی سے کم زور کرنے پر رضامند نہیں تھا
لہذا وہ کلیمنٹ کی نجات کے لئے جنوب کا رخ کیا (اکتوبر ۱۵۲۶ء)۔ پوپ کی حالت
حقیقت میں قابل رحم تھی۔ رقم اس کے پاس مطلق نہیں تھی، اور فدیہ ادا کئے بغیر وہ
اپنی حریت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اسی دوران میں روم بے رحم سپاہیوں کا شکار
بنتا رہا۔ ڈیوک آف فرارا نے ریگیو اور موڈینا کو مسخر کر لیا۔ حتیٰ کہ اہل وینس باوجود اس
کے کہ وہ پوپ کے حلیف تھے ایونا اور سرویا پر قابض ہو گئے اور عذر یہ کیا کہ انھوں نے
فراریوں کی دست برد سے شہروں کو بچانے کے لئے یہ طرز عمل اختیار کیا ہے۔

مڈیسی کا فلارنس سے دوبارہ اخراج۔ ۱۷ر مئی ۱۵۲۷ء

اس سے بڑا یہ ہوا کہ اہل فلارنس نے مئی میں مڈیسی کے
خلاف دوبارہ سرکشی کی، پوپ کے دو بھائیوں آیساندرو
اور ایپولٹو کو شہر سے نکال دیا اور دیرینہ تجربہ کار نکولو
کیاپونی کی تحت ایک جمہوریت قائم کر لی۔ کلیمنٹ نے کلیسا کے اغراض و مفاد کو اس
جد وجہد میں قربان کر دیا تھا کہ دنیوی طاقت میں تقویت پہنچائے اور اپنے خاندان کو سرفراز
کرے جس کا نتیجہ آخر میں یہ نکلا جس کا ابھی مذکور ہوا۔ لیکن لونزک روم پہنچنے سے پیشتر
پوپ نے بالآخر رہائی حاصل کر لی۔ چارلس نے محسوس کر لیا کہ کلیمنٹ کی اسیری سے اس
کو کچھ فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے، لہذا وہ خلوص نیت سے اس بات کا خواہشمند ہوا کہ اس سے
صلح کرے اور اتحاد کی بیخ کنی کی طرف متوجہ ہو۔ لہذا اس نے ماکیڈا کو حکم دیا کہ
شرائط صلح طے کر لے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تنبیہ کی کہ وہ اس امر سے باخبر رہے کہ
جس طرح خود اس نے فرانسس سے دھوکا کھایا تھا کہیں وہ بھی اسی طرح دھوکے میں نہ آجائے۔
لہذا ۲۶ر نومبر کو حسب ذیل معاہدہ کیا گیا۔ پوپ فوراً ایک معینہ رقم ادا کرے اور
مزید رقم کا وعدہ کرے۔ اس نے وعدہ کیا کہ اٹلی سے متعلق شہنشاہ کے مقاصد کی مخالفت
نہیں کرے گا۔ اسپین کے محاصل امور مذہبی سے ایک، کروزاڈا، اور نیپلز مذہبی خراج کا

کلیمنٹ چارلس کے ساتھ صلح کر لیتا ہے۔ ۲۶ نومبر لیکن روپوش ہو کو فرار ہو جاتا ہے۔ ۶ دسمبر

نصف حصہ ادا کرے گا۔ اوسٹیا سوٹیا وچیا، اور سوٹیا کا سٹیلا نا ضمانتوں کی حیثیت سے چارلس کے قبضے میں دے دئے جائیں گے نیز پانچ کارڈینل بھی حوالے کئے جائیں گے۔ پوپ اگلے مہینے کی ساتویں تاریخ کو رہا ہونے والا تھا۔ لیکن وہ ایک رات پیشتر اس خوف سے کہ کہیں پھر نہ قید کر دیا جائے بھیس بدل کر اُرویٹو کے پاپائی استحکام میں جا پناہ لی۔

بالکل اسی طرح چارلس کے معاملات بگڑنے گئے۔ اور فلارنس اگرچہ اس نے مڈیسی کو خارج کر دیا تھا جمعیت (League) سے دست بردار نہیں ہوا۔ لیوا تاحال میلان پر قابض تھا اُس نے چارلس کو اطلاع دی کہ دغدا ہر دن اعجاز نہیں دکھاتا، اور یہ کہ اگر عاجلانہ مدد نہ بھیجی جائے تو اُس کی فوج اگرچہ خود کو حوالہ نہ کرے گی لیکن فاقے ضرور کرنے لگے گی انڈریا ڈوریا نے جنیوا کو فرانس کے حق میں فتح کر لیا۔ بنائے والیسرائے نیپلز بھی اسی زمانہ میں طاعون سے فوت ہوا۔ فرانسیسی فوج نے لوٹرک کی سرکردگی میں شہنشاہی فوج کو محصور کر لیا۔ جو نیپلز کو مخلصی دلانے کے لئے پرنس آف آرنج کی سرکردگی میں روانہ کی گئی تھی۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ نیپلز کی بربادی کا وقت آگیا ہے اور ادھر فرانسس خوشیاں منانے لگا۔

لیکن جیسا کہ اس طویل جنگ و جدال کے ہر اہم اور نازک موقع پر پیش آیا، فرانسیسی جتنا زیادہ متیقن ہوتے تھے اسی قدر شکست سے قریب تر ہوتے تھے۔ اگرچہ شہنشاہی فوج کا حال تنخواہ اور رغذا کے اعتبار سے بُرا تھا اور اس وجہ سے وہ نامتابعدار اور لوٹ کھسوٹ کے لئے تیار رہتی تھی تاہم تحمل و برداشت کے اعتبار سے اور میدان جنگ میں فرانسس کی افواج سے یقیناً بہتر تھی۔ اس وقت تک دشمنوں کی فوجیں شمار میں شہنشاہی فوجوں سے بہت زیادہ تھیں، لیکن آخرالذکر کے تحمل و استقلال نے

فرانسس اور ڈوریا میں تنازع

دشمنوں کی طاقت زائل کر دی اور وہ بہت جلد میدان کارزار میں ان کے مقابلے کے قابل ہو گئی۔ نیپلز کی قسمت سمندر پر قابو رکھنے والوں کے ہاتھ میں تھی۔ اور اس وقت اس پر انڈریا ڈوریا اور اس کے بھتیجے فلیپنو کی فرمانروائی تھی۔ انڈریا ڈوریا نے اُسی

انقلاب کی قیادت کی تھی جس کے دوران میں جنیوا فرانسیسیوں کے ہاتھ آگیا تھا۔ لہذا وہ بہت جلد اپنے کرتوت پر نادم ہوا۔ فرانسس نے انڈریا ڈوریا کی جن کوششوں سے کام لیا تھا اُن کی مناسب قیمت اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کرنے سے انکار کر کے نہ صرف شخصی طور پر اس کی توہین وتذلیل کی بلکہ جنیوا سے بے التفاتی برتنے اور سیونا کو جس کو فرانس نے حال ہی میں حاصل کیا تھا جنیوا کا تجارتی حریف بنانے کی کوشش نے اُس کے جذبۂ حب الوطنی کو متحرک کر دیا ڈوریا کی عذرداریوں پر فرانسس نے ایک باشندۂ برٹنی کو روانہ کیا کہ وہ بحیرۂ روم کے فرانسیسی بیڑے کی کمان حاصل کرے اور یہاں تک کہ جنیوا کے چیف مجسٹریٹ کی گرفتاری کا خیال باندھنے لگا۔ لہذا ڈوریا نے پرنس آف آرنج کے دل فریب پیش کش اور تجاویز کو قبول کر لیا اور جو تھی جولائی کو اپنے بھتیجے کو حکم دیا کہ سمندر کی راہ سے نیپلز روانہ ہو جائے اُس کی روانگی کے ساتھ ہی اس شہر کو سسلی سے اشیائے ماینحتاج کے فراہم کرنے میں سہولت پیدا ہو گئی اور قحط کا خطرہ دور ہو گیا۔ اس نازک موقع پر فرانسیسی فوج جو یوں بھی قلت رسد کی وجہ سے مصائب برداشت کر رہی تھی شدید طاعون میں مبتلا ہو گئی۔ لوٹرک اور اس کے متعدد افسر اس کا شکار ہوئے اور سپاہ اتنی بڑی تعداد میں ہلاک ہو گئی کہ مارکوئس آف سالوزو نے اس فوج کی کمان حاصل کرنے کے بعد آورسا کو واپس ہو جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ (۲۸ر اگست)

چونکہ فرانسیسی اس موقع پر لڑائی آغاز کرنا چاہتے تھے اس لئے فوج کے عقبی حصے کو جو پڈرو نیوارا کے سخت تھا دشمن نے آلیا اور حوالگی پر مجبور کر دیا۔ پرنس آف آرنج نے اپنی کامیابی کے بعد ہزیمت خوردہ دشمن کا تعاقب کیا اور اس کو مجبور کیا کہ خود کو اپنی خوشی سے حوالہ کر دے۔ مارکوئیس آف سالوزو پڈرو نیوارا کے ساتھ قید ہو گیا لیکن اُس کے بعد بہت جلد یہ دونوں فوت ہو گئے باقی سپاہیوں کو اس اقرار پر اپنے گھر واپس ہونے کی اجازت دی گئی کہ سردست وہ شہنشاہ کے خلاف ملازمت نہیں اختیار کریں گے۔ ڈوریا اب سمندر کی راہ سے جنیوا واپس آیا اور شہر کو فرانسیسیوں سے باغی کرا دیا۔ ۲۸ر اکتوبر کو (ٹراٹیولزو) کو گورنر جنیوا کو حوالگی پر مجبور

محاربۂ آورسا ۲۸ اگست
فرانسیسیوں کی جانب سے تخلیۂ نیپلز

بالآخر فرانسیسیوں کی جنیوا سے بے دخلی ۲۸ اکتوبر

کیا گیا اور ڈوریا ایک کامیاب حکومت کے قیام میں کامیاب ہوا۔ جس نے باوجود اس کے کہ یہ ایک حد تک چند سری حکومت تھی کم از کم شہر کو فرقہ واری نفاق وشقاق سے محفوظ کر دیا اور ۱۷۹۶ء تک اس کی خود مختاری قائم رہی۔ اس کے بعد ڈوریا نے سیوانا کو زیر کیا۔ اور فرانسیسی ساحل لائیگوریا سے نکال دئیے گئے۔ لمبارڈی میں کچھ مدت تک کشمکش جاری رہی یہاں جمعیت کا لشکر اسفورزا کی سرکردگی میں وینس کی سپاہ ڈیوک آف اربینو کی قیادت میں اور کونٹ دی سینٹ پول فرانسیسی ملازموں کے جدید لشکر کے ساتھ لیوا کی جواب تک ملان پر قابض تھا مخالفت کر رہے تھے۔ افواج جمعیت نے پاویا کو دوبارہ حاصل کرنے کے بعد ملان کو محصور کر لیا تھا لیکن باہمت لیوا پر حملہ آور ہونے میں پس و پیش کرتی رہیں۔ اگلے جون میں کونٹ ڈی سینٹ پول نے بے احتیاطی سے جو تھی جنیوا پر ٹوٹ پڑنے کی کوشش کی

محاربۂ لانڈریانو ۲۰ رجون

لیوا جس نے اول الذکر کی نقل و حرکت کی اطلاع پا چکا تھا اس کو اچانک آ لیا اور بمقام لانڈریانو اُس کو شکست فاش دی (۲۰ جون) محاصرے کی فوج بھاگ نکلی اور ملان محفوظ ہو گیا۔

چارلس ابھی تک اٹلی کا پورے طور پر مالک نہیں بنا تھا۔ آستی اور آلیساندریا تا حال فرانسیسیوں کے ہاتھ میں تھے۔ لودی کریمونا اور پیویا اسفورزا کے قبضے میں تھے، فلارنس کی جمہوریت نے اب تک مڈیسی کو بے دخل ہی رکھا اور وینس منوزا پولیا کے مشرقی ساحل سے چمٹا ہوا تھا۔ تاہم جمعیت کی جانب سے مزید مدافعت اس وقت تک محال تھی جب تک کہ اس کے زیادہ اہم ارکان اس کی تائید نہ کریں۔ لیکن یہ حلیف عنقریب اُس سے دست کش ہو جانے والے تھے۔ انگلستان نے جنگ میں کبھی قاید کی حیثیت سے حصہ لینے کا ارادہ نہیں کیا تھا اور فی الحال ایسا کرنے سے یقیناً قاصر تھا۔ اور سارا ملک شدید "سوئیٹنگ سکنس" (ایک قسم کے پسینہ آور بخار) کی وجہ سے کمزور ہو گیا تھا اور شاہ کی توجہ مسئلۂ طلاق کی جانب مبذول تھی۔

شہنشاہ کے ساتھ کلیمنٹ کی مفاہمت جمعیت کی اغراض کے حق میں اس سے زیادہ مہلک ثابت ہوئی۔ روم سے فرار ہونے کے بعد سے کلیمنٹ کی حقیقی خواہش یہ تھی

کہ اعلان صلح تک غیر جانب داری قائم رکھے۔ لیکن یہ دشوار تھا کیونکہ وہ وقتی کن عاملین جمعیت اور چارلس سے محصور تھا۔ علاوہ ازیں کلیمنٹ زیادہ تر پاپائیت کے دنیوی مفاد اور اپنے خاندان کی ترقی و بہبود کا خواہاں تھا۔ اُس کے مقاصد بجائے آزادی اٹلی یا استیصال الحاد کے محروم کردہ مقبوضات کی واپسی اور فلارنس میں مڈیسی کے دوبارہ قیام پر مشتمل تھے۔

کلیمنٹ اور شہنشاہ میں مفاہمت اور عہد نامۂ بارسیلونا

چونکہ جمعیت کی مدد سے ان چیزوں کا حصول ناممکن تھا اس لئے پوپ نے سخت پس و پیش کے بعد فیصلہ یہ کیا کہ شہنشاہ کے ساتھ صلح کر لی جائے، اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ بالآخر چارلس کی کامیابی ہی یقینی معلوم ہوتی تھی۔ اور نہ اس سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ کم سے کم کلیمنٹ کے ذاتی اغراض کلیسا کے اغراض سے ملتے جلتے تھے کیونکہ چارلس کے ساتھ مفاہمت ہی کی بدولت خطرناک لوتھر سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کو صرف یہی ایک خطرہ لاحق تھا کہ ممکن ہے کہ چارلس ایک مجلس عامہ طلب کرے جس کی دھمکی دی گئی تھی اور یہ وہ دھمکی تھی جس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بماہ جون ۱۵۲۶ء اسپائیرس کی مجلس میں عہد و پیماں کئے تھے شہنشاہ کے گماشتے پوپ کے اِن خطرات کو دور کرنے میں کامیاب ہوئے اور بمقام بارسیلونا ۲۹ رجون ۱۵۲۹ء کو طے شدہ عہد نامہ میں اس مجلس کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اس عہد نامہ کی رُو سے پوپ نے چارلس کو نیپلز کی سلطنت دینے اور بذریعہ تاج پوشی شہنشاہ بنانے کا وعدہ کیا۔ چارلس نے بیڑہ اٹھایا کہ پاپائی ریاستوں سے ڈیوک آف فرارا اور وینیس نے جو مقامات چھین لئے تھے اُن کو واپس کر دیا جائے۔ اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ فلارنس میں دوبارہ مڈیسی قائم کر دی جائے گی۔ آخر کار دونوں نے رضامندی ظاہر کی کہ دونوں کی متحدہ افواج سے منکرین مذہب اور ملحدین کے خلاف کام لیا جائے۔ بایں ہمہ یہ عہد نامہ ایک اور نفاق کی جانب رہنمائی کرنے والا تھا۔ ۱۶ر جولائی کو کلیمنٹ نے چارلس کی خواہش کے بموجب اُن اقتدارات کو منسوخ کر دیا جو اس نے انگلستان میں ہنری کے مسئلۂ طلاق کی تحقیقات کے لئے ولسی اور کمپیگیو (Compeggio) کو عطا کئے تھے اور اس مسئلے کی نسبت روم سے رجوع کرنے کا مطالبہ کیا۔ پاپائی منظوری حاصل کرنے کی نسبت ولسی کے خواب کی تعبیر غلط ثابت ہوئی۔ اور ہنری اس معاملے کو

اپنے ہاتھ میں لینے اور پاپائی اقتدار کو مسترد کرنے پر تلا ہوا تھا۔ صلح کی بابت اسی اثنا میں شہنشاہ اور فرانسس کے مابین گفت و شنید جاری تھی۔ تاہم دونوں حریف نے ایک سال پیشتر تنہا ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور اُن کے اعزاز نے شخصی طور پر مراسلت کرنے سے باز رکھا۔ لہذا گفت و شنید دو عورتوں کی جانب سے جاری رکھی گئی جن میں سے ایک مارگیرٹ، گورنس ندربلنڈیس، چارلس کی خالہ تھی اور دوسری لوئیسی آف سیوائے شاہ فرانس کی ماں جو صلح کے لئے مضطرب تھیں۔ فرانسس پیش کردہ مطالبات کو تسلیم کرنے سے سخت ناراض تھا، لیکن وہ کسی حالت میں جنگ جاری رکھنے کے قابل نہیں تھا۔ اور شہنشاہ اور یورپ کے مابین مفاہمت نے اُس کو

صلح کمبرے ۳ اگست ۱۵۲۹ء

تامل و پس و پیش ترک کرنے اور ۳ اگست ۱۵۲۹ء کو صلح کمبرے یا "صلح نسوانی" پر دستخط ثبت کرنے پر مجبور کر دیا۔

شاہ فرانس کو الحاق برگنڈی کی ضرورت سے خلاصی نصیب ہوی۔ اور اس کے دونوں فرزند اُس سے آملے جو ایک معینہ رقم کی کفالت میں چارلس کے حوالے کر دئے گئے تھے۔ لیکن دوسرے شرائط یقیناً تذلیل آمیز تھے۔ فرانسس نہ صرف اٹلی کے تمام حقوق اور آرٹوا و فلینڈرس کی آقائیت سے دست کش ہو گیا، بلکہ اُس کو اپنے حلیفوں سے بھی دست بردار ہونا پڑا۔ اُس نے اس بات کا بھی ذمہ لیا کہ اگر ضرورت لاحق ہو تو اہل وینیس کو مجبور کرے گا کہ انھوں نے حال میں ساحل نیپلز پر جو فتوحات حاصل کی تھیں ان کو واپس کر دیا جائے اور شاہی عزت و وقار پر حلفی اقرار کیا کہ آئندہ وہ جو کوئی عہد نامہ طے کرے گا اُس میں اِن علاقوں کو شامل کیا جائے گا۔ لیکن اس امر کا اعتراف کرنا چاہیے کہ ایک بادشاہ کے قول و قرار کی اُس کی نظر میں بہت کم وقعت تھی۔ جس شادی کا انتظام عہد نامہ میڈرڈ میں کیا گیا تھا اس کی توثیق کی گئی؛ اور توقع یہ تھی کہ اگر چارلس کی بیوہ بہن ایلیونورا کا عقد فرانسس سے ہو جائے تو ممکن ہے کہ یہ خاندانی رشتہ اِن دو فرمانرواؤں کے ذاتی عناد کو دور کر دے۔ جن کی مخالفت نے یورپ کو آٹھ سالہ جنگ میں مصروف رکھا۔

گفت و شنید کے کامیاب انجام کو پہنچنے سے پیشتر چارلس اسپین سے روانہ ہو گیا۔ اُس کی دلی خواہش تھی کہ خود ہی جنگ کا خاتمہ کر دے اور پوپ کے ہاتھ سے

چارلس کی اسپین سے اٹلی کو روانگی اگست ۱۵۲۹ء

تاج شہنشاہی اپنے سر پر رکھے۔ لہذا اس نے بالآخر بیا سنزا میں عہد نامے کی توثیق کی۔ اٹلی اب چارلس کے رحم وکرم پر تھی۔ لیکن وہ دانشمندی سے اٹلی کی تمام ریاستوں کے ساتھ باستثناء جمہوریت فلارنس مفاہمتی مسلک اختیار کرنا چاہتا تھا۔ وینیس کو فی الحقیقت مجبور کیا گیا کہ ساحل نیپلز پر حاصل کردہ فتوحات کو چارلس کے حوالے کر دیا جائے اور ریوینا اور سرویا پوپ کو واپس کر دئیے جائیں۔ لیکن مزید سزا نہیں دی گئی۔

معاملات اطالیہ کا تصفیہ

باستثنائے مونزا (جو انٹونیو ڈی لیوا کو جو چارلس کا بہادر جنرل تھا عطا کیا گیا تھا) ملان کی ڈچی فرانسس سیر یا اسفورزا کو دی گئی۔ علاوہ ازیں میلان اور کوموکی گڑھیاں بھی چارلس نے اپنے لئے محفوظ کرلیں[1]۔

اس حکمت عملی کے اچھے ثمرات بھی پیدا ہوئے۔ عہد نامہ بابت ۲۳ دسمبر ۱۵۲۹ء کے رُو سے وینیس اور اسفورزا چارلس کے ساتھ ایک مدافعتی اتحاد میں پوپ کے شریک ہو گئے، اور قسمت آستی حاصل کر کے سیوائے کو فرانس کے خلاف ایک خارجی چوکی کی حیثیت سے تقویت پہنچائی گئی۔ فلارنس کے معاملات ہنوز تصفیہ طلب تھے۔ چارلس ایک درمیانی راستہ دریافت کرنے میں خوشی کے ساتھ راضی ہو جاتا، لیکن اہل فلارنس نے مڈیسی کو خانگی شہریوں کی حیثیت سے بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کلیمنٹ مصر تھا کہ اس کا اقتدار بحال کیا جائے۔ شہر فلارنس جس کو میکائیل انجیلو کے خاکے کے مطابق استحکامات سے تقویت پہنچائی گئی تھی اور جس کی مدافعت میکیا ویلی کے مشورے پر مرتب کردہ فوج کے ہاتھ میں تھی آٹھ ماہ تک محصور رہا، جس کے دوران میں چارلس کا جنرل ڈیوک آف انجیلو مارا گیا۔ لیکن کسی نے اس بدنصیب جمہوریت کی مدد کے لئے قدم نہیں اٹھایا۔ اور اُس کو مجبور کیا گیا کہ پوپ کے ایک بھائی الیسانڈرو کو جس نے شہنشاہ کی ناجائز دختر سے عقد کیا تھا ڈیوک کی حیثیت سے قبول کرلے۔

---

[1] ۱۵۳۵ء میں فرانسسکو کی وفات پر شہنشاہ نے ڈچی کا الحاق کر لیا۔

[2] الیسانڈرو کے قتل کے بعد (۱۵۳۷ء) مڈیسی کی شاخ اصغر کا کوسیمو ڈیوک بن بیٹھا۔

بولونا میں چارلس کی بحیثیت شہنشاہ تاج پوشی ۲۳ فروری ۱۵۳۰ء

اسی زمانے میں پوپ نے ۲۳ فروری کو بمقام بولونا چارلس کی بحیثیت شہنشاہ تاج پوشی کی۔ اور دوسرے دن اس کی سالگرہ اور فتح پویا نے اٹلی کا تاج آہنیں پیش کیا۔ اس طویل جنگ کے دوران میں جو آٹھ سال تک جاری رہی ہم ایک ہی داستان کو بار بار عود کرتے پاتے ہیں۔ فرانسیسی تین مرتبہ کامیابی سے دوچار ہوتے نظر آئے لیکن ہر مرتبہ فاش شکست کھانی پڑی جس میں تمام ان کے ملحق کردہ علاقے چھین لئے گئے۔ شہنشاہی افواج نے خواہ جرمن ہوں یا اسپینی جن کی تنخواہ ورسد غیر مکتفی تھی اکثر بغاوتیں کیں اور لوٹ کھسوٹ اور تمام قسم کی بے رحمیوں کی بدولت اپنے جوہر شمشیر کے کارناموں کو داغدار کیا، لیکن جونہی اُن کو دشمن کے مقابلے کے لئے طلب کیا گیا انھوں نے خواہ مدافعانہ خواہ جارحانہ کارروائی میں خود کو دشمن سے بہتر ثابت کیا، اور یہ قاعدہ بندھا ہوا تھا کہ ایسے موقع پر اُن کی سرکردگی بھی بہتر طریقے سے کی گئی۔

فرانسس پویا میں اسیر ہونے کے بعد سے پھر کبھی میدانِ کارزار میں نمودار نہیں ہوا اور اگرچہ بمقابلہ چارلس اُس کے ماتحت لوگوں کی جانب سے رقم کی بے انتہا بہتر سربراہی کی جاتی تھی لیکن وہ اس بلا کا کوتاہ اندیش اور عیش پسند واقع ہوا تھا کہ موقع سے کامل فائدہ اٹھانا نہیں جانتا تھا چارلس کی بابت یہ ہے کہ اس نے نبرد آزمائیوں میں کوئی عملی حصہ نہیں لیا۔ اسپین سے باہر رہنے اور اپنی وسیع سلطنت کی مشکلات میں گھرا رہنے اور رقم کا ہمیشہ سخت اور دردناک طور پر حاجتمند رہنے کی وجہ سے بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ جنگ کی تیاریوں اور اپنی فوج کی طرف سے بے پروائی برت رہا ہے۔ لیکن اس غیر اثر پذیر ظاہر کی تہ میں اس بلا کا تصمیم قلب اور استقلال واستحکام پنہاں تھا کہ کوئی چیز اس کو متزلزل نہیں کر سکتی تھی اور اگرچہ یہ بعض وقت سفاہت محض معلوم ہوتی تھی لیکن بالآخر کامیابی کا سہرا انھیں کے سر ہوتا تھا۔

جب عساکر چارلس اُس کے عیسائی حریف سے اٹلی فتح کرنے میں مصروف تھیں، معلوم ایسا ہوتا تھا کہ وائینا عنقریب ایک غیر عیسائی کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ ہمی ۱۵۲۹ء میں سلیمان پرشکوہ نے مالڈیویا کے گورنر جان زاپولیا۔ اور

وائیواڈ سے آف ٹرانسلوینیا کے ساتھ، جو اہل ہیپسبرگ کا قدیم اور کٹر دشمن تھا، اتحاد قائم کیا اور ہنگری پر چڑھائی کی۔ اس کے دعاوی غیر محدود تھے۔ اس نے فخر و مباہات کے ساتھ یقین دلایا کہ جس طرح آسمان پر ایک خدا ہے اسی طرح زمین پر بھی ایک ہی آقا ہونا چاہئیے، اور وہ آقا سلیمان ہے؛ اور یہ ایک ایسی تعلی تھی جس کو وہ شہنشاہ کے جرمن علاقوں کو فتح کر کے حقیقت کا جامہ پہنانا چاہتا تھا۔

ہنگری پر سلیمان کی چڑھائی ۱۵۲۹ء

اہل ہنگری ہنگروی افواج کی وفاداری پر اعتماد کرنے سے گھبرا کر اس ترک کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہے۔ اور اپنے ملک سے پسپا ہو گئے۔ سلیمان تاج ہنگری پر قبضہ کرنے کے بعد جس کو ایک بشپ نے اس کے حوالے کیا تھا آسٹریا میں گھس آیا اور ۲۰ ستمبر کو وائینا کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ جرمنی میں تفریق پیدا ہو گئی تھی وہ اس قدر حیا باختہ نہیں تھی کہ آسٹروی شہر کی فصیلوں پر پرچم ہلال لہراتا دیکھے۔ مصلحین نے اگرچہ وہ اسپائیرس کی مجلس ثانیہ کے طرز عمل سے برافروختہ تھے۔ دیکھو صفحہ (۲۴۶) فرڈیننڈ کی درخواست اور لوتھر کی ہدایات کو لبیک کہا۔ وائینا کی بہادری کے ساتھ مدافعت کی گئی، اور سلیمان مدید فراہم شدہ لشکر سے گھبرا کر جو وائینا کی مدد کے لئے آ رہا تھا چوبیس روز کے لاحاصل محاصرے کے بعد پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ وائینا اس طرح بچا لیا گیا، لیکن زاپولیا ہنگری پر قابض تھا اور کروشیا اور بوہیمیا کو دھمکی دی جا رہی تھی۔

وائینا کا محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ ۱۴ اکتوبر ۱۵۲۹ء

(۴) جرمنی میں تحریک اصلاح مذہبی کا فروغ

اطالوی جنگ کی مشکلات اور پوپ کی مخاصمت کے خطرات کے باعث مصلحین کے خلاف کوئی فیصلہ کن کارروائی خارج از بحث تھی۔ کم از کم اتنا ضرور تھا کہ اس کو معرض التوا میں ڈال دیا جائے۔ لہٰذا مجلس اسپائرس (اگست ۱۵۲۶ء) میں شہنشاہ نے اپنے نمائندوں کے توسط سے وعدہ کیا تھا کہ ایک مجلس عامہ کو طلب کیا جائے گا، لیکن اسی اثنا میں "اڈکیٹ آف وارمس" کی تعزیری دفعات کو بھی ناقابل عمل کیا جائے گا۔ اسی وقت اس نے کلیمنٹ ہفتم کو تنبیہ کیا کہ اگر مجلس عامہ طلب نہ کئے جانے کی

مجلس اسپائرس اگست ۱۵۲۶ء اور اس مجلس کے فیصلوں کا نام

وجہ سے عیسائی جمہوریت کو نقصان پہنچے تو اس کا الزام اُس پر عاید ہوگا۔ خود مجلس میں بجز شہنشاہی شہروں کے کیتھولک ارکان کو تمام ایوانات میں غلبہ حاصل تھا، تاہم وہ انتہائی تدابیر کی حمایت کرنے پر تیار نہیں تھے۔ ریشس[1] (مجلس کے فیصلوں کے مجموعے کا نام) متعلق تھا کہ مجلس عامہ کے انعقاد تک ہر ریاست اڈیکٹ آف وارمس سے متعلقہ امور کی نسبت، اس طرح رہنے حکومت کرے اور خود کو جیلائے کہ وہ خدا اور ہز امپیریل میجسٹی کی صدا کو لبیک کہنے کے لئے تیار ہو۔ یہ دعویٰ کرنا غلطی پر مبنی ہوگا کہ مصلحین کو اس کی رو سے اختیار دیا گیا وہ اپنے جدید مذہبی تنظیمات جاری کریں۔ یہ منظوری عارضی تھی اور وہ شہنشاہ کے سامنے اپنے افعال کے جوابدہ تھے۔ تاہم ارباب انتخاب سیکزنی اور فلپ والیٔ ہیسی اپنی ایک لوتھری کلیسا قائم کرنے اور اس مقصد کے لئے خانقاہ کی جائداد کو اپنے تصرف میں لانے لگے۔ یہ ایک ایسا مسلک تھا کہ دوسرے اس کی جلد تقلید کرنے لگے جن میں پرشیا کا البرٹ بھی شامل ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو سنہ ۱۵۲۵ ہی میں ٹیوٹانوی مبارزین کی ریاستوں کو دنیاوی حیثیت دے چکا تھا اور اپنی آقائی کو نوابی میں منتقل کردیا تھا۔

اس طرح مجلس اسپائیرس تاریخ تجدید مذہب میں ایک اہم ترقی کا باعث ہے۔ اگر اب ایک طرف یہ واضح تھا کہ جرمنی بالکلیہ پیروان لوتھر کی نہیں ہے، تو دوسری طرف اصول ضلع بندی کی تحریک کو اُکسایا گیا جس کے مطابق بالآخر جرمنی کے مذہبی تصفیہ کی بنیاد پڑنے والی تھی۔ تین سال کے بعد ان امور کی حیثیت مادی طور پر متبدل ہو چکی تھی، اصلاح یافتہ خیالات کی نمایاں ترقی نے کیتھولک فرقے کے خطرات کو مشتعل کردیا تھا۔ اور ادھر اٹلی میں شہنشاہ کی کامیابیاں اور پوپ کے ساتھ اُس کی مفاہمت نے کیتھولک فرقہ کی اغراض و مفاد میں تقویت پہنچائی۔ جرمنی کے جنوب میں زونگلی خیالات (ایسے خیالات جو لوتھر کو غیر پسند تھے) کی عاجلانہ نشو و نما نے ایوانجلی جماعت کو کمزور بنا دیا، اور ہیسی کے فلپ کی جانب سے اس کے ہم خیال لوگوں کے خلاف ایک مفروضہ سازش

---

[1] (۱) ریسس (Reichsabsebeis) مجلس کبیریہ کے ان فیصلوں کے مجموعے کا نام تھا جن کو شہنشاہ کی منظوری مل چکی تھی (Reichsschbesse)

کی مدافعت کے لئے ہتھیار سے چارہ جوئی کرنے کی درخواست نے رؤسا کو برافروختہ کر دیا۔
مجلس اسپائرس کے دوسرے اجلاس میں خیال کے اس ردعمل نے اپنا ظہور دکھایا۔ ۱۵۲۶ء کا ریسس (Recess.) منسوخ کر دیا گیا تمام مزید بدعتوں کو ممنوع قرار دیا گیا اور پیروان زونگل کے فرقہ کے ساتھ ہر طرح کی روا داری سے انکار کیا گیا۔ اجلاس

مجلس اسپائرس کا دوسرا اجلاس فروری ۱۵۲۹ء

میں قلیل التعداد جماعت نے ان فیصلوں کے خلاف شائع کردہ اعتراض نامہ (Protest) کی بدولت معترضین (پروٹسٹنٹ) کا نام حاصل کیا۔ اس اعتراض نامہ پر

شملکالڈے کا اجلاس دسمبر ۱۵۲۹ء

جان، الکٹر سکزنی، ہیسی کے فلپ، جارج، برتینڈبرگ کے مارگریو، سیونبرگ کے جارج، آنہالٹ کے دو لفکینگ اور چودہ شہنشاہی شہروں نے دستخط ثبت کئے۔ لیکن مجلس اور خود شہنشاہ نے اس اعتراض نامہ کو مسترد کر دیا۔ اور یہ بات کہ چارلس ایک فیصلہ کن کارروائی کے موقع کا طالب ہے اس قدر بین طور پر معلوم ہوگئی اور شمالکالڈے میں ایک جلسہ منعقد کر کے مدافعت کے حق بجانب ہونے پر بحث کی گئی۔ لیکن لوتھر کے پس و پیش کی وجہ سے سردست اس تجویز کو ترک کر دیا گیا۔

چارلس اگسبرگ کے اجلاس میں جون ۱۵۳۰ء

چارلس نے ۲۰ جون ۱۵۳۰ء کو آٹھ سال کی غیر موجودگی کے بعد جب مجلس اگسبرگ میں شخصی طور پر شرکت کی تو معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اس کی مشکلات کے آخری تصفیے کی گھڑی آپہنچی ہے۔ اٹلی اپنے پیر پر آپ کھڑی ہو چکی تھی۔ فرانس نے آخرکار اُس کی شرائط منظور کر لی تھیں اور پوپ نے وعدہ کر لیا تھا کہ الحاد کو دبانے میں شہنشاہ کا شریک رہے گا، اور اُس کی شہنشاہ کی حیثیت سے تاج پوشی بھی کی، اور اگرچہ ہنگری سلیمان کے ہاتھوں میں تھی تو کم سے کم جرمنی اس کے حملے سے محفوظ تھی۔ پراٹسٹنٹ لوگ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے مصالحت کے خواہاں تھے۔ میلانکتن نے شد و مد کے ساتھ اس کی حمایت کی اور، اقرار نامہ (Confession of Augsburg) کی ہر سطر میں جس کو مجلس میں چارلس کی اس خواہش کی بنا پر پیش کیا گیا کہ پراٹسٹنٹ اپنے خیالات کا اظہار تحریر میں کریں اسی کا دم بھرا گیا ہے اس مشہور و معروف، اقرار نامہ (Confession) میں مسئلۂ عفو کو محدود و مناسب الفاظ میں بیان کیا گیا،

اولیاء کی تعظیم کو کامل طور پر ممنوع نہیں قرار دیا گیا۔ اگرچہ اس کے اسباب بتائے گئے کہ تبعین لوتھر نے عوام کو پیالۂ شراب اور پادریوں کے گروہ کو شادی کی اجازت کیوں دی، کلیسا کی اراضی کو دنیوی حیثیت کیوں دی گئی اور منتوں اور عشائے ربانی سے متعلق خاص رسوم کو کیوں مسترد کر دیا گیا، لیکن مذہبی رسوم کی تعداد کو کہیں بیان نہیں کیا گیا تھا، اور دیگر متنازع فیہ مسائل کا فیصلہ مجلس عامہ کی رائے پر موقوف رکھا گیا۔ اس دستاویز کا لہجہ صاف طور پر مدافعانہ تھا، اور اس کا منشاء کلیسا کے اصول پر حملہ کرنا نہیں تھا بلکہ یہ کہ لوتھری اصول بدعت آمیز نہیں ہیں۔

چارلس کا اصلی ارادہ ثالث کی حیثیت سے کام کرنے اور مذہبی اختلاف کا تصفیہ عادلانہ اور ملایم ذرائع سے عمل میں لانے کا تھا۔ اس نے ابو یحیٰی جماعت سے کہا تھا کہ اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ اب اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس جماعت کے مخالف لوگ مصلحین کے خلاف ایک واضح اور صریح نالش پیش کریں تاکہ وہ ایک حکم کی حیثیت سے اس میں حصہ لے سکے۔ لیکن مجلس کے کیتھولک ارکان نے انکار کر دیا؛ انھوں نے اعلان کیا کہ وہ کوئی نئی تجویز پیش نہیں کرنا چاہتے؛ لہٰذا انھوں نے ایک تردید مرتب کی جس میں اصول عفو کی نسبت لوتھری خیال کی جانب ایک حد تک رسائی کی گئی۔ لیکن دوسرے اعتبارات سے قدیم اصول ہی پر مصر رہے، اور مطالبہ کیا کہ پراٹسٹنٹ وحدت ایمان کی طرف لوٹ آئیں۔ شہنشاہ نے اب اپنی جانب سے اختیار کردہ ثالثی کو خیرباد کہہ دیا اور متمردین پر رعب ڈالنے کی کوشش کی۔ تاہم پراٹسٹنٹ رؤسا کے غیر متزلزل اور باعزت طرز عمل سے گھبرا کر مجلس نے مصالحت کی ایک دوسری کوشش کی اور ایک مختصر سی کمیٹی قائم کر دی۔ اعتقاد کے مسئلے میں مطابقت کی کچھ صورت نظر آنے لگی؛ اور ممکن تھا کہ ایک مجلس عامہ کے ذریعے پراٹسٹنٹ فرقے کی مخالفت ختم کر دی جائے۔ اگرچہ شہنشاہ کی یہ دلی خواہش تھی لیکن پوپ کا خیال نہیں تھا کہ اس کی خواہش پر عمل کرے۔ اور ادھر کلیسا کے آئین اور رسوم سے متعلق

کئی مسائل پر مصالحت غالباً بعید از توقع تھی۔ کیتھولک فرقہ اس کو آسمانی قانون پر مبنی خیال کرتا تھا۔ اور اس کے برخلاف پراٹسٹنٹ اس کو انسانی قواعد سمجھتے اور اسی واسطے قابل ترمیم بھی سمجھتے تھے۔ آراسمس اپنے خطوط میں سختی کے ساتھ شکوہ کرتا ہے کہ جانبین میں اعتدال کی قلت ہے۔ تاہم یہی ایک موقع نہیں ہے جبکہ سنجیدہ مذہبی مسائل میں باہمی مفاہمت کی کوشش ناکام رہی بالآخر چارلس نے کثرت آرا کو اختیار کیا اور 'ریسس آف آگسبرگ' نے

ریسس آف آگسبرگ

اعلان کر دیا کہ اس کا ارادہ 'اڈکٹ آف وارمس' کو نافذالعمل کرنے کا ہے۔ پراٹسٹنٹ فرقے کو اگلے اپریل تک اس امر پر غور کر لینے کا موقع دیا گیا کہ آیا وہ اپنی رضامندی سے کیتھولک کلیسا میں عود کر آئیں گے۔ اس تاریخ کے بعد سے اس فرقے کے استیصال کی تدابیر عمل میں لائی گئیں اگرچہ کثرت مجلس نے خود کو مصلحین کا مخالف ظاہر کیا تھا تاہم وہ اڈکٹ کے نفاذ کے لئے شہنشاہ کے ہاتھ میں ہتھیار دینے میں پس و پیش کرتے رہے، بلکہ انھوں نے اس غرض کی تکمیل کے لئے ایوان شہنشاہی سے کام لینے کی تجویز کی۔ لہٰذا اس عدالت

ایوان شہنشاہی کی تنظیم جدید ۱۹ر نومبر ۱۵۳۰ء

کی تنظیم جدید عمل میں لائی گئی، اور تعداد ارکان میں اضافہ کیا گیا، جن اسیسروں میں لوتھری رجحانات موجود ہونے کا شبہ تھا اُن کو متنبہ کر دیا گیا اور ایوان کو 'ریسس' کے نفاذ کا حکم دیا گیا۔

اس کے جواب میں پراٹسٹنٹ رؤسا اور نائبین شہر نے ۲۲ر دسمبر ۱۵۳۰ء کو شمل کالڈے میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور ایوان شہنشاہی کے روبرو اپنی اغراض

جمعیت شمل کالڈے کا قیام ۲۲ر دسمبر ۱۵۳۰ء

دفاع کی نگرانی کے لئے مختاروں کو مقرر کیا۔ انھوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ 'ریسس آف آگسبرگ' کے نفاذ کے خلاف باہمی حفاظت کی کوشش کی جائے اور طویل بحث و تمحیص کے بعد طے پایا کہ اگر شہنشاہ بزور قوت اپنی بات منوائے تو اس کا مقابلہ کرنا بھی جائز ہے۔ اس وقت تک لوتھر اور علمائے مذہب نے مقاومت مجہول کی تلقین کی تھی لیکن شہریوں نے اس بات کے ثبوت میں دلائل پیش کئے کہ شہنشاہ کے اختیارات قانوناً محدود ہیں۔ اس کا لقب انتخابی ہے نہ کہ موروثی۔

اس نے اپنے انتخاب کے وقت اختیارات عطا کئے تھے، لہذا اگر وہ ناجائز عمل اختیار کرے تو اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ ان دلائل سے قائل ہو کر وہ مان گیا اور حاضرین میں سے بہت سے لوگوں نے اس کی تقلید کی لیکن بیرنیڈنبرگ کے مارگریو اور شہر نیورمبرگ مستثنیٰ رہے۔ اس طرح جمعیت شمل کالڈے کی ابتدا ہوئی جس کا قیام مارچ ۱۵۳۱ء میں قطعی طور پر ہوا اور بالآخر اگلے دسمبر میں اس کی تنظیم عمل میں آئی۔ اس کے ارکان مجلس میں نمائندگی کرنے والے تھے۔ ان تمام نے ایک مشترک مد میں رقوم دینے کا وعدہ کیا اور اپنی تمام افواج کی قیادت جان ایلکٹر سیکزنی اور ہیسی کے لینڈگریو فلپ کے ہاتھوں میں دی گئی۔ جمعیت شمل کالڈے کا قیام جدوجہد میں ایک دور جدید کا موجب ہے۔ لوتھر کے شکوک و شبہات کے باوجود اس تحریک نے ایک سیاسی تحریک اختیار کرلی۔ اس کے بعد سے جرمنی کو دو مخالف چھاؤنیوں میں منقسم کرنا پڑتا ہے ہر چھاؤنی کا ایک علیحدہ مرکز تھا۔ اور پراٹسٹنٹ فرقے نے تدابیر اختیار کی تھیں کہ اگر ضرورت ہو تو مشترک مدافعت کی جائے۔

ایک دوسرا مشکل سوال یہ تھا کہ آیا اس جمعیت میں سوئیزرلینڈ اور بالائی جرمنی کے ان لوگوں کو بھی شامل کرلیا جائے جنھوں نے زونگل کے خیالات کو اختیار کیا تھا۔ اگرچہ یہ مشتبہ ہو سکتا ہے کہ لوتھر کے ظہور کی بدولت اصلاح کے شوونمو میں تحریک نہ پیدا ہوتا تو اس مصلح کا نام تک کسی کو نہ معلوم ہو سکتا تھا تاہم یہ دونوں تحریکات ایک بڑی حد تک ایک دوسرے سے غیر متعلق اور جدا گانہ تھیں اور ابتدا ہی سے اصلی اختلافی امور پیش کرتی تھیں۔ زونگل ایک دیہاتی عہدہ دار کا بیٹا تھا اور ۱۴۸۴ء میں سینٹ گال کے قریب موضع ولڈہاس میں لوتھر کی پیدائش کے چند ہفتوں بعد پیدا ہوا۔ ابتدائی عمر میں اس پر انسیئن کی ادبی تحریک کا اثر پڑا اور وہ قدیم یونانی اور لاطینی ادب کا فاضل تھا۔ ۱۵۰۶ء میں گلاروس کی کلیسا کے نائب پادری کی حیثیت سے منتخب کیا گیا، اور بعض اطالوی مہموں میں اپنے ملک والوں کے ساتھ گیا تھا اور خصوصاً اس مہم میں شریک تھا جس کا خاتمہ نہایت بری طرح سے مارگنانو میں ہوا۔ اور اس کے بعد سے وہ زر کے خاطر جنگ وجدال کے اخلاق سوز اثرات کے خلاف اہل شہر کو متنبہ کرنے رہنے سے کبھی باز نہ آیا۔

زونگل

لیکن ایک مصلح کی حیثیت سے اس کی زندگی زیورچ کا نائب پادری مقرر ہونے کے بعد سے (سنہ ۱۵۱۹ تا سنہ ۱۵۲۵) شروع ہوئی۔ لوتھر کی طرح اس نے بھی پادریوں کے حقوق کے غلط استعمال کے خلاف جنگ شروع کرکے بہت جلد ایک مختلف بنیاد قائم کی۔ لوتھر نے عشائے ربانی میں مسیح کے گوشت اور خون کی حقیقی موجودگی سے انکار نہیں کیا، لیکن زونگل عشائے ربانی کو محض ایک تقریب یادگار سمجھتا تھا اور عفو و بریت کی نسبت لوتھر کے خیال کو اس کے منطقی نتائج (یعنی مسئلۂ انتخاب و قدر) تک پہنچایا۔ لوتھر ہر اس چیز کو ماننے کے لئے تیار تھا جو اس کی تاویل و تعبیر انجیل کے خلاف ثابت نہ ہو، لیکن زونگل کوئی ایسی چیز کو تسلیم نہیں کرتا تھا جو انجیل میں نہ پائی جائے۔ لوتھر کے دل میں عالم گیر کلیسا کا زبردست احترام تھا، لیکن اس خیال سے وہ جد و جہد کے بعد باز آگیا تھا، زونگل نے مذہبی امور میں ہر کلیسا کی آزادی عمل کے حق کو موضع کی جمہوری تنظیم پر قائم کیا۔ لوتھر نے مذہبی مسائل کو سیاسیات سے الگ رکھنے کی کوشش کی تھی، اور بالآخر جب اس حیثیت پر قائم نہ رہ سکا تو روسا کی نمائندہ حکومت کا سہارا ڈھونڈنے لگا۔ زونگل کے مذہبی خیالات سوئیزرستان میں ایک نہایت مکمل اور نیا بنی جمہوریہ کے قیام کی تجویز کے ساتھ وابستہ تھے جن میں وہ کینٹنوں (صوبوں) سے وفاقیہ میں دوسرے اور زیادہ بڑے صوبوں کے برابر رائے دہی کے امتیازی حقوق چھین لئے جانے والے تھے۔ اختتام سنہ ۱۵۳۰ تک زونگل کے خیالات کو نہ صرف زیورچ، بیسل، برن، اور شافہاسن، نیز ایسنبیزل، گلیرس کے دیہاتیوں اور اہل گریس نے تسلیم کرلیا بلکہ جنوبی جرمنی کے اکثر شہروں میں ان کو درجۂ قبولیت حاصل ہوا جن میں خصوصیت کے ساتھ کانسٹنس، اُلم، اگسبرگ اور اسٹراسبرگ کے شہر قابل ذکر ہیں۔

لوتھر اور زونگل کے متبعین کے مابین عارضی اتحاد کا عاجلانہ خاتمہ

عام اور مشترک خطرے نے ان دونوں مصلحین کے متبعین کو ایک مرکز پر جمع کردیا تھا تاکہ اسپائیرس کی مجلس ثانی کی رئیس کے خلاف اپنی اپنی حفاظت کی جائے۔ لیکن اس قدر وسیع الاختلاف اور متبائن خیالات میں مستقل اتحاد کا قائم ہونا تقریباً ناممکن تھا۔ ہیسی کے فلپ نے جو زونگل کے خیالات کی طرف مائل تھا سنہ ۱۵۲۹ء میں اپنی گوٹھی میں مصالحت پیدا کرنے کی کوشش

کی یہ کوشش رائگاں گئی (کیونکہ لوتھر نے عشائے ربانی سے متعلق زونگلی اصول کی نسبت ناقابل مصالحت اختلاف کا اظہار کیا) اور کچھ مدت کے بعد زونگل کو خود اپنے ملک میں ردعمل سے دوچار ہونا پڑا۔ دیگر تمام مصلحین کی طرح اس کا جہاز بھی سیاسیات کے ساحل پر تباہ ہوا۔ جنگلاتی صوبے ابتدا ہی سے اس جدید تعلیم کے مستقل مخالف بنے رہے نہ صرف اس لئے کہ وہ سختی کے ساتھ کیتھولک تھے بلکہ اگر زونگل کی سیاسی اصلاحات کو عملی جامہ پہنایا جاتا تو وفاقیہ میں ان کی حیثیت جو انھیں اس وقت تک حاصل تھی تباہ ہو جاتی۔ اس کے سیاسی خیالات کی وجہ سے ان صوبوں میں اس کے طرف دار بھی برگشتہ ہو گئے! ہاپسبرگ ان تفرقوں اور اختلافات کو بڑی ہوشیاری کے ساتھ تقویت پہنچانے لگے، جنگ چھڑ گئی اور آخر کاپیل کی لڑائی میں زیورچ کی فوج کو جس نے آخر تک زونگل کا ساتھ دیا تھا شکست ہوئی اور خود زونگل قتل ہو گیا (اکتوبر ۱۵۳۱ء)۔

سویٹزرلینڈ میں زونگل کے خلاف ردعمل۔

کیپل کی لڑائی اور دوسرا عہد نامہ۔ اکتوبر ۱۵۳۱ء

کیپل کے عہد نامہ ثانی کے رو سے اتفاق کیا گیا کہ ہر صوبے کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی آزادی حاصل ہے بیلفوں کے مشترک علاقوں میں مذہب کا تصفیہ کثرت آرا پر منحصر ہوگا۔ لیکن کوئی جبر نہیں کیا جائے گا، اور شہری صوبے خارجی اتحاد سے دست بردار ہو جائیں۔

سوئزرلینڈ اب قطعی طور پر کیتھولک اور پراٹسٹنٹ صوبوں میں منقسم ہو چکا تھا۔ کیتھولک فرقے کی کھوئی ہوئی طاقت عود کر آئی اور مجلس میں منجملہ انتیس آرا کے سترہ حاصل ہو گئیں۔ ایونجیلی جماعت کے قبضے میں زیورچ، برن، بیسل اور شافہاسن آئے، اور سنٹ گال، گلیرس، اور اپنیزل منقسم ہو گئے۔ ان توقعات کا کہ سوئزرلینڈ جرمنی کے پراٹسٹنٹوں کی حمایت کرے گا سرے سے خاتمہ ہو گیا، تاہم جنوبی جرمنی کے شہر سویس متحدین سے محروم ہو کر لوتھری جماعت میں شریک ہو جانے اور جمعیت شمل کالڈ کی تعداد کو بڑھانے پر مجبور ہوئے۔ اس طرح ۱۵۳۲ء کے آغاز تک جرمنی میں پراٹسٹنٹوں کی حیثیت میں اصلاح ہو چکی تھی۔

اگر چارلس کو ذرا بھی فرصت ہوتی تو وہ بلاشبہ تلوار کی ثالثی سے چارہ جوئی

کرتا۔ لیکن اب کے بھی سیاسی مجبوریاں سدراہ تھیں فرانس کی صلح کسی حالت میں محفوظ

چارلس یوروپی مشکلات کی وجہ سے پراٹسٹنٹوں کے خلاف چارہ جوئی کرنے سے باز رہتا ہے

نہیں تھی، بلکہ اس کے برخلاف فرانسس جمعیت شمل کالڈے کے ساتھ سازش کر رہا تھا۔ سلیمان دوبارہ اس کے مقبوضات پر چڑھائی کرنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ اسپین حسب عادت اس کی غیر موجودگی کا شاکی تھا۔ آفریقہ میں باربروسہ کی بحری قزاقی اس کی توجہ کی محتاج تھی۔ اور نہ چارلس کیتھولک رؤسا کی ناقابل اعتماد حمایت پر بھروسہ کر سکتا تھا۔ جون ۱۵۳۱ء میں اس نے پانچ ارباب انتخاب سے بڑی مشکل کے ساتھ اپنے بھائی فرڈیننڈ کو شاہ روما کی حیثیت سے منتخب کروایا تھا۔ لیکن سیکزنی کے جان نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور بویریا کے دوڈیوک اور دیگر اشخاص اس سے مل گئے جو اپنی کیتھولک ہمدردیوں کے باوجود ہیپسبرگ کے ترقی پذیر اقتدار سے مخالف ہونے لگے تھے۔ مذہبی مشکلات کے تصفیے کے توقعات سے مایوس ہو کر چارلس اس مسئلے میں لیت و لعل کرنے لگا۔

عہد نامہ نیورمبرگ (غرۂ جولائی ۱۵۳۲ء) میں اس نے وعدہ کیا کہ ایک

عہد نامہ نیورمبرگ غرۂ جولائی ۱۵۳۲ء

مجلس عامہ کے انعقاد تک ایوان شہنشاہی کی کارروائیوں کو ملتوی کر دیا جائے گا۔ اور مجلس ریشٹیس بن میں جو اس کے بعد منعقد ہوئی، اس نے ذمہ لیا کہ اگر پوپ چھ مہینوں کے اندر مجلس عامہ منعقد نہ کرے تو مذہبی مشکلات کے تصفیے کے لئے وہ ایک جنرل اسمبلی کو طلب کرے گا۔

چارلس کو کم از کم ترکوں کے خلاف پراٹسٹنٹوں کی وفادارانہ حمایت کا پھل ملا۔ اس کا لشکر جس میں اسپینی، اطالوی اور اہل ندرلینڈز کے سرباز جدید داخل تھے اتنا بڑا تھا کہ اس سے پہلے اس کی قیادت میں کبھی اتنی بڑی تعداد افواج نہیں آئی تھی۔ اور سلیمان گنس کے بہادر مدافعین کے توپ و تفنگ سے پسپا ہو کر واپس ہو گیا اور ایک آدھ گھڑی تک میدان کی لڑائی کی تاب نہ لا سکا۔ بایں ہمہ شہنشاہ اپنی فوج سے فائدہ اٹھانے کے قابل نہیں تھا۔ اٹلی اور اسپین کے معاملات شدت کے ساتھ اس کی موجودگی کے طلب گار تھے۔ لہذا ۱۵۳۲ء کے خزاں میں اس نے آلپس کو عبور کیا،

لیکن دوبارہ اس کو یورپی پیچیدگیوں میں مبتلا ہونا تھا۔ اور مزید سات سال تک پراٹسٹنٹ مذہب کو کسی لئے ابد انہیں پہنچائی۔

عہد نامہ نیورمبرگ کے تھوڑے عرصے کے بعد سیکزنی کے جان راسخ کا انتقال ہوگیا۔ وہ اپنے بھائی فریڈرک دانا (جس کا جانشین وہ ۱۵۲۵ء میں ہوا تھا) سے بھی بڑھ کر پراٹسٹنٹ مذہب کی جانب مائل تھا۔ فریڈرک روما سے کبھی بے تعلق نہیں ہوا تھا۔ جان جمعیت شمل کالڈے کے قائدین میں سے ایک تھا۔ اور اپنے علاقے کے اندر ایک ایونجیلی کلیسا قائم کی تھی۔ تاہم آخر دم تک اس نے ایک درمیانی مسلک قائم رکھنے کی کوشش کی تیز سلطنت میں تفریق پیدا کئے بغیر اور شہنشاہ کی اطاعت گزاری سے دست بردار ہوئے بغیر پراٹسٹنٹ کلیساؤں کے لئے موقع نکالنا چاہتا تھا۔ اعلیٰ درجے کے قوائے ذہنی سے بے بہرہ ہونے (اور بہت جسیم ہونے اور سریع الفہم نہ ہونے) کے باوجود اس کے کردار کی سادگی اور راستبازی اور اپنے معتقدات کے ساتھ دلیرانہ وابستگی، یہ تمام چیزیں اس کو ایک ہیرو بنا دیتی ہیں۔ اور شاہ، لوتھر اور پراٹسٹنٹ جرمنی اس سادہ اور بے ریا انسان کے سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔

۳۔ یورپ کی الجھنیں اور پراٹسٹنٹ کی خوش قسمتی ۱۵۳۲ء سے معاہدہ کریپی تک

چارلس پنجم کے اپنے عہد فرمانروائی میں سخت تناقضات و مشکلات میں گھرے رہنے کی مثال ۱۵۳۲ء سے عہد نامہ کریپی تک کی مدت میں جس توضیع کے ساتھ ملتی ہے کسی اور زمانے میں نہیں ملتی۔ اگر دعاوی کم تر وسیع ہوتے تو وہ زیادہ کامیاب ہوتا، لیکن اسی کے دعاؤں کی شان و شوکت ہی نے ایک کو بھی بدرجۂ اتم پورا ہونے نہ دیا۔ مقدس سلطنت روما کے سردار کی حیثیت سے اس کا فرض تھا کہ کلیسا کی وحدت کی حفاظت کرے، الحاد کی بیخ کنی کرے اور پاپائی اقتدار کی حمایت کرے۔ تاہم شاہ جرمنی کی حیثیت سے اس کو الحاد کے دبانے میں تاخیر کرنے پر اس لئے

چارلس کی یورپی الجھنیں

مجبور ہونا پڑا کہ ترکوں کے خلاف پراٹسٹنٹ فرقے کی حمایت حاصل کرنا از حد ضروری تھا۔
بحیثیت شاہ جرمنی اس کا منشاء تھا کہ شاہی اقتدار میں اضافہ کیا جائے اور نفاق و شقاق
کے میلانات کو دبایا جائے۔ اور آسٹروی علاقوں کے فرمانروا کی حیثیت سے
خاندان ہیپسبرگ کے اغراض و مفاد میں وسعت دی جائے، لیکن ان دونو آخرالذکر
مقاصد نے بہت سے کیتھولک رؤسائے کے دلوں میں عداوت و خصومت کی
لہر دوڑا دی۔ شاہ اسپین اور آقائے اٹلی کی حیثیت سے اس پر لازم تھا کہ اپنے
علاقوں اور بحیرۂ روم کو مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ کیا جائے۔ لیکن اس میں اور
دیگر ہر امر میں اس کا مستقل حریف ہمیشہ مزاحمت کرتا رہا، جس نے نہ صرف اس کے
خلاف پوپ سے سازباز کی بلکہ جس زمانہ میں اپنے ملک کے مصلحین پر جبر و تشدد
کرتا تھا عین اسی زمانہ میں جرمنی کے پراٹسٹنٹوں سے انگلستان کے بدعتی بادشاہ
اور حتیٰ کہ غیر مذہبی (سلیمان) سے اتحاد قائم کیا۔

اس عہد کے امور واقعی کو ہمیں نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرنا چاہیئے۔ جو
بذات خود اعلیٰ اہمیت نہیں رکھتے۔ بہ استثنائے آفریقہ مشکل ہی سے کوئی نیا مسئلہ پیدا ہوا
اور یورپی معاملات کی حالت میں کوئی مادی تغیر واقع نہیں ہوا۔ چارلس نے سردست
تو مشرق کی جانب سے مسلمانوں کے حملوں کو روک دیا۔ اور اب اسے اپنی توجہ ان کی
جنوب مغربی نقل و حرکت کی طرف مبذول کرنی پڑی۔ فرڈیننڈ کیتھولک کی فتوحات کی
بدولت اسپینیوں سے آفریقہ کے شمالی ساحل پر ملیلا سے لے کر طرابلس تک مقبوضات
حاصل کئے تھے اور الجزائر اور تیونس کے فرمانبرداروں کی حیثیت گھٹا کر ان کو تابع بنا لیا

بربروسہ کے ساتھ لڑائی
جون تا اگست ۱۵۳۵ء

گیا تھا۔ تاہم ۱۵۱۰ء کے بعد سے اسپینیوں کو متعدد
انقلابات اور گردشوں میں مبتلا ہونا پڑا خصوصاً دونوں
باربروسوں (Barbarosas) کے عروج کے زمانے سے
یہ دو شخص جو ایک یونانی یا ایک البانی معزور سپاہی کے بیٹے تھے الجزائر کے مالک
بن بیٹھے تھے۔ ہیوراک فرزند کلاں ۱۵۱۸ء میں مقتول ہوا۔ لیکن ہیرادین اس
کے چھوٹے بھائی نے تیونس کے حکمران خاندان کے تنازع میں مداخلت کی اور ۱۵۳۴ء
میں اس ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ سلیمان کی تائید حاصل کرنے کی غرض سے

اس کی فتوحات پر قبضہ رکھنے پر رضامندی ظاہر کی، اور ۱۵۳۳ء میں ترکی بیڑے کی کمان بھی حاصل کی۔ اسی ثنا میں خود اس کا بیڑا بحیرۂ روم کو دھمکی دے رہا تھا، اور لوٹ مار کر کے سواحل اسپین و اٹلی کا ناک میں دم کر رہا تھا، اور عیسائیوں کو اٹھا لیجا کر آفریقہ کے بردہ فروشی بازاروں یا مشرق میں فروخت کر دیا جاتا تھا۔ آفریقہ میں ایک جدید اسلامی اقتدار کا عروج جس کی دلجوئی سے فرانسس منہ موڑتا نہیں تھا فوری توجہ کا طلبگار تھا۔ لہذا چارلس نے جدید پوپ پال ثالث (فارنیس) کے ساتھ اپنے اتحاد کی تجدید کر کے، اور حتی الامکان معاملات اٹلی کا تصفیہ کر کے اسپین کو روانہ ہوا۔ وہاں سے اندریا ڈوریا کے تحت ایک بیڑے اور ایک لشکر کے ساتھ جس میں سپاہ کو نہ صرف اس کی سلطنت کے مختلف حصوں سے بھرتی کیا گیا تھا بلکہ مالٹ کے سپاہی بھی آملے تھے وہ آفریقہ کو روانہ ہوا (جون ۱۵۳۵ء) اور نام مولا حسن کی تائید کا تھا جو سلطنت تیونس کے دعویداروں میں سے ایک تھا۔ اس مہم کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ سلیمان امداد نہیں بھیج سکا اور فرانسس امداد دینے سے یا تو گھبرا گیا یا شرمندہ ہو گیا تھا۔ بندرگاہ غالبیطہ پر زبردست دھاوا کر کے ایک ہی حملے میں لے لیا، اور بربروسہ کی فوج کو میدان جنگ میں شکست دی۔ تیونس میں عیسائی اسیروں نے اپنے قید کرنے والوں کے خلاف بغاوت کر دی، اور بربروسہ کو اس ملک کے تخلیے پر مجبور ہونا پڑا۔ جس کو اسپین کی آقائی کے تحت مولا حسن کے حوالے کیا گیا۔ (اگست ۱۵۳۵ء) اگرچہ اس مہم نے بے حد جوش پیدا کر دیا اور شہنشاہ کی شہرت میں بھی اضافہ ہوا لیکن یورپ میں اُس کی توقعات میں کوئی معتدبہ اضافہ نہیں ہوا۔

فرانسس کی سازشیں

فرانسس کا ہرگز ارادہ نہیں تھا کہ عہدنامہ کمبرے کی پابندی کرے اور عزم صمیم کر چکا تھا کہ کم سے کم میلان کی ڈچی واپس لے لے۔ لہذا وہ ایک عرصے سے جرمنی اور اٹلی میں سازشیں کر رہا تھا۔ کلیمنٹ ہفتم کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے اس نے اپنے دوسرے بیٹے ہنری آرلیان کا کیتھرن ڈی مڈیسی سے اس شرط پر عقد کرنے کا وعدہ کیا تھا کہ اٹلی میں ڈیوک کو ایک صوبہ عطا کیا جائے گا یہ وہ صوبہ تھا جس میں غالباً ملان بھی شامل تھا۔ لیکن پوپ کی وفات (۲۵ ستمبر ۱۵۳۴ء) نے اس کی توقعات پر پانی پھیر دیا۔ فرانسس

نے جمعیت شمل کالڈے کے ارکان کے ساتھ بھی گفت و شنید چھیڑ دی تھی (لیکن جمعیت مذکور نے ایک ایسے شخص کی تائید سے انکار کر دیا۔ جو خود اپنے ملک میں پراٹسٹنٹ جماعت پر دست تعدی دراز کر رہا تھا)۔ نیز اس نے سلیمان کے ساتھ ایک تجارتی معاہدہ طے کیا جس میں یہ تجویز بھی زیر بحث لائی گئی تھی کہ میلانیوں پر متحدہ حملہ کیا جائے۔ فرانسس نے اس کے بعد فرانسسکو اسفورزا کے ساتھ ایک ناکام سازش شروع کی، اور اپنے خفیہ گماشتے مراویگلیا کے قتل کی وجہ سے اس رئیس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ میلانیوں تک رسائی کرنے کے لئے ڈیوک سیوائے کے علاقے میں سے گزرنا پڑتا تھا۔ فرانس کے چارلس ہشتم کے زمانے سے سیوائے فرانس کا دوست رہا اور اس کی افواج کو آمد و شد کی اجازت دے رکھی۔ لیکن موجودہ ڈیوک چارلس سوم نے پرتگال کی بیٹرکس سے عقد کیا تھا جو شہنشاہ کی سالی تھی، لہذا اس نے اب اپنے ملک کے اندر سے فرانسیسی افواج کو گزرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ لہذا فرانسس نے ارادہ کر لیا کہ سیوائے اور پیڈمنٹ پر قبضہ کر لے۔ اسی اثنا میں اس نے جنیوا کے کالوینیوں کی تائید کی جو سیوائے کے ڈیوک اور اسقف سے بغاوت کر رہے تھے، اور برن کے سوئیسوں کو ضلع واڈ پر حملہ آور ہونے کی ترغیب و تحریص دلائی۔

اس موقع پر میلان کے اسفورزا کی وفات (۲۴ر اکتوبر ۱۵۳۵ء) نے اس کے معاملات کی حیثیت بدل دی۔ اسفورزا اپنے خاندانِ شاہی کے آبائی سلسلے کا آخری رکن تھا۔ لہذا میلان اب بحیثیت آقا کے چارلس کے تحت چلا گیا۔ شہنشاہ نے

اسفورزا کی وفات ۲۴ر اکتوبر ۱۵۳۵ء

چونکہ ابھی ابھی بربروسہ کی مہم ختم کی تھی اس لئے فرصت کا طالب تھا۔ لہذا اس نے شاہ فرانس کے ساتھ گفت و شنید شروع کر کے اس کو باتوں میں بہلانے لگا۔ فرانسس اپنے دوسرے بیٹے ہنری ڈیوک آرلیان کے لئے میلان کا مطالبہ کرنے لگا۔ چارلس نے کہا کہ اس کے تیسرے فرزند ڈیوک آنگولیم کے حوالے کیا جائے گا بشرطیکہ وہ ایک آسٹروی شہزادی سے عقد کر لے۔

فرانسیسی کوہ ایلپس عبور کرتے اور ٹیورن پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اپریل ۱۵۳۶ء

اس دوران میں فرانسیسیوں نے درۂ سوسا کی راہ سے کوہ آلپس کو عبور کر کے ٹیورن پر قبضہ کر لیا (اپریل ۱۵۳۶ء)۔ بس یہ ہونا ہی تھا کہ چارلس نے اپنی نقاب الٹ دی۔

اور شاہ پر الزام عائد کرنے لگا کہ وہ بیوفا ہے اور ملحدوں اور بے دینوں کے ساتھ اتحاد قائم رکھتا ہے، لہذا اس کو شخصی مقابلے کی دعوت دی اور یہ تجویز پیش کی کہ برگنڈی اور میلان فتح کا انعام قرار دئے جائیں۔ اس سے انکار کر دیا گیا تو انٹونیوڈی لیوا نے شہنشاہی لشکر کی سرکردگی میں لیبا کو عبور کیا (مئی ۱۵۳۶ء) مارکوئس آف سالوزو جو پے مونٹ میں فرانسیسی فوج کی قیادت کر رہا تھا شہنشاہ سے جا ملا، اور چارلس ٹیورن کے قبضے سے بے پروائی برت کر پراونس پہ دباؤ ڈالنے لگا اور توقع یہ تھی کہ فرانسس کو ایک فیصلہ کن لڑائی پر مجبور کیا جا سکے گا۔ فرانسیسیوں نے اپنی قدیم عادت کے برخلاف

چارلس کا پراونس پر ناکام حملہ جولائی، ستمبر ۱۵۳۶ء

فیبیس کا مسلک اختیار کیا اور واپس ہوتے ہوئے ملک کو تباہ و برباد کرتے گئے اور اوگنن اور ویلنس کے مستحکم مقامات میں خود کو پہنچا دیا۔ شہنشاہی افواج ان مقامات پر یورش کرنے سے قاصر رہیں اور قلت غذا اور مرض سے تباہ حال ہو گئیں۔ خود ڈی لیوا بھی اسی کا شکار بنا (۱۰ ستمبر ۱۵۳۶ء)۔ چارلس کامیابی سے ناامید ہو کر اس ملک کا تخلیہ کرنے پر مجبور ہوا (۲۳ ستمبر) اور اسپین کو واپس ہوا تاکہ وہاں اپنے اس اعزاز و وقار کو دفن کر دے جس کو اس نے پراونس میں بے جان کر دیا تھا۔

حامیان شہنشاہ نے پیکارڈی اور لینگیڈاک پر جو حملہ کیا وہ بھی اسی طرح ناکام رہا اگرچہ پیکارڈی میں یہ دوران کارزار فرانسس نے رابرٹ ڈی لامبک، لی جیونے ایوبیچ پکیں کو کھو دیا جو عالم شباب سے اس کا فوجی رفیق اور اس کی سرگزشت کا مصنف بھی تھا۔

پیکارڈی، لینگیڈاک ارٹائے او پیڈمونٹ کی لڑائیاں

۱۵۳۷ء میں فرانسیسیوں نے آرتوا پر چڑھائی کی پے مونٹ کی جنگ اب تک جاری تھی، اور سلیمان اپنے حالیہ معاہدے کی تعمیل میں نیپلز پر حملہ آور ہونے کے لئے بربروسہ کو روانہ کر چکا تھا کچھ مدت کے بعد بذات خود ہنگری پر چڑھائی کی

سلیمان اوراسیک میں فرڈیننڈ کو شکست دیتا ہے۔ اکتوبر ۱۵۳۷ء

اور ایسیک میں فرڈیننڈ[1] کو شکست دی (۸ اکتوبر) سلیمان کے ساتھ فرانسیسیوں کے اس اتحاد

---

[1] موہاکس میں لوئس کے انتقال کے بعد فرڈیننڈ کو شاہ ہنگری کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا

نے یورپ کے طول وعرض میں آتش غضب بھڑکا دی۔ پال سوم نے جو اس وقت تک غیر جانب دارانہ طرز عمل اختیار کیا تھا اب ثالث کی حیثیت سے مداخلت کی۔ فرانسس معاہدے سے ناراض نہیں تھا اور جنگ کے جاری رکھنے سے چارلس کی کوئی توقع وابستہ نہیں تھی۔

گھنٹ کی بغاوت ۱۵۳۷ء

لوتھری جماعت روز بروز قوت حاصل کرتی جارہی تھی اور مسلمانوں کا حملہ، ہنیلز، شہنشاہی اقتدار کو دھمکی دے رہا تھا، اور ادھر شمال میں گھنٹ کے لوگوں نے نیدرلینڈز کے ایجنٹ (نائب السلطنت) کی جانب سے عاید کردہ محاصل کے خلاف بغاوت کردی تھی (۱۵۳۷ء) لہذا نیس میں دس سال التوائے جنگ کا معاہدہ طے کیا گیا (۱۸ رجون ۱۵۳۸ء)۔ اس التوائے جنگ سے عہدنامۂ کیمبرے کی توثیق ہوی۔ حریفوں نے اپنے متحدین کا ساتھ چھوڑ دیا اور ہر فریق کے فتح

نیس کا التوائے جنگ ۱۸ رجون ۱۵۳۸ء

کردہ علاقے اسی کے قبضے میں دے دئیے گئے۔ اس طرح اس کا وبال سیوائے کے ڈیوک پر پڑا۔ فرانسس سیوائے اور پیڈمونٹ کے دو ثلث حصے کو اپنے قبضہ میں لے آیا سوئیسوں نے اس کے بعد سے ضلع واڈ پر قبضہ کرلیا اور بقیہ علاقے شہنشاہ کے قبضے میں آگئے اور صرف نیس بدنصیب ڈیوک کے لئے چھوڑ دیا گیا اس کے بعد ایگیس مورٹس میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی (جولائی ۱۵۳۸ء)۔ فرانسس نے اس توقع میں کہ اسلحہ سے جو چیز حاصل نہیں ہوسکتی تھی وہ ممکن ہے کہ مصالحت سے دستیاب ہوجائے چارلس کے ساتھ انتہا درجہ دوستانہ طرز عمل اختیار کیا۔ مارشل ڈی مانٹمرنسی نے جس نے پراونس کی لڑائی میں بے انتہا شہرت حاصل کی تھی فرانسس سے اصرار کیا کہ چارلس کے ساتھ اتحاد قائم کرلے اور یہاں تک مشورہ دیا کہ انگلستان پر مشترکہ چڑھائی کی جائے جہاں پوپ کے خلاف ہنری ہشتم کی تدابیر اور اسقف فشر اور سرٹامس مور کے قتل نے رعایا میں بیزاری و بے صبری کی لہر دوڑادی تھی۔ اگرچہ فرانسیس نے اس کو رد کردیا لیکن گھنٹ کے باشندوں نے امداد کے لئے ایک عرضداشت روانہ کی پھر بھی اس کے کان پر جوں نہیں چلی اور اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ (دیکھو صفحہ ۲۳۲) لیکن زاپولیا، واٹیوڈوڈ، آف ٹرانسلوینا نے اس کے دعویٰ کی مخالفت کی اور اس کی تائید سلیمان کررہا تھا۔

کچھ عرصے کے بعد شہنشاہ کو فرانس کی راہ سے گھنٹ جانے کا موقع دیا۔

چارلس کی آمد پر شہر گھنٹ نے فرانسس کی امداد کی توقع سے مایوس ہو کر اطاعت قبول کرلی

چارلس گھنٹ کی بغاوت کو دباتا ہے ۲۶ر فروری ۱۵۴۰ء

(۲۶ر فروری ۱۵۴۰ء) اور اپنے تہور و بیباکی کی بھاری قیمت ادا کی۔ چودہ سر برآوردہ شہریوں کو قتل کی سزا دی گئی۔ شہری مراعات چھین لئے گئے زبردست جرمانہ عاید کیا گیا اور شہر کی دیواروں کے اندر ایک فوجی دستے کو جگہ دی گئی اس واقعے نے اس قدیم شہر کی تباہی کو مکمل کر دیا اور اس کی تجارتی فضیلت برو جس کی طرح کیپ کی اطراف تجارتی راستہ دریافت کرنے کی بدولت اینٹورپ کو منتقل ہو گئی تھی۔

ایک لمحے کے لئے تو کچھ ایسا معلوم ہوا کہ شاہ اور شہنشاہ اپنی طویل رقابت کو بالائے طاق رکھدیں گے اور ملحدین اور ترکوں کو روکنے اور باز رکھنے کے لئے آپس میں متحد و متفق ہو جائیں گے۔ یہ قابل تعجب نہیں ہے کہ چارلس نے اپنے دل میں ایسے خیالات

جرمنی میں مذہب پراٹسٹنٹ کا عروج

باندھے تھے۔ سلیمان فرانسیسی اتحاد سے جرأت پیدا کرکے ازسرنو ہنگری کو دھمکی دینے لگا اور بربروسہ الجزائر سے اب تک بحیرۂ روم کو خوف دلا رہا تھا۔ اندرون ملک بھی خطرات کچھ کم نہیں ہو گئے تھے۔ پراٹسٹنٹ مذہب عہدنامہ نیورمبرگ بابت ۱۵۳۲ء سے ترقی پا گیا تھا ۱۵۳۴ء میں ورٹمبرگ کے ڈیوک الرچ کو ریاست واپس مل گئی جہاں سے اس کو بموجب جمعیت سوئیبیا ۱۵۱۹ء میں نکال دیا گیا اور اس ملک کو چارلس کے بھائی فرڈینینڈ کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔ اس ریاست کی واپسی ہیسی کے فلپ کی جانب سے عمل میں آئی جس نے فرڈینینڈ کی افواج کو جنگ لافن (مئی ۱۵۳۴ء) میں شکست دی تھی لیکن جان الکٹر یوس نے بھی اس کو منظور کر لیا اور اگرچہ وہ رومن کیتھولک تھا لیکن خاندان ہیپسبرگ کی پستی کو دیکھ کر خوش ہوا۔ الرچ کے ڈیوک نے فوراً اپنی ریاست میں پراٹسٹنٹ مذہب قائم کر دیا۔ جامعہ ٹیوبنگن مصلحین کی جائے پناہ بن گیا، اور جنوبی جرمنی کی کیتھولک ریاستوں کے اتحاد محکم میں مستقل رخنہ ڈالا گیا۔

شمال میں زیر سرکردگی جان لیڈن منسٹر میں اناپٹسٹوں کا جو انقلاب ۱۵۳۴ء کے موسم بہار میں رونما ہوا تھا تو گویا جماعت کے ساتھ قیام مصالحت کی دھمکی دے رہا تھا۔

اس مذہبی سودائی نے جس نے بے نظام عیاشی و بدکاری کو عجیب طرح کے مذہبی خیالات کے ساتھ متحد کیا تھا۔ ایک اشتراکی نوعیت کی ریاست کے قیام کی کوشش کی اور خود پیغمبر اور بادشاہ ہونے کا اعلان کر بیٹھا لیکن انتہا درجہ پر جوش طرفداری ہی تو تھا اور اس مذہبی مجنون کے خیالات میں کوئی تعلق قایم کر سکتی تھی۔ جس طرح کہ شورش مزارعین میں پیش آیا تھا

منسٹر میں انابپٹسٹ سنہ ۱۵۳۴ء

ہیسی کے فلپ نے جو جمعیت شمل کالڈے کے نہایت سربراوردہ ارکان میں سے تھا قیام امن کی غرض سے فوج کو جمع کیا جان لیڈنی مارا گیا اور اس کے مذہبین منتشر ہو گئے نیز منسٹر اس کے اسقف کو واپس دلا دیا گیا (سنہ ۱۵۳۹ء) بغاوت کی سرکوبی کی بدولت انابپٹسٹوں کے اشتراک و سازش سے مبرا ہو کر لوتھریوں نے شمال جرمنی میں تبلیغ مذہب کے کام کو جاری رکھا۔ سنہ ۱۵۳۵ء میں جوکم اول الکٹر برینڈنبرگ نے، اور سنہ ۱۵۳۹ء میں سکزنی کے ڈیوک نے (جو اس خاندان کے آلبرٹینی شاخ کا رکن تھا) اور جن میں سے دونوں کے دونوں پکے کیتھولک تھے، انتقال کیا۔

جارج ڈیوک آف سکزنی اور جوکم اول الکٹر برینڈنبرگ کی وفات اور انکے جانشین ہنری اور جوکم ثانی سنہ ۱۵۳۵ تا سنہ ۱۵۳۹ء

ان کے جانشینوں میں سے ہنری نے تو لوتھری مذہب اختیار کر لیا اور جوکم ثانی نے مصالحتی مسلک اختیار کیا اور اس کا چھوٹا بھائی جان تیوبارک کا مارگریو جدید خیالات کا سرگرم پیرو بن گیا اور بہت سے چھوٹے چھوٹے رؤسا نے ان کی پیروی کی۔ اور اختتام سنہ ۱۵۳۹ء تک اہم کیتھولک ریاستوں میں صرف آسٹریا، بویریا، پلاٹینی۔ برنوک۔ دالفن ٹبیل اور تین مذہبی الکٹریاں رہ گئی تھیں۔ مزید برآں الکٹر کولون ہرمن دآن ڈیرویڈ کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس کی حالت بھی متزلزل ہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اور الکٹر پیلاٹین نے پراٹسٹنٹ مذہب کو اختیار کر لیا۔

چارلس آزادی حاصل کرنے کی غرض سے فرانسس کو ناکام شرائط پیش کرتا ہے

اس خطرے نے فوری کارروائی کا مطالبہ کیا لیکن یہ اس وقت تک ناممکن تھا جب تک کہ فرانس کی غیر جانب داری کا اطمینان نہو جائے۔ لہذا چارلس نے اپنی سب سے بڑی بیٹی کو فرانسس کے

تیسرے بیٹے سے جو براؤنس کی لڑائی کے دوران میں ولی عہد فرانس کے مارے جانے کے بعد آرلینس کا ڈیوک بن گیا تھا۔ بیاہ دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ اس نے وعدہ کیا کہ ڈیوک کے علاقہ سے فرینچ کومٹی اور نیدرلینڈز کو ملحق کر دے گا بشرطیکہ فرانسس اپنی طرف سے اس کو برگنڈی کی ڈچی عطا کر دے۔ میلان کے تمام استحقاقات اور فلینڈرز کی آقائی سے دست بردار ہو جائے اور سیوائے اور پیئے مون کے مفتوحہ علاقوں کو سیوائے کے ڈیوک کے حوالے کر دے اس کا مطلب برگنڈی کی قدیم ریاست ڈیوک کی تجدید ہوتا۔ لیکن سلطنت کی جنگی خدمت کے لئے عطا کردہ جاگیر (Fief) کی حیثیت سے۔ اور یہ مشتبہ ہے کہ آیا فرانسس کسی بھی صورت میں نہ صرف پیئے مون کے فتوح کو بلکہ ملان کو بھی قطعی طور پر کھو بیٹھنے کو منظور کر لیتا۔ حاصل کلام یہ کہ اٹلی کے دعاوی نے سمجھوتے سے باز رکھا بالآخر ایک دن کی بحث و تکرار کے بعد کہ آیا آرلیان کا ڈیوک فوراً قبضہ کر لے اور آیا ڈیوک لاولد مرنے کی صورت میں یہ علاقے چارلس کو عود کریں چارلس نے اپنے بیٹے فلپ کو ملان کی ڈچی دے دی (اکتوبر ۱۵۴۰ء) اور فرانسس نے دوسری مرتبہ اسلحہ سے چارہ جوئی کرنے کا ارادہ کر لیا۔

جنگ کو پیش نظر رکھتے ہوئے شہنشاہ نے پراٹسٹنٹوں کے خلاف استعمال اسلحہ کے عدم امکان کو محسوس کیا۔ سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ آپس کے سمجھوتے سے معاملے کو طے کیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے اس نے ۱۵۴۱ء کے موسم بہار میں مجلس ریاٹسبن کو طلب کیا۔

مجلس ریاٹسبن میں پراٹسٹنٹوں کے ساتھ مصالحت کی کوشش ۱۵۴۱ء

کچھ عرصے تک تو امکانات مصالحت کی امید افزا حالت رہی۔ کچھ دنوں سے اٹلی میں اصلاح دین کی ایک جماعت نمودار ہوئی تھی جس کی قیادت ریجنالڈ پول انگلستان کا ایک مفرور، وینیشین کنٹارینی، جو اس وقت جرمنی میں پاپائی وکیل تھا اور مورونل اسقف ماڈینا کے ہاتھ میں تھی یہ جماعت فضلاء جس نے اس ارتیابی جذبے کے خلاف ردعمل کی نمائندگی کی تھی جو لیو دہم کے عہد میں اٹلی میں غلبہ پا چکا تھا، مسئلۂ عفو و معافی میں لوتھر کے خیالات کے قریب آ چکی تھی اور ان خرابیوں کی اصلاح کے لئے جنھوں نے روما کے

کلیسا کی ہیئت بدل دی تھی اسی طرح جس طرح کہ خود لوتھر تھا۔ حتیٰ کہ پال سوم نے اعلان کیا کہ وہ بھی کچھ نہ کچھ سمجھوتہ کرنے کا متمنی ہے۔ ریٹسبن میں علمائے مذہب کی ایک کانفرنس زیر صدارت گرینویل منعقد کی گئی، جس میں میلانکتھن، بیوسر اور ڈاکٹر ایک بھی جو لوتھر کے قدیم مخالفین تھے نمودار ہوئے۔ اور تین متنازع فیہ مسائل گناہ، شفاعت، اور نجات پر ایک سمجھوتہ کیا گیا خود مجلس میں مختاروں اور شہروں کے نائبین کی کثرت نے اس سمجھوتے کی موافقت میں اعلان کیا۔ اور پول نے امن و اتفاق پر اظہار مسرت کیا لیکن ان توقعات کو پورا ہونا نہ تھا ایوان رؤسا میں زبردست اختلاف پیدا ہو گیا۔ پوپ نے اصرار کیا کہ اس کو اقتدار حاصل رہے، اور عشائے ربانی کی نسبت رومی خیال کو تسلیم کر لیا جائے لیکن لوتھر کیتھولک کی صداقت و صاف دلی کو ماننے سے قاصر تھا۔ اگر اس مسئلے میں سیاسی اعتبارات سے رکاوٹ نہ بھی پیدا ہوتی تو یہ نہایت مشتبہ ہے کہ آیا کسی اطمینان بخش نتیجہ پر پہنچنا ممکن تھا اور سیاسیات خارج نہیں کی جا سکتی تھی۔ پراٹسٹنٹ فرقے کے ساتھ چارلس کی مصالحت اس کو دوبارہ متحد شدہ جرمنی کے آقا کی حیثیت سے بیحد طاقتور بنا دیتی اور سلطنت کے اندر اور باہر زبردست مخالفت کو برداشت کرنے کی ضرورت نہ پڑتی فرانسس اور پوپ نے رؤسا کے ساتھ جن میں سے اکثر ہیپسبرگ کے اثر سے حسد کرتے اور اپنے سیاسی مراعات کے کھو جانے کا خطرہ محسوس کرتے تھے سازشیں شروع کر دیں شہنشاہ نے ناکام تجویز پیش کی کہ سردست ان شرائط کو قبول کر لیا جائے جن پر علمائے مذہب نے اتفاق کر لیا ہے اور یہ کہ دوسری شرائط کی نسبت دونوں جانب سے رواداری برتی جائے۔ ایوان رؤسا نے سمجھوتے کو مسترد کر دیا جس سے چارلس نہایت برافروختہ ہوا۔ اس طرح ان دونوں مذہبی جماعتوں کے مابین جو سیاسی مخاصمت کی وجہ سے تباہ حال ہو گئی تھیں مصالحت کا آخری موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور یہ ایک ایسی مصالحت تھی کہ اگر وہ مادی صورت اختیار کرتی تو جرمنی بلکہ یورپ کی بھی تاریخ بدل جاتی تاہم پراٹسٹنٹ فرقے کو بہت کامیابی ہوئی چارلس نے آئندہ کشمکش میں ان کی تائید حاصل کرنے کی فکر میں ایک

لے (۱) لیکن ایک (Eck) شروع سے آخر تک اس کی مخالفت کرتا رہا۔ چانسلر گرینویل اور کیتھولک پادری گراپر اور فلک اس کی تائید میں تھے۔

اعلان جاری کیا جس کی رو سے "رسیس آف آگسبرگ" کے نفاذ کو مزید مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا جن اشخاص نے مذہبی جائداد کو دنیاوی حیثیت بخشی تھی انھیں اس جائداد کو قطعی سمجھوتے تک اپنے قبضہ میں رکھنے کی اجازت دی گئی" لوتھر کے متبعین کو شہنشاہی ایوان میں اسیسروں کی حیثیت سے شریک کر لیا گیا اور ایک مجلس عام کے انعقاد تک کسی کو لوتھری مذہب اختیار کرنے کی ممانعت نہیں تھی۔ پروٹسٹنٹ فرقہ کو اپنی غرض وغایت کی طاقت پر اتنا اعتماد ہو گیا تھا کہ ڈیوک آف برنسوک نے جب اس "دوریسیس" کے خلاف شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کو گاسلر سے بہ جبر منوانا چاہا تو جمعیت شمل کالڈ نے اس کو اپنی ڈچی سے نکال باہر کر دیا (سنہ ۱۵۴۲ء کا موسم گرما) اور اس طور پر کیتھولک فرقے نے شمالی جرمنی سے ایک بحر متعلق اہم ریاست کو بھی کھو دیا۔

فرانسس ادھر جان توڑ کوشش کر رہا تھا کہ جرمنی میں مذہبی اختلافات مستقل طور پر پیدا کر دے اور ادھر جنگ کی تیاری میں ہمہ تن مصروف تھا۔ مارشل مون مورانسی کی جس نے چارلس کی دوستی کا مشورہ دیا تھا توہین و تذلیل کی گئی اتحادیوں کی جستجو نہایت سرگرمی کے ساتھ ہونے لگی، اور بالآخر فرانسیسی گماشتے کے قتل سے جب کہ وہ قسطنطنیہ جاتے ہوئے ملانی علاقے سے گزر رہا تھا (۳ جولائی سنہ ۱۵۴۱ء)

فرانسس دوبارہ اعلان جنگ کرتا ہے جولائی سنہ ۱۵۴۱ء

نیس کے التوائے جنگ کو منقطع کرنے کا معقول بہانہ ہاتھ آ گیا۔ لیکن سنہ ۱۵۴۲ء تک کھلم کھلا اعلان جنگ نہیں کیا گیا۔ اس وقفے میں چارلس کو مسلمانوں کے ہاتھوں دو تباہیاں نصیب ہوئیں۔ ہنگری میں سلیمان زبولیا (جس کی وفات سنہ ۱۵۴۰ء میں ہوئی تھی) کے بیٹے کی حمایت کے لئے پیش قدمی کر کے بمقام بودا فرڈیننڈ کو ایک تباہی خیز شکست فاش دی (۳۰ جولائی سنہ ۱۵۴۱ء) اور اکتوبر میں شہنشاہ خود اپنی قیادت میں ایک مہم بربروسہ کے خلاف الجزائر لے گیا لیکن زیادہ تر ساحل افریقہ کے طوفان خیز موسم کی بدولت اس میں بھی ناکامی ہوئی۔

اتحادیوں کے فراہم کرنے کی کوشش میں فرانسس کو خاطر خواہ کامیابی نہیں نصیب ہوئی۔ ہنری ہشتم جو اس وقت جیمس پنجم کے ساتھ جنگ میں مصروف

اور جس کا خاتمہ سالوے ماس میں اسکاٹوں کی شکست پر ہوا (دسمبر) اپنے فرانسیسی اتحادیوں کو امداد دینے پر مائل نہیں تھا۔ مزید برآں تاجدار انگلستان اور شہنشاہ کے مابین کیتھرائن آف آراگن کے طلاق کے مسئلے میں جو وجہ مخاصمت پیدا ہوگئی تھی اب وہ اس کے انتقال کے باعث ایک حد تک رفع ہوچکی تھی اور این آف کلیوس کی طلاق اور ۱۵۴۰ء میں کرامول کی برطرفی کے بعد پراٹسٹنٹ فرقے کے ساتھ انگریزی اتحاد کا تمام خیال ترک ہوگیا۔ لہذا ہنری نے فرانسس کی درخواستوں کو مسترد کردیا اور چارلس کے ساتھ ازسرنو اتحاد قائم کرنے لگا جرمنی کے پراٹسٹنٹ شہنشاہ کی مراعات سے مطمئن ہوکر خاموش ہورہے پوپ پال سوم مسلک غیرجانب داری پر قائم رہا۔ لہذا اب صرف سلیمان، تاجداران ڈنمارک وسویڈن اور کلیوس کا ڈیوک فرانسس کے اتحادیوں میں رہ گئے تھے ان میں سے کرسٹین سوم تاجدار ڈنمارک، چارلس سے اس بنا پر برافروختہ ہوگیا تھا کہ چارلس نے تاج ڈنمارک کے لئے خاندان وٹلباش کی پلاٹینی شاخ کی حمایت کی تھی۔ گسٹیوس واسا شاہ سویڈن نے یہ آشکار کیا تھا کہ چارلس کی مہربانیوں کی بدولت اس کے کاشتکاروں نے بغاوت کردی تھی۔ اور کلیوس کا ڈیوک شہنشاہ کے اس دعوی پر معترض تھا کہ گلڈرس کے چارلس کی وصیت کے بموجب جو ۱۵۳۸ء میں لاولد فوت ہوا تھا گلڈرس اس کو واپس ملے۔

اتحادیوں کی فراہمی کے لئے فرانسس کی کوشش

۱۵۴۲ء کی لڑائی

فرانسس نے اپنی معمولی چالبازیوں کے برعکس اہل ملان پر براست حملہ آور ہونے سے احتراز کیا اور اگرچہ وہ پیڈمون میں مدافعت پر کاربند رہا لیکن اپنی پوری توجہ نیدرلینڈز اور روزیلن پر مبذول رکھی پہلی لڑائی (۱۵۴۲ء) سے اہم نتائج مترتب نہیں ہوئے لکزمبرگ ساتھ تو آیا پر چھین جانے کے لئے۔ اور روزیلن پر چڑھائی کی گئی تو پرگینڈی کی مزاحمت کی وجہ سے ناکام رہی۔ تاہم ۱۵۴۳ء کے آغاز میں چارلس کی حیثیت کافی تشویشناک تھی۔ سلیمان

لہ (۱) جیمس نے (۱) فرانسس اول کی بیٹی ماگڈیلین، (۲) میری آف گائز سے شادی کی تھی۔

ہنگری کے ایک بڑے حصے کا مالک بن بیٹھا تھا اور ایک فیصلہ کن ضرب لگانے کی تیاری میں مصروف تھا۔ بربروسہ پئے سون پر حملہ کرنے کے لئے فرانسیسیوں سے ملا جلا تھا۔ پوپ اس لئے برہم ہو کر کہ چارلس نے پوپ کے پوتے اٹیویو فارنیس کو ملان عطا کرنے سے انکار کر دیا، پراٹسٹنٹ فرقے کو مراعات دے دئے۔ اور ایک مجلس عامہ کا مطالبہ کر رہا تھا، فرانس کی طرف مائل ہو گیا۔ ڈنمارک نے آبنائے ساؤنڈ کا راستہ جرمن جہازوں کے لئے بند کر دیا۔ مزید برآں یہ شنبہ تھا کہ آیا ہیسی کا فلپ اور سیکزنی کا جان فریڈرک، کلیوس کے ڈیوک کی پامالی کو گوارہ کر ہیں گے اور خاص کر اس لئے بھی کہ ڈیوک جان فریڈریک کا برادر نسبتی تھا اور یہ مشہور تھا کہ اس کو پراٹسٹنٹ مذہب کے ساتھ خاص ہمدردی ہے۔

تاہم شہنشاہ انگلستان کے ساتھ گفت وشنید صلح میں کامیاب ہوا۔ ۱۵۴۲ء میں جیمس پنجم اسکاٹ لینڈ کے انتقال پر اس کی ریجنٹ (نائب السلطنت) میری گائیز نے شاہ انگلستان کی تمام شرائط کو مسترد کر دیا اور فرانس سے اتحاد جاری رکھا۔ لہٰذا ہنری دوبارہ چارلس کی طرف متوجہ ہوا۔ ۱۱ر فروری ۱۵۴۳ء کے عہدنامہ کی رو سے شہنشاہ اور تاجدار انگلستان نے اس امر پر اتفاق کیا کہ فرانس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ ترکوں کے اتحاد سے دست بردار ہو جائے، ترکوں کی جنگ

ہنری کا اتحاد چارلس کے ساتھ فروری ۱۵۴۳ء

کی وجہ سے سلطنت پر جو مصارف عائد ہوئے، ان کو بطور ہرجانہ ادا کرے، اور شاہ انگلستان کو ادا شدنی قرضہ جات کی ضمانت کی حیثیت سے بولون اور دیگر شہروں کو حوالے کردے اگر فرانس نے ان شرائط سے انکار کر دیا تو متحدین اس وقت تک جنگ جاری رکھیں گے جب تک کہ برگنڈی چارلس کو واپس نہ مل جائے اور انگلستان نارمنڈی اور گینی نیز تاجِ فرانس کی نسبت اپنے استحقاقات کو ثابت نہ کر دے۔

ماہ مئی میں چارلس عجلت کے ساتھ اسپین سے روانہ ہو گیا اور جرمنی میں وارد ہوا۔ جان فریڈرک نے سیکزنی کی غیر جانب داری حاصل کر لی۔ ڈیوک آف کلیوس کے علاقے میں داخل ہوا اور گلڈرس کے دعوی سے اس کو دست بردار ہو جانے پر مجبور کیا (اگست

۱۵۴۳ء کے خونی واقعات

ستمبر میں بربروسہ اور کونٹ انگھین نے فرانسیسی افواج کی سرکردگی میں نیس پر مشترکہ حملہ کیا لیکن ڈوریا کی سرکردگی اسپینی بیڑہ اور میلانی فوج کی آمد سے انھیں ہزیمت ہوئی۔ ایک مسلمان کے ساتھ اتحاد قائم کرکے جو نفرت پیدا کی گئی اس کا عوض کرنے کے لئے فرانسس کو فتوح کا دلاسا بھی کافی نہیں تھا۔ ہنگری میں فی الحقیقت سلیمان بے روک پیش قدمی کئے جا رہا تھا اور اواخر اگست تک ہنگری کا قریباً سارا ملک مفتوح ہو چکا تھا۔ لیکن اس

مجلس اسپائیرس فروری ۱۵۴۴ء چارلس فرانسس کے خلاف سلطنت کی تائید حاصل کرتا ہے

کامیابی کی بھی فرانسس کو گراں قیمت ادا کرنی پڑی۔ مجلس اسپائرس میں جو فروری ۱۵۴۴ء میں منعقد کی گئی، چارلس نے شاہ فرانس پر عالم عیسائیت کے دشمن ہونے کا الزام عاید کیا۔ اس نے پراٹسٹنٹ جماعت کے سامنے اس واقعے کا انکشاف کیا کہ فرانسس نے ۱۵۳۹ء میں سلیمان کے سامنے یہ شرط پیش کی تھی کہ اگر اسنے میلان کو ملحق کرلیا تو وہ اس کی مدد کرے گا۔ لہٰذا اس نے مذہبی امور سے متعلق مزید مراعات عطا کئے۔ اس نے وعدہ کیا کہ ایک عام عیسائی مجلس طلب کیجائے گی اور اگر پوپ نے اس میں تاخیر کی تو وہ مذہبی مسائل کے قطعی تصفیے کے لئے آئندہ سال ایک اور دوسری مجلس طلب کرے گا۔ پراٹسٹنٹ فرقہ نے ترک کے ساتھ ناپاک اتحاد کے قیام پر ہیبت ونفرت کا اظہار کیا اور شہنشاہ نے ایک اور مرتبہ فرانسیسیوں کے خلاف جنگ میں سلطنت کی تائید حاصل کی۔ اسی موقع پر ڈنیمارک نے فرانس کے اتحاد کو خیرباد کہہ دیا۔ فرانسس کو اب ایک اہم اتحاد و اتفاق دھمکی دینے لگا۔ پہلے موقع میں کونٹ انگھین نے مارکوبس ڈی گسٹو اور میلان کی فوج پر بمقام سرلوس (۱۱ اپریل) ایک فیصلہ کن فتح حاصل کی

حامیان شہنشاہ کی کامیابی

لیکن جون میں شہنشاہی پسندوں نے لکزمبرگ کی تسخیر کے بعد شمپین پر چڑھائی کی اور مارن تک پیش قدمی کرتے چلے گئے اور ادھر انگریز ساحل پر اتر پڑے۔ اگر ہنری پیرس پر ایک متفقہ چڑھائی کرنے میں چارلس کے ساتھ اشتراک عمل کے لئے اپنے قول و قرار کی پابندی کرتا تو پایۂ تخت مسخر ہو جاتا لیکن اپنی خاص تجاویز میں مشغول رہ کر اس نے بولون

کے محاصرے میں تاخیر کی، اور یہ شہر ستمبر تک مسخر نہیں ہو سکا۔ اس عہد و پیمان شکنی سے
برافروختہ ہو کر فرانسس اور ترک کے مابین خطرناک اتحاد کو توڑنے کی فکر میں اور جرمنی
میں پراٹسٹنٹوں کے ساتھ پیش آنے میں آزادی حاصل کرنے کی غرض سے چارلس نے
جو علاوہ ازیں رقم کی سخت ضرورت محسوس کر رہا تھا شرائط صلح پیش کر دیں۔

فرانسس زیادہ تر اپنے غیر معتدل طرز زندگی کی وجہ سے سخت علیل تھا
اس کی (محبوبہ) ہیڈیم دے اسٹانپ کو یہ خوف پیدا ہو گیا کہ شاہ کی وفات کے بعد
تمام اثر اس کے ہاتھ سے نکل کر اس کی حریف۔ اور دشمن پائیٹیرس کی دیانا کے ہاتھوں
میں چلا جائے گا۔ جو ایک دفعہ خود شاہ کی داشتہ تھی اور اب ولی عہد فرانس پر جس کا زور
بہت چلتا تھا، لہذا وہ متردد تھی کہ اپنے دوسرے بیٹے آرلینس کے لیے کوئی خود مختار ریاست
حاصل کرے۔ اس کو اپنے بھائی کے ساتھ دشمنی تھی لہذا ممکن ہے کہ وہ مستقبل میں
اس کے کام آئے لہذا اس نے شاہ کو مجبور کیا کہ شہنشاہ کے شرائط کو منظور کر لے فرانسس نے
اس کو مان لیا اور ستمبر ۱۵۴۴ء کو عہد نامۂ کریسپی کی بدولت دونوں حریفوں کے
مابین آخری جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کی رو سے طے یہ ہوا کہ نیس کے التوائے جنگ
کے بعد سے جتنی فتوحات عمل میں آئی ہیں اُن سے دست برداری حاصل کیجائے شہنشاہ
نے برگنڈی سے اپنے حقوق کو واپس لے لیا، اور فرانسس نیپلز کے حقوق اور فلینڈرس اور

معاہدۂ کریسپی
۱۸ ستمبر ۱۵۴۴ء

آرٹائے کی آقائی سے دست کش ہو گیا۔ شہنشاہ نے پھر وعدہ
کیا کہ اگر ڈیوک آف آرلینس نے اس کی بیٹی سے عقد کر لیا تو
ہندرلینڈز اور فریج کومٹی اس کو دے دیگا یا اگر اس کی بھتیجی
فرڈیننڈ کی بیٹی سے عقد کر لے تو میلان کی نوابی دے دیگا۔ لیکن چارلس نے اس فیصلے
کا حق کہ ان میں سے کس کے ساتھ شادی کی جائے اپنے لئے محفوظ رکھا اور عہد نامہ کی
تکمیل پر سیوائے اور پیڈمونٹ ڈیوک چارلس سوم کو واپس کئے جانے والے تھے۔ بالآخر
دونوں حریفوں نے اس شرط کو تسلیم کر لیا کہ ترک کے خلاف عالم عیسائیت کی مدافعت
اور کلیسا کے اتحاد و امن کے لئے متحد و متفق ہو جائیں۔

ہنری نے چارلس کے ترک رفاقت کی سخت شکایت کرتے ہوئے۔ فرانسس
کے ساتھ اپنی جنگ ۱۵۴۶ء کے گرما تک جاری رکھی۔ اس کے بعد اس نے وعدہ

عہد نامہ آرڈرس ۷ جون ۱۵۴۶ء

کیا کہ اگر فرانسس ایک معینہ رقم آٹھ سال میں ادا کرے اور ۱۵۲۵ء اور ۱۵۲۷ء کے اقرار کے بموجب مدامی وظیفہ دے تو بولون واپس کر دیا جائے گا۔

آرلینس کا عقد جس کے ساتھ تاجدار فرانس کی اتنی ساری توقعات وابستہ تھیں اسی ڈیوک کے انتقال کے باعث عالم ظہور میں نہ آسکا (۱۵۴۵ء)۔ لہذا فرانسس اب یقیناً پیڈمونٹ اور سیوائے میں فتح کردہ علاقوں کی واپسی پر مجبور نہیں تھا لیکن کہا جاتا ہے کہ یہ علاقے چار تباہ کن جنگوں کا جس میں کہا جاتا ہے کہ فرانس کے دو لاکھ آدمی کام آئے نہایت ناکافی معاوضہ تھے۔

فرانسس عہد نامہ کریپی کے بعد ڈھائی سال تک زندہ رہا۔ لیکن یہ زمانہ صرف فرانس میں ہیوگیناٹس کے جور و ظلم کے لئے قابل ذکر ہے، جس پر آگے بحث کی جائے گی۔

فرانسس اول کا انتقال ۳۱ مارچ ۱۵۴۷ء

۳۱ مارچ ۱۵۴۷ء کو وہ ٹھیک اسی وقت ایک ایسے مرض کا شکار ہوا جو بے احتیاط زندگی کا نتیجہ تھا جب کہ وہ بار دیگر جرمنی کے معاملات میں مداخلت کرنا چاہتا تھا۔ فرانس کے بعض ہی تاجدار اپنی زندگی کے دوران میں اس قدر مشہور ہوئے اور تاریخ میں یہ مقام پایا، تاہم اس میں شبہ کیا جا سکتا ہے کہ آیا فرانسس اس شہرت و نیک نامی کے لائق تھا۔ اس کا کردار اگرچہ بعض سطحی دلکشیوں اور دلربائیوں سے قاصر نہیں تھا، لیکن بلند اور اعلیٰ اصول سے یکسر معرا تھا۔ اس کی فیاضی نے اسے بے انتہا فضول خرچی اور ذلیل بے اعتدالیوں میں ڈال دیا تھا۔ اس کی بہادری میں لطافت و سنجیدگی اور اخلاق کے فقدان کی وجہ سے خرابی پیدا ہوگئی تھی۔ اس کی شجاعت، صید و شکار اور مردانہ بازیوں، حتیٰ کہ اس کے ادبی اور فنِ لطیف کے ذوق میں بھی، اگرچہ وہ بذاتِ خود قابل تعریف ضرور ہیں، اکثر ناکارہ اوصاف کو شامل کرتی ہے اور نہ یہ آسانی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ہر فن و ادب کی سرپرستی اور السنہ اور سائنس کی تعلیم کے لئے کالجِ فرانس کے قیام سے اپنے ملک کو کس طرح فائدہ پہنچایا۔ بلاشبہ اس کے عہد میں نشاۃِ جدیدہ کے فنِ تعمیر کا ایک عظیم الشان دریا امنڈ آیا جس کی بہترین مثالیں لوور اور لوار کے بعض محلات

ہیں۔ ادب میں رابیلے نے، مصوری میں دونوں کلوئیوؤں نے، بت تراشی میں جین گوجوں نے سارے یورپ میں شہرت و ناموری حاصل کی ہے، اور اجنبیوں میں سے لیونارڈو وڈا ونسی اور اندریا ڈل سارٹو دو مصوروں کا اور فلزات پر نقش کندہ کرنے والا اور بت تراش بنوینوٹو سیلینی کا دربار میں خیر مقدم کیا گیا۔ تاہم یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا یہ تجدید فنونِ لطیفہ، شاہی سرپرستی کی بدولت عمل میں آئی تھی یا نہیں اور کم سے کم حکومت اور نظم و نسق کے زیادہ اہم امور میں فرانسس کا نام اصلاح کی اہم تدابیر کے ساتھ وابستہ نہیں ہے۔ اُس کے عہد میں سرکاری خدمات کو فروخت کرنا ایک رواج میں داخل ہو چکا تھا، شاہی افسروں کی رشوت ستانی میں ترقی اور محاصل میں اضافہ ہو گیا۔ فرانسیسی کلیسا کی آزادی پوپ اور حکومت فرانس کے مابین سمجھوتہ ہو جانے کی وجہ سے سلب ہو گئی۔ اسٹیٹس جنرل کو صرف تین مرتبہ طلب کیا گیا، لیکن کوئی مزید استحقاقات حاصل نہیں کئے گئے۔ یہ امر واقعی ہے کہ امراء کو دباؤ میں رکھا جاتا تھا اور بیرونی ممالک کی لڑائیوں میں اور خود دربار شاہی میں خوش رکھا اور بہلایا جاتا تھا۔ اُن کا بہت سارا اقتدار کھو گیا لیکن وہی دفتری حکومت کو حاصل ہو گیا۔ اور اس اقتدار کے کھو جانے سے اُن کی فائدہ مندی بھی زائل ہو گئی۔ انھوں نے اپنے حقوق کو قائم رکھا، دربار کی پھوٹ اور نااتفاقیوں کو ابھارتے اور بھڑکاتے رہے اور رفتہ رفتہ اُن کی ایک ایسی فتنہ انگیز اور مفسدہ پرداز جماعت بن گئی کہ اس نے فرانس کو سالہا سال تک پریشان رکھا۔ حقیقت میں ادنیٰ طبقات سرکاری خدمات کی بدولت ایک حد تک سربلند ہوئے۔ لیکن ان کا اقتدار صرف ملازمین شاہ اور دفتری حکومت کے ارکان کی حیثیت سے قائم تھا، جس نے تمام مقامی زندگی اور دستوری آزادی کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ فرانسس کے عہد حکومت میں حکومت کی مطلق العنانی میں بہت اضافہ ہو گیا، اور یہ اُس صورت میں جائز ہو سکتا ہے جب کہ نظم و نسق فائدہ بخش ہو، لیکن یہی چیز مفقود تھی۔ اور نہ اس کی خارجی حکمت عملی ہی قابل تحسین ہے۔ اگرچہ یہ درست ہو سکتا ہے کہ اس نے یورپ میں اسپینی ہیپسبرگ کے شاہی خاندان کی فضیلت و بزرگی کے قیام میں چارلس کی کوششوں پر پانی پھیر دیا لیکن دولت عثمانیہ کے ساتھ اتحاد قائم رکھنے کی وجہ سے ہم اس کو بمشکل ہی معاف کر سکتے ہیں۔

جب ہم ہیوگیناٹس پر اس کے جبر و تشدد کو یاد کرتے ہیں تو جرمنی میں پیروان لوتھر کی تائید کو حق بجانب قرار دینا دشوار ہے۔ چارلس کے غلبہ و تسلط پر حسد کر کے اس نے اپنے ملک کو اسی لاپروائی اور بے دھڑک پن سے جنگ کی آگ میں جھونک دیا جیسے کہ قدیم زمانے کا مبارز اکھاڑے یا میدان میں اترآتا تھا۔ اور پچھلے تجربوں کے باوجود ماورائے الپس کی سلطنت کے کھلونے سے کھیلتا رہا اور خود اپنے ملک کی حقیقی سرحدوں کی توسیع و تقویت کو نظرانداز کر دیا۔ وہ بہ نسبت ایک جنرل کے ایک افسر کمپنی کی حیثیت سے اچھا تھا۔ ایک خوش مزاج اور ہشیار انسان لیکن ایک بڑا ناجدار تھا۔ یہ عاشق مزاج بادشاہ اپنے پیچھے ایک مطلق العنان حکومت چھوڑ گیا جس کو کسی نظام دستوری کی تائید حاصل نہیں تھی، بھاری محاصل عائد کئے گئے تھے، حکومت قرضے سے زیر بار تھی حکام ناقص اور راشی، دربار فسق و فجور سے آلودہ، طبقۂ امراء مفسدہ پرداز تھا، اور قوم قتال و جدال سے بھری ہوئی اور مذہبی منافرت سے مضطرب اور درہم برہم تھی۔ اس کے انتقال کے بعد فرانس پر جو مصیبتیں نازل ہوئیں ان کو ہم ایک حد تک اس کی حکمت عملی سے منسوب کر سکتے ہیں۔ لیکن باوجود ان سب خرابیوں کے مورخوں نے اس کے عہد حکومت پر جو رائے ظاہر کی ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دراصل مستحق ہے۔

پانچواں باب

جنگِ شمل کالڈے سے عہدنامۂ کیٹیو کمبریسیس تک

چارلس اور پراٹسٹنٹ۔ مجلس ٹرنیٹ کا اجلاس دوم۔ ماریس کی حمایت حاصل کی گئی۔ لوتھر کی وفات۔ جنگِ شمل کالڈے کا آغاز جنوبی جرمنی میں چارلس کی کامیابی۔ کونسل کی بولونا کو منتقلی۔ جنگ ملبرگ۔ مجلس آگسبرگ۔ چارلس اور پال ثالث وقفہ۔ چارلس اور جولیس سوم۔ کونسل ٹرنٹ کے اجلاس دوم کا خاتمہ۔ ماریس پراٹسٹنٹوں سے جاملتا ہے۔ عہدنامۂ فریڈوالڈ۔ فرڈی نینڈ کا مسلک چارلس کا فرار انسبرگ سے۔ عہدنامۂ پاساؤ ماریس کی وفات مجلس و صلح آگسبرگ۔ ورسیلز کی عارضی صلح۔ تخت سے چارلس کی دست برداری اور وفات۔ فرانس اور اسپین کے مابین آخری جنگ۔ گریولنس اور سنٹ کونٹن کی جنگ۔ کیٹیو کمبریسیس کا عہدنامہ۔

۱۔ جنگِ شمل کالڈے اور ملبرگ کی لڑائی

صلح نامۂ کریسپی پر دستخط ثبت ہونے کے ساتھ ہی جرمنی کے پراٹسٹنٹوں کیساتھ نبٹنے کے لئے بالآخر شہنشاہ کو موقع مل گیا اس نازک موقع پر چارلس کے طریقۂ عمل کو معلوم کرنے کے لئے اس کے اصلی مقصد زندگی کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

بالآخر چارلس کو پراٹسٹنٹوں کیساتھ پیش آنے کی آزادی ملتی ہے

میکسی ملین سے اس کو یہ خیال ورثہ میں ملا تھا کہ

مغربی یورپ میں ایک عالمگیر شہنشاہی اور سیادت قایم کی جائے۔ اور اس کی وادی اسابلا سے اسے راسخ الاعتقادی ملی تھی جو اسپینی قوم کا امتیاز خصوصی ہے۔ ایسے خیالات رکھنے والے شخص کے حق میں لوتھری تحریک خواہ سیاسی ہو خواہ مذہبی دونوں نقطہائے نظر سے مساوی طور پر ناپسند تھی۔ اور اگر وہ اپنے پختہ اعتقادات پر عمل کرنے کے قابل ہوتا تو ۱۵۲۱ء میں جدید خیالات کی بیخ کنی کے لئے فوری تدابیر اختیار کرتا۔ لیکن چارلس سودائی یا مجنوں نہیں تھا، اور اس موقع کی شدید سیاسی ضروریات نے اس کو وزرا کا مشورہ سننے پر مجبور کر دیا تھا، اور خاص کر گاٹی نارا کی وجہ سے جس نے اس کو زمانہ سازی سے کام لے کر مصالحتی تدابیر کے ساتھ پیروانِ لوتھر کو اپنا طرفدار بنا لینے کی تاکید کی تھی۔ اس وقت سے آج تک اس کو اسی راستے پر چلنا ضروری تھا، لیکن کچھ عرصے سے وہ ایک قومی مجلس کے ذریعے مذہبی اشکال کے تصفیے کے امکان اور مفاہمت کے خیال کو دل میں رکھتا تھا۔ [صفحات ۲۵۲-۲۶۱-۲۶۶]

اگرچہ اس مسلک نے شہنشاہ کے سیاسی مقاصد کی تکمیل میں مدد دی۔ اور پیروانِ لوتھر کو میدانِ جنگ میں دشمنوں کے ساتھ جا ملنے سے باز رکھا، لیکن انھیں ملا لینے میں ناکام رہا۔ شہنشاہ کبھی اس عزم سے نہیں ٹلا کہ اگر ضرورت لاحق ہو تو بزورِ شمشیر ہی اختلافات کا خاتمہ کیا جائے۔ کچھ دنوں خصوصاً گاٹی نارا کے انتقال ۱۵۳۰ء کے بعد سے اس نے زیادہ تر اپنی ذات پر اعتماد کرنا سیکھا تھا، اور اب آخر کار عمل کی ساعت آ چکی تھی۔ اسی اثنا میں چارلس کے اسپینی میلانات میں شدت پیدا ہو چلی تھی۔ ۱۵۲۱ء میں آسٹریا کی اراضی سے فرڈی نینڈ کے حق میں دست بردار ہونے کے بعد سے اسپین کو اپنی حکومت کا مرکز خیال کرنے لگا اور کلیسا اور حکومت میں اسپین کی اغراض و مقاصد کو اپنا مطمح نظر بنا لیا۔ اسپین ہی تھا جس نے اسے پوری کشمکش اور جد و جہد میں مدد دی تھی، اور اب وہ شاہ اسپین اور شہنشاہ مغرب کی حیثیت سے نہ کہ ایک جرمنی رئیس کی طرح کلیسائے قدیم اور سلطنت کا اتحاد قایم کرنے کا خواب دیکھنے لگا تھا۔ لیکن وہ اتنا زبردست مدبر تھا کہ عجلت سے اپنے مقصد کو

برباد کرنے کا اندیشہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے پراٹسٹنٹوں کی قوت کو محسوس کیا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ نہایت احتیاط کے ساتھ اس کو قدم بڑھانا ہے۔ جرمنوں نے اکثر ایک مجلس عامہ کے لئے درخواست کی تھی، اور اگر اب ایک مجلس طلب کی جا سکے تو وہ چند اصلاحات عمل میں لا سکتی ہے جس کی بدولت زیادہ اعتدال پسندوں میں مصالحت اور اس کو تقویت حاصل ہو سکے گی۔ اس کے لئے پوپ کی

پوپ کے ساتھ سمجھوتہ

رضامندی ضرور تھی۔ لہٰذا چارلس نے پال کے پوتے اٹیو یو فارنیسی کو پارما اور پیاسنزا دینے کا وعدہ کیا اور پوپ نے مارچ ۱۵۴۵ء میں کونسل کو دوبارہ بمقام ٹرنیٹ طلب کرنے سے رضامندی ظاہر کی[۱]۔ اسی اثنار میں شہنشاہ نے وارمس میں مجلس منعقد کی۔ کونسل کی نسبت شہنشاہ کی توقعات میں کامیابی نہیں ہوئی اور اس نے مجلس کا اجلاس دسمبر تک نہیں منعقد کیا۔ کونسل میں کم اراکین نے شرکت کی۔

کونسل ٹرنیٹ کا دوسرا اجلاس دسمبر ۱۵۴۵ء

صرف چالیس اسقف شریک تھے جن میں سے اطالویوں اور اسپینیوں کی تعداد یقیناً غالب تھی۔ لہٰذا پراٹسٹنٹوں نے اس کو ایک آزاد اور عام کونسل کی حیثیت سے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ ارکان افراد کی حیثیت سے رائے دیں نہ کہ اقوام کی حیثیت سے، اور یہ ایک ایسا طرز عمل تھا جس سے پاپائی جماعت کی فتح یقینی تھی۔ مزید برآں چارلس کی یہ خواہش کہ کونسل اعتقادات پر غور خوض کرنے کو ملتوی کر دے اور خرابیوں کی اصلاح پر توجہ مبذول کرے مسترد کر دی گئی۔ تصفیہ یہ ہوا کہ دونوں موضوعوں پر ایک ساتھ غور کیا جائے" اور سند روایت کے مسئلے اور اصولِ شفاعت کی نسبت روما کے خیالات قایم رہیں۔

اس اثنار میں چارلس نے جرمن رؤسا کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش میں جرمنی میں زیادہ کامیابی حاصل کی۔ ڈیوک ولیسم والی بویریا جو

۱۔ اس کو ۱۵۴۲ء ہی میں طلب کیا گیا تھا لیکن کونسل ملتوی ہو گئی تھی۔

چارلس جرمنی میں اکثر روسا، جرمنی خصوصاً سیکزنی کے ماریس کو اپنا طرفدار بنانے میں کامیاب ہوتا ہے۔

اپنے بھائی کے انتقال (۱۵۴۵ء) کے سبب نوابی کا واحد حکمران بن بیٹھا تھا۔ اگرچہ خود رومن کیتھولک تھا لیکن اب تک جمعیت شمل کالڈے کے ساتھ جوچلے کرتا رہا۔ اس کو یہ وعدہ کرکے ملا لیا گیا کہ فرڈی ننڈ کی بیٹی اس کے بیٹے سے بیاہ دی جائے گی۔ اور اگر فرڈی ننڈ اولاد نرینہ کے بغیر مرجائے تو بوہیمیا اس کو واپس دے دیا جائے گا۔ اور یہ توقعات بھی دلائی گئیں کہ اگر الکٹر پیالیٹن پراٹسٹنٹ مذہب پر اڑا رہے تو الکٹری کا مرتبہ پیالیٹن سے خاندان وٹلباش کی بویریائی شاخ کو منتقل کیا جائے گا۔

برنیڈنبرگ کسٹرن کا جان، نیومارک کا مارگریو، اور برنیڈنبرگ کلمباچ البرٹ آلسی بیاڈس، خاندان ہوہنزلرن کے دو کم عمر ارکان بھی ورٹمبرگ کے ڈیوک کی بحالی سے خفا ہوکر (صفحہ ۲۶۰ ملاحظہ ہو) شہنشاہ سے جاملے۔ مزید یہ کہ چارلس، جو کم الکٹر برنیڈبرگ، فریڈرک الکٹر پیالیٹن اور بعض شہروں کو جو جمعیت کے ارکان تھے غیر جانب دار بنانے میں کامیاب ہوا۔

اس کے تمام اتحادیوں میں سیکزنی کے ماریس کو دوسروں سے کہیں زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ سیکزنی کے خاندان ویٹن کی تاریخ جرمنی روسا کے اس عام رواج کے قبیح نتائج کی کہ وہ اپنے علاقوں کو اپنے لڑکوں میں تقسیم کردیتے تھے بین مثال پیش کرتی ہے۔ ۱۴۶۴ء میں سیکزنی کا فریڈرک دوم فوت ہوا اور ملک کو اپنے دونوں لڑکوں ارنسٹ اور آلبرٹ کے لئے چھوڑ گیا، اور اس روز سے ان دونوں خاندان میں انتہائی بغض وحسد کی آگ مشتعل ہے۔ لوتھر کی تحریک کے ابتدائی دور میں الکٹر فریڈرک دانا، الکٹر جان اور الکٹر جان فریڈرک جو بڑے بھائی یا ارنسٹ کے خاندان کے نمایندے تھے، اپنے دارالسلطنت وٹنبرگ میں اصلاح کی سچے دل سے حمایت کرتے رہے، اور جارج جو البرٹن کے سلسلے کا نمایندہ تھا میلسن میں قدیم مذہب کا یکتا حامی تھا۔ یہ وجہ اختلاف ایک حد تک اس وجہ سے رفع ہوگئی کہ ہنری برادر ڈیوک جارج نے جو ۱۵۳۹ء میں

اپنے بھائی کا جانشین ہوا تھا لوتھر کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔ ماریس نے ۱۵۴۱ء میں اپنے باپ کا جانشین بننے کے بعد اپنے پراٹسٹنٹ ہونے کا اعلان کیا اور لینڈ گریو فلپ والی ہیسی کی لڑکی سے عقد کر لیا۔ تاہم اس نے اپنے کیتھولک چچا جارج کے بعض وزرا کو جن میں کار لوؤز بھی شامل تھا واپس بلا لیا تھا۔ نیز اس نے جمعیت شمل کالڈے میں شریک ہونے سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ وہ بغض وحسد کی وجہ سے کم زور اور منقسم ہو چکی تھی، اور اس نے ہمیشہ اپنی خود مختار حیثیت قایم رکھی تھی، اور اس بات سے اس کے بھائی ناخوش تھے۔ اس طرح اس میں اور جان فریڈرک الکٹر میں جو مغائرت بڑھتی گئی۔ وہ رفتہ رفتہ جھگڑے کے شخصی اسباب کی بنار پر اس میں اور اضافہ ہوا۔ جرمنی کے رؤساء میں سے کسی نے مذہبی جائداد کو دنیاوی حیثیت بخشنے کی چیخ پکار سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا جتنا کہ سیکسن رؤسا نے اٹھایا، اور اس بات نے ان دونوں چچا زاد اور تایا زاد بھائیوں میں جدید اختلافات پیدا کر دیے۔

نامبرگ کی اسقفی کو جان فریڈرگ نے دنیوی حیثیت دے دی۔ ادھر ماریس بھی مضطرب تھا کہ مرسبرگ کی اسقفی کے ساتھ بھی وہی طرز عمل کیا جائے۔ انھوں نے اپنے حقوق کی نسبت میسن کے پادری کے علاقے کے اندر ہی جو دونوں شاخوں میں مشترک تھا، جھگڑا کر لیا۔ حالانکہ دونوں ماگڈیبرگ اور ہالبرسٹاڈ کی اسقفیوں کو حاصل کرنے کے لئے متردد تھے۔ اور ان دونوں اسقفیوں نے پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تھا اور ایک دوسرے سے قریب واقع تھیں۔

شہنشاہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ رشک وحسد کی ان رقابتوں میں دھوکا دے کر اور ظاہری وعدے کر کے ماریس کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اس امر سے اتفاق کیا کہ اس کو ہالبرسٹاٹ اور ماگڈے برگ کی اسقفیوں کا ولی مقرر کیا جائے، یہ تجویز پیش کی کہ مرسبرگ اور میسن کی اسقفیاں اس کو موروثی طور پر دے دی جائیں اور آخر میں یہ بھی وعدہ کیا کہ انتخابی مرتبہ جو اس وقت جان فریڈرک کو حاصل تھا ان کے نام منتقل کیا جائے گا۔

مذہبی مسئلے میں سیکسن ڈیوک کے خوف وخطر کو دور کرنا کوئی دشوار کام نہیں تھا۔ وہ اپنے عالم جوانی میں مختلف اثرات سے متاثر ہو چکا تھا۔ اس کی ماں کیتھرائن آف میک لینبرگ پکی پراٹسٹنٹ تھی۔ اس کے چچا کیتھولک جارج نے اس کو اپنا دوست بنانے اور اس کے مذہبی خیالات پر اثر ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ لہذا یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے کہ اگرچہ وہ کسی معنے میں لا مذہب نہیں تھا لیکن اعتقادی امور میں اس کو کسی چیز پر پکا یقین نہیں تھا، اور یہ کہ وہ واقعات و معاملات کو ایک مدبر کی حیثیت سے دیکھتا تھا نہ کہ ایک مذہبی شخص کی طرح۔ اس نے لوتھری مذہب اس وجہ سے اختیار کیا تھا کہ اس کی رعایا اسی کی خواہاں تھی اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ شہنشاہ کے مواعید اس کو وہ سب کچھ دیدیں گے جس کی اس کو حاجت تھی۔ مذہبی معاملات کے قطعی تصفیے تک جس کو کونسل میں پیش کیا جانے والا تھا ماریس نے مزید بدعات کی اجازت نہ دی، اور اگر سردست بعض امور تصفیہ طلب رہ جائیں تو ماریس کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ شرائط مبہم اور غیر معین تھیں۔ لیکن جب لوگ مطمئن ہو جانا چاہتے ہیں تو یہی شرائط کچھ زیادہ کڑی نہیں معلوم ہوتیں۔ لہذا ان شرائط پر ماریس نے الکٹر جان فریڈرک پر شہنشاہ کے حملے میں شریک ہو جانے کا وعدہ کر لیا۔ لیکن اس نے اس کی رو سے لینڈ گریو کے اتحاد کو نہیں توڑا اور نہ جمعیتِ شمل کالڈے کے خلاف اعلان جنگ کیا۔

جس زمانے میں یہ گفت وشنید جاری تھی چارلس مجالس منعقد کرتا اور مصالحتِ باہمی کی تجاویز پیش کرتا رہا۔ لیکن یہ کونسل یا مجلس کی وساطت سے کوئی سمجھوتہ کرنے کی کوشش میں ناکام رہی، اور آخر کار نبرد آزمائی کی گھڑی آپہنچی تھی۔ سلیمان کیساتھ التوائے جنگ کا سمجھوتہ عمل میں آیا تھا۔ فرانس اور

چارلس کی حکمت عملی پراٹسٹنٹوں کے خلاف

پوپ کے دوستانہ تعلقات قایم تھے، اور چارلس کے مراعات نے بہت سے مخالفین کو رام کر لیا تھا۔ لہذا اس نے گرینویل کی خواہش کے برعکس حقیقت کو بے نقاب کیا اور راٹس بن میں ان لوگوں کے خلاف اظہار ملامت کیا جنھوں نے

شہنشاہی ایوان کے اختیارات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔
اب بھی اس نے اس کو مذہبی جنگ نہیں بنایا؛ اس نے کارروائی شروع کی اور اعلان کیا تو وفادار رعایا کے خلاف نہیں بلکہ ان کے خلاف جو شہنشاہی قوانین کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ نافرمانی اور سرکشی کی سزا دینا چاہتا تھا نہ کہ الحاد کی۔ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم چارلس پر دیدہ و دانستہ جھوٹ بولنے کا الزام عائد کریں؛ فی الحقیقت جب تک ماریس اس کا طرفدار رہا بمشکل کہا جائے گا کہ یہ جنگ پراٹسٹنٹوں کے خلاف تھی۔ اور نہ اس کے برعکس پراٹسٹنٹوں پر یہ الزام لگانا درست ہے کہ انھوں نے سیاسی محرکات کی بنا پر اصلاح کا سوال اٹھایا تھا تاکہ شہنشاہ کے خلاف اپنی قدیم جد وجہد قایم رکھی جائے۔ تاہم مذہبی آزادی کی اغراض اب ملک داری خود مختاری سے اس قدر رل مل گئی تھیں، اور وحدت کلیسا چارلس کے دماغ میں سلطنت کے ساتھ اس درجے وابستہ اور متشابہ ہو گئی تھی کہ مذہبی اور سیاسی معاملات میں تفریق و امتیاز ناممکن ہو گیا تھا۔ مسئلۂ زیر بحث یہ تھا کہ: آیا جرمنی کو ایک سلطنت اور کلیسا کے نظام ازمنۂ وسطیٰ کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے، یا رؤسا سیاسی اور مذہبی خود اختیاری برقرار رکھیں؛
اس موقع پر ایک عجیب اتفاق یہ پیش آیا کہ لوتھر جو منافرت ومخالفت کا موجب اصلی تھا لیکن تاہم جس نے اس مدت تک مذہبی مسائل کو سیاسیات سے بے تعلق رکھنے کی زبردست کوشش کی تھی۔ اور جس نے بادل ناخواستہ بزور شمشیر چارہ جوئی کرنے کی اجازت دی تھی، آغاز جنگ سے پہلے ہی اس دنیا سے چل بسا۔ اپنے وطن شہر ایلیبن میں ۱۸ فروری ۱۵۴۶ء کو چونسٹھویں سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ اس مصلح کے عقاید کی نسبت ہماری رائے خواہ کچھ ہی ہو، لیکن اس کی عظمت وبزرگی کی کم قدری کرنے کی سعی اتنی ہی لغو اور مہمل ہے جتنی کہ اس کی پیدا کردہ تحریک کی اہمیت کو کم کرنے یا گھٹانے کی کوشش ہو سکتی ہے۔ اس کی غلطیوں کے منجملہ، اور اس نے بہت سی غلطیاں کیں، بعض اس کے طبقے

لوتھر کی وفات
۱۸ فروری ۱۵۴۶ء

اور زمانے کی پیداوار تھیں اور بعض خود اس کی ذات سے متعلق تھیں۔ لوتھر ایک سیکسن کسان کا بیٹا تھا، اور اپنے ابتدائی ماحول کی خانگی خامیوں اور ناشائستگیوں سے کبھی نجات نہیں حاصل کر سکا۔ مباحثے میں سخت گوئی اور بدزبانی اس زمانے کے رواج میں داخل تھی، اور لوتھر عام معیار سے بلند نہیں ہو سکا؛ اور قدرت نے اس کو مفاہمت سے ناآشنا بنایا تھا وہ حاکمانہ اور مطلق العنانہ طبیعت اور کسی قدر تُند سرشت تھا۔ تاہم زیادہ پسندیدہ اور ہردلعزیز اوصاف کی اس میں کمی نہیں تھی۔ اس کی مہمان نوازی، کشادہ دلی، اور عالی ہمتی، اس کی خوش مزاجی اور محبت و دوستی نے اہل وطن اور دوستوں کو اس کا گرویدہ بنالیا تھا۔ اس کے سنگین اور مستقل محاسن (اس کی راستبازی۔ اس کا زہد و ورع، اس کی انتھک جانفشانی، اور سب سے زیادہ اس کی بے باکانہ شجاعت و جرائت) ایسے اوصاف تھے کہ مخالفین بھی ان خوبیوں سے انکار نہیں کر سکتے تھے۔ نیز یہ خیال کرنا کہ وہ لطافت و شائستگی سے معرا تھا، غلطی ہے۔ اس کے مقدس گیت، جن میں سے اکثروں سے ہم آشنا ہیں، اور اس سے بھی زیادہ انجیل کا جرمنی ترجمہ اس کی کافی شہادت ہیں۔ یہ عظیم الشان کام جس نے جرمنی کے ادبی طرز تحریر کے معیار کو ایک بڑی حد تک بلند کر دیا لوتھر کو ارباب علم و فضل میں ایک بلند درجہ عطا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

جمعیت شمل کالڈے کی نازک حالت

شہنشاہی لعن کے اعلان کے بعد سے جمعیت شمل کالڈے کی حیثیت نازک ہوگئی۔ اس نے شہنشاہ کے مواعید پر سریع الاعتقادی سے اعتماد کر لیا تھا اور اب وہ خود کو جنگ کے لیے تیار نہیں پاتی تھی۔ چارلس کی مراعات نے اس کے ارکان کی تعداد گھٹادی تھی اور جن ارکان نے فی الواقع ہتھیار اٹھائے وہ صرف جان فریڈرک، الکٹر سیکزنی، فلپ، ہیسی کا لینڈگریو، ورٹمبرگ کا ڈیوک الرچ اور شہرہائے آگسبرگ، اسٹراسبرگ، اُلم اور کالنٹنس تھے۔ تاہم اگر پراٹسٹنٹ جارحانہ کارروائی اختیار کرتے تو ممکن تھا کہ ایبران، اور نکاس بر نیر پاس، ہاتھ آجاتے، اور افواج اٹلی کی روانگی کو روک دیا جاتا جن کے بغیر شہنشاہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ یا یہ کہ ریاٹسبن میں اس کو محصور کر لیا جاتا جہاں اس کی سپاہ نہایت قلیل التعداد تھی۔

لیکن جمعیت کی تنظیم بالکل ناقص تھی، اس میں اختلافات و مناقشات کی آگ بھڑک رہی تھی، اور جان فریڈرک نہ تو مدبر تھا اور نہ سپہ سالار۔ لہذا جمعیت کے لشکر نے نہایت کمزور مدافعانہ طرزِ عمل اختیار کیا اور دریائے ڈینیوب اور دریائے رہائن کے مابین مورچہ بند ہوگیا۔ چارلس نے اپنے دشمنوں کی سستی سے فائدہ اٹھا کر اسپین، اٹلی اور نذرلینڈ کی سپاہ کو ایک مرکز پر جمع کرلینے کا موقع پیدا کرلیا، اور اس کے بعد بہتر فنِ سپہ گری سے کام لے کر جس میں آلوا بھی ممد و معاون تھا، ایک فیصلہ کن جنگ سے اس وقت تک گریز کرتا رہا جب تک کہ شمال کی حالت نے اس کے دشمنوں کو واپس ہوجانے پر مجبور نہیں کردیا۔

ماریس نے ارباب انتخاب سے عہد و پیمان کرنے کے بعد ۲۷ر اکتوبر کو اپنے ارادے کا اعلان کردیا۔ چارلس کے حکم سے مسلح ہوکر کہ جان فریڈرک کی ضبط کردہ جائداد پر قبضہ کرے وہ اپنی رعایا کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے انھیں عدم اطاعت کے خطروں سے متنبہ کردیا اور ان سے حتمی وعدہ کیا کہ ان کے مذہب میں کسی قسم کی دخل اندازی نہیں کی جائیگی۔ بالآخر اسنے ان کی رضامندی حاصل کرلی۔ پھر جب جان فریڈرک نے الکٹری پر خاموشی کے ساتھ قبضہ کرنے کی اجازت دینے سے حقارت و تذلیل کے ساتھ انکار کردیا تو اس نے اپنی افواج کو فرڈی ننڈ کی سپاہ کے ساتھ شامل کرلیا اور سرعت کے ساتھ سارے علاقے پر باستثنائے ویٹن برگ، ایسنیاک، وگوتھا، قابض ہوگیا (نومبر ۱۵۴۶ء) اس خبر نے ارکان جمعیت میں پریشانی و اضطراب پیدا کردیا، لینڈ گریو فلپ اور جان فریڈرک شمال کی طرف جھپٹے اور باقی اتحادیوں نے کوشش کی کہ حتی الوسع اپنے اپنے ملک کو بچانے کے لئے موقع پر پہنچ جائیں۔

ماریس اعلان جنگ کرتا ہے ۲۷ر اکتوبر ۱۵۴۶ء۔ اور الکٹری پر قابض ہوجاتا ہے

اس بات نے شہنشاہ کو موقع دیا کہ مخالفین کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور خود جنوب کا مالک بن بیٹھے۔ جمعیت کے شہروں پر تیزی کے ساتھ قبضہ کرلیا گیا۔ ورٹمبرگ کے ڈیوک اور الکٹر پالیٹن نے، جو اگرچہ خود جنگ میں شریک نہ تھا لیکن جمعیت کو سپاہ سے مدد دی تھی، اطاعت قبول کرلی۔ ان دونوں نے مجلس (ڈائیٹ)

اور شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کی تعمیل اور تاوانات ادا کرنے کا اقرار کرلیا۔ اور چارلس نے اپنی جانب سے وعدہ کیا جیسا کہ ماریس سے کیا تھا کہ مذہبی معاملات میں آخری تصفیے تک انھیں کامل آزادی دی جائے گی۔ اسی موقع پر ہرمن وانڈر ویلڈ اسقف کولون نے اپنی اسقفی سے استعفیٰ دے دیا (جنوری ۱۵۴۷ء) اور ایک کیتھولک اس کا جانشین ہوا۔

سیکزنی میں جان فریڈرک ڈیوک سیکزنی کی کامیابیاں

لیکن ہر طرف چارلس کو اس طرح سرخروئی نصیب نہیں ہو رہی تھی۔ جان فریڈرک نے واپس ہوکر نہ صرف اپنے ملک کو آسانی کے ساتھ چھین لیا بلکہ ماریس کے علاقے پر چڑھائی بھی کردی اور وہاں اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ غزوئی نینڈ بوہیمیا کے پراٹسٹنٹوں کی شورش کی وجہ سے وہاں چلا گیا اور اس کو امداد دینے سے قاصر رہا۔ ماریس چند ہی روز کے اندر اپنے تمام علاقے بہ استثنائے لیپزگ وڈریسڈن کھو بیٹھا، ان دونوں علاقوں میں اس قدر مستحکم انتظامات تھے کہ آسانی سے نہیں فتح ہو سکتے تھے۔ اور نہ چارلس نے ہی ماریس کے مطالبے پر اس کو فوری امداد دی۔ قرائن سے معلوم

پال سوم کے ساتھ چارلس کا جھگڑا ماریس کی امداد سے باز رکھتا ہے

ہوتا تھا کہ پوپ کے ساتھ اس کا اتحاد ختم ہونے والا ہے۔ پال سوم کی اغراض و مقاصد ایک اطالوی حاکم ذی اقتدار کی حیثیت سے اس امر کے مقتضی تھے کہ نہ تو فرانس اور نہ اسپین ضرورت سے زیادہ طاقتور بنے؛ اور ایک فارنیسی کی حیثیت سے اس کا مقصد تھا کہ اپنے خاندان کے اقتدار کو بڑھائے۔ لہٰذا مارچ ۱۵۴۶ء میں مارکوئس ڈی گواسٹو کے انتقال پر اوٹیو فارنیسی کو میلان کا صوبہ دار مقرر کرنے سے چارلس کے انکار اور گونزا، جو فارنیسی خاندان کا ایک قدیم دشمن اور اٹلی میں شہنشاہی استحقاقات کا زبردست حامی تھا، کے تقرر نے پوپ کو برافروختہ کردیا تھا لیکن شہنشاہی کامیابیوں نے اب اسے خائف کردیا۔ نیز کونسل ٹرنیٹ کی نسبت بھی شہنشاہ اور پوپ میں اختلاف تھا۔ چارلس انتہا درجہ متفکر تھا کہ کونسل میں اعتقادات کی نسبت مزید بحث نہ اٹھائی جائے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ معتدل پراٹسٹنٹ کے خطرات میں بہت جلد اشتعال پیدا ہو جائے۔

پال جرمنی میں چارلس کی حیثیت کی نسبت کم توجہی برتتے ہوئے پوپ اور کلیسا کے منزہ عن الخطا ہونے کو قایم رکھنا چاہتا تھا، اور داخلی اصلاح کے پیچیدہ مسئلے کو چھیڑنے میں پس و پیش کر رہا تھا۔ اس کو یہ بھی خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شہنشاہ جو شمال میں ظفرمند تھا ٹرینٹ کو پہنچکر صدارت کا دعویٰ کر بیٹھے۔ لہٰذا پاپائی حکمت عملی اور روایات کے مطابق پال تذبذب میں پڑ گیا۔ جس مدت کے لئے اس نے اپنی سپاہ مستعار دی تھی وہ ختم ہونے پر (دسمبر ۱۵۴۶ء) واپس بلالی اور دوبارہ روانہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے اسپین سے مذہبی محاصل کی وصول یابی کی جس کا چارلس نے جنگ کے لئے مطالبہ کیا تھا۔ اجازت دینے سے انکار کر دیا، اور چونکہ ٹرینٹ آسٹروی علاقوں میں گھرا ہوا تھا۔ لہٰذا کونسل کو مارچ کے مہینے میں بولونا کو منتقل کر دیا۔ پوپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ اس نے حتیٰ کہ فرانس کے ساتھ بھی سازشیں شروع کر دیں جو ڈیوک آرلینیس کے انتقال (ستمبر ۱۵۴۵ء) کے باعث ملان کی واپسی سے مایوس ہو کر دوبارہ جمعیت شمل کالڈے سے سلسلہ جنبانی کر رہا تھا، اور جنیوا، اور سینا، اور نیپلز میں بغاوت پھیلا رہا تھا۔

کونسل ٹرینٹ کی بولونا کو منتقلی۔ مارچ ۱۵۴۹ء

چارلس کی خوش قسمتی سے جان فریڈرک کی سستی اور بودی سپہ سالاری نے ماریس کو فرانسیس اول کے انتقال (مارچ ۱۵۴۷ء) تک تباہی سے بچالیا، شہنشاہ کو فرانسیسی حملے کے خطرے سے بےفکر کر دیا جس سے اس کو موقع مل گیا کہ گٹھیا کا مریض ہونے کے اور جسم میں خون کی کمی کے باوجود وہ اپریل ۱۵۴۷ء میں شمال کی جانب روانہ ہو۔ اس وقت بھی شہنشاہی لشکر کی تعداد کوئی سولہ ہزار آدمیوں سے زیادہ نہیں تھی جن میں اکثر اطالوی اسپینی اور ہنگروی تھے؛ لیکن الکٹر کی قیادت میں ایک بہت بڑی فوج تھی۔ تعداد سپاہ کی قلت کا معاوضہ اس طرح ہوا کہ چارلس کے نبرد آزما سپاہی کہیں بہتر تھے اور اس کے دشمن میں سپہ سالاری کا فقدان تھا۔ الکٹر نے نہ صرف فرڈی ننڈ کے کے خلاف اہل بوہیمیا کی امداد کے لئے فوج کا ایک زبردست دستہ روانہ کر دیا بلکہ اس نے کھلے شہروں پر قبضہ رکھنے کی کوشش میں اپنی قوت کو

چارلس شمال کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ اپریل ۱۵۴۷ء

اور زیادہ کمزور کر دیا۔ جب چارلس جنوبی سمت سے سیکزنی میں داخل ہو کر سرعت کے ساتھ ان تمام مقامات کو مسخر کر لیا تو اس کی کامیابیوں نے الکٹر کو بالآخر اپنی توجہ ملبرگ پر مرتکز کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ شہر دریائے الب سے جانب شمال ہے اور ڈرسڈن سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ یہاں بھی اس نے دریائی راستے کے تنازع میں اپنی پوری سپاہ سے کام نہیں لیا جہاں غالباً چارلس کی کامیابی کے ساتھ مزاحمت کی جا سکتی تھی۔ جب شہنشاہ دریا کو عبور کر چکا تو الکٹر نے مراجعت کی ناکام کوشش کی۔ اور اس کو لڑنے پر مجبور کر دیا۔ جہاں اس کی اور اس کی

ملبرگ کی لڑائی
۲۴ - اپریل ۱۵۴۷ء

سپاہ کی ذاتی شجاعت و دلاوری دشمن کی کار آزمودہ سپاہ کی ترتیب و تربیت کے مقابلے میں کچھ پیش نہ آسکی مختصر سی لڑائی کے بعد سیکسنوں کو مغلوب کر لیا۔ الکٹر محصور و مجروح ہو گیا، اور بجز ہتھیار ڈالنے کے کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہا اور چارلس اور اس کی بیرونی افواج نے کوئی پچاس آدمیوں کے نقصان سے ایک فیصلہ کن فتح حاصل کی۔ اب نہایت سرگرمی کے ساتھ اس امر پر مباحثہ کیا گیا کہ آیا جان فریڈرک کو بغاوت کا جوابدہ ہونے کی حیثیت سے اپنا سر دے دینا چاہیئے یا نہیں۔ چارلس کے "کنفسر" پڈرو ڈی سوٹو نے اصرار کیا کہ ایسی مناسب و موضوع سزا نہایت عمدہ اثر مترتب کرے گی۔ لیکن ڈنبرگ طاقتور تھا، اور ضرورت سے زیادہ سختی سے مزید اختلاف پیدا ہونے کا امکان تھا۔ لہذا اگرنویل اور آلوا کے مشورے سے اس کو جان کی سلامتی دے دی گئی۔ لیکن شرائط کافی سخت تھیں یہ کہ شہر وٹنبرگ فوراً حوالے کر دیا جائے، جان فریڈرک اپنے مرتبۂ الکٹری اور اپنے ملک کے ایک بڑے علاقے سے دست بردار ہو جائے، جن میں سے بوہیمیا کے علاقے فرڈی ننڈ کو عود کریں۔ وہ شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کی تعمیل کرے اور زندگی کے بقیہ دن اسیری میں کاٹے۔ ان شرائط پر شہر گوتھا اور اس کے اطراف کا علاقہ اور ایک وظیفہ جو دوسرے علاقوں سے ادا کیا جانے والا تھا اس کے ورثہ کے لئے محفوظ کر دیئے گئے۔ اور خود اس کی وجہ معاش کے لئے بھی انتظام ہونا تھا۔

جان فریڈرک کی اسیری کے کچھ دن بعد ہی لینڈگریو کو مطیع کر لیا گیا۔ اب تک تو اسنے چارلس کی جانب سے پیش کردہ شرائط کو مسترد کر دیا تھا۔ اب جبکہ مقابلہ مایوس کن نظر آیا تو فرڈیننڈ اور ماریس نے اس کو ترغیب دی کہ وہ شہنشاہی کی شرائط کو مان لے اگرچہ وہ بہت سخت اور کڑی تھیں۔ ہیسی کے اکثر پناہ گیر مقامات حوالے کر دیے جائیں، ان کے استحکامات کو منہدم کر دیا جائے۔ لینڈگریو شہنشاہی اقتدار کو تسلیم کرے اور شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرے۔ برنسوک کے ڈیوک کو رہا کر دے، تاوان ادا کرے اور خود کو شہنشاہ کے ہاتھ میں دے دے۔ کہا جاتا ہے کہ چارلس نے جو ایک زمانے میں لینڈگریو کے وجود کا مالک تھا سمجھوتے کے بعض نقایص سے فائدہ اٹھایا اور فرڈی ننڈ اور ماریس کے واضح قول و قرار کے برعکس اس کو آزادی دینے سے انکار کر دیا[1]۔ اور یہ اعلان کیا کہ اس نے صرف اتنا وعدہ کیا تھا کہ اس کو ہمیشہ کے لئے قید و بند میں نہیں رکھا جائے گا۔ لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے فی الواقع اپنے قول و قرار کو توڑ دیا۔ اور اس غلطی کا زیادہ تر الزام فرڈیننڈ اور ماریس پر عائد ہونا چاہیے جنھوں نے کامل اختیار کے بغیر فلپ کے ساتھ من مانے وعدے کئے۔ تاہم ماریس چارلس کے دوسرے رخ کو بھی سمجھ چکا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس کو دھوکا دیا گیا اور جرمنی کے طول و عرض میں یہی خیال جاگزیں تھا۔ ماریس نے شہنشاہ کو کبھی نہیں معاف کیا اور جرمنی نے کبھی نہیں بھلایا۔

مجلس آگسبرگ سے صلح آگسبرگ تک

غرہ ستمبر ۱۵۴۷ء کو چارلس نے آگسبرگ میں جب اپنی مجلس کا اجلاس منعقد کیا

---

[1] یہ سوال کہ چارلس نے آیا الفاظ Nicht einiges (کوئی) یا Nicht eurges (دوامی) Gefang niss استعمال کئے تھے یا نہیں بعد کی خیالی پیداوار معلوم ہوتی ہے مقابلے کے لئے دیکھو آرمسٹرانگ باب ۲ صفحہ ۱۵۶۔

تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ کلیسا کی وحدت کے از سر نو قیام کی نسبت اپنے خواب کی تعبیر پوری کر رہا ہے۔ اس کے سب مخالفین یا تو شکست کھا چکے تھے یا اس کے شرائط مان چکے تھے۔ اور تمام نے ایک مجلس عامہ کے فیصلوں کو تسلیم کرنے سے اتفاق کیا تھا۔ مجلس نے بھی بالاتفاق یہی اعلان کیا اور مطالبہ کیا کہ مجلس کو دوبارہ ٹرینٹ میں طلب کیا جائے۔ ایوان رؤسا نے مزید یہ اصرار کیا کہ کونسل کی جانب سے قبل ازیں شایع شدہ فیصلوں پر از سرِ نو غور کیا جائے۔ غیر متعلق الکٹروں نے کہا کہ اعتقادی امور میں انجیل ہی واحد سند رہے، اور خواہش ظاہر کی کہ کلیسائی تنظیم کی اصلاح کی جائے؛ شہنشاہی شہروں کے نائبین نے استدعا کی کہ یہ کونسل تمام مذاہب کے فاضل اشخاص پر مشتمل ہو۔ بعض لوگوں نے یہ آرزو ظاہر کی کہ کونسل شہنشاہ کی صدارت میں منعقد ہو، اور اگرچہ کامل مجلس نے اس کا مطالبہ نہیں کیا لیکن پاپائی منظوری کی ضرورت کی نسبت بھی کچھ نہیں کہا گیا۔

مجلس آگسبرگ ۱۵۴۷ء تا جون ۱۵۴۸ء

شہنشاہ نے اس تائید سے مسلح ہو کر پال سے استدعا کی کہ کونسل کو بولون سے ٹرینٹ واپس طلب کرے۔ اس نے صاف طور پر بیان کر دیا کہ پاپائی اقتدار کے خلاف جو کچھ کہا گیا تھا اس کو اس نے منظور نہیں کیا، لیکن پوپ سے اصرار کیا کہ جرمنی کی غیر متوقع اطاعت سے فائدہ اٹھائے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس استدعا سے ایک اہم اصولی سوال پیدا ہوتا تھا۔ اگرچہ شہنشاہ نے حق صدارت کا قطعی طور پر دعویٰ نہیں کیا تھا، تاہم اس مطالبے سے کہ کونسل ٹرینٹ کو واپس آئے، جہاں اب تک اسپین اور نیپلز کے بعض اسقف موجود تھے، عملاً یہ مترشح ہوتا تھا کہ بولونا کی کونسل حقیقی کونسل نہ تھی۔ چارلس کے مطالبے کی تکمیل روحانی اقتدار پر دنیاوی اقتدار کے غلبے کے اظہار کا باعث ہوتی اور کلیسا کی آزادی کو جس کا یہ دعویٰ ہے کہ روح القدس اس کی رہنمائی کرتے ہیں، ایک ضرب لگتی۔ تاہم اگر پوپ دوسرے امور میں

پوپ اور شہنشاہ کے مابین از سر نو جھگڑا

حقیقۃً شہنشاہ کا کامل ہم خیال ہوتا تو منڈوزا شہنشاہی سفیر مقیم روما کے دانشمندانہ تدبر سے پیش کردہ مصالحتوں کے منجملہ کسی ایک کو بروئے عمل لاتا۔ بدقسمتی سے معاملاتِ اٹلی دوبارہ شہنشاہ اور پوپ کی مصالحت میں سدِ راہ ہوئے اور کلیسا کی بہبودی کے لئے اس کی بے حد ضرورت تھی۔ ۱۰ ستمبر کو پیرلیوگی فارنیسی جس کو اس کے باپ پال نے پارما اور پیاسنزا عطا کئے تھے ایک سازش کا شکار ہوگیا۔ ۱۵۴۶ء-۱۵۴۷ء کے موسم سرما و بہار میں وہ شہنشاہ کے خلاف تمام سازشوں کا مرکز و مرجع بنا ہوا تھا۔ اور گونزاگا شہنشاہی گورنر میلان نے جس نے شہنشاہ کی اجازت سے سازش کی تائید کی تھی، اگرچہ قتل کی نہ کی ہو، فوراً پیاسنزا پر قبضہ کرلیا، جو بظاہر قیام امن کے لئے تھا لیکن فی الحقیقت شمال میں شہنشاہی اقتدار کی توسیع کے حریصانہ خیالات سے تھا۔ غضب آلود پوپ نے فوراً فرانس کے ہنری دوم کے ساتھ صلح کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کردی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے یہاں تک کہا کہ اپنے دشمن کا انتقام لینے کے لئے وہ دوزخ تک کو طلب کرے گا۔ اس موقع پر یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ بولون کے صدر اسقفوں نے زیادہ مستحسن محرکات سے متاثر ہوکر شہنشاہ کے مطالبے کا اس طرح جواب دیا کہ ان علمائے مذہب کو بھی بولون طلب کرلیا جو ٹرینیٹ میں باقی رہ گئے تھے، تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ جرمنی شہنشاہ کے احکام کی تعمیل کرنا چاہتی ہے۔ یہ ہوسکتا تھا کہ چارلس اب ٹرینیٹ میں اپنی ایک خاص کونسل قایم کرلے، لیکن وہ اتنا پکا کیتھولک تھا کہ اس کے دل میں افتراق کے خیالات نہیں پیدا ہوسکتے تھے۔ لہذا اس نے یہ اعلان کرتے ہوئے کہ کلیسا کی حفاظت کے لئے جس کو پوپ نے نظرانداز کردیا ہے تدابیر اختیار کرنا اس پر لازم ہے معاملات کا اپنے طریقے پر تصفیہ کرنے کا عزم کرلیا۔ اس کے کنفسر پیڈرو ڈی سوٹو نے مشورہ دیا کہ وہ تمام لوتھری تبلیغ کو ممنوع قرار دے دے جس جائداد کو دنیاوی حیثیت بخشی گئی ہے اس کے اور کیتھولک رسوم کے عود کرنے پر اصرار کیا جائے اور اس کے بعد ہر شخص کو اپنے اپنے طور پر اجتہاد کا حق دے دیا جائے۔ لیکن فرڈیننڈ نے کہا کہ اس کے لئے ایک اور جنگ کی ضرورت ہوگی۔

لہذا شہنشاہ نے اپنے بھائی فرڈیننڈ کی بات کو مان لیا کہ پوپ کے تعلق کے بغیر جرمنی میں قیام اتحاد کی کوئی صورت نکالنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے بعد کچھ

وقفہ۔ ۱۹ مئی ۱۵۴۸ء

درمیان میں وقفہ آگیا۔ جانبین کے اہل مذہب کی طرف سے ایک دستاویز مرتب کیا گیا اور مجلس نے بلابحث وتحیص ۱۹ مئی کو منظور بھی کرلیا۔ اس میں تصدیق کی گئی کہ کلیسا صرف ایک ہے جس کا صدر اسقف پوپ ہے، لیکن اقتدار کلیسا روح القدس کی نگرانی میں ہے نہ کہ پوپ کی نگرانی میں، کیتھولک مفہوم میں ہفت اصول اصطباغ پر اصرار کرتے ہوئے مجلس نے کسی قدر مبہم الفاظ میں اصول دنجات بالایمان پر اتفاق کیا، اور اعلان کیا کہ پادریوں کے فرقے کے تجرد اور دونوں نوعیتوں کی عشائے ربانی کے مسائل آیندہ کی آزاد عیسائی مجلس تک تصفیہ طلب حالت میں چھوڑ دیئے جائینگے۔ یہ ہرگز فرض نہ کیا جائے کہ چارلس اس تصفیے کو مستقل حیثیت بخشنا چاہتا تھا۔ اس نے اس کو صرف ایک عارضی تدبیر سمجھا تاکہ یہ پراٹسٹنٹوں کو دوبارہ کلیسا اور سلطنت کی فرماں برداری کی ترغیب دے سکے۔ علاوہ ازیں اگر کل سلطنت، یعنے کیتھولک اور پراٹسٹنٹ اس وقفے کو منظور کرلیتی، تو بجائے پوپ کے شہنشاہ کے اختیار و اقتدار میں ایک قومی کلیسا کے قیام کی نسبت قطعی تدابیر اختیار کی جاتیں۔ لیکن کیتھولک ارکان کے اس انکار سے کہ اپنی رعایا کے ساتھ پیش آنے میں وہ وقفے کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس نوعیت کے نتائج برآمد ہونے نہیں دیئے۔ اور اب یہی ایک سوال رہ گیا تھا کہ چارلس کس حد تک پراٹسٹنٹوں کے ساتھ کامیاب رہیگا۔

دوبارہ اقتدار قایم کرنے کی بابت چارلس کی مساعی مذہبی دنیا تک محدود نہیں تھیں۔ اس نے شہنشاہی اقتدار کو تقویت پہنچانے کے لئے بھی مجلس میں تجاویز پیش کی تھیں۔ لیکن اس کو اپنی تمام آرزوؤں میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ اس کی اس خواہش کو کہ مجلس سوییباد (جو چند دنوں سے ناپید ہوچکی تھی) کی تنظیم تجدید بلکہ ممکن ہو تو اس کی توسیع بھی کی جائے، اگرچہ چھوٹے رؤسا نے منظور کرلیا۔ لیکن بڑے رؤسا میں سے اکثروں نے حتیٰ کہ خود چارلس نے

اس کی سخت مخالفت کی، لہذا اس کو ترک کر دینا پڑا۔ تاہم چارلس کو فائدہ بہت حاصل ہوا۔ اس کو شہنشاہی ایوان کی اس میقات کے لئے جہاں تک کیتھولک فرقے کا تعلق ہے اسیسروں کو اپنی جانب سے منتخب کرنے کی اجازت دی گئی اور آیندہ ناگزیر ضروریات کے لئے ایک فنڈ کے طور پر رومی ماہ (Roman Month) عطا کیا گیا۔ اس نے نیو زی لینڈ کی نسبت بھی اپنا منشا حاصل کر لیا، جو اب قطعی طور پر حلقہائے سلطنت میں سے ایک کی حیثیت سے منتظم ہو چکے تھے۔ ان کو شہنشاہی نگرانی میں لے لیا گیا۔ اور ان پر لازم ہو گیا کہ شہنشاہی محصولات میں حصہ دیں۔ چارلس کو اگرچہ اس طرح اپنے موروثی مقبوضات کے لئے سلطنت کی تائید حاصل کرنے کی توقع تھی۔ تاہم ان کو اپنے حقوق قایم رکھنے کا بھی اختیار حاصل تھا۔ اور باوجود اس کے ان کے حاکم کو ایک نشست ملی تھی لیکن وہ اس مجلس کے اختیار و شہنشاہی ایوان کی حدود سے خارج تھے۔ جون ۱۵۴۸ء میں مجلس کو برخاست کر دیا گیا اور چارلس نے پراٹسٹنٹوں کو مجبور کیا کہ وہ اس "موقفے" (Interim) کے دوران میں عملی سرگرمیوں سے باز رہیں۔ جنوب میں جہاں پچھلے سال کے واقعات نے اسے مالک بنا دیا تھا وہ کچھ تو لوتھری مبلغین کے خروج کی بدولت اور کچھ اسپینی سپاہ کی بدولت اطاعت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ شمال میں اس کو زیادہ مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن یہاں بھی باستثنائے میگڈے برگ اور بعض شہنشاہی شہروں کے اس نے ایک مرمہ شکل میں وقفے کی عام منظوری حاصل کر لی جس کو میلانکتھن نے مرتب کر کے "وقفۂ لیپزگ" نام دیا تھا۔

نومبر ۱۵۴۹ء میں پال سوم کے انتقال کی وجہ سے شہنشاہ کی حیثیت کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔ پوپ نے اس لاحاصل توقع میں کہ پارما اور پیاسنزا کو ملان کی ماتحتی دلانے کی نسبت شہنشاہ کو راضی کر لیا جاسکے گا، ایک لمحے کے لئے مصالحت آمیز رویہ اختیار کیا اور "وقفے" کی توثیق اور کونسل کو ٹرینٹ واپس طلب کرنے کا خیال کیا۔ روما کے اکثر لوگوں نے

پال کی وفات در ماہ نومبر ۱۵۴۹ء و انتخاب جولیس سوم چارلس کی حیثیت کو تقویت پہنچاتے ہیں

ان مراعات کو خطرناک سمجھا اور اس نوعیت کے مسلک کی مخالفت کی اور پارما اور پیاسنزا کی بابتہ چارلس نے پوپ کے مطالبات کی تکمیل کرنے سے انکار کر دیا تو اس پر اس نے بھی پاپائی علاقے سے اس کے الحاق کا اعلان کر دیا اور مدد کے لئے فرانس کی طرف نظر دوڑائی۔ لہذا اس کی موت چارلس کے حق میں مبارک ثابت ہوئی؛ خاص کر اس وجہ سے بھی کہ کارڈینل ماتیٹے نے جو فروری ۱۵۵۰ء میں جولیس سوم کے خطاب سے اس کا جانشین ہوا تمام توقعات کے خلاف شہنشاہیت پسندوں کی حمایت کا اعلان کیا۔ اس نے کونسل کو ٹرینٹ واپس طلب کر لینے اور وقفے سے متعلق سمجھوتہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اس غیر معمولی اتحاد سے مستحکم ہونے کے بعد چارلس کو مجلس پر (جس کو جولائی میں بارثانی بمقام آگسبرگ طلب کیا گیا تھا) اس بات کا اثر ڈالنے میں کہ کونسل ٹرینٹ کی ماتحتی کو منظور کرے کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ یہاں تک کہ پراٹسٹنٹوں نے اس میں شرکت کرنے اور اپنے مقاصد کی وکالت کرنے کا ذمہ لے لیا۔

مجلس آگسبرگ کا اجلاس دوم جولائی ۱۵۵۰ء

امور مذہبی کے مسلک کی کامیابی نے چارلس کو اس قابل بنا دیا کہ سلطنت مغرب پر خاندان ہیپسبرگ کی موروثی حکمرانی کے عزیز خیال کی طرف پلٹ آئے۔ لیکن اس سلطنت کا مرکز جرمنی نہیں بلکہ اسپین اور اٹلی ہونے والا تھا۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کا نمایندہ فرڈینینڈ بلکہ خود اسی کا بیٹا فلپ ہوگا۔ جو منصوبہ مدت سے دل میں تھا اس کی تکمیل کی طرف قوت و استقلال کے ساتھ آگے بڑھایا جا رہا تھا۔ ۱۵۴۰ء میں فلپ کو میلان کے ڈیوک کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔ چارلس نے ۱۵۴۳ء میں جب اسپین چھوڑا تو حکومت کو اپنے فرزند کے تفویض کر دیا تھا اگرچہ اس وقت اس کی عمر صرف سولہ سال کی تھی۔ ۱۵۴۸ء میں اس نے فلپ کو جرمنی اس غرض سے طلب کیا تھا کہ وہ جرمنی میں معروف ہو جائے'' اور، دشواریاں پیش آنے کے باوجود نیدرلینڈ کی اطاعت و وفاداری کا حلف لیا گیا۔ اسی اثنا میں آلیس کی مراسلت نے فلپ کو اپنے باپ کے خیالات سے پورے طور پر مملو کر دیا۔ شہنشاہ کو اب یہ توقع پیدا ہوئی کہ

اپنے بیٹے کے لئے سلطنت کی جانشینی حاصل کر کے اپنی تجویز کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔
اس نے ابتداءً یہ خیال کیا تھا کہ اس مسئلے کو مجلس کے روبرو پیش کرے، لیکن
اس کے لئے پہلے ضرورت اس امر کی تھی کہ فرڈیننڈ کی مخالفت پر جو غیر قدرتی نہیں
تھی غالب آجائے۔ سخت مشکل سے دونوں بھائیوں میں بالآخر کچھ طے ہو گیا (۹ مارچ)
تصفیہ یہ ہوا کہ چارلس کی وفات پر فرڈیننڈ شہنشاہ بنے لیکن فلپ کو شہنشاہی نگہبان کلیسا
مقرر کیا اور راہل روما کے بادشاہ کی حیثیت سے اس کے انتخاب میں مدد دی۔
فلپ نے اپنی طرف سے وعدہ کیا کہ فرڈیننڈ کے بیٹے میکسی ملین کے ساتھ یہی سلوک
روا رکھا جائے گا جب کہ شہنشاہی تخت و تاج اس کو حاصل ہو۔ اگرچہ چارلس نے
اپنے تمام ارادوں میں کامیابی حاصل نہیں کی (کیونکہ سلطنت کو خاندان کی دو شاخوں
میں باری باری سے حصہ لینا تھا) لیکن فلپ کی شاہی اسپین کے ساتھ سلطنت
کے اتحادِ مستقبل کی تجویز میں کامیابی کی تمام ظاہری علامات موجود تھیں۔ لیکن
حقیقت یہ ہے کہ اس نے فرڈیننڈ کی بدظنی کو مشتعل کر دیا، جس نے الکٹروں
کے ساتھ سازش کی کہ اس نے جس تجویز کو آگے بڑھانے کا وعدہ کیا تھا اس کو
ناکام کر دیں، اور اب سے اس نے اپنے بھائی کو مدد دینی جس طرح کہ وہ اب تک
دیتا رہا چھوڑ دی۔ اس طرح خاندانی جھگڑے پیدا ہوئے تو اس کی بھاری
قیمت چارلس کو ادا کرنی پڑی۔

نومبر ۱۵۵۱ء میں جب چارلس انسبرگ کو اس لئے روانہ ہوا کہ ستمبر میں
اس نے ٹرینٹ میں دوبارہ جو کونسل قایم کی تھی اس پر نگرانی رکھے، تو
اس کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کامیابی حاصل کرلے گا۔ معلوم ایسا ہوتا تھا
کہ کلیسا کا اتحاد بھی قریب قریب دوبارہ قایم ہو چکا ہے اور شاہی اسپین کی
تائید کی بنا پر شہنشاہی کی بس اب تجدید ہونے والی
ہے۔ لیکن آیندہ چند ماہ اس توقع کی ناکامی کا مرقع
پیش کرنے والے تھے۔ کونسل کی ناکامی مسلکِ انتظام مذہبی
کو ناقابلِ عمل ثابت کرنے والی، یورپ کی
مخالفت کا باعث، اور اس کے سیاسی اختیارِ اعلیٰ

ٹرینٹ کی کونسل سے متعلق پوپ کیساتھ از سر نو جھگڑا۔ ستمبر ۱۵۵۱ء تا اپریل ۱۵۵۲ء۔

کی تجویز کا موجب تھی۔ چارلس نے پوپ کی دوستی اور ٹرینٹ میں کونسل کی واپسی کی امید سے بہت سی اہم توقعات وابستہ کر رکھے تھے ۔ ایک مدبر نہ کہ ایک عالم مذہب ہونے کی حیثیت سے اس نے ان مشکلات کو محسوس نہیں کیا جو مسئلۂ رسوم مذہبی کا حلقہ کیے ہوئے تھے ۔ اور نہ ان کو جو ایک تنظیم ادارۂ مقدس کی حیثیت سے کلیسا کی خودمختاری سے وابستہ تھیں۔ اگرچہ وہ سخت مذہبی آدمی تھا لیکن اس نے مسئلے کی مزید تعریف کی ضرورت نہیں دیکھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا تھا جو پراٹسٹنٹوں کی برہمی کا باعث ہوتا وقتیکہ کونسل اصلاح کے مسئلے کو حل نہ کردے۔ اس کو معلوم تھا کہ کلیسا کے خرابیاں ہی لوتھر کی بغاوت کا اصلی موجب تھیں اور وہ باور کرتا تھا کہ ان چیزوں کی حقیقی اصلاح اس کو جرمنی کی تمام مزید مخالفت پر کامیابی کے ساتھ غالب کردے گی۔

لہذا اس نے پراٹسٹنٹوں کے اس مطالبے کی تائید کی کہ ان کی رائے کو وقعت دی جائے اور گذشتہ اجلاس کے فیصلوں پر دوبارہ غور کیا جائے، اور ساتھ ہی اس نے جولیس سے اصرار کیا کہ فوراً اصلاحی تدابیر اختیار کرے۔ اس کی توقع نہیں تھی کہ یہ مسلک زیادہ راسخ الاعتقاد لوگوں میں مقبولیت حاصل کرے گا، اور اس سے بھی کم یہ کہ پوپ اس کو منظور کرلے گا۔ آخرکار جنوری ۱۵۵۲ء میں جان کی سلامتی کا وعدہ لینے کے بعد پروٹسٹنٹ کونسل میں نمودار ہوئے تو ان پر فوراً منکشف ہو گیا کہ ان کے لئے نہ تو مسئلۂ اعتقاد میں مفاہمت کی گنجائش ممکن ہے اور نہ کونسل کے مجوزہ دستور اور اس کے طریق کار ہی کو وہ تسلیم کرسکتے ہیں۔ مصلحین کے یہ مطالبات کہ انجیل ہی واحد معیار صداقت ہو، غیر پادری کو بھی رائے دہی کا حق حاصل رہے، پوپ نہ تو کسی استحقاق صدارت کا دعویٰ کرے اور نہ اسے اختیار امتناع ہو، کیونکہ ایک کونسل پوپ سے افضل ہے، راسخ الاعتقاد لوگوں کی نظر میں نہ صرف بے دینی پر مبنی معلوم ہوتے تھے بلکہ گستاخانہ بھی۔ اور جولیس نے یہ عزم صمیم کرلیا تھا کہ پاپائی حیثیت پر اس سخت حملے کی ہر طرح مزاحمت کی جائے۔ اور نہ چارلس اور اس کے اسپینی اسقفوں کے مطالبات ہی زیادہ قابل پذیرائی تھے۔

شہنشاہ کا خیال اصلاح اسپین کے امورِ مذہبی کی تنظیم پر مبنی تھا۔ اس ملک میں کلیسا تاج کی خدمت گذار تھی، جس کے قواعد کی اصلاح زیمنیس نے کی تھی۔ اور اس کو توسیع اقتدار شاہی بلکہ پاپائی دعوئے استحقاقات کی مزاحمت میں حربے کی حیثیت سے استعمال کیا جاسکتا تھا۔ خاص کر اس استدعا کی کہ اسقف مقامی سکونت اختیار کریں اور یہ کہ پوپ پادریوں سے معاش حاصل کرنے کے استحقاق سے مستعفی ہو جائے، جولیس نے سخت مزاحمت کی۔ اور اس نے کہا کہ اس کو گوارا کرنے کی بجائے ہم ہر طرح کی بدقسمتی کو گوارا کریں گے۔ پاپائی دربار کی گذر اوقات بیرونی معاشوں پر منحصر تھی کیونکہ اٹلی کے اسقفیاں مفلس تھیں۔ قومی کلیساؤں کی خود مختاری پاپائی اقتدار کو تباہ و برباد کر دیتی علاوہ ازیں کونسل کو تسلیم کرنے سے یا فرانسیسی اسقفوں کو اس میں شرکت کی اجازت دینے سے ہنری دوم کے انکار اور اسی تاجدار کی جانب سے اٹلی میں تجدید جنگ کی تیاریوں نے پوپ کو مضطرب کر دیا۔ لہذا ظاہر ہے کہ کونسل سے کوئی توقع وابستہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اس نے تو صرف پوپ اور شہنشاہ کے متضاد اغراض و مقاصد اور پروٹسٹنٹوں کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت کی ناامیدی کو نمایاں کرنے کا کام انجام دیا تھا۔ لہذا ان حالات میں جرمن اسقفوں نے اس کو بہت جلد خیرباد کہہ دیا، اور اس وقت تک لیت و لعل میں گذارتے رہے جب تک کہ جرمنی کے سلسلۂ واقعات نے اس کو دوبارہ معطل نہیں کر دیا (۲۸ اپریل ۱۵۵۲ء)۔

چارلس کی سیاسی تجاویز کی ناکامی

جس اثنا میں چارلس کی مذہبی حکمتِ عملی ناکام ہو رہی تھی اسی زمانے میں اس کی سیاسی تجویز کی ساری عمارت، جس کا ایک جزو مذہبی اغراض بھی تھیں، لڑکھڑا کر نیچے آرہی۔ اگرچہ ہنری دوم تاجدار فرانس چارلس کے بڑھتے ہوئے ادعاؤں کو خوف کی نظر سے دیکھتا تھا لیکن عملی مخالفت کے لیے اب تک اپنے تئیں کافی طاقتور نہیں خیال کرتا تھا۔ تاہم ۱۵۵۱ء کے موسم گرما میں پارما اور پیاسنزا کے نامتناہی مسئلے کی بابت اٹلی میں مخاصمت رونما ہو گئی

اور اس میں ہنری دوم نے اوٹیو فارنیسی کے مقاصد کی تائید کی۔ لیکن چارلس کے پاس گونزاگا کو بھیجنے کے لئے رقم نہیں تھی، جولیس سوم امن وسکون قایم رکھنے کے لئے بے انتہا متردد تھا اور ہنری نے جو جرمنی پر چڑھائی کرنے کے لئے تیار تھا التوائے جنگ پر رضامندی ظاہر کی (اپریل ۱۵۵۲ء) جس کی رو سے پارما کو دو سال تک کے لئے اوٹیو کے قبضے میں دے دیا گیا۔

ہنری دوم نے بالکل ٹھیک اندازہ کیا کہ امر متنازع فیہ کی بابت شمال میں جنگ کی جائے۔ یہاں اسپینی حکومت اور چارلس کے مسلک کے خلاف غیظ وغضب کی آگ سرعت سے بھڑکنے لگی تھی۔ کیتھولک رؤسا میں "وقفے" (Interim) کو مقبولیت حاصل نہیں تھی؛ اس کو کلیسا کی رضامندی کے بغیر منظور کیا گیا تھا، اور پیروان لوتھر کے ساتھ مراعات کو الحاد کے ساتھ ایک خطرناک مصالحت سے تعبیر کیا جارہا تھا۔ پراٹسٹنٹ اس کے اکثر فقرات کو پوپ سے منصوب کرتے تھے اور جن ظالمانہ وسائل سے اس کو نافذ العمل کیا گیا تھا اس پر چراغ پا تھے۔

اٹلی اور جرمنی میں ہنری دوم کی مداخلت۔ ۱۵۵۱ء - ۱۵۵۲ء

سب سے بڑھ کر یہ کہ لینڈ گریو کے ساتھ چارلس کا طرزِ عمل سب کی برہمی کا باعث تھا۔ چارلس نے نہ صرف اس کو اسیری میں رکھا تھا بلکہ اس کو مجبور کر رکھا تھا کہ امورِ ترقی میں اس کے نقش قدم پر چلے۔ وہ علانیہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرتا تھا۔ حقیقت میں چارلس کی سیرت بدل چکی تھی۔

چارلس کے خلاف جرمنی میں بے اطمینانی

کامیابی کے یقین نے اس کے دل سے مفاہمت کا تمام خیال نکال دیا تھا، اور نقرس اور دیگر امراض کی سخت تکلیفوں کی وجہ سے پہلے سے زیادہ تندمزاج، اور حاکمانہ طرز کا انسان بن چکا تھا۔

فروری ۱۵۵۰ء ہی میں کسٹرن کے جان اور کلمباش کے آلبرٹ وسیباڈس نے مشترک مقاصد کی حفاظت کے لئے ایک جمعیت قایم کر لی تھی اور فرانسیسی تاجدار تک رسائی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسی اثنا میں شہنشاہ

پروٹسٹنٹوں کے ساتھ ماریس کی سازشیں

اور ماریس کے مابین تعلقات روز بروز کشیدہ ہوتے جا رہے تھے فتح ملبرگ کے بعد سے چارلس ماریس کو ضرورت سے زیادہ طاقتور بنانا نہیں چاہتا تھا' لہٰذا اپنے مواعید کی تکمیل میں پس وپیش کر رہا تھا۔ مگڈیبرگ اور ہالبرسٹاٹ کی حفاظت کا استحقاق اس کو نہیں دیا گیا' جان فریڈرک کے نمائندوں کو مجبور نہیں کیا گیا کہ اپنے جدید آقا کو تسلیم کریں' اور کہا جاتا ہے کہ شہنشاہ نے کہا کہ جان فریڈرک' ایک ریچھ ہے جس کو ماریس کے خلاف چھوڑا جا سکتا ہے' اس کے برعکس اس کم عمر الکٹر نے معلوم کر لیا کہ پراٹسٹنٹوں میں اور خود اپنے مقبوضات میں اپنی حیثیت روزانہ دشوار تر ہوتی جا رہی ہے۔ شہنشاہ کی غیر مقبولیت اب اس کے حق میں منتقل ہو چکی تھی۔ اور لینڈگریو کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا تھا اس کا الزام اس کے سر تھوپا گیا۔ اور اس کو بڑا ملحد سمجھا جانے لگا جس نے پراٹسٹنٹ اغراض و مقاصد کو تباہ کر دیا۔ تجاویز پیش تھیں کہ فرانس کی مدد سے اس کو اپنے ناجائز مقبوضات سے نکال باہر کر دیا جائے۔ اب ماریس گھبرانے لگا کہ اس نے ابھی جو الکٹری حاصل کی تھی اس کو یا شہنشاہ چھین لے گا یا پراٹسٹنٹ رؤسا۔ ان شخصی محرکات کے قطع نظر' جو قوی تھے' اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ماریس پراٹسٹنٹ اغراض کا حامی بھی تھا' جو اس صورت میں شدید خطرے میں پڑ جاتیں جب کہ چارلس مکمل طور پر سب کا مالک بن بیٹھتا۔ لہٰذا ماریس کے ہم مذہبوں کے اور خود اس کے مقاصد متقاضی تھے کہ وہ رؤسا کے ساتھ اس شرط پر اتحاد قایم کرنے کا وعدہ کر لے کہ اس کے لیے مفتوحہ علاقوں پر امن پسند قبضے کی ضمانت دی جائے گی۔ لہٰذا ۱۵۵۰ء کے موسم بہار ہی سے اس نے پیش قدمی شروع کر دی تھی۔ تاہم پراٹسٹنٹ رؤسا قدرتاً اس کو اشتباہ کی نظر سے دیکھنے لگے خاص کر اس وجہ سے بھی کہ چارلس نے اس کو ذمہ دار بنایا تھا کہ شہر مگڈیبرگ کو "وقفے" کے تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے۔ لہٰذا ۲۰ فروری ۱۵۵۱ء سے پہلے ماریس پراٹسٹنٹوں کے خطرات کو رفع

نہیں کر سکا۔ اس نے اب یقین دلایا کہ اس شہر کے مذہب میں کسی طرح کی بھی مداخلت نہیں کی جائے گی اور یہ کہ وہ پراٹسٹنٹ مذہب کا پابند رہے گا۔ دو عہدناموں کے ذریعے (فروری و مئی ۱۵۵۱ء) رؤسا نے وعدہ کیا کہ پراٹسٹنٹ مذہب اور جرمنی کی آزادیوں کے لئے مشترکہ مدافعت میں سب شریک و متحد ہو جائیں گے اور ماریس کے لئے ارنسٹی شاخ کے تمام دعاوی کے خلاف الکڑی محفوظ کر دی گئی۔ اب مگڈیبرگ کا محاصرہ شروع ہوا۔ نومبر ۱۵۵۱ء میں شہر نے خود کو ماریس کے حوالے کر دیا۔ شہریوں نے وعدہ کیا کہ وہ شہنشاہ سے معافی کی التجا کریں گے، تاوان ادا کریں گے، وقفے کو تسلیم کر لیں گے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ماریس نے انھیں خفیہ طور پر یقین دلایا کہ وہ مذہبی حقوق سے محروم نہیں کئے جائیں گے اور نہ ان کے مذہبی رسوم کی تکمیل میں خلل اندازی کی جائے گی۔ نیز انھوں نے ماریس کو اپنا 'برگریو' (ایک خطاب جو عموماً سکسنی کے الکڑی خاندان میں مقرر تھا) منتخب کیا، جس کی رو سے اس کو شہر اور اس کے تحتانی علاقوں پر بہت سے اختیارات حاصل ہو گئے۔

مگڈیبرگ کی ماریس کو حوالگی۔ نومبر ۱۵۵۱ء

اسی اثناء میں اس مسئلے پر بحث جاری تھی کہ آیا جمعیت صرف مدافعت جاری رکھے اور جرمنی تک خود کو محدود رکھے یا خارجی امداد کی طرف نظر دوڑائے۔ ماریس نے اصرار کیا کہ اگر پراٹسٹنٹوں کو فتح حاصل کرنا ہے تو وہ فرانسس کی تائید حاصل کریں۔ جان کسٹرن کی مخالفت کے باوجود جس نے یہاں تک پیر پھیلانے سے انکار کر دیا، ماریس کے مشورے پر عمل کیا گیا اور اکتوبر ۱۵۵۱ء میں گفت و شنید شروع کر دی گئی جو جنوری ۱۵۵۲ء میں عہدنامۂ فریڈوالڈ کی صورت میں ختم ہوئی۔ ہنری دوم نے بے حیائی اور شوخی سے استدعا کی کہ جرمنی کے مذہبی امور اس کی حفاظت میں دیدیئے جائیں۔ لیکن پراٹسٹنٹوں نے اپنے مذہب کی حفاظت و صیانت ایک ایسے شخص کے حوالے کرنے سے جس نے اپنے ملک میں ان کے

عہدنامۂ فرڈوالڈ۔ جنوری ۱۵۵۲ء

ہم مذہبوں پر ظلم وستم برپا کر رکھے تھے، انکار کردیا۔ اور عہدنامے میں مذہبی معاملات کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ ہنری دوم نے وعدہ کیا کہ لینڈ گریو کی اسیری سے رہائی دلانے میں اور جرمنی کی آزادیوں کی مدافعت میں مدد دے گا۔ اس کے لئے شاہ فرانس کو بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ اس کو سلطنت کے 'وکار' کی حیثیت سے کیمبرے، میٹز، ٹول اور ورڈون پر قبضہ کرنے کا اختیار دیا گیا (لیکن شہنشاہی اقتدار کو محفوظ کرلیا گیا) اور رؤسا نے وعدہ کیا کہ اگر شہنشاہ کی گدی خالی ہوئی تو اس صورت میں اس کو امیدداری کا موقع دیا جائے گا یا کسی ایسے شخص کو امیدوار بنایا جائے گا جو اس کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ میٹز، ٹول، اور ورڈون کی اسقفیوں کے الحاق پر جو لارین پر غالب تھیں اکثر اور نہایت سختی کے ساتھ الزام لگایا گیا ہے۔ لیکن ہمیں کم سے کم اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ فرانسیسی ان اضلاع کی مشترک زبان تھی، جرمن قومیت کا ذوق جو ان میں کبھی تقویت نہیں حاصل کرسکا تھا، اصلاح مذہب کی کش مکش میں کم زور پڑ گیا تھا، نیز اگر جرمنی کو ایک بیرونی اسپینی حکومت کے تحت نہیں رکھنا تھا تو کامیابی کے ساتھ چارلس کی مدافعت کے لئے فرانسیسی اتحاد کی ضرورت تھی لیکن ماریس فرانسیسی اتحاد سے مطمئن نہیں ہوا۔ فرڈیننڈ نے اس سے وعدہ لیا تھا کہ جانشینی سلطنت کی نسبت وہ چارلس کے منصوبے کی مزاحمت کرے گا۔ اس طرح دونوں میں جو دوستانہ تعلقات قایم ہوئے ماریس نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ اور فرڈیننڈ کو یہ یقین دلاتے ہوئے کہ اس پر کوئی حملہ نہیں کیا جائے گا خود کو آسٹریا رئیس کی عملی مخاصمت سے محفوظ و مامون کرلیا۔

جس اثنا میں ماریس شہنشاہ کے خلاف اس قدر زبردست اتحاد قایم کر رہا تھا ان دونوں میں اس کے اور شہنشاہ کے درمیان بہت گہرے تعلقات قایم تھے۔ تاہم یہ فرض کرلینا غلطی ہے کہ چارلس ان تمام باتوں سے بے خبر تھا۔ لیکن اس موقع پر چارلس علیل تھا اور بے استقلالی اور سستی کا دورہ اس پر عمل کر رہا تھا۔ جنگ ملبرگ کے بعد سے اپنی کامیابی پر اترانے لگا اور اس سازش کو بہت سرسری نظر سے دیکھنے لگا اور متوقع تھا کہ ۱۵۴۶ء کی طرح

اب کے بھی اپنے مخالفین کی خبر لے۔ وہ باور کرتا تھا کہ یا تو ماریس کو مزید مراعات دے کر اپنی طرف کر لیا جائے گا یا جان فریڈرک کو آزاد کر کے الکٹری علاقے اس کو دے دیئے جائیں گے اور اس کو تباہ اور تاراج کر دیا جائے گا۔ شہنشاہ کو یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ ۱۵۴۶ء سے حالات و واقعات میں کیا کیا تغیر و تبدل واقع ہوا ہے، اس نے اس کو محسوس نہیں کیا کہ اس کی اسپینی حکومت، اس کا جبر و تشدد، اور اس کی تجویز جانشینی جرمنی میں اور خود اس کے بھائی کے حق میں کسی قدر نامقبول ہو چکی تھی، فرانسیسی اتحاد اس کے شمار میں نہیں تھا، اور سب سے اخیر یہ کہ جس شخص کے ساتھ اسے پیش آنا تھا اسی کے نسبت غلط فہمی ہو گئی تھی۔ عزت و شہرت کی خواہش کے باوجود ماریس کو پراٹسٹنٹ مذہب کا حقیقی معنوں میں خیال تھا اور وہ مصمم ارادہ کر چکا تھا کہ اپنی رعایا کے مذہب کی حفاظت کرے گا۔ یہ غیر اغلب ہے کہ وہ کبھی بھی شخصی منافع پر اپنے مذہب کو قربان کرتا۔

چارلس نے اس کو بھی بھلا دیا کہ اس نے سیاسی چال بازیوں کا جو سبق پڑھایا تھا وہ اس کے شاگرد کو خوب یاد تھا، کیونکہ وہ خود استادِ تدبر و سیاست تھا۔ اور اکتیس سال کے نوجوان نے اس کو اچھی طرح ہرا دیا۔ ماریس نے اخیر دم تک ظاہری نمایش قایم رکھی، اور حتیٰ کہ شہنشاہ کی اس استدعا کی تعمیل کا بہانہ کیا کہ اس صورت حال پر بحث کرنے کے لئے انسبرگ آئے گا۔ اس کے بعد اپنی افواج کو مجتمع کر کے، جس کو اس نے محاصرۂ گلڈبرگ کے بعد سے روک رکھا تھا، یک بیک جنوب کی طرف روانہ ہوا اور بیشاف شیم میں ہیسی کے نوجوان ولیم سے جا ملا۔ عین اسی وقت ہنری دوم نے لارین پر چڑھائی کر دی۔ شاہ فرانس نے اعلان کیا کہ وہ جرمن آزادی کی حفاظت کے لئے آیا ہے، اور رؤسا نے ایک اعلان جاری کیا جس میں انھوں نے لینڈگریو کی اسیری کی رسوائی اور ناواجبیت، اور بیرونی ملک کی حیوانوں (Vichische) کی سی موروثی غلامی، کو خواہ مذہبی ہو یا سیاسی، مردود ٹھیرایا

ماریس کا اعلان جنگ اور جنوب کی طرف روانگی
۱۸ مارچ ہنری دوم کا حملہ لارین پر

جس کو چارلس جرمنی پر جبراً عاید کرنا چاہتا ہے۔ راتھنبرگ میں ماریس سے کالم باش کے البرٹ اسپیاڈس آلا' اور آگسبرگ کی جانب پیش قدمی شروع کر دی جو شہنشاہی اقتدار کا مینارِ دیدبان تھا، شہنشاہی فوجی دستے نے نہایت سرعت کے ساتھ اس کا تخلیہ کر دیا۔

یہی موقع تھا جب کہ فرڈیننڈ نے اس طرزِ عمل کو اختیار کیا جو چارلس کے ساتھ رقابت کا' اور ماریس کے ساتھ سابقہ گفت وشنید کا نتیجہ تھا' اور

فرڈیننڈ کا مسلک

یہ وہ طرزِ عمل تھا جس کو وہ اپنے بھائی کی دست برداری تک قایم رکھنا چاہتا تھا۔ اپنے اور اپنے خاندان کی اغراض ومقاصد کی حفاظت کے فکر میں فرڈیننڈ نے ثالث کی حیثیت سے مداخلت کرنے، پراٹسٹنٹوں کے ساتھ مصالحت کر لینے اور ایک متحدہ جرمنی کی حمایت وپشت پناہی سے چارلس کی تجویز توارث کو شکست دینے اور ترکوں کی طرف سختی کے ساتھ متوجہ ہونے کی تجویز پیش کی۔ لہذا اس نے ماریس کو ترغیب دی کہ لینز میں ایک کانفرنس منعقد کی جائے

لینز میں کانفرنس ۱۸ اپریل

(۱۸ اپریل) جس میں انھوں نے صلح آیندہ کی نسبت عام شرائط پر اتفاق کیا اور ماریس نے ۲۶ مئی کو جنگی کارروائی ملتوی کرنے پر رضامندی ظاہر کی' اور اس تاریخ کو پاساؤ میں دوبارہ گفت وشنید کا آغاز ہونے والا تھا۔ چارلس نے اپنے بھائی کو اختیار دے رکھا تھا کہ گفت وشنید شروع کر دے اور اس سے منشا یہ تھا کہ وقت مل جائے' لیکن کانفرنس کے نتائج کلیتہً اس کے ذہن میں نہیں تھے' اس طرح ماریس نے ایک اور مرتبہ سیاسی فتح حاصل کی۔ فرڈیننڈ کی غیر جانب داری عملی طور پر حاصل ہو گئی' اور ماریس کو ۲۶ ر تاریخ سے پیشتر کارروائی شروع کرنے کے لئے فرصت مل گئی۔ ایھرنبرگ پر پیش قدمی کر کے اس نے اس گڑھی پر قبضہ کر لیا جو درّہ انسبرگ کی حفاظت کرتی تھی۔ اور جہاں شہنشاہ مقیم تھا۔ اور چارلس جو نقرص سے اس قدر علیل تھا کہ سواری تک کرنے سے قاصر تھا'

شہنشاہ کا فرار و لاج کو

شمالی جانب نیدرلینڈس کی طرف راہ گریز اختیار کرنے کی ناکام کوشش کی اور اس کے بعد ایک ڈولی میں سوار ہو کر برنر کو عبور کر کے ولاج کی جانب بچ نکلا، ماریس سے اقرار لیا گیا کہ خود شہنشاہ کو گرفتار کر کے ساری باتوں کا خاتمہ ہی کر دے۔ اس نے جواب دیا میرے پاس اتنا بڑا پنجرہ نہیں ہے کہ اتنے بڑے طائر کو قید رکھوں، لہذا اس نے جنگ کو ترجیح دی۔

عہد نامۂ پاساؤ ۲ راگست ۱۵۵۲ء

جون کے مہینے میں پاساؤ میں فرڈیننڈ اور ماریس کے مابین از سر نو گفت و شنید شروع ہوئی، جہاں الکٹر، شہروں کے متعدد مبعوثین اور اکثر و بیشتر رؤسا حاضر تھے۔ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ چارلس نے مایوسی کی حالت میں گفت و شنید کو فرڈیننڈ کے حوالے کر دیا اور واقعات کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔ لیکن یہ دور از حقیقت بات ہے۔ اس کی سیرت کی ضد اور اس کی ثابت قدمی اس موقع پر جس توضیح سے نمایاں ہوتی ہے اتنی کبھی نہیں ہوئی، اور خصوصاً جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ وہ کس شدت سے علیل تھا۔ اتحاد کلیسا کے قیام اور شہنشاہی اقتدار کی مرغوب خاطر تجویز سے دست بردار ہونے پر راضی نہ ہونے کے باعث ہر رعایت کے ایک ایک فقرے کے ساتھ جھگڑا کیا، اور ہمیشہ انتقام لینے کا خواب دیکھتے ہوئے اس نے وقت حاصل کرنے کے لیے جان توڑ کوشش کی اور ساتھ ہی ساتھ ہر طرف مخالفانہ تنظیم کی سازشیں شروع کر دیں۔ لیکن یہ سب کچھ لاحاصل تھا۔ جرمنی اس کی حکومت سے اس قدر صدمہ اٹھا چکی تھی کہ اب دوبارہ اس کی حکومت کے خاطر لڑنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ سیاسی رجحانات وقت کلیسا اور ریاست کی حکومت خود اختیاری کی جانب سختی کے ساتھ مائل تھے، اور عہد نامۂ پاساؤ ایک درمیانی جماعت کے وجود کا نتیجہ تھا، جو ان کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دونوں فرقوں پر مشتمل تھی جو جنگ سے بیزار اور چارلس کی سیاسی تجاویز سے متنفر تھے، اور مصالحت کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ یہ ایک ایسی جماعت تھی جو خارجی علاقوں میں بھی جرمنی کے وجدانیات کا اظہار کرتی تھی لیکن ایک نقطہ پر چارلس بری طرح اڑ گیا۔

اس نے کانفرنس پاساؤ کے اقتدار کو قطعی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا فرض ہے کہ صرف مجلس کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرے اور پاساؤ میں جو شرائط عطا کی گئیں وہ تو صرف عارضی ہوں گی۔ ماریس جس نے چارلس کی ضد سے مایوس ہو کر دوبارہ ہتھیار اٹھائے تھے اور وقت فرینکفورٹ آن دی مین کا محاصرہ کر لیا تھا (۱۷ جولائی) اپنی حیثیت کو اس درجے محفوظ اور مستحکم نہیں سمجھتا تھا کہ اس سے انکار کر دے اور ۲ اگست کو شہنشاہ کے پیش کردہ شرائط کو منظور کر لیا۔ یہ طے ہوا کہ متحدین ۱۲ اگست سے پیشتر جنگ ختم کر دینگے۔ کیونکہ اسی تاریخ لینڈ گریو کو رہائی ملنے والی تھی اور چھ ماہ کے اندر ایک مجلس منعقد ہونے والی تھی جس میں تنازع فیہ مسائل کا قطعی تصفیہ ہونے والا تھا اور اگر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے تو موجودہ انتظامات حسب حال رہیں اسی اثناء میں جو ارکان معاہدۂ آگسبرگ میں شامل تھے ان کو کسی طرح سے پریشان نہ کیا جائے اور پراٹسٹنٹ امیروں کی حیثیت سے شہنشاہی ایوان میں شریک ہوں آخر تک بھی چارلس نے اپنے وعدے کو ٹالنے اور بزور شمشیر چارہ جوئی کرنے کی سوچتا رہا۔ لیکن فرڈینینڈ کی منت وسماجت سے مغلوب ہو کر جس نے متنبہ کیا کہ اس کو متعدد پراٹسٹنٹ اور کیتھولک رؤسا سے لڑنا پڑے گا اس نے بالآخر عہدنامہ کی توثیق کر دی (۱۵ اگست) اور الکٹر جان فریڈرک اور لینڈ گریو کو رہا کر دیا۔

عہدنامۂ پاساؤ کے ذریعے بلاشبہ جرمنی کی عام خواہش کی ترجمانی ہوئی۔ اس میں کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دونوں شریک تھے۔ اس کو باستثنا چند کٹّر کیتھولکوں اور ان کے جو جان فریڈرک کی طرح اپنے کھوئے ہوئے علاقوں کے بازگشت یا البرٹ آسیبیاڈس والی کلم باش کی طرح تسلسل جنگ سے فائدہ اٹھانے کے متوقع تھے، سب کے سب نے دل سے منظور کر لیا چارلس جتنا صلح سے متنفر تھا غیر متاثر رؤسا کو شریک کرنا بھی اتنی ہی دیوانگی ہوتی۔ تاہم اس قدر تند مزاجی کے باوجود جو عمر کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی نظر آرہی تھی اس نے اپنی توقع کو جانے نہ دیا۔ فرانسیسیوں کو عہدنامے میں

شامل نہیں کیا گیا اگر ان کے خلاف ایک کامیاب جنگ کی جائے تو اس کی کھوئی ہوئی شہرت واپس آجائے گی اور اس کو اس قابل بنا دے گی کہ ایک اور مرتبہ ان سب چیزوں کے حصول کی کوشش کی جائے جو اس کو اتنی عزیز تھیں۔

پراٹسٹنٹ مذہب کے مقاصد اور جرمنی کی اغراض کی خوش قسمتی سے چارلس کی مہمات ناکام رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کلم باش کے البرٹ سے

چارلس کی خام کامیابی عہدنامے کی شکست میں مزاحم ہوتی ہے۔

اس نے مدد حاصل کی اور اکتوبر ۱۵۵۲ء میں میٹز کا محاصرہ کرلیا۔ لیکن گائز کے ڈیوک کی مہارت و توانائی نے، جس نے یہیں اپنی فوجی شہرت حاصل کی، چارلس کو اپنی جد وجہد میں کامیاب ہونے نہ دیا۔ موسم سرما شروع ہوگیا اور اسپینی اور اطالوی افواج کو سخت تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ دسمبر ۱۵۵۲ء میں چارلس نے اس کوشش کو ترک کردیا، اور سخت رنج کے عالم میں شکایت کرنے لگا "کہ اقبال و دولت بھی عورتوں کی طرح ایک بوڑھے شہنشاہ سے منہ موڑ کر نوجوان بادشاہ کی طرف متوجہ ہوگئے" اور نہ اٹلی ہی میں اس کی شمشیر نے کچھ جوہر دکھائے۔ سیلن کی جمہوریت نے داخلی اختلافات کی ابتریوں سے تنگ آکر خود کو شہنشاہ کی صیانت میں دے دیا تھا۔ اور مینڈوزا کے تحت جو روما کا شہنشاہی سفیر تھا ایک جمعیت سپاہ کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ لیکن مینڈوزا کی سخت گیری سے اہل سین بہت جلد عاجز آگئے۔ فرانس سے مدد کے لئے درخواست کی، اسپینی افواج کو ملک سے باہر نکالدیا۔ اور فرانس کی برتری قبول کرلی، اور سلیمان نے دوبارہ فرانسیسیوں کی تائید سے ایک بحری بیڑہ روانہ کیا، جس نے باوجود ناکام رہنے کے نیپلز کو دھمکی دینا شروع کردیا۔ ۱۵۵۳ء میں شہنشاہ جو نیدرلینڈ کی طرف بڑھ گیا تھا کسی قدر زیادہ خوش قسمت رہا۔ اور ٹیروٹینے کا شہر مسخر کرلیا۔ لیکن اٹلی میں نیپلز کے وائسرائے اور کاسیمو کے وائسرائے ڈیوک آف فلارنس کی کوششیں سین سے فرانسیسیوں کو نکالنے میں ناکام رہیں نیپلز کو

دوبارہ ترکی بحری بیڑہ خوف دلا رہا تھا۔ ہنگری میں اسابلا بیٹوں زاپولیا اور اس کے بیٹے نے ترکی تائید کی طرف مائل ہو کر بالآخر ٹرانسلوے نیا کو حاصل کر لیا، اور اگر سلیمان کو ایک ایرانی جنگ کی طرف متوجہ ہونا اور خانگی جھگڑوں میں الجھنا پڑتا جن میں خود اس کا عزیز بیٹا مصطفےٰ قتل کر دیا گیا تو وائنا پر تک دوبارہ حملہ کر دیا جاتا۔

اس موقع پر ماریس کا انتقال ہو گیا اور یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ زیادہ موافق حالات میں ممکن تھا کہ چارلس کو ایک آخری فتح کا موقع دے دیتا۔ خارجی علاقوں کی جنگ کے دوران میں چارلس غیر مطمئن رؤسا کے ساتھ سازش کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔ جن میں زیادہ خصوصیت کے ساتھ کلم باش کا ڈیوک قابل ذکر ہے۔ میٹز سے پیشتر اس رئیس نے جو مدد کی تھی اس نے اس کے نام پر ان رقمی عطیات اور ان اراضی کو مستقل کر دیا جن کو البرٹ نے بامبرگ اور ورزبرگ کے اسقفوں سے جبراً حاصل کیا تھا۔ البرٹ نے اب ان دعاوی کو شہنشاہی ایوان کے حکم کے باوجود بزور اسلحہ منوانے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فروری ۱۵۵۳ء میں فرڈینڈ اور ماریس نے جنھوں نے عہدنامۂ پاساؤ کے نفاذ کے لئے جنوبی جرمنی کے دیگر رؤسا کے ساتھ ہیڈلبرگ کی جمعیت مقرر کی تھی، اس کے خلاف پیش قدمی کی اور بمقام لیور شاسن جو لیون برگ کی نواحی میں واقع ہے اس کو شکست دی (۹ جولائی) لیکن اس فتح کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی کیونکہ ماریس مجروح ہونے کے دو دن بعد انتقال کر گیا۔

ماریس کا انتقال لیور شاسن میں ۹ جولائی ۱۵۵۳ء

اس طرح بتیس سال کی عمر میں ایک ایسا رئیس دنیا سے چل بسا جس نے ۱۵۴۶ء کے بعد سے جرمنی کی تاریخ میں سب سے نمایاں حصہ لیا تھا۔ آج تک اس کے اغراض و مقاصد اور اس کی سیرت کی نسبت بحث و تمحیص کا بازار گرم ہے۔ بعض لوگ اس کو میکیویلی کا شاگرد سمجھتے ہیں، یعنی وہ مذہبی یقین یا ذاتی اغراض کو سوچنے کے سوا کسی اور اصول سے معرا تھا۔ دوسرے لوگ اس کو سب سے بڑا مدبر وقت خیال کرتے ہیں۔ اور ایک ایسا شخص جو سب سے پہلی مرتبہ چارلس کے مقاصد کو تاڑ گیا تھا، اور جس کی دغا بازی

۱۵۴۶ء میں فی الحقیقت پراٹسٹنٹ مذہب کے قیام و حمایت کی جانب سب سے پہلی اور ضروری تحریک تھی، جو اس ضرورت سے اس میں پیدا ہوگئی تھی کہ شہنشاہ کی مزاحمت کی توقع سے پہلے اپنی حیثیت کو مضبوط بنا لے۔ جیسا کہ پرجوش فریقوں میں پیش آتا ہے صداقت ان دو انتہائی خیالات کے بین بین ہے۔ اگرچہ ماریس کو دونوں مخالف مذاہب کے متنازع فیہ مسائل پر پکا یقین نہیں تھا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ حرص ملک گیری سے متاثر تھا۔ اس پر یہ الزام عائد کرنا نادرست ہے کہ اس نے اپنی رعایا کے مذہب کو اپنی ذاتی اغراض پر قربان کر دیا۔ بہر حال، ہم اس کی نیت کی نسبت خواہ کچھ بھی خیال کریں، اس کے مدبر و سیاست کی قابلیت تو لا کلام ہے۔ چارلس سے ایک دفعہ وھوکا کھا ناہی تھا کہ اس نے اس کو معلوم کر لیا اور داؤ گھات میں استاد سیاست پر بازی لے گیا۔ پراٹسٹنٹ مذہب کو اپنے آخری قبول و تسلیم کی بابت اور جرمنی کو چارلس کے اسپینی ظلم و استبداد سے نجات حاصل کرنے کی نسبت کم سے کم ماریس کا مرہون منت ہونا چاہئے۔ سکسنی کی الکٹری کو بھی اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ اس ملک پر اچھی حکومت کی گئی اور تعلیم میں ترقی دی گئی بلکہ اگر ماریس زیادہ عرصے تک زندہ رہتا یا اسی دماغ کے لوگ اس کے جانشین ہوتے تو سکسنی سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں اپنے ہمسایہ یعنی برینڈنبرگ کے ہوہنزولرن الکٹروں کے آگے ماند نہ پڑ جاتی۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ آیا یہ صحیح ہے کہ وہ اپنی موت کے وقت زیادہ عظیم الشان چیزوں کا خواب دیکھ رہا تھا۔ اور فرڈیننڈ سے مل کر فرانس کے ساتھ اس لئے سازش کر رہا تھا کہ مرتبہ شہنشاہی خود اپنے لئے حاصل کرے۔ ماریس اتنا زبردست مدبر سیاست تھا کہ فیصلہ کن ساعت سے پہلے اس کے مدعا کو معلوم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ہم کم سے کم اتنا باور کر لیتے ہیں کہ اگر وہ شہنشاہ بنتا بھی تو جرمنی کو اس کی تخت کوئی نقصان نہیں برداشت کرنا پڑتا۔

ماریس کی موت سے نہ تو البرٹ کو کوئی فائدہ پہنچا اور نہ چارلس کو اول الذکر تھوڑے دن بعد جرمنی سے نکال دیا گیا تاکہ ایام زندگی شاہ فرانس کی

اسیری میں کاٹ دیے۔ اور فرینکونیا میں اس کے جو مقبوضات تھے اس کے رشتے کے بھائی جارج فریڈرک والیٔ انسپاش کے حوالے کر دئے گئے، اور چارلس نے جرمنی کے متحدہ ارادے کے مقابلے سے مایوس ہو کر ناگزیر حالات کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس نے جانشینی کی تجویز کو خیرباد کہدیا اور مذہبی مشکلات کے مستقل تصفیے کی مخالفت ختم کر دی۔ اس طرز عمل کی طرف وہ زیادہ تر اس لئے مائل ہوا تھا کہ اب اس کا خیال تھا کہ فلپ کا عقد میری کیتھولک ملکۂ انگلستان کے ساتھ کر دے، اور اس طریقے سے انگلستان کو اسپین کی سلطنت سے متحد کر دیے اس تغیر مسلک کے ساتھ اس کے اور اس کے بھائی کے مابین حریفانہ مخالفت کا بھی خاتمہ ہو گیا، اور فرڈیننڈ کو جرمنی میں آزادیٔ عمل دے دی گئی۔

[illegible] سیکسنی کے معاملات سب سے پہلے توجہ کے محتاج تھے۔ جان فریڈرک کے شکوے شکایت کے باوجود اس کو بعض علاقہ واری حقوق و مراعات دے کر جبراً چپ کر دیا گیا۔ اور بقیہ علاقے مع حقوق الکٹری آگسٹس برادر مارس کو مل گئے۔

اس مسئلے کو اطمینان بخش طور پر طے کر چکنے کے بعد فرڈیننڈ نے اپنے بھائی کو مجبور کیا کہ مجلس کو فروری ۱۵۵۵ء میں بمقام آگسبرگ طلب کرے۔ لیکن چارلس نے اس گفت و شنید میں حصہ لینے سے انکار کر دیا اور فرڈیننڈ کو اجازت دے دی کہ وہ اس کی صدارت کرے۔ اور اپنی مرضی کے مطابق معاملات کا تصفیہ کرے، لیکن متنبہ کیا گیا کہ کوئی چیز اس کی ضمیر کے خلاف عمل میں نہ لائی جائے۔

مجلس آگسبرگ فروری تا ستمبر ۱۵۵۵ء۔

باستثنائے چند جرمنی کے تمام کیتھولک اور پراٹسٹنٹوں نے بالاتفاق مذہبی مسائل کے تصفیے کی اور ایک ایسی صلح کے قیام کی خواہش ظاہر کی جو انھیں البرٹ والیٔ برنڈنبرگ جیسے مفسدہ پردازسے امن دلا سکے۔ تاہم ان دونوں مذاہب کے متضاد اغراض و مقاصد میں مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش میں (جو ہمیشہ ایک دشوار امر تھا) شہنشاہی دستور اساسی کی پیچیدہ خصوصیت کی وجہ سے دو چند مشکلات پیدا ہو گئیں۔ لہذا جونہی گفت و شنید کا آغاز ہوا اختلافات ظاہر ہو گئے

جولیس سوم کا انتقال مارچ ۱۵۵۵ء معاملات میں سہولت پیدا کرتا ہے۔

اور پاپائی جماعت نے ان کی آبیاری کی۔ خوش قسمتی سے مارچ میں جولیس سوم کی وفات کی بدولت اس کے وکیل کارڈینل مورون کو مجبوراً آگسبرگ سے واپس ہو جانا پڑا۔

دوسرا پوپ مارسیلس دوم صرف بیس دن رہا اور اس کے جانشین پال چہارم (کرافا) نے اگرچہ راستے میں ہر طرح سے روڑے اٹکانے کی کوشش کی لیکن وہ صرف پراٹسٹنٹوں کو عطا شدہ مراعات کو محدود کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ دو لفظوں پر اتفاق کرنا مقابلۃً آسان تھا۔ اعلان کیا گیا کہ آیندہ سے تمام مذہبی تنازعات کا تصفیہ امن پسند ذرایع سے عمل میں لایا جائے۔ اور اس مقصد کے پیش نظر کیتھولک اور لوتھری مذہب کی بابت ہر معاملے میں دونوں فریق کے اسیسر مساوی تعداد میں شہنشاہی ایوان میں شرکت کریں۔ دوسرے اصل میں زیادہ دشواریاں حائل تھیں۔ پیروان لوتھر نے ابتداءً خواہش کی تھی کہ ہر فرد کو موقع دیا جانا چاہیئے کہ وہ آگسبرگ کے اقرار نامے کو تسلیم کرے خواہ وہ پراٹسٹنٹ ریاست کی رعایا ہو یا نہیں۔ لیکن وہ کیتھولک رؤسا اس سے خایف ہو گئے جن کے علاقوں میں لوتھری مذہب نے عظیم الشان ترقی کر لی تھی اور مصلحین کو اس عہد و پیمان اور قول قرار پر قناعت کرنے کے لئے مجبور کیا گیا کہ ہر دنیاوی رئیس یا شہنشاہی شہر کو خود اس بات کا فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے کہ وہ اپنی حدود کے اندر کس مذہب کو اختیار کرنا پسند کرتا ہے۔ اور جو اس بات کو نہ مان سکیں اپنے مال و اسباب سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ مذہبی جائداد کو دنیوی رؤسا کے اقتدار کے تحت دنیوی حیثیت بخشنے کی نسبت بھی ایک مصالحت کی گئی۔ وہ تمام جائداد جو عہدنامۂ پاساؤ (۱۵۵۲ء) سے پیشتر دنیوی حیثیت اختیار کر چکی تھی اس کو اسی حالت پر برقرار رکھا گیا لیکن اس حق کے مزید استعمال کی اجازت نہیں دی گئی۔ پراٹسٹنٹوں نے اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ مذہبی رؤسا کو دنیوی رؤسا کی طرح اجازت دی جائے کہ وہ اپنی حدود اراضی کے اندر جو مذہب چاہیں قایم کریں اور جو مذہبی رئیس یا بشپ لوتھری مذہب کو قبول کرے اس کے مراتب و محاصل برقرار رہیں۔ یہ بات ساری سلطنت کی

عمارت کو منہدم کردیتی، لہذا کیتھولک فرقہ اور خود فرڈی نینڈ نے اس کی زبردست مخالفت کی۔ پیروان لوتھر ڈٹے ہوئے ہونے کی وجہ سے فرڈی نینڈ اس مسئلے کی بابت غور و خوض کو ملتوی کرنے کی فکر میں پڑگیا، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بقیہ عہدنامہ پر بھی پانی پھر جائے۔ لہذا آخر الامر ایک غیر اطمینان بخش مصالحت کی گئی۔ شرائط یہ منظور ہوئی تھیں کہ اگر کوئی مذہبی شخص آیندہ اپنے کیتھولک مذہب کو خیرباد کہدے تو وہ اپنی خدمت سے اور اس سے متعلقہ محاصل اور سرپرستی سے بھی دست بردار ہو جائے۔ پیروان لوتھر نے عہدنامے میں اس فقرے کو داخل کرنے کی اجازت تو دے دی۔ لیکن احتجاج یہ کیا کہ وہ اس شرط کو اپنے اوپر لازم نہیں تصور کرتے۔ اور مزید یہ رعایت حاصل کی کہ مذہبی رؤسا کی اس رعایا کو جس نے پہلے ہی سے پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کرلیا ہے ایذا نہ پہنچائی جائے اور جو لوگ بعد میں لوتھری مذہب اختیار کریں انھیں ترک وطن کی اجازت دی جائے۔

صلح آگسبرگ نے چارلس کی اس کوشش پر کہ مجدد سلطنت مغرب کی بنیاد پر کلیسا میں دوبارہ وحدت قایم کی جائے، آخری مہلک ضرب لگائی، اور مذہبی امور میں اصول خود اختیاری کو قطعی طور پر تسلیم کرلیا گیا۔ اگر چارلس اپنے بیرونی دشمنوں پر فتحمند ہوتا (اور بہت اغلب ہے کہ کم سے کم کچھ دنوں کے لئے وہ ایسا کرتا) تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہتا۔ اگر اس میں حوصلہ مندی کی امنگ نہ ہوتی اور وہ اپنی توجہ جرمنی تک محدود رکھتا تو ممکن ہے کہ پیروان لوتھر کو پیس دینے میں کامیاب ہو جاتا۔ لیکن اس کی اولو العزمی اور بلند نظری ہی اس کے مقصد و منشا کی تکمیل میں مزاحم ثابت ہوئی۔ بار بار جب اس نے ہتھیار اٹھانے کی کوشش کی سیاسیات کی کوئی نہ کوئی فوری ضرورت درمیان میں حائل ہو کر رکاوٹ پیدا کرتی رہی۔ اور آخر کار مقامیت کے اصول نے قوت پکڑلی اور غیر ملکی امداد کی بدولت وہ اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہوگیا۔ تاہم پراٹسٹنٹوں پر اس بات کا الزام عاید کرنا درست نہ ہوگا کہ انھوں نے سیاسی اغراض کی ترقی کے لئے مذہبی شور و غل برپا کر رکھا تھا۔ یورپ کے دوسرے مقامات کی طرح جرمنی میں بھی مذہبی عنصر ناگزیر طور پر سیاسیات

کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ اصلاح دین نے سابق سے موجودہ سیاسی خواہش و آرزو کے لئے ایک مسلک اور ایک نیا جوش فراہم کر دیا اور بالآخر کامیابی کا سہرا ان سیاسی میلانات کے سر رہا جو سب سے زیادہ زبردست تھے۔ اگر چارلس جداگانہ سرشت کا انسان ہوتا تو وہ غالباً پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیتا اور جرمنی میں ایک سلطنتِ متحدہ قایم کر لیتا۔ لیکن اس کی سیرت اور اسپین کی ہمدردی نے اس سے باز رکھا، اور اس کو مکمل فتحمندی کہیں بھی حاصل نہ ہوئی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرکز روز بروز کمزور ہوتا گیا۔ اس کے بعد سے جرمنی ایک مجلس عمومی یا ایک مجلسِ قومی منعقد کرکے دونوں مذاہب میں مصالحت پیدا کرنے کی توقع سے ہاتھ دھو چکی۔ لوتھری کلیسا نے قانونی منظوری حاصل کر لی اور پراٹسٹنٹ ریاستیں اس کی دعویدار تھیں کہ وہ کسی بھی خارجی مذہبی اقتدار کی مداخلت کے بغیر راہ عمل اختیار کر رہی تھیں۔ اس طرح ازمنۂ وسطیٰ کے تصورِ کلیسا و ریاست میں کامل انقلاب پیدا ہو گیا۔ اور دنیاوی اقتدار نے ایک ایسی خودمختاری حاصل کی جس سے وہ پہلے ناآشنا تھا۔ تاہم یہ تصفیہ قطعی اور آخری نہیں تھا۔ اور اسی میں آیندہ منافرت کا تخم بویا گیا تھا۔ انفرادی اصول رواداری کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اگر رؤسا نے اپنی رعایا کی غالب تعداد کا مذہب اختیار کیا تو اقلیت رکھنے والے فریق کے حقوق کا احترام نہیں کیا جاتا تھا۔ اتنا یقین تھا کہ مذہبی شرائط محفوظہ، شدید تنازعات کا باعث ہوں گے۔ علاوہ ازیں کالوینی فرقے کے لوگ جو مستقبل قریب میں سب سے زیادہ پرجوش مصلحین بننے والے تھے اس صلح میں شریک نہیں کئے گئے تھے۔ ان کے اور پیروانِ لوتھر کے مابین جو مذہبی مناقشات رونما ہوئے ان کی بدولت موجودہ سیاسی رقابتوں میں اور زیادہ تلخی پیدا ہو گئی۔ کیتھولک فرقے نے اس سے فائدہ اٹھایا اور مذہبی مسئلے کے آخری تصفیے سے پیشتر جرمنی کو ابھی جنگ سی سالہ کے ہولناک دور میں سے گذرنا تھا۔

جس وقت جرمنی کو ان عظیم الشان مسائل میں مستغرق رکھا گیا عین اسی وقت فرانس کے ساتھ نیدرلینڈ کی سرحد پر اور اٹلی کے اندر جنگ

جاری رکھی گئی جس سے مختلف نتائج مترتب ہوئے۔ اپریل ۱۵۵۵ء میں

ورسیلز کی عارضی صلح۔ فروری ۱۵۵۶ء

کاسیموڈیوک فلارنس نے شہنشاہ کے حق میں سیناکو دوبارہ فتح کرلیا۔ دوسرے مقامات میں جنگی کارروائیاں غیراہم تھیں۔ اور ۱۵۵۶ء میں بمقام ورسیلز عارضی صلح کی گئی جس کی وجہ سے ایک مختصر مدت کے لئے ہتھیار رکھدئے گئے۔ لیکن اسی تاریخ سے چارلس اسپین کے تخت وتاج سے دست بردار ہوگیا۔

اپنی تمام تجاویز میں نامراد رہنے اور نقرس، ضیق النفس اور دیگر امراض کا شکار بن جانے کی وجہ سے مایوس ہوکر اس نے عزم کرلیا کہ ملک جرمنی کو فرڈی ننڈ کے حوالے کردے اور اپنے بقیہ علاقوں کی حکومت سے اپنے بیٹے کے حق میں دست بردار ہوجائے۔ چارلس سادہ لوحی سے توقع

چارلس کی تیاری دست برداری

کرتا تھا کہ فلپ ملکۂ انگلستان کے ساتھ رشتہ جوڑنے اور جوانی کی قوت وتوانائی کی بدولت ایک عظیم الشان کیتھولک بادشاہی قایم کرنے میں کامیاب ہوگا۔ اور اپنی سلطنت کا مرکز اسپین ہی کو قرار دے گا نیز الحاد کی خطرناک نشو ونما کی مزاحمت کرے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ یہ بھی کہ وہ آخر ایک نہ ایک دن تاجدار فرانس کو عاجز کرکے رہے گا اور یورپ میں اسپین کے غلبہ واقتدار کا سکہ بٹھادے گا۔ میری کے ساتھ فلپ کی شادی ہی کے موقع پر ملان اور اٹلی کو فلپ کے علاقے سے ملحق کردیا گیا تھا، لیکن تفریقِ اقتدار نے اس میں مشکلات پیدا کردئے اور بعض باتوں میں باپ بیٹوں میں جھگڑا بھی ہوگیا۔ لہذا اکتوبر ۱۵۵۵ء میں عہدنامہ آگسبرگ سے ایک ماہ پیشتر ملکۂ میری دالی ہنگری نیدرلینڈز کی نائب السلطنتی سے مستعفی ہوگئی اور ان علاقوں کی حکومت جو ابھی ابھی دوسری مرتبہ سلطنت سے جدا ہوئی تھی فلپ کے حوالے کردی گئی۔

اس پر بھی چارلس بظاہر کچھ اور دن تک حکومتِ اسپین کو اپنے

ہاتھ میں رکھنا چاہتا تھا لیکن اٹلی اور نیدرلینڈز کی مدافعت اسپینی سپاہ و رقم کے بغیر شاید ہی ممکن تھی؛ لہذا جنوری ۱۵۵۶ء میں فلپ کو شاہ اسپین کی حیثیت سے تسلیم کرلیا گیا۔ بالآخر اسی سال کے ستمبر میں چارلس شہنشاہی سے مستعفی ہوگیا، اگرچہ بعض اصلاحی امور کے باعث فرڈی ننڈ دو سال تک منتخب نہیں ہوا۔ اس عمل سے اس بلند خیال پر جس نے سب سے پہلے میکسی ملین کے دماغ میں جگہ پائی تھی کہ اسپین، اٹلی اور نیدرلینڈز کو جرمنی کے ہیپسبرگ والے خاندانوں کے علاقوں کے ساتھ ایک حکومت کے تحت کیا جائے پانی پھر گیا اور فرڈی ننڈ کو کیتھولک کے زیادہ معقول مسلک پر واپس آنا پڑا۔ اس کے بعد سے ۱۷۰۰ء میں اسپینی خاندان کے مٹنے تک ہیپسبرگ دو شاخوں میں منقسم رہا۔ ان میں سے آسٹروی خاندان جنوبی جرمنی کے خاندانی علاقوں پر حکمراں رہا اور سلطنت کے انتخابی تاج کو حاصل کیا۔ اور اسپینی خاندان اٹلی، فریچ کومٹی، نیدرلینڈز اور نئی دنیا کے مفتوحہ علاقوں پر حکومت کرتا تھا۔ غالباً اسپین کے حق میں مناسب یہی ہوتا کہ کبھی کوئی جرمنی شہنشاہ اپنا بادشاہ نہ ہوتا؛ اور ادھر نیدرلینڈز جو آرچ ڈیوک فلپ کی تنہا موروثی ملک کی حیثیت سے باقی رہ گیا تھا اسپین کی کمزوری اور تحقیر و ذلت کا ذریعہ ثابت ہونے والا تھا۔

جنوری ۱۵۵۶ء میں فلپ کو شاہ اسپین کی حیثیت سے تسلیم کرلیا گیا۔ ستمبر میں چارلس تاج شہنشاہی سے مستعفی ہوتا ہے۔

چارلس نے بار حکومت کو خسروسال شانوں پر منتقل کرکے بماہ ستمبر ۱۵۵۶ء صوبہ اسٹریمڈورا میں یوسٹے کی جرمنی خانقاہ میں عزلت نشینی اختیار کرلی۔ اس کی خانقاہ والی روایاتی زندگی کسی قدر صحت کی محتاج ہے۔ وہ خانقاہ کے اندر سکونت پذیر نہیں تھا، بلکہ ایک مکان میں جو اس کے لئے قریب تر مقام میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اگرچہ وہ مذہبی زندگی بسر کرتا اور کلیسا کی نمازیں برابر شریک رہتا تھا، حتیٰ کہ سزائے تازیانے کے

چارلس یوسٹے میں ستمبر ۱۵۵۶ء تا ستمبر ۱۵۵۸ء

کفارے کو برداشت کرتا تھا تاہم اس کی روزانہ زندگی سخت ریاضت کی نہیں تھی۔ غذا میں وہ نہ صرف صحت کی بنا پر روزہ رکھنے سے معذور تھا بلکہ نقصان کے باوجود مرغن اور غیر صحت بخش اغذیہ کا ہمیشہ کی طرح اب بھی دلدادہ تھا۔ اس نے کسی صورت میں بھی تمام دنیاوی تعلقات سے کنارہ کشی اختیار نہیں کر لی تھی، بلکہ اپنے بیٹے اور اپنی بیٹی جوینا، جس نے فلپ کی غیر موجودگی میں کیاسٹیایل کی نائب السلطنت کی حیثیت سے کام انجام دیا تھا، کے ساتھ بہت مراسلت کرتا تھا۔ ۱۵۵۷ء اور ۱۵۵۸ء کی لڑائیوں کے لئے فراہمی محاصل میں اس نے سب سے زیادہ عملی حصہ لیا۔ اس کے آخری کاموں میں ایک یہ بھی تھا کہ اس نے نائب السلطنت سے اصرار کیا کہ وہ لوتھری الحاد کو جو اسپین میں نمودار ہو گیا تھا ملیا میٹ کر دے اور اس کی گوشہ نشینی میں بھی وہی اصول اس سے چمٹے رہے جنھوں نے اس کی ساری زندگی میں رہنمائی کی تھی۔ اور چارلس بالآخر ۵۸ سال میں ان امراض کا شکار ہو گیا جو کچھ دنوں سے اس کو ستا رہے تھے (۲۱ ستمبر ۱۵۵۸ء)

چارلس پنجم کی وفات ۲۱ ستمبر ۱۵۵۸ء۔

شہنشاہ کا ذکر اتنی مرتبہ آچکا ہے کہ یہاں اس کی نسبت بہت کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی سیرت کے خد و خال بہت عرصے بعد اجاگر ہوئے۔ اور ۱۵۲۱ء کی مجلس دارمس تک اس نے اپنی قوتوں کا اظہار نہیں کیا لیکن اس لمحے سے اپنے مقام کی اضطراب انگیز مشکلات کی طرف التزام مقصد کے ساتھ جھکا۔ یہ بات اس وقت اور زیادہ قابل تعریف ہو جاتی ہے جب ہم اس کی بے پروائی اور بے استقلالی کو پیش نظر لاتے ہیں۔ اس کی ان تین صفات یعنی اس کی ضد، اس کی سستی اور اس کی بے استقلالی کے مابین جو پیکار جاری رہی وہی ہے جو اس کی راہ و روش کے تناقضات کی توضیح کرتی ہے۔ مستقل مزاج اور کم سخن تھا، لیکن بعض وقت اپنی جلد مشتعل ہونے والی طبیعت کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس کے دو وزرا گاتینارو اور گرینویل اور اس کا کنفسر پیڈرو ڈی سوٹو کے سوا شاذ و نادر ہی کسی کو

اپنے مشورے میں شریک کرتا تھا۔ اگر ہم اس کی بیوی ایسابلا پرتگالی کو جس کا ۱۵۳۹ء میں انتقال ہوگیا اور اس کے بیٹا اور اس کی بہنوں کو مستثنیٰ کردیں تو بہت کم افراد سے اس کو گہری انسیت پیدا ہوئی۔ اس کو جو بھی صدمہ پہنچا کبھی نہیں بھلایا گیا، اس نے نادر اوقات میں فیاضانہ سلوک کیا ہے۔ وہ خوف بلکہ قدر تحسین پر حکومت کرتا تھا لیکن محبت بڑھانے کے لئے نہیں۔ اگرچہ وہ ابتداءً نیدرلینڈز والا تھا اور جرمن ہرگز نہیں بن سکا لیکن بہت جلد پکا اسپینی بن گیا اور اسپین کو ایک نمونہ سمجھتا تھا جس کو وہ یورپ کی تقلید کے لیے پیش کرنا چاہتا تھا۔

۳۔ فرانس اور اسپین کے مابین آخری جنگ

چارلس کی یہ خواہش کہ اپنے جانشین کے لئے چند سال کی مہلت حاصل کرے پوری نہیں ہوئی۔ گائیز کے ڈیوک جو فرانس کی جنگی جماعت کا نمایندہ تھا، اس کے بھائی لارین کے کارڈینل اور خاص کر پال چہارم کی جانب سے اس میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں۔ وہ آتش کا پیر کالا اسقف جواب اسّی سال کا گرگ باراں دیدہ تھا کیتھولک ردعمل کا قائد ہونے کے باوجود ساری عمر اٹلی میں ہسپینیوں کا زبردست مخالف رہا۔ نیپلز کے ایک خاندان (کرافا) کا رکن ہونے کی حیثیت سے جو ہمیشہ اس سلطنت کی انجوی (Angeuin) جماعت کا حامی وطرفدار رہا۔ اس نے ابتدا ہی میں چارلس کو ناراض کردیا تھا جس سے اس لے اس کا نام حکومت کی مجلس سے خارج کروادیا اور نیپلز کی صدر اسقفی کے لئے اس کے انتخاب کی مخالفت کی۔ ان حالات میں یہ تعجب کا امر نہیں کہ پوپ کی حیثیت سے وہ اسپین کی مخالفت کے اس مسلک کو اختیار کرے جو اب پاپائیت کی روایات میں داخل

پال چہارم فلپ کے خلاف فرانس کیساتھ اتحاد قایم کرتا ہے۔ جولائی ۱۵۵۶ء

ہو چکا تھا اس کو اطالوی آزادی کے دن یاد تھے اور وہ اسپینوں کو اس آزادی کے حق میں سب سے خطرناک دشمن سمجھتا تھا۔ فرانسیسیوں کو اس نے کہا آیندہ آسانی کے ساتھ نکال باہر کر دیا جا سکتا ہے، لیکن اسپینی بمنزلہ جنگلی گھاس کے ہے جو جہاں گرے وہیں جڑیں نکال لیتا ہے، ان محرکات سے متاثر ہو کر اس نے ۱۵۵۵ء میں فرانس کے ساتھ ایک معاہدہ طے کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ اسپینوں کو اٹلی سے نکال دیا جائے اور اب وہ ہنری دوم سے اصرار کرنے لگا کہ اسپین کے ساتھ جنگ کا خاتمہ کر دے۔ اہل گائیز نے جنگ کی طرف داری میں اپنا اثر صاف کر دیا اور جولائی ۱۵۵۶ء میں فرانسیسی حقوق نیپلز کی تجدید کی ایک خیالی تجویز کے زیر اثر ایک عہدنامہ مرتب کیا گیا جس کے بموجب طے پایا کہ نیپلز کو فلپ سے چھین لیا جائے اور ہنری کے لڑکوں میں سے کسی ایک کو عطا کیا جائے لیکن اس کا ایک حصہ علیحدہ کر دیا جائے جو مال غنیمت کے ایک حصے کے طور پر پوپ کو ملے گا۔

پال مخاصمانہ کارروائیوں کے آغاز یا کالونیوں کی سزا دہی کے لئے جو شہنشاہی اغراض کے حامی تھے اس اتحاد کا منتظر نہیں تھا۔ اس کے جواب میں آلوا کا ڈیوک جو ابھی نیپلز کا گورنر مقرر ہوا تھا پاپائی ریاستوں پر گھس آیا (ستمبر) اور فرانسیسیوں کی غیر موجودگی میں کیمگنا کے اہم مقامات پر قبضہ کر لیا۔

آلوا کے ڈیوک کی چڑھائی پاپائی ریاستوں پر۔ ستمبر ۱۵۵۶ء

حقیقت یہ ہے کہ اگر ڈیوک یا اس کے تاجدار آقا کو تامل اور پس وپیش نہ ہوتا تو خود روما کو مسخر کر لیا جاتا لیکن فلپ کے احکام یہ تھے کہ پوپ کو مطیع کر کے اس سے شرائط منظور کروا لئے جائیں نہ کہ اس کا بالکل خاتمہ کر دیا جائے۔ لہذا آلوا نے پوپ کی ریاکارانہ شرائط کو تسلیم کر لیا اور مزید جنگی کارروائیوں کو ملتوی کر دیا یہاں تک کہ دوسرے سال کے آغاز میں گائیز کے ڈیوک کی سرکردگی میں فرانسیسی فوج نے پیش قدمی کی اور اس کو جنوب کی طرف پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ آلوا نے اب توقف و انتظار کی مصلحت پر عمل کرنا شروع کر دیا اور فرانسیسیوں کے ساتھ کھلے میدان میں نکل کر لڑنے سے انکار کر دیا اور جیسا کہ گنز آلو دنے ۱۵۰۳ء میں کیا تھا گھات میں لگا رہا اور

رفتہ رفتہ ان کی تعداد کو چھانٹنے لگا۔ داٸی گائیز شہر سیوٹلا کی تسخیر کی کوششوں پر

نیپلز پر فرانسیسیوں کی چڑھائی لیکن سینٹ کوئنٹنی کی شکست کی وجہ سے ان کی واپسی جنوری تا اگست ۱۵۵۷ء

پانی پھر جائے (۱۵ مئی) اور ان جنگی چالبازیوں سے تنگ آجانے کے باعث سلطنت نیپلز کے تخلیے پر مجبور ہوگیا اور اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد سینٹ کوئنٹنی کی شکست کی خبر کی وجہ سے اس کو فرانس واپس طلب کرلیا گیا (۱۵ اگست) سینٹ کوئنٹنی نے اپنے بادشاہ کی بہت ہی تھوڑی ہی خدمت کی کلیسا کی اس سے کم اور اپنی شہرت و نیک نامی کے لئے کچھ بھی نہیں کیا۔ پال نے جب دیکھا کہ اتحادیوں نے اپنا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو پیش کردہ شرائط کو منظور کرلینے پر خود کو مجبور پایا۔ لیکن یہ شرائط اتنی فائدہ بخش تھیں کہ آلوا نے افسوس کے ساتھ

پال نے آلوا کی شرائط کو مان لیا ہے۔

بیان کیا کہ یہ شرائط ایک شکست خوردہ شخص کی پیش کردہ معلوم ہوتی ہیں نہ کہ ایک فاتح کی۔ اس کی رو سے طے یہ پایا کہ کلیسا کے علاقے صحیح سالم واپس کردیے جائیں۔ بقیہ فرانسیسی افواج کو فرانس واپس ہونے کے لئے راستہ دیا جائے اور کالونیوں کے معاملے کو فلپ اور پوپ کی ثالثی کے روبرو پیش کیا جائے۔ آلوا کا ڈیوک معافی مانگے اور پوپ سے شفاعت حاصل کرے۔ اس لئے کہ اس نے پوپ کے خلاف ہتھیار اٹھانے کی جرأت کی۔

قبضۂ اٹلی کے لئے یہ آخری جنگ جو ایک مدت دراز سے جاری تھی حیرت انگیز تناقضات پیش کرتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ متعصب ترین پوپ متعصب ترین بادشاہ کی مخالفت کرتا ہے بلکہ اپنی امداد کے لئے غیر عیسائی اور جرمنی کے تنخواہ دار پراٹسٹنٹوں کو طلب کرتا ہے اور اس کا مخالف اپنے آقا فلپ کے حکم کے بموجب پوپ کے ساتھ جنگ تو کرتا ہے لیکن قدم قدم پر ہر طرح کے اظہار تعظیم کے ساتھ اور جب شرائط صلح پیش کرتا ہے تو پوپ کے قدموں کے آگے اظہار عجز و نیاز کے ساتھ۔ تاہم پر رعونت صورت و وضع کے باوجود پال کو ٹھیس پہنچ کر رہ گئی۔ فرانسیسیوں نے اس کے بعد سے

سسلی، نیپلز اور ملان اسپین کے حق میں آخری مرتبہ فتح ہوتے ہیں۔

اٹلی کے لئے کشمکش کرنی چھوڑ دی۔ سسلی، نیپلز، اور ملان، اسپینی ہپسبرگ کے خاندان کا چراغ ۱۷۰۰ء میں گل ہونے تک اس کے ارکان کے ہاتھوں میں رہے۔

اس اثنا میں فرانس کی مشرقی سرحد پر جو جنگ چھڑ گئی تھی اس میں اس ملک کی قوت و بے بسی صاف طور پر نمایاں تھی۔ جاگیری سپاہیوں نے نہایت کم زور مدافعت کی صوبہ واری پیدل دستے جن کی تنظیم فرانسس اول نے ۱۵۳۴ء میں کی تھی کبھی نہیں کامیاب ہوئے اور فرانسیسی کاشتکاروں میں صرف اہل گیسکنی قابل لحاظ تعداد میں نمودار ہوئے۔ لہذا فرانس کو چھ ہزار جرمن تنخواہ دار سپاہ کا سہارا ڈھونڈنا پڑا۔ ڈیوک سیوائے امیانول فلبرٹ جس کے قبضے سے اس کے علاقے چھین لئے گئے تھے ایک انتیس سال کا جوان تھا۔ اور فلپ کی

فرانس کی مشرقی سرحد پر حملہ ہسپانوی کی فتح سینٹ کونٹن ۱۰، اگست

افواج کا سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے اسپینی حکومت نے مختلف ممالک سے ایک بہت بڑے لشکر کو فراہم کیا تھا اور اس کی مدد کو ایک انگریزی دستہ بھی آیا جس کو بڑی مشکل سے راضی کیا گیا تھا کہ اپنی ملکہ کے شوہر کی مدد کرے۔ دونوں جنگی فریق قریب قریب مساوی طور پر مالی مشکلات میں مبتلا تھے لیکن چارلس کی قوت عمل نے سنیٹ یوسٹے کی گوشہ نشینی میں اہل اسپین سے گراں قدر رقم مہیا کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ سیوائے کے ڈیوک کی آمد پر کالگنی نے شہر سینٹ کونٹن میں جاکر پناہ لی (۲، اگست) اس شہر کو فرانس اور لو کنٹریز کے مابین تجارتی مرکز ہونے کی حیثیت سے اہمیت حاصل تھی مارشل ڈی مانٹمرنسی نے جس کے اختیار میں اصلی کمان دی گئی تھی اس شہر کو نجات دلانے کی غیر محتاط اور شتاب کارانہ کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو شکست فاش نصیب ہوئی (۱۰، اگست)۔ خود مارشل، امرا اور ہزاروں معمولی سپاہ اسیر بنا لئے گئے اور ان سے بھی زیادہ تعداد میں مارے گئے۔ حاصل کلام یہ کہ یہ ہوا کہ بعد

سے فرانس کو کبھی ایسی تباہ کن شکست نہیں ہوئی تھی۔ اس فتح کی خبر پا کر چارلس نے پوچھا "کیا میرا لڑکا پیرس میں نہیں ہے"؟ اور اس وقت اگر خود چارلس سالار فوج ہوتا تو پیرس یقیناً مسخر ہو جاتا۔ لیکن فلپ نے جو ہمیشہ جنگ سے زیادہ صلح کی گفت و شنید کا دلدادہ تھا سینٹ کوئنٹن پر کامل قبضہ ہونے تک تاخیر کی۔ یہ شہر کالگنی کی قابلیت و توانائی کی وجہ سے مدافعت کرتا رہا اور ۲۷ اگست تک اس پر کوئی یلغار کامیاب نہیں ہوئی۔ اور اس تاخیر نے فرانس کو بچا لیا۔ اس کے بعد ہی اسپینی چھاؤنی میں جھگڑا فساد برپا ہو گیا جسکا انجام انگریزوں کی پسپائی ہوا۔ جرمن سپاہ تنخواہ نہ پانے کی شکایت کرنے لگی اور اکثر فرانسیسی افواج میں شامل ہو گئی۔ بعض اور مقامات کی تسخیر کے بعد فلپ کی افواج اپنے سرمائی مرکزوں کو واپس ہوئیں۔ جنوری میں گائیز کے ڈیوک کے اچانک حملے نے کم از کم فرانسیسیوں کی رائے میں سینٹ کوئنٹن کی تباہی کا بدل کر دیا۔ انگریز اپنے اعتماد کی خود بینی کی وجہ سے کچھ دنوں سے شہر کی مدافعت میں غفلت برتنے لگے تھے اور موسم سرما میں اپنی افواج کے ایک حصے کو واپس بلا لیتے تھے کیونکہ باور کیا جاتا تھا کہ اس موسم میں دلدل ناقابل عبور ہوتی ہے۔ ڈیوک اس واقعے سے باخبر ہو کر یک بیک شہر کی فصیل کے سامنے نمودار ہوا اور یورش کر کے نیومن برج اور اسپینک کے دو قلعوں کو مسخر کر لیا۔ یہ وہ قلعے تھے جو علی الترتیب

گائیز کا ڈیوک کیلے کو مسخر کرتا ہے — ۸؍ جنوری ۱۵۵۸ء

سمندر اور ساحل سے کیلے کی حفاظت کرتے تھے۔ شہر اپنے قابو سے نکل چکا تو لارڈ ونٹورتھ نے اس کی حفاظت سے مایوس ہو کر ۸؍ جنوری کو اس کو حوالے کر دیا۔ اس شہر کی بازیافت، جو اڈورڈ سوم کے زمانے سے انگریزوں کے ہاتھوں میں تھا، قدرتاً فرانسیسیوں کی انتہائی مسرت کا باعث ہوئی۔ جون میں گائیز کے ڈیوک نے تھیون ویل لے لیا۔ اور جولائی میں مارشل ڈی ٹرمس نے جو کیلے کے دستے کا افسر تھا ڈنکرک اور مارڈیک حاصل کر لئے۔ لیکن مارشل غیر دانشمندی سے دشمن کے ملک میں بہت آگے نکل گیا تھا اور پیچھے

گراویلینس میں فرانسیسیوں کی شکست ۱۳ جولائی ۱۵۵۸ء

گراویلینس کو بری حالت میں چھوڑ آیا تھا۔ اس نے جب واپس ہونے کی کوشش کی تو ایک طرف سے گراویلینس کے دستے نے اور دوسری طرف سے فلمشی فوج نے، جس کو کونٹ اگمنٹ نے فراہم کیا تھا اس کو درمیان میں گھیر کر تہس نہس کر دیا، اور خود مارشل دشمن کے ہاتھ میں آگیا (۱۳ر جولائی)۔

یہ اس جنگ کی آخری لڑائی تھی۔ تجدید مخاصمت فلپ کی خواہش وارادہ سے نہیں ہوئی تھی۔۔ اور وہ اب صلح کے لئے دو وجہ سے بیقرار تھا۔ بہم رسانی رقم کی دشواری جو ہمیشہ ایک دشوار معاملہ تھا اب تو اسقدر مشکل ہوگئی تھی کہ فلپ نے اپنے وزرا کے سامنے اقرار کیا کہ وہ تباہی کے کنارے پہنچ چکا ہے۔ ۱۲ر ستمبر کو اس کی باپ کی وفات اسپین میں اس کی موجودگی کی طلبگار تھی اور جنگ کے جاری رکھنے میں انگلستان کی امداد سے اعتماد اٹھ چکا تھا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ان دنوں میری سخت علیل تھی اور نہ فرانس ہی کی کوئی توقع تسلسل جنگ سے وابستہ تھی خاص کر اب جب کہ پوپ نے فلپ کے ساتھ صلح کر لی تھی اس کی مالیات کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس کے لوگ ایک ایسی پیکار سے تنگ آگئے تھے جس سے ملک کو کوئی مادی فائدہ نہیں پہنچتا تھا۔ علاوہ ازیں فرانس اور اسپین کے درمیان اتحاد قایم ہو چکا تھا۔ لہذا ہنری دوم نے مانٹمرنسی اور لارین کے کارڈینل کا مشورہ مان لیا۔ اول الذکر نے خواہش صلح کی تو اس میں ان کی ذاتی غرض یہ تھی کہ وہ اسیر تھا اور گائیز کے ڈیوک کا رقیب بھی تھا۔ اور آخر الذکر ہنری سے مصر تھا کہ استیصال الحاد کی جانب اپنی کامل توجہ مبذول کرے۔

گفت وشنید اکتوبر میں شروع ہوئی لیکن نومبر میں میری انگلستان کے انتقال اور ملکہ الزبتھ کے کیلیے کی حوالگی سے انکار کرنے کے سبب تاخیر ہوئی۔

عہدنامہ کیٹو کمبریسس ۳ر اپریل ۱۵۵۹ء

فلپ نے اپنے ساتھ شادی کر لینے پر رضامند کرنے کی امید میں ملکۂ انگلستان کی حمایت کرنے اور گفت وشنید منقطع کر دینے کی تجویز پیش کی لیکن اس شرط پر کہ جب تک جنگ جاری رہے میری اپنی پوری قوت کے ساتھ اس کی

تائید کرے گی۔ یہ شرط اس محتاط اور از حد جزرس ملکہ کو پسند نہ آئی۔ بالآخر کیلے کو آٹھ سال تک کے لئے فرانس کے حوالے کر دینے پر راضی ہو گئی۔ نیز شہنشاہ فرڈیننڈ نے فرانس کو اجازت دیدی کہ تین لوتھرنجی اسقفیوں یعنی میٹز، ٹول اور ورڈن کو اپنے قبضے میں رکھے لیکن باستثنائے ٹورن، سالوزو، پگنیرال اور بعض اور اہم مقامات پیئے موں اپنی دیگر تمام فتوحات کو فلپ کے حوالے کر دیے۔ اور ان مقامات کو فرانس اس وقت تک اپنے زیر نگیں رکھے جب تک کہ ہنری کی دادی لوئیسی والیہ سیوائے کے توسط سے اس کی اس صوبے کے استحقاق کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ اور یہ ایک ایسا دعویٰ تھا جس کو وہ زیادہ اہمیت نہیں دے رہا تھا۔ اس طرح فلپ کو وہ شہر واپس مل گئے جن کو فرانس نے لکزمبرگ کے علاقے میں چھین لیا تھا۔ مانٹفرٹ مانچوا کے ڈیوک کو واپس کر دیا گیا اور جنیوا کو دوبارہ کارسیکا ہاتھ آگیا۔ اس کے برعکس فلپ نے ان بعض مقامات کو حوالے کر دیا جو پکارڈے میں اس کے زیر نگیں تھے۔ ان دونوں تاجداروں نے خود کو پابند گردانا کہ ایک مجلس عامہ کے انعقاد کے لئے اپنی پوری قوت صرف کریں گے جو نہ صرف خرابیوں کی اصلاح کے لئے بلکہ کلیسا میں اتحاد ویکسانی کے قیام کے لئے بھی ضروری تھی۔ اس عہد نامے کی تصدیق دو شادیوں سے ہونے والی تھی۔ فلپ ہنری دوم کی سب سے بڑی بیٹی الزبتھ سے جس کی اس وقت عمر سولہ سال تھی اور جس کو ابتداءً اس کے بیٹے ڈان کارلوس کی دلھن بنانے کا خیال کیا جاتا تھا شادی کرے۔ مارگیرٹ ہمشیر تاجدار فرانس امیانول فلیبرٹ ڈیوک سیوائے سے عقد کرے۔ فرانسیسی شہزادی کے ساتھ فلپ کی شادی کی تقریب میں ایک ٹورنمنٹ قایم کی گئی تھی جس میں ہنری دوم کے مہلک چوٹ آئی اور فرانسس دوم اس کا جانشین ہوا۔ یہ سولہ سال کا نوجوان تھا اور ۱۵۵۸ء میں میری ملکہ اسکاٹلینڈ سے شادی کی تھی۔

عہد نامہ کیٹو کمبریسس، جس کے رو سے فرانس نے اتنے ہی صوبے کھو دیے جتنے اس نے شہر فتح کئے تھے، سینٹ کوئنٹن گریونس کی شکستوں کے مقابلے میں فوجی حیثیت سے کہیں زیادہ غیر مفید ثابت ہوا۔ لہذا اکثر فرانسیسی مصنفین

اس کو قدرتاً ایک عہدنامہ سمجھتے ہیں۔ یہ واقعہ ہمیں دوبارہ میکویلی کے طرز کو یاد دلاتا ہے کہ فرانسیسی سیاست کے مشاق نہیں ہیں۔ اور یہ غالباً خاندان ہائے ویلائے و ہیپسبرگ کی طویل کش مکش ہی کا موزوں انجام ہے جس کا آغاز چارلس ہشتم کی احمقانہ مہم سے ہوا تھا جو فرانس کی مسلسل جارحانہ کارروائیوں کا باعث ہوا تھا، فرانس کو مستقل طور پر صرف کیلے اور تین لوتھرنجی اسقفیاں ہاتھ آئیں اور یہ چونکہ اسپینی ناداری کے ہاتھ سے نکل جانے کے باعث متوازن ہو گئے تھے، خزانے کے خالی ہونے اور رعایا کے مفلوک الحال ہو جانے کے بعد ہاتھ آئے۔ بلاشبہہ فرانس آسٹروی اسپینی خاندان کے خطرناک تسلط کی مزاحمت میں اور یورپ میں ایک عالمگیر شاہی کے قیام کے لیئے چارلس کی کوششوں پر پانی پھیرنے میں سب سے پیش پیش رہا۔ تاہم سوال یہ کیا جاسکتا ہے کہ کیا فرانس اٹلی سے بے تعلق رہ کر ہی روزیلن اور فرنچ کومٹی کو فتح کرکے اپنی سرحدوں میں وسعت و تقویت پہنچاتا اور رہائن کی جانب آگے بڑھتا تو اس سے زیادہ موثر پیرائے میں کامیابی نہیں حاصل کرسکتا تھا۔ خاندان ہیپسبرگ کی رقابت میں نہ صرف اس نے جرمنی میں مصلحین مذہب کی کامیابی اور ہنگری میں ترک کی پیش قدمی میں مدد دی بلکہ خود اپنے ملک میں پراٹسٹنٹوں کو مستقل طور پر قدم جمانے کا موقع دیا اور چھوٹے امرا اور روسا میں فوجی روح کی نشو ونما اور آبیاری بھی کی جنھوں نے فرانس کی مذہبی کشمکش میں بعض بہترین خصوصیات پیش کیں۔

اس طویل جد وجہد کے اثنا میں نہ تو حکومت فرانس کو تقویت پہنچائی گئی اور نہ اس کی دستوری زندگی کی ترقی کے لیئے کچھ کیا گیا۔ جنگ کے بعد بادشاہی کا دیوالہ نکل چکا تھا اور حکومت رقیبانہ فسادات کا شکار بن گئی۔ یہ ایسے فسادات تھے کہ اگرچہ مذہبی جنگ کا باعث نہیں ہوئے پھر بھی کم سے کم ان کے باعث اس جنگ نے طول کھینچا اور فرانس غیر مصافی اور مذہبی جنگ وجدال کی بدولت متفرق و ناکارہ ہو گیا اور یورپی معاملات میں حصہ لینے کے لیئے جس کا وہ اپنا مرکزی مقام، اپنی رعایا کی قابلیت اور اپنے عظیم الشان قدرتی ذرایع کی بدولت مستحق تھا، اس کو ہنری چہارم کے عہد تک منتظر رہنا پڑا۔

اسپین کی حالت بھی کچھ زیادہ اطمینان بخش نہیں تھی۔ فلپ کی قوت اور اس کا اقتدار بظاہر نہایت غالب اور زبردست نظر آتا تھا۔ وہ باستثنائے پرتگال[1] سارے جزیرہ نمائے اسپین کا تاجدار تھا[2] نیپلز اور سسلی کا بادشاہ اور ملان (جس نے جزیرہ نما کو قابو میں رکھنے کے قابل بنا دیا) کا ڈیوک اور فرینچ کومٹی اور نیدرلینڈز کا آقا تھا۔ افریقہ میں اس کا تسلط تیونس اوراوران، بربری ساحل، جزائر کیپ ڈی ورڈ و کنریز پر قایم تھا اور بحرالکاہل میں جزائر فلپین اس کے زیر نگیں تھے۔ امریکہ میں اسپین ایک طویل ساحلی علاقے پر

لہ۔ اٹلی میں اسپینی حکومت کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے آرمسٹرانگ کی تاریخ چارلس پنجم ج۲ صفحہ ۲۹۱ دیکھو۔

۲ہ۔ چونکہ اس کے بعد اٹلی کا نہایت مختصر ساذکر آئے گا، لہٰذا مناسب ہوگا کہ اہم ماتحت اور خودمختار ریاستوں کے نام بالاختصار بتائے جائیں۔

(۱) پیدمانٹ، جو ایمانول فلیبارٹ آف سیوائے کے ہاتھ میں تھا۔

(۲) جنیوا اور وینیس ماتحت جمہوریتیں۔

(۳) پارما اور پیاسنزا جو الکیسیو فارنیسی کے زیر حکومت تھے۔ ان کے من جملہ پارما پال سوم کی جانب سے اس کو واپس دیا گیا تھا، اور پیاسنزا ۱۵۵۶ء میں فلپ دوم کی جانب سے۔

(۴) مانتوا جو فریڈریک ڈیوک اول مانتوا کے ہاتھ میں تھا، اس کو ولیم ہشتم (Paleologus) مارکوئیس آف مانتفراٹ کی وارثہ سے شادی کرنیکی وجہ سے ۱۵۳۰ء میں چارلس پنجم سے حاصل کیا گیا تھا۔

(۵) فلارنس، ڈیوک کوسیمو ڈی مڈیسی کے تحت تھا، جس نے ابھی ابھی سینا حاصل کیا تھا اور ۱۵۶۹ء میں گرینڈ ڈیوک آف ٹسکنی کا لقب اختیار کیا تھا۔

(۶) ڈچی آف اربینو جو ایک پاپائی فائف (fief) (جاگیر بشرط خدمت جنگی) تھی، گیڈ وبالڈو دی لا روواے کے قبضے میں تھی۔

(۷) فرارا، موڈینا، اور ریجیو کی ڈچیاں جو ایسٹے کے ارکول دوم کے قبضے میں تھیں ۱۵۹۷ء میں راست سلسلۂ ورثا ختم ہو جانے سے پوپ کلیمنٹ ہشتم نے فرارا کی تسخیر کرلی۔ اس پر مزید یہ کہ موڈینا اور ریجیو چارلس آف ایسٹے کے حوالے کئے گئے۔

باستثنائے برازیل، جس پر پرتگال قابض تھا، نیز خلیج میکسیکو اور بحیرۂ کیریبین کے تمام جزائر اور سلطنتہائے میکسیکو و پیرو کا جو چارلس کے عہد میں فتح ہوئے تھے مالک تھا۔ اسپین کی پیدل فوج یورپ میں سب سے زیادہ باہمت سمجھی جاتی تھی، اور باور کیا جاتا تھا کہ خزانہ ہائے انڈیز لازوال ہیں۔ اس کے باوجود اسپین کو طویل کشمکش سے سخت نقصان پہنچا اس کے وسائل و ذرایع دولت پر بھی فرانس کی طرح برا اثر پڑ گیا تھا۔ اس کی حکومت اگر زیادہ منظم تھی تو اس کی طرح مستبد بھی تھی اور تمام مذہبی آزادیوں کو ملیامیٹ کر دیا گیا تھا؛ اور عنقریب صوبجات متحدہ کی بغاوت کو فرو کرنے میں ناکام رہنے اور انگلستان کے چھوٹے چھوٹے جہازوں سے جنگی بیڑے کی تباہی کی وجہ سے اپنی کمزوری کا عنقریب ثبوت پیش کرنے والی تھی۔

صلح کیٹو کمبریسس سے ایک دور ختم ہوتا اور دوسرا شروع ہوتا ہے۔ منظرگاہ پر نئے ایکٹر نمودار ہوتے ہیں[1] غلبہ و اقتدار کی جد وجہد تھوڑے عرصے کے لئے ملتوی ہو جاتی ہے۔ جرمنی اور اسپین ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتے ہیں۔ ترکی حکومت بہت جلد جارحانہ کارروائیوں کو ختم کر دیتی ہے اور داخلی نفاق و شقاق سے اس میں زوال پیدا ہو جاتا ہے۔ بقیہ ۳۹ سال زیادہ تر مخالف اصلاح مذاہب اور اس تحریک سے رونما شدہ تنازعات میں بسر ہوتے ہیں۔ فرانس میں مذہبی جنگیں ہوتی ہیں اور اسپین کے سیاسی و مذہبی استبداد کے خلاف نیدرلینڈز میں سازش برپا ہوتی ہے۔

---

[1] چارلس اور میری ملکۂ انگلستان کی وفات ۱۵۵۸ء میں ہوئی اور ہنری دوم کی ۱۵۵۹ء میں۔

چھٹا باب

تحریک اصلاح مذہب کے خلاف ردِّ عمل اور کالوینیت

اسپین اور اٹلی میں ردِّ اصلاح مذہب۔ تھیٹین۔ جیزٹ۔ مجلس ٹرینٹ کا آخری اجلاس۔ ملحدوں پر مقدمہ چلانے کی عدالت جان کالون اور جنیوا۔ کالونیت کی خصوصیات۔

اصلاح مذہب کے خلاف ردِّ عمل۔ چارلس پنجم کی دست برداری اور وفات کے بعد تاریخ یورپ سے وہ وحدت فنا ہو جاتی ہے جو اس کے ملک کی وسعت اور اس کی حیرت انگیز شخصیت نے بخش رکھی تھی۔ تاہم اصلاح مذہب کی مخالفت کی تحریک ہمارے سامنے دلچسپی کا ایک مرکزی نقطہ پیش کرتی ہے جو کل یورپ کو متاثر کرتی اور آیندہ تیس سال یا زاید مدت تک تمام سیاسی تحریکات کو مرتکز کرتی رہی۔

اسپین ردِّ اصلاح مذہب کا گہوارہ بنتا ہے

اصلاح مذہب کے خلاف ردِّ عمل کی تحریک بھی کلیسا سے بے اطمینانی کے اس گہرے احساس سے پیدا ہوئی جو پراٹسٹنٹ مذہب کا بھی نقطۂ آغاز تھا۔ تیرھویں صدی کی ڈامینیکن اور فرانسسکن فرقوں کی طرح یہ تحریک بھی اسپین اور اٹلی میں پیدا ہوئی۔ سکندر ششم کے زمانے میں جب پاپائیت دنیوی

اغراض و مقاصد میں غرق تھی اور سرعت کے ساتھ یورپ کے احترام سے محروم ہوتی جارہی تھی فرڈی ننڈ اور اسابلا نے اسپین کی کلیسا میں ایک زبردست اصلاح عمل کی بنیاد ڈالی اور کارڈینل زمینکس کی قوت و توانائی اور انہماک و شغف کی بدولت کامیاب رہی۔ ان اثرات کے تحت علمائے مذہب کی ایک جماعت قایم کی گئی جس نے تیرھویں صدی کے اولو العزم ڈامینکن طامس اقوناس کے اصول کی تجدید کی اور تعلیم کو باصفا اور پرجوش زندگی سے متحد کر دیا۔ ابتداءً اس تحریک کو پاپائیت سے بہت کم تائید پہنچی۔ شاہان اسپین مذہبی معاملات میں اپنی خود مختاری قایم رکھنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے اور آزادانہ بلکہ بعض وقت پوپ کی خواہش کے خلاف عمل کرتے تھے۔ اس کے باوجود روح اصلاح اٹلی میں نشو و نما پانے لگی تھی۔ اڈرین ششم اسپین کا نائب السلطنت تھا اس وقت وہ تحریک سے متاثر ہو چکا تھا اور پوپ کی طرح (۱۵۲۲ء تا ۱۵۲۳ء) اس تحریک کو تمام کلیساؤں تک وسعت دینے کی ناکام کوشش کی تھی۔ کرافا (۱۵۵۵ء تا ۱۵۵۹ء) (جس نے پوپ بننے سے پہلے کچھ دن اسپین میں بسر کئے تھے) کی قیادت اور اس سے بھی زیادہ لایولا، لینز اور زیویر (جو یسوعی فرقے کے اسپینی بانی تھے) کے تحت ردّ اصلاح کو پاپائی اقتدار کی زبردست تائید حاصل ہونے والی تھی۔

یہ تحریک اٹلی میں پھیلتی ہے۔

اٹلی اس سے پیشتر کبھی لوتھر کے تخیل کی مشکلات کی طرف اس قدر متوجہ نہیں ہوئی تھی۔ بلاشبہ اوریٹری آف ڈیوائین لو نائی فضلا کی ایک مختصر سی جماعت کنٹارینی کی قیادت میں مسئلۂ نجات بالایمان کو اختیار کر لیا تھا۔ لیکن ان کی جماعت قلیل التعداد تھی اور اٹلی کے کسی اہم فرقے کی نمایندہ نہیں تھی۔ ان کی اولاد میں سے جن لوگوں نے مذہبی مسئلے تک رسائی حاصل کی ان کو آگے بڑھایا اور اس کو نظر تعمق سے دیکھا۔ انھوں نے عیسائیت کی صداقت یا بقائے روح پر اظہار شک کیا۔ اسی اثنا میں زیادہ سنجیدہ دماغ لوگوں نے کلیسا کے اصول و عقائد سے مطمئن اور جذبۂ اصلاح (جو اسپین سے پیدا ہوا تھا) سے متاثر ہو کر

ساؤنارولا کی طرح اس مسئلے کو زندگی اور چلن پر محمول کرنے کی کوشش کی۔

تھیئٹن فرقہ

اس مقصد کے لئے سولھویں صدی کے اوائل میں اٹلی میں متعدد انجمنیں قایم کی گئیں جن میں سے تھیئٹن سب سے زیادہ دلچسپ ہیں۔ اس اخوت کے ارکان، جس کے بانیوں میں (۱۵۲۴ء) کرافا آیندہ پوپ پال چہارم بھی شامل تھا، راہب نہیں بلکہ باقاعدہ دنیادار اہل مذہب تھے۔ انھوں نے خود کو وعظ و تلقین، عشائے ربانی کے ادائے رسم اور مریضوں کی تیمارداری کے لئے وقف کر دیا۔ اور سوائے غریبانہ زندگی بسر کرنے کے عہد کے اور کوئی عہد و پیمان نہیں کیا تھا یہاں تک کہ فرانسسکنوں سے جو قدیم مذہبی فرقوں میں سب سے زیادہ بگڑا ہوا فرقہ تھا کاپوچنوں کا اصلاح شدہ فرقہ پیدا ہوا۔

جو انجمن آیندہ تحریکات اور تاریخ مستقبل میں سب سے زیادہ عظیم الشان حصہ لینے والی تھی اس کا بانی ایک اسپینی تھا۔ اگنیشیز لایولا (ڈان اینگو لوپس ایکالڈے لایولا) جو ایک بڑے خاندان کا کیڈٹ تھا ۱۴۹۱ء میں پیدا ہوا اور اوائل عمر میں پیشۂ سپہ گری کا دلدادہ رہا۔ اور ہمت اور مردانگی کا اظہار

جزیٹ فرقہ

کرتا رہا۔ محاصرۂ پامپی لونا (۱۵۲۱ء) میں ایک شدید جراحت نے اسے ہمیشہ کے لئے اپاہج بنا دیا اور لایولا فوجی زندگی سے ہر طرح مایوس ہو کر اپنی سریع الحس اور پُر افسانہ خیالی فطرت کے جوش میں لوتھر کی طرح اخلاقی خطرات اور اس کی نازک صورت حال سے خود بھی ذاتی طور پر آگاہ ہونے کے بعد کنواری مریم اور اس کے شیر خوار مسیح کی خدمت کی طرف متوجہ ہوا۔ بیت المقدس کی زیارت (۱۵۲۳ء) کے بعد اسپین واپس ہوا اور وعظ و نصیحت شروع کر دی۔ لیکن ساتھ ہی اس پر الحاد کا شبہ کیا گیا اور اس کو حکم دیا گیا کہ وہ پہلے کتب بینی کا نصاب ختم کر لے اور بعد وعظ و تلقین شروع کرے۔ ۱۵۲۸ء میں وہ تعلیم کے لئے پیرس آیا۔ یہاں اس نے تین آدمیوں سے شناسائی پیدا کی جن پر اس نے اپنا گہرا اثر ڈالا ان میں سے ایک پیٹر فیبر تھا جو ساؤ یارڈ کے گڈریئے کا بیٹا تھا۔ دوسرا فرانسسکو زیویر اور تیسرا ایاگو لینز تھا۔ دونوں آخر الذکر اسی کے ہم وطن تھے۔ اگست ۱۵۳۴ء میں ان چاروں دوستوں نے

نے جن میں سے اس وقت صرف فیبر بر سر خدمت تھا ایک انجمن قایم کی انھوں نے
پارسیانہ زندگی بسر کرنے کا عہد کیا اور خود کو اس بات کا پابند گردانا کہ تکمیل تعلیم کے
بعد بیت المقدس میں غریبانہ زندگی بسر کریں اور خود کو عیسائیوں کی خیر خواہی میں
وقف کر دیں یا غیر عیسائیوں میں تبلیغ مذہب کریں۔ یا اگر یہ ناممکن ہو تو اپنی خدمت
پوپ کو پیش کریں تاکہ وہ جہاں چاہے ان سے خدمت لے سکے۔ تین سال کے بعد
(۱۵۳۷ء) اس انجمن کے ارکان جن کی تعداد اب دس تک پہنچ گئی تھی ارض مقدس
کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے اور اپنے اس مقصد کو مقرر و معین کر لیا لیکن
وینس اور ترکوں کے مابین جنگ چھڑ جانے سے وہ روانگی سے باز رہے، اور
لایولا اور اس کے اخوان نے کرافا اور تھیئٹن سے شناسائی پیدا کر لی۔ اور
اس کے بعد اپنے مقصد کو بدل دیا۔ اور اپنی قوت عمل کو عالم عیسائیت میں
صرف کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اب بھی ان کے مشکلات کا خاتمہ نہیں ہوا۔ ان پر الحاد
کا الزام عاید کیا گیا اور اگرچہ بری کر دیے گئے لیکن ۱۵۴۰ء سے پہلے وہ پوپ
پال سوم سے اس انجمن کے جماعت مسیح، ہونے کی تصدیق حاصل نہ کر سکے جس
کے لیے بڑی دقتیں پیش آئیں۔ اگنیشیس سب سے پہلا صدر منتخب ہوا۔ یہ انجمن
چھ جماعتوں میں تقسیم کی گئی نو آموز تلامذہ، علما، دنیا دار شرکا جن کے ذمے
مذہبی حلقوں کے محاصل کا انتظام تھا کہ بقیہ ارکان انجمن اس نوعیت کے افکار
سے آزاد رہیں، روحانی شرکا اور وہ لوگ جو تین اور جو چار مواعید کر چکے تھے۔
ان میں سے روحانی شرکا انجمن کے معمولی کارکن افراد تھے، اور انھیں میں سے
کالج کے رکٹروں کا انتخاب ہوتا تھا۔ تین مواعید والے وہ لوگ تھے جو مستثنے
اسباب کی بنا پر بغیر ادنیٰ تر مدارج کے طے کئے ہوئے اس جماعت میں داخل
کر لیے جاتے تھے، اور روحانی شرکا سے ملتی جلتی حیثیت پاتے تھے۔ چار
مواعید والوں ہی کو اس انجمن کے تمام اختیارات حاصل تھے۔ صدر کا
انتخاب صرف انھیں کے اختیار میں تھا۔ صدر انھیں میں سے ان علاقوں
کے علاقے داروں کا انتخاب کرتا تھا۔ جن میں عالم عیسائیت کو منقسم کیا گیا تھا۔
اور یہی وہ لوگ تھے جو غریبی، پاک دامنی، اور اطاعت کے علاوہ پوپ کی

خاص فرمانبرداری کا ایک چوتھا عہد بھی کرتے تھے، اگرچہ صدر کے اقتدارات کی وجہ سے اس کے مبلغین کو بھیجنے اور واپس طلب کرنے کے اختیارات محدود ہو چکے تھے۔ اس اعلےٰ ترین درجے پر پہنچنے کے لئے ہر شخص پر لازم تھا تاوقتیکہ اس کو تین مواعید والی جماعت میں نہ شریک کرلیا گیا ہو کہ استثنائے شرکائے دنیادار تمام مدارج کو یکے بعد دیگرے طے کرے۔ اس امیدواری کا زمانہ اکتیس سال کا تھا، اور تاوقتیکہ وہ روحانی شریک نہ بنیں ان سے مواعید نہیں لئے جاتے تھے۔ اس انجمن کا افسر اعلیٰ ہی صدر ہوتا تھا جس کا انتخاب علاقے کے علاقہ دار اور دو ارکان کی جانب سے چار مواعید والوں کے حلقے میں سے عمل میں آتا تھا۔ اس عظیم الشان انجمن کے قواعد کچھ ایسے مرتب کئے گئے تھے کہ اطاعت مطلق کے ساتھ انتہائی آزادی عمل کے اصول میں مطابقت پیدا کی گئی۔ ارکان تھیئٹن کی تقلید میں جن کے خیالات کو انھوں نے بہت دور تک پہنچایا، جزیٹ نے بھی خانقاہوں کی رسوم کو مسترد کردیا، اور مذہب کی انتہائی ریاضت اور نفس کشی اور جوگیانہ مشقوں سے نجات حاصل کرلی۔ انھیں روزوں اور شب بیداریوں سے اپنے جسم کو ضعیف بنانے کی ممانعت کردی گئی اور روزانہ صلواۃ اور زاہدانہ مشقوں سے مستثنیٰ کردیا گیا۔ اور نہ عہد کردہ ارکان نے اپنے اوپر کوئی خاص فرائض واجب کئے۔ لیکن اگر اس طریقے سے ارکان انجمن کو ایسی آزادی حاصل تھی جس سے دوسری مذہبی انجمنیں محروم تھیں تو یہ آزادی پورے طور پر خود انجمن کے اختیار میں تھی۔ ان کو اجازت نہیں تھی کہ صدر کی اجازت خاص کے بغیر کوئی مذہبی منصب و مرتبہ قبول کریں۔ ان کو ذاتی جائداد رکھنے کی اجازت نہ تھی؛ ان پر لازم تھا کہ اپنے خویش و اقارب سے منقطع ہو جائیں۔ اور اپنے بالادستوں، علاقہ داروں اور اپنے صدر کے احکام کی خواہ ان کی عقل اور ان کے ضمیر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو بے چون و چرا پوری پوری اطاعت کریں۔ "تمھارا فرض ہے کہ اپنے بالادست کے حکم کی بے چون و چرا اطاعت کرو، خواہ اس طرح عمل کرنے میں حروف تہجی کا ایک حرف ہی تحریر ہونے سے کیوں نہ رہ جائے۔" اگر گنیٹیس نے کہا، "وہ میرا ضمیر کسی بات کے ماننے کی ممانعت کردے تو

میں کم از کم اپنے فیصلے کو ایک یا زیادہ بالادستوں کے آگے پیش کروں گا ورنہ میں کمال سے معرّا ہوں، انھیں اپنے انتہائی راز پر بھی اختیار حاصل نہیں تھا۔ اپنے بالادست کی نظر کے سامنے ہی کوئی رکن خط لکھ یا پڑھ سکتا تھا ورنہ نہیں۔ اور ان کے گناہوں کا اقرار سننے والے کا اور ہر رکن کا فرض تھا کہ اپنے صدر سے رو بہ رو ہر اس عمل اور خیال کا انکشاف کر دے جس کو وہ معلوم کرنا چاہے۔ خود صدر، اگرچہ وہ انجمن کے قواعد کے اندر مطلق العنان تھا، اور بالادست ارکان اور علاقہ داروں کی نامزدگی اور واپس طلب کرنے کا حق رکھتا تھا، تاہم وہ ایک مجلس عامہ کے مشورے کے بغیر انجمن کے دستور کو بدل نہیں سکتا تھا۔ اس پر اس کے مددگاروں کی جو اسی مقصد کے لیے منتخب ہوتے تھے اور ایک متنبہ کرنے والے کی مسلسل نگرانی ہوتی تھی اور عہد کردہ ارکان کا ایک عام اجتماع اس کو معزول بھی کر سکتا تھا۔ اس طرح تمام فردیت اس جماعت میں ضم ہو گئی تھی اور اطاعت نے عقل، محبت، اور وجدان کی جگہ چھین لی تھی۔ اطاعت و فرمانبرداری کی اس آہنی زنجیر میں جو جاسوسی کے دوسری کیلوں سے اور بھی مضبوط بن گئی تھی جکڑبند ہونے کے بعد اس حیرت ناک انجمن نے نوع انسان کی رہنمائی اور حکمرانی کے لیے آگے قدم بڑھایا۔ کم عمروں پر انھوں نے تعلیم سے اثر ڈالا، اور بوڑھوں پر پند و نصائح سے اور گناہ کا قائل کرا کے؛ وہ جامعات میں آہستہ آہستہ گھس پڑے اور پروفیسروں کی کرسی سنبھالی اقرار گناہ کو لوگوں کے ضمیر کی رہنمائی کا ایک موثر اعلیٰ بنانے کی غرض سے انھوں نے بہت جلد اعمال کے حسن و قبح کو اخلاقی معیار سے جانچنے کے سوفسطائی نظام کو ترقی دی جس میں لوگوں کے گناہوں کا عمدگی کے ساتھ موازنہ کیا جاتا تھا اور اخلاق راہ و روش کے اصول سے کم از کم اس شورے کی بدولت کہ مقصد وسائل و ذرایع کو جائز قرار دیتا ہے، سارا رس چوس لیا۔ لیکن جزئیٹوں نے خود کو تعلیمی و روحانی وظائف تک محدود نہیں رکھا۔ وہ نہ صرف شاہوں کے گناہوں کا اقرار سننے لگے بلکہ معاشرت و سیاسیات میں بھی دخل دینے لگے؛ یورپ کے ہر دربار میں راسخ الاعتقاد لوگوں کی تائید کرتے اور

جو انھیں ناپسند تھے انھیں تباہ کرنے کی سازشیں کرتے نظر آتے تھے۔ اس جماعت کی نشو ونما بھی اس کے اصول کی طرح حیرت انگیز تھی۔ لایولا نے تاسیس انجمن کے سولہ سال بعد جب ۱۵۵۶ء میں انتقال کیا تو اس کے معمولی ارکان کی تعداد دو ہزار اور حلیف ارکان کی تعداد پینتالیس تک پہنچ چکی تھی۔ بارہ علاقے مقرر ہو چکے تھے اور ایک سو سے زاید کالج اور مکانات تھے۔ لینیز کی تحت جو بحیثیت صدر لایولا کا جانشین ہوا۔ یہ نظام تکمیل کو پہنچ گیا اور اس کی رفتار ترقی خاص کر اٹلی اور اسپین میں اور بھی تیز ہو گئی۔ اس کے بہت جلد بعد نہ صرف یورپ میں بلکہ ہندوستان اور امریکہ میں بھی اس کے مبلغین پہنچنے لگے۔ اس انجمن کی جیسا کہ توقع کی جا سکتی ہے ابتداءً سخت مخالفت کی گئی جس میں علی الخصوص خانقاہ والے اور درویش شریک تھے بعد میں اس نے جو انداز خود اختیاری پیدا کر لیا اس کے باعث اکثر پاپائیت سے بھی سخت اختلاف رونما ہو جاتا تھا۔ تاہم کم سے کم تھوڑے زمانے تک پاپائیت جان نثار سپاہیوں کی ایک فوج حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی رہی۔ اب کلیسا کا کام یہ رہ گیا تھا کہ اپنی شرائط جنگ کی تعریف کرتے رہے اور زیادہ موثر اسلحہ فراہم کرے۔ پہلا کام مجلس ٹرنیٹ اور دوسرا الملحدین پر مقدمہ چلانے والی عدالت انجام دیتی تھی۔

مجلس ٹرنیٹ کا دوسرا اجلاس ۱۵۵۲ء میں مارلیس والی سیکسنی کی انسبرگ پر اضطراب وانتشار انگیز پیش قدمی کی وجہ سے برخاست ہو گیا تھا۔ جنوری ۱۵۶۲ء میں پیس چہارم نے اس کے چوتھے اور آخری اجلاس کا افتتاح کیا۔ اس دفعہ پراٹسٹنٹ مبعوثین کے داخلے کا کوئی سوال ہی نہ رہا تھا، تاہم اس کا کام کیتھولک اقوام تک محدود تھا نہ غیر اہم تھا اور نہ آسان، اس کا کام یہ تھا کہ پوپ اور کلیسا کے مابین تعلق کو معین کرے، شرائط عقائد کا فیصلہ کرے جو اب تک متنازع فیہ رہ گئے تھے اور وہ داخلی اصلاحات عمل میں لائے جس کی ضرورت سبھوں نے تسلیم کر لی تھی۔ جیسا کہ خیال تھا، ان مسائل کی وجہ سے شدید تنازع پیدا ہوا۔ شہنشاہ فرڈیننڈ اور چارلس نہم

مجلس ٹرنٹ کا تیسرا اجلاس جنوری ۱۵۶۲ء تا دسمبر ۱۵۶۳ء

تاج دار فرانس کی خواہش تھی کہ کلیسا میں ایسی اصلاح عمل میں لائی جائے کہ مصالحت کا امکان پیدا ہو جائے یا کم سے کم پراٹسٹنٹوں کے ساتھ باہمی مفاہمت ہو جائے۔ لہٰذا انھوں نے مطالبہ کیا کہ پادریوں کو شادی کی اجازت دی جائے عوام الناس کو دونوں طریقوں سے عشائے ربانی دی جائے اور ان کی کلیساؤں میں صلوٰۃ ملکی زبانوں میں ادا کی جائے۔ فرانسیسیوں نے لارین کے کارڈینل کی قیادت میں ایک قدم اور آگے بڑھایا اور مجالس کانسٹنس (۱۴۱۴ء تا ۱۴۱۸ء) و باسیلے (۱۴۳۱ء تا ۱۴۴۳ء) کے مطالبات کو نئے سرے سے اٹھایا کہ پوپ پر ایک مجلس عامہ کو افضلیت حاصل ہے۔ اسپینیوں نے جہاں جرمنوں اور فرانسیسیوں کے اکثر مطالبات سے اختلاف کیا اور اصول میں ہر طرح کے تغیر کو رد کرنے کی فکر میں رہے وہاں پاپائیت کے انتہائی ادعاؤں پر معترض تھے اور اس بات کو منوانے کے خواہشمند تھے کہ اسقف اپنا روحانی اقتدار ادارۂ مقدس کی جانب سے قایم رکھ رہے ہیں نہ کہ محض پوپ کے مبعوثین کی حیثیت سے۔ اس کے برعکس پاپائی جماعت پوپ کی افضلیت و سیادت کی تصدیق کرنے کے لئے متفکر تھی، تاکہ اس کے بعد کونسل جلد سے جلد برخاست کر دی جا سکے۔ اگر مخالفین ان سے اتفاق کر لیتے اور اگر جرمن اور فرانسیسی مبعوثین تعداد میں زیادہ ہوتے تو کچھ نہ کچھ کیا ہی جاتا کیونکہ سب کے سب پاپائی نگرانی سے کونسل کی بے نیازی کو منوانا چاہتے تھے، نیز ان کی یہ خواہش تھی کہ پوپ کے اقتدار کو محدود کر دیا جائے اور اکثر خرابیوں کی اصلاح کی جائے اس کا اہتمام کیا جائے کہ پاپائی دربار زیادہ ستانی نہ کر سکے۔ بدقسمتی سے ان کے اختلافات نے پوپ کو ایک اور موقع دے دیا جس سے اس نے فوراً فائدہ اٹھایا اور کارڈینل موروں نے جو ۱۵۶۳ء میں صدر مقرر ہوا تھا، خاطر خواہ نتائج نکالے۔ اسپین اور فرانس کے مبعوثین کے مابین ترجیح و توافق کے جھگڑے پیدا ہوئے تو نہایت جانفشانی کے ساتھ ان کی آبیاری کی گئی۔ فرڈیننڈ اور چارلس کے مابین علیحدہ گفت و شنید شروع کی گئی۔ دونوں اس خطرے سے متنبہ تھے جو پادریوں کے زبردست اقتدار سے پیدا ہو سکتے تھے؛ اور یہ بھی یاد دلایا جاتا تھا کہ کیتھولک فرقوں میں فسادات کا سلسلہ الحاد کے

نشوونما میں مدد دے گا؛ اور ان سے اصرار کیا گیا کہ وہ جن اصلاحات کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ان کی تکمیل کے لئے پوپ کی طرف نظر ڈالیں نہ کہ کونسل کی جانب۔ چونکہ کونسل نے اعلان کر دیا کہ عوام الناس کو پیالہ عطا کرنے کا مسئلہ پوپ کے فیصلے پر چھوڑ دیا جائے، لہذا فرڈیننڈ سے وعدہ کیا گیا کہ جیسے ہی کونسل برخاست ہو گی اس کو قبول و منظور کر لیا جائے گا۔ اور رومیوں کے بادشاہ کی حیثیت سے اس کے بیٹے میکسی ملین کے انتخاب کی تصدیق بھی کر دی جائے گی۔ لارین کے کارڈینل سے جو فرانسیسی کلیسا کی جانب سے مجلس میں صدر مبعوث تھا فرانس کی سفارت کا وعدہ کیا گیا، بلکہ یہاں تک کہ پاپائی تخت ہی اس کو نصیب ہو گا؛ اور وہ اپنے خاندان گائز کے مسلک کے بموجب پاپائی جماعت میں شریک ہو گیا اور دربار فرانس کے طرز عمل پر اپنا اثر ڈالنے لگا۔ نیز تاجداران یورپ سے مصالحت پیدا کرنے کی غرض سے بعض شرائط جو منظور کر لی گئی تھیں، اور جو دنیاوی اقتدار سے متعلق تھیں منسوخ کر دی گئیں۔ اس طرح فرانس اور شہنشاہ کا اختلاف جزئی طور پر دور ہو جانے کی بدولت پاپائی مسلک محفوظ ہو گیا۔ اطالوی جو اوروں سے تعداد میں بہت زیادہ تھے تقریباً بالاتفاق پوپ کے طرفدار تھے اور جزیٹ لینیز اور میلان کے ولی صفت صدر اسقف کارلو یار و میو کی پر زور سفارش بھی پوپ کی حامی بھر رہی تھی۔ اسپینی نمایندوں کی مدد سے جو اس وقت تک ان کے ساتھ متفق تھے، اطالویوں نے اپنے ذاتی خیالات کے مطابق بعض زیادہ اہم اصولوں کی تعریف میں اور بجز چند داخلی اور معمولی اصلاحات کے سب اصلاحات کی مزاحمت کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔

تمام متوقع امور کو حاصل کر چکنے کے بعد پوپ مجلس برخاست کرنے کی فکر کرنے کا صرف ہسپانوی ہی معترض تھے۔ فلپ مضطرب تھا کہ ہر متنازع فیہ اصول کا تصفیہ ہونے اور پاپائی دربار میں مکمل اصلاح عمل میں آنے تک مجلس برابر اجلاس منعقد کرتی رہی۔

مجلس برخاست اس کے نتائج

یہاں بھی دوبارہ پاپائی جماعت فتح مند رہی۔ پوپ کی سخت بیماری کی اطلاع فلپ کی مخالفت پر غالب آ گئی؛ کیونکہ اس کو خوف

پیدا ہو گیا کہ اگر مجلس کے اجلاس کے دوران میں پوپ کی جگہ خالی ہو جائے تو شدید مشکلات رونما ہو جائیں گی۔ لہذا تین دسمبر ۱۵۶۳ء کو مجلس آخر کار برخاست ہو ہی گئی۔ اگرچہ اس اصول سے متعلق بعض امور تصفیہ طلب چھوڑ دیے گئے تھے تاہم پادریوں کے حقوق، اعتراف، عشائے ربانی اور اولیا کی دعا اور مناجات کی جدید تحقیق کی روشنی میں دوبارہ تصدیق کی گئی۔ متنازع فیہ مسائل کی بجائے اعتقادی مسائل اور مشتبہ روایات کے عوض قطعی مسائل مقرر کیے گئے، اور ایمان کے معاملات میں ایک ایسی یکسانی قایم کی گئی جس سے لوگ اب تک نا آشنا تھے۔ اگر اصلاحی امر میں زیر دست پادریوں کی تادیب و تربیت کا نفاذ کیا گیا، اور تعددیت کی خرابیوں کا سدباب کیا گیا تو پوپ یا کارڈینلوں کے حقوق و اقتدارات کو اچھوتا چھوڑ دیا گیا۔ کہا جا سکتا ہے کہ مجلس ٹرنیٹ نے رد اصلاح کی شرائط کی تعریف کی ہے۔ مغرب کی کیتھولک کلیسا اب سے منقسم ہو جانے والی تھی اور کلیسائے روما کی ابتدا یہیں سے ہوئی۔

اٹلی، پرتگال اور پولینڈ کی اہم ریاستوں نے مجلس ٹرنیٹ کے فیصلوں کو بلا تحفظ شرائط منظور کر لیا۔ جرمنی میں کیتھولک روسا نے مجلس آگسبرگ بابت ۱۵۶۶ء میں ان شرائط کی تصدیق کر دی۔ فلپ نے بھی تاج کے اختیارات محفوظ کرتے ہوئے ان کی توثیق کر دی۔ فرانس میں امتیاز پیدا کیا گیا، اعتقادات سے متعلق جتنے فیصلے تھے ان کو تسلیم کیا گیا، اور بعد میں اعلان کیا گیا کہ وہ کسی دنیاوی اقتدار کی توثیق کے محتاج نہیں ہیں، لیکن جن شرائط میں تادیب و تربیت کا حوالہ تھا اور جو فرانسیسی کلیسا میں مداخلت کرتی تھیں ان سے پارلیمنٹیں، اور بعض کم درجے کے پادریوں نے اختلاف کیا۔ اگرچہ رفتہ رفتہ ان پر عمل شروع ہو گیا اور حتیٰ کہ ۱۶۱۵ء کی اسٹیٹس جنرل، میں پادریوں نے تسلیم بھی کر لیا، لیکن تاج نے باضابطہ طور پر ان کی کبھی توثیق نہیں کی۔

عدالت تحقیقات مقدمہ ہائے مذہبی

اس جدید تنظیم یافتہ کلیسا کے اصول کے نفاذ کے لئے ایک آلہ پہلے ہی سے موجود تھا۔ جولائی ۲۱ دسمبر کو پوپ پال سوم نے کارڈینل کرافا کے مشورے کے بموجب ایک فرمان کے ذریعے

حکم دیا کہ "مقدمہ ہائے مذہبی کی تحقیقات کے لئے ایک عدالت عالیہ" قایم کی جائے" اس کی تنظیم اس عدالت کے مطابق تھی جس کو اسپین میں فرڈی ننڈ اور ازابلا نے ۱۴۸۳ء میں منظم کیا تھا۔ چھ کارڈینل آپس کے دونوں جانب عالم گیر تحقیقات کے لئے مقرر ہوئے اور انھیں اقتدارات دیے گئے کہ اپنے اختیارات کو دوسرے پادریوں کے بھی تفویض کر سکتے ہیں۔ اعلان کر دیا گیا کہ اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ ترین تک سب کے سب ان کے اختیارات کے تحت رہیں؛ کوئی کتاب ان کی اجازت کے بغیر طبع نہیں ہوسکے گی؛ وہ قید ضبطی جائداد موت کی سزا دے سکتے ہیں۔ اور ان کے فیصلے کے خلاف پوپ کے سوا اور کسی کے رو برو مرافعہ نہیں ہوسکتا۔ یہ ہولناک اختیارات ممالک یورپ میں کسی حد تک عمل پذیر ہوں بلاشبہ دینوی حاکم کے طرز عمل پر منحصر تھے لیکن اٹلی میں تو کچھ مشکل نہ تھی۔ اسپینی عدالت نے خوشی سے اشتراک عمل کیا اور مجلس کے منظورہ اصول وضوابط کو بے رحمانہ ظلم و تشدد کے ساتھ نافذ کیا گیا۔

ردِ اصلاح سے کے پوپ

ردِّ اصلاح کا اثر پادریوں کے زہد و ورع اور مبلغین کے جوشِ عمل میں پایا جاتا ہے، اور پیس چہارم کے بھتیجے کارلو بورمیو ملان کے صدر اسقف (۱۵۳۸ء تا ۱۵۸۴ء) جیسے لوگ، اور پاپاؤں کی تغیر یافتہ سیرت اس کی مثال ہیں۔ ان پاپاؤں کے من جملہ جن میں پال چہارم (۱۵۵۵ء تا ۱۵۵۹ء)، پیس پنجم (۱۵۶۶ء تا ۱۵۷۲ء) سکسٹس پنجم (۱۵۸۵ء تا ۱۵۹۰ء)، صحیح نمایندگان وقت ہیں، اور دوسرے پوپ، پیس چہارم (۱۵۵۹ء تا ۱۵۶۵ء)، اور گریگری ہشتم (۱۵۷۲ء تا ۱۵۸۵ء) اگرچہ ان میں قابل قدر جوش عمل نہیں تھا، لیکن اپنے زمانے کے میلانات کی مزاحمت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ان پاپاؤں کا مسلک قریب قریب ایک ہی تھا۔ انھوں نے بلا لحاظِ حق و قابلیت اپنے رشتہ داروں کی ترقی و پرورش کے مضرت بخش نظام کو خیرباد کہدیا (پیس پنجم نے کلیسا کی جائداد کی علیحدگی کو قطعی طور پر ممنوع قرار دے دیا)؛ انھوں نے دربار روما کی اصلاح کی، کلیسا میں بہتر تادیب و تربیت کو نافذ کیا، اور اس کی صلواۃ میں اصلاح کی، کارڈینلوں

ہیں ترتیب وضابطہ قایم رکھا، اسقفوں سے اصرار کیا گیا کہ وہ اپنے علاقوں کے اندر سکونت کریں، اور بقیہ امور کے لیے پاپائی ریاستوں کو ایک منظم نظام حکومت، و مالیات عطا کیا جس سے وہ اب تک محروم تھے۔ اٹلی میں اپنا اقتدار بڑھانے کے خیال کو ترک کر کے وہ اسپینی حکومت کے ساتھ نبرد آزمائی سے باز آ گئے۔ اگرچہ ان کو دنیاوی فرمانرواؤں کے ساتھ مشکلات درپیش تھیں تاہم انھوں نے اقتدار اور راسخ الاعتقادی کی اغراض کی تائید کی۔ راسخ الاعتقاد تاجداروں اور روسا کے ساتھ اتحاد قایم کیا، ان کے چھوٹے لڑکوں کو پادریوں کے علاقوں پر مقرر کیا اور مذہبی محاصل کے عنوان سے ٹیکس ادا کیے اس طرح رومائی کلیسا نے اپنے عقائد و ایمان کا اظہار کیا، اس کی بعض نہایت زبون خرابیوں کی اصلاح کی، اپنے حدود کے اندر ملازمین کی ایک جمعیت قایم کی اور عدالت تحقیقات کو ہولناک اختیارات سے مسلح کیا۔ اس طرح تقویت حاصل کرنے اور زمانۂ ماضی کے تعلقات اور دل سوزیوں کی تجدید کے بعد، کلیسا نے، شاہان یورپ سے اتحاد و اتفاق قایم کرنے اور ان کی بدولت الحاد کی ترقی کو روکنے، اور اگر ممکن ہو تو اپنی غفلت کی وجہ سے کھوئی ہوئی زمین کو دوبارہ حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھایا۔

ردِّ اصلاح کے دنیوی سیاست میں دو اولوالعزم نمائندے ہوئے ہیں فلپ تاجدار اسپین اور فرانس کا خاندان گائز فلپ کا منشا یہ تھا کہ اپنے باپ کی تجاویز پر ایسی ترمیمات کے ساتھ عمل کرے جس کے تغیر یافتہ حالات طلب گار تھے۔ سلطنت اور جرمنی ہاتھ سے نکل جانے کے باعث وہ پوری طرح اسپین کی طرف مائل ہونے پر مجبور رہا۔ جرمنی اور انگلستان میں پراٹسٹنٹوں کی فتح نے ان کو بجز استعمال قوت کے دوبارہ اپنے تحت لانے کے تمام توقعات پر پانی پھیر دیا، اور یہ ابتدا میں ناممکن تھا۔ لیکن فلپ کیتھولک کلیسا کے اختیار کے دوبارہ قیام کی امید سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔ اور وہ سمجھتا تھا کہ اسپین کی اتنی وسیع شاہی، اس کی مدد کے لیے موجود ہے۔ خاندان گائز کی حریصانہ سیاسی بلند نظری اور اس کی اس کوشش نے کہ تخت انگلستان پر میری ملکۂ اسکاٹلینڈ کو

مسلط کیا جائے فلپ کے خطرات کو مستقل کر دیا جو اس ملک کو اپنے لئے حاصل کرنے کی لو لگائے بیٹھا تھا' اور ابتداءً خاندان گائیز کی اس کوشش میں فلپ مخلصانہ اشتراک عمل کرنے سے قاصر تھا۔ اس لئے کہ اسے اندیشہ تھا کہ وہ فرانس کو زیر کر لیں گے۔ لیکن شدہ شدہ یہ خطرات دور ہوئے اور بالآخر کیتھولک ردعمل کے ان دونوں نمائندوں نے ایک جمعیت قائم کی اور اپنی فرمانروائی کا سکہ یورپ پر بٹھانے کی غرض سے متحد و متفق ہو گئے۔ یہی واقعہ ہے جو نیدرلینڈز کی بغاوت اور فرانس کی سول جنگوں کی درمیانی کڑی کا کام دیتا ہے اور اس دور کے آخر تک تاریخ میں وحدت پیدا کرتا ہے۔

۲۔ جان کالون اور جنیوا

جس زمانے میں روما کا کلیسا اپنی جمعیتوں کی صف آرائی میں مصروف تھا عین اسی زمانے میں اس نوعیت کا پراٹسٹنٹ مذہب جو آیندہ اس کا سب سے زیادہ خطرناک دشمن بننے والا تھا جان کالون کے ہاتھوں سے تنظیم پا رہا تھا۔

لوتھری مذہب کی ناکامی کے اسباب

یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ لوتھری مذہب نے جرمنی اور ریاستہائے اسکانڈی نیویا کے باہر کبھی کوئی مستقل فتوحات نہیں حاصل کریں' اور خود جرمنی میں سولھویں صدی کے وسط کے بعد سے اس کے پیروؤں کی تعداد گھٹنے لگی۔ اس کے تین وجوہ بتائے جاسکتے ہیں :-

(۱) لوتھر کے اکثر اصول جن میں قابل ذکر عفو اور عشائے ربانی ہیں' ایسی لطیف مفاہمت باہمی پر مشتمل تھے کہ خود جرمنوں میں معمولی دماغ والوں کو پسند نہ آئے' اور سخت مباحثوں اور افسوسناک نا اتفاقیوں کا باعث ہوئے۔

(۲) مزید براں جرمنی کی سیاسی حالت کی وجہ سے اس تحریک نے رؤسا کی اغراض اور ان کے اقتدار کے ساتھ اتنا قریبی اتحاد قایم کر لیا تھا کہ اس کی نسبت عوام میں کوئی دلی ہمدردی باقی نہیں رہی۔ ادنیٰ طبقات کو اپنا گرویدہ کرنے اور ان پر اپنا قابو رکھنے میں لوتھری مذہب کی ناکامی کی مثال خود

جرمنی میں شورش مزارعین، انقلاب انا لیپٹسٹ، اور اصلاحِ زونگلی کی عارضی کامیابی میں ملتی ہے۔ لوتھر ان کی بے اعتدالیوں سے ہیبت و نفرت کے ساتھ کنارہ کش ہو گیا اور روز بروز زیادہ قدامت پسند بنتا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زیادہ جوشیلے اور جزرس لوگوں کی ہمدردی اس کے ساتھ باقی نہیں رہی۔

۳۔ سب سے آخر میں یہ کہ استعمالِ قوت کے مسئلے میں لوتھر کو سخت پس وپیش رہا اور اگرچہ اس نے آخر کار ہتھیار سے چارہ جوئی کرنے کی اجازت دی، لیکن یہ کہا کہ جنگ مدافعت کی غرض سے ہو، جنگ صاحبِ حکومت اور فرمانروا ہی اپنے طور پر کریں، نہ کہ باغیوں کے اتحاد و اتفاق سے ہوا کرے۔ لوتھر کو مذہبی اور سیاسی جنگ صلیبی کا یا جرمنی کے باہر مشنریوں کی جد وجہد کو کامیاب بنانے کا خیال نہیں ہوا۔ ان باتوں کے لیے دنیا کو دوسری جگہ تلاش کرنا پڑا۔

فرانسیسی ہمیشہ سے یورپ کے آگے جدید خیالات کی کامیاب ترجمانی کرتے رہے ہیں۔ ان کی منطقی ذکاوت، ان کا کمالِ اسلوب بیان ان کا جوہر تنظیم اور ان کی زبان نے جس میں لاثانی صفائی و پاکیزگی اور لچک ہے، انھیں اس خدمت کے لیے موزوں بنا دیا ہے، اور اب ان خداداد جوہروں کا اظہار بدرجۂ غایت ان کے ایک اولو العزم ہم وطن جان کالون کے ذریعے سے ہونے والا تھا۔

یہ شخص جو پیکارڈی میں دینی دربار نویوں کے مصدق کا بیٹا تھا ۱۵۰۹ء میں پیدا ہوا۔ بارہ سال کی عمر میں وہاں کے بڑے گرجا میں چاپلین مقرر ہوا جہاں رسمی طور پر اس کا ہیوٹڈن ہوا، اگرچہ وہ متعاقب 'کیورے' بنایا گیا لیکن اس نے دینی عہدہ حاصل کرنے میں اس سے آگے ترقی نہیں کی۔ کیونکہ اس کے باپ نے یہ خیال کر کے کہ قانونی پیشے سے زیادہ توقعات وابستہ ہو سکتے ہیں، اس کو آرلینس بھیج دیا، اور پھر وہاں سے قانونی تعلیم کے لئے سرجس روانہ کیا۔ (۱۵۲۹ء تا ۱۵۳۱ء) ۔ یہی زمانہ تھا جب کالون لوتھری مذہب کے اساتذہ

جان کالون

سے متاثر ہوا، جن میں خصوصیت کے ساتھ جیکوس لیفیورے قابل ذکر ہے۔ یہ بھی اس کی طرح پیکارڈی کا باشندہ تھا۔ اور فرانسیسی پراٹسٹنٹ مذہب کے بانیوں میں سے ایک تھا۔ سنہ ۱۵۳۴ء میں فرانسس اول کی ظلم و تعدی نے اسے اپنے ملک سے نکال دیا اور اس نے باسلے میں پناہ لی۔ یہاں پچیس سال کی عمر میں اس نے اپنی معرکتہ الآرا تصنیف دی انسٹی ٹیوٹس، جو عیسائی مذہب پر ایک مستند تصنیف ہے، پہلی مرتبہ شایع کی۔ اگرچہ اس کتاب میں بعد کو اضافہ کیا گیا لیکن اس میں اس کے مذہبی نظام کا مکمل خاکہ ہے، اور غالباً اس کتاب نے ان تمام کتابوں سے زیادہ اثر مرتب کیا ہے۔ جو اتنی کم عمری میں تصنیف کی گئی ہیں۔ سنہ ۱۵۳۶ء میں جب وہ جنیوا میں سے گذرا تو ولیم فارل

جنیوا کی حالت

باشندۂ ڈافینی نے جو خود بھی فرانسیسی تھا اور جلا وطن ہو چکا تھا، اس کو سنجیدگی سے تاکید کی کہ وہ اس مطالبے کو ترک کر دے جس کا وہ اس قدر دلدادہ تھا اور خود کو مبلغین کی جدوجہد میں سرگرمی کے ساتھ شامل کر دے۔ جنیوا کے شہنشاہی شہر کو اس لئے اہمیت حاصل تھی کہ وہ وادی رھون میں پھیلا ہوا تھا اور وہاں جو تجارتی راستے آملتے تھے ان پر اس کو قابو تھا؛ اس کو بلدیاتی حکومت خود اختیاری حاصل تھی، لیکن اپنے اسقف کے مذہبی اختیارات کے تحت تھا اور سوائے کاؤنٹ ڈیوک جو نواحی علاقوں پر مسلط تھا اور خود اس شہر کے اندر اس کو بعض عدالتی اختیارات بھی حاصل تھے، اس کو دھمکی دے رہا تھا۔ جنیوا کے محبان وطن کا برابر مقصد یہی تھا کہ دنیاوی اور مذہبی حکومت کی دوعملی سے زیادہ مکمل طور پر آزاد ہو جائیں، اور اس خیال سے انھوں نے سنہ ۱۵۱۹ء میں فریبرگ کے کینٹن سے اور سنہ ۱۵۲۶ء میں برن سے اتحاد قایم کر لیا تھا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے کشمکش جاری رہتی تھی لیکن اس میں زیادہ تلخی اس وجہ سے پیدا ہو گئی کہ فیرل کے مشورے سے شہر نے سنہ ۱۵۳۵ء میں لوتھر کے اصول کو اختیار کر لیا تھا۔ سنہ ۱۵۳۶ء میں برن کے ڈیوک اور شیٹمن کے مابین جنگ چھڑ گئی جس میں اہل سوئزرلینڈ ولایت ووڈ کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئے

اور اس طرح جنیوا کو ڈیوک سے فوری اور براہ راست خطرہ باقی نہیں رہا۔

کالون جنیوا میں
۱۵۳۶ء تا ۱۵۳۸ء
۱۵۴۱ء تا ۱۵۶۴ء

کالون کو اس موقع پر جنیوا میں قیام کرنے کی ترغیب ہوئی تو اس نے فوراً "انسٹی ٹیوٹس" نصب العین کے موافق ایک کلیسا کی بنا ڈالنی شروع کردی۔ لیکن اس کے نظام کی سختی نے ردِ عمل کیا اور ۱۵۳۸ء میں اس کے اور فیرل کے خروج کا باعث ہوئی۔ تین سال کے بعد (ستمبر ۱۵۴۱ء) اس شہر نے داخلی نفاق و شقاق سے کمزور ہوکر، اور اس خوف سے کہ کہیں ڈیوک حدودِ شہر کے اندر رہنے والے کیتھولک فرقے کی مدد سے یا خود برن جو پراٹسٹنٹوں کی حمایت کررہا تھا انھیں مفتوح نہ کرلے، اس مصلح کو واپس طلب کیا اور اس کی حکومت کلیسا کے نظام کو قبول کرلیا۔ اس نے بلدیاتی حکومت کو اچھوتا چھوڑ کر اس کے مقابلے میں ایک مذہبی مجلس قایم کی جو مذہبی نگہبانوں اور بارہ ارکان پر (جو پادریوں کی نامزدگی کے بعد شہر کی دونوں مجالس میں منتخب ہوتے تھے) مشتمل تھی۔ اس مجلس کے اختیارات امورِ اخلاق اور کلیسا کے معاملات تک برائے نام محدود تھے۔ اس کو صرف اس سزا کا حق حاصل تھا کہ توبہ و استغفار کروائے۔ یا عشائے ربانی سے محروم کردے، لیکن چونکہ مجلس کے فیصلوں کے نفاذ کا فرض دنیاوی اقتدار پر عاید ہوتا تھا لہٰذا ہر گناہ ایک جرم بن گیا، اور اس کے لیے سخت ترین سزا تجویز کی جاتی تھی۔ سب کو قانوناً مجبور کیا جاتا تھا کہ عام عبادت میں شریک ہوں اور عشائے متبرک میں حصہ لیں۔ ممنوعہ پارچے کا لباس پہننا، شادی بیاہ میں رقص کرنا، کالون کے خطبات کا مضحکہ کرنا ایسے جرایم قرار دیے گئے جو قانوناً مستوجب سزا تھے۔ حرام کاری کی سزا جلاوطنی، قید، اور بعض وقت موت ہوتی تھی، اور اگر بچہ اپنے والدین پر دست درازی کرتا تو اس کو قتل کردیا جاتا تھا۔ جب اس نوعیت کے جرایم کے لیے ایسی سخت سزائیں مقرر ہوئیں تو ہم اس بات پر تعجب نہیں کرسکتے کہ الحاد اپنے قدم نہیں جما سکا۔ ۱۵۴۷ء میں گروئیٹ کو قتل کردیا گیا، اور ۱۵۵۳ء میں سروٹیس کو نذرِ آتش کیا گیا۔

یہ ظلم و استبداد جو ہمیں شدت کے ساتھ سائو نارو لا کی حکومت کو یاد دلاتا ہے بلا مزاحمت نہیں قایم ہو سکا۔ ایک جماعت موسوم بہ لبرٹنس قایم کی گئی جس نے اس تادیب و تربیت کی سختیوں کو کم کرانے اور دینوی اقتدار کی خود مختاری قایم رکھنے کی جد و جہد شروع کی۔ بایں ہمہ کالون نے فرانسیسی جلا وطنوں کی مدد سے جو جنیوا میں جمع ہو گئے تھے۔ اور جنھیں شہر کی آزادی اور حکومت میں حصہ مل گیا تھا، اپنی وفات تک جو ۱۵۶۴ء میں واقع ہوئی، کامیابی کے ساتھ اپنی فوقیت اور اپنا غلبہ و اقتدار قایم رکھا۔ جس کے بعد اس کا شاگرد تھیوڈور بیزا اس کا جانشین ہوا۔

۱۵۴۳ء میں فرانسیسیوں نے ڈیوک سیوائے کا ملک مفتوح کر لیا تو اب جنیوا کو اس کے حملے کا خطرہ باقی نہیں رہا، اور اگرچہ اسی سال ماہ اکتوبر میں جس سال کالون کا انتقال ہوا۔ ڈیوک نے برن سے جنیوا کی جھیل کے جنوبی علاقے کو جس کو ۱۵۳۶ء میں لے لیا گیا تھا واپس حاصل کر لیا، لیکن اس نے خود اس شہر کو لینے کی کوشش نہیں کی۔ ولایت جنیوا بدستور خود مختار جمہوریت رہی، اور ۱۸۱۵ء تک سوئیزرلینڈ کے کسی نہ کسی کینٹن کے ساتھ اتحاد قایم کرتی رہی، جس کے بعد وہ بالآخر عہد یہ سوئٹزرلینڈ کی ایک رکن بن گئی۔

کالونیت کی خصوصیات

کالون کی تعلیم کی نمایاں خصوصیت اس کو انتخابیت میں مضمر ہے۔ اس کے اصولی خیالات میں، تقدیر عشائے ربانی، انداد روایات کی بابت انجیل کی لاکلام سند کی نسبت اس کے عقائد بمقابلۂ لوتھر کے زونگل سے زیادہ ملتے جلتے تھے۔ لیکن اگر وہ اس طرح تعلیم روما کی انتہا درجے غیر مصالحت آمیز اور علانیہ مخالفت کی نمایندگی کر رہا ہے تو اس کے باوجود اپنے اس پختہ یقین سے کہ کلیسا کے باہر نجات نہیں ہے، اور پھر اس کو جو انتہا درجے کے اختیارات بخشتا ہے اس کی رو سے وہ کیتھولک مذہب کے تمام غیر معمولی عقائد کی تصدیق اور رہبرائیت کی تجدید کرتا ہے۔ یہ کہ اس نے جو مذہب

قایم کیا اگر بالکلیہ نفس کش نہیں تھا تو حد سے زاید اُداس اور دلگیر ضرور تھا، یہ کہ اس نے شاید بجز ادب کی بعض خاص صورتوں کے کسی فن میں بھی جان نہیں ڈالی؛ یہ کہ حکومتِ کلیسا سے متعلق اس کے اصول اگرچہ جمہوری اساس پر قائم کیے گئے تھے لیکن انھوں نے عملاً انفرادی آزادی کو تباہ و برباد کر دیا؛ یہ کہ رواداری کی ترقی و آبیاری کے عوض اس کے اصول میں ظلم و جبر پایا جاتا تھا؛ ان سب کو یقیناً تسلیم کر لینا چاہیے۔ اگر اس کے تقدیری خیالات سے منطقی نتائج نکالے جاتے تو جذبۂ تقدیریت پیدا کر دیتے جو اخلاق کے حق میں انتہا درجے خطرناک ہیں۔ لیکن بہت کم ہوشمند لوگ ایسے گذرے ہونگے جنھوں نے خود کو دواماً نیکیوں سے معرا سمجھا ہو یا اس طرح عمل کیا ہو کہ اس سے مترشح ہو سکے کہ وہ اختیار کے قائل نہیں ہیں۔ لہٰذا کالونیت کے عملی نتائج یہ ہوئے کہ اس مذہب کے بانی کی طرح جان ناکس اور تھیوڈورے بیزا جیسے لوگ بھی پیدا ہوئے، جن میں حیرت انگیز قوتِ ارادی، غیر معمولی جوش و سرگرمی، اور کم نہ ہونے والی قوتِ عمل اور توانائی تھی، اور جنھوں نے ایک ایسا مذہب پیدا کیا جو روما کے سخت ترین اور انتہا درجہ غیر دوستدارانہ طبقے کے حق میں قابلِ قبول تھا۔

اس کے بعد سے جنیوا مصلحین کی گڑھی کا کام دینے لگا؛ غیر ممالک کے پناہ طلبوں کا ماویٰ و ملجا اور چھاپے خانوں کا وطن تھا۔ جہاں سے بے شمار رسائل و اشتہارات شائع کیے جاتے تھے؛ ایک مدرسہ قایم تھا جہاں سے مبلغین تبلیغ کے لیے روانہ کیے جاتے تھے؛ جمہوری اساس پر پراٹسٹنٹ مذہب کی انتہا درجے کی فوجی صورت کا نمایندہ تھا؛ ردِّ اصلاح جو جزیٹ فرقے کی حلیف ہی کا دشمن اور اسپین کی قیادت میں کیتھولک یورپ کی شاہ پسند جمعیتوں کا قدرتی اور ناگزیر مخالف بننے والا تھا۔

ساتواں باب

فلپ اور اسپین

پراٹسٹنٹوں پر ظلم و تشدد۔ ڈان کارلوز کارانہ۔ موروں اور ترکوں کے خلاف جنگ۔ مالٹا کی آزادی۔ اسپینی موروں پر جبر و تشدد اور ان کی شورش۔ جنگ لیپانٹو۔ فتح پرتگال۔ اسپین کی داخلی حکومت اور فلپ دوم کے تحت اس کے تحتانی علاقے۔

(۱) پراٹسٹنٹوں پر جور و ظلم۔ عدالت تحقیقات مقدمہ ہائے مذہبی۔ (محکمۂ احتساب مذہبی)۔

عہد نامہ کیٹو کیمبر سیس (۵ راپریل ۱۵۵۹ء) کے وقت فلپ کی عمر بتیس سال کی تھی۔ اس وقت تک وہ دو شادیاں کر چکا تھا اور دونوں ہی بیویوں کو کھو چکا تھا۔ اس کی پہلی بیوی کا انتقال ۸ رجولائی ۱۵۴۵ء کو ایک لڑکا ڈان کارلوز پیدا ہونے کے بعد ہوا، اور دوسری بیوی میری ملکۂ انگلستان ۱۷ر نومبر ۱۵۵۸ء کو فوت ہوئی۔ حکومت نیدرستان کا تصفیہ کرنے کے بعد فلپ اسپین کو روانہ ہوا۔ ایک شدید طوفان نے اس کی آمد کا خیر مقدم کیا؛ اس کے بیڑے کے نو جہاز تباہ ہو گئے۔ اور خود شاہ اپنی سلطنت کے ساحل پر (جس کی حدود سے پھر باہر نکلنا اس کے مقسوم میں نہ تھا)

فلپ اسپین میں داخل ہوتا ہے۔ ۲۹ راگست ۱۵۵۹ء

ایک چھوٹی سی کشتی کے ذریعے سے پہنچا۔

فلپ نے اس وقت تک ان متعصبانہ خیالات کا اظہار نہیں کیا تھا جن کو وہ اب سے ظاہر کرنے لگا۔ انگلستان میں مختصر سے قیام کے دوران میں اس نے انگریزوں سے مصالحت کرنے کی ناکام کوشش میں اپنی بد قسمت بیوی کے مسلک جور وظلم کی مخالفت کی یا مخالفت کا حیلہ کیا تھا اس نے شہزادی ایلزبتھ کی حفاظت کے لئے مداخلت کی تھی اور اس کی تاج پوشی کے بعد سب سے پہلے اس سے شادی کرنے کی تجویز پیش کی تھی، اور جب اس سے انکار کیا گیا تو اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قایم رکھے۔ حتیٰ کہ اس نے میری والیۂ گائیز اور اس کی بیٹی کے خلاف اسکاٹلینڈ کے کالوینی فرقے کو خاموشی کے ساتھ مدد دی۔ لیکن جونھی اس نے اسپین میں مستقل سکونت اختیار کی ہر چیز میں تغیر واقع ہو گیا۔ اس وقت اسپین ہر قسم کے کٹرپن کا مرکز تھا جو یورپ میں اب تک باقی تھا۔ اور فلپ نے نہایت شوق کے ساتھ اس ملک کے خیالات کو اختیار کرلیا۔ اس کے بعد سے اس کے ذاتی اقتدار کا اضافہ اور کیتھولک مذہب کی ترقی باہم ایک ہو گئے۔ اس کی نظروں اصلاح یافتہ خیالات ایک صحیفۂ بغاوت اور حریف اقتدار معلوم ہونے لگے، اور اس فاسد الحاد کو اپنی مطلق العناں فرمانروائی سے کچل ڈالنا اس کی زندگی کا مقصد قرار پایا۔

وہ پراٹسٹنٹ مذہب کی بیخ کنی میں مصروف ہو جاتا ہے۔

چارلس پنجم کے ابتدائی زمانے میں، بیرونی مقامات میں رہنے والے صرف بعض اسپینوں سے مثلاً فرانسس ڈی انزیٹاس، مترجم انجیل جدید بزبان اسپینی اور بعدازاں جامعہ آکسفورڈ میں پروفیسر لسانِ یونان (۱۵۲۰ء تا ۱۵۲۲ء) مخالفت تثلیث سرویٹس ۱۵۵۳ء میں جس وقت جنیوا میں مصیبتیں جھیل رہا تھا عین اسی وقت اس نے اصلاح یافتہ خیالات کو اختیار کیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۵۸ء کے بعد ہی سے پراٹسٹنٹ مذہب خود اسپین میں ترقی کرنے لگا۔ لیکن اس وقت تک اسپین میں نہ صرف انجیل جدید اور پراٹسٹنٹ مذہب کی مختلف کتابوں کی نشر واشاعت جاری تھی بلکہ مصلحین کی ایک قابلِ لحاظ

خفیہ جمعیت قایم کی گئی تھی جن میں خصوصیت کے ساتھ سیویلی، ولاڈ ولڈ اور زامورا کے شہروں اور ریاست اراگون کی جمعیتیں شامل تھیں۔ ملحدین کے اس نئے مرکز کی خبر پاکر پوپ پال چہارم نے ایک فرمان جاری کیا (فروری ۱۵۵۸ء) جس میں صدر حاکم عدالت دینی سے اصرار کیا گیا کہ اس برائی کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھے۔ اور لب مرگ شہنشاہ نے پاپائی مداخلت کی ناپسندیدگی کو فراموش کرکے ریجنٹ (نائب سلطنت) جونا اور خود فلپ سے التجا کی کہ پوپ کے اصرار کی تعمیل کریں۔ فلپ کو اصرار کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اس نے نیدرلینڈز سے ایک قانون حاصل کرکے شایع کیا جس میں ممنوعہ کتب کی خرید و فروخت اور ان کے مطالعہ کرنے والوں کو سزائے موت قرار دی گئی اور اس قانون کی تجدید کی گئی کہ الزام دہندہ کو مجرم کی جائداد کا ایک چوتھائی حصہ دیا جائے گا۔ پال نے اس قانون کو اپنے فرمان بابت ۱۵۵۹ء کے ذریعے نافذ العمل کیا اور تمام گناہوں کا اقرار سننے والوں کو حکم دیا کہ اپنے روبرو گناہوں کا اقرار کرنے والے اور تائب افراد کو اس امر کا ذمہ دار بنایا جائے کہ مشتبہ اشخاص سے آگاہی بخشا کریں۔ نیز اس نے عدالت تحقیقات امور دینی کو اختیار دیا کہ انھیں بھی، جو پختہ یقین کی بنا پر نہیں بلکہ سزا کے خوف سے، خطاؤں سے دست بردار ہو جاتے ہیں دنیوی اقتدار کے حوالے کر دیا جائے اور اسپین کے مذہبی محاصل سے امداد دی گئی تاکہ اس سے محکمۂ احتساب مذہبی کے مصارف برداشت کئے جائیں۔

یہ ہولناک محکمہ جو ۱۴۸۰ء میں فرڈیننڈ اور اسابلا کی جانب سے مستقل طور پر قایم کیا گیا تھا اور روما کو مرافعہ کرنے کی ضرورت سے ۱۴۹۷ء میں بری کر دیا گیا تھا ایک مجلس اعلیٰ پر مشتمل تھا جس میں قانونی مشیر اور علمائے دین شریک تھے جو زیادہ تر پیروان سنٹ ڈامنک تھے، اور یہ ایک ایسا فرقہ تھا جو فلپ کا منظور نظر تھا۔

عدالت تحقیقات مقدمہ ہائے مذہبی

صدر حاکم اس مجلس کا بڑا ہوتا تھا جس کو خود بادشاہ مقرر کرتا تھا، اور متعدد ماتحت عدالتیں بھی قایم کی جاتی تھیں جن کی حفاظت مسلح بھاضر باشوں سے ہوتی تھی

رازیں تحقیقات عمل میں لاتی تھیں۔ اشخاص کو ترغیب و تحریص دلائی جاتی تھی یا دھمکیاں دیکر مجبور کیا جاتا تھا کہ اپنے دشمن، اپنے دوست بلکہ اپنے عزیز و اقارب پر بھی لعنت ملامت کرتے رہیں؛ یا اس طرح ایک نظام جاسوسی قایم کیا گیا؛ ملزمین کو اقرار جرم پر مجبور کرنے کے لئے سخت تکالیف دی جاتی تھیں؛ اور انتہا درجہ بے ضرر الفاظ سے ڈامنی کی مذہب کے علما لطیف باریکیاں پیدا کرکے کھینچ تان کر اکثر الحاد کے معنی نکال لیتے تھے۔ یہ لوگ کئی طرح کی سزا دیتے تھے، مال ضبط کر لیتے تھے، نفس کشی کراتے اور کفارہ دلواتے تھے، قید کر دیتے تھے، اور آخری چارہ جوئی یہ ہوتی تھی کہ مذہبی عدالت سے سزائے موت کا حکم سنایا جاتا تھا اور مجرم کو دنیاوی حکام کے حوالے کر دیا جاتا تھا تاکہ اس کو نذر آتش کر دیا جائے۔ پوپ اور بادشاہ کے مابین اس نامانوس یکسانی سے تقویت حاصل کرکے صدر حاکم عدالت مذہبی ڈان فرڈی ننڈ والڈسے صدر اسقف سیویلی، شدومد کے ساتھ کام کرنے کی جانب مائل ہوا خود سیویلی میں پہلے ہی دن آٹھ سو آدمیوں کو گرفتار کیا گیا؛ اور ۲۱ رمئی ۱۵۵۹ء کو ولاڈولیڈ کی گلیوں میں سب سے پہلی مرتبہ سزائے موت دی گئی؛ یہی رسم اسپین میں فلپ کے ورود کے موقع پر ادا کی گئی؛ اور سنہ ۱۵۶۰ء میں فرانس کی الزبتھ کے ساتھ اس کی تیسری شادی کی شادمانیوں کے اثنا میں تیسری مرتبہ سزائے موت دی گئی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کچھ سال کوئی رسم اس وقت تک مکمل نہیں تصور کی جاتی تھی جب تک کہ مذہبی عدالت سے کسی کو سزائے موت نہ دی جائے، اور اسپینی بیلوں کی لڑائی پر اس کو ترجیح دی جاتی ہے۔

ممکن ہے یہ سچ ہو کہ مذہبی عدالت کے جور و ستم میں مبالغہ کیا گیا ہو، تاہم کم از کم ان خیالات کو جن کے ساتھ دوسرے ممالک میں رواداری برتی جاتی ہے، یہاں بے رحمی کے ساتھ دبایا گیا۔ نہ صرف یہ کہ تمام سائنٹفک غور و خوض اور استغراق کو مذہباً ممنوع قرار دیا گیا؛ اور اسپینی فضلا کو دوسرے ممالک جانے سے روکا گیا بلکہ سخت ترین راسخ الاعتقادی سے انحراف کی بھی خوب خبر لی جاتی تھی۔ یہ مذہبی عدالت اہل کلیسا کے خلاف بھی کارروائی اختیار کرتی تھی

اگرچہ پادریوں اور راہبوں کی تعداد بہت کثیر تھی اور ان کی دولت خصوصاً کیاسٹائل میں بے حد تھی، تاہم یورپ کا کوئی کلیسا اس سے زیادہ کامل طور پر شاہی اقتدار کے تحت نہیں تھا۔ مذہبی خدمات کی نامزدگی بالکلیہ شاہ کے ہاتھ میں تھی، اس کی اجازت کے بغیر پاپائی مداخلت کی سختی کے ساتھ مزاحمت کی جاتی تھی، اور اگر کلیسا دولتمند تھا تو کم سے کم اس کے ایک ثلث محاصل شاہی خزانہ میں داخل ہوتے تھے۔ شاہی اقتدار میں اس وجہ سے اور بھی اضافہ ہوگیا کہ جزئیٹ فرقہ نہایت جوش و سرگرمی کے ساتھ شاہی اغراض و مقاصد کا حامی تھا۔ تاہم فلپ کو اکثر ڈامینکی فرقے پر اعتماد تھا۔ اس فرقہ درویشاں کے ارکان کی جہالت اور تعصب اور اندھی گرم جوشی بادشاہ کے ارادہ و مرضی کی اعانت اور کورانہ تقلید کا حق پورا پورا ادا کرتی تھی۔

مذہبی عدالت اور اسپینی کلیسا

مقدس عدالت مذہبی میں انھیں غلبہ حاصل تھا اور اس کی تادیب و تربیت کے تابع نہ صرف تھریسا کو کرلیا گیا، جو اسپین کے اولیا میں سے ایک تھا، بلکہ طاقتور انجمن مسیحی کے ارکان اور حتیٰ کہ حکام مذہبی کا اجلاس بھی اس کے ماتحت آگیا۔ کم سے کم نو اسقفوں کو کفارہ اور توبہ و استغفار کی سزا دی گئی، اور ٹولیڈو کے اسقف کورانزا بھی ان کے حملے سے محفوظ نہ رہا۔ اس فاضل اور گرم جوش صدر پادری پر جس نے مجلس ٹرنٹ کے اجلاس میں اہم حصہ لیا تھا اور جس کے زانو پر چارلس پنجم کی روح پرواز ہوئی تھی اگست ۱۵۵۹ء میں ملحدانہ خیالات کا الزام عائد کیا گیا۔ اس کی تحقیقات کوئی سات سال تک جاری رکھنے کے بعد پیس پنجم نے اصرار کیا کہ اس کا مقدمہ روما کو منتقل کردیا جائے۔ لیکن پوپ کی وفات نے اس میں مزید تاخیر پیدا کردی اور اپریل ۱۵۷۶ء سے پیشتر پوپ کی طرف سے قطعی فیصلہ نہ ہوسکا۔ اس صدر اسقف پر جرم عاید کیا گیا کہ اس کے اصول بھی لوتھر سے ملتے جلتے ہیں، لہٰذا وہ ان سولہ مسائل کو ترک کردے جو اس کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں۔ بعض کفارے ادا کریں، مزید پانچ سال کے لئے مذہبی وظائف سے معطل رہے، اور اس اثنا میں ڈامنی کی

فرقے کی خانقاہ میں جس کو خود اس نے آرونٹیو میں قایم کی تھی بند رہے۔
مذہبی عدالت کی مساعی اسپین میں پراٹسٹنٹ مذہب کی سرکوبی میں کامیاب ثابت ہوئی، اور یہ کامیابی بدقسمتی سے اس تسلی بخش مسئلے کی تردید کرتی ہے کہ پختہ یقین کے آگے جبر و تشدد کی کچھ بھی نہیں چلتی۔ لیکن اس کامیابی میں ذہنی خود مختاری کی بربادی پنہاں تھی۔ اسپین کی حالت بہت جلد یورپ میں سب سے زیادہ پست ہوگئی۔ اور اگر ہم ڈان کوٹیکزاٹ کے مصنف سروانٹیس اور کالڈان شاعر سے قطع نظر کرلیں تو اس ملک میں کوئی مشہور صاحب قلم نہیں پیدا ہوا۔ اور اس مقدس دینی عدالت کا کام صرف الحاد کی بیخ کنی یا پادریوں کی سخت نگرانی ہی تک محدود نہ تھا۔ بالکلیہ تاج کے نام زدہ ارکان پر مشتمل ہونے کی حیثیت[1] سے مالیاتی استحصال بالجبر اور سیاسی مجرمین کے تعاقب کے لیے شاہی ہاتھ میں یہ ایک آلہ کار بن گیا۔ اس طرح کرڈورگیرا کے عہدہ داروں کو مذہبی عدالت میں اس الزام میں کھینچا جاتا تھا کہ انھوں نے گھوڑوں کو سرحد سے گذرنے کی اجازت دے دی اور بہانہ یہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہیوگیاٹوں کی خدمت کر رہے ہیں؛ انٹونیو پریز فلپ کا بدنام سکریٹری ارکان کی مذہبی عدالت سے ملزم قرار دیا گیا، اور ممالک خارجہ کے سفرا پر بھی اس کے احکام کی تعمیل لازمی تھی۔ پوپ نے بعض وقت اس منصب مقدس کی خرابیوں کے خلاف عذرات و دلائل پیش کیں جن سے پاپائی استحقاقات میں مداخلت ہوتی تھی۔ لیکن فلپ نے جواب دیا کہ ہز ہولی نس، اپنے تردد و وسواس سے مذہب کو تباہ کردیں گے

مذہبی عدالت سیاسی جرموں کی بھی سزا تجویز کرتی تھی۔

[1] فلپ کے عہد حکومت میں صدر حکام عدالت تحقیقات مذہبی Grand Inquisitors حسب ذیل تھے:

(۱) ڈان فرنانڈ ووالڈیس، صدر اسقف سیول ۱۵۴۷ء تا ۱۵۶۶ء

(۲) اسپینوزا، بادشاہ کا سکریٹری، اسقف سیگونکا اور کارڈینل ۱۵۶۶ء تا ۱۵۷۳ء

(۳) کوئیروگا صدر اسقف ٹولیڈو ۱۵۷۳ء تا ۱۵۹۴ء

اور فلپ کے بعد بھی ایک طویل مدت تک یہ مذہبی عدالت اور کلیسا شاہی اختیارات کے مطیع و منقاد بنی رہی۔

۲۔ ڈان کارلوز کی پراسرار شخصیت [۱]

ڈان کارلوز ۱۵۴۵ء تا ۱۵۶۸ء

بعض سندوں کے بموجب فلپ کی گرم جوشی نے اس کے خاص بیٹے اور وارث ڈان کارلوز کو بھی نہیں چھوڑا۔ اس بدقسمت شہزادے کے باپ فلپ کے دشمنوں نے خود اسی کے حین حیات میں اس کے واقعات کی صورت اتنی بدل دی اور غلط ترجمانی کی ہے اور اس کے بعد سے افسانہ نویسی کا ایک ایسا دل پذیر موضوع بن گیا ہے کہ بعض باتوں میں حقیقت تک رسائی کرنا دشوار ہو گیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ باپ بیٹے میں یہ مغائرت باپ کے اس گمان کے باعث پیدا ہو گئی تھی کہ شہزادے اور اس کی سوتیلی ماں فرانس کی الزبتھ کے درمیان عشق و محبت کے تعلقات تھے۔ اور یہ ان لوگوں کی رائے ہے جنھوں نے شیلر کی طرح ڈان کارلوز کو ایک رومانی المیہ کا ہیرو بنایا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نامہ کیٹو کمبریسس میں تجویز پیش کی گئی تھی کہ ڈان کارلوز فرانسیسی شہزادی سے شادی کرے۔ اس خیال کو ترک کر دیا گیا، اور بعد میں خود اس کے باپ نے اس شہزادی سے عقد کر لیا۔ بایں ہمہ کہا جاتا ہے کہ

اسباب اسیری جنوری ۱۵۶۸ء

الزبتھ نے بیٹے ہی سے محبت کرنا سیکھا تھا۔ اور ڈان کارلوز نے اپنی دلھن کے سرقہ کیے جانے پر باپ کو ہرگز نہیں معاف کیا۔ اور اس شکی شوہر نے اپنے بیٹے کو قید کر کے انتقام لیا۔ اور آخر کار زہر کھلوا کر نہ صرف اپنے بیٹے کا کام تمام کر دیا بلکہ اپنی

[۱] ڈان کارلوز کے راز کے بارے میں پرسکاٹ کی تاریخ فلپ دوم ب۲ فورنیروں کی تاریخ فلپ دوم ب۱۱؛ گیچارڈ کی ڈان کارلو اٹ فلپ ثانی کو دیکھو۔

بیوفا بیوی کا بھی خاتمہ کر دیا لیکن اس درد بھری داستان کو یقیناً باطل کر دینا چاہیئے۔ ڈان کارلوز عہدنامہ کیٹو کبرلیسس کی تاریخ میں صرف بارہ سال کا تھا۔ اور کسی ہم عصر سند نے اس داستان کی تائید نہیں کی ہے۔ حتیٰ کہ ولیم والئی آرنج جو اپنی 'اپالوجی' میں فلپ پر دونوں کو زہر کھلانے کا الزام عاید کرتا ہے۔ اصلی وجوہ کے متعلق سکوت اختیار کرتا ہے۔

یہ حکایت اس سے بھی کم تر اغلب ہے کہ ڈان کارلوز کو فلینڈرس کے لوگوں سے جو اسپین کی حکومت سے تنگ آگئے تھے یا کم از کم پراٹسٹنٹ مذہب کی جانب مائل تھے، خفیہ طور پر ہمدردی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے اس امر کی توضیح ہوتی ہے کہ ڈان کارلوز نیدرلینڈز کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا تھا۔ نیز یہ کہ فلپ اپنے بیٹے کے ساتھ اختیار کردہ طرزِ عمل کی وجوہ بتانے سے ناراض تھا، اور اس نے اپنی پھوپی ملکۂ پرتگال کے خط میں لکھا کہ اپنے ہی لختِ جگر کی قربانی دینا خدا کی خوشنودی اور انسان کے ہر نقطۂ نظر سے اپنی رعایا کی بہبود کے حق میں قابلِ ترجیح ہے۔ لیکن یہ اظہارات تیسرے اور زیادہ اغلب مفروضے کے کہ ڈان کارلوز دیوانہ تھا زیادہ مطابق معلوم ہوتے ہیں اس کے دونوں بھائیوں نے مرضِ صرع سے انتقال کیا تھا۔

ڈان کارلوز جو جولائی ۱۵۴۵ء میں پیدا ہوا تھا۔ مریض لڑکا تھا۔ اور ہمیشہ بخار اور صفرا کی شکایت میں مبتلا رہتا تھا۔ ترقی عمر کے ساتھ ساتھ وہ کسی قدر بیباکانہ فیاضی اور بعض افراد سے حد سے زیادہ انس رکھنے کے باوجود متکبر مزاج، تندخو اور غیر مطیع بنتا گیا اپریل ۱۵۶۲ء میں وہ زینے سے سر کے بل گر پڑا۔ جس کی وجہ سے اس پر عمل جراحی کیا گیا اور اس کی کھوپڑی میں سوراخ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت سے وہ زیادہ سرکش ہوگیا اور پاگل پن کی حرکتیں اس سے سرزد ہونے لگیں اور وہ دشنام آمیز اور نفرت انگیز الفاظ سے بڑے درجے کی عورتوں کی توہین کرتا تھا۔ دو مرتبہ قیمتی جواہرات نگل گیا۔ ایک چمار کو اس نے مجبور کیا کہ ایک جوڑی جوتیوں کے ابلے ہوئے ٹکڑوں کو کھالے۔ کیونکہ وہ اس کے پیر میں برابر نہیں آئے تھے۔ ایک مرتبہ

اس نے آلوا کے ڈیوک پر شدید حملہ کر دیا' اس واسطے کہ بجائے اس کے اس ڈیوک کو نیدرستان کو بھیج دیا گیا تھا حتیٰ کے ایک دفعہ وہ ڈان جان پر حملہ آور ہوا جس کے ساتھ اسے گہرا اُنس تھا۔ اس نے ایک مرتبہ دعویٰ کیا کہ وہ ایک شخص کو قتل کرنے کی فکر میں ہے لہذا اس لیے قبل از قبل ہی معافی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ایک مرتبہ اس نے غالباً اپنے باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے لئے اسپین سے فرار ہونے کی کوشش کی۔ وینس کے سفیر کو اس کی دیوانگی کا یقین تھا لہذا اس راز کی یہی توضیح ہے۔ فلپ کے اس خط سے جو پوپ کے نام لکھا گیا تھا مزید تصدیق ہوتی ہے۔ اگرچہ اصل خط مفقود ہے لیکن اس کا ترجمہ محفوظ ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ شہزادے کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اسی کا موجب اس کی دیوانگی ہے۔ اور اس بات پر تعجب نہیں کیا جاسکتا کہ فلپ اس حقیقت کو یوں پردہ راز میں رکھنا چاہتا تھا کہ جونا کی دیوانگی اس کے پر پوتے میں نمودار ہو رہی ہے۔ اور جہاں تک ہمیں علم ہے ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ محبلس میں یا ڈان کارلوز کے ساتھ بیرحمانہ سلوک روا رکھا گیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس پر سخت ترین نگرانی قایم تھی۔ اس کو سیاسیات پر گفتگو کرنے یا عالم خارجی کی کوئی خبر رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ اس کو صرف ایسی کتابوں کی اجازت تھی جن سے مذہبی گرم جوشی پیدا ہو سکے۔ لیکن اس کے محافظ اچھے خاندان کے لوگ تھے۔ انھیں حکم دیا گیا تھا کہ اسیری کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیئے اس سے گفتگو کیا کریں اور اس کو نہ تو کوئی تکلیف دی جاتی تھی' اور نہ وہ ناقہ کشی کرتا تھا۔

ہمیں ابھی اس الزام پر بحث کرنا ہے کہ اس بدنصیب شہزادے کو باپ کے حکم سے زہر کھلا دیا گیا تھا۔ اس کی تصدیق سادہ طور پر آرنج کے

کیا اس کو زہر کھلایا گیا؟

ڈیوک اور انٹونیو پیریز (جو ڈان کارلوز کی موت کے وقت شاہ فلپ کی خدمت میں تھا) کی جانب سے کی گئی تھی' جس کو بہت سے ہم عصروں نے باور کر لیا تھا لیکن جب

ولیم خاموش اور پریز نے قلم اٹھایا تو شاہ کے ہلک دشمن ثابت ہوئے۔ اور اگرچہ فلپ بدقسمتی سے ایسا شخص نہیں تھا کہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے زہر خورانی سے احتراز کرے، کم از کم اس معاملے میں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ الزام اس پر ثابت نہیں ہوتا۔

ڈان کارلوز کی وفات ۲۴ جولائی ۱۵۶۸ء اور ازابلہ کی وفات ۳ اکتوبر ۱۵۶۸ء

ڈان کارلوز نے ۲۴۔ جولائی ۱۵۶۸ء کو انتقال کیا اور اس تاریخ سے تین مہینوں کے اندر ہی اندر ۳ اکتوبر ۱۵۶۸ء کو اس کی سوتیلی ماں الزبتھ نے بھی انتقال کیا۔ دو سال کے بعد فلپ نے آسٹریا کی این سے چوتھا عقد کیا۔ جو اس کی بھتیجی اور شہنشاہ میکسی ملین کی لڑکی تھی۔ اس عورت نے ۲۶ اکتوبر ۱۵۸۰ء کو انتقال کیا۔ اس کی اولاد میں سے فلپ کے علاوہ جو باپ کا جانشین ہوا، باقی سب کے سب کم عمری ہی میں فوت ہو گئے

۳۔ موروں اور ترکوں کے خلاف جنگ اسپینی مورونکی شورش

غرناطہ میں موروں کی بغاوت کو فرو کردینے کے بعد (دیکھو صفحہ ۱۲۹) ۱۵۰۲ء میں فرڈی ننڈ کی جانب سے جو فرمان شایع کیا گیا اس کے رو سے موروں کو بپتسمہ یا ترک وطن کا متبادل پیش کیا گیا، شہنشاہ چارلس کے عہد کے ابتدائی زمانے میں اس کو اراگان اور اس کی ماتحت ریاستہائے ویلینسیا وکیٹالونیا تک وسعت دے دی گئی تھی۔ تبدیل مذہب کے کام کو مزید تقویت پہنچانے کی غرض سے ان اضلاع میں کلیسائیں تعمیر کی گئیں۔ جہاں مور بکثرت آباد تھے۔ اور وہاں مبلغین کو بھی بھیجا گیا لیکن ان مساعی میں نہایت ادنی کامیابی

اسپین میں موروں کی حالت

حاصل ہوئی۔ ماضی کی یادگار، گہری نسلی منافرت، موروں کی زبان کی نسبت مبلغین کی خام معلومات اور رسم و رواج کے اختلافات نے ناقابل حل مشکلات

پیش کیں۔ لہٰذا ۱۵۲۶ء میں جبر و تشدد کی کوشش کی گئی۔ ایک قانون نافذ کیا گیا۔ جس میں موروں کو حکم دیا گیا کہ اپنے قومی رسم و رواج، لباس، اور زبان کو خیرباد کہدیں، اور اس قانون کے نفاذ کا کام مذہبی عدالت (محکمۂ احتساب مذہبی) کے تفویض کیا گیا۔ لیکن سردست زیادہ دانشمندانہ مشورات غالب آئے۔ قانون کو نافذ نہیں کیا گیا۔ اور حکومت ظاہری اطاعت پر مطمئن ہونے کی طرف مائل تھی۔ اور یہی ایک چیز تھی جس کی وہ ان حالات کے تحت آرزومند ہو سکتی تھی۔ نو عیسائی، یا اسپینی مور (کیونکہ موروں کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا) کم از کم نقض امن کا باعث نہیں ہوئے۔ عہدنامۂ غرناطہ کی عجیب دفعہ سے فائدہ اٹھاکر جس کی رو سے وہ ان محاصل سے مستثنیٰ قرار دیے گئے تھے۔ جن کو بربری ساحل سے تجارت کرنے والے عیسائی ادا کرتے تھے وہ اس ملک سے تجارت کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے لیکن وہ سبقت لے گئے تو کاریگروں کی حیثیت سے اور پیشۂ زراعت میں کاریگروں کی حیثیت سے انھوں نے بہت سی دستکاریوں میں فنی اعتبار سے کمال پیدا کیا اور آبپاشی اور فن زراعت کی بدولت غرناطہ کی ناہموار پہاڑیوں کی سطح مرتفع کے ڈھلانوں کو اسپین کے سب سے زیادہ زرخیز اور سرسبز و شاداب خطوں میں تبدیل کر دیا۔ انجیر، انار، سنترہ، اور انگور اناج اور سن کے ساتھ ساتھ پیدا ہوتے تھے۔ ان کے ملائم اور باریک اون والے میش کے گلّے مشہور تھے، شہتوت کے درخت ابریشم کی وسیع صنعت کا اساس تھے۔ ہمیں اظہار رنج و افسوس کرنا چاہیے کہ اس مسلک کو خیرباد کہدیا گیا اور برپیں ہم پر اسٹنٹوں کے خلاف جاری کردہ مذہبی جنگ سے جو مذہبی جوش و جنون سروں پر سوار ہوا اس کے پیش نظر حیرت تو یہی ہے کہ یہ مسلک اتنے عرصے تک بھی جاری رہا تو کیونکر۔ اس کے علاوہ اس موقع پر بحیرۂ روم میں افریقہ کے موروں اور ترکوں کی تجدید کشمکش نے قدرتاً اسپینی موروں سے قومی مخالفت کو از سر نو تازہ کر دیا۔

بربری ساحل کے بحری قزاقوں کے متواتر حملوں نے نہ صرف سمندر کو غیر محفوظ بنا دیا تھا بلکہ اٹلی اور اسپین کے سواحل بھی ویران ہو گئے تھے۔ لہٰذا ان کے خلاف فیلپز

بربری بحری ڈاکوؤں کے خلاف مہم ۱۵۶۰ء تا ۱۵۶۴ء

سے دو مہمیں روانہ کی گئیں، جن کو خاطر خواہ کامیابی نہیں حاصل ہوئی۔ پہلی مہم میڈینا سیڈونیا کے ڈیوک وائسرائے نیپلز کے تحت طرابلس کے خلاف روانہ کی گئی جو اس وقت ایک یونانی مسمیٰ بہ دراغوت کے زیر حکومت تھا۔ اس شخص کو بحری لوٹیروں نے ابتدائے عمر میں اسیر بنالیا تھا۔ اور اس کے بعد مسلم بنالیا تھا۔ ڈیوک کو خرابیٔ موسم کی وجہ سے پیچھے ہٹ جانا پڑا، اور بعد میں اس کے جہازوں کو ایک ترکی بیڑے کے آگے جو ایک اور مرتد پیالی کی سرکردگی میں نمودار ہوا تھا راہ گریز اختیار کرنی پڑی۔ یہ شخص دراغوت کی امداد کے لئے آیا تھا اور ترکوں کے حق میں جزیرۂ جربہ (گلوز) پر قبضہ کرلیا (۲۹ جون ۱۵۶۰ء) دوسری مہم جو ۱۵۶۲ء میں روانہ ہوئی تھی آندھی کی بدولت قریب قریب تباہ ہوگئی۔ اسپینیوں کی بربادیوں سے الجزائر کے دے کا حوصلہ جو بڑھا تو دوسرے سال (اپریل ۱۵۶۳ء) اس نے انھیں ازان اور اس کے نزدیک کے قلعۂ مرث الکبیر سے بھگا دینے کی کوشش کی۔ بس یہی دو مقامات جن کو کارڈنل زمینیس نے فتح کیا تھا، اور تیونس کے قریب میں غالیطہ اور مراکش میں ملیلہ ساحل افریقہ کے اسپینی مقبوضات میں باقی رہ گئے تھے۔ مرث الکبیر تو بس ہاتھ سے نکل ہی چکا تھا، لیکن آخرکار ایک اسپینی بیڑے نے آٹھویں جون کو اسے بچالیا، اور بعد کے دو سالوں میں (۱۵۶۴ء و ۱۵۶۵ء) اسپینیوں کی مساعی کسی قدر کامیاب رہیں۔ ستمبر ۱۵۶۴ء میں پینن ڈی ویلیز کے قلعہ جزیرہ کو جو اسپینی مقبوضات کی مغربی جانب واقع تھا ڈان گرشیا ڈی ٹالیڈو نے جو بحیثیت وائسرائے نیپلز ڈنیا سڈونیا کا جانشین بنا تھا حاصل کرلیا؛ اور اگلے سال دریائے طیطوان کے دہانہ کو جو سمندر کے ڈاکوؤں کا ایک اور مرکز تھا مسدود کردیا گیا۔ اور اس کو بیکار بنادیا گیا۔ ساحل افریقہ پر مزید مہموں کو اس خبر کی وجہ سے موقوف کردیا گیا کہ ترکوں نے مالٹا کو بری طرح سے گھیر لیا ہے۔ رہوڈس کے ہاتھ سے

مالٹا کی رہائی ستمبر ۱۵۶۵ء

نکل جانے کے بعد جارج پنجم نے سنٹ جان کے مبارزین کو جزیرۂ مالٹا عطا کردیا تھا (۱۵۳۰ء) اس وقت سے یہ لوگ مشرقی سمت سے ترکوں کے خلاف حصار کا کام انجام

دیتے رہے۔ بربری ساحل کی اکثر آخری مہموں میں شرکت بھی کی۔ سلیمان اول سے اس اہم مقام کی تسخیر کے لئے بار بار اصرار کیا جاتا تھا، لہذا اس نے بالآخر مئی ۱۵۶۵ء میں اس کے خلاف ایک زبردست بیڑہ روانہ کیا۔ قیادت و سرکردگی میں پیالی مصطفیٰ کا (جو ایک ستر سالہ آزمودہ کار سپاہی تھا) شریک تھا، اور طرابلس کے دراغوت نے بھی ایک امدادی بیڑہ روانہ کیا۔ گرینڈ ماسٹر جین ڈی لا ویلٹ نے حملہ آوروں کو پسپا کرنے کے لئے حصول امداد کی ناکام کوشش کی۔ کیتھرن دی مڈیسی اس موقع پر ترکوں کے ساتھ سازش کر رہی تھی، اور وینس سلطان کے غیظ و غضب کو مشتعل کرنے سے گھبراتا تھا۔ خود فلپ امداد دینے پر مائل نظر نہ آتا تھا، نیدرلینڈز اور فرانس کے معاملات اس کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ شاید وہ ایک ایسی جماعت کو مدد دینا نہیں چاہتا تھا جو اس وقت زیادہ تر فرانسیسیوں پر مشتمل تھی۔ آخر کار اس نے ڈان گرشیا ڈی ٹولیڈو کے اس انتباہ کو سن لیا کہ اگر مالٹا ترکوں کے ہاتھوں میں چلا گیا تو ہرگز واپس نہیں لیا جا سکے گا، اور بحیرۂ روم کا وہ علاقہ سلطان کے زیر اثر آجائے گا۔ ۱۸ ستمبر ۱۵۶۵ء کو ڈان گرشیا نے مالٹا کو ایسے وقت میں نجات دلائی جب کہ وہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا۔ ان واقعات کے باعث اپنے ہم وطن موروں سے منافرت پیدا ہونا، اور ان کے اور افریقہ کے موروں کے مابین بعض مراسلتوں سے شکوک و شبہات پیدا ہونا کوئی تعجب خیز امر نہیں۔ اور نہ ان حالات کے تحت

۱۵۶۰ء سے ۱۵۶۷ء تک کے شاہی فرامین

ابتدائی دو قوانین کے خلاف ۱۵۶۰ء کے فرمان، جس کی رو سے اسپینی موروں کو حبشی غلاموں کے حاصل کرنے سے اس بنا پر ممانعت کی گئی تھی کہ اس طرح غیر مذہب والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا تھا، یا ۱۵۳۶ء کے فرمان کے خلاف جس کے بموجب انھیں کپتان جنرل سے اجازت نامہ حاصل کئے بغیر ہتھیار رکھنے سے منع کیا گیا تھا، کوئی سخت اعتراض نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ان تدابیر نے ڈان پیڈرو گریرو صدر اسقف غرناطہ کو اور اس کے علاقے کے پادریوں کو مطمئن نہیں کیا۔ اور ان کی جانب سے پیش شدہ

یادداشت کی بنا پر حکومت نے حسبِ ذیل حیرت انگیز قانون نافذ کیا اور فرمان بابت ۱۵۲۶ء کے نامساعد شرائط کی تجدید کی گئی۔ اسپینی موروں کے قومی گیتوں اور رقص کو ممنوع قرار دیا گیا اور حکم یہ دیا گیا کہ ان کا عقد عیسائی رسوم کے مطابق عوام کے روبرو عمل میں آئے۔ اور اس تقریب کے دن ان کے مکانوں کے دروازے کھلے رکھے جائیں تاکہ لوگ گھروں میں داخل ہو سکیں اور دیکھ سکیں کہ کوئی ممنوعہ رسم تو ادا نہیں کی گئی۔ ان کی عورتیں باہر بے نقاب نکلیں، اور سب سے آخر میں یہ کہ موروں کے حمام جن سے وہ بہت لطف اٹھاتے تھے اس وجہ سے تباہ کر دیے جائیں کہ وہ عیاشانہ اغراض کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ بظاہر موروں کے احساسات کو ٹھیس لگانے کے لئے یہ فرمان غرۂ جنوری کو جو دارالحکومت غرناطہ کی تسخیر کی یادگار کا دن تھا شائع کیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مقامی امرا نے اس ظالمانہ و جابرانہ فرمان کی تعمیل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ اور مارکوئیس ڈی مانڈیجر کپتان جنرل غرناطہ اور خود آلوا اس کے مخالف تھے۔ اس بات کی توقع کرنا کہ اسپینی مور اپنے عزیز ترین رسوم و رواج میں اس نوعیت کی مداخلت کو (اور یہ ایسی مداخلت تھی کہ جس کے لحاظ سے ان کے مسکنوں کے خانگی خلوت و سکون تک کا احترام باقی نہیں رہا) گوارا کریں گے ایک مہمل سی بات تھی۔ اور ان کے اخراج کے لئے نافرمانی کا حیلہ ڈھونڈنے کا ارادہ تھا تو کم از کم فوج میں اضافہ عمل میں آنا چاہیے تھا لیکن صدر حاکم عدالت مذہبی (محکمۂ احتساب مذہبی) اسپینوزا ان خیالات سے بالاتر تھا، اور اس فرمان کی تعمیل کا حکم ڈیگو ڈیزا کو دیا گیا تھا جو دفتر مقدس کا تنقیح ساز تھا۔ اور جو صدر عدالت دیوانی کا صدر مقرر کیا گیا تھا۔

اسپینی موروں کی بغاوت دسمبر ۱۵۶۸ء میں

تمام الحاح و التماس کو بے سود پا کر اسپینی موروں نے جون ۱۵۶۹ء میں علم بغاوت بلند کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ بدقسمتی سے بعض جلد باز ایک رنگساز ربن فاراکس کی سرکردگی میں تاخیر و التوا کو برداشت نہیں کر سکے اور دسمبر ۱۵۶۸ء میں غرناطہ کے ایک موری علاقے (البعثین) میں قبل از وقت بغاوت کر دی۔ غرناطہ کے

موروں نے یہ کہتے ہوئے کہ تم نہایت قلیل التعداد ہو اور تم نے بہت جلد پیش قدمی کی ہے، حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ شہر کی تسخیر سے مایوس ہو کر باغی دیہاتوں کی طرف بھاگ نکلے جہاں ان کی دعوت کو اکثر جگہ لبیک کہا گیا، اور انھوں نے ہولناک مظالم سے اپنی کامیابی کا اظہار کیا۔ نہ تو عمر کا لحاظ کیا گیا اور نہ جنس کا۔ اور ہم سے کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں کو الجزائر کے بحری قزاقوں کے ہاتھوں ایک قرابین کے معاوضے میں فروخت کیا جاتا تھا۔

ابن حمید کا انتخاب بحیثیت شاہ

موروں نے اب ایک بائیس سال کے جوان ابن حمید کو جو شاہان اسپین کی اولادیں سے تھا اپنا بادشاہ منتخب کر لیا۔ اس نوجوان بادشاہ نے ابن خاراکس کو برطرف کر دیا اور اپنے تبعین کے مظالم کو روکنے کی حتی الامکان کوشش کی۔ یہ بغاوت کسی قدر

محدود بغاوت

محدود رقبے تک محدود تھی اس کا صدر استحکام الپجاراس میں تھا۔ یہ ایک پست پہاڑی سلسلہ ہے جو سیارا نیواڈا کی چوٹیوں اور سمندر کے مابین واقع ہے۔ وہاں سے یہ بغاوت شرق میں المیریا کے نواح تک اور مغرب میں ویلز ملاگا میں پھیل گئی۔ موروں کے قبضے میں کوئی بڑے شہر نہیں تھے۔ اور وہ کبھی کبھی لادیگا کے شاداب میدانوں پر جہاں غرناطہ بھی واقع تھا، اور ساحلی علاقے کے شہروں پر دھاوے کیا کرتے تھے۔ اگر سلطان سلیم ثانی ابن حمید کی عرض داشتوں کو سن لیتا اور قوت کے ساتھ خود کو اس کشمکش کی آگ میں جھونک دیتا تو ممکن تھا کہ غرناطہ میں مسلمانوں کی حکومت دوبارہ قایم ہو جاتی۔ لیکن ترک اس موقع پر جنگ سائپیرس میں بری طرح مصروف تھے اور اسپینی موروں کو صرف چند ترک غلام ہاتھ آئے، اور بربری بحری ڈاکوؤں سے ناکافی مدد ملی۔ ان کے پاس اسلحہ بالکل ناکافی تھے اور باہمی مناقشوں اور شخصی رقابتوں سے ان کے اغراض و مقاصد میں ضعف و کمزوری پیدا ہو دی چلی تھی۔

مارکوئیس ڈی مانڈیجر کا مشورہ مسترد کیا گیا

ان حالات میں اگر مارکوئیس ڈی مانڈیجر کے مشورے پر عمل کیا جاتا تو یہ بغاوت غالباً بہت جلد فرو کر دی جاتی۔

موروں کو مایوس کرنے پر رضامند نہ ہونے کی وجہ سے اس نے مصالحت کے مسلک کو اختیار کیا۔ اور اپنے سپاہیوں کے ظلم وستم اور ان کے مذہبی جنون کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی، اگرچہ اس میں وہ ہمیشہ کامیاب نہیں رہا۔ بدقسمتی سے ڈیگو ویزا نے اس کی سخت مخالفت کی، جو باغیوں کی بیخ کنی پر مصر تھا۔ ڈیگو کی خواہش غالب آگئی۔ اور مارکوئیس لاس ویلیس جو اس علاقے کا امیر تھا اور جس کو ہمسایہ صوبہ مرشیا کے اڈیلانٹیڈو کا عہدہ حاصل تھا اس فوج کا کمانڈار مقرر کیا گیا، جو شرقی علاقے میں روانہ ہونے والی تھی۔ اس سخت دل اور معمر آزمودہ کار سپاہی نے جنگ اس بیرحمی اور وحشیانہ پن سے جاری رکھی کہ اس کو "آہنی سردار شیطان" کا لقب دیا گیا۔ اسپینی سپاہ کو جو زیادہ تر مقامی ملازمین، امرا کے ماتحتین اور رضاکاروں پر مشتمل تھی اجازت دی گئی کہ موروں کی نہ بجھنے والی پیاس کو خوب جی کھول کر بجھائے، اور اگر یہ بے رحمیوں اور ظالمانہ افعال سے غالب نہیں آئی تو کم سے کم باغیوں کے برابر تو ضرور رہی۔ حتیٰ کہ امن پسند مواضعات کو تاخت وتاراج کیا گیا، انتہائی شقاوت کے ساتھ موروں کو تہ تیغ کیا گیا اور اگر عورتیں زیادہ بدقسمتی کا شکار نہ بنتیں تو انھیں فروخت کردیا جاتا۔ اسی اثنا میں کوئی ڈیڑھ سو موروں کا جو شہر غرناطہ میں شبہ پر گرفتار کئے گئے تھے ویزا کے حکم سے انتہا درجے کی سفاکی اور بے دردی کے ساتھ قتل عام کیا گیا (مارچ ۱۵۶۹ء)

غرناطہ میں قیدیوں کا قتل عام

کھلے بندوں نذر اجل ہونا اس سے کہیں بہتر تھا لہذا اب بدرجۂ مایوسی موروں کے پاس بجز اس کے کوئی دوسرا راستہ نہیں رہا سوائے اس کے کہ آخری دم تک لڑیں۔ اس جنگ میں کوئی بڑی لڑائیاں نہیں ہوئیں، باغیوں نے جس کے قبضے میں بڑے شہر بہت تھوڑے تھے، اور کھلے میدان میں دشمن کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے تھے پہاڑی اضلاع میں جا پناہ لی جہاں منتشر لیکن سخت قومی اور مذہبی پیکار جاری رہی۔ لیکن جب تک مانڈیجر اور اس کے رقیبوں کے جھگڑے جاری رہے اس وقت تک حکومت کو کامیابی کی کوئی توقع نہیں تھی۔ ۱۵۶۹ء کے موسم بہار میں فلپ نے ان شورشوں کے انسداد کے فکر میں اپنے سوتیلے بھائی

ڈان جان کو جو چارلس پنجم کا ناجائز بیٹا تھا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کو میدان جنگ میں نمودار ہونے کی ممانعت کی گئی اور چونکہ وہ صرف بائیس سال کا نوجوان تھا۔ اس لیے حکم دیا گیا کہ اس کی رہنمائی میں مجلس جنگ مشورہ دیا کرے، جس میں ڈیزا اور مانڈیجر دونوں ارکان مقرر ہوے۔ اس

ڈان جان سپہ سالار اعظم مقرر ہوتا ہے ۱۵۶۹ء کا موسم بہار

تغیر کا واحد نتیجہ یہی ہوا کہ یہ جھگڑا ایک چھاونی سے نکل کر مجلس میں نمودار ہو گیا جہاں بالآخر ڈیزا کے خیالات غالب آگئے۔ ۱۵۶۹ء کے جون میں شہر غرناطہ کے موری باشندوں کو جن کی تعداد کوئی تین ہزار پانچ سو افراد پر مشتمل تھی حکم دیا گیا کہ شہر کو خیرباد کہہ کر ملک کے اندرونی علاقے میں منتقل ہو جائیں جہاں انھیں مکانات دیئے جائیں گے۔ مانڈیجر نے اس فعل پر اعتراض کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو اپنی خدمت

غرناطہ کی موری آبادی ملک کے اندرونی حصص میں منتقل کی گئی۔

سے علیحدہ ہو جانا پڑا۔ اور ۱۹ اکتوبر کو فلپ نے جو میدان کارزار سے قریب رہنے کی غرض سے قرطبہ آگیا تھا، ایک فرمان جاری کیا کہ آیندہ سے نہایت خونریز اور خونخوار جنگیں ہوں گی۔

فلپ اب قطعی طور پر ڈیزا کے خیالات پر پہنچ چکا تھا تاہم لاس ویلس کی ناقابلیت کی وجہ سے شاہی فوج کو بہت قلیل کامیابی حاصل ہوئی۔ ابن حمید اس سال کے اختتام پر حرم سرا کی کسی عورت کے جذبۂ انتقام کا شکار بن گیا۔ اس کی موت نے موروں کے اغراض کو نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ اگرچہ ان میں بے حد قوت عمل تھی، اور ایک حد تک قابلیت بھی تھی،

ابن حمید کے قتل پر ابن ابو جانشین ہوتا ہے۔

لیکن وہ کامیابیوں کے نشے میں سرشار ہو چکا تھا۔ اور رشک و شبہ، خود غرضی و بے لگامی اور جور و ظلم کی بدولت لوگوں میں اس کی ہر دل عزیزی باقی نہیں رہی تھی۔ ابن ابو جو بادشاہ کی حیثیت سے اس کا جانشین ہوا بڑا راست باز اور اعلیٰ محب وطن تھا اور اس کو نسبتہً بہت زیادہ ثبات و استقلال اور

شجاعت و مردانگی ودیعت ہوئی تھی۔ وہ جانشین ہوا تو اس کے انتخاب کی منظوری الجزائر کے بادشاہ کی جانب سے ملی، اور اس نے سلطان کا خطاب پایا۔ اس کی حکمرانی کے تحت مشرق میں بغاوت خود مرشیا کے نواح تک پھیل گئی جس نے ہمیشہ سے زیادہ خوفناک صورت اختیار کر لی۔

بالآخر فلپ نے لاس ویلس کی ناقابلیت کا قائل ہو کر اس کو سپہ سالاری سے ہٹا دیا اور ڈان جان کو کمانداری کی اجازت دی

ڈان جان کی سپہ سالاری جنوری ۱۵۷۰ء

اور سیسا کا ڈیوک جو گونسالو ڈی کارڈوا کا پوتا تھا اس کا مددگار بنایا گیا۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ اندلس کے شہروں سے تنخواہ یاب سپاہیوں کو فراہم کیا گیا اور بہت سے امرا اپنے ماتحتین کے ساتھ نوجوان اور معروف ڈان جان کے علم کے پیچھے آ جمع ہوئے، جو فوراً ایلپجاراس کے مشرقی ضلع کی جانب روانہ ہوا۔ اور متعدد شکستوں کے باوجود باغیوں کو آہستہ آہستہ کمزور کر دیا۔ ۲۰ جنوری کو غالیرہ کا مستحکم شہر محصور کر لیا گیا جو ۷ فروری کو ایک خونخوار لڑائی کے بعد مسخر ہو گیا۔ اس کے بعد سیرن مسخر ہوا اور جلد ایلپجاراس کا مشرقی علاقہ واپس لے لیا گیا۔ اسی دوران میں سیسا کا ڈیوک شمال میں یہی ہی کامیابی حاصل کر چکا تھا۔ رفتہ رفتہ ایلپجاراز کو عبور کر کے قلعوں کی ایک قطار کو مفتوح کرتا گیا اور مئی میں بمقام پاڈولیس ڈان جان کی افواج سے آملا۔ اس کے ساتھ ان لوگوں کو معافی دی گئی جنھوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ اب اسپینی موروں کی توقعات پر پانی پھر گیا۔ اور ۱۹ مئی کو ایک موری سردار الحقین

اسپینی موروں کی اطاعت مئی ۱۵۷۰ء

نے ابن ابو کی طرف سے فاتح کی کڑی شرطوں کو منظور کر لیا جن کا منشا یہ تھا کہ شاہ خرد (کیونکہ موری رئیس کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا) ڈان جان کے آگے منظرِ عام پر اطاعت کشی کا اظہار کرے۔ اسپینی موروں کی جانوں کو امان دی جائے! لیکن غرناطہ کے ہم وطنوں کی طرح وہ بھی اپنے وطن سے نکالے جائیں گے اور اسپین کے دوسرے مقامات میں ان کی آبادی کو منقسم کیا جائے گا۔ آخری ساعت

میں ابن ابو نے ان بے عزت شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور پھر علم بغاوت بلند کرنے کی کوشش کی، لیکن اس کی رعایا میں سے ایک شخص نے جس کو حکومت نے رشوت دی تھی اس کا کام تمام کر دیا۔

اب بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔ فرمان بابت ۲۸ر اکتوبر کے بموجب ہر اسپینی مور پر جو بغاوت کردہ اضلاع[1] میں رہتا تھا، جن میں وہ بھی داخل تھے جو وفادار رہے تھے، لازم ہو گیا کہ اندرونی علاقوں میں منتقل ہو جائے۔ ان کے مکانات اور اراضی بحق تاج ضبط کر لیے گئے لیکن اجازت دی گئی کہ اگر وہ چاہیں تو بھیڑ دں کے ریوڑ اور گلے اور اناج کی قیمت مشخص کرنے کے بعد حکومت کو دے دیں۔ کوشش اس امر کی کی گئی کہ خاندانوں کے افراد منتشر نہ ہوں۔ نقل مکان کے موقع پر جہاں تک ممکن تھا موروں کو تکلیف نہیں دی گئی۔ ان کی آبادی کے لیے جو اضلاع مقرر کیے گئے تھے وہ اندلس کی شمالی سرحدات پر اور کیاسٹائیلس، اسٹیر میڈورا اور گیلیشیا میں واقع تھے،

مور اسپینی کے دوسرے حصوں میں جا بستے ہیں فرمان بابت ۲۸ر اکتوبر ۱۵۷۰ء

ہر مور کو بلا اجازت اپنا مسکن چھوڑنے پر بید زنی اور کشتیوں پر جبری خدمت کی، اور غرناطہ سے دس فرسنگ کے اندر جو مور قدم رکھنے کی جرأت کرے اس کو سزائے موت کی دھمکی دی گئی۔ ۱۵۶۶ء کا قانون برابر نافذ رہا؛ اور ایک متعاقب فرمان میں یہ اعلان کیا گیا کہ جو شخص عربی کتاب اپنے قبضے میں رکھے گا وہ چابک کی مار اور سمندر پر چار سال تک خدمت کرنے کی سزا کا مستحق ہو گا۔ اندلس اب ایک ویرانہ بن گیا۔ اسی اثنا میں ان تمام ظالمانہ قوانین کے باوجود یہ جلا وطن فن زراعت اور صنعت کی بدولت اپنے نئے وطن میں ۱۶۰۹ء تک دولت بڑھاتے رہے جب کہ اسپینیوں کا مذہبی جنون اور قومی منافرت آخر کار اسپین سے ان بدقسمت لوگوں کے اخراج ہی کے باعث ہوئی۔ اسپینی موروں کے ساتھ

---

[1] اسپین کے دیگر حصص خصوصاً مرسیا، ویلنشیا اور حتیٰ کہ دیگا آف غرناطہ میں بھی مور رہتے تھے جنھیں کوئی تکلیف نہ پہنچائی گئی تھی۔

اہل اسپین کا سلوک تاریخ کی انتہا درجے کی دردناک داستانوں میں سے ایک ہے تاہم از روئے انصاف ایک انگریز کو یاد رکھنا چاہیے کہ اہل آئرستان کے باشندوں کے ساتھ کراموِل کا برتاؤ بھی اس سے کم ظالمانہ نہ تھا۔ اگرچہ انھوں نے اشتعال ضرور دلایا تھا۔

۴۔ ترکوں کے خلاف تجدید پیکار۔ فتح لیپانٹو ۱۵۷۰ء تا ۱۵۷۴ء

اگر فلپ کا لقب اور اس کی عدم رواداری پراٹسٹنٹوں اور موروں کے تشدد آمیز اخراج کا باعث ہوئی تو پھر بھی کم از کم اس کے سیاسی اغراض نے اس کی اور تلون مزاجیوں کی جانب رہنمائی نہیں کی جیسی کہ اور یورپی فرمانرواؤں کی ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اگر ہم اس موقع پر ترکوں کے خلاف یورپ کی عظیم الشان دول کے طرز عمل پر غور کریں گے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ غیر عیسائیوں کی نسبت ان کی حکمت عملی کی رہنمائی سیاسی اغراض کر رہی تھیں نہ کہ مذہبی محرکات فرانسیسی جس زمانے میں ہیوگونیوں کو خود ان کے ملک کے اندر آزار پہنچا رہے تھے اسی زمانے میں اسپینیوں کی مخالفت کے لیے ترکوں سے رشتۂ اتحاد جوڑ رہے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ الزبتھ ملکۂ انگلستان نے خارجی کالوینیوں کو مدد دی بھی تو بادل ناخواستہ۔ اور انگلستان میں پراٹسٹنٹ مذہب کو قایم کیا، تاہم اس نے اپنے ملک سے انتہا پسند کالوینیوں کو جلا وطن کر دیا۔ اور بعض موقعوں پر ترکوں کے اتحاد کی بھی کوشش کی۔ لیکن اگر فلپ نے پراٹسٹنٹوں اور غیر عیسائیوں کو جلا وطن کیا تو اٹلی اور اسپین کو محفوظ کرنے کی ضرورت نے اسے بحیرہ روم میں اس غیر عیسائی کا زبردست دشمن بنا دیا۔

جمعیت اسپینی۔ پوپ اور وینس ترک کے خلاف

اسپینی موروں کی بغاوت ابھی پوری طرح سے دبنے نہیں پائی تھی کہ غرۂ مئی ۱۵۷۰ء کو پیس پنجم کے پاس سے اسپین کو ایک قاصد آیا اور ترکوں کے خلاف عیسائی مذہب کے انتہا درجہ پابند

بادشاہ کی تائید کی استدعا پیش کی سلیمان پرشکوہ نے اپنی طویل اور فاتحانہ زندگی ۱۵۶۶ء میں ختم کی۔ اگرچہ اس کے جانشین سلیم ثانی میں اپنے باپ کا کوئی وصف نہیں تھا۔ تاہم سابقہ نظم ونسق کی قوت و طاقت اس کے وزیر اعظم محمد کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھی، اور ۱۵۶۹ء کے اواخر میں ہیاٹی جو حملۂ مالٹا کے کمانداروں میں شامل تھا اور جو اب سلطان کا بہنوئی ہو گیا تھا، سیپرس کے خلاف ایک مہم پر روانہ ہوا تھا۔ فلپ نے پاپائی استدعا کو خوشی سے منظور کر لیا، لیکن اسی اثنا میں سیپرس کا ایک اہم ترین قلعہ نا ٹیکوسیا مسخر ہو گیا (ستمبر ۱۵۷۰ء)۔ وینس نے سلطان کے ساتھ ایک جداگانہ معاہدہ طے کرنے کی ناکام کوشش کی، اور ۲۵ مئی ۱۵۷۱ء تک یہ لوگ مشکلات اور رشک رقابت پر غالب نہیں آسکے، اور ایک جمعیت بالآخر قایم ہو گئی۔ وینس نے خواہش کی تھی کہ جمعیت خود کو سیپرس کی حفاظت تک محدود رکھے، لیکن فلپ قدرۃً اسپین کو وسعت دینا چاہتا تھا۔ لہذا اسپین، پوپ اور وینس نے اتفاق کیا کہ تیونس، طرابلس اور الجزائر کے موروں اور ترکوں کے خلاف ان کا ایک مدامی اتحاد قایم کیا جائے۔ انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کے علاقے کی مدافعت کرنے اور جداگانہ معاہدہ طے نہ کرنے پر اتفاق کیا۔ طے یہ پایا کہ ہر دولت مند ایک کپتنی جنرل کو مقرر کرے اور وہ آپس میں مشورہ کر کے جنگی تجاویز طے کریں اور اعلیٰ ترین افسری آسٹریا کے ڈان جان کو دی جائے۔ نیز یہ فلپ کے اخراجات کی ادائی کے لئے پیس نے اس کو ایک وکروزاڈا[1]، اور ایک داسکیوسیڈ عطا کیا۔ لیکن یہ عہد نامے

---

[1] کروزاڈا (Cruzada) ایک لائیسنس تھا جو پاپائی انتظام کے بموجب عطا کیا جاتا تھا جس کے لحاظ سے بعض ایام میں انڈے اور دودھ استعمال کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ بادشاہ کی جانب سے یہ لائیسنس فروخت کیا جاتا تھا، اور لوگوں کو اس کی خریدی کی ترغیب دلانے کے لئے ہر شخص کو اس کی خریداری کے لئے مجبور کیا جاتا تھا خواہ ان چیزوں کو استعمال کرے یا نہ کرے اسکیوسیڈ ایک محصول تھا جو بادشاہ کو ادا کیا جاتا تھا جو اسپین کے ہر علاقۂ پادری میں ہر مقبوضہ ملک پر اس کا دسواں حصہ مقرر تھا۔

ملے پانے میں اتنی دیر لگی کہ سپرس ہاتھ سے نکل گیا؛ کیونکہ ۳۰ جولائی کو فاماگستا کام آیا اور براگڈینو صدر افسر کمان کی جیتے جی کھال اتروائی گئی اور اس کی صورت قائم رکھنے کے لئے چمڑے میں مسالہ وغیرہ بھر کر یادگار کی حیثیت سے قسطنطنیہ کو روانہ کیا گیا۔ جمعیت کا بیڑا سولھویں ستمبر سے پہلے مسینا سے روانہ نہ ہو سکا۔ کارفو پہنچنے کے بعد خبر ملی کہ ترکی بیڑہ خلیج لیپانٹو میں لنگر انداز ہے۔ جان اینڈریو ڈوریا کے مشورے کے خلاف جو جینوا سے آئے بیڑے کی کمان کر رہا تھا ڈان جان مضطرب تھا کہ کسی طرح دشمن سے گتھ جائے۔ سانٹا کروز سے مارکوئیس گرینڈ کمینڈر اکوئیسنس، اور نوجوان الکزینڈر پارما اور دیگر کپتان جرنیلوں نے بھی ڈان جان کے خیال سے اتفاق کیا اور ۷ اکتوبر کو دونوں بیڑے آمنے سامنے ہوئے۔ عیسائیوں کا بیڑہ مختلف جسامت کے دو سو چوسٹھ جہاز، چھبیس ہزار سپاہ اور پچاس ہزار کھیویوں اور ملاحوں پر مشتمل تھا اور ترکوں کے بیڑے میں تین سو جہاز اور ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھے۔

جب لڑائی شروع ہوئی تو ترکی امیر البحر میالی کا یہ مقصد تھا کہ اپنے دشمن کے ایک پہلو کو ساحل سے ہٹا دے۔ لیکن باربری گو لے جو بیسرے کے وینسی جہازوں کی کمان کر رہا تھا اور جان اندریو ڈوریا نے جو بیمنے کی کمان کر رہا تھا اس تحریک کو ناکام کر دیا۔ وہ برابر ساحل سے چمٹے رہے اور ایک ہولناک لڑائی شروع ہوئی، جس میں متحدین کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ آخر الامر وینسیوں نے اپنے دشمنوں کو پیچھے ہٹا دیا اور اگرچہ باربری گو کو مہلک زخم لگے لیکن اس کا معاوضہ یہ ہوا کہ اس کے مقابلے کا ترکی امیر البحر محمد سرو کو کام آیا۔ اس اثنا میں قلب بھی جس کی قیادت ڈان جان کر رہا تھا نہایت

لیپانٹو کی لڑائی
۷ر اکتوبر ۱۵۷۱ء

قریب سے ایک جان توڑ لڑائی کے بعد جو بجائے بحری لڑائی کے ایک بری لڑائی معلوم ہوتی تھی مساوی طور پر کامیاب رہا۔ میالی بھی مارا گیا اور اکثر جہاز یا تو قبضے میں آ گئے یا تباہ کر دیئے گئے۔ آخر کار ڈئے (Dey) الجزایر الوچ علی نے جو اپنے مدمقابل جنیوی افواج کا نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا یہ دیکھ کر کہ خاتمہ ہو چکا ہے راہ فرار اختیار کی اور عیسائی اس صدی کی عظیم ترین بحری لڑائی میں فتحمند رہے۔ لیپانٹو کی لڑائی جو چار گھنٹوں سے زائد جاری رہی اس کی اہمیت کا بہترین اندازہ اس امر کو پیش نظر رکھنے سے

ہوگا کہ اس وقت تک سمندر میں ترکوں نے کبھی شکست نہیں کھائی تھی اگرچہ نقصانات کا صحیح تخمینہ ناممکن ہے لیکن یقین کے ساتھ آنا نیا یا جاسکتا ہے کہ ترکوں کے نقصانات اپنے دشمنوں کے مقابلے میں دو چند سے زیادہ تھے اور اُن کے پچاس سے زیادہ جہاز تہیں بچ کر نکل سکے۔ کہا جاتا ہے کہ اسیروں میں بارہ ہزار عیسائی بھی تھے جنھیں جہازوں میں روک رکھا گیا تھا۔

بعض لوگوں نے اب خیال کیا کہ اس شدید ترین شکست کے بعد قسطنطنیہ پر فوراً حملہ کر دیا جائے۔ لیکن موسم بہت زیادہ ناموافق ہو چکا تھا اور فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ موسم بہار تک تمام جنگی کارروائیوں کو ملتوی کر دیا جائے۔

ڈیریان اور حلیفوں میں رشک رقابت

یہ التوا مہلک ثابت ہوئی۔ الوچ علی کو (جو کیا لبریا کا مرتد تھا اور جس نے اپنے عیسائی والدین کو جن سے اسے عالم جوانی میں چھین لیا گیا تھا بھلایا نہیں تھا) رشوت دے دلا کر اپنا طرفدار بنا لینے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور الوچ نے نئے بیڑے کی قیادت اپنے ہاتھ میں لی جس کو ترکوں نے حیرت انگیز سرعت کے ساتھ تیار کر دیا تھا۔ متحدین کا طرزِ عمل کہیں زیادہ مختلف تھا۔ اسپین میں حسب عادت تاخیر ہو رہی تھی اور نہ وینس و اسپین کے اغراض ہی میں یکسانی رہی تھی۔ فلپ افریقہ کے موروں کی طرف متوجہ ہونا اور وہاں اپنی فتوحات میں وسعت دینا چاہتا تھا۔ اور وینس صرف اس بات کا خواہشمند تھا کہ ساحل بحیرہ روم کے اس حصے میں جو اٹلی کے مشرق میں واقع ہے اپنے اقتدار قائم کرے۔ سمرلیوپ نے ان متضاد خیالات میں توافق پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اگلے مئی میں انس کا انتقال ہوگیا اور اگرچہ فلپ کے یہ خطرات کہ اس کا جانشین فرانس کا طرفدار ہوگا کارڈینل بون کمپیگیو (Cordinal Buoncampoaguo) گریگری سیزدہم کی جانشینی سے دور ہوگئے۔ لیکن پاپا ی (Briep of fire) کچھ کارآمد نہیں تھے متحدین نے بالآخر ڈان جان کی سرکردگی میں ایک اور مہم روانہ کی جس نے ترکی بیڑے کو موڈن سے پرے ۷ ہر اکتوبر ۱۵۷۲ء کو جولیانوڈ کا یوم فتح تھا ملایا۔ لیکن الوچ علی نے جنگ سے انکار کر دیا، اور وہ اپنے قلعے کی توپوں کے تحت رہا، اور اس ماہ کے آواخر میں متحدین دوبارہ منتشر ہوگئے۔ اگلے مارچ میں متفقہ کارروائی کی تمام توقعات پر اس خبر نے

پانی پھیر دیا کہ وینس نے سلطان کے ساتھ علیحدہ معاہدہ کر لیا ہے۔ سیرس کو سلطان کے حوالہ کر دیا اور سلطان کو سہ سالہ پیش کش ادا کرنے کا وعدہ کر چکا ہے۔ اگر ترک لیپانٹو کی جنگ میں فاتح بھی ہوتے تو ان سے بہتر شرائط کی شاید ہی توقع کرتے۔

وینس ترکوں کے ساتھ جداگانہ عہد نامہ طے کرتا ہے۔ ۷ مارچ ۱۵۷۳ء

متحدین ساتھ چھوڑ دینے کے بعد ڈان جان اگلے اکتوبر میں افریقہ کے ساحل کو روانہ ہوا اور آسانی کے ساتھ شہر ٹیونس کو مسخر کر لیا۔ اب وہ یہ خواب دیکھنے لگا کہ اس کا سوتیلا بھائی افریقہ کی سلطنت اس کے حوالے کر دے گا۔ فلپ کی آتش حسد فوراً بھڑک اٹھی

ڈان جان تیونس کو مسخر کرتا ہے اکتوبر ۱۵۷۳ء لیکن الوج علی اس کو اور غالیطہ کو واپس لے لیتا ہے۔ ستمبر ۱۵۷۴ء

اس نے اصرار کیا کہ تیونس اور غالیطہ کے استحکامات کو منہدم کر دیا جائے اور اگرچہ اس پر عمل نہیں کیا گیا لیکن ان مقامات میں اتنی ناکافی جمعیت چھوڑی گئی کہ الوج علی کو نہ صرف تیونس واپس لینے میں بلکہ غالیطہ کے قلعے کو مسخر کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی (ستمبر ۱۵۷۴ء) یہ تھے ناکارہ نتائج فتح لیپانٹو کے۔ اس فتح نے جزیرۂ سیرس کو نہیں بچایا، جو اس کے بعد ہی سے دولت عثمانیہ کے قبضے میں آ گیا۔ اس کے ساتھ غالیطہ بھی ہاتھ سے نکل گیا جو ساحل افریقہ پر چارلس پنجم کی فتوحات کے معدود چند باقی ماندہ مقامات میں سے تھا۔ اس فتح نے یورپی اقوام کے رشک و حسد کو دوبارہ ظاہر کرنے کا کام انجام دیا۔ اور اگر ستر سال تک ترکوں نے مزید پیش قدمی نہیں کی اور جنوب مغربی یورپ کے سواحل کو پھر کبھی دھمکی نہیں دی تو اس کی وجہ فتح لیپانٹو نہیں بلکہ سلطنت عثمانیہ کا داخلی زوال تھی۔

فتح لیپانٹو بے ثمر تھی

۵۔ پرتگال کی تسخیر

پرتگال کا نوجوان فرمانروا سباسٹین سلطان مراکش عبد الملک کے خلاف ایک احمقانہ جنگ کرتے ہوئے ۴ اگست ۱۵۷۸ء کو الکزر الکبیر کی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کم عمر فرمانروا کی موت نے، جو اگرچہ نیم پاگل معلوم ہوتا ہے، لیکن فلپ کے دل میں فوراً خیال پیدا

کر دیا کہ پرتگال کا تاج اپنے لئے حاصل کر لے اور جزیرہ نمائے آئیبیریا کو ایک ہی حاکم کے ماتحت لائے۔ سیاسٹین کا جانشین اس کا (Great uncle) ہنری ہوا۔ یہ ایک کارڈنل تھا اور اس کی عمر چھیاسٹھ سال تھی۔ تاہم ابھی تک اس کے وہاں اولاد ہونے کی توقع تھی اور پوپ سے استدعا کی گئی کہ اس کو شادی کی اجازت دی جائے۔ فلپ نے اس قدر صاف دنیوی معاملات میں پاپائیت کی مداخلت پر اظہار غیظ و غضب کیا لیکن ۳۱ جنوری ۱۵۸۰ء کو اس کارڈنل فرمانروا کی موت نے اس کی پریشانیوں کو دور کر دیا۔

شاہ پرتگال سباسٹین کا انتقال ۴ اگست ۱۵۷۸ء

ایک ہی دعویدار جس سے اب فلپ کو خطرہ رہ گیا تھا کریٹو کا پرایر انٹونیو تھا۔ یہ شخص سباسٹین کے (Great uncle) ویجا کے ڈیوک بیوس کا ناجائز

کارڈنل ہنری جانشین ہوتا ہے لیکن اس کا انتقال ہو جاتا ہے ۱۳ جنوری ۱۵۸۰ء

لے دو سرے دعویدار بھی ممکن تھے۔ مثلاً امیانول فلیبرٹ ڈیوک آف سیوائے اور الکزینڈر فارنیس کا بیٹا جو سلسلۂ اناث کی طرف سے دعویٰ کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا حتیٰ کہ کیتھرائین ڈی میڈیسی اپنا لقب ایک دور کے سلسلے کے شاہ پرتگال سے حاصل کرنے کا بہانہ کر رہی تھی لیکن اس موقع پر مصر نہیں ہوئی۔ اسپین اور پرتگال کے شاہی خاندانوں کی جانشینی اور قرابت قریبہ کا سوال ذیل کی جدول سے بہترین طور پر ذہن نشین ہو سکے گا۔

پرتگال کا امیانول = { از ابلا دختر فرڈیننڈ و ازابلا / میری دختر فرڈیننڈ و ازابلا / ایلینر ہمشیرہ چارلس پنجم }

- جان سوم = کیتھرائین ہمشیرہ چارلس پنجم
  - فلپ دوم = میری
    - (اسپین)
  - امیانول جان = جونا ہمشیرہ فلپ دوم ۱۵۵۴ء
    - سیباسٹین ۱۵۵۷ء تا ۱۵۷۸ء
- بیوس ڈیوک آف بیجا
  - انٹونیو، پرائر آف کریٹو، دی پریٹینڈر
- ہنری کارڈنل ۱۵۷۸ء تا ۱۵۸۰ء
- ازابلا = چارلس پنجم
  - فلپ دوم
  - جونا = امیانول جان
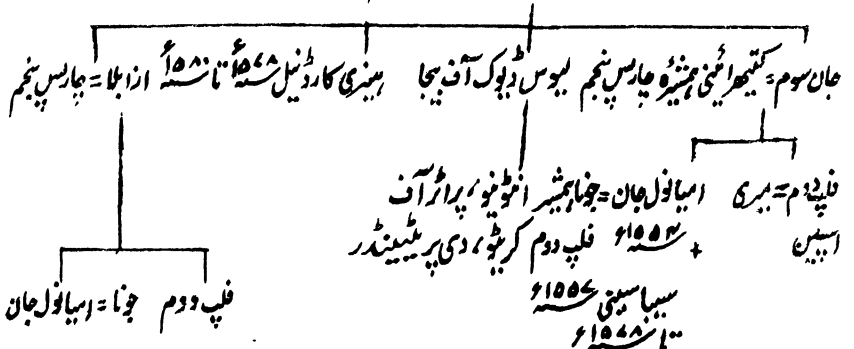
بیٹا تھا جو ایک نو عیسائی یہودن کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ لیکن اس کے باپ نے خفیہ طور پر اسے جائز قرار دے دیا تھا اور وہ مالٹا کے سینٹ جان کی مذہبی برادری میں شریک ہو چکا تھا اور کریٹو کی متمول برادری کا پرائر تھا۔ اگر اس کا صحیح النسب ہونا ثابت ہو جائے تو اس کے قریب ترین وارث ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا لیکن فلپ نے اس کے دعوے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی ماں جو شاہ اسپانیوں کی بیٹی تھی کی طرف سے تاج و تخت کا استحقاق جتانے لگا۔ اس دعوے کی تقویت کے لئے ڈیوک کے تحت سرحد پر ایک لشکر فراہم

فلپ تاج کا دعوی کرتا ہے اور الوا کے ڈیوک کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کرتا ہے

کیا گیا تھا جس نے کارڈینل کی وفات کی خبر پاتے ہی پیش قدمی شروع کر دی۔ جن لوگوں نے اطاعت سے انکار کر دیا انھیں باغی اور شورشی کا خطاب دیا گیا، اور شہر سیٹوبال نے ادنی سی مزاحمت کی کوشش کی تو اس کو تاخت و تاراج کر دیا گیا، اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ سپاہیوں کو منع کرنا ایک بڑی بے انصافی کی بات ہوگی (۱۶ر جولائی ۱۵۸۰ء)۔ اسی اثنا میں مزارعین کی ایک پچ زنگی جماعت نے سانٹارم میں انٹونیو کے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا اور وہاں سے لسبن کی جانب روانہ ہوئی۔

انٹونیو کی شاہی کا اعلان

پوپ گریگری ہشتم نے مداخلت کرنے کی ناکام کوشش کی فلپ کی تسلی کے لئے اس نے مقدس معصوموں کے جسم کے ایک جز کو جو بے انتہا قیمتی تحفہ تھا روانہ کیا، فلپ نے اس تحفے کو قبول کر لیا لیکن اس کی ثالثی سے انکار کر دیا اور پیش قدمی میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کی۔ سنٹا کرز کے مارکیوئس کو دسیتوال کا بیڑا دے کر روانہ کر دیا گیا، یہاں اس نے آلوا کے ڈیوک اور اس کے لشکر کو جہازوں پر سوار کر کے لسبن کا رخ کیا۔ انٹونیو نے مزاحمت کی ناکام کوشش کی لسبن کے شہری لڑنے کے لیے تیار نہیں تھے انھوں نے شرائط صلح طلب کیں انھیں اپنی خوشی سے لسبن کو حوالہ کر دینا پڑا، اور انٹونیو وہاں سے چل کھڑا ہوا اور بڑی مشکلات سے کیلے پہنچا۔ آلوا کے لسبن کو تاخت و تاراج سے جزئی طور پر بچا لیا لیکن نواح کے مواضعات کو اس بے رحمانہ اور ظالمانہ طریقے سے لوٹا گیا کہ آلوا کے تخیل میں بھی نہیں آ سکتا تھا اور ڈیوک نے اپنی سپاہ کی نسبت اطلاع کیا کہ وہ اس قدر نافرمانبردار ہے کہ اس کے شورش پسند سپاہیوں کو پھانسی دینے کے لئے رسی بھی کام نہیں آ سکے گی۔ اپورٹو میں بھی افواج نے یہی منظر

بنش کیا، اور ان کی سرکردگی سینچو ڈی آویلا کر رہا تھا جو نیدرلینڈز میں شورش برپا کرنے کے باعث پہلے ہی سے بدنام ہو چکا تھا۔ ۲۹ر جون ۱۵۸۱ء کو فلپ سپین میں داخل ہوا۔ بعض امرائے اس کی مزاحمت کی جرأت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ساتھ نہایت بے رحمی اور سنگدلی کے ساتھ برتاؤ کیا گیا۔ امرا کی بڑی تعداد نے مزاحمت کرنے سے احتراز کیا اور لوگوں نے بیزاری و ترش روئی کے ساتھ اس کی اطاعت قبول کر لی۔

فلپ سپین میں داخل ہوتا ہے ۲۹ر جون ۱۵۸۱ء

انٹونیو جس کے قتل یا گرفتاری کے لئے انعام کا اعلان کیا گیا تھا اپنے تاج کی واپسی کے لئے امداد حاصل کرنے کی غرض سے شاہی درباروں میں گھومتا رہا۔

جون ۱۵۸۲ء میں وہ اپنی مساعی میں کامیاب ہوا اور ایک فرانسیسی بیڑے کی مدد لے کر ازورس کو روانہ ہوا۔ لیکن سانٹا کرز کے ڈیوک نے اس بیڑے کو منتشر کر دیا۔ اس بدقسمت مدعی تخت و تاج نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ انگلستان کے ایک گوشۂ عافیت میں بسر کیا۔ فلپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ اور پرتگال کو کچھ مدت کے لئے اسپین سے ملا دیا گیا تھا لیکن پرتگال میں اسپینیوں کو کبھی نہیں پسند کیا گیا۔ فلپ کی تاج پوشی کے موقع پر جو ہولناک مظالم ڈھائے گئے تھے اُن کی ناخوشی نفرت میں تبدیل ہو گئی۔ بہت زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ پرتگال نے اس قابل نفرت حکومت کا جوا اپنی گردن سے اُتار پھینک دیا اور ہمیشہ کے لئے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

۶۔ فلپ دوم کی داخلی حکومت

اگرچہ فلپ دوم کی حکومت عملاً استبدادی حکومت تھی لیکن یہ فرض کرنا غلط ہوگا کہ اس پر کوئی دستوری قیود عائد نہیں کئے گئے تھے یا اگر عائد کئے گئے تھے تو بے اثر تھے۔ کسٹائل اور اراگال کی پارلیمنٹیں بدستور قائم رہیں۔ حتیٰ کہ تحتانی صوبوں کے قدیم مجالس برخاست نہیں کئے گئے تھے۔ کسٹائل میں پارلیمنٹ (Cortes) کو مسائل پر غور و خوض

حکومت استبدادی تھی تاہم اسپین اور اس کے تحتانی علاقوں میں دستوری اوضاع قائم رہے

کرنے اور پھر ان پر کاربند ہونے کے اقتدارات برائے نام باقی رہ گئے تھے۔ اس کے
مطالبے کے بغیر کوئی قانون آئینی طور پر جاری نہیں ہو سکتا تھا اور کوئی محصول بغیر اس کی
منظوری کے عائد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر بھی اگرچہ فلپ پارلیمنٹ اکثر طلب کیا کرتا تھا اور
اس کے مباحثوں میں مداخلت سے احتراز کیا کرتا۔ اور پارلیمنٹ کے معروضات کی سماعت
کرتا تھا۔ لیکن ہمیشہ ان کو اس بنا پر نظرانداز بھی کر جاتا تھا کہ اُن کو منظور کرنا خلاف مصلحت
سمجھتا اور اگر کسی موقع پر اسی امر کی ضرورت پیش آتی تھی تو شاہی فرامین نافذ ہوتے تھے اور
پارلیمنٹ کی منظوری کا انتظار کئے بغیر جدید محاصل عائد کر دیے جاتے تھے۔

اراگان اور اس کے تحتانی علاقے ویلنشیا اور کٹالونیا کے آئینی حقوق اس سے بھی
زیادہ وسیع تھے۔ پارلیمنٹ (Cortes) کا ہر رکن شکایتوں کی یادداشت پیش کر سکتا تھا،
تاوقتیکہ ان شکایات کو رفع نہ کیا جائے پارلیمنٹ برخاست نہیں ہو سکتی تھی اور مجلس کی
متفقہ رائے کے بغیر نہ کوئی قانون منظور کیا جاتا اور نہ کوئی محصول ہی عائد کیا جاتا تھا۔
شاہی عدالتیں جسٹیزا (Justiza) کی عدالت کے تحت ہوتی تھیں اور جو شخص اراگان کی سرزمین
پر قدم رکھتا وہ اس جسٹیزا میں اپیل دائر کر سکتا تھا اس پر یہ لازم نہیں تھا کہ شاہی
عدالتوں میں چارہ جوئی کرے۔ غیر ملکیوں کو اراگان میں کوئی خدمت نہیں ملتی تھی۔ اگرچہ
یہاں بھی مذہبی عدالتیں (Inquisition) قائم ہوئی تھیں لیکن مسلسل اُن کی مخالفت
کی جاتی تھی۔ سنہ ۱۵۹۰ء میں اس کا سکریٹری انٹونیو پیرز (Antonio peraz) چھپ کر
اراگان چلا گیا اور جسٹیزا سے انصاف کا طالب ہوا (دیکھو صفحہ ۳۴۲ تا ۳۴۷) تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
فلپ اس کے اختیارات سے علانیہ برسرپیکار ہو گیا۔ اس بہانے سے کہ پیریز نے ابھی ابھی
جو معذرت نامہ شائع کیا ہے اس میں وہ کلمات کفر کا مرتکب ہوا ہے اراگان کے
حکام عدالت مذہبی کے مطالبے پر اس کو اپنے خاص محبس میں منتقل کر دیا گیا۔

ساراگوسا کی شورش سنہ ۱۵۹۱ء

ساراگوسا کے شہریوں نے اپنے فیوروز (fueros) کے
عدم احترام کے باعث چراغ پا ہو کر فوراً شورش برپا کردی۔ قیدی
کی حوالگی کی بنا پر جسٹیزا پر دھاوا کیا اور اسی میں شاہی نمائندہ
المنارا کا امیر مارا گیا مذہبی عدالت کے حکام نے اپنی جانوں کے خوف سے قیدی کو
الجفیریا، یا جسٹیزا کے محبس کو واپس کر دیا۔ چار مہینوں کے بعد حکام عدالت نے پھر

کوشش کی ستمبر ۱۵۹۱ء جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شورش از سر نو برپا ہوگئی، اور اب کے اس کی تائید جسٹیزا نے کی جو ابھی مقرر ہوا تھا۔ لہذا فلپ نے حکم دیا کہ فوراً ایک لشکر روانہ کیا جائے (۲۴ ر اکتوبر) شورشیوں کے پاس فوج نہیں تھی اور نہ ان میں کوئی تنظیم تھی اور بجز بعض شورش پسند مزارعین کے جنھوں نے لوٹ مار شروع کر دی تھی انھیں کوئی امداد نہیں ملی۔ لہذا شاہی لشکر کی مزاحمت نہیں کی گئی۔ اور جب یہ لشکر ۱۲ ر نومبر ۱۵۹۱ء کو سارا گوسا پہنچا تو اس شہر نے خفیف ترین مزاحمت کے بغیر اطاعت قبول کر لی۔ اگرچہ فلپ نے معافی نامہ شائع کیا لیکن ان تمام سر برآوردہ لوگوں کو جنھوں نے اس میں حصہ لیا تھا مستثنیٰ کیا گیا اور خود جزیٹ کو بھی اس قانون کی خلاف ورزی کر کے پھانسی دی گئی کہ اس کو کورٹس کے حکم کے بغیر گرفتار تک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بعد کورٹس نے ایک اجلاس منعقد کیا۔ اس

اراگان کے حقوق و اختیارات میں مداخلت

قاعدے کے باوجود کہ اس کی صدارت بادشاہ یا شاہی خاندان کا شہزادہ کیا کرے سارگوسا کے صدر اسقف چنکن نے کی اور اس کے امتیازی حقوق میں ذیل کی مداخلت پر رضامندی کا اظہار کیا گیا۔ بادشاہ اجنبیوں کو اپنے دیسرائے کی حیثیت سے نامزد کر سکتا ہے، شکایات پیش کرنے کے لئے ایک معینہ مدت مقرر ہو، سوائے ٹیکسوں کی رائے دہی کے کسی کارروائی کی تنسیخ کا حق کسی رکن کو حاصل نہ ہو۔ اور تمام کارروائیاں ہر طبقے کی کثرت رائے سے طے ہوں۔ اس آخری رعایت نے شاہ کو عملاً ان فیصلوں کا مالک بنا دیا کیونکہ اس کو اقتدار حاصل تھا کہ اپنے نامزدگان کو طلب کر کے ہر ریاست کے نائبین کی تعداد میں اضافہ کرے۔ آخر الامر جسٹیزا کے نائبین کے انتخاب کے لئے ایک پیچیدہ نظام قائم کیا گیا جس نے نامزدگی کے حقوق کو عملاً شاہ کے ہاتھ میں دے دیا اور ان نائبین کو شاہی ارادے کا غلام بنا دیا گیا۔ اس طرح اراگان کے کورٹس اور جسٹیزا کی خودمختاری کا خاتمہ ہوا۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کسٹائل کی طرح اس ملک پر بھاری محاصل عائد نہیں کئے گئے لیکن یہ بھی کسٹائل کی طرح دستوری آزادی کا ایک جسم مردہ باقی رہ گیا تھا اور اصلی روح اس سے پرواز کر گئی تھی۔

فلپ نے بالکل اسی مسلک کو لیکن ذرا زیادہ مبالغہ آمیز صورت میں سسلی، نیپلز اور میلان میں اختیار کیا۔ مرکزی عدالت ہائے عدل اور امور انتظامی اپنے نامزدوں کے ہاتھ میں

آ جانے سے مطمئن ہو کر فلپ نے قدیم مجالس کو جاگیری اور بلدیاتی حقوق امتیازی برقرار رکھنے کی اجازت دے دی۔ بقیہ امور میں وبسرائے شاہی اقتدار کو قائم رکھتا تھا۔ جماعتی اور مقامی رشک و حسد سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ امرا کو شہر دار (burgher) اور مزارعین سے لڑاتا اور عوام الناس کو پادریوں سے بھڑاتا تھا۔ اس نے تمام خرابیاں پیدا کر دیں لیکن ایک لشکر تیار کر رکھا تھا جو زیادہ تر اسپینیوں پر مشتمل تھا تاکہ بدرجۂ آخر اس سے چارہ جوئی کی جائے۔ اور اگر کسی موقع پر وائسرائے عوام میں غیر مقبول بن جاتا تو سارا الزام اسی کے سر تھوپا جاتا اور اس کو علٰحدہ کر دیا جاتا تھا۔ نیپلز میں وبسرائے کے اقتدارات میں سب سے کم مداخلت کی جاتی تھی۔ لیکن یہاں انتہا درجہ کی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ اور گراں ترین محاصل عائد کئے گئے تھے۔ ملان کی حفاظت شہر کے امتیازی حقوق اور صدر اسقف کے حقوق و دعوے کی مدد سے کی جاتی تھی۔ ان میں مشہور و معروف صدر اسقف کارلو بر دمیو زیادہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ سسلی میں جاگیرداری حقوق اور میسنا اور پالرمو وغیرہ جیسے شہروں کے بلدیاتی امتیازات اس قدر قوی تھے کہ ان کو پوری طرح بے بس کر دینا ناممکن تھا۔

حکومت نیپلز، سسلی، و میلان

ایسے نظام حکومت کے تحت یہ لازمی امر تھا کہ تمام اقتدارات بادشاہ اور اُن مرکزی مجالس کو حاصل رہیں جن کے ماتحت سلطنت کے مختلف حصص کے انتظامی اور عدالتی نظام تھے۔ ان کی تعداد کوئی گیارہ تھی لیکن مندرجہ ذیل تین مجالس کو سب سے

لہ (۱) دوسرے حسب ذیل تھے۔
(۲) ہازیانڈا برائے نظم و نسق مالگزاری اور اُس سے متعلقہ مقدمات کی تحقیقات کے لئے۔
(۲)۔ کونسل آف دی آرڈاس جو سینٹ آیاگو، کلاٹراوا، اسکانٹرا نین فوجی برادریوں کے نظم و نسق کے لئے قائم تھی۔
(۳) کیمرہ، جو ابتداءً کونسل آف کیسٹائیل کا ایک صیغہ تھا، من بعد عملاً ایک جداگانہ کونسل بن گئی۔
(۴) مجلس جنگ۔
۸/۷/۶/۵۔ کونسل ہائے اراگان، اٹلی، فلینڈرس، و پرتگال۔ پرتگال کی کونسل سن ملکس کی

مرکزی مجالس

زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ کونسل اسٹیٹ، کونسل کیسٹیل، اور کونسل عدالت مذہبی۔ کونسل عدالت مذہبی کا بیان اوپر آچکا ہے (صفحہ) کونسل اسٹیٹ زیادہ تر امور خارجہ تک محدود تھی لیکن چونکہ فلپ کیسٹیل کو اپنی سلطنت سمجھتا تھا اس لئے یہ قدرتی بات تھی کہ کیسٹیل کی کونسل کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی۔ اس کے وظائف زیادہ تر عدالتی تھے۔ اس میں ماتحت عدالتوں کے مرافعوں کی سماعت ہوتی تھی اور فلپ دوم کے عہد میں وہ زیادہ تر قانونی وکلاء پر مشتمل تھی۔ لیکن اس کو دوسرے اقتدارات بھی حاصل تھے، وہ کلیسا پر نگرانی قائم رکھتی تھی، قوانین وضع کرتی تھی، اور عموماً تمام ریاستی امور میں اس سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ امور داخلہ کی کونسل اسٹیٹ بن گئی۔ ان کونسلوں کے ارکان کی نامزدگی بالکلیہ بادشاہ کے ہاتھ میں تھی۔ باستثنائے کونسل اسٹیٹ دیگر تمام مجالس پادریوں اور معززین پر مشتمل ہوتی تھیں لیکن امراء کو شاذونادر نشست ملتی تھی۔

کسٹائل کی "کارٹیز" سے خارج کر دئیے جانے اور ارکان مجلس میں محدود نمایندگی ملنے کی وجہ سے اسپین کے امراء نے اپنے وطن کے سیاسی معاملات میں بہت تھوڑا حصہ لیا۔ وہ بھاری محاصل وصول کرتے تھے، انھیں ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا، شاہی گھرانے

سیاسی اقتدار سے امرا کی بیدخلی

میں اکثر وبیشتر خدمات انھیں کے تفویض رہتی تھیں، اکثر خارجی ممالک میں شاہی افواج اور بیڑوں کی قیادت انھیں کو دی جاتی تھی، سفیر بنائے جاتے تھے، اور خود مختار ریاستوں اور مستعمرات میں ویسرائے مقرر کئے جاتے تھے، اور بجز خاص موقعوں کے (مثلاً جب اسپینی موروں نے بغاوت کر دی تھی) سوائے بیرونی خدمات کے وہ اپنے ملک میں میدان جنگ میں نادر اوقات ہی میں اُترآتے تھے۔ جو وقت دربار شاہی میں نہیں گزرتا تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ فتح کے بعد قائم کی گئی تھی، فلینڈرس کی کونسل کی اہمیت بہت جلد گھٹ گئی۔

(۹) کونسل آف انڈیز برائے نظم ونسق عامہ انڈیز برائے تحقیقات مقدمہ ہائے دیوانی و مذہبی متعلق انڈیز۔

(۱۰) صرف آٹھ بڑے امرا (Grandees) اس میں نشستوں کا دعوی کر سکتے تھے، ہیڈالگو زیا کمتر درجے کے امراء میں صرف وہی شریک ہوتے تھے جن کو بادشاہ منتخب کرتا تھا۔

وہ اکثر اپنے وسیع علاقوں میں گزارا جاتا تھا جہاں محدود پیمانے پر شاہی دربار کی شان و شوکت اور آداب مجلس کی نقل اُتاری جاتی تھی۔ اس طرح غرور آمیز تنہائی ل میں بسر کرنے اور اعلیٰ دولت لیکن ادنیٰ اقتدار کی وجہ سے ادنیٰ طبقات سے شادی بیاہ کا رشتہ جوڑنے سے انکار کر دیتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اٹھارھویں صدی کے امرائے فرانس کی طرح وہ بھی بدل گئے، نسل بگڑ گئی اور ان کی جماعت ناکارہ ہو گئی۔

یہ مجالس جن کا انحصار شاہی مرضی پر تھا اس تشکک آقا کے متعلق ملازمین سے اکثر بھری جاتی تھیں۔ جن کو وہ جب چاہتا تباہ کر دیتا بشرطیکہ یہ مجالس (جیسا کہ بعض اوقات پیش آیا) بادشاہ کے اطراف سازشات کا جال نہ پھیلا دیتیں جس میں وہ کم از کم تھوڑے عرصے کے لئے پھنس جاتا تھا۔ گو کہ فلپ اکثر ارکان کونسل سے مشورہ کیا کرتا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے باپ کی اس ہدایت پر بھی کاربند تھا کہ اپنی ذات کے سوا کسی پر اعتماد نہ کیا جائے، وہ مجالس کے اکثر اجلاس میں شرکت نہیں کرتا تھا۔ بعض وقت مراسلات کو کونسل میں پیش کرنے سے پیشتر ہی ان میں تغیر و تبدل کر دیتا تھا، عموماً ارکان کے خیالات کو ایک کمیٹی کے توسط سے معلوم کرتا تھا۔ اور بسا اوقات ایک تحریری رپورٹ طلب کرتا تھا، جس کو وہ اپنے خانگی کابینے میں لے جاتا اور ان پر تنقیدی حاشیہ چڑھایا جاتا۔ وہ اپنے اس فخریہ دعوے کے بموجب کہ کاغذ کے ایک پرزہ کے ذریعے وہ دونوں کُروں پر فرمانروائی کرتا ہے'۔ اپنی میز پر گھنٹوں بیٹھا رہتا بعض وقت کوئی سکریٹری اس کی مدد کرتا اور بعض وقت اس کی عزیز بیٹی ازابلا (Isabela) مگر اکثر تنہا ہوتا تھا۔ ریاست کے کاغذات میز پر پھیلا دیتا تھا اور ایک منشی کے شغف و دلبستگی سے ان کے خلاصے اس بدخطی سے لکھتا تھا اور عموماً ایسی فروگذاشتیں کرجاتا تھا کہ ایک مدرسے کا لڑکا بھی دیکھ کر شرما جائے۔ ان حالات میں کسی فرد کا اقتدار اس کے اور اس کے خاص دوستوں کے شخصی اثرات پر منحصر تھا۔ اگرچہ فلپ نے اپنے وزرا کو اس وقت تک بہت کچھ آزادی بخش رکھی تھی جب تک کہ اُن پر اعتماد تھا، لیکن اس کے دل میں شکوک پیدا کرنا نہایت آسان تھا۔ وہ ایک وزیر کے خلاف دوسرے کو آلۂ کار بناتا تھا۔ دوسرے سے کام لیتا تھا، دوسروں کی نسبت ہر فرد کی رائے علٰحدگی میں سنتا تھا اور خود ان افراد کی نسبت کبھی اپنے خفیہ مخبروں سے جاسوسی کا کام اس طرح

لیا کرتا تھا جس طرح کہ خارجی علاقوں کے ملازمین کی بابت لیا کرتا تھا۔ اور اگر کسی وزیر یا وسیرائے سے متعلق اس کے شکوک مشتعل ہو جاتے تو ان کی بربادی کے لئے زیادہ عرصہ نہیں لگتا تھا۔

صدر وزراء

جن وزرا پر اس کو اعتماد تھا ان میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔ ابتدائی حکومت میں اس کو تین وزرا پر سب سے زیادہ اعتماد تھا، آلوا کا ڈیوک، ابولی کا رئیس، ری گومز ڈی سلوا (Ruy Gomez de Silva) اور اسپینوزا۔ آلوا کا ڈیوک چارلس کا معتمد علیہ مشیر تھا۔ اور اس نے جنگی خدمات بھی انجام دی تھیں۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سے سفارش بھی کی تھی کہ یہ قابل ترین مدبر اور اپنے ملک

آلوا کا ڈیوک

کا بہترین سپاہی ہے۔ آلوا ہر معاملے میں کسی فیصلے پر پہنچنے سے پہلے اس کے مالہ و ما علیہ پر اور اس کے ہر پہلو پر باحتیاط تمام غور کر لیا کرتا تھا۔ اور شاہی عزائم کو عملی جامہ پہنانے میں وہ مستعد تھا اور بادشاہ کا ندیم خاص تھا۔ وہ شاہی خاندان کا صدر خانساماں بھی تھا (Grand Steward) اور کونسل اسٹیٹ کا رکن بھی۔ ابتدائی چند سالوں میں اس کا بہت اثر رہا لیکن گومز وزرا دل ہی سے اس کا حریف بنا ہوا تھا۔ یہ امیر پرتگال کے خاندان خرد سے تھا۔ جو کسٹائل میں توطن پذیر ہو گیا تھا اور شہنشاہی خاص بردار کی حیثیت سے فلپ کی شہزادگی کے زمانے میں اس کا گہرا دوست بن گیا تھا۔ اس طرح ایک مرتبہ غلبہ و اقتدار حاصل کرنے کے بعد

ری گومز رئیس ابولی

اس کو اپنے آقا کی مزاج دانی، اپنی ملائم طبیعت تملق اور چابک دستی کی بدولت ہمیشہ قائم رکھا۔ اور ادھر دوسروں کے ساتھ خوش خلقی اور مروت نے اس کو مقبول عام بنا دیا تھا۔ ابولی کی شہزادی آنا منڈوزا (جو کانی ہونے کے باوجود حاضر جوابی اور حسن میں مشہور تھی) کے ساتھ شادی کرنے کے بعد اس کو رئیس ابولی کونسل اسٹیٹ کا رکن اور فسٹ جنٹلمین آف دی بیڈ چیمبر (First Gentle man of the bed Chamber) کے مراتب جلیلہ حاصل ہوئے۔ عموماً صلح پسند پالیسی کا حامی ہونے کی وجہ سے وہ لیزرستان میں دفاعی مسلک (Repression Policy) کا جو آلوا کا منظور شدہ تھا مخالف تھا۔ اس مسئلے میں آلوا کا مشورہ قائم رہا، لیکن اپنے پیش کردہ مسلک کو بروئے عمل لانے کے لئے اس کا [illegible] ہونا ہی تھا کہ اس کے اثر میں زوال آ گیا بادشاہ غالباً اس کے پر رعونت طرز سے برافروختہ ہونے لگا تھا۔ بہر حال سلطنت

کے معاملات میں ڈیوک کا اہم حصہ لینا اب سے موقوف ہوگیا۔ اور ابولی کے رئیس کا اثر و نفوذ بڑھتا گیا اس کی مستعدی اور (اگر ہم بعض روایات کو تسلیم کریں تو) اس کی بیوی کی جانب سے بادشاہ کی خاطرداریوں کے باعث مرنے تک (جولائی ۱۵۷۳ء) اس کا اثر برابر قائم رہا۔ فلپ کے ابتدائی دورِ حکومت میں تیسری قابلِ ذکر شخصیت ڈیگوڈی اسپینوزا کی ہے

کارڈنیل اسپینوزا جس نے غیر معمولی حوصلۂ کارگزاری اور ذاتی قابلیت کی بدولت بادشاہ کو اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا۔ وہ کیسٹیل اور انڈیز کی کونسل اسٹیٹ کا صدر اور پھر اس کے بعد صدر حاکم عدالت مذہبی، کونسل اسٹیٹ کا رکن، اسگونکا کا اسقف اور آخر میں کارڈنیل بنادیا گیا۔ لیکن اس تیز رفتار ترقی نے اسے اس قدر نخوت پرور اور مغرور بنا دیا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کے آقا کے دل میں نفرت پیدا ہوگئی۔ ایک روز بادشاہ نے بھری مجلس میں اس کی کسی بات کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی جس کا اثر اس پر اتنا ہوا کہ وہ خجالت و ندامت سے صاحبِ فراش ہوگیا اور اسی صدمے سے ستمبر ۱۵۷۲ء میں مر گیا۔

جولائی ۱۵۷۳ء میں ریگومز کے انتقال کے بعد اس کے مسلک کو ملکہ کے مال سالار بارکوئیس ڈی لاس ویلیز اور انٹونیو پیرز نے جاری رکھا۔ آخر الذکر کی تاریخ وزرا کے

انٹونیو پیرز ساتھ فلپ کے سلوک کے اس قدر مناسب حال ہے کہ اس پر ذرا گہری نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ انٹونیو پیرز جو سپلویڈا کے صدر شماس (Arch dealion) گونزیلو پیرز (چارلس پنجم اور پھر اس کے بیٹے کے ایک وزیر سلطنت) کا ناجائز بیٹا تھا رئیس ابولی کے نقشِ قدم پر چلنے لگا اور ۱۵۶۶ء میں اپنے باپ کے انتقال کے بعد چند خدمات میں اس کا جانشین بن گیا اور اپنے سرپرست رئیس ابولی کے انتقال پر اس کی جگہ لی اور اس کا مسلک جاری رکھا، جس میں اس کی بیوہ کی زبردست مشورت بھی شامل تھی۔ بادشاہ کی خدمت میں کورانہ تقلید کرتے ہوئے اور اس نوعیت کی جاسوسی میں مہارتِ تامہ حاصل ہونے سے جس کا فلپ مشتاق تھا وہ لوگوں کے

---

[1] نیدرستان سے آلوا کی واپسی کے بعد اُس کے بیٹے کی شادی کے معاملات میں اس کے اور بادشاہ کے مابین جھگڑا رونما ہوگیا، اور اُس کو بمقام اوزادا تنہائی میں زندگی بسر کرنے کا حکم دیا گیا (۱۵۸۰ء)۔ وہ وہاں اُس وقت تک مقیم رہا جب تک کہ ۱۵۸۰ء میں فتحِ پرتگال کے لئے اس کی خدمات درکار نہیں ہوئیں۔ اس کا انتقال ۱۵۸۲ء میں ہوا

دلوں میں اعتماد پیدا کرتا اور ان کی راز کی باتوں کو معلوم کرنے کی جستجو میں لگا رہتا تھا تاکہ اپنے آقا کو مطلع کردے۔ اور اپنے آقا کی خدمت کے لئے کسی ذلت یا خواری سے کترانا یا جھجکتا نہیں تھا۔ پیرز کے ان مذموم اور قابل حقارت افعال میں سے اس کا وہ سلوک جو اس نے ڈان جان کے ساتھ روا رکھا ایک درخشاں مثال ہے۔ ہم آگے چل کر بتلائیں گے (صفحہ ۴۲۰) کہ وہ پیرز ہی تھا جس نے اپنے سوتیلے بھائی کے لئے فلپ کی بدظنی کی آبیاری کی۔ اور ڈان جان کی زبان سے بے تامل و شتاب کارانہ کلمات نکلوانے میں اس کے سکریٹری اسکوبیڈو سے کام لیا، اور اس کا واحد مقصد یہی تھا کہ ان کو بادشاہ کے گوش گزار کیا جائے، اور آخر کار یہی وہ شخص تھا جس نے اس بدقسمت سکریٹری کے قتل کے حکم کی تعمیل کروائی۔ لیکن اسی ساعت سے اس کا سکون اس سے دور ہو گیا۔ کونسل میں اس کے دشمنوں نے اس خبر کو تقویت پہنچائی کہ وہی اسکوبیڈو کا قاتل تھا اور بادشاہ سے بہ شدت تمام داد خواہی کی گئی۔ فلپ نے شروع میں اپنے آلۂ کار یا شریک جرم کی حمایت کرنے کی کوشش کی لیکن یک بیک اپنا خیال بدل دیا اور اس کو اور ابولی کی والیہ کو گرفتار کر لیا ۲۸ جولائی ۱۵۷۹ء۔ اس تعجب خیز طرز عمل کی توضیح اب تک اس پراسرار عہد حکومت کا ایک راز ہے۔ عوام کی یہ رائے کہ اس کا باعث بادشاہ کی رنجش اور ناخوشی ہے جو اس وجہ سے خفا ہو گیا تھا کہ ابولی کی بیوہ والیہ نے آقا کی ہم آغوشی پر اس کے وزیر کو ترجیح دی زیادہ اغلب نہیں ہے۔ یہ خبر موہوم خیال آرائیوں پر مبنی ہے اور اس کی تائید میں کوئی قطعی شہادت نہیں ملتی۔ یہ والیہ سال خوردہ اور دس بچوں کی ماں تھی، پیرز کی بیوی ہمیشہ اپنے شوہر کی حمایت کرتی رہی، اور نہ یہ باور کرنا آسان ہے کہ فلپ کا مستمع گناہ فری ڈیگو ڈی چاوس اس معاملے میں اتنی سرگرمی سے حصہ لیتا اگر اسکوبیڈو کا قتل ایسی شرمناک نوعیت کا ہوتا۔ اس امر میں زیادہ امکان پایا جاتا ہے کہ فلپ کو پختہ یقین ہو گیا تھا کہ اسکوبیڈو کے معاملے میں پیرز اور والیہ ابولی نے دھوکا دیا، اور غالباً انھوں نے اپنے حریف سے نجات حاصل کرنے کے ارادے سے افترا پردازی کر کے اس کی موت کا سامان مہیا کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کا طرز عمل اس خیال کی تائید کرتا ہے اسکوبیڈو کے قتل اور ڈان جان کے ساتھ ناروا سلوک پر بدنامی کے خوف سے وہ ابتداءً بظاہر پیرز کو معافی دینے بلکہ اس کو اپنی خدمت پر واپس بلانے کی طرف راجع تھا۔ اور نومبر ۱۵۸۱ء سے پیشتر اپنے مستمع گناہ کے اصرار

سے سخت تر راہ عمل اختیار کرنے کا عزم نہیں کیا تھا۔ اس وقت سے ان معاملات نے بادشاہ اور پیرز کے مابین شخصی تنازع کی صورت اختیار کرلی۔ یہ قابل تحقیر معاملہ پانچ سال تک چلتا رہا اور فلپ اس دوران میں اپنے وزیر کے خلاف مواد فراہم کرتا رہا۔ انجام کے بعد (۲۳ فروری ۱۵۸۵ء کو) اس کو جرمانہ اور دو سال کی قید کی سزا دی گئی اور اس مدت کے بعد آٹھ سال کے لئے خارج البلد کر دیا گیا۔ اس اثنا میں ان تمام خطوط و کاغذات کو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی جن سے الزام ثابت ہوتے تھے۔ پیرز کی عورت نے ان کاغذات کو اس کارروائی کے آغاز کے بعد چھپا دیا تھا، لیکن اپنے شوہر کی قید کے بعد جبکہ اپنے شوہر کے پاس سے اجازت وصول ہونے پر بھی اس نے ان کو حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی دوران میں پیرز اپنے اس مکان سے جہاں اس کو نظر بند کر دیا گیا تھا راہ فرار اختیار کرنے میں کامیاب ہوا اور ایک مقدس جائے پناہ میں جا پہنچا لیکن اس مقدس مقام کی بے احترامی کر کے پیرز کو دوبارہ پکڑ لیا گیا اور سخت اذیت پہنچائی گئی۔ بایں ہمہ وہ ۲۰ اپریل ۱۵۹۰ء کو اپنی عورت کے لباس میں تکلیف دہندوں کے ہاتھ سے بچ نکلا اور اراگان کی راہ لی۔

جہاں کے واقعات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں (صفحہ ۳۶۹) اس سلطنت میں شورش فرد ہونے کے بعد وہ پھر فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا اور اس دفعہ فرانس جا پہنچا۔ فلپ نے بھی اور زیادہ غصہ کے ساتھ اس کا تعاقب شروع کر دیا اور اس کے قتل کے لئے خفیہ طور پر چند آدمیوں کو مقرر کیا۔ نیز اس نے پاؤ کی ایک عورت کی مدد سے اسے جال میں پھانسنے کی کوشش کی لیکن یہ تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ پیرز اس کے بعد انگلستان چلا گیا جہاں اس نے ایلزبتھ کو ایک مہم کیڈز روانہ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ بالآخر فلپ کا انتقال ہوگیا اور پیرز نے اس کے بیٹے فلپ سوم سے اس بنا پر صلح کرنے کی کوشش کی کہ جن جن ممالک میں اس نے پناہ لی تھی وہاں کے ملکی راز کا انکشاف کر دے گا۔ فلپ نے اسی دوران میں اپنے شکار سے مایوس ہو کر ایبولی کی والیہ اور سکریٹری کی بہادر عورت سے انتقام لیا۔ اول الذکر کے ساتھ زیادہ سخت برتاؤ ہونے لگا اور یہ شہزادی ان سختیوں کو اٹھارہ مہینے جھیلنے کے بعد انتقال کر گئی (فروری ۱۵۹۲ء)۔ اور دوسری عورت کو اس کے بچوں کے ساتھ زندگی بھر مقید رکھا گیا۔

۱۵۷۹ء میں پیرز کے زوال کے بعد ریگومز کی جماعت نے شاہی کونسلوں میں اپنا اثر کھو دیا۔ ان کی جگہ گرینویلا، ڈان جان ڈی آیڈیکز اور کرسٹوول ڈی مورا نے لے لی۔ ان میں سے کارڈینل گرینویلی جو چارلس پنجم کے چانسلر کا بیٹا اور فرینچ کومٹی کا باشندہ تھا قبل ازیں فلینڈرس کے "کنسلٹا" کے رکن کی حیثیت سے فلپ کی خدمت کر چکا تھا (۱۵۵۹ء تا ۱۵۶۳ء) (دیکھو صفحہ ۳۰۵) اس وقت سے وہ نیپلز کا دیسرائے بنا رہا جہاں اس نے اس جمعیت کے قیام سے شہرت حاصل کی جو جنگ لیپانٹو کا باعث ہوئی تھی (دیکھو صفحہ ۳۵۹) اب کیپسٹیل کی مجلس کا صدر مقرر ہوا۔

تبدیل وزرا اور پیرز کے زوال کے بعد تبدیل مسلک ۱۵۷۹ء
کارڈینل گرینویلی ۱۵۷۹ء تا ۱۵۸۶ء

چارلس پنجم کے ایک وزیر سلطنت کا بیٹا ایڈیاکز جو پرتگالی تھا سکریٹری کی حیثیت سے پیرز کا جانشین ہوا۔ اور ایک اور پرتگالی مورا (Moura) مجلس مالیات کا رکن مقرر ہوا جس نے وطن کی تسخیر میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا تھا (دیکھو صفحہ ۳۶۱) اس تبدیل وزارت نے بادشاہ کے مسلک میں کامل انقلاب پیدا کر دیا۔

ایڈیاکز اور کرسٹوول ڈی مورا

فلپ اس وقت تک یورپ میں پرسکون اور صلح جویانہ مسلک پر کاربند رہا، لیکن اب سے اس نے فرانس اور انگلستان کا مالک بننے کے لئے وہ جدوجہد شروع کی جو بالآخر اسی کی کامل تباہی کا موجب ہوئی۔ گرینویل نے بہت جلد محسوس کر لیا کہ اس کے رفقاء کار اس کو اپنی جگہ سے اکھیڑ کر آپ داخل ہو رہے ہیں اور اس کے انتقال (۲۲ ستمبر ۱۵۸۶ء) پر ایڈیاکز اور مورا کونٹ ڈی چینچن باشندہ اراگان کے ساتھ ایک اتحاد ثلاثہ معروف بہ "نائٹ جنٹا"، قائم کیا جس کے روبرو ہر صیغے کے تمام اہم معاملات پیش ہوتے تھے۔ اس جنٹا کی حکومت کے تحت جو اختتام فرمانروائی تک برقرار رہی نظم و نسق میں روز بروز خرابی بڑھتی گئی۔ زبردست حکام میں خانہ جنگی عام ہوگئی اور بادشاہ کی روز افزوں خرابی صحت کے ساتھ ساتھ اس کی بے استقلالی اور تاخیر و التوا کی عادت میں ترقی ہوتی گئی۔

نائٹ جنٹا

اگر ہم فلپ کے سنگین گناہ کو نظر انداز کر دیں تو ان اثرات کے قائل نہیں ہو سکیں گے جو فلپ کو گھیرے ہوئے تھے۔ یہ وہ ڈائینیکی درویش تھے جن میں سے فریئر برنارڈ ڈ فریسنڈا کا زمانہ ۱۵۷۰ء تک رہا اور اس تاریخ سے ۱۵۹۵ء تک

ڈی ڈیگو ڈی چاوس مقرر ہوا۔ ان دونوں اشخاص نے سیول نظم و نسق میں خدمت حاصل
کر کے مستقبل بیں نگاہ کی حیثیت کو تقویت بخشی۔ اول الذکر (جیسیم اسقف سیونگا) جس کو سیبل
کا کمشنر سب سے بڑے وزراء میں شامل کرتا تھا۔ مجلس جنٹ کا ایک رکن اور "کروزاڈا"
سے حاصل کردہ محاصل کا کمسری جنرل، مقرر ہوا۔ دوسرا اس سے بھی زیادہ ذی اثر
تھا سنہ ۱۵۸۴ء میں مجلس نظمیہ کے رکن کی حیثیت سے نامزد ہونے کے بعد سے ہم
ڈی چاوس کو بیرز کے معاملات، اراگان کی شورش کے دفعیہ اور فتح پرتگال میں سب
سے حصہ لیتے ہوئے پاتے ہیں۔ اقرار گناہ میں سنی ہوئی راز کی باتوں کو وہ اپنے
آقا کے گوش گزار کرنے میں کبھی لیس و پیش نہیں کرتا تھا اور اس جاں نثاری کے صلے میں
کبھی کبھی اطاعت گزاری کا طالب ہوتا تھا۔ اس طرح وہ سنہ ۱۵۹۱ء میں بادشاہ کو اس
وقت تک عشائے ربانی دینے سے انکار کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجلس کیسٹیل کے
صدر کے تقرر کے بارے میں اس کی خواہشات پر عمل نہیں کیا۔

اس مطلق العنان حکومت کے لئے صرف ایک چیز یعنی مقررہ فوج کی کمی تھی اور
حتیٰ کہ اس کی بھی ابتداء ہو چکی تھی۔ اگرچہ فلپ کا باپ بھی ایک بڑا لشکر ہمیشہ تیار رکھتا
تھا لیکن اس سے بیرونی ممالک میں خدمت لیجاتی تھی۔ اور وہ بیرون ملک ہی مقیم رہتا

نیا فوج کی ابتدا

تھا داخلی خدمات کے لئے چارلس شہروں کی فراہم شدہ افواج اور
امراء اور ان کے حاضر باشوں کی جاگیری خدمات پر اعتماد کرتا تھا۔
ان پر اس نے کیسٹیل کا محافظتی دستہ، مسلح سپاہیوں اور ان کے تبعین کی ایک قابل لحاظ
جمعیت اور "لائٹ کیولری" کے بعض دستوں کا اضافہ کیا، جنھیں مستقل حیثیت بخشی گئی اور
اندرون ملک متعین کیا گیا۔ اس وقت سے حکومت کے پاس ایک فوج ہو گئی تاکہ اس
سے خانگی مشکلات کو رفع کیا جا سکے۔ لیکن فلپ کی حکومت کو از روئے انصاف اگر

مطلق العنان حکومت کی برائیاں

استبدادیت سے تعبیر کیا جائے تو یہاں بھی ہمیشہ کی طرح
دفتری حکومت کی مزاحمتیں اور سازشیں موجود تھیں (اور
یہ ایک ایسی دفتری حکومت تھی جو خود اگرچہ بادشاہ کی
قائم کردہ تھی لیکن بعض وقت اسی کی مالک بن بیٹھتی تھی) استبدادی حکومت کے
برے نتائج کی اس سے زیادہ حیرت انگیز مثال شاید کہیں نہیں مل سکے گی، خصوصاً جبکہ

یہ حکومت ادنی ذہانت تنگ اور متعصبانہ خیالات، اور شکی مزاج اور اسی کے ساتھ ساتھ اقتدار کے زبردست
شیدائی اور باوجود لے راہ روی کے ان تھک اور پُراستقلال سعی عمل کرنے والے انسان کے ہاتھ میں
آجائے۔ چارلس نے درحقیقت مطلق العنان حکومت کی جو ایک حد تک کامیاب بھی رہی لیکن اس کا
بیٹا صرف ایک بات یعنی خود انضباطی اور خاطر جمعی (Self Control) میں اپنے باپ سے مشابہ تھا بھلی بری
کی اطلاع پاکر اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ اور جب کبھی کسی ناگوار واقعے کی خبر کی جاتی تھی تو اپنی ڈاڑھی کو
زور سے پکڑ لیا کرتا تھا۔ بقیہ امور میں فلپ اپنے باپ کے جوہر ذاتی سے بے بہرہ
تھا اور ایک ایسے شخص کے حق میں اس نظام کے نتائج تباہ کن ثابت ہوئے۔ کم سے کم بظاہر
اس کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے۔ لیکن اس میں ضرورۃً تاخیر
ہوتی گئی، اس کا یہ ارادہ اس بدقسمت دھوکے کے ساتھ مل کر کہ وقت اور وہ باہم کسی دو
کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں، اس کو ہلاکت خیز التوا اور عدم استقلال کا خوگر بنا دیا تھا
جس نے اکثر اس کی عزیز ترین تجاویز کو برباد کر دیا۔ گو وہ اقتدار کا دلدادہ تھا
لیکن قیادت وسرکردگی کی قوت اس میں ہمیشہ نہیں پائی جاتی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ نہایت اضطراب
کے ساتھ اپنے مشیروں کے آراء کا مشتاق ہوتا تھا۔ بلاشبہ وہ خیال کرتا تھا کہ آخری
فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے تاہم حقیقت میں وہی شخص اس کی رہنمائی کرتا تھا جو سب سے
زیادہ اس کی نظروں پر چڑھا ہوتا تھا۔ ان حالات میں یہ لازمی تھا کہ سازش اور خرابی
اس کے گرد جمع اور یہاں تک کہ اکثر ان کی مدافعت ناممکن ہو جائے اسی اثناء میں
دفتری حکومت کے پست تر طبقات میں خرابیاں عجلت کے ساتھ بڑھنے لگیں یہاں تک کہ
گرینویلا نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا۔

باایں ہمہ چونکہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ فلپ اس بات کا فیصلہ کر لیا کرتا تھا
کہ کون کون سے اثرات اس کے قریب آنے پائیں جس کی بدولت وہ نظم ونسق میں ایک
خاص ہیئت پیدا کرسکے لہذا اس کے مضر اعمال کا اصل ذمہ دار اسی کو قرار دینا چاہیے ہم
بتا چکے ہیں کہ امراء کی علیحدگی کے لئے کس طرح آبیاری کی گئی، کس طرح کلیسا پر فلپ کی
مطلق العنان حکومت عدالت مذہبی کے ساتھ شامل ہو کر آزادی خیال کو دبانی گئی اور کس طرح
ایک تنگ دفتری حکومت کے نظام کی بدولت عوام سیاسی اقتدار کے جوہر سے محروم
کر دئیے گئے۔

قلب کا تجارتی اور مالیاتی مسلک

اس عہد کے تجارتی اور مالیاتی مسلک کی بابت چند باتیں قابل ذکر رہ گئی ہیں اس زمانے میں یورپ میں یہ خیال جاگزیں تھا کہ سونا اور چاندی بہترین نوعیت کی دولت ہیں اور کوئی ملک اُن سے اس صورت میں فائدہ اٹھا سکتا تھا جب کہ ان دھاتوں کی درآمد برآمد سے زیادہ ہو جو ایک حد تک جزئی صداقت کا حامل ہے یہ یاد رہے کہ سکہ قرطاس کی غیر موجودگی ایک ملک کی مطلوبہ مقدار دھاتی سکے تجارت کے حجم کے اضافی اعتبار سے آج کل کے مقابلے میں زیادہ ہی رہی ہوگی مزید برآں چونکہ قومی قرضہ جات ابھی تک عالم طفولیت میں تھے اور قومی قرضے سے کان ناآشنا تھے لہذا جنگ وغیرہ جیسی ناگہانی ضروریات اور نازک اوقات کے لئے ایک معمور خزانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان ممالک میں جو معدنیات سے بے نصیب تھے قیمتی دھاتوں کے حاصل کرنے کا واحد طریقہ یہی تھا کہ وہ ملکی صنائع کے مبادلے میں یا تجارت کے ذریعے حاصل کی جائیں۔ لہذا ان ممالک میں یہ اصول اس طرف مائل ہو گیا کہ بڑے بڑے صنعتی کاموں کی ہمت افزائی کی جائے نہ کہ ان میں تنگی اور رکاوٹ پیدا کی جائے۔ لیکن اسپین کی حالت جداگانہ تھی۔ نئی دنیا کی معدنیات کی بدولت وہ بیش قیمت دھاتوں سے مالا مال ہو رہا تھا، اسی وجہ سے وہ ممالک خارجہ کی درآمد کو روکنے بلکہ سونا چاندی کی برآمد کو ممنوع قرار دینے پر تلا ہوا تھا۔ یہ کوشش یہیں تک ختم نہیں ہوئی۔ ان معدنیات کی پیداوار پر بھروسہ کر کے دشوار اور مشقت طلب لیکن کثیر مقدار میں تیار ہونے والے صنائع کے خلاف نوآبادیاتی اسپینیوں میں قومی منافرت کی حوصلہ افزائی کی گئی، اور اسی طرح قومی کاہلی اور سستی میں اضافہ ہونے لگا۔ مزید برآں یہ معدنیات توقع کے برابر زرخیز نہیں ثابت ہوئیں اور قلب بہت جلد آگاہ ہو گیا کہ میکسیکو اور پیرو کی معروف زمانہ معدنیات کے مقابلے میں فلینڈرس کے راجپوت انتہا زیادہ دولت پیدا کر سکتے ہیں۔

تجارت سے متعلق مہمل ضوابط اگرچہ یہ نئے نہیں تھے، تباہ کن نتائج کا باعث ہوئے۔ ارزاں قیمت کے برقرار رکھنے کی ناکام کوشش میں غلے اور چوپاؤں اعد خود اندرون ملک غلے کی تجارت ممنوع قرار دی گئی، بربری ساحل سے ہر قسم کی درآمد

مسدود کر دی گئی۔ ان قیود اور اس سبیل کے اور قیود کا نتیجہ یہ ہوا کہ ممنوعہ اشیاء کی کاشت مسدود ہو گئی اور تجارت اجنبیوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ ان میں سے اکثر تاجروں نے قرضوں کے معاوضے میں بادشاہ سے برآمد اشیاء کے اجارے حاصل کئے اور بیرونی اشیاء کی طلب نے اجنبیوں کو تجارت درآمد کا مالک بنا دیا۔ تمام آسائشی مال باہر سے آنے لگا اور ہم جانتے ہیں کہ نیدرلینڈ کے باغیوں نے اسپین کے ساتھ ان اسلحہ کی منفعت بخش تجارت جاری رکھی تھی جو خود انھی کے خلاف استعمال کئے جاتے تھے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ چھ میں پانچ حصے ملکی اور دس میں نو حصے ہندی تجارت کے اجارہ دار غیر ملکی تھے۔ اس طرح اسپین جو قدرۃً کوئی دولتمند ملک نہیں تھا صنعت و حرفت، کاشتکاری اور تجارت سے متمتع نہیں ہو سکا اور افلاس زدہ ہی رہ گیا۔ فلپ کی جنگی ضروریات کے باعث بھاری محاصل اور شاہی دربار کے مصارف نے اس خرابی میں اور اضافہ کر دیا۔ ان محاصل سے خاص کر کیسٹائیل اور نیپلز کو زیادہ زیربار ہونا پڑا اور محاصل اس قدر قبیح اور نادرست طریقوں سے وصول کئے جاتے تھے کہ باوجود اس کے کہ رعایا کو شدید نقصان برداشت کرنا پڑتا تھا حکومت کو بہت کم رقم دستیاب ہوتی تھی۔

فلپ کی داخلی حکمت عملی کا عام نتیجہ یہ ہوا کہ اسپینی اوصاف کے بدترین خصوصیات (تعصب، جہالت، کاہلی، آرام طلبی اور غرور و تکبر) کی ترقی میں اور آبیاری ہوئی، اور اگرچہ اس کے آغاز عہد حکومت میں اسپین اوج کمال تک پہنچتا ہوا نظر آیا لیکن اس کے آخر میں زوال کے منازل سرعت کے ساتھ طے کرنے لگا۔ اب ہم فلپ کے نیدرلینڈ اور ممالک خارجہ کے سلوک کی طرف متوجہ ہوں گے، اور ان صوبہ جات کو دیگر تحتانی علاقوں کی حیثیت بخشنے کی غرض سے اس کی جد و جہد کی لاحاصلی اور انگلستان اور فرانس کو اپنی مستبدانہ حکومت کے تحت لانے کے وحشیانہ خیال کی شکست کے اسباب و علل دریافت کریں گے۔

یورپ سولھویں صدی میں

مقابل صفحہ (۳۷۹)

آٹھواں باب

نیدرستان کی بغاوت

چارلس پنجم کا مسلک پارما کے مارگریٹ کی ریجنسی (تولیت) ۱۵۵۹ء کی اسٹیٹس جنرل یعنی مجلس طبقات اور اُس کی شکایات۔ گرینولا کی علحدگی قانون سیگو و یا متحدین سینٹ ٹرانڈمین۔ آلوا۔ اگمنٹ ہورنے اور مانٹینی کا قتل۔ جنگن و فقیرون کا قبضہ بریلی پر۔ فرانس کے ساتھ اتحاد۔ سینٹ بارتھلومیو۔ مانس کی تسخیر۔ ہارلم کا محاصرہ۔ ڈان ریکیزنس۔ فوجی واقعات بریڈا کی کانفرنس۔ مانڈریگین کی مہمات۔ اینٹورپ کا تاخت۔ گھینٹ میں قیام امن۔ ڈان جان۔ قانون دوامی۔ آرچ ڈیوک میتھیاس۔ گمبلورس۔ پارما کا الکزینڈر۔ آراس اور اوٹرے کا اتحاد۔ انجو کے ڈیوک کو فرمانروائی پیش کی جاتی ہے۔ فرانس کا غیظ و غضب۔ آرنج کا قتل۔ پارما کی کامیابیاں۔ فرمانروائی سے ہینری ثالث اور الزبیتھ کا انکار۔ نیدرستان میں لیسٹر بحری بیڑہ۔ ماریس کی کامیابیاں۔ پارما کا انتقال۔ آرچ ڈیوک ارنسٹ اور البرٹ۔ سنہ ۱۶۰۹ء التوائے جنگ۔ نیدرستان کی حالت۔

نیدرستان کی شورش کو عموماً مذہبی جور و ظلم کے خلاف ایک عموییے کی جانب سے مدافعت کی عظیم الشان مثال خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بیان بعض ترمیمات کا محتاج ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ مذہبی عنصر نے بہت سے علاقوں میں جن میں زیادہ

خصوصیت کے ساتھ شمالی صوبہ جات شامل ہیں جوش عمل کا ایک اصول پیدا کر دیا۔ لیکن بے اطمینانی کی اصل یا کم سے کم اہم وجہ جبر و تشدد نہیں تھی اور بہت سے کیتھولک ابتداءً مدافعتی جماعت میں بہرحال شریک ہو گئے تھے اور اکثر شہروں کی چندسری حکومت کی توجہ اور امرا کی ذی اثر حیثیت جنوبی اور مغربی صوبہ جات میں بھی یہ بات یاد دلاتی ہے کہ یہ تحریک اس سے زیادہ چندسری حکومت پر مشتمل تھی جتنی کہ خیال کی جاتی ہے۔

نیدرستان کی سابقہ تاریخ

فلپ دوم کی تاج پوشی کے وقت نیدرستان سترہ صوبوں پر مشتمل تھا جن میں سے اکثر صوبہ جات برگنڈی کے طاقتور ڈیوک نے پندرھویں صدی میں کامیاب شادیوں یا الحاق اور تسخیر کی بدولت شامل کیے تھے۔ برگنڈی کی وارثہ میری کی شادی میکسی ملین کے کے ساتھ ہونے کی وجہ سے یہ علاقے خاندان ہیپسبرگ میں منتقل ہو گئے اور اس کے بعد آرچ ڈیوک فلپ اور جوانا کی شادی کی بدولت اُن کے بیٹے چارلس پنجم کے ہاتھ آ گئے۔ ان صوبہ جات میں جو اتحاد قائم تھا وہ محض شخصی اعتبار سے تھا۔ ان صوبوں کے ملکی مختلف آئینی تھیں اور ان کے باشندے مختلف النسل اور مختلف اللسان تھے۔ شمال مشرق میں ولندیزی برابان میں فلیمانڈ، اور مغربی اور جنوبی صوبہ جات میں والون اور جرمن بستے تھے معاشرتی حالات میں بھی اختلاف تھا۔ فلینڈرس اور برابان اشرافیہ کے طاقتور امرا کے ہاتھ میں تھے، جن شہروں میں شورش پسند کاریگر اور صنعتی لوگ آباد تھے ان پر متمول شہریوں کی حکومت تھی۔ شمال میں جمہوری عنصر غالب

۱؎ لارڈ ہرسٹ سفیر انگلستان نے اعلان کیا کہ ۱۵۸۷ء تک غیر مطیع صوبہ جات میں کیتھولک فرقے کی تعداد پراٹسٹنٹوں کی تعداد سے زیادہ تھی۔

۲؎ چار ڈچیاں تھیں: برابانت، گلڈرلینڈ، لمبرگ، لکزمبرگ۔ پانچ امیریاں تھیں یعنی مغربی فریسلینڈ، میکلین، اٹرکٹ، اوورسیل، گرونجن۔ چھے کونٹیاں تھیں فلینڈرس، ارتوا، ہینالٹ، ہالینڈ، زی لینڈ، زٹفن تھی۔ انٹورپ اور نامور مارگریویاں تھیں۔ ان کے منجملہ فریزلینڈ، گرونجن، اٹرکٹ۔ گلڈرلینڈ، زٹفن کا چارلس کی جانب سے الحاق کر لیا گیا۔

تھا جہاں خصوصیت کے ساتھ فریسی صوبہ جات قابل ذکر ہیں اور ان علاقوں کے باشندے اپنی زندگی ماہی گیری اور بحری تجارت میں بسر کرتے یا اپنے ملک کو حملوں اور دھاووں سے محفوظ رکھنے کی کوشش میں صرف کرتے تھے۔ ان معاشری اور سیاسی اختلافات کی جھلک ان کے ادارات میں بھی پائی جاتی ہے۔ ہر صوبے کی ایک مخصوص اور جداگانہ طرز کی حکومت ہوتی تھی اکثروں کو سندات کی رو سے بہت سے خاص مراعات حاصل تھیں۔ اور ایک صوبے کا باشندہ دستور و آئین کے بموجب دوسرے صوبے میں خدمت نہیں حاصل کر سکتا تھا۔

ایک زیادہ مرکزی نظام حکومت کے قیام اور ان غیر متجانس عناصر کو ایک وحدت عظیمہ میں منسلک کرنے کی غرض سے برگنڈی کے ڈیوک نے جد و جہد شروع کی تو اس کی سختی کے ساتھ مزاحمت کی گئی۔ مزاحمین میں برابان اور فلینڈرس کے شہری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ صوبوں اور ان کے فرمانرواؤں کے مابین تعلقات اکثر نہایت کشیدہ ہوجاتے تھے۔ آرچ ڈیوک فلپ کے اثنائے حکومت میں ۱۴۹۴ء تا ۱۵۰۶ء اس کشمکش میں تخفیف ہوئی تھی، لیکن چارلس پنجم کی جانشینی کے بعد پھر انسلاک و مرکزیت کے مسلک کو اختیار کیا گیا۔ ۱۵۲۴ء میں ویسٹ فریز لینڈ، ۱۵۳۶ء میں گرونن جن کی امیری

چارلس پنجم کا مسلک

اور ۱۵۴۳ء میں گلڈرس کی ڈچی اور زٹفن کا ضلع حاصل کر کے اس ملک کی سرحدوں میں توسیع کی گئی۔ عہدنامۂ میڈرڈ (۱۵۲۶ء) کے رو سے آرتوا، فلینڈرس اور ٹورنے فرانس کی ماتحتی سے آزاد ہوگئے، اور ۱۵۲۸ء میں چارلس نے اوٹرے کی اسقفی اور اوریسیل کی امیری پر ارضی حکومت حاصل کی۔ ۱۵۴۸ء میں سارا نیدرلینڈ برگنڈی کے حلقے میں شامل ہوگیا اور مجلس ملیہ (Diet) اور شہنشاہی ایوان کی نسبت اپنی خود مختاری کو علی حالہ برقرار رکھا۔ چارلس اس کو ایک جداگانہ حکومت کے تحت وسطی سلطنت بنانا چاہتا تھا۔ یہ ایک ایسی پالیسی تھی جو بدقسمتی سے الٹ گئی جب کہ ۱۵۵۵ء میں چارلس نے ان صوبہ جات کو اپنے بیٹے کے حوالے کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا خاص ضروریات کی بنا پر شہنشاہ کو ملک سے غیر حاضر رہنا پڑا اس نے حکومت کی نگرانی دو اتالیقوں "گورنسوں" (Covernesses) یعنے اپنی پھوپی سیوائے کی مارگریٹ جو ۱۵۰۶ء سے ۱۵۳۰ء تک حکمراں رہی اور ہمشیر یعنی لوئی کی بیوہ ہنگری کی میری جو ۱۵۳۰ء سے ۱۵۵۵ء تک

حکمران رہی) کے ہاتھ میں چھوڑ دی تاہم مرکزیت کے مسلک پر سختی کے ساتھ عمل ہوتا رہا۔ ایک اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو جو مذہبی علماء، امراء اور ہر صوبہ کے شہری نمایندوں پر مشتمل تھا طلب کیا گیا، گو اس کا اجلاس کامیاب نہیں ہوا۔ لہذا دوبارہ میکلن ایک مرکزی عدالت قائم کی گئی اور بذریعہ اعلان تمام صوبہ جاتی عدالتوں کو اس کا ماتحت گردانا گیا۔ نظم ونسق کا اختیار تین مجالس کے حوالے کیا گیا۔ ایک مجلس خاصہ جس کے ذمے وزارت کوتوالی و عدالت تھی، ایک مجلس مالیات جو صوبہ جات کے ایوانات مالی پر مقرر کی گئی تھی اور ایک مجلس نظمیہ جو یہ محنٹ (نائب السلطنت) کی صدارت میں زیادہ تر سربرآوردہ امراء پر مشتمل تھی معاملات خارجہ کا انتظام اور دیگر مجالس کی نگرانی اس کے تفویض تھی۔ صوبہ جات ان "اسٹاٹ ہولڈروں" (Stattholders) کے ہاتھ میں دئیے گئے جو خود شہنشاہی امراء میں سے نامزد ہوتے تھے۔ دیگر عہدہ دار خواہ صفائی کے ہوں خواہ عدالتی عموماً اسی کی جانب سے مقرر کئے جاتے تھے۔ شہروں کے امتیازی حقوق آہستہ آہستہ محدود کردئیے گئے، اور گھنٹ نے جب اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کی رائے دہی کے مطابق محصول ادا کرنے سے انکار اور شہنشاہ کے مسلک مرکزیت کی مخالفت کرنے کی کوشش کی تو ۱۵۴۰ء میں اس کو نہایت بے رحمانہ سختی کے ساتھ کچل دیا گیا۔ شہر کے استحقاقات و امتیازات کو سوخت کر لیا گیا اور دس مجسٹریٹوں کی کامل نامزدگی کا حق شہنشاہ کے لئے محفوظ کر لیا گیا۔ (دیکھو صفحہ ۲۵۹)۔

لیکن الحاد کا ایک ایسا مسئلہ تھا جس میں چارلس نے اپنے تئیں انتہا درجے کا سفاک و بے رحم ثابت کیا۔ اہل نیدرستان میں اول ہی اول نہ صرف لوتھر کے اصول پھیل گئے تھے بلکہ کالون کے انتہائی خیالات بھی جو ان لوگوں کی سیرت اور طباعی کے اعتبار سے زیادہ موزون تھے، ادھر منسٹر کے "انابپٹسٹوں" (Annabaptists) کے متجاوز عن الحد اور لنزاجی خیالات اسٹرڈم اور دیگر مقامات میں پھیل گئے۔ جرمنی میں جن سیاسی مشکلات نے چارلس کو گھیر لیا تھا۔ ان میں الجھے بغیر وہ ان خیالات کی سرکوبی کے لئے مضطرب تھا۔ ایک سلسلۂ فرامین موسومۂ "پلیکارڈس" ہیں جس کا اختتام ایک فرمان بابت سنہ ۱۵۵۰ء پر ہوا یہ دھمکی دی گئی کہ جن لوگوں پر الحاد ملحدین کی پناہ دہی الحادی کتابوں کی خرید و فروخت، خفیہ مجالس عبادت کی شرکت، بائبلوں پر معترض

ہونے کا یا بت فسکنی کا جرم عائد ہو گا انھیں خندق آگ میں جھونک کر ہلاک کیا جائے گا۔ یا تلوار کے گھاٹ اتارا جائے گا۔ عدالت ملحدین کا ایک صدر حاکم مقرر کر کے ان فرامین کے نفاذ کے آزادانہ اقتدارات دینے کی کوشش کی گئی جس سے اتنی بے اطمینانی پیدا ہو گئی کہ صدر حاکم کو راہ گریز اختیار کرنی پڑی اور چارلس نے بہ مجبوری تمام اس خدمت کو چار اشخاص میں منقسم کر دیا۔ جنھیں صوبہ جاتی مجلس کی رضامندی کے بغیر سزائے موت کا اختیار حاصل نہیں تھا۔ ان ''پلیکارڈوں'' (Placards) کا شکار بننے والوں کی تعداد میں ایک طرف انتہائی مبالغے سے کام لیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف کم سے کم اتنا ضروری ہے کہ چارلس نے ستم پروری سے احتراز نہیں کیا۔ تاہم نیدرستان میں وہ غیر معروف نہیں تھا۔ اس وقت تک مذہبی اور سیاسی شکایات باہم ایک نہیں ہو گئے تھے۔ چارلس فلینڈرس میں پیدا ہوا تھا اور اپنے ابتدائی زمانے میں بالکلیہ فلیمش مشیروں کے ہاتھ میں تھا۔ اور اگرچہ بعد میں یورپی ضروریات نے اسے اور مقامات میں سکونت اختیار کرنے پر مجبور کیا لیکن وہ اکثر اپنے پیدائشی مقام کی زیارت کیا کرتا تھا۔ اور نیدرستان میں نہ صرف اجنبیوں کو خدمات دینے سے احتراز کرتا تھا بلکہ خود اسپین میں اہل فلینڈرس کو اعلیٰ ترین خدمات سرفراز کر کے اسپینی رعایا کی دلخراشی کا باعث ہوتا تھا۔ اس کی مسلسل نبرد آزمائیوں نے ان لوگوں کے خون میں ایک نیا پیشہ پیدا کر دیا تھا جو نبرد آزمائی کے مشتاق تھے۔ نیز اس کی وسیع سلطنت نے جو تجارتی مواقع پیدا کر دئے تھے اُن سے جہاں تک اہل فلینڈرس فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ اس سے پہلے اہل فلینڈرس کی خوش حالی میں کبھی اتنا اضافہ نہیں ہوا تھا، مغربی شہروں میں راچھ سے کبھی اتنا کام نہیں لیا گیا تھا، فلینڈرس اور آرٹوا کی اراضی سے خوب پیداوار ہو رہی تھی، شمالی شنزرتی صوبہ جات مکھن اور پنیر کی خوب سربراہی کر رہے تھے، اور ماہی گیر ہیرنگ مچھلی فروخت کر کے دولت فراہم کر رہے تھے۔ انٹورپ جس نے تجارتی مخزن کی حیثیت سے کچھ عرصے سے بروجیس کی جگہ چھین لی تھی بلحاظ آبادی و خوشحالی یورپ کے سب سے بڑے شہروں میں شمار ہونے لگا۔ اس کے گھاٹ باربرداری کے جہازوں سے بیٹھے رہتے تھے اور اس کے بینکوں میں ہر قوم کے آدمیوں کا ہجوم

رہتا تھا۔ نیدرستان کی دولت کا اندازہ اس بات کو پیش نظر رکھنے سے ہوتا ہے کہ اس ملک نے چند ہی سال کے اندر شہنشاہ کی مالیات میں کم سے کم دو کروڑ چالیس لاکھ ڈکیٹ کا اضافہ کیا۔ یہ رقومات بدقت تمام حاصل کی گئیں، نیدرستان شاکی تھا کہ اس ملک کے محاصل ایسی جنگوں میں صرف کئے جاتے تھے جن سے اس کو کوئی سروکار نہیں تھا۔ مذہبی مشکلات میں ترقی ہوتی جارہی تھی، اور ۱۵۵۵ء میں چارلس نے عنان حکومت اپنے بیٹے کے حوالے کی تو یہ واضح تھا کہ ان خوش حال لیکن شورش پسند اور خود مختار باشندوں کو محض دانشمندانہ مفاہمتی تدابیر سے وفادار رکھا جاسکتا ہے۔

فلپ یکدم اہل نیدرستان کی ہمدردیوں کو کھوچکا ہے

اس نازک ساعت میں فلپ دوم کی جانشینی انتہا درجہ بدنصیب ثابت ہوئی اس کے سرد مہر اور متکبرانہ طرزعمل اور شہنشاہ اعظم کی زندہ دلی وخندہ پیشانی میں بے حد تفاوت تھا اس نے اسپین کے ساتھ اپنی محبت اور فلیمنگ رعایا کے ساتھ نفرت کو پوشیدہ نہیں رکھا اور کیتھولک مذہب کے متعصبانہ پیروی کا ثبوت اس طرح دیا کہ ۱۵۵۰ء کے فرامین کو نہایت سختی کے ساتھ نافذ العمل کیا گیا۔ حتیٰ کہ فرانس کے خلاف جو جنگیں ہوتی تھیں وہ بھی نیدرستان میں ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں۔ نیدرستان کو شکایت تھی کہ اس کے مفاد کو اسپینی مفاد پر قربان کیا جارہا ہے لہذا اور اہل نیدرستان سے جو رقمی مطالبات کئے جاتے تھے ان سے اسی بنا پر انکار کیا جاتا تھا۔ صلح کیٹو کمبرسیس (۱۵۵۹ء) نے اس بے اطمینانی میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ اس عہد نامہ کی رو سے سیوائے کے ڈیوک کو جو ۱۵۵۵ء سے برسلز میں ایجنٹ مقرر تھا اس کے اطالوی علاقے حوالے کر دئے گئے۔ لہذا ایک اور ایجنٹ کے انتخاب کی ضرورت پیدا ہوئی۔ اس موقع پر ایک فلیمش امیر کو ایجنٹ مقرر کر کے اہل نیدرستان سے مفاہمت کرنے کا موقع تھا کیونکہ ان میں کم از کم دو امیر ہر طرح اس خدمت کے قابل تھے۔ ناساؤ کا ولیم ۱۵۴۴ء میں اپنے بھائی رینے کے انتقال پر نہ صرف ہالینڈ اور برابانٹ کے وسیع مقبوضات میں اس کا جانشین ہوا بلکہ جیلانس واقع فرانس کی زرخیز زمینات اور آرنج واقع رھون کی قلمرو کا بھی مالک بن بیٹھا۔ چارلس کی جانب سے ہالینڈ، زی لینڈ، اٹرکٹ اور وسٹ فریسلینڈ کا اسٹیٹ ہولڈر (State holder) مقرر ہونے کی وجہ سے فوجی کمان اور سیاسی شئون

کی تکمیل اس کے تفویض کی گئی تھی اور اس آخری خدمت میں اس نے ذاتی جوہر کے کمالات دکھائے تھے۔ سیرت اور حیثیت کے اعتبار سے وہ ریجنٹ کی خدمت کے لئے ہر طرح موزوں تھا۔ اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو ایگمنٹ کا کونٹ اور فلینڈرس اور آرٹاے کا "اسٹیٹ ہولڈر" (State holder) سیمورل پر نظر جاتی تھی جو اگرچہ قوت سیرت اور قابلیت کے اعتبار سے آرنج کے رئیس (Prince) سے کم تر درجے میں تھا لیکن سینٹ کوئنٹن اور گریولینس کی لڑائیوں میں اس نے عظیم شہرت حاصل کی تھی اور اپنی ملنسار اور جوشیلی طبیعت کی بدولت مقبول عام ہو چکا تھا۔

لیکن فلپ کسی ایسے شخص کو ریجنٹ نہیں مقرر کرنا چاہتا تھا جس کا حد سے زیادہ طاقتور اور خود مختار ہونے کا خوف تھا اور آخر کار پارما کی ڈچس مارگریٹ کو جو اپنی سوتیلی بہن اور چارلس پنجم کی ناجائز بیٹی اور پوپ پال سوم کے پوتے اکٹیو فارنیسی کی بیوی تھی، منتخب کیا۔ اس کی تعلیم و تربیت ہندرستان کی حاکم سیوائے کی مارگریٹ اور ہنگری کی میری کے ہاتھ میں ہوئی تھی اور اس کا تقرر ناپسند نہیں تھا، لیکن باوجود اس کے کہ اس کو مردانہ صورت و آواز عطا ہوئی تھی اس میں زبردست سیاسی قابلیت کا فقدان تھا۔ اور امکان اس امر کا تھا کہ جس شخص کا اثر اس پر سب سے زیادہ ہو جائے وہ اسی کے مسلک کو اختیار کرے، اور بد قسمتی سے تمام ذی اقتدار افراد غیر مقبول تھے۔ فلپ نے ہدایات دیں کہ یہ عورت تین مجلسوں کی مدد سے جو مجلس مالیات، مجلس خاصہ، اور مجلس نظمیہ پر مشتمل ہوں گی، حکومت کرے۔ مجلس نظمیہ کے ارکان میں متعدد اعلیٰ ترین امراء بھی شامل تھے جن میں سب سے زیادہ قابل ذکر آرنج کا رئیس اور ایگمنٹ تھے۔ اس مجلس کو ہندرستان میں برائے نام اقتدار اعلیٰ حاصل تھا۔ فلپ نے حکم دیا تھا کہ مملکت کے تمام نازک مسائل ایک داخلی مجلس موسوم بہ کنسلٹا (Consulta) کے ہاتھ میں رہیں اور یہ مجلس کونٹ بریلیمانٹ، کونٹ وگلیس اور گرینویل پر مشتمل تھی۔ اس اتحاد ثلاثہ (Trium Virati) کے منجملہ کونٹ بریلیمانٹ جو مجلس مالیات کا صدر بھی تھا ایک معزز فلیمنگ خاندان کا رکن تھا اور راست باز آدمی تھا لیکن اس کے خیالات مطلق العنانہ اور تنگ تھے وگلیس جو مجلس خاصہ کا صدر تھا مقنن تھا

پارما کی مارگریٹ ایجنٹ مقرر ہوئی ۱۵۵۹ء تا ۱۵۶۷ء

کنسلٹا

اور ایک نسبی کی حیثیت سے بھی اس کو خاص شہرت حاصل تھی اور یہ اراسمس کا دوست بھی تھا۔ تاہم وہ اس قدر طامع تھا کہ آمدنیوں سے ذاتی منفعت حاصل کرنے کی غرض سے متعدد اوقاف کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ اس میں ہدایت وجدت طرازی کی صلاحیت نہیں تھی اور وہ گرینویل کا ایک ادنی تبع تھا۔ آخر الذکر شخص چارلس کے چانسلر کا بیٹا تھا اور فرینچ کومٹی میں بمقام بیسانکن سنہ ۱۵۱۷ء پیدا ہوا تھا۔ پچیس سال کی عمر میں اسکو آراس کی اسقفی ملی تھی یہی باعث تھا کہ اس کے باپ کے زوال کے زمانے میں اور سنہ ۱۵۵۰ء میں اس کے انتقال کے بعد بھی شہنشاہ کو اس پر اعتماد تھا اور اس نے اپنے بیٹے فلپ کو لطور خاص اس کی سفارش کی تھی۔ لہٰذا فلپ نے اس کو مجلس تنظیمیہ کا صدر مقرر کیا۔ اگرچہ یہ شخص مہذب اور دل میں گھر کرنے والے اطوار کے ساتھ ساتھ جفاکش اور قابل مدبر تھا اور ہندرستان کی بہبودی کا سچے دل سے خواہاں تھا لیکن حریصانہ عزائم و اقتدار کا دلدادہ وہ مرتشی (corrupt) اور طامع تھا۔ برگنڈی کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے اہل ہندرستان اس کے مخالف تھے اور فلپ کے خیالات کے ترجمان کی حیثیت سے اس سے متنفر تھے۔ اور نہ بادشاہ کا سلوک اس طرح کا تھا کہ اس سے باشندگان فلنڈرس کے احساسات کو تسلی ہوتی ہسپانوی فوج جس کی ضرورت جنگ کی وجہ سے محسوس ہوئی تھی صلح کے بعد بھی واپس نہیں بلائی گئی۔ اور یہ اپنی واجب الادا تنخواہوں کا ازالہ جبر و تشدد اور لوٹ کھسوٹ سے کرتی تھی اور فلپ کے اس معلوم عوام ارادہ نے کہ الحاد کا استیصال کر دیا جائے وسیع الاثر بے چینی پھیلا دی تھی۔ ان اور دیگر شکایات کو اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کے اجلاس میں جو اگست سنہ ۱۵۵۹ء میں طلب کیا گیا تھا پیش کیا گیا۔ فلپ نے افواج کو واپس طلب کر لینے کا وعدہ کیا (جو اس کی تاخیر پسندی کی وجہ سے اکتوبر سنہ ۱۵۶۰ء تک پورا نہیں ہوا) لیکن دیگر شکایات کی طرف توجہ تک نہیں کی۔ اس نے ایک مرتبہ اپنے وزراء کے روبرو کہا تھا کہ اگر ملحدین پر حکومت کرنا پڑے تو وہ حکومت ہی نہ کرنے کو ترجیح دے گا اور جب غیر ملکیوں کی جو مخالفت کی گئی تو اس نے کہا۔ آخر میں بھی تو ایک غیر ملکی ہوں کیا وہ مجھے اپنا آقا تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے۔

فلپ کی غیر مقبول کارروائیاں

اس طرح اپنی رعایا کی شکایتوں کا لحاظ کئے بغیر وہ نیدرستان سے ایسا روانہ ہوا کہ وہاں پھر آنا نصیب نہیں ہوا اور اگر ہم اپنے ایک معاصر پر اعتماد کریں تو جاتے ہوئے فلپ نے آرنج کے ولیم پر یہ الزام لگایا کہ اسٹیٹ جنرل میں جس مخالفت کا اظہار کیا گیا تھا اس کا اصلی محرک وہی تھا۔

فلپ کی تجویز اصلاح مذہب

بادشاہ کی روانگی کے بعد ایک اور کارروائی پیش آئی جس نے تمام بے اطمینانیوں کو بری طرح یکجا کر دیا۔ نیدرستان کا مذہبی نظم و نسق بالکل غیر مکمل تھا۔ یہاں صدر اسقفوں کے صرف تین علاقے (آراس ٹورنے اور اٹرکٹ) تھے اور ان کے اضلاع اتنے وسیع تھے کہ اُن کا موثر طور پر انتظام ناممکن تھا۔ صرف اٹرکٹ کے علاقے میں تین سو فصیل دار شہر اور گیارہ سو گرجے تھے۔ نیدرستان کے دوسرے حصص یا تو اسقف کمبرے (ایک آزاد شہنشاہی شہر) کے علاقے کے تحت تھے یا کیپجی جیسے اجنبی اسقفیوں کے تحت، اور لکزمبرگ کی ڈچی اجنبیوں کے چار مذہبی علاقوں کے صرف ایک حصے پر مشتمل تھی۔ مرافعات وغیرہ کی نسبت جو پیچیدگیاں پیدا ہوتی تھیں ان میں مزید اضافہ یوں ہوا کہ یہ اسقفیاں غیر ملکی صدر یا دریوں کی حدود ارضی کے اندر تھیں دو تو اول الذکر ریمس اور اٹرکٹ کولون کی صدر اسقفی کے تحت تھے۔ خود چارلس پنجم نے اصلاح کی تجویز کی تھی، لیکن زمانہ اور اتفاقات نے اسے فرصت نہیں دی، اور یہ کام فلپ پر چھوڑ دیا گیا کہ وسیع تر اساس پر اس کو بروے عمل لایا جائے۔ تجویز یہ تھی کہ اسقفیوں کی تعداد بڑھا کر پندرہ کر دی جائے، اُن کو تمام بیرونی اثر سے نجات دلائی جائے اور ان سب کو تین صدر اسقفیوں (میچلن، کمبرے اور اٹرکٹ) کے نظم و نسق کے تحت دیدیا جائے اور میچلن گریٹوں کی صدر اسقفی میں رتبہ "برائمیسی" (Primacy) پائے۔ حسب ضرورت محاصل کی بہم رسانی ہر ضلع کی ماتحت خانقاہی اراضی سے کی جائے، اور خانقاہیں "پرائروں" (Priors) کی ماتحتی میں دے دی جائیں اور آخر الذکر اسقفوں کی ماتحت رہیں۔ ہر اسقف مزید نو وظیفہ دار پادریوں کو مقرر کرے جن میں سے دو عدالت ملحدین کے حاکم ہوں اور الحاد کی بیخ کنی میں اس کو مدد دیں۔ اس تجویز کا اعلان ہونا ہی تھا کہ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ ہر دو فرقوں کی جانب سے اعتراضات کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا

اعلان کیا گیا کہ اسقف تاج کے غلام بنے رہیں گے، اور ایبٹ (Abbots) (روسائے خانقاہ) جن کی جگہ وہ حاصل کرنے والے تھے، درویشوں کی جانب سے منتخب کئے گئے تھے اور وہی صوبہ داری مجالس اور اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) میں مقامی مفاد کی نمائندگی کرتے تھے۔ خانقاہوں کے محاصل پر خاص کر امیروں کے تصرف کو جن کے لڑکے اکثر رئیس خانقاہ کی حیثیت سے مقرر کئے جاتے تھے۔ لوٹ مار سے موسوم کر کے مردود ٹھہرا دیا جاتا تھا۔ زیادہ بے پروا اور جاہل پادریوں کو یہ خوف لاحق تھا کہ سخت تر نگرانی اور زیادہ باضابطگی قائم کی جائے گی ان سب پر طرہ یہ کہ اس کارروائی کو یہ کہہ کر باطل کیا گیا کہ اس طریقے سے اسپینی عدالت تحقیقات مذہبی کے قیام کی کوشش کی جا رہی ہے بے شک یہ سچ ہے کہ اصلاح کی ضرورت تھی اور مخالفت زیادہ تر خود غرضانہ محرکات پر مبنی تھی، تاہم یہ اگر خلاف آئین نہیں تو دانشمندی کے خلاف ضرور تھا کہ اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) یا کم سے کم مجلس تنظیمیہ کی منظوری کے بغیر ملک کے مذہبی نظم و نسق میں کلی اور بنیادی تغیر و تبدل عمل میں لایا جاتا۔ یہ تغیر یقیناً تاج کے مطلق العنانہ اقتدار میں اضافہ کر دیتا اور عین اس موقع پر جب کہ اسپین میں پراٹسٹنٹ مذہب کی سرکوبی کی جا رہی تھی اسقفوں کو ملحدین کی تحقیقات کے اختیارات دینا خطرناک عنصر کے ظہور کا باعث تھا۔ حاصل کلام یہ کہ یہ کارروائی بے جا اور بے عمل تھی خواہ وہ علانیہ طور پر حکومت اور جبر و تشدد کے مفاد کی تکمیل کے لئے کتنی ہی مفید کیوں نہ ہوتی۔ اور اگر اس کا یہ مقصد تھا تو سخت ترین مخالفت لازمی اور ضروری تھی۔ لہذا اس تجویز کی اس شد و مد کے ساتھ مزاحمت کی گئی کہ قید عبارت میں نہیں آسکتی۔ اینٹورپ جس کو خاص کر لاجوئیس انٹری، (برابانٹ کے کیرکٹر) نے مذہبی اقتدار کی ترقی سے محفوظ رکھا، گلڈرس اٹرکٹ اور دیگر پانچ مقامات بچ گئے۔ اگرچہ اس میں قطع و برید ہو چکی تھی لیکن اس کارروائی نے مذہبی اور سیاسی بدمزگیوں کو آپس میں متحد و متفق کر دیا اور حکومت کی غیر مقبولیت میں بری طرح اضافہ کر دیا۔

اپریل ۱۵۶۲ء میں سب سے پہلی مرتبہ عدالت ملحدین کے مجرمین کو بچانے کی کوشش کی گئی، اور عین اسی وقت امراء کی جانب سے گرینویل کی مخالفت زیادہ مستقل ہوتی گئی۔ میکلن کے صدر اسقف کی حیثیت سے اس کو اس معاملے کا اصلی محرک

سمجھا جاتا تھا اگرچہ یہ غلط تھا، اور مجلس نظمیہ کے صدر کی حیثیت سے بادشاہ کی تمام کارروائیوں کا ذمہ دار قرار دیا جاتا تھا۔ نیز ۱۵۶۱ء میں اس کے کارڈینلی کی کلاہ کو قبول کرنے سے دشمنوں کے دلوں میں بغض وعناد کی آگ اور بھڑکا دی۔ ناراض فرقے کی سرکردگی کے لئے آرنج کا رئیس ہاتھ آگیا۔ ۱۵۶۱ء میں اس نے اپنی دوسری بیوی کی حیثیت سے این سے عقد کیا جو چارلس پنجم کے قدیم دشمن سیکسنی کے ماریس کی بیٹی تھی۔ گرینویل نے اس شادی کی مخالفت کی تھی کیونکہ اس کی بدولت اس رئیس کے پراٹسٹنٹ کے ہمدردوں میں سے ہو جانے کا امکان تھا، اور اس وقت سے ان دونوں میں کھلے بندوں جنگ شروع ہو گئی۔ بالآخر مارچ ۱۵۶۳ء میں آرنج ایگمنٹ اور ہورن نے فلپ کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں انھوں نے کارڈینل کی برطرفی کا مطالبہ کیا اور اس مطالبے کی تکمیل تک مجلس نظمیہ میں قدم رکھنے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ ایجنٹ مارگرٹ جو اس وقت تک گرینویل کا زبردست حامی تھا اس سے منحرف ہو گیا اور امراء کی استدعاء کی تائید کی مارچ ۱۵۶۴ء میں فلپ بہت تاخیر کے بعد اپنے وزیر کی برطرفی پر بالآخر راضی ہو گیا لیکن اس کا اثر بہت تھوڑا ہوا، کیونکہ برلیمانٹ اور وگلیس اور باقی رہ گئے تھے اور گرینویل اپنے گوشۂ تنہائی سے بادشاہ کو برابر مشورہ دیتا رہا۔ نظام حکومت غیر متغیر رہا، خرابیاں بدستور باقی تھیں، اور جبر و تشدد کا انسداد نہیں ہوا تھا۔ اگلے اگست میں فلپ نے بے اطمینانی میں اس طرح اضافہ کیا کہ اپنی ذاتی ذمہ داری پر مجلس ٹرینٹ کے فیصلوں کی اشاعت کا حکم دے دیا۔ اس عمل کو عام طور پر ناپسند کیا گیا جس میں نہ صرف پراٹسٹنٹ شامل تھے بلکہ کیتھولک عیسائی بھی جنھوں نے اس طرز عمل کو اپنے اختیارات میں دست درازی سے تعبیر کیا۔ آرنج کے ولیم نے مجلس نظمیہ میں رائے عام کا اظہار کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ رائے عامہ کی موجودہ حالات میں ٹرنٹ کے فیصلوں اور الحاد کے خلاف فرامین کو نافذ العمل نہیں کیا جا سکتا، اور یہ کہ اب وقت آچکا ہے کہ نظام حکومت کی ابتری انحراف انصاف اور مجالس کے مابین حجت و تکرار کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس صورت حالات کے علاج

آرنج کا ولیم مخالفت کی سرکردگی کرتا ہے

گرینویل کی علیحدگی مارچ ۱۵۶۴ء

کی غرض سے امراء نے آرنج کے رئیس اور کونٹ ایگمنٹ اور کونٹ ہورن کی سرکردگی میں ریجنٹ سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) طلب کرنے اور اس کے اقتدار میں اضافہ کرنے اور دیسی امراء کی تعداد کا اضافہ کرکے مجلس نظمیہ کی اصلاح عمل میں لانے اور دیگر مجالس کو زیادہ مکمل طور پر اس کے ماتحت لانے کی ضرورت پر اصرار کیا۔ مارگیرٹ نے جو چند سری حکومت کی جماعت سے کامل طور پر متفق و ہم خیال ہو چکی تھی ان کے خیالات کو اختیار کیا اور ایگمنٹ کو اسپین روانہ کیا گیا تاکہ ان امور کی منظوری کے لئے فلپ سے اصرار کرے (جنوری ۱۵۶۵ء) اگر فلپ مان لیتا تو ممکن تھا کہ نیدرستان وفادار رہتا۔ لیکن اصلاحات اس دفتری حکومت کا خاتمہ کر دیتیں جو اب تک موجود تھی، ملکی امراء کو اسٹیٹ جنرل اور اصلاح شدہ مجلس نظمیہ میں دوبارہ اقتدار حاصل ہو جاتا اور قوانین مخالفت الحاد میں رعایت ملحوظ رکھی جاتی۔ لہٰذا فلپ اس کی تکمیل پر راضی نہیں تھا۔ جون ۱۵۶۵ء میں اس نے آوا کی بیوونی کی کانفرس میں روانہ کیا تھا اور کیتھرن ڈی مڈیسی سے اصرار کیا تھا کہ ہیوگیناٹوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کی جائیں، اور وہ خود اپنے خاص علاقوں کے اندر الحاد کے ساتھ رواداری برت کر خود کو پلید نہیں بنانا چاہتا تھا۔

ایگمنٹ اسپین روانہ کیا جاتا ہے جنوری ۱۵۶۵ء فلپ رضامندی سے انکار کر دیتا ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً وہ تاخیر و التواء کے لئے مضطرب تھا۔ گر بنول کے بھائی نے مایوسی کے عالم میں لکھ بھیجا: صرف یہی ایک فیصلہ ہے کہ تزلزل و تذبذب کی حالت برقرار رکھی جائے۔ ممکن ہے کہ فلپ نے ایگمنٹ کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش میں تاخیر کی۔ بہر حال اکتوبر میں بادشاہ نے نقاب اتار پھینکا سیگوویا کے جنگل سے روانہ کردہ مشہور مراسلات میں نظم و نسق کے نظام میں کسی قسم کے بھی تغیر و تبدل کی ممانعت کی اور حکم دیا کہ الحاد کے خلاف جاری کردہ فرمان کو انتہا درجہ سختی کے ساتھ نافذ العمل کیا جائے۔

سیگوویا کا فرمان

آرنج کے ولیم نے کہا، اب ہمارے سامنے ایک لطیف المیہ کا آغاز ہونے والا ہے۔ ایجنٹ اور حتیٰ کہ برلیمانٹ دو گلیس بھی مایوس ہو گئے اور اصرار کیا کہ فلپ کو بھی اس کے

ممکنہ نتائج سے متنبہ کر دیا جائے لیکن ولیم نے اعلان کیا کہ چونکہ ہر مجسٹی کے احکام غیر مبہم اور واضح الفاظ میں ادا کئے گئے ہیں، لہذا ان کا بس یہی فرض رہ گیا ہے کہ بسر و چشم ان کی تعمیل کی جائے۔ عموماً باور کیا جاتا ہے کہ آرنج کا ولیم فوری عجلت پر تلا ہوا تھا۔ بہر حال اس کی پیش گوئی بہت جلد پوری ہونے والی تھی۔ اس سے جو شورش اور ہلچل پیدا ہوئی اس میں ایک جدید عنصر نمودار ہوا۔ اس وقت تک مخالفت اعلیٰ طبقات امرا تک محدود تھی اور یہ ایسے لوگ تھے جو کسی نہ کسی عہدے پر فائز تھے اور صورت حالات کے بدلنے میں جنھیں نقصان کا اندیشہ تھا، لیکن اب کم تر درجے کے امرا میں حرکت پیدا ہوئی یہ امراء فرانس کے کم تر درجے کے امراء کی طرح سابق میں فوجی خدمات پاتے تھے اور ایک مشہور اور زبردست سوارہ فوج مہیا کرتے تھے۔ صلح نے اس پیشے کو تباہ کر دیا، لیکن اکثر شورش پسند خیالات لئے ہوئے اپنے مسکن کو واپس ہوئے، اور اس کے علاوہ جنگ کی وجہ سے ان میں اسراف اور بے لگامی کی عادت پڑ گئی تھی اور وہ اپنی تباہ شدہ قسمت کی اصلاح کے لئے ہر موقع کے منتظر تھے لیکن بعض لوگ زیادہ سنجیدہ دماغ کے واقع ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے بیرونی علاقوں کے قیام کے دوران میں پراٹسٹنٹ خیالات کو معلوم کیا اور نہایت شوق کے ساتھ ان کو اختیار کیا تھا لیکن سب کے سب آزادی کے دلدادہ تھے۔

عام مخالفت

کم تر درجے کے مشہور لوگوں میں بریڈروڈ کا وائیکونٹ ہنری ایک عمدہ مثال ہے۔ سینٹ آلڈی گونڈی (Saint Alde gonde) کا لارڈ فلپ وان مارنکس سودائیانہ اور پرجوش جماعت کا نمائندہ تھا، اور صرف آرنج کے ولیم کا تندمزاج بھائی ناساؤ (Nassau) کا لوئی ان میں ایک مدبر تھا۔ ان خیالات کا کمپرامائز، نامی ایک دستاویز میں اظہار کیا گیا اور یہ ایک ایسی دستاویز تھی جس پر کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دونو فرقوں نے کثیر تعداد میں دستخط ثبت کئے تھے اور جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ بدمزاج مشیروں نے فلپ کو اپنے عہد و پیمان کے خلاف تحقیقات مذہبی کے قیام کی ترغیب دی ہے۔ لہذا وہ اس کی مزاحمت کریں گے۔

کمپرامائز

معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ تر طبقے کے امراء میں سے کسی نے اس دستاویز پر دستخط

نہیں کئے۔ خود آرنج کے ولیم نے اس کے شدید لہجے کو کھلم کھلا برا کہا۔ تاہم ایک زیادہ معتدل عرضداشت سے جس کو احکام عہدیہ نے برڈروڈ کی سرکردگی میں ۵ راپریل ۱۵۶۶ء کو ایجنٹ کی خدمت میں پیش کیا تھا غالباً ولیم کے اثر کا سراغ لگایا جاسکتا ہے۔ اس عرضداشت میں اپنی وفاداری کا سنجیدگی سے اعتراف کرتے ہوئے ایک عام شورش کا خوف ظاہر کیا گیا، اور مطالبہ کیا گیا کہ ایلچی روانہ کئے جائیں تاکہ وہ فلپ کو عدالت مذہبی

حکام عہدیہ کی عرضداشت بابت ۵ راپریل ۱۵۶۶ء برگن اور مانٹگنی کی ذریعے اسپین روانہ کی گئی

کے تشدد اور فرامین میں اعتدال پیدا کرنے کی غرض سے اسٹیٹ جنرل طلب کرنے کی ضرورت جتلائی جائے۔ ایجنٹ نے مارکوئیس دی برگن اور اور بیرن ڈی مانٹگنی کو اسپین روانہ کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ اور اس اثناء میں فرامین کی سختی میں کسی قدر تخفیف کرنے کا وعدہ کرلیا۔ مانٹگنی ۱۷ رجون ــــ کو اسپین پہنچا لیکن فلپ نے اپنی معمولی تاخیر کی بنا پر ۳۱ جولائی سے پیشتر جواب نہیں دیا لیکن اس نے وعدہ کیا کہ عدالت مذہبی برخاست کردی جائے گی اور بس اسی پر قناعت کی جائے گی کہ اسقفوں کو حاکم عدالت ملحدین کے اختیارات دے جائیں۔ توقع ظاہر کی گئی کہ فرامین کی سختی میں اعتدال پیدا کیا جائے اور وعدہ کیا گیا کہ ہر اس شخص کو معافی دی جائے گی جس کو مارگریٹ قابل معافی قرار دے، لیکن اس شرط پر کہ وہ جمعیت عہدیہ سے کنارہ کش ہوجائے اور حکومت کی تائید کرے۔ بہرحال وہ اسٹیٹ جنرل طلب کرنے کے لئے کسی طرح راضی نہیں ہوا۔

یہ باور کرنے کی بہت کم وجوہ ہوسکتی ہیں کہ اگر بادشاہ میں سچائی اور اخلاص ہوتا کبھی تو اہل ہندرستان ان شرائط سے مطمئن ہوجاتے۔ لیکن اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس نے آلوا کے ڈیوک (ایک سرکاری مصدق) اور دو مقننوں کے بالمواجہ احتجاج کیا کہ چونکہ یہ مراعات اس کی رضا و رغبت سے نہیں عطا کی گئی تھیں لہذا وہ خود کو پابند نہیں محسوس کرتا اس نے پوپ کو بھی یہی تحریر کیا اور خفیہ طور پر تیاری شروع کردی کہ جن لوگوں کو ابھی ابھی معافی دی گئی تھی انھیں سزا دینے کے لئے آلوا کو روانہ کرے۔
اسی اثنا میں ہندرستان میں بدقسمتی سے کچھ ایسے واقعات پیش آئے جنھوں نے فلپ کے طرز عمل کو حق بجانب ثابت کردیا۔ حکام عہدیہ نے ایک بزم نشاط میں جہاں وہ عموماً جام شراب سے

حب وطن کے جذبے کو مشتعل کرنے تھے اپنا ایک فرضی نام ''دولیس گیز'' (Les Gueuz) مقرر کر لیا غالباً اس میں بر لیمانٹ کے اس قول کی طرف اشارہ تھا کہ وہ مفلسوں کا گروہ ہے۔ جولائی میں انھوں نے لیج کے قریب سینٹ ٹرانڈ میں ایک اور جلسہ منعقد کیا، جہاں متعدد کنیتھولک اشخاص کی مخالفت کے باوجود جن میں خاصکر کونٹ نیسفلڈ قابل ذکر ہے، مکمل رواداری پر مصر ہوئے اور بعض ضامنوں کے قول کے مطابق غلب سے انتقام لینے کا عزم کر لیا۔ اٹھائیسویں تاریخ کو انھوں نے ناساؤ کے لوئی کی سرکردگی میں ریجنٹ کو ایک عرضداشت پیش کی، لیکن اس کو درشت لہجے میں قبول کیا گیا۔ لہٰذا انھیں یقین ہوگیا کہ اب فلپ انتقام میں تاخیر نہیں کرے گا۔ بنا برآں لوئی اجورہ دار سپاہیوں کی فراہمی کے لئے جرمنی روانہ ہوگیا۔

حکام عہدیہ کا جلسہ سینٹ ٹرانڈ میں۔ جولائی ۱۵۶۶ء

اس موقع پر شدید مجنونانہ شورش نے ان کی اغراض و مقاصد کو تباہ و برباد کر دیا۔ واعظوں کا انہاک و تشدد جن میں ان دنوں اضافہ ہو رہا تھا۔ اوائل ماہ اگست میں کہنہ خیالات کے انہدام اور تخریب معابد وغیرہ کی شورش کا باعث ہوا۔ سینٹ اومر سے شروع ہو کر یہ مرض متعدی سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا اور دو ہفتوں کے اندر ہی اندر صرف فلینڈرس میں چار سو کلیساؤں کو تباہ کر دیا گیا۔ اور انٹورپ کے بڑے کلیسا کے خزانے لوٹ لئے گئے، مجسمے، تبرکات، مزارات، تصاویر، قلمی نسخوں اور کتابوں سب کا ایک سا حشر ہوا۔ صرف چند جنوبی صوبہ جات بچ گئے۔ ان سودائیوں سے جرائم پیشہ طبقات بھی جا ملے اور کچھ عرصہ تک عدم حکومت و تاراج (Anarchy) کا دور دورہ رہا۔

بت شکنی کے خلاف رد عمل

مارگرٹ نے اس طوفان کے آگے سر تسلیم خم کر کے ولیم کے مشورے پر عمل کیا۔ اس نے وعدہ کیا کہ مصلحین اس وقت تک جن جن مقامات میں جلسے منعقد کیا کرتے تھے وہاں آئندہ بھی اس کی اجازت دی جائے گی بشرطیکہ بادشاہ اور اسٹیٹ جنرل اس کے خلاف مطالبہ کریں۔ امرائے عہدیہ نے معافی کے وعدے پر حکومت کی امداد کو اپنے ذمے لیا اور اسٹیٹ ہولڈروں نے جو اپنے اپنے صوبہ جات کو روانہ کئے گئے تھے کچھ تو مراعات سے اور کچھ زیادہ سخت تدابیر کی بدولت قیام امن میں جزئی کامیابی

حاصل کی۔ تاہم یہ تشدد اپنا کام کر گیا۔ کیتھولک فرقے کو شورش پسندوں کی بے اعتدالی اور خدا کے عدم احترام سے اس قدر صدمہ پہنچا کہ بیزار آکر انھوں نے اس تحریک ہی کو خیر باد کہہ دیا۔ لوتھری فرقوں نے بھی شورش کا الزام کالوینیوں کے سر تھوپنے کی فکر میں علیحدگی اختیار کر لی۔ ایگمنٹ اور ہورن نے حکومت کی پشتی میں پھرتی دکھائی حتیٰ کہ ولیم کو قیام امن سے پیشتر ہی بعض سرغنوں کو اینٹورپ میں قتل کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ مارگریٹ نے اس رد عمل سے فائدہ اٹھا کر ایک دلیرانہ راہ عمل اختیار کی، اور اعلان کیا کہ جن شہروں میں سب سے کم اعتماد کیا جا سکتا ہے اُن پر قلعے کے شاہی سپاہی جنھیں "والون" (Walloon) اور کیتھولک صوبوں سے فراہم کیا گیا تھا قبضہ کر لیں۔

حکام عہدیہ کی شورش لیکن شکست ہوتی ہے

وہ امرائے عہدیہ جنھیں ان شورش پسند کارروائیوں سے کوئی سروکار نہ تھا یہ دیکھ کر کہ انھیں بھی بہر صورت ذمہ دار قرار دیا جائے گا۔ باغی ہو گئے۔ چونکہ کثیر لوگوں کے غیر معتدل طرز عمل کے ساتھ وہ ہمدردی کر چکے تھے۔ اگرچہ ان سے باہمی اشتراک کے لئے بالکل تیار نہیں تھے۔ اس لئے وہ کافی امداد حاصل کرنے سے قاصر رہے۔ ولیم نے اینٹورپ کے شہریوں کو وطن پرستوں کی مدافعت کے لئے جنھوں نے آسٹرویڈ نامی ایک قریب کے موضع کو مسخر کر لیا تھا (۱۳ مارچ ۱۵۶۷ء) پیش قدمی کرنے سے منع کر دیا۔ وطن پرستوں کو شاہی افواج نے شکست دی اور ان کا سرگروہ جو سینٹ الڈیگونڈے (St Alde gonde) کا بھائی تھا مارا گیا۔ ۲ اپریل کو ویلینسینس جس نے شاہی افواج کو داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا مسخر کر لیا گیا، اور تھوڑے ہی عرصے بعد ریجنٹ بجز استثنائے صوبہ ہالینڈ و شہر اینٹورپ عملاً سارے ملک کی مالکہ بن گئی۔ اہم شہروں میں گڑھیاں تعمیر کی گئیں، کالوینیوں کے جلسوں کو منتشر کیا گیا اور متعدد کالوینیوں کو یا تو پھانسی دی گئی یا بے رحم سپاہیوں نے اُن کا کام تمام کیا۔

لیکن اس پر بھی فلپ کو اطمینان نہیں ہوا۔ کچھ مدت کے لئے تو وہ اس خیال پر جما ہوا تھا کہ مارگریٹ کی جگہ پر ایک زیادہ طاقتور شخص کو مقرر کرے، اور اپنے صدر وزیر رئیس ایبولی کی مخالفت کے باوجود چاہتا یہ تھا کہ نہ صرف گزشتہ شورش کے بانیوں سے بلکہ اعلیٰ طبقۂ امراء سے بھی جنھیں اس نے ان فسادات کا ذمہ دار

فلپ سخت تدابیر اختیار کرنے کا عزم صمیم کر لیتا ہے

قرار دیا تھا فوری انتقام لے۔ آرنج کا ولیم اپنے خفیہ اور تنخواہ یاب گماشتوں کے توسط سے جو میڈرڈ میں مقرر کئے گئے تھے۔ بادشاہ کے ان عزائم سے آگاہ ہو گیا، اور سردست کامیاب مزاحمت سے ناامید ہو کر کنارہ کشی اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے طرز عمل پر سختی

آرنج کا ولیم ناساؤ کو روانہ ہوتا ہے۔ ۲۲ اپریل ۱۵۶۷ء

کے ساتھ نکتہ چینی کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اگر وہ ٹھہرتا اور خانہ جنگی کا علم بلند کر دیتا تو آوا کو ظالمانہ حکومت سے باز رکھا جاتا، یا یہ پیکار جلد تر اور زیادہ شاندار کامیابی کے ساتھ ختم ہوتی۔ اتنا تسلیم کر لینا چاہیے کہ اس خیال پر کچھ نہ کچھ اظہار رائے کیا جا سکتا ہے۔ واقعات مابعد نے یہ ثابت کر دیا کہ سیاسی اور مذہبی مسائل کو بالآخر باہم ایک ہو جانا لازمی تھا، اور اس صورت میں یہ اتحاد جس قدر جلد ہوتا اتنا ہی اچھا ہوتا۔ حکومت اسوقت تک قابل اعتماد فوج فراہم کرنے سے قاصر رہی اور اس موقع پر اگر فتح حاصل ہوتی تو جن لوگوں نے اب تک اعلان جنگ نہیں کیا تھا وہ بھی اس رئیس کے علم کے نیچے جمع ہو جاتے اور اس کو اس قدر طاقتور بنا دیتے کہ حد سے بڑھے ہوئے حامیوں کو دبانے میں کامیاب ہو جاتا۔ ممکن تھا کہ ولیم اس کی کوشش کرتا، بشرطیکہ ایگمنٹ کو حرکت کرنے پر راضی کیا جا سکتا۔ لیکن ایگمنٹ کیتھولک تھا۔ اور یہ تحریک کیتھولک فرقے کی قطعی طور پر مخالف ہو چکی

ایگمنٹ حرکت کرنے سے انکار کرتا ہے

تھی۔ اسپین میں اس کے ساتھ جو مفاہمانہ سلوک کیا گیا تھا وہ ابتک اسے یاد تھا، اس کو اب تک فلپ کے رحم و کرم پر اعتماد تھا۔ لہذا کھلے بندوں بغاوت کرنے سے محترز تھا۔ ایگمنٹ کے بغیر ولیم جنگی کارروائی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ بہ باطن ایک امارت پسند شخص تھا اور اصلاح کے لئے ایک باقاعدہ نمایندگی کردہ اسٹیٹ جنرل کا منتظر تھا اگرچہ وہ غالباً اس وقت تک لوتھری مذہب اختیار کر چکا تھا اس کو کالوینی عقائد سے کوئی ہمدردی نہیں تھی اور شاید ہی اس مذہب کی اس قوت کو محسوس کیا ہو کہ یہ سیاسی آزادی کی خاطر نبرد آزمائی کرنے والی جماعت کا ایک فوجی مذہب ہے۔ علاوہ بریں اس نے حالیہ مشکلات کے زمانے میں اپنے طرز عمل سے کالوینیوں کو اجنبی بنا دیا تھا۔ اور یہ ایک بحث طلب امر تھا کہ آیا وہ خاص منشا کے ساتھ اس کے گرد جمع ہوں گے۔ سب سے آخر یہ کہ

جرمنی کے بوتھری روسا نا قابل اعتماد تھے اور خارجی امداد کے بغیر کامیابی غیر متوقع تھی۔ ان خیالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے راہ فرار اختیار کرنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار اس کے لئے نہیں تھا۔ اور ایگمنٹ کو یہ ناکام اطلاع دینے کے بعد کہ اس پر فلپ کا خوف طاری ہے اس کو ایک پل کی حیثیت دیتے ہوئے جس کو عبور کرکے وہ ہندرستان میں داخل ہوسکتا تھا، اس نے اپنے بھائی اور دیگر حکام عہدیہ کے ساتھ اپنے ضلع ناساو میں جا پناہ لی۔ (۳۰ اپریل ۱۵۶۷ء)۔

ولیم کا جانا ہی تھا کہ تمام مخالفتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ جس روز وہ جرمنی روانہ ہوا اسی روز اینٹورپ نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ بریڈروڈ جو ہالینڈ میں ویانا پر قابض ہوگیا تھا جرمنی کو فرار ہوگیا اور وہاں ۱۵۶۸ء کے موسم گرما میں پورا ہالینڈ اطاعت قبول کر لینے کے بعد غیر معتدل طرز زندگی کا شکار ہوا۔ اب کلیسا کالوینیوں سے چھین لئے گئے اور ایجنٹ نے ایک فرمان جاری کیا کہ جس میں کالوینی مذہب کے تمام مبلغین نیز کلیساؤں پر گزشتہ بے ادبانہ حملوں میں شرکت کرنے والے فریقوں کو سزائے موت کی دھمکی دی گئی۔ آرچ کارڈینس بھی کچھ جلدی روانہ نہیں ہوا۔ وہ سرحد عبور کرنے سے تین دن پیشتر آلوا اسپین سے روانہ ہو چکا تھا (۲۷ اپریل) آلوا کی روانگی کے مسئلے پر شاہی مجلس میں مباحثہ ہوا۔ ریگومز فلپ کا صدر وزیر رئیس ابولی اور دیگر افراد نے اصرار کیا کہ اہل فلینڈرس پر نرمی و ملائمت کے ساتھ غلبہ پایا جا سکتا ہے بہ نسبت اس کے کہ اسلحہ کے ذریعے انھیں زیر کیا جائے۔ مارگریٹ کی بھی یہی رائے تھی

آلوا ہندرستان کو بھیجا جاتا ہے اپریل ۱۵۶۷ء

جس نے اس موقع پر فلپ کو اطلاع دی کہ دوبارہ امن و آمان قائم ہو چکا ہے۔ اور اب جو کچھ درکار ہے وہ فوج نہیں بلکہ بیدار کو توالی ہے۔ لیکن فلپ کے دماغ میں ایک اور خیال جاگزیں تھا۔ اس کی مطلق العنان حکومت پر ابتدا ہی سے اہل ہندرستان کے امتیازی حقوق اور خود مختارانہ طبیعت نے خاص کر محاصل کی بابت بہت سے قیود عاید کر رکھے تھے۔ اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اسپین کی طرح وہاں سے بھی الحاد کی بیخ کنی کرے۔ ان سب امور پر یہ خیال غالب تھا کہ وہاں کے امراء سے، جنھیں وہ تمام مشکلات کا بانی مبانی اور اپنی آزادانہ حکومت کی کامیابی میں سد راہ سمجھتا تھا فوری انتقام لے۔

اس کام کے لئے آلوا کے ڈیوک سے زیادہ موزوں گماشتہ نہیں مل سکتا تھا۔ اس میں اپنے باپ کا سا جذبۂ انتقام تھا اور موروں کی جنگوں میں اس کی پرورش ہوئی تھی۔ انتالیس سال کی عمر میں اس نے ملبرگ کے لونھروں کے خلاف چارلس پنجم کے لشکر کی قیادت کی اور اس وقت سے اٹلی پر پنجۂ آہنی سے حکومت کرتا رہا۔ اس کی سختی میں عمر کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا گیا۔ اور اب ساٹھ سال کی عمر میں ایک اچھا جنرل، ایک سخت تادیب کنندہ تمام سیاسی آزادی کا دشمن اور تنگ نظر متعصب ہونے کی حیثیت سے وہ فلپ کی دلی خواہش کے مطابق تھا، اور اگر تشدد سختی تدبر سے معرا ہو کر کامیابی حاصل کر سکتی ہے تو ایسی کامیابی کا حاصل کرنے والا تھا۔ شروع میں اس کو فوجی معاملات میں اعلیٰ ترین اقتدار کے اختیارات کے ساتھ کپتان جنرل بنایا گیا اور متعاقب ایک حکم بابت یکم مارچ ۱۵۶۷ء کے بموجب اس کو شہری اور دیگر معاملاتی (Civil) معاملات میں بھی اعلیٰ اقتدار عطا کیا گیا، اور تمام حکام کو جن میں خود ریجنٹ بھی شامل تھی حکم دیا گیا کہ اس کے احکام کی تعمیل کریں۔ اس کے تفویض یہ کام تھا کہ حالیہ فسادات کے اسباب و علل کی تحقیق کرے، متشدد اشخاص پر سزا دہی اور معافی کے کامل اختیارات کے ساتھ مقدمہ چلائے اور ملک کو مطیع کرے۔

ان وسیع اقتدارات اور کوئی دس ہزار سپاہ کے لشکر کے ساتھ جس میں زیادہ تر اسپین کے جنگ آزمودہ بہادر شامل تھے آلوا ارسئی کو جینوا پہنچا اور وہاں سے مانٹ سینس کو روانہ ہوا اور آلپس کو عبور کر کے تیزی کے ساتھ شمال کا رخ کیا اس کی پیش قدمی نے شہر جنیوا اور فرانسیسی دربار میں بے حد تشویش خطرات پیدا کر دئے۔ کونڈے نے درحقیقت یہ تجویز پیش کی کہ وہ ایک لشکر فراہم کر کے آلوا کا منتظر رہے گا اور وہ جونہی پہاڑی دروں سے اتر کر پھیلے اس کو زیر کر لیا جائے گا۔ لیکن کیتھرائن نے سوئٹزرلینڈ کے کیتھولکوں کی ایک جمعیت مقرر کرنے پر قناعت کی تاکہ وہ آلوا کی نقل و حرکت پر نظر رکھے۔ آلوا نے نہایت ہشیاری سے کام لیا اور حملے کا بہانہ نہیں کیا اور اپنی فوج کو سخت ترین ترتیب و تنظیم قائم رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرینچ کومٹی اور لارین کی راہ سے لکزمبرگ

آلوا برسلز پہنچتا ہے۔ ۲۲ اگست ۱۵۶۷ء مارگریٹ کا استعفا دسمبر

روانہ ہو گیا۔ یہاں وہ ۸ ر اگست کو پہنچا اور ۲۲ ر کو برسلز میں وارد ہوا۔ مارگیرٹ کے ساتھ جس طرح سلوک کیا گیا اس سے مارگیرٹ کے دل کو صدمہ پہنچا اور اس نے مطالبہ کیا کہ اس کو واپس طلب کر لیا جائے اور گو اس کو دسمبر ۱۵۶۷ء سے پیشتر واپس نہیں بلایا گیا لیکن ابھی سے اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ آلوا کی حکومت کے جور و ظلم اور جبر و تشدد کے خلاف احتجاج کیا گیا تو اس کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ اس کے بعد جو ہولناک واقعات پیش آئے شاید اُن کی وجہ سے مارگیرٹ کی حکومت کے ساتھ مناسب حد سے زیادہ موافقت برتی جا رہی ہے۔ تاہم اگر اس نے ابتداءً گرینویل کی غیر معروف کارروائیوں کے ساتھ اتفاق کیا تھا تو بعد میں بڑے امراء سے اتحاد پیدا کر لیا اور عدالت مذہبی کی سختیوں میں تخفیف کرنے اور اسٹیٹ جنرل طلب کرنے کی نسبت اُن کے مطالبات کی تائید کی۔ اس نے واقعی کلیساؤں کی بے احترامی کی سختی کے ساتھ سرکوبی کی، لیکن اس میں اعلیٰ طبقہ کے امراء اس کی تائید کر رہے تھے اور غالباً اس میں بھی ان کی اغراض مضمر تھیں۔ باوجود اس کے کہ وہ اعلیٰ انتظم و نسق کی قابلیت اور ہدایات کی صلاحیت سے معرا تھی۔ اس کو اپنی ذمہ داریوں سے حقیقی شغف و دلچسپی تھی اور اس کو اعلیٰ طبقۂ امرا کی وفاداری اور ان میں ملکی حکومت کی قابلیت کا یقین تھا۔ اگر اس سے اسٹیٹ جنرل کے اقتدار کی توسیع، مجلس نظمیہ کی اصلاح اور کسی قدر رواداری کی استدعا کی جاتی تو وہ غالباً بالکل نہیں ٹال دیتی، اور اگر اصلاحات منظور کی جاتیں تو ساری مشکلات کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن کوئی توقع نہیں تھی کہ فلپ یہ مراعات عطا کرے گا۔ لہذا ان حالات کے تحت اس کی حکومت کا جاری رہنا ناممکن تھا۔

آلوا نے جیسے ہی برسلز میں قدم رکھا فلپ کی تجویز سرعت کے ساتھ بے نقاب ہونے لگی مارگیرٹ کے احتجاجات کے باوجود اہم شہروں سے والونی سپاہیوں کو نکالکر ان کی جگہ اسپینی سپاہیوں کو متعین کیا گیا، جنھوں نے راستے تک کے تشدد آمیز قیود کا ازالہ اس طرح کیا کہ بے خوف و خطر ہو کر اس بلا کا ظلم و تشدد اور بے لگامی و آزادی شروع کر دی کہ خود آلوا کو اس کا سخت افسوس ہوا۔ ایگمنٹ و ہورن کو دل خوش کن باتوں سے بہکایا کہ اول الذکر کے سکریٹری بیکرزل اور اینٹورپ کے برگو ماسٹر وان اسٹرالین کو ۹ ر ستمبر کو گرفتار کیا گیا۔ ایسے مجرمین کی تحقیقات کے لئے معمولی عدالتوں پر اعتماد

اگمنٹ اور ہورن کی گرفتاری ۹ ستمبر ۱۵۶۷ء مجلس خون کا قیام

نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لہذا آلوا نے، کونسل ہنر ایکسلنسی یا شورش، قائم کی جو 'مجلس خون' کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ ہولناک عدالت برائے نام بارہ ججوں پر مشتمل تھی۔ ان میں سے برلیمانٹ اور نایئر کارمس دو امراء اور چھ ملکی وکلاء تھے، لیکن انھیں آٹھ ججوں نے اسپسروں یا سب کمشنروں کی حیثیت سے کام انجام دیا۔ مقدمات میں رائے دہی کے حقوق تین اسپینیوں جان ڈی ورگاس، ڈیل ریو اور لاٹور سے کو دئے گئے اور ان کے فیصلوں کی آخری توثیق آلوا کے حق میں محفوظ تھی جو اس عدالت کا صدر تھا۔ اس جماعت ثلاثہ میں جان ڈی ورگاس جو آلوا کی غیر موجودگی میں صدارت کیا کرتا تھا ایک بدکردار شخص تھا۔ جو اسپین میں اپنی ایک زیر صیانت لڑکی کی عصمت دری کر کے عدالتی تخفیفات سے بچ نکلا تھا اور بادشاہ کی خدمت گزاری کی بدولت معافی حاصل کر لی تھی۔ اس کی عادت تھی کہ اپنے ناگوار عدالتی فرائض کی انجام دہی کو ذرا دلچسپ بنانے کے لئے ملزموں کے ساتھ مذاق کیا کرتا تھا۔ اور دوسرے جج ہسلس کی نسبت جس نے بعد میں بہت اثر پیدا کیا کہا جاتا ہے کہ اگر کبھی عدالت میں اس پر نیند غالب آجاتی تھی اور اس وقت اُس کو جگا دیا جاتا تو خود بخود چیخ اٹھتا تھا۔ پھانسی کے تختے پر لیجاؤ۔ پھانسی کے تختے پر لیجاؤ اس صیاد عدالت کے لئے شکار فراہم کرنے کی غرض سے کمشنروں کو مختلف صوبوں کی طرف روانہ کیا گیا جنھوں نے بغاوت و غداری کے الزام میں تمام واعظین کو، ان کے پناہ دینے والوں کا لوینی مذہب کی مجالس کے تمام ارکان کو نیز ان تمام اشخاص کو جنھوں نے کیتھولک کلیساؤں کو تباہ کرنے اور پراٹسٹنٹ مذہب کے کلیسا تعمیر کرنے میں حصہ لیا تھا اور ان تمام اشخاص کو جنھوں نے مفاہمت نامہ (Compromise) پر دستخط کئے تھے گرفتار کرنا شروع کیا۔ بجز زیادہ اہم مقدمات کے کمشنر یا مقامی حکام اپنے ہی طور پر کارروائی کر کے فیصلہ سنا دیتے تھے اور صرف سزاؤں کی نظر ثانی کا حق مجلس کو حاصل تھا۔ لیکن شاذ و نادر ہی ان مقدمات کی نظر ثانی میں رحم کا اظہار کیا جاتا تھا۔ سزاء موت اور قرقی جائداد پر مشتمل ہوتی تھی اور آلوا کو توقع تھی کہ اس ذریعۂ آمدنی سے خالی خزانے کو از سر نو معمور کیا جا سکے گا۔ مجرمین کی ٹھیک تعداد تعین کے ساتھ بتانا ناممکن ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آلوا فخر کرتا تھا کہ اس کی حکومت کے زمانے میں

اٹھارہ ہزار چھ سو آدمی قتل کئے گئے۔ غالباً یہ مبالغہ آمیز بیان ہے۔ لیکن اس امر میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اُن کی تعداد ہزاروں میں شمار ہو سکتی ہے۔ اور نہ یہ درست ہے کہ جور و ظلم میں بھی جن ترمیموں اور لطافتوں کا اظہار ہو سکتا ہے ان سے تحقیقات وسزا دہی میں کام نہیں لیا گیا۔ فی الواقع تاریخ میں غیر ذمہ دار اور جابر عدالت کی نظیر تلاش کرنا دشوار ہے۔ جو محض آلوا کے زبانی حکم سے قائم ہوئی تھی جس کے لئے اس نے اپنی سخر بزنک کو آلۂ کار نہیں بنایا۔ اس کی بدولت اہل ہندرستان کے آئینی حقوق پر ہر طرح پانی پھر گیا۔ آلوا یقیناً اپنی اس خواہش میں کامیاب ہوا کہ ہر شخص کو یہ محسوس کرا یا جائے کہ ایک نہ ایک دن اس کا مکان ڈھیر ہو جائے گا۔ (His house might fall about his ears) ان بے رحم اور ظالمانہ انسدادی کارروائیوں کے باعث ترک وطن کا سلسلہ جو مارگریٹ کی حکمرانی کے زمانے میں شروع ہو چکا تھا عام ہوتے ہوتے اکتوبر ۱۵۶۷ء تک اتنا وسیع ہو گیا کہ اس مہینے میں ایک حکم نافذ کیا گیا جس میں دھمکی دی گئی کہ جو لوگ ترک وطن کر کے چلے جائیں یا جو اس میں کسی کی اعانت کریں اُن کی جائداد ضبط کر لی جائے گی اور انھیں سزائے موت دی جائے گی۔ لیکن اس دھمکی نے خوف وہراس میں اور بھی اضافہ کر دیا اور آلوا کے نظم ونسق کے آخری دور میں گرینویل نے اعلان کیا کہ انگلستان میں ساٹھ ہزار اور جرمنی میں اس سے زیادہ لوگ پناہ گزیں تھے۔

آلوا اور اس کے آقا کے انتقام کی آگ اس وقت تک نہیں بجھ سکی جب تک کہ سب سے زیادہ سر برآوردہ افراد کے سر تن سے جدا نہیں کئے گئے۔ کونٹ ایگمنٹ اور کونٹ ہورن کی گرفتاری کے بعد ان کے خلاف کارروائی نہایت سست رفتار سے جاری رہی لیکن ۱۵۶۸ء کے موسم گرما کے اوائل میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ آلوا اس معاملے کی طرف سختی کے ساتھ متوجہ ہو گیا۔ آرنج کے ولیم اور اس کے بھائی لوئی نے اواخر اپریل تک جرمنوں ہیوگینائوں اور ہندرستان کے جلاوطنوں کی ایک بھرتی جمعیت فراہم کر لی اور سرگرانہ حملوں کی کوشش شروع کر دی جس سے ان کی یہ توقعات وابستہ تھیں کہ اس کی بدولت اسپینی حکومت کے خلاف شورش برپا ہو جائے گی۔ ان کے منجملہ دو حملے (یعنی برابانٹ پر ہوگسٹریٹن کا حملہ اور ہیوگینائیوں کی مدد سے آرٹائے پر کوکیو ل کا حملہ) ناکام رہے۔ اور آخر الذکر کو ایک فرانسیسی کورنے جو چارلس نہم کی

جانب سے روانہ کیا گیا تھا منتشر کر دیا۔ لیکن ۲۳ رمئی کو ناساؤ کا لوئی ہیلی گر لی میں اسپینی سپاہیوں کی ایک جمعیت کو جس کی سرکردگی آرمبرگ کا کونٹ گورنر گرانجن کر رہا تھا شکست دینے میں کامیاب ہوا جس میں خود یہ شخص کام آیا۔

ہیلی گر لی کی شکست نے دونوں کونٹوں کی زندگی کا سرعت کے ساتھ خاتمہ کر دیا آلوا اس تباہی کو شخصی طور پر دور کرنا چاہتا تھا۔ لیکن عزم کر چکا تھا کہ ایگمنٹ اور ہورن کو زندہ نہ چھوڑ جائے۔ اسیروں کا مشیر قانونی شہادت پیش کرنے میں تاخیر کر رہا تھا غالباً اس کو توقع تھی کہ اس کے موکلین کے حق میں لارین کے ڈیوک، متعدد

ایگمنٹ اور ہورن کو سزا اور پھانسی ۵ رجون ۱۵۶۸ء

جرمن رؤسا[1] اور خود شہنشاہ کی کوشش بار آور ثابت ہو گی جس کا نتیجہ کم از کم یہ نکلے گا کہ گولڈن فلیس کی تنظیم (Order) کے روبرو اُن کے مقدمے کی سماعت کی اجازت مل جائے گی کیونکہ وہ اسی کے ارکان تھے۔ لیکن ان امتیازی حقوق کو عطا کرنے سے اس بنا پر انکار کر دیا گیا کہ غداری کے الزام میں اس کا اطلاق نہیں ہوتا یکم جون کو ایک حکم شائع کیا گیا جس میں اعلان کیا گیا کہ شہادت پیش کرنے کے لئے جو مدت دی گئی تھی وہ منقضی ہو گئی۔ دوسرے دن ورگاس اور ڈیل ریو نے اسیروں کو غداری بغاوت کے الزام میں مجرم قرار دے دیا اور آلوا نے اس سزا کی توثیق کر دی۔ ان پر جرم یہ عائد کیا گیا کہ انھوں نے ان امراءِ عہدیہ کی اعانت کی تھی جنھوں نے مفاہمت نامہ پر دستخط ثبت کئے تھے۔ نیز حکومت ہائے فلینڈرس وآرٹا ے، گلڈرس اور زٹفن کے سکریٹریوں کی حمایت اور رئیس آرنج کی سازش میں شرکت کی تھی۔ ۵ رجون کو برسلز کے بازار میں انھیں پھانسی دے دی گئی۔ چند ہی روز پیشتر ایگمنٹ کے سکریٹری بیکرال اور اینٹورپ کے برگو ماسٹر کا بھی یہی حشر ہوا تھا۔ جن کو ایگمنٹ اور ہورن کے خلاف شہادت حاصل کرنے کی ناکام کوشش میں انتہا درجہ بے رحمانہ سلوک کیا گیا۔

ان دو امراء کی تحقیقات اور ان کی سزا دہی کا قابل افسوس طور پر خلاف قانون ہونا ناقابل تردید ہے۔ اس کی بدولت اس قدیم امتیازی حق کی کہ کوئی اجنبی جج

---

[1] یوریا کا ڈیوک ایگمنٹ کا برادر نسبتی تھا۔

اہل فلینڈرس کی تحقیقات نہ کرے اور اس حق کی جس کو ایک قانون بابت سنہ ۱۵۳۱ئیں کی رو سے تسلیم کیا گیا تھا کہ گولڈن فلیس کے امراء کی تحقیقات انھیں کی تنظیم کی جانب سے عمل میں لائی جائے خلاف ورزی کی گئی۔ اور یہ ایک ایسا قانون تھا جس کی تصدیق خود فلپ نے سنہ ۱۵۵۰ء میں کی تھی۔ مزید برآں یہ عدالت شاہی حکم کے بغیر قائم کی گئی تھی اور مقدمے کا تصفیہ مدعا علیہم کی شہادت پیش ہونے سے پیشتر کر دیا گیا اور اس مسئلے کے اصطلاحی پہلو سے قطع نظر کر کے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے ایگمنٹ اور ہورن پر غداری کا جرم عائد ہو سکے۔ کیتھولک ہونے کی حیثیت سے ان کو سکریٹریوں سے قطعاً ہمدردی نہیں تھی۔ اور ان کے اس طرز عمل کا اظہار کلیساؤں کی بے احترامی کی شورش کے زمانے میں ہوا تھا اور اگر انھوں نے ان حکام عہدیہ کی تحریک میں جنھوں نے مفاہمت نامہ پر دستخط کئے تھے بالواسطہ اعانت کی بھی تو اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ ہتھیار سے چارہ جوئی کرنا، یا اسپینی حکومت کا جوا اتار پھینکنا چاہتے تھے۔ اور نہ انھوں نے ملک کے آئینی حقوق امتیازی کے لئے جس میں شاید ذرا زیادہ سختی برتی گئی، اصرار کرنے کے علاوہ اور کچھ کیا۔

ایک اور امیر الیبارہ گیا تھا جس کے خون کا فلپ تشنہ تھا۔ اسپین کو سنہ ۱۵۶۶ء میں جو دو ایلچی روانہ کئے گئے تھے (دیکھو صفحہ) ان میں سے برگن کے مارکوئیس نے سنہ ۱۵۶۷ء میں انتقال کیا۔ اگلے ستمبر میں جو نہی ایگمنٹ اور ہورن کی گرفتاری کی

خبر اسپین پہنچی برگن کے رفیق اور کونٹ ہورن کے بھائی بیرن ڈی مانٹگنی کو اسیر کر لیا گیا۔ لیکن فروری سنہ ۱۵۶۹ء سے پیشتر اس کی تحقیقات کا آغاز نہیں ہوا۔ اس کی نسبت جس قسم کی تحقیقات	مانٹگنی کو سزائے موت دے کر اسپین میں خفیہ طور پر قتل کیا گیا مارچ سنہ ۱۵۷۰ء

عمل میں لائی گئیں اس کے نتائج مجلس خون کو روانہ کئے گئے جس نے ایک سال کے التوا کے بعد سزائے موت کا فیصلہ صادر کر دیا (۴ مارچ سنہ ۱۵۷۰ء) اور ملزم کو صفائی پیش کرنے کا موقع تک نہیں دیا گیا۔ اس فیصلے کو راز میں رکھا گیا اور بالآخر فلپ نے حکم دیا کہ اس کو اسپین میں خفیہ طور پر قتل کر دیا جائے اس طرز قتل کو اس روشنی میں پیش کیا گیا ہے کہ

اس کے ساتھ رحم دلی برتی گئی تاکہ وہ برسرعام قتل ہونے کی ذلت نہ گوارا کرے اور اس کے ساتھ ہی عام اعلان کیا گیا کہ وہ طبعی موت مرا۔ نیز اس کی اور برگن کے رئیس کی جائداد ضبط کر لی گئی اس واقعے کو اس درجہ کامیابی کے ساتھ راز میں رکھا گیا کہ ۱۸۴۴ء تک اس دغابازی اور ستم پروری کا انکشاف نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس سال حکومت اسپین نے سیماس کی دستاویزات تک رسائی کی اجازت دے دی اور اور اس طرح یہ حقیقت طشت از بام ہوئی۔ فلپ اب اس توقع میں خوش ہو گیا ہو گا کہ اس نے تمام دشمنوں کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن گرینویل نے صحیح تر بصیرت کی بنا پر کہا کہ انھوں نے ولیم کو نہیں گرفتار کیا ہے تو گویا کسی کو نہیں گرفتار کیا۔

ناساؤ کے لوئی کی شکست ۲۱ جولائی ۱۵۶۸ء

بازار برسلز کے دردناک واقعے کے بعد آلوا ناساؤ کے لوئی کے خلاف روانہ ہوا، اور ۲۱ جولائی کو جنگ جیمنگن میں اس کو شکست دی۔ آرنج کے ولیم نے اس ناساؤ کے لوئی کی تباہی کو دور کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔ شہنشاہ میکسی ملین کے تاکیدی احکام کے باوجود جو ثالثی کی کوشش میں لگا ہوا تھا، اس نے ۵ اکتوبر ۱۵۶۸ء کو میوز کو عبور کیا اور جرمن اجرت دار سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ برابانٹ میں داخل ہوا اور بعد میں کومیٹی ڈی گنلس کے تحت ہیوگیناٹس کی ایک جمعیت اس سے آ ملی اگر آرنج کو اپنے دشمن پر تفوق حاصل تھا تو صرف تعداد سپاہ میں۔ آلوا نے کھلے میدان میں لڑنے

آرنج کے ولیم کی ناکام مہم اکتوبر ۱۵۶۸ء

سے احتراز کیا اور اپنے داؤ گھات کے ساتھ ولیم کی نا تربیت یافتہ افواج پر کامل غلبہ حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ یہ سپاہ غیر مطیع بن گئی اور ولیم کا ساتھ چھوڑنے لگی کسی شہر نے اپنے دروازے نہیں کھولے، اور ولیم ناکافی امداد سے شکستہ دل ہو کر اسٹراسبرگ پلٹ جانے پر مجبور ہو گیا، جہاں اکثر بیکار سپاہیوں کو غیر مسلح کر کے وہ اور اس کا بھائی کالگنی سے جا ملے اور ۱۵۶۹ء میں فرانس کی لڑائی میں حصہ لیا۔

ولیم اور لوئی کی مہمات قبل از وقت تھیں اہل نیدرستان نے خوف و ہراس سے پست ہمت ہونے اور طبعاً سست ہونے کی وجہ سے اس صدا کو لبیک نہیں کہا۔ آلوا نے خود کو اس قدر محفوظ سمجھ لیا تھا کہ اس نے عزم کر لیا کہ اپنی کامیابی کی کافی شہادت

فلپ کے آگے پیش کرے گا۔ وہ عرصے سے ہندوستان سے' دولت کے دریا' بہانے کی باتیں کیا کرتا تھا۔ غیر وفادار اشخاص کی جائداد کی ضبطی توقع سے پہلے ختم ہو جانے پر

آلوا کا مالیاتی ظلم و تشدد

تمام لوگوں کی دولت پر محصول عائد کرنے کی تجویز کی۔ مارچ ۱۵۶۹ء میں، ہر صوبے کے اسٹیٹوں (طبقات) کو عجلت کے ساتھ طلب کیا اور مطالبہ کیا کہ ہر جائداد پر خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ ایک فی صد محصول، اور جائداد غیر منقولہ کے بیع پر پانچ فی صد اور جائداد منقولہ کی فروخت پر دس فی صد محصول ادا کیا جائے۔ دو تو اول الذکر محاصل تو کافی بھاری تھے۔ لیکن تیسرا محصول تمام تجارت کے تعطل و موقوفی کا باعث ہوا۔ مال صارف کے ہاتھ آنے تک چار محاصل ادا ہوتے تھے۔ پہلا محصول خام شئے کی حیثیت سے، پھر جب وہ بنانے والے سے تھوک فروش کے پاس آئے، اس کے پاس سے پھر جب خردہ فروش کے پاس آئے اور آخر میں اس وقت جب کہ وہ صارف کے ہاتھ فروخت کی جائے۔ اس محصول کے مہمل پن پر ہر شخص کو یقین تھا سوائے آلوا کے۔ وگلیس اور حتیٰ کہ برلیمانٹ اور ناٹرکارس نے اسے اس مقصد سے باز رکھنے کی کوشش کی، اور اگرچہ اکثر و بیشتر صوبہ جاتی مجلسوں نے خوف کی وجہ سے ابتداءً رضامندی ظاہر کی، لیکن آٹرکٹ کی مخالفت نے جس کی دوسروں نے تقلید کی آلوا کو مجبور کر دیا کہ ایک مقررہ رقم کے ادائے کے معاوضے میں اس کے نفاذ کو دو سال تک ملتوی کر دے۔ جولائی ۱۵۷۰ء میں معافی کا اعلان کیا گیا اور اس میں اتنے مستثنیات تھے کہ اس اعلان کی قریب قریب نفی ہوتی تھی۔ اور دو سال کی مدت گزر لے کے بعد جب آلوا نے اس محصول کے نفاذ کی کوشش کی (۳۱ جولائی ۱۵۷۱ء) تو مخالفت کا طوفان برپا ہو گیا۔ آلوا نے خام اشیاء، غلہ، گوشت، شراب اور بیر کے محصول کو معاف کر دینے کی ناکام کوشش کی۔ تجارت کرنے سے انکار کرنے والوں کو سزا کی دھمکی کے باوجود تاجروں نے تجارت سے انکار کر دیا دکانیں بند ہو گئیں اور تجارت معطل ہو گئی۔ دین دار قرضداروں کو حاصل کرنے سے قاصر رہے اور متعدد بینک ٹوٹ گئے۔ بیکاری کی وجہ سے جو تباہی ہوئی شمالی صوبوں میں اس میں مزید اضافہ اس طور پر ہوا کہ ایک عجیب طغیانی کے باعث جو ۱۵۷۰ء کے سرما میں شمالی مغربی طوفان سے آئی تھی پشتے شکست ہو گئے۔ وحشی فقیروں کی تعداد میں (جو

پہلے ہی سے بہت زیادہ تھی) خطرناک اضافہ ہوگیا اور ادھر اسپینی فوجیں تنخواہ کے لئے برافروختہ ہوکر کیونکہ آلوا ادا کرنے سے قاصر تھا، روز بروز غیر مطیع ہوتی گئیں۔
اب مارگریٹ کے الفاظ پورے اترے اس شخص سے اس نے کہا، لوگ اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ وہ آخر اسپین کا نام تک قابل نفرت بنا دے گا، حتیٰ کہ آلوا نے تسلیم کیا کہ سب کے سب اس سے بگڑ گئے ہیں لہذا اس نے اپنی واپسی کا مطالبہ کیا۔
فلپ نے اس کی عالمگیر غیر ہردلعزیزی سے آگاہ ہوکر ستمبر ۱۵۷۱ء میں مڈیاسلی کے ڈیوک کو اس کا جانشین مقرر کیا۔ لیکن اس کی ناخیر پسندی نے دیر کی اور ابھی ڈیوک اسپین سے روانہ نہیں ہوا تھا کہ خبر آئی کہ سمندری فقیروں نے بریلی پر قبضہ کرلیا ہے۔
آلوا کے ظلم وستم سے جو لوگ گھبرا کر بھاگ نکلے تھے ان میں سے بعض سمندر میں جا نکلے، اور اسپینی تجارت کے خلاف منظم بحری قزاقی کا سلسلہ قائم کیا۔ اگرچہ خاندان گائیز کے مشترکہ خوف نے ایلزبتھ کے ابتدائی دور میں اس کے اور فلپ کے مابین دوستانہ تعلقات قائم رکھے تھے، اور وہ اب تک آپس میں کھلی عداوت سے محترز تھے تاہم ایلزبتھ نے خصوصاً کاربرے ہلس میں میری اسٹورٹ کی شکست (جون ۱۵۶۸ء) کے بعد سے انگریزوں کو اسپینی نوآبادیات اور تجارت پر حملہ آور ہونے کی علانیہ اجازت دے رکھی تھی اور ولندیزی رعایا کے جنگی جہازوں کو اپنے بندرگاہوں میں لنگر انداز کر رکھا تھا۔ اور یہاں تک انھیں اجازت دے دی تھی کہ مال غنیمت انگریزی بازاروں میں فروخت کریں۔ ۱۵۶۸ء میں اہل جنیوا کے قرضے کی رقم ہندرستان جاری تھی تو اس کو گرفتار کرلیا گیا فلپ نے اس کے جواب میں میری ملکۂ اسکاٹلینڈ اور نارفورک کے ڈیوک کے حق میں ریڈالفی سازش بابت ۱۵۷۱ء کی تائید کی لیکن یہ سازش ناکام رہی، تاہم اس موقع پر ایلزبتھ اسپینیوں کی کھلے بندوں مزاحمت کرنے کے لئے بے چین نہیں تھی۔ لہذا اس نے ولندیزی خانگی جنگی جہازوں کو جو اس وقت ولیم ڈی لا رک (ایک مشہور اور بے اصول نبیل) کی سرکردگی میں لنگر انداز تھا انگلستان کے ساحل سے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ لہذا چوبیس جہازوں کا بیڑہ سمندر میں روانہ ہوا اور ایک اسپین کے تجارتی بیڑے

فقیروں نے بریلی پر قبضہ کرلیا یکم اپریل ۱۵۷۲ء

بہ حملہ آور ہونے کے بعد لارک نے برہلی پر قبضہ کرلیا جو دریائے میوز پر واقع تھا (یکم اپریل ۱۵۷۲ء) آرنج کے ولیم نے جو اس وقت تک جنگی کارروائیوں کے لئے تیار نہیں تھا برہلی کی تسخیر کی اجازت نہیں دی تھی۔ اور نہ ابتداءً اس کو ایک عارضی حملے سے بڑھ کر وقعت دی گئی تھی۔ تاہم ہندرستان کی بغاوت میں یہ سب سے پہلا قدم تھا فلشنگ نے جو دریائے شلٹ کے دہانے کی نگرانی کرتا ہے سب سے پہلے شورش برپا کی۔ انکیوزن نے جو زیودرزی پر ایک اسپینی سلاح خانہ تھا بہت جلد تقلید کی اور اس کے تھوڑے سے عرصے بعد ہی ہالینڈ اور زی لینڈ (باستثنائے امسٹرڈم و مڈلبرگ) نیز گلڈرلینڈ، اور یسل اٹرکٹ اور فریسلینڈ کے بڑے بڑے شہروں نے آرنج کے رئیس کے حق میں اعلان کر دیا۔ اس وقت سے ہندرستان کی بغاوت یورپی سیاسیات کے وسیع مسائل اور فرانس اسپین اور انگلستان کی عظیم الشان سلطنتوں کے سیاسی تعلقات سے گہرے طور پر وابستہ ہوگئی۔ جیسا کہ فرانس میں مذہبی جنگ کے عنوان کے باب میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بتایا گیا ہے۔ (صفحہ ۴۸۲ و ۵۰۲) اس موقع پر دربار فرانس کی حکمت عملی یہ تھی کہ ہندرستان کی تائید کی جائے۔ عہد نامہ سینٹ جرمینس (اگست ۱۵۷۰ء) کے بعد سے کالگنی نے اقتدار حاصل کرلیا تھا، اور کیتھرائن اور اس کے کمزور بیٹے چارلس نہم کو راضی کرلیا تھا کہ اسپین کے خلاف مخاصمت کی تجدید کر کے خانگی اور مذہبی جھگڑوں سے فرانسیسیوں کی توجہ کو ہٹا دیا جائے حتی کہ ایلزبتھ انگلستان نے ریڈ النفی سازش میں فلپ کی تائید سے برافروختہ ہو کر، اور فرانس و اسپین کے خطرناک اتحاد یا فرانس کے ساتھ ہندرستان کے کسی حصے کے الحاق کو باز رکھنے کی فکر میں ان تجاویز کو قبول کرلیا، اور انجو یا اس کے بھائی النکن کے ساتھ جسے نیدرستان کی حکومت بخش کی جانے والی تھی، شادی کا خیال دل میں بسانے لگی۔ آرنج کے ولیم نے نہایت خوشی کے ساتھ فرانسیسی اتحاد کو قبول کرلیا۔ اور گفت و شنید صلح کا نتیجہ یہ ہوا کہ ناساؤ کا لوئی ۲۴ مئی کو کومٹی ڈی گنلس کے زیر قیادت ہیوگناٹی جمعیت کی تائید سے ہینالٹ کے دارالحکومت مانس کو مسخر کرلیا۔ ۱۵ جولائی کو شمالی صوبہ جات کے چھ شہروں کے

مانس پر ناساؤ کے لوئی کا قبضہ ۲۴ مئی ۱۵۷۲ء

امراء و نائبین نے ڈارٹ میں اجلاس کیا اور فلپ کو بادشاہ قرار دیتے ہوئے ولیم کو اپنے اسٹیٹ ہولڈر (State holder) کی حیثیت سے تسلیم کیا اس کے لئے ایک مقررہ رقم کی رائے دی اور اس کو اختیار دیا کہ ملک کو ہسپانوی ظلم وستم سے نجات دلانے کے لئے چارہ جوئی اختیار کرے۔ ولیم شمالی صوبہ جات کی تائید کے یقین اور فرانسیسیوں کے اشتراک عمل پر اعتماد کر کے ۸ جولائی ہی کو دریائے رائین عبور کر چکا تھا تاکہ جنوبی صوبہ جات میں بھی بغاوت پھیلادے لیکن تلخ مایوسی اس کی قسمت میں لکھی تھی۔ ۱۹ جولائی

مانس کے روبرو گنلس کی شکست۔ ۱۹ جولائی۔

کو مانس کو نجات دلانے کی کوشش میں جہاں آلوا کا بیٹا مقرر تھا گنلس کو شکست ہوئی اور اس کو اسیر بنالیا گیا، اور اگرچہ اگلے اگست میں اکثر و بیشتر جنوبی شہروں نے ولیم کی پیش قدمی کا خیر مقدم کیا لیکن سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام کی خبر نے اس کی توقعات کو ملیامیٹ کر دیا (۲۴ اگست ۱۵۷۲ء)۔

دربار فرانس کے مسلک میں اس حیرت انگیز انقلاب کی نسبت اور مقامات میں بھی بحث کی گئی ہے (دیکھو صفحہ ۴۸۴)، ہمیں یہاں ان اثرات سے تعلق ہے جو

دربار فرانس کے مسلک میں تغیر سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام کے نتائج

نیدرلستان کی کشمکش پر مترتب ہوں۔ آرینج کے ولیم نے سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام کی خبر کیا سنی گویا اس پر بجلی گر پڑی اس نے مانس کو نجات دلانے کے لئے اپنی پیش قدمی جاری رکھی لیکن آلوا نے جس نے ۲۲ اگست کو کمان حاصل کی تھی اپنی عادت کے بموجب کھلے میدان میں لڑائی لڑنے سے احتراز کیا، ولیم کے سپاہی فرانسیسیوں کے انحراف سے پست ہمت ہو کر غیر مطیع ہو گئے، خود رئیس اپنے کتے کی ہشیاری کی بدولت ایک اچانک شبخون سے جان بچا کر نکلا اور شمالی صوبہ جات کی طرف پسپا ہونے پر مجبور ہوا اناساؤ کے لوئی نے اپنے بھائی سے چھوٹ جانے اور فرانسیسی تائید سے مایوس ہونے کے باعث ۱۹ ستمبر کو مانس حوالہ کر دیا اس کی افواج کو واپس چلے جانے کی اجازت

مانس کی تسخیر ۱۹ ستمبر

دی گئی حالانکہ چارلس نہم نے غدارانہ استدعا کی تھی کہ انھیں پارہ پارہ کر دیا جائے لیکن شرائط حوالگی کی خلاف ورزی کر کے شہر کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ یکے بعد دیگرے تمام شہروں

نے اطاعت قبول کرلی اور انھیں باستثنائے شہر میچلن معافی بھی دے دی گئی، اس خوش حال شہر میں آلوا کے حکم سے تین دن تک لوٹ اور غارت گری کا دور دورہ رہا تاکہ وہ ایک نظیر کا کام دے۔ کلیسا اور خانقاہیں سخت بے رحمی کے ساتھ تباہ و برباد کی گئیں اور وحشی سپاہیوں کے ہاتھوں کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دونوں فریقوں کو نقصان پہنچا۔

جنوبی صوبہ جات کی اطاعت

مانس کے قرب و جوار میں کشمکش نے کم از کم شمالی صوبہ جات کو تقویت حاصل کرنے کا موقع دیا، اور رئیس آرنج ہالینڈ کو روانہ ہوا تاکہ مدافعت کی تنظیم عمل میں لائے اب آلوا کی تجویز یہ تھی کہ کوشش کر کے شمال کے اہم شہریوں کو زیر کرلے اور بغاوت کو منتشر کردے۔ اور اس غرض سے دو آگوں کے درمیان غیر متاثر صوبہ جات کو کھڑا کردے یہ کام اس نے اپنے بیٹے ڈان فریڈرک کے تفویض کیا۔ زٹفن کو مسخر کیا گیا اور اس کی متعینہ فوج کو تہ تیغ کیا گیا۔ گلڈرلینڈ اوورسل اور گرونجن کے صوبوں نے اطاعت قبول کرلی اور ڈان فریڈرک مغرب کی طرف ہالینڈ کو روانہ ہوا، جہاں صرف اسٹرڈم ایک ایسا شہر تھا جس پر اسپینی قابض تھے۔ شرائط جوانگی جن کی بنا پر اطاعت قبول کی گئی تھی، کی خلاف ورزی کر کے نارڈن کے قصبے کو منہدم کرنے کے بعد ڈان فریڈرک نے ہارلم کے اہم شہر کا محاصرہ کرلیا۔ یہ شہر اس خاکنائے کی تنگ ترین جگہ پر واقع ہے جو زڈیارزی کو بحر جرمن سے جدا کرتا ہے اور جو اس مقام پر صرف پانچ میل چوڑا ہے۔ اگر اسپینی اس کو مسخر کرلیتے تو ہالینڈ کا شمالی حصہ بالکلیہ جدا ہو جاتا۔

شمال میں ڈان فریڈرک کی نقل و حرکت

محاصرۂ ہارلم۔ ۹ر دسمبر سے ۱۴ر جولائی تک

آلوا نے فوجی چال بازیوں کے نقطۂ نظر سے اس شہر کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کر کے اپنے بیٹے کو جس کی قیادت میں تیس ہزار کا لشکر تھا حکم دیا تھا کہ ہر حالت میں اس کو مسخر کرلیا جائے۔ لیکن یہ کام انتہا درجہ دشوار معلوم ہوتا تھا۔ مشرقی جانب سے شہر کی محافظت ہارلم کے اتھلے تالاب سے ہوتی تھی، اور خشکی کی راہ سے صرف مغربی جانب سے اس تک رسائی ممکن تھی اہل شہر نے زٹفن اور نارڈن کے اس تجربے سے متنبہ ہو کر رحم و کرم کی توقع بے سود ہے آخری دم تک مدافعت کرنے کا

عزم کر لیا اور اگرچہ متعینہ فوج کی تعداد صرف چار ہزار تھی لیکن اسپینیوں کو اس شہر کی تسخیر میں سات مہینے لگے (۹ر دسمبر تا ۱۲ر جولائی) اس محاصرے میں دونوں جانب سے بے رحمیوں اور ظلم و تشدد کا اظہار کیا گیا اور تسخیر کے بعد شہر ایک مسلخ بن گیا اور دو ہزار سے زائد آدمیوں کو انتہا درجے کی بے دردی کے ساتھ تہ تیغ کیا گیا۔
کہا جاتا ہے کہ ہارلم کی تسخیر کی خبر نے فلپ کو بستر مرض سے اٹھا دیا لیکن شہر بھاری قیمت ادا کرنے کے بعد فتح ہوا تھا۔ ڈان فریڈرک کے بارہ ہزار آدمی کام آئے اور فاتحین کے مظالم نے اہل نیدرستان کو شدید تر جدوجہد کے لئے مستعد بنا دیا۔ ہمارے شہر ولیم نے کہا، ایک دوسرے کے ضامن ہیں کہ ہر محاصرے کی مدافعت کریں انتہائی کوشش صرف کر دیں، ہر ممکنہ مصیبت کو برداشت کریں، بلکہ اپنے گھروں کو آگ لگا دیں اور ان کے ساتھ خود بھی جل کر کباب بن جائیں، لیکن اس بے رحم ظالم کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کریں۔ واقعی کہا جا سکتا ہے کہ ہالینڈ کی خود مختاری ہارلم کی مدافعت کی بدولت حاصل کی گئی۔ اس شہر کی تسخیر کے پندرہ دن بعد سپاہیوں نے بڑھی ہوئی تنخواہ کی خاطر برافروختہ ہو کر غدر کر دیا۔ انھیں یہ وعدہ کر کے سمجھایا گیا کہ اگر وہ الکمار کے شہر کو مسخر کریں تو اس کا مال غنیمت انھیں دے دیا جائے گا۔ لیکن وہ اس میں ناکام رہے اور تاریخ ۱۱ر اکتوبر انگیزن سے پرے آلوا کو اپنے بیڑے کی تباہی کی بدولت زبردست رکاوٹ برداشت کرنا پڑی۔

انگیزن سے پرے اسپینی بیڑے کی شکست

فلپ نے بغاوت کی سعی بیخ کنی کی ناکامی سے شکستہ دل ہونے اور آلوا کی سخت بے رحمی اور ناقابلیت کے باعث ہر طرف سے ہدف ملامت بننے کی وجہ سے طویل کشمکش و پیچ کے بعد فیصلہ کر لیا کہ اس کی بجائے کسی اور کو مقرر کرے۔ ڈیوک ڈی مڈینا سیلی جون ۱۵۷۲ء سے نیدرستان میں تھا، لیکن چونکہ اس نازک موقع پر حاکموں کا بدلنا دانشمندی کے خلاف تھا اس لئے وہ اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے سے احتراز کرتا رہا اور اگست ۱۵۷۳ء تک آلوا کے نظم و نسق پر بالکل غیر دوستانہ نکتہ چینی کرتا رہا، اور اس کے بعد وہ اسپین واپس ہو گیا تاکہ

ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرے جو انہیں صدا و صند انتقام کے مسلک کو مردود ٹھیراتے تھے بالآخر ۱۷ نومبر کو جدید لفٹنٹ گورنر ڈان لوئی ڈی ریکیسنس کرنیڈ گرنیڈ راف سانٹیاگو برسلز میں وارد ہوا آلوا اس ملک سے روانہ ہوا اور اس سے سخت نالاں تھا جیسا کہ بادشاہ کی خوشنودی تک حاصل کرنے سے قاصر رہا اور کبھی لک

آلوا کی جگہ میں ریکیسنس کا تقرر ۱۷ نومبر ۱۵۷۳ء

پراٹسٹنٹ مذہبی علما اور عوام کی عالمگیر نفرت و خفارت کا مرکز بن گیا تھا اس کی حکومت کا ظلم و ستم اور اس کی بے رحمی و خونخواری درجۂ یقین سے بھی زیادہ تھی ہر نوعیت کی اذیت و تکلیف جس کو جدت طرازی پیدا کر سکتی ہے۔ مجرمین کو پہنچائی جاتی تھی اور جلادانہ اور شیطانی ظلم و استبداد کے مجسمے کی حیثیت سے ہمیشہ تاریخ میں زندہ رہے گا۔ تاہم کم از کم اتنا اعتراف کرنا چاہئے کہ اس نے جو مسلک اختیار کیا تھا۔ ناکامی سے قطع نظر کرتے ہوئے ہر طرح سے فلپ کے دلی منشاء کے مطابق تھا اور وہ کم از کم جنوبی صوبوں میں شاہی اقتدار قائم کرنے میں کامیاب رہا۔

جدید گورنر جنرل نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ آلوا کی عام انسدادی کارروائیوں کے سلسلے کو ترک کر دے گا اور کوشش کرکے مفاہمت پسندانہ کارروائیوں سے ہیدرستان کو واپس لے لے گا۔ تاہم ضرورت کے اعتبار سے اس کی توجہ فوجی کارروائیوں کی طرف مبذول ہوئی۔ شمال میں وطن پرستوں کے مقاصد میں کامیابی حاصل ہو رہی تھی ۲۱ فروری ۱۵۷۴ء کو مانڈریگن کو جو مڈلبرگ کے اہم شہر کی مدافعت کر رہا تھا شہر کی تسخیر پر مجبور کیا گیا اور

سنہ ۱۵۷۴ء کے فوجی واقعات مڈلبرگ کی تسخیر ۲۱ فروری۔ موک ہائیڈ کی شکست ۱۴ اپریل لیڈن کا محاصرہ نومبر ۱۵۷۳ء تا ۳ اکتوبر ۱۵۷۴ء

اس طرح کا مل جزیرہ والکرین جو شلٹ کے دونوں دہانوں کی حفاظت کرتا ہے بالآخر اسپین کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور شہر لیڈن جس کا محاصرہ نومبر ۱۵۷۳ء سے جاری تھا اب تک ولیم آرنج کے حق میں مدافعت کر رہا تھا۔ لیکن دریائے میوز پر موک ہائیڈ کی ہولناک تباہی کی بدولت شمال کی کامیابیاں بے رونق ہو گئیں (۱۴ اپریل ۱۵۷۴ء) یہاں ناساو کے لوئی نے اپنے بھائی سے جا ملنے کے لئے جرمن اور فرانسیسی بھرتی فوج

کی سرکردگی میں جو کوشش کی تو اس کو اسپینی جنرل سانکوڈی آویلیا کے ہاتھوں شکست فاش نصیب ہوئی۔ خود لوئی اپنے بھائی کونٹ ہنری اور الکٹر پالیٹن کے بیٹے ڈیوک کرسٹافر کے ساتھ مارا گیا لوئی (بیٹر ڈ بند رستان) کے انتقال سے ولیم کو سخت صدمہ پہنچا جس کے تین بھائی میدان کارزار میں کام آچکے تھے اور یکیسنس نے فاتح سپاہیوں کے شدید غدر کو بمشکل دفع کر کے لیڈن کو دوبارہ محاصرہ کر لینے کا حکم دیا (۲۶ رمئی ۱۵۷۴ء) جس کو لوئی کی پیش قدمی کی وجہ سے ترک کر دیا گیا تھا۔ ایکیسنس کی رائے میں بغاوت کو مذہب سے بہت کم تعلق تھا۔ لہذا اس نے باستثنا ے چند ان سب کو عام معافی دینے کا وعدہ کیا جو کیتھولک کلیسا میں لوٹ آئیں اگرچہ سپہ سالار اعظم (Grand Commander) کا یہ خیال شورش کے ابتدائی اسباب و علل سے متعلق صحیح تھا، لیکن شمالی صوبہ جات میں بہرکیف حالات بدل چکے تھے۔ اُن کی مذہبی اور سیاسی بے اطمینانی باہم ایک ہو رہی تھی اور ۱۵۷۲ء کے گرما میں ولیم نے وطن پرستوں کے ان مظالم کی شکایت کی تھی جو انھوں نے پادریوں اور درویشوں پر ڈھائے تھے۔ لہذا گورنر جنرل کے شرائط کو مسترد کر دیا گیا اور یہ شورش مچاتے ہوئے کہ پاپا کے دوستوں سے ترک بہتر ہیں، مسیحی ہونے سے موت بہتر ہے، لیڈن کے شہریوں نے آخری دم تک مدافعت کی ٹھان لی۔ موکرہائیڈ کی شکست کی وجہ سے خشکی کی راہ سے امداد پہنچنے کے تمام توقعات پر پانی پھر گیا تاہم تری کا راستہ باقی تھا، لیکن یہ درحقیقت پندرہ میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس لئے پشتوں کو کاٹا گیا اور ایک طویل اور اضطراب انگیز تاخیر کے بعد ہوا کا رخ شمال مغربی جانب بدلا اور ۱۸ رستمبر اور ۱ر و ۲ر اکتوبر کو دو شدید آندھیوں کے باعث سمندر کا پانی زمین پر چڑھ آیا، جس کی بدولت امیر البحر بائسٹ کا بیڑہ نزدیک تک رسائی حاصل کر سکا۔ اسپینی جن کی قیادت والڈیس کر رہا تھا اس جدید دشمن کی پیش قدمی سے گھبرا کر بھاگ نکلے اور شہر بچا لیا گیا (۳ر اکتوبر)۔

لیڈن کی نجات نے جو جنگ کی سب سے زیادہ درخشاں کامیابی تھی (اور ایک ایسی کامیابی جس کی یادگار میں ایک جامعہ کی بنیاد رکھی گئی) ثابت کر دیا کہ گو اسپینی

---

[1] اڈالف ہیلی گر لو میں کام آیا ۱۵۶۸ء

خشکی کی راہ سے فتح کر سکتے ہیں۔ لیکن جہاں جہاں جہاز پہنچ سکتا ہے وہاں وہ "بحری فقیروں" کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جس زمانے میں لیڈن کا محاصرہ جاری تھا ایکینس جنوبی

برابانٹ کے اسٹیٹوں کے اجلاس جون ۱۵۷۴ء

صوبہ جات کو منانے اور ان سے دوستی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رجون کو برابانٹ کے اسٹیٹوں (طبقات) کی ایک مجلس برسلز میں منعقد کی گئی۔ بادشاہ کے مندرجہ بالا معافی نامہ کی اشاعت کی گئی اور مجلس خون اور دس پینی کے محاصل کی تنسیخ کا وعدہ کیا گیا۔ اسٹیٹ (طبقات) اس سے مطمئن نہیں ہوئے اور اسپینی افواج کی روانگی، عہدوں سے غیر ملکیوں کی علحدگی اور شہروں کے لئے بلدیاتی امتیازات کا مطالبہ کیا مذکورہ رقم نہایت تنگ دلی اور بخالت کے ساتھ شہروں سے ادا کی جاتی تھی ایکینس کو ان مطالبات کے ادا کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ اس لئے جنوب میں اقتدار شاہی کی کامل بحالی کو ملتوی کر دینا پڑا۔ اب یہ متبادل رہ گیا تھا کہ ولیم اور شمالی صوبوں کے ساتھ صلح کر لی جائے۔ اس غرض سے گزشتہ خزاں ہی سے گفت و شنید شروع ہو گئی تھی اور بالآخر مارچ ۱۵۷۵ء میں ایک کانفرنس بمقام بریڈا منعقد کی گئی۔ طبقات ہالینڈ و زیلینڈ سے جو کمشنر مقرر کئے گئے تھے

کانفرنس بریڈا مارچ تا جولائی ۱۵۷۵ء

انھوں نے مطالبہ کیا کہ اسپینیوں کو فوراً برطرف کر دیا جائے، تمام صوبہ جات سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو طلب کیا جائے اور کالوینی خیالات کے ساتھ رواداری برتی جائے۔ شاہی کمشنروں نے یہ شرط پیش کی کہ اگر رئیس آرنج جرمن اور دیگر عام اجورہ دار سپاہیوں کو اپنی خدمت سے نکال دے تو اجنبی سپاہیوں کو بھی برطرف کیا جائے گا۔ لیکن انھوں نے مطالبہ کیا کہ بادشاہ کی دستخطی ضمانت اور شہنشاہ کی اس ضمانت کے جواب میں کہ شاہی مواعید کو برقرار رکھا جائے گا۔ رئیس آرنج کفیلوں کو پیش کرے اور بعض اہم ترین شہروں کو جو اس کے قبضے میں تھے حوالے کر دے۔ لیکن اس کی توقع نہیں تھی کہ ولیم مؤثر ذرائع مدافعت سے خود کو محروم کر دے گا، اور ان شرایط پر اتفاق اور سمجھوتہ ہونا غیر متوقع تھا۔ خواہ مذہبی دشواری ناقابل التنوع مزاحمت نہ بھی پیش کی ہوتی۔ شاہی کمشنروں نے بس اتنا کیا کہ جو لوگ کیتھولک کلیسا کو عود کرنا نہیں چاہتے انھیں اپنی جائداد فروخت کر کے ترک وطن کر دیں۔ ایکینس نے ان شرائط پر صلح سے مایوس ہو کر فلپ کو یہ عجیب مشورہ دیا تھا کہ ہندوستان کو ایک ایسے فرمانروا کے تفویض کر دیا جائے

جس کو رواداری برتنے میں اس قدر تردد نہ ہو۔ اس نے لکھا کہ پیڈمنٹ کے معاوضے میں سیوے کے ڈیوک یا فلپ کے دوسرے بیٹے کو نیدرستان حوالے کر دیا جائے' میرے بیٹے کو ہرگز نہیں' فلپ نے مراسلے کے حاشیے پر لکھ بھیجا' میں اس کو گوارا کروں گا کہ وہ ملحد بننے کی بجائے مفلس و نادار رہے' اور اس نے ایکسینس کے جواب میں یہ مشورہ دیا کہ آبادی یہ آخری نصیحت مناسب ہے کہ جو شہر قبضے میں نہ آ سکیں ان کو جلا کر خاکستر بنا دیا جائے اور اس کے بعد اس رئیس کے متبعین کو خفیہ طور پر اغوا دینے لگا۔ کہ اپنے آقا کو قتل کر کے بادشاہ سے معافی حاصل کریں۔ اور اس کے بعد پھر ایک طویل مدت کے لئے فلپ پر خاموشی طاری رہی۔

ان حالات میں صلح و امن صاف طور پر ناممکن تھا۔ جولائی ۱۵۷۵ء میں گفت و شنید منقطع ہو گئی اور ایکسینس نے افسردہ دلی' غدار سپاہ' خالی خزانہ اور تباہ شدہ شہرت و نیک نامی کے ساتھ مزید جنگی کارروائیوں کی تیاری شروع کی۔

اس اثناء میں ہالینڈ اور زیلینڈ نے اتحاد قائم کرنے اور حکومت کی تنظیم جدید عمل میں لانے کی نسبت تدابیر اختیار کیں۔ کچھ دنوں سے برگرنوابوں میں یہ میلان پیدا ہو گیا تھا کہ رئیس آرنج کے اختیارات پر قیود عائد کئے جائیں۔ لیکن اس نے ان شرائط کے تحت حکمرانی کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا جون ۱۵۷۵ء میں ملک کی مدافعت سے متعلق تمام معاملات

رئیس آرنج کے اختیارات میں اضافہ

میں مکمل اقتدارات دئے گئے لیکن رقمی معاملات کا اقتدار طبقات کے لئے محفوظ تھا مجسٹریٹوں اور دیگر عہدہ داروں کو طبقات کی جانب سے پیش کردہ فہرست میں سے نامزد کرے طبقات نے اس سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ رومن مذہب' کی علانیہ تعمیل کو روکا جائے۔ ولیم نے اصرار کیا ان الفاظ کے عوض 'کسی مذہب کو جس کو انجیل سے اختلاف ہو' داخل کئے جائیں۔ یہ فقرہ خواہ مرمہ شکل ہی میں کیوں نہ ہو صاف بتائے دیتا ہے کہ مذہبی قضیہ آگے قدم بڑھاتا جا رہا ہے اور اس مسئلے پر نہ صرف بادشاہ بلکہ ان جنوبی صوبوں کے ساتھ جہاں کیتھولک مذہب طاقتور تھا کسی بھی نوعیت کی مفاہمت دشوار تر ہوتی جا رہی تھی۔ اسی سال ماہ اکتوبر میں طبقات ہالینڈ و زیلینڈ نے زیادہ فیصلہ کن تدابیر اختیار کیں۔

اس وقت تک وہ اعلان کرتے رہے کہ شاہ فلپ کی وفادار رعایا ہیں، لیکن اب انھوں نے فیصلہ کر لیا کہ بادشاہ کو خیرباد کہہ کر کسی اور رئیس کی فرمانروائی تلاش کی جائے۔ لیکن ان کی جد و جہد کامیاب نہیں رہی۔ ایلزبتھ نے جس کو سب سے پہلی مرتبہ فرمانروائی پیش کی گئی اپنا عادتی کھیل کھیلنا شروع کر دیا اس لئے ان کی استدعا کو شفقت و عنایت کے ساتھ سماعت کیا، انھیں اجازت دی کہ انگلستان سے سامان اسلحہ خریدیں اور اجورہ دار سپاہی اپنے ذاتی مصارف سے لیجائیں۔ لیکن آقائی کے مسئلے میں اس لئے اپنا فیصلہ اس وقت تک کے لئے محفوظ رکھا جب تک کہ وہ ان کے اور اُن کے بادشاہ کے مابین سمجھوتہ کرانے کے لئے اپنی پوری قوت صرف نہ کر دے، (اپریل ۱۵۷۶ء) فرانسیسی دربار میں ڈیوک دی النکن کو فرمانروائی پیش کی گئی جو مساوی طور پر ناکام رہی۔ جس اثناء میں یہ لاحاصل گفت و شنید جاری تھی شمالی زیلینڈ کے وطن پرستوں کو سخت مصائب برداشت کرنے پڑے ان تین جزائر۔ تھولن ڈیولینڈ اور شوون کے منجملہ جو شلٹ اور لیوز کے شمالی مخرج کے مابین واقع تھی بالآخر صرف ایک اسپینیوں کے قبضے میں رہ گیا تھا۔ ستمبر ۱۵۷۵ء

مانڈیگن جزائر ڈیولینڈ اور شوون حاصل کرتا ہے اکتوبر ۱۵۷۵ء تا جون ۱۵۷۶ء

مانڈیگن کی قیادت اور بحری بیڑے کی تائید میں ڈیولینڈ پر حملہ کیا گیا جس کو اکتوبر میں مسخر کیا گیا اس کے بعد سوون کے ساحل پر افواج کو اتارا گیا۔ اور شہر زیرکزی کا محاصرہ کر لیا گیا جو جون ۱۵۷۶ء میں مفتوح ہو گیا۔ مانڈیگن کی اس بہادرانہ مہم کی بدولت زیلینڈ کا جزائری صوبہ دو حصوں میں منقسم ہو گیا اور شلٹ کا شمالی مخرج پر اقتدار قائم ہو گیا۔

اس عارضی کامیابی کے دوران میں ایکیسنس کا بخار سے جس میں اس کی خدمت کے افکار نے اور بھی اضافہ کر دیا تھا اچانک انتقال ہو گیا (۵ر مارچ)

ایکیسنس کا انتقال ۵ر مارچ ۱۵۷۶ء اور آٹھ ماہ تک خلوئے جائداد

فلپ نے اس کے جانشین کا آخری فیصلہ کرنے کرتے کئی مہینے گزار دئے اس اثناء میں مجلس نظمیہ نے حکومت کا کام انجام دیا۔ قدیم ارکان میں سے صرف ایرشاٹ کا ڈیوک، کونٹ برلیمانٹ

اور وگلیس باقی رہ گئے تھے۔ ان پر متعدد اہل نیدرستان اور ایک اسپینی
جرومی ڈی روڈا کا اضافہ کیا تھا اور ایک جرمن کونٹ منسفلڈ کو اعلیٰ فوجی قیادت
تفویض کی گئی۔ اگرچہ مجلس نظمیہ اس طرح بالکلیہ ملکی ارکان پر مشتمل تھی تاہم اس کا
نظم و نسق اب بھی غیر معروف تھا۔ ایرشاٹ خفیہ طور پر ولیم کا شریک تھا بقیہ دو اسپانی
ارکان کارڈینل گرینویل سے متعلق تھے اور ان کے علاوہ ویگلیاٹ مجلس خون کا ایک
جج بھی رہ چکا تھا سلک میں کامل رد و بدل کے لئے غلبۂ آراء کی خواہش کے باوجود
مجلس میں افتراق پیدا ہوگیا۔ مجلس میں قابلیت تھی اور نہ خزانے میں روپیہ ان سب
پر طرہ یہ کہ وہ اسپینی افواج کی تنظیم و ترتیب قائم رکھنے سے قاصر رہے۔ جونہی
زیرزک مسخر ہوا (۲ جون) سپاہ نے تقاضائے تنخواہ کے لئے غضبناک ہو کر پھر
غدر مچا دیا اور ماندریگن کے ساتھ بیوفائی کرکے زیلینڈ سے برابانٹ کو روانہ ہوگئے
(۱۵ جولائی) یہ غدر سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا فلینڈرس میں آلاسٹ کو مسخر کرلیا
گیا۔ اس سے اس قدر غیظ و غضب اور خوف و ہراس پیدا ہوگیا کہ طبقات برابانٹ
جو برسلز میں اجلاس کررہے تھے اپنی حفاظت آپ کرنے کے منشاء سے تدابیر اختیار
کرنے لگے۔ ۲۶ جولائی کو انھوں نے لرزہ براندام مجلس نظمیہ کو مجبور کیا کہ غداروں
کے خلاف ایک حکم جاری کیا جائے اس کے بعد انھوں نے شہر میں داخل شدہ سپاہیوں

اسپینی سپاہ کی شورش جولائی ۱۵۷۶ء

کو تخویف کی اور سپاہیوں کو فراہم کرکے بالآخر اہل شہر کو خود
مجلس کے ارکان کو گرفتار کرلیا اس فعل نے سپاہیوں کو اور
مشتعل کردیا۔ عہدہ دار جو منسفلڈ کے تقرر پر پہلے ہی سے
رشک کررہے تھے اب باستثنائے چند سب کے سب غدار سپاہ سے مل گئے۔ جن
میں زیادہ خصوصیت کے ساتھ سانکو ڈی اویلا قابل ذکر ہے جو اینٹورپ کی گڑھی
کا کماندار تھا۔ متعدد جرمن اور والون اجورہ دار سپاہی بھی جا ملے اور ڈی روڈا
برسلز سے اینٹورپ کو بھاگ نکلا اور خود کو بادشاہ کا واحد قائم مقام بتاتے ہوئے
کھلم کھلا ڈی اویلا کی تائید کرنے لگا۔ اب جنوب میں قریب قریب تمام اہم شہروں
گڑھیاں باستثنائے برسلز شورشیوں کے ہاتھ میں آگئیں اور اکثر صورتوں میں تو
خود شہروں کو مسخر کرلیا گیا جن کے باشندوں کے ساتھ نہایت بے رحمانہ سلوک

روا رکھا گیا۔ اسی اثناء میں آرنج کو کوشش کر کے جنوبی صوبوں کو اپنا حامی بنانے کا موقع ہاتھ آگیا۔ اگرچہ کچھ دنوں سے شمال اور جنوب کے مابین مذہبی اختلافات نمایاں ہونے لگے تھے لیکن کم از کم اجنبیوں اور خاص کر اجنبی سپاہیوں کو نکال باہر کرنے اور اپنے سیاسی امتیازات کی دوبارہ تصدیق کرنے کی خواہش مشترک محرک کی بنا پر درخواست کرتے ہوئے ان سے اصرار کیا کہ تمام اختلافات دور کر دئیے جائیں اور سب کے سب ہم دل اور ہم خیال ہو کر ملک کے نجات دلانے میں مصروف عمل ہو جائیں اس کے پر اثر الفاظ سے جوش میں آکر جنوبی صوبوں کے وفد وسط اکتوبر میں گھنٹ میں نمودار ہوئے تاکہ شمالی طبقات سے روانہ کردہ نمایندوں کے ساتھ گفت و شنید کریں۔ ان کی کانفرنس ابھی شروع ہوئی ہی تھی کہ ارباب شورش کا تشدد انتہا درجے کو پہنچ گیا۔ ۴ نومبر کو الاسٹ کی سپاہ نے اینٹورپ کی طرف پیش قدمی کی اور ڈی آویلا کے ساتھ شامل ہو کر جرمن اور والون دستوں پر جو اس شہر پر قابض ہونے کے لئے طبقات برابانٹ کی جانب سے روانہ کئے گئے تھے غالب آگئے اور سینٹ ایاگو، اسپین، آگ، قتل اور غارت کا نعرہ لگاتے ہوئے شہر پر سخت ترین انتقام نازل کیا۔ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ ملکی اور اجنبی، عورت اور مرد۔ غریب اور تونگر ہر شخص پر بلا امتیاز حملہ کیا گیا۔ آٹھ ہزار آدمی تہ تیغ کئے گئے۔ بہترین عمارات نذر آتش ہو گئیں۔ ایک کروڑ بیس لاکھ کی جائداد یا تو تباہ کی گئی یا لوٹ لی گئی اور اینٹورپ جو نیدرستان کا سب سے زیادہ دولتمند شہر اور یورپ کے زینت بخش شہروں میں داخل تھا۔ عالم عیسائیت کا سب سے زیادہ ویران و بے چراغ شہر ہو گیا۔

شورشیوں نے اینٹورپ تباہ و برباد کر دیا۔

اینٹورپ کی بربادی نے کم از کم ولیم کی اغراض کو فائدہ پہنچایا۔ ۸ نومبر کو شمالی اور جنوبی صوبوں کے نائبین نے جو اسی شہر میں جمع ہوئے تھے صلح گھنٹ پر دستخط کئے۔ اس مشہور عہد نامہ کی رو سے سمجھوتہ یہ کیا گیا کہ ہر حالت میں اور ہر خطرے کو گوارہ کر کے اسپینیوں کو نیدرستان سے خارج کر دیا جائے۔ اور تحفظ عامہ اور آئندہ حکومت کی نسبت تدابیر اختیار کرنے کی غرض سے تمام صوبہ جات سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو طلب کیا جائے

صلح گھنٹ ۸ نومبر ۱۵۷۶ء

رئیس آرنج، ہالینڈ اور زیلینڈ۔ ہر مجسٹی کا بدستور لفٹننٹ، امیر البحر، اور سپہ سالار رہے۔ صوبہ جات کے مابین تجارت اور رسل و رسائل کی آزادی حاصل رہے۔ تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ اور تمام قرق جائدادیں واپس کر دی جائیں۔ الحاد کے خلاف تمام اشتہارات اور تمام فرامین اس وقت تک کے لئے روک دئے جائیں جب تک کہ مجلس طبقات اس امر میں تصفیہ نہ کرے۔ لیکن ہالینڈ اور زیلینڈ کے باہر کیتھولک مذہب پر کبھی حملہ نہ کیا جائے اگر شمال میں صدر اسقف اور مذہبی علماء کی جائدادیں چھین لی جائیں تو ایسا بغیر مراعات کے نہ کیا جائے۔ آخر میں یہ کہ جب تک کوئی صوبہ وفادار اور پابند نہ ہو اس وقت تک اس عہدنامہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں صلح گھنٹ کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا! ور اگرچہ مذہبی دشواری بجائے حل ہونے کے ملتوی کر دی گئی۔ اس امر کی توقع تھی کہ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ باہمی رواداری کے اساس پر بالآخر اسپینی حکومت کا جوا اُتار پھینکنے کے لئے متحد ہو جائیں گے۔ ابتدا میں اس صلح پر بہت اتفاق کے ساتھ عمل کیا گیا۔ ۱۱ر نومبر کو اسپین کی متعینہ فوج نے گھنٹ کی گڑھی حوالے کر دی۔ والنسینس کی گڑھی جرمن سپاہ سے خریدی گئی اور اسی موقع پر مانڈرگن نے جزائر شووں اور ڈیویلینڈ کو خیرباد کہہ دیا۔ تمام زیلینڈ باستثنائے تھولن اسپینی حکومت سے آزاد ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصے بعد قوم پرست جماعت نے فریسلینڈ اور گرونجن کو دوبارہ حاصل کر لیا اور جنوری ۱۵۷۷ء میں اتحاد برسلز (Pacification of Ghent) کی توثیق کر دی۔ یہ ایک ایسا اتحاد تھا جس پر باستثنا ے لکزمبرگ ہر صوبہ سے کثیر تعداد میں دستخط کئے گئے۔

وطن پرستوں کی کامیابیاں

اسی اثناء میں جدید گورنر پہنچ چکا تھا۔ اینٹورپ کے قتل عام کے ایک دن قبل اور عہدنامہ گھنٹ کے چار روز قبل آسٹریہ کا ڈان جان جو چارلس پنجم کا ناجائز بیٹا تھا لکزمبرگ میں داخل ہوا اور اس نے ایک مور غلام کے لباس میں فرانس کو عبور کیا تھا۔ فلپ نے بالآخر ارادہ کر لیا کہ اس طوفان کے آگے سر تسلیم خم کر دے اس کو توقع تھی کہ مفاہمت اور سمجھوتے کی نمایش کر کے اور حکومت کو اس حالت پر قائم کر کے جس پر کہ وہ چارلس پنجم کے انتقال کے وقت تھی پھر تاج کے اقتدار کو برقرار

اسٹریا کا ڈان جان لکزمبرگ پہنچتا ہے۔ ۳ر نومبر ۱۵۷۶ء

روا رکھا گیا۔ اسی اثناء میں آرنج کو کوشش کرکے جنوبی صوبوں کو اپنا حامی بنانے کا موقع ہاتھ آگیا۔ اگرچہ کچھ دنوں سے شمال اور جنوب کے مابین مذہبی اختلافات نمایاں ہونے لگے تھے لیکن کم از کم اجنبیوں اور خاص کر اجنبی سپاہیوں کو نکال باہر کرنے اور اپنے سیاسی امتیازات کی دوبارہ تصدیق کرنے کی خواہش مشترک محرک کی بنا پر درخواست کرتے ہوئے ان سے اصرار کیا کہ تمام اختلافات دور کر دئیے جائیں اور سب کے سب ہم دل اور ہم خیال ہو کر ملک کے نجات دلانے میں مصروف عمل ہو جائیں اس کے پر اثر الفاظ سے جوش میں آکر جنوبی صوبوں کے وفد وسط اکتوبر میں گھنٹ میں نمودار ہوئے تاکہ شمالی طبقات سے روانہ کردہ نمایندوں کے ساتھ گفت و شنید کریں۔ ان کی کانفرنس ابھی شروع ہوئی ہی تھی کہ ارباب شورش کا تشدد انتہا درجے کو پہنچ گیا۔ ۴ نومبر کو الاسٹ کی سپاہ نے اینٹورپ کی طرف پیش قدمی کی اور ڈی آویلا کے ساتھ شامل ہو کر جرمن اور والون دستوں پر جو اس شہر پر قابض ہونے کے لئے طبقات برابانٹ کی جانب سے روانہ کئے گئے تھے غالب آگئے اور سینٹ ایاگو، اسپین، آگ، قتل اور غارت کا نعرہ لگاتے ہوئے شہر پر سخت ترین انتقام نازل کیا۔ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ ملکی اور اجنبی، عورت اور مرد۔ غریب اور دیگر ہر شخص پر بلا امتیاز حملہ کیا گیا۔ آٹھ ہزار آدمی تہ تیغ کئے گئے۔ بہترین عمارات نذر آتش ہوگئیں۔ ایک کروڑ بیس لاکھ کی جائداد

شوریوں نے اینٹورپ تباہ و برباد کر دیا۔

یا تو تباہ کی گئی یا لوٹ لی گئی اور اینٹورپ جو نیدرستان کا سب سے زیادہ دولتمند شہر اور یورپ کے زینت بخش شہروں میں داخل تھا۔ عالم عیسائیت کا سب سے زیادہ ویران و بے چراغ شہر ہو گیا۔ اینٹورپ کی بربادی نے کم از کم ولیم کی اغراض کو فائدہ پہنچایا۔ ۸ نومبر کو شمالی اور جنوبی صوبوں کے نائبین نے جو اسی شہر میں جمع ہوئے تھے صلح گھنٹ پر دستخط کئے۔ اس مشہور عہد نامہ کی رو سے سمجھوتہ یہ کیا گیا کہ ہر حالت میں اور ہر خطرے کو گوارہ کرکے اسپینیوں کو نیدرستان سے خارج کر دیا جائے۔ اور تحفظ عامہ

صلح گھنٹ ۸ نومبر ۱۵۷۶ء

اور آئندہ حکومت کی نسبت تدابیر اختیار کرنے کی غرض سے تمام صوبہ جات سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو طلب کیا جائے

رئیس آرنج، ہالینڈ اور زیلینڈ۔ ہر محبسی کا بدستور لفٹننٹ، امیر البحر، اور سپہ سالار رہے۔ صوبہ جات کے مابین تجارت اور رسل و رسائل کی آزادی حاصل رہے۔ تمام قیدیوں کو رہا کردیا جائے۔ اور تمام قرق جائدادیں واپس کردی جائیں۔ الحاد کے خلاف تمام اشتہارات اور تمام فرامین اس وقت تک کے لئے روک دئیے جائیں جب تک کہ مجلس طبقات اس امر میں تصفیہ نہ کرے۔ لیکن ہالینڈ اور زیلینڈ کے باہر کیتھولک مذہب پر کبھی حملہ نہ کیا جائے اگر شمال میں صدر اسقف اور مذہبی علماء کی جائدادیں چھین لی جائیں تو ایسا بغیر مراعات کے نہ کیا جائے۔ آخر میں یہ کہ جب تک کوئی صوبہ وفادار اور پابند نہ ہو اس وقت تک اس عہدنامہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ہندرستان کے طول وعرض میں صلح گھنٹ کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا! ور اگرچہ مذہبی دشواری بجائے حل ہونے کے ملتوی کردی گئی۔ اس امر کی توقع تھی کہ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ باہمی رواداری کے اساس پر بالآخر اسپینی حکومت کا جوا اتار پھینکنے کے لئے متحد ہو جائیں گے۔ ابتدا میں اس صلح پر بہت اطمینان کے ساتھ عمل کیا گیا۔ ۱۱ر نومبر کو اسپین کی منتعینہ فوج نے گھنٹ کی گڑھی حوالے کردی دالنسینس کی گڑھی جرمن سپاہ سے خریدی گئی اور اسی موقع پر مانڈریگن نے جزائر شوون اور ڈیویلینڈ کو خیرباد کہہ دیا۔ تمام زیلینڈ باستثنائے تھولن اسپینی حکومت سے آزاد ہوگیا۔ اس کے کچھ عرصے بعد قوم پرست جماعت نے فریسلینڈ اور گرونجن کو دوبارہ حاصل کرلیا اور جنوری ۱۵۷۷ء میں اتحاد برسلز (Pacification of Ghent) کی توثیق کردی۔ یہ ایک ایسا اتحاد تھا جس پر باستثنائے لکزمبرگ ہر صوبہ سے کثیر تعداد میں دستخط کئے گئے۔

وطن پرستوں کی کامیابیاں

اسی اثناء میں جدید گورنر پہنچ چکا تھا۔ اینٹورپ کے قتل عام کے ایک دن قبل اور عہدنامہ گھنٹ کے چار روز قبل آسٹریہ کا ڈان جان جو چارلس پنجم کا ناجائز بیٹا تھا لکزمبرگ میں داخل ہوا اور اس نے ایک مور غلام کے لباس میں فرانس کو عبور کیا تھا۔ فلپ نے بالآخر ارادہ کرلیا کہ اس طوفان کے آگے سر تسلیم خم کردے اس کو توقع تھی کہ مفاہمت اور سمجھوتے کی نمائش کرکے اور حکومت کو اس حالت پر قائم کرکے جس پر کہ وہ چارلس پنجم کے انتقال کے وقت تھی پھر تاج کے اقتدار کو برقرار

آسٹریا کا ڈان جان لکزمبرگ پہنچتا ہے۔ ۳ر نومبر ۱۵۷۶ء

کر دے گا اور کیتھولک مذہب پر بالکلیہ عمل شروع کیا جائے گا۔ اور اس طرح پھر نیدرستان کی اطاعت حاصل کی جائے گی۔ اس مسلک کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ڈان جان نہایت موزوں معلوم ہوا۔ غرناطہ کی موری بغاوت کے دفیعے کی بدولت حاصل شدہ عظیم الشان لیکن کسی قدر غیر واجبی شہرت فتح لیپانٹو، شہنشاہی خاندان، اس کے دلاویز اخلاق نے اس کو ہر دلعزیز بنا دیا تھا، جوان بختی کے ساتھ انتیس سال کی عمر میں جوش عمل کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔[1] اس کی حرص عالی مقصدی نیدرستان تک محدود نہیں تھی۔ وہ اس امر کا خواب دیکھ رہا تھا کہ وہاں کی کی مشکلات کا عاجلانہ تصفیہ کرنے کے بعد بانوئے انگلستان کی ایلزبتھ سے شادی کرے گا یا بصورت دیگر اس ملحد ملکہ کو زیر کر کے میری ملکہ اس کاٹلینڈ کے شوہر کی حیثیت سے انگلستان کے تخت و تاج کا مالک بن بیٹھے گا۔ لیکن اس کو بہت جلد تجربے نے بیدار کر دیا۔ اس کو لکڑ مبرگ تک چھوڑنے کی جرات نہیں ہوئی، اور وہیں سے مجلس طبقات کے ساتھ گفت و شنید کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس مجلس نے رئیس آرنج کے انتباہ کی بنا پر کہ مواعید پر اعتماد نہ کیا جائے اپنی اطاعت کی قیمت کے طور پر ذیل کی مراعات طلب کیں۔ (۶ر دسمبر ۱۵۷۶ء) ؛ اسپینی افواج فوراً ہٹا دی جائیں، تمام قیدی رہا کر دئے جائیں، اور عہد نامہ گھنٹ کی توثیق کی جائے ان میں سے کم از کم ایک رعایت یعنی اسپینی افواج کی واپسی کے لئے ڈان جان راضی تھا۔ لیکن انگلستان پر چڑھائی کرنے کی تجویز کے بموجب اس کی یہ خواہش تھی کہ افواج بحری راستے سے جائیں اور یہ کہ اس کے مقصد کے لئے جہاز فراہم کئے جائیں۔ طبقات اس تجویز سے بے خبر ہونے کے باعث شبہ کرنے لگے کہ شاید آئندہ نیدرستان پر حملہ کیا جائے گا اور اصرار کرنے لگے کہ افواج خشکی کی راہ سے روانہ ہوں۔ فلپ نے فوری صفائی حاصل کرنے کی تائید کی اور ڈان جان نے

دوامی فرمان ۱۷ر فروری ۱۵۷۷ء

انگلستان کی مجوزہ چڑھائی کو ترک کرنے پر مجبور ہو کر ۱۷ر فروری ۱۵۷۷ء کو دوامی فرمان پر دستخط کر دے جس کی رو سے اسپینی سپاہ کو بری راستہ سے روانہ ہونا، اور دونوں جانب سے اسیروں کو

[1] لیکن بعض ڈان جان کی پیدائش کی تاریخ دو سال قبل یعنی ۱۵۴۵ء مقرر کرتے ہیں۔

رہا کرنا پڑا۔ تمام امتیازات و مناشیر کی توثیق کرنی اور چارلس پنجم کے زمانے کی طرح مجلس طبقات کے اجلاس طلب کرنے پڑے۔ ان شرائط پر باغی صوبہ جات نے ڈان جان کو گورنر جنرل کی حیثیت سے تسلیم کر لینے، مقبوضہ گڑھیوں کو حوالہ کرنے، اپنی افواج کو منتشر کر دینے اور کیتھولک مذہب برقرار رکھنے کا حلف اٹھانے کا وعدہ کیا۔

ڈان جان کا داخلہ برسلز میں یکم مئی ۱۵۷۷ء

اسپینی فوجیں اواخر اپریل میں روانہ ہوئیں اور ڈان جان یکم مئی کو برسلز میں داخل ہوا اور ابتداءً اپنی سفاہانہ حکمت عملی میں اس طرح کامیاب ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اپنی کامیابیوں کی عزت و ناموری کی فہرست میں ایک اور چیز کا اضافہ کرنے والا ہے۔ لیکن اس کوشش کی ذاتی دشواری کے قطع نظر دو مہلک امور سد راہ تھے۔ یعنی ولیم خاموش کی ہشیاری اور چوکسی اور اپنے آقا کے شکوک۔ ولیم دوامی فرمان پر دستخط ہو جانے کی وجہ سے جو اس کی یا اس کے نائبین کی منظوری کے بغیر ہوتے ہوئے پریشان ہو گیا تھا۔ اس کو توقع نہیں تھی کہ ڈان جان اتنی ملائم طبیعت کا ہوگا۔ یا یہ کہ وہ اپنے شرائط واپس لے لے گا۔ ولیم نے راستے میں جن خطوط کو گرفتار کیا تھا ان کی بنا پر اسپینیوں کی صداقت کیشی پر اعتماد نہ کرنے کی کافی وجوہ موجود تھیں، اور وہ جانتا تھا کہ ان شرائط پر صلح کرنا اس کی تباہی کا باعث ہوگا۔ لہذا اس نے فرمان کو تسلیم کرنے یا اس کو صوبہ جات ہالینڈ و زیلینڈ میں شائع کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اب وہ اس کے خلاف تدابیر اختیار کرنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ ادنیٰ طبقات کی جانب متوجہ ہو کر

ولیم دوامی فرمان کو مسترد کر دیتا ہے

ان کی مخالفت کو مشتعل کرنے لگا، انگلستان اور فرانس سے گفت و شنید شروع کر دی اور یہاں تک کہ ڈان جان کو گرفتار کرنے کی سازش کرنے لگا۔ اس کے برخلاف ڈان جان اس رئیس کے قتل کے تجاویز سنتا تھا لیکن فلپ کی مراسلت میں اہل ہندوستان کی نشان میں، شراب خوار اور شراب کے خم کہہ کر بدکلامی کرتا تھا اور اس سے تیاری جنگ پر اصرار کرتا تھا۔ بالآخر ۱۰ر جولائی کو گورنر جنرل نے اپنے سکرٹری اسکوبیڈو کو لیڈرڈ روانہ کیا تاکہ شاہ اسپین کو اس کے خیال سے آگاہ کرے۔ اسی اثناء میں فلپ اپنے سوتیلے بھائی کے ساتھ سخت حسد کرنے لگا۔ اس کو شبہ ہو گیا تھا کہ

فلپ ڈان جان کو مشتبہ نظر سے دیکھتا ہے

ڈان جان حکومت یا تاج اسپین کی نسبت کچھ خیال دل میں رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسا شبہ تھا جس کو اس کا وزیر اور خفیہ مشیر اینٹونیو پریز سوچ سمجھ کر اس کے دل میں پیدا کر رہا تھا لہذا اسکوبیڈو کی نمایندگی کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ڈان جان نے مشورہ یا امداد کے لئے جو فوری التماس کیا تھا اس کا تین مہینوں تک جواب نہیں دیا گیا اور اگلے مارچ میں پریز کے احکام اور فلپ کی چشم پوشی سے خود اسکوبیڈو کو قتل کر دیا گیا۔

نیدرستان میں اختلافات کے اسباب

فی الحقیقت ڈان جان کی تمام دل خوش کن توقعات پر پانی پھر گیا اور ۲۳ ستمبر کو آرنج کا ولیم اٹھارہ سال کے بعد برابانٹ کے دارالحکومت برسلز میں داخل ہوا تو ایسا معلوم ہوا کہ سارا نیدرستان اسپین کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لیکن کامیابی کی قریبی توقعات نے احساسات عدم اتحاد و شخصی رشک وحسد و اسپینی جور و ظلم کی شدت کی وجہ سے دبا دئے گئے تھے از سر نو زندہ ہو گئے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شمالی صوبہ جات حال ہی میں جنوبی صوبوں سے متحد ہوئے تھے۔ جنوبی صوبوں میں جو ہالینڈ اور زیلینڈ سے بالکل قریب واقع تھے ایسے لوگ آباد تھے جو فی الواقع ملتی جلتی نسل کے تھے لیکن جداگانہ زبان فلیمنڈ بولتے تھے۔ لیکن زیادہ جنوبی و مشرقی صوبوں میں رومن خون کی آمیزش زیادہ تھی اور ان کی زبان فرانسیسی تھی نسل و تاریخ ماضیہ کے یہ اختلافات ان لوگوں کے مذہبی رجحانات سے نمایاں ہوتے تھے شمال میں پراٹسٹنٹ اور جنوب میں کیتھولک مذہب غالب تھا اور اب جبکہ اسپین کا خوف گھٹ رہا تھا دونوں جانب سے تنگ نظری کے جذبات ظاہر ہونے لگے۔ اختلاف کے ان اسباب و علل میں جنوبی امراء کی جو زیادہ تر کیتھولک تھے چند سری حکومت کے رشک و حسد کا بھی اضافہ کر دینا چاہئے جو آرنج کے فلپ کی روز افزوں اہمیت اور اس کے جمہوری میلانات کے باعث پیدا ہو گیا تھا۔ یہ رشک و حسد اس بلا کا تھا کہ اس کی بدولت یہ عجیب و غریب خیال پیدا ہو گیا کہ شاہ فلپ کی کامل منظوری سے گورنر جنرل کی خدمت شہنشاہ ربوڈالف کے بھائی آرچ ڈیوک متھیاس کو پیش کی جائے لیکن ولیم کی چالاکی نے اس تحریک کو بھی اپنے

مفید مطلب بنا دیا اس نے علانیہ آرچ ڈیوک کی امیدواری کی تائید شروع کردی

آرچ ڈیوک میتھیاس گورنر جنرل منتخب ہوتا ہے ۱۸ جنوری ۱۵۷۸ء

اور وہ ۱۸ جنوری ۱۵۷۸ء کو گورنر جنرل منتخب ہوگیا۔ اسی اثنا میں جدید گورنر ایر شاٹ کے ڈیوک جو آرچ ڈیوک میتھیاس کو بلانے والوں میں شامل تھا، کے خلاف گھنٹ کی بغاوت نے (جس کو ولیم نے خفیہ طور پر منظور کرلیا تھا) یہ ظاہر کردیا کہ آخر الذکر کو ادنیٰ تر طبقات کی تائید حاصل ہے اور میتھیاس ایسے معروف اور ہردلعزیز شخص کی مخالفت سے گھبرا کر نہ صرف برابانٹ کے رُوارٹ (ایک عہدہ جس پر عموماً رئیس فرمانروا کا ولی عہد مقرر کیا جاتا تھا) کی حیثیت سے اس کے انتخاب اور فلینڈرس کے اسٹیٹ ہولڈر کی خدمت کی توثیق کردی۔ بلکہ اس کو اپنے لفٹننٹ جنرل کی حیثیت سے تسلیم کرلیا اور وعدہ کیا کہ وہ مجلس طبقات اور مجلس نظمیہ کے مشورے سے حکومت کرے گا۔ اسی موقع پر برابانٹ کے جدید یا قریب تر اتحاد کی بدولت کیتھولک اور پراٹسٹنٹ فرقوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ تمام دشمنوں کے خلاف ایک دوسرے کا احترام اور حفاظت کی جائے گی۔

تاہم ولیم جس زمانے میں ان اختلافات سے دوچار تھا جو اس کے مفاد کو تباہ برباد کرنے کی دھمکی دے رہے تھے، اسپینی جنگ کی تیاری کر رہے تھے فلپ آخر امر اپنی حیرت ناک سستی و کاہلی سے چونکا اور اسپین کی آزمودہ کار سپاہ کو حکم دیا کہ اٹلی سے واپس آجائے۔ ان سپاہیوں سے جن کی قیادت پارما کے الکزنڈر کے ہاتھ میں تھی اور فرانس کی سپاہ سے جو مینسفلڈ کے تحت تھی تقویت حاصل کرکے ڈان جان طبقات کی نا تربیت یافتہ اور غیر مسلح افواج کے خلاف روانہ ہوا اور الکزینڈر کی ماہرانہ

شکست گمبلورس ۳۱ جنوری ۱۵۷۸ء

سپہ سالاری کی مدد سے نامور کے قریب گمبلورس میں ان کو ایک تباہ کن شکست دی۔ اس فتح نے سیمبر کی وادی اسپین کے حق میں حاصل کرلی اور ولیم اور آرچ ڈیوک کو مجبور کیا کہ برسلز کا تخلیہ کردیں۔ اور اس شکست کی بدولت کہ جنوبی صوبہ جات میں آزادی کا خاتمہ ہوگیا۔ لیکن شمال میں گمبلورس کی شکست ولیم کے مفاد و دلچسپی میں اضافے کے کام آئی۔ مارچ میں اس کا بھائی کونٹ جان گلڈر لینڈ کے اہم صوبے کا گورنر منتخب ہوا۔ اور مئی میں ولیم کے

قبضین امسٹرڈم کے کیتھولک مجسٹریٹوں کا تختہ الٹنے میں کامیاب ہوئے اور اس طرح
ہالینڈ اور ہارلام کا دارالحکومت کو پراٹسٹنٹ مفاد کے حق میں حاصل ہوگیا۔

اسی اثناء میں کیتھولک امراء اپنی توقعات میں ہتھیاس سے ناامید ہوکر فرانس
کے ہینری سوم کے بھائی فرانسس امیر آنجو کی طرف متوجہ ہوئے کالگنی کے غلبہ واقتدار

انجو کا ڈیوک نیدرستان کی آزادیوں کی حفاظت کے لئے مقرر ہوتا ہے جولائی ۱۵۷۸ء

کے مختصر زمانے کے بعد سے کیتھرائین نے والون صوبہ جات
ہینالٹ آرٹائے اور فرانسیسی فلینڈرس میں فرانسیسی اثر کی
توسیع کو پیش نظر رکھتے ہوئے نیدرستان کے مضطرب ومنتشر
حالات سے فائدہ اٹھانے کے خیال کو کبھی نہیں ترک
کیا۔ ممکن تھا کہ اس موقع پر وہ فلپ کے ساتھ دوستانہ گفت وشنید سے اور غالباً اپنے کسی بیٹے
کے ساتھ اسپینی شہزادی سے رشتۂ ازدواج جوڑ کر اپنا مقصد حاصل کرنے کو ترجیح دیتی لیکن آنجو
فرانس میں اپنی حیثیت سے غیر مطمئن تھا اس کے دل میں یہ امید افزا اور مسرت بخش خیال
پیدا ہوگیا تھا کہ اپنے لئے بھی کوئی ریاست حاصل کی جائے لہٰذا اس پیش کش کو قبول کرکے
جولائی ۱۵۷۸ء میں ہینالٹ وارد ہوا۔ ولیم اگرچہ ان علاقوں میں فرانسیسی اثر کے غلبے کو
پسند نہیں کرتا تھا تاہم آنجو کی مخالفت کو تدبیر ومصلحت کے خلاف پایا اور متوقع تھا کہ یہ
کوشش ایلزبتھ کے جذبہ رشک وحسد کو مشتعل کردے گی جو ایک طرف تو ڈیوک کو دلربائی
کے ساتھ عقد کرلینے کا اطمینان دلاتی رہی اور دوسری طرف مصمم ارادہ کرچکی تھی کہ لوکنٹریز
(Low Countries) کو فرانسیسی قبضے میں جانے نہ دے نیز وہ ولیم کو مدد دینے کا بھی وعدہ
کرچکی تھی۔ لہٰذا انجو کے ڈیوک کو اسپینیوں کے ظلم وتشدد کے خلاف نیدرستان کے
آزادی کے محافظ کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ اس کو یقین دلایا گیا تھا کہ اگر نیدرستان اسپینی
حکومت کا جوا اتار پھینکنا ضروری سمجھے تو حکومت وفرمانروائی اس کو پیش کی جائے گی۔
اور اس نے وعدہ کیا کہ ملک کی حکومت میں کوئی ردوبدل نہیں کروں گا اور وہ جو فتوحات
حاصل کرسکے ان کو طبقات کے حق میں برقرار رکھے گا (۲۰ ر اگست) اس پیچیدہ گفت وشنید
سے کوئی قطعی نتیجہ برآمد ہونے سے پیشتر ڈان جان اپنے عظیم الشان تجاویز کی ناکامی سے

ڈان جان کا انتقال یکم اکتوبر ۱۵۷۸ء پارما کے الکزنڈر کو جانشینی ملتی ہے

شکستہ دل اور مرض سے ضعیف وکمزور ہونے
کے باعث ، اور کچھ اپنے ساتھ شاہ فلپ کی

بے پروائی اور اسکوبیڈو کے قتل کے صدمے کی وجہ سے مرگیا۔ اس نے یکم اکتوبر ۱۵۷۸ء کو نامور کے قریب بوگنس کے کیمپ میں اکیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اور قبل از قبل اپنے بھانجے الکزنڈر پارما کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ اگرچہ اس افواہ میں کوئی امکان نہیں پایا جاتا کہ فلپ کے حکم سے اس کو زہر کھلا دیا گیا تھا، لیکن کم از کم جس اشتباہ اور بے پروائی سے اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا تھا وہ بے شک اس کی موت میں معاون ہوا۔

الکزینڈر پارما جو گورنر کی حیثیت سے ڈان جان کا جانشین ہوا، او کٹیویو فارنیسی اور پارما کی مارگریٹ کا بیٹا تھا جو فلپ کے عہد میں سب سے پہلی ایجنٹ مقرر ہوئی تھی اس کی پرورش اپنے بھائی ڈان کارلوز اور ماموں آسٹریا کے ڈان جان کے ساتھ اسپین میں ہوئی۔ مہمات پسندی اور فوجی مشقوں کی محبت نے اس کو ابتدا میں دو شخصوں کی باہم مہلک لڑائیوں کا غایت درجہ دلدادہ بنا دیا تھا۔ لیکن ترکوں کے خلاف جنگ نے اس کے آگے زیادہ باعزت میدان عمل کھول دیا۔ اور لیپانٹو کی لڑائی میں اس نے انتہا درجہ حیرت ناک شخصی بہادری کا اظہار حاصل کر کے ناموری حاصل کی اب تینتیس سال کی عمر میں وہ ایک سپاہی کی حیثیت سے اپنے ماموں ڈان جان سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ اور ایک مدبر سلطنت تباعس کی حیثیت سے بے انتہا برتر و بہتر تھا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ چونکہ جدید گورنر کی قابلیتیں اعلیٰ درجہ کی تھیں۔ اس لئے اس موقع پر صورت حالات نے اس کو وہ مواقع دئے جو اس کے پیشروؤں کو نہیں حاصل ہوئے تھے۔ شمالی اور جنوبی صوبوں میں مذہبی اور نسلی اختلافات روز بروز نمایاں ہوتے گئے۔ جنوبی اور مغربی صوبوں میں اختلافات سرعت کے ساتھ زور پکڑتے جا رہے تھے۔ مجلس طبقات کے فیصلوں کی خاص کر محاصل کی بابت برائے نام تعمیل ہوتی تھی۔ سپاہیوں کی تنخواہیں وقت پر نہیں ادا کی جاتی تھیں۔ اُن کی تربیت درست نہیں ہوئی تھی اور غدار بن گئے تھے۔ کیتھولک اور کالوینی فرقوں کی نا رواداری روز بروز نمایاں ہوتی جا رہی تھی، معاشری اور سیاسی رقابتیں خود کو ہر روز دو چند قوت کے ساتھ آگے بڑھا رہی تھیں۔ اور سیول (خانگی) جنگ بامزاج (عدم حکومت) کی دھمکی دے رہی تھیں۔ ولیم

کچھ عرصے سے ادنیٰ تر جماعتوں کی جانب مائل ہونے پر مجبور تھا اور وہ انھیں اپنے قابو میں رکھنے کے قابل نہیں تھا۔ خاص کر گھنٹ میں امبایئز نامی سردار کی سرکردگی میں شورش انتہا درجے کو پہنچ گئی تھی اور اس کی تائید پلاٹمینٹ کا جان کاسیمیر کررہا تھا جو ایک حریص آرزو دوست (Ambitious) اور کم زور رئیس تھا، اور جو بھی جرمن اجورہ داروں کی ایک مخلوط (Mostely) فوج اور ملکۂ ایلزبتھ کے بھیجے ہوئے انگریز سپاہیوں کو لے کر وارد ہوا تھا۔ اس سوادائی جماعت کی شورش نے نہ صرف کیتھولک پاپیٹر ناسٹر جیکس، کے غیظ و غضب کو جواب تک اکثر جنوبی صوبوں کی نمایندگی کررہے تھے مشتعل کردیا بلکہ متعدد غیر مطئین امرا، کو بھی جواب تک قومی مفاد کی تائید پر تھے اپنے سے علحدہ کردیا۔ الکزنیڈر نے اس نفاق و شقاق سے فائدہ اٹھانے میں سرعت سے کام لیا۔ اس لئے مفاہمت اور سمجھوتہ کی بدولت جزئی طور پر، رقمی رشوت یا مواعید ترقی سے زیادہ کامیابی کے ساتھ بہت سے امراء سے باہمی سمجھوتہ کرلنے میں کامیابی حاصل کی ان کے منجلہ ہم زیادہ خصوصیت کے ساتھ اپنے باپ کے ناخلف بیٹے ایگمنٹ، اور گرینویلا کے بھائی شمپگنی کا ذکر کرسکتے ہیں، اور پارمانے ولیم تک بھی رسائی حاصل کی اور اس کے ساتھ زبردست مواعید کئے بشرطیکہ وہ اپنے مقاصد سے باز آجائے۔

الکزنیڈر کی سیاسی نکتہ سنجی کا سب سے زیادہ عظیم الشان نتیجہ اتحاد اتراس (۶ر جنوری ۱۵۷۹ء) ہے جو آرٹائے اور ہینالٹ کے والون رؤساء اور شہر ہائے۔ لیلی' ڈووے' اور آرچیس واقع فلینڈرس کے مابین قائم ہوا تھا۔ یہ ایک ایسی جمعیت تھی جس نے اگلے مئی میں الکزنیڈر سے اس شرط پر صلح کرلی تھی کہ بیرونی افواج فوراً برخاست کردی جائیں گی۔ اور صوبہ جاتی امتیازات کا احترام کیا جائے گا۔ اس کے جواب میں گلڈرلینڈ، ہالینڈ زیلینڈ، اٹرکٹ اور فریسلینڈ کے شمالی صوبہ جات نے اتحاد اٹرکٹ قائم کیا (۲۹ر جنوری)۔ اس اتحاد کا یہ مقصد ظاہر کیا گیا کہ صلح گھنٹ کو تقویت پہنچائی جائے۔ اسپین کی اطاعت و وفاداری کو دور نہیں کردیا گیا تھا بلکہ صوبہ جات نے آپس میں ایک دوسرے پر لازم و ملزوم

اتحاد اتراس بابت ۶ر جنوری کے جواب میں اتحاد اٹرکٹ کا قیام۔ ۲۹ر جنوری ۱۵۷۹ء

قرار دیا کہ بادشاہ یا کسی اور اجنبی فرمانروا کے نام سے جو قوت استعمال کی جائے۔ اس کے خلاف اپنی حفاظت کی جائے۔ ہر صوبہ پابند ہو گیا کہ جداگانہ عہد نامے طے نہ کرے اور اپنی خاص آزادیاں اور امتیازات قائم رکھے اور خود فیصلہ کرے کہ کونسا مذہب اختیار کیا جائے۔ اور اگرچہ ضمیر کی انفرادی آزادی کی اجازت دی جانے والی تھی رومن کیتھولک صوبہ جات سے بھی انھیں شرائط پر شریک ہو جانے کے لئے کہا گیا اس عہدیہ کی حکومت ایک مجلس عامہ کے ہاتھ میں دی جانے والی تھی جو تمام صوبہ جاتی مجالس کے نائبین پر مشتمل ہو۔ اور اس کی کرنسی (سکہ currency) اور نظام اجزائے محصولات (Taxation) مشترک ہو۔ اور ایک مجلس انتظامی ہو جو مجلس عامہ کے آگے جوابدہ رہے۔ اس مشہور دستاویز پر ابتداءً صرف پانچ شمالی صوبوں نے دستخط کئے لیکن بعد میں دیگر دو (گردنجن اور اوریس) نیز شہر ہائے گھنٹ، بروجس، یپرس اور اینٹورپ بھی شریک ہوئے۔ اگرچہ اس اتحاد کو شروع میں عارضی قرار دیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں وہ سات صوبہ جات متحدہ کے آئندہ دستورِ متفقہ کا اساس بن گیا، جس طرح کہ اتحاد اترا سس میں آئندہ جدید تنظیم یافتہ اسپینی ہندرستان کا بیج بویا گیا تھا۔

جس زمانے میں شمال مشرقی اور جنوب مغربی اضلاع میں ارتباط پیدا ہو رہا تھا

جنوب مغربی صوبہ جات اور شمال میں پارما کی کامیابی

اسی زمانے میں پارما صوبہ جات متوسط میں زبردست ترقی کر رہا تھا۔ ۱۵۷۹ء کے گرما میں میسٹرکٹ جو دریائے میوز پر واقع تھا۔ چار مہینوں کے محاصرے کے بعد مسخر ہوا۔ اور ڈی پورس نے میچلن کو نمک حرامی کر کے حوالے کر دیا۔ اگلے سال کے مئی میں مشہور ہیوگینات ڈی لانو کو انگل منسٹر کے قریب اسیر بنا لیا گیا۔ حتیٰ کہ شمال میں کونٹ رینبی برگ نے شہر گرونجن کے ساتھ بے وفائی کی اور ناساؤ کا جان جو ولیم کا بھائی ہوتا تھا، لوگوں میں حبِ وطن کے فقدان اور تنظیم و ترتیب (discipline) سے بہ تنگ آکر گلڈر لینڈ کی اسٹیٹ ہولڈری (Stateholderati) سے ہاتھ دھو بیٹھا اور جرمنی کو واپس ہو گیا۔

اس کامیابی سے بلند ہمت ہو کر فلپ نے جون ۱۵۸۰ء میں رئیس آرنج

کے اخلاف حکم اتناعی شائع کر کے فیصلہ کن کارروائی کی۔ اس کو نمک حرام اور بدکردار قرار دیا گیا تمام وفادار رعایا کو اس کے ساتھ مراسلت کرنے یا اس کی مہمانداری کرنے یا اس کو پناہ دینے کی ممانعت کی گئی۔ اور اس شخص کو

فلپ رئیس آرنج کے خلاف حکم اتناعی شائع کرتا ہے جون ۱۵۸۰ء

پچیس ہزار طلائی کراؤن اور ایک اعلیٰ عمارت دینے کا وعدہ کیا گیا جو اس کو زندہ یا مردہ فلپ کے حوالہ کر دے۔ فلپ نے اس میں گرینویلا کے مشورے کے بموجب عمل کیا جس نے کہا تھا کہ ولیم ایک بزدل انسان ہے اور قتل کے خوف سے یا تو وہ اطاعت قبول کر لے گا یا خودکشی کر لے گا۔ اگرچہ اس حکم اتناعی کو ایک حکم نامۂ موت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے لیکن ولیم اس سے ذرا بھی نہیں گھبرایا۔ ولیم نے اپنے جواب میں نہایت دلیری کے ساتھ اپنے دشمن سے بے باکی کا اظہار کیا۔ اس نے دعوے کے ساتھ بیان کیا کہ فلپ اپنے بیٹے ڈان کارلوز اپنی بیوی ایلزبتھ اور شہنشاہ میکسی ملین کا قاتل ہے اس نے اعلان کیا کہ نیدرستان پر حکومت کرنے کی نسبت فلپ کا حق اس کے ظلم و استبداد کی

ولیم اپنا جواب شائع کرتا ہے اور انجو کے ڈیوک کے ساتھ گفت و شنید صلح شروع کر دیتا ہے

وجہ سے باطل ہو گیا۔ لہٰذا وہ ان کا جائز بادشاہ نہیں رہا اور نہ خود یہ باغی۔ آخر میں دعویٰ کرتے ہوئے کہ وہ دوامی اخراج یا موت کو خوشی کے ساتھ برداشت کر لے گا بشرطیکہ اس کی بدولت وہ اپنے لوگوں کو آفات و مصائب سے نجات دلا سکے۔ اس نے اپنے تئیں خدا کے حوالے کر دیا، جو اپنی عظمت اور اس کی نجات کے پیش نظر جس طرح بہتر سمجھے اس سے اور اس کے مال و اسباب سے کام لے، لیکن ولیم نے ان الفاظ پر اکتفا نہیں کیا اس کو ایک مدت سے یقین تھا کہ جب تک بیرونی امداد حاصل نہ کی جائے کم از کم جنوبی صوبے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ ڈیوک کیا سمیر نے اپنی ناقابلیت کی وجہ سے ان اغراض و مفاد کو فائدے سے زیادہ نقصان پہنچایا اور تیس ہزار جرمن اجرہ دار سپاہیوں کی تنخواہ تک ادا کئے بغیر ملک کو خیرباد کہہ دیا۔ آرچ ڈیوک میتھیاس ظاہر ہے کہ ایسا شخص نہیں تھا کہ کسی معاملے کو تقویت پہنچا سکے اور نہ جرمنی مزید امداد دینے کی توقع تھی۔ صرف فرانس

باقی رہ گیا تھا۔ لہذا انجو کے ڈیوک کے ساتھ دوبارہ گفت و شنید شروع کی گئی، جون ۱۵۷۹ء میں اس امید کی بنا پر انگلستان گیا تھا کہ اگر ایلزبتھ اس کو صرف دیکھ پائے تو اس کا ساتھ قبول کرلے گی۔ یقیناً ڈیوک کی ظاہری وجاہت ایسی نہ تھی کہ اس کی یاوری کرتی، کیونکہ اگرچہ تمام ویلائیس روساء کی طرح اس کے عادات و اخلاق نہایت پسندیدہ تھے، اور وہ ایک اچھا شخص اور ایک تازہ نو انا رئیس تھا لیکن پستہ قامت تھا۔ چہرے پر چیچک کے داغ تھے اور ناک بہت بڑی تھی، علاوہ ازیں کنواری ملکہ اس کے ساتھ چوچلے کررہی تھی انجو سے شادی کرنا اور فرانس کی امداد کے قطعی وعدے کے بغیر نیدرستان میں اس کی مدد کرنا فلپ سے سخت عداوت مول لینا تھا۔ اور اس کی توقع نہیں تھی کہ ہنری سوم وعدہ کرے گا اور اس کو فرانس کے حق میں نیدرستان فتح کرنے کی اجازت دینا ناقابل برداشت تھا لہذا اس نے اپنے محب کی توقعات کو صرف اس غرض سے بڑھا دیا تھا کہ اس کو کسی طرح فلینڈرس سے نکالے اور بجز اس کے کوئی متبادل نہیں تھا کہ اس کو شادی کے خواستگار کی حیثیت سے اپنے پیچھے لگا رکھے۔ لہذا انجو کو دل خوش کن مواعید کے ساتھ واپس کیا گیا اور اُس نے اپنی دلھن کو حاصل کرنے کی توقع میں طبقات کی شرائط کو شوق کے ساتھ قبول کرلیا۔

عہدنامہ پلیس لیس ٹورس (ستمبر ۱۵۸۰ء) کی رو سے جس کی توثیق اگلے جنوری میں ہوئی، ڈیوک کو نیدرستان کی موروثی فرمانروائی عطا کی گئی۔ اور شرائط یہ تھیں کہ وہ ہمیشہ اسی ملک میں مقیم رہے، کسی اجنبی کو خدمت نہ دے حکومت میں رد و بدل کی کوشش کرے اور نہ صوبوں کے امتیازی حقوق میں مداخلت کرے، وہ شاہ فرانس سے مدد تو لے لیکن کسی علاقے کو اس ملک میں ملحق کرنے میں مدد نہ دے۔

> عہدنامہ پلیس لیس ٹورس کی رو سے انجو کے ڈیوک کو نیدرستان کی موروثی فرمانروائی عطا کی گئی۔ ستمبر ۱۵۸۰ء

اگر ان شرائط کی کبھی خلاف ورزی کی جائے گی تو اس کی فرمانروائی کو فوراً ضبط کرلیا جائے گا۔ اگلے جولائی ۱۵۸۱ء کی ۲۶ رکو طبقات نے آخر الامر فلپ کی فرمانبرداری ترک کردی اور آرچ ڈیوک میتھیاس اکتوبر میں نیدرستان سے روانہ ہوگیا حالانکہ انجو کو فروری ۱۵۸۲ء سے پیشتر قبول نہیں کیا گیا۔ شمالی صوبہ جات اس اجنبی حاکم کا خیر مقدم کرنے سے انتہا درجہ ناراض تھے ولیم نے متعدد مرتبہ انکار کرنے کے بعد

جولائی ۱۵۸۱ء میں ہالینڈ اور زیلینڈ کے کونٹ کا خطاب قبول کر لیا تھا اور بد دوران جنگ اس کو فرمانروائی دی گئی تھی۔ لہذا ان صوبہ جات نے انجو کے ڈیوک کو ان صاف شرائط پر تسلیم کیا کہ رئیس آرنج کے علی تفوق میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے۔ اس طرح ہر منشاء کے اعتبار سے ہندرستان اب تین حصوں میں منقسم ہو چکا تھا۔ مغربی صوبہ جات جنھوں نے دوبارہ اسپینی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا، شمال مشرقی صوبہ جات زیر ولیم اور وسطی صوبہ جات جنھوں نے فرانسیسی رئیس کی فرمانروائی قبول کر لی۔ اس معاملے میں ولیم کے مسلک پر سخت نکتہ چینی کی گئی ہے، اور یقیناً فرانس یا انجو کا سابقہ کردار (دیکھو صفحہ ۴۸۸ و ۴۹۲) کوئی زیادہ امید افزا فال نیک نہیں تھا۔

نیدرستان کی سہ گانہ تقسیم۔

اگرچہ یہ چارۂ کار بدرجۂ مجبوری اختیار کیا گیا تھا تاہم فرانسیسی اتحاد کا خیال بالکلیہ برا بھی نہیں تھا۔ اس امر کی کچھ توقع باقی تھی کہ ایک کیتھولک فرمانروا جو پراٹسٹنٹوں کے ساتھ رواداری برتنے پر رضامندی کا اظہار کرے۔ اسپین کی مخالفت کے تمام عناصر کو یکجا جمع کر لے۔ کیتھرائین اور شاہ ہنری سوم ایک مخالف اسپینی مسلک (دیکھو صفحہ ۴۹۵) اختیار کرنے کی جانب نیم مائل تھے اور اگر اس موقع پر ملکۂ انگلستان کی شادی بھی ہو جاتی تو اسپین کے خلاف ایک اشتراک عظیم کا کانگنی کا خیال بالآخر حقیقی صورت اختیار کر لیتا لیکن بدقسمتی سے ان سب کا برا انجام ہوا۔ ایلزبتھ نے انجو کو دوبارہ انگلستان بلا بھیجنے اور اپنے عاشق کے ساتھ قرار نسبت کے چھلے تبادلہ کرنے کے بعد بھی فیصلہ کن قدم آگے بڑھانے سے انکار کر دیا، اور انجو بالآخر انگلستان سے نیدرستان کو روانہ ہو گیا اہل فلینڈرس اور فرانسیسیوں میں جھگڑا ہو گیا، مذہبی ناروا داری نے منافرت میں اضافہ کر دیا؛ پارما کی کامیابیاں جاری رہیں، اور انجو نے اپنے اوپر عائد کردہ قیود سے تنگ آ کر بے وقوفی اور غیر محتاط شتاب کاری سے حکومت میں ناجائز رد و بدل کی

فرانسیسی غیظ و غضب ۱۶ جنوری ۱۵۸۳ء

کوشش کی۔ اس میں اس کو بعض چھوٹے شہروں میں کامیابی ہوئی، لیکن برو جس میں وہ ناکام رہا۔ لیکن اینٹورپ میں شہریوں نے شورش برپا کر دی اور اس کے

دو ہزار سپاہیوں کو تہ تیغ کر دیا (۱۶ر جنوری ۱۵۸۳ء) انجو نے بے شرم شوخی اور ڈھیٹ پن سے الزام اپنی رعایا کے سر تھوپا، اور ساتھ ہی پارما کے ساتھ سازش شروع کر دی کہ اگر وہ بعض شہروں کو فرانسیسی سرحد سے ملحق کر دے تو وہ اس کے ساتھ مل جائے گا۔ ولیم نے اس موقع پر بھی فرانسیسیوں کو مشتعل کرنا پسند نہیں کیا۔ ڈیوک فرانس کو روانہ ہونے کے بعد (۲۸ر جون) گفت و شنید کا سلسلہ جاری ہوا لیکن اگلے سال اس کے انتقال نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اس واقعے سے پیشتر پارما نے، فرانسیسی غیظ و غضب سے پیدا شدہ انتشار و بے اعتمادی سے فائدہ اٹھا کر کچھ تو بزور اسلحہ اور کچھ رشوت دہی سے باستثنائے فلینڈرس قریباً تمام وسطی صوبوں کو حاصل کر لیا، اور اس وقت بھی بروجس ابرشاٹ کے ڈیوک کے بیٹے شیمے کی نمک حرامی سے حوالہ کیا گیا۔

انجو کی روانگی نیدرستان سے ۲۸ر جون ۱۵۸۳ء

انجو کے انتقال کے ایک ماہ بعد آرنج کے ولیم کو قتل کر دیا گیا۔ حکم امتناعی اس کے لئے حکم موت تھا۔ پانچ کوششیں کی گئی تھیں جن میں سے ایک تو ہیں آرنج کے حق میں تقریباً مہلک تھی۔ اور اس کی وجہ سے جو اضطراب و پریشانی پیدا ہوئی وہ کم از کم اس کی بیوی بوربان کی شارلائیٹ کے انتقال کا موجب ہوئی۔ آخر کار ۱۰ر جولائی ۱۵۸۴ء کو جب کہ اس کی عمر اکاون سال کی تھی بلتھازر جیرارڈ نامی ایک سودائی باشندۂ فرینچ کومٹی نے جو عرصے سے یہ سمجھتا تھا کہ اس کام کے لئے روز ازل سے اس کو مقرر کیا گیا ہے ولفٹ میں اس کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔

آرنج کے ولیم کا قتل ۱۰ر جولائی ۱۵۸۴ء

یہ اولوالعزم انسان جس کا یہ انجام ہوا احساس ذمہ داری اور پرخطر زندگی کے پاکیزہ اثرات کا ایک اعلیٰ نمونہ تھا۔ اپنے ملک کے مشکلات اور ان افکار نے جو ان مشکلات کے باعث پیدا ہوئے اُسے جوانی کی عیاشی و فضول خرچی کے دائرے سے نکال لیا اور اس کی سیرت میں گہرائی پیدا کر دی تھی۔ وہ ذاتی ایقان کی وجہ سے نہیں بلکہ پیدائشی طور پر کیتھولک تھا لیکن بعد میں اس کا لوتھری اور پھر کالوینی مذہب اختیار کرنا غالباً زیادہ تر سیاسی اغراض و مفاد پر مشتمل تھا؛ اور اگرچہ اس کے

انتہائی عقائد کے اخلاص و صداقت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں اس کے سابقہ تجربے نے اُسے بعض اور ہمعصروں کی طرح رواداری کی قدر و قیمت سکھا دی تھی (یہ ایک ایسا عقیدہ تھا جس کی وجہ سے بعض زیادہ متعصب متبعین نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا) بہت کم لوگ اس امر سے انکار کریں گے کہ وہ حریص اور اولوالعزم انسان تھا، لیکن فرمانروائی قبول کرنے سے جو اس کو پیش کی گئی تھی اُس کا بار بار انکار (جس کو بعض لوگ غلطی پر محمول کرتے ہیں) کم از کم اتنا ثابت کرتا ہے کہ وہ اس امر سے بخوبی واقف تھا کہ ذاتی اغراض و مفاد کو کس طرح قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے یہ صحیح ہو کہ وہ کوئی زبردست سپہ سالار نہیں تھا اور یہ کہ فوجی جرات و ہمت کی اس میں کمی تھی، تاہم اگر یہ پیش نظر رہے کہ اس نے ناقابل اعتماد اجورہ دار سپاہیوں کی کمان کی یا ایسے غیر مصافی سپاہیوں کی قیادت کی جو کھلے میدان میں اپنی آزمودہ کار سپاہیوں کا مقابلہ کرنے کے بالکل ناقابل تھے تو ہم غالباً کھلے میدان کی لڑائیوں سے احتراز کرنے پر اس کی دانائی کی تحسین کریں گے۔ لیکن اس کی عظمت و بزرگی اس کی تدابیر اور سیاسی نکتہ رسی میں ہے۔ سیاسی امور میں کامل راست بازی دشوار ہے۔ لیکن ولیم حیلہ ساز ایلزبتھ میکوبلی کیتھرائین یا دغا باز فلپ کے مقابلے میں بے انتہا زیادہ راست باز تھا۔ ناسازگار اور ناموافق حالات میں باوجود اپنی طبعی پژمردگی کے وہ اپنے اس مقولے پر ثابت قدم رہتا تھا کہ جو میں کہتا ہوں اسی پر قایم رہوں گا۔ رئیس آرنج پر اس کے مخالفین کی الزام دہی کو اس کی قابلیت کا اور اس کے گرویدہ اور جاں نثار متبعین اس کی شخصی دلکشیوں کا معیار اور متحدہ نیدرستان کی آئندہ عظمت و شوکت کو اس انسان کی عظمت و اولوالعزمی کا ناقابل حجت ثبوت قرار دیا جائے جو بجا طور پر اُن کا باپ کہلایا جاتا ہے۔ تاہم یہ غیر اغلب ہے کہ ولیم اگر زندہ رہتا بھی تو جنوب مغربی صوبوں کو دوبارہ حاصل کرتا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ صوبوں میں شگاف و افتراق شروع ہو چکا تھا (ایک ایسا شگاف جس کو مستقبل کی تاریخ نے نہایت گہرا اور زبردست ہونا ثابت کیا ہے) اور جنوب مغرب میں پارما کی کامیابی کا اب قریب قریب یقین ہو چکا تھا۔ بلاشبہ ولیم ہو گینا ٹوں اور نوارے کے ہینری جو انجو کے انتقال کی وجہ سے فرانس کا ولی عہد

بن بیٹھا تھا، کے ساتھ انجام قائم کرنے کا متوقع تھا، یہ ایک ایسا خیال تھا جس کی توجیہ کالگنی کی بیٹی کے ساتھ اس کے عقد سے ہوتی ہے[1] معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام پراٹسٹنٹ سلطنتوں میں اشتراک و اتحاد قائم کرنے کا متمنی تھا۔ لیکن ہنری کو اپنے ملک میں کافی مصروفیت تھی اور ایلزبتھ کا بھرم باقی نہیں رہا تھا اور ادھر لوتھری اور کالوینی مذہب والوں کے جھگڑے اور کیتھولک ردعمل کی ترقی جرمنی سے موثر امداد میں سد راہ تھی۔ ولیم نے سات متحدہ صوبہ جات کی خودمختاری کا سنگ بنیاد رکھ دیا تھا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس سے زیادہ کچھ نہ کرتا کہ اس خودمختاری کو چند سال بیشتر تسلیم کروالیتا۔

"اگر ولیم دو سال بیشتر قتل کیا جاتا" فلپ نے کہا، "تو بہت سی دشواریوں سے مجھے نجات مل جاتی، لیکن اس کے قتل نہ ہونے سے قتل ہونا ہر حالت میں بہتر ہے۔ ولیم کا دوسرا بیٹا مارس جو ہالینڈ اور زیلینڈ کا کپتان جنرل اور مجلس منتظمہ کا جو عارضی طور پر مقرر کی گئی تھی صدر منتخب ہوا۔ صرف سترہ سالہ تھا،

مارس ہالینڈ اور زیلینڈ کا کپتان جنرل مقرر ہوتا ہے

ولیم کا داماد ہوہنلوشرابی تھا اور امیر البحر سلانگ نے طبقات کے ساتھ جھگڑا کر لیا لہذا جسٹن اس کی جگہ مقرر ہوا جو ولیم کا ناجائز بیٹا تھا۔ لیکن یہ ناتجربہ کار تھا اس سے قدرۃً جو انتشار و اضطراب پیدا ہوا اس سے پارما نے فائدہ اٹھایا۔ جنوب میں اہم ترین شہر جو غیر مطیع رہ گئے تھے ڈنڈرمنڈ، گھنٹ،

[1] ولیم نے چار مرتبہ شادیاں کیں:۔

(۱) اگمنٹ کی این۔

(۲) این دختر مارس آف سیکسنی

(۳) بوربان کی شارلاٹ۔ دختر لوئی، ڈیوک آف مانٹ پنسیئر۔

(۴) لوئیسا دختر امیر البحر کالگنی اس کے گیارہ بچوں کے منجملہ حسب ذیل بہت اہم ہیں۔

(۱)۔ فلپ ولیم فرزند این آف اگمنٹ جو ۱۵۶۷ء سے اسپین میں اسیر رہا۔ انتقال کی تاریخ ۱۶۱۸ء

(۲) مارس فرزند این آف سیکسنی اسٹیٹ ہولڈر از ۱۵۸۴ء تا ۱۶۲۵ء

(۳) فریڈرک ہنری فرزند لوئیسی ڈی کالگنی اسٹیٹ ہولڈر از ۱۶۲۵ء تا ۱۶۴۷ء

پارما کی کامیابی

برسلز، میچلن اور اینٹورپ تھے اور یہ سب کے سب دریائے شلٹ پر یا اس کی شاخ ’سین‘ پر واقع تھے۔ الکزینڈر نے اچھی شرائط پیش کیں۔ ان کے مراعات کے احترام کا لوگوں کی دینی حالت کے متعلق بازپرس نہ کرنے اور انھیں غیر ملکی متعینہ فوج سے نجات دلانے کا وعدہ کیا۔ آرنج کے بہت سے قدیم حامیوں نے مایوسی کے عالم میں اپنی اغراض کا ساتھ چھوڑ دیا اور جولائی ۱۵۸۵ء اواخر تک یا تو تمام شہروں نے باستثنائے اینٹورپ خود کو حوالہ کر دیا یا مسخر کر لئے گئے۔ پارما نے اب اس اہم مقام کے خلاف پوری جدوجہد شروع کر دی یہ مہم دشوار تھی۔ پارما

محاصرہ اینٹورپ ۱۷ اگست ۱۵۸۵ء

کے پاس بیڑہ نہیں تھا اور فلپ نے جو اس وقت فرانس کی جمعیت (دیکھو صفحہ ۵۰۰) کے معاملات میں مصروف تھا نہایت قلیل امداد دی اور اگر اینٹورپ کے شہری ۱۵۷۴ء کی لیڈن والی مثال کی تقلید کرتے تو پارما شہر تک نہ پہنچ سکتا لیکن اس قربانی کے لئے وہ تیار نہیں تھے اور انھوں نے خام تدابیر جو اختیار کیں وہ فائدہ سے بڑھ کر نقصان کا باعث ہوئیں لہذا پارما شہر کی سمندری جانب دریائے شلٹ تک رسائی کرنے میں کامیاب ہوا اور ایک پل کی تعمیر شروع کر دی جس سے تمام بحری تعلقات کو منقطع ہو جانا پڑتا تھا۔ محصورین نے بالکل بعد از وقت اس کے مقاصد میں ناکام رکھنے کی زبردست کوشش کی اور ایک مرتبہ تو آتش زن جہاز سے خائف کر کے اس رکاوٹ کو دور کرنے میں قریب قریب کامیاب ہوئے لیکن پارما ایسا شخص نہیں تھا کہ مزاحمت سے اس کو روکا جا سکتا۔ اُن کی تمام جدوجہد کے باوجود پل تکمیل کو پہنچ گیا اور چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد برگوماسٹر سینٹ آلڈیگونڈ نے شہر کو حوالے کر دیا (۱۷ اگست)۔ لیکن فہمندی کو لوٹ اور غارتگری سے داغدار نہیں بنایا گیا۔ معافی کا اعلان کیا گیا۔ حالانکہ شہر کو تاوان ادا کرنا پڑا۔ باستثنائے کیتھولک مذہب تمام مذاہب کو ممنوع قرار دیا گیا لیکن جن لوگوں کو اس سے اتفاق نہیں تھا انھیں دو سال کا موقع دیا گیا۔ لیکن تسخیر اینٹورپ نے اگر پارما کی فوجی شہرت کو معراج پر پہنچا دیا اور پروٹسٹنٹ کے عملاً اسپینیوں کے حق میں حاصل بھی کر لیا تو حقیقی فائدہ کوئی زیادہ اہم نہیں تھا۔ اسٹنڈ اور سلوئیس اب تک ثابت قدم رہے گو بعد میں

ان کو فتح کیا گیا (سلوئیس اگست ۱۵۸۷ء میں) لیکن ولندیزی فلشنگ اور شلٹ کے مدخل پر مستقل قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کی بدولت نہ صرف انھوں نے اینٹورپ کی تجارتی اہمیت کو برباد کر دیا جو اس کے بحری رسل ورسائل سے قائم تھی بلکہ دیگر عظیم الشان شہرہائے فلینڈرس کی تباہی میں مدد دی۔ امسٹرڈم نے اب اینٹورپ کی جگہ لے لی۔ قلیمی تجارت کے لئے دریائے شلٹ کا راستہ بند ہو گیا اور اس کے بعد سے ہمارے زمانے تک جبکہ دریائے شلٹ کی راہ سے اینٹورپ کی تجارت کھول دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اینٹورپ تجارت کا ایسا گہوارہ نہ بن سکا جس کے لئے اُس کا جغرافی مقام اس قدر موزون ہے۔

جس زمانے میں یہ یادگار محاصرہ جاری تھا اسی زمانے میں نیدرستان کی بادشاہی عجب کس مپرسی کی حالت میں تھی یہاں اب تو جماعتیں عالم ظہور میں آگئی تھیں وہ جنھوں نے اپنی توقعات کو فرانسیسی امداد پر قائم کیا اور وہ جو انگلستان کی طرف تک رہے تھے۔ ابتداءً فرانسیسی جماعت کو کامیابی ہوئی۔ انجو کی نمک حرامی سے مایوس ہوئے بغیر اور صوبہ ہالینڈ کی مخالفت کے باوجود انھوں نے ہنری سوم کو فرمانروائی پیش کی۔ ان شرائط پر جن کا تصفیہ متعاقب عمل میں آنے والا تھا (اکتوبر ۱۵۸۴ء) ایک ایسی قابل فخر پیشکش دلفریب تو ضرور تھی۔ اور اگر ہینری کو فرصت ملتی تو غالباً اس کو قبول کر لیتا لیکن ویلائس خاندان کا آخری فرد کیتھولک جمعیت کے جال میں پھنسا ہوا تھا۔ طویل کشش وپنج کے بعد جولائی ۱۵۸۵ء میں اس نے جمعیت کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کر دیا (دیکھو صفحہ ۵۰۲) اور اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

ہینری سوم فرمانروائی سے انکار کرتا ہے اکتوبر ۱۵۸۴ء جو ایلزبتھ کو پیش کی جاتی ہے

فرانسیسی امداد کی توقعات پر پانی پھر جانے کے بعد اہل نیدرستان انگلستان کی طرف مائل ہوئے۔ ایلزبتھ کو یہ سن کر اطمینان ہوا کہ شاہ فرانس نے اس کی فرماں روائی قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ انگلستان کی نسبت فلپ کے مدعا سے اچھی طرح باخبر ہونے کی حیثیت سے وہ متردد تھی کہ پارما کو صوبہ جات متحدہ دوبارہ فتح کرنے کا موقع نہ دے۔ لہٰذا وہ ان صوبوں کو زر اور سپاہ سے مدد دینے کے لئے تیار ہو گئی لیکن اپنی معمولی جزرسی سے کام کے لئے عزم کر چکی تھی کہ ادائے رقم کے لئے مکفولہ شہروں کی صورت میں کافی

ضمانت حاصل کرے۔ وہ اپنی ذات سے ہیدرستان کی فرمانروائی قبول کرنے سے ڈرتی رہی کیونکہ یہ طرز عمل اسپین کے گہرے اور قطعی مخالفانہ مسلک کا ضامن ہو جاتا اور اہل نیدرستان چاہتے ہی تھے۔ لہذا تسخیر انٹورپ سے پیشتر جو گفت وشنید کی گئی اس میں بعید نا خیر ہوئی اور بالآخر نومبر ۱۵۸۵ء میں اہل نیدرستان نے اس کی شرائط منظور کر لیں۔ ملکہ نے وعدہ کیا کہ ان صوبہ جات میں پانچ ہزار پیدل اور ایک ہزار سوار کی ایک مستقل جمعیت اپنے مصارف سے متعین رکھے گی۔ لیکن اس طرح جو مصارف عائد ہوں گے۔ان کی ادائی کی کفالت میں بریل اور فلشنگ اس کی نگرانی میں دے دئے جائیں جہاں ایک مزید دستہ متعین کیا جائے گا۔اس کو اٹھارہ ارکان کی مجلس انتظامی میں جس کو ولیم خاموش کے انتقال کے بعد امور انتظامی تفویض کئے گئے تھے۔ اپنی جانب سے دو ارکان کی نامزدگی کا حق حاصل رہے گا۔ لیسٹر کا ارل (Earl) جو ملکہ کا منظور نظر تھا اس فوج کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ اس کے بھتیجے سر فلپ سڈنی کو فلشنگ کی گورنری اور لارڈ برلے کے بیٹے سر ٹامس سیسل کو بریل کی گورنری تفویض کی گئی۔

الزبتھ فرمانروائی سے انکار کرتی ہے لیکن لیسٹر کے ارل کو روانہ کرتی ہے۔ ۹ر دسمبر ۱۵۸۵ء

۹ر دسمبر کو اس مہم کے جہازوں نے لنگر اٹھایا لیکن اہل نیدرستان کو اب تک تشفی نہیں ہوئی تھی بظاہر ملکہ کو اپنے معاملات میں مزید موافق بنانے کی فکر میں ان لوگوں نے صوبہ جات متحدہ کے گورنر جنرل کی خدمت لیسٹر کو پیش کی نیز خشکی اور تری کی قیادت اعلیٰ اور غیر مصافی (Civil) اور سیاسی معاملات میں اقتدار اعلیٰ بھی اسی کے تفویض ہوں۔ لیسٹر کو حلف اٹھانا پڑا کہ وہ ملک کے قدیم قوانین اور مراعات کو برقرار رکھے گا اور مجلس نظمیہ کی مدد سے حکومت کرے گا لیکن وہ اپنی مرضی سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو طلب کر سکتا ہے اور اس کو حق حاصل ہے کہ تمام غیر مصافی اور قانونی خدمات پر اس فہرست ہی سے جو اس صوبے کے طبقات کی جانب سے پیش کی جائے گی جس کی حدود میں خدمت تقرر طلب ہو جس کا چاہے تقرر کرے۔ ارل نے نہ صرف اس دلکش شرط کو قبول کر لیا بلکہ جس عظیم الشان طریقے سے

لیسٹر خدمت گورنر جنرل کو قبول کرتا ہے

اس کا خیر مقدم کیا گیا اس سے ملبز حوصلہ ہو کر۔ یہاں تک کہتا سنا گیا ہے کہ اس کے خاندان کو غلطی سے تخت و تاج انگلستان سے محروم کر دیا گیا۔ اس طرز عمل سے ایلزبتھ کے احساسات کو ٹھیس لگی۔ ایک ملکہ کی حیثیت سے اس کی اس سخت اور جبرت ناک توہین نے، کہ ارل نے اس کی رعیت ہونے کے اعتبار سے اس کی اجازت کے بغیر حکومت مطلق قبول کر لی اس کو برا فروختہ کر دیا۔ ایک عورت کی حیثیت سے وہ اپنے منظور نظر سے رشک کرنے لگی جو دوسروں کے ہاتھ سے اعزاز حاصل کرنے کا مشتاق تھا۔ ایک سیاس تحذرس کی حیثیت سے وہ خائف ہو گئی کہ لیسٹر کے بے تامل اور شتاب کارانہ عمل اس کے تمام کھیل بگاڑ دے گا اور فلپ کو انگلستان پر ضرب لگانے کا موقع مل جائے گا۔ لہٰذا اس نے لیسٹر کو تاکیدی حکم روانہ کیا کہ برملا اور کھلے بندوں اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائے۔ دو مہینے تک اس کا غصہ کم نہیں ہوا۔ آخر کار اپنے دلدار (Sweet-Robin.) کے ایک خفیہ خط نے نسوانی غرور کا مسئلہ حل کر دیا۔ برلے اور واسنگھام نے اس کو تلون کے مہلک نتائج سے متنبہ کیا۔ آخر وہ رضامند ہو گئی کہ کم از کم عارضی طور پر گورنر مطلق کی خدمت کو برقرار رکھے (۱۰/اپریل)

ایلزبتھ کا غیظ و غضب

ہم نے بعد میں اسے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس کو اس خطاب سے اتنی نفرت نہیں جتنی کہ ولندیزیوں کے مواعید کی عدم تکمیل سے ہے۔

ملکہ اور اس کے منظور نظر کے جھگڑے کا تو خاتمہ ہو گیا لیکن اس کے نتائج کا خاتمہ نہیں ہوا۔ اس نے اپنی متکبرانہ اور لا اُبالی طرز عمل نیز اپنی ملکہ کی رنجش کی بدولت خود کو جس حقیر حیثیت پر پہنچا دیا اس سے اس کی حکومت کی بے وقعتی ہو گئی اسی طرح اہل نیدرستان میں اشتباہ و بیزاری جو پیدا ہو گئی اس میں ایلزبتھ اور پارما کے مابین گفت و شنید کی خبر نے اور اضافہ کر دیا (یہ ایسی خبریں تھیں جو قوی بنیادوں پر قائم تھیں) کیونکہ انگلستان کی مجوزہ چڑھائی

طبقاتی جماعت لیسٹر کی تائید سے باز آجاتی ہے

ــــــــــــ

۱۔ ارل آف لیسٹر گلڈ فورڈ ڈڈلی کا بھائی تھا جو لیڈی جین گرے کا شوہر تھا اور جس کو ۱۵۵۴ء میں قتل کر دیا گیا۔

کا جوں جوں یقین ہوتا گیا ویسے ویسے اس ضرب سے صلح جو یا نہ گفت و شنید کے طفیل بچنے کی غرض سے ملک کی جد وجہد میں اور ترقی ہوتی گئی۔ اس سے زیادہ بد قسمت حکمت عملی اور کیا ہو سکتی تھی۔ فلپ کا مقصد تھا کہ اپنی عظیم الشان ضرب کی پوری تیاری ہونے تک وقت گزارتا رہے۔ اور اگرچہ ایلزبتھ کو توقع تھی کہ کسی نہ کسی صلح میں نیدرستان کو داخل کر لے گی۔ لیکن اس کے سابقہ کردار نے یقیناً اس امر کی کوئی ضمانت نہیں دی کہ ضرورت کے وقت وہ اہل نیدرستان کے مفاد کو قربان نہیں کر دے گی۔ ان خطرات کو قدرۃً طبقاتی جماعت (یعنی حکمران جماعتوں نے جن کی صوبہ جاتی طبقات میں نمائندگی کی جاتی تھی) اور اسٹیٹ جنرل (جس میں پاکل بائیں، سابق مشیر قانونی اور جان وان اولڈن برنیو لڈ مشیر قانون جیسے لوگ شریک تھے) میں انتہائی شدت کے ساتھ محسوس کئے جانے لگے۔ یہ جماعت اس وقت تک اسپین کے خلاف کشمکش میں سب کی قیادت کرتی رہی، اور اگرچہ اب تک انگریزی اتحاد کی طرفدار تھی لیکن اپنے ملک کو ایک عورت کی آرزوں یا ایک بے وفا ملکہ کی سیاسی نباضیوں کا تختۂ مشق بنانا نہیں چاہتی تھی۔ لیسٹر اس کے لعن طعن سے مشتعل ہو کر اس خودنمائی اور خوشامد پسندی سے

لیسٹر عمومیہ کے مسلک کی طرف مائل ہوتا ہے

جو اُس کی اہم غلطیاں تھیں، عوام کی طرف متوجہ ہوا اور ایک عمومی مسلک اختیار کیا جو حکومتی طبقہ اور امیرانہ شہر دار خاندانوں کے حق میں اس سے بھی زیادہ ناپسند تھا۔ اس قانون کی کہ کوئی شخص جو اس صوبے کا باشندہ نہ ہو کوئی خدمت نہیں حاصل کر سکتا خلاف ورزی کرتے ہوئے اس نے اپنے تین ساختہ پرداختہ آدمیوں کو برسر اقتدار کر دیا۔ ڈیلونٹر باشندہ بربانٹ کو اٹرکٹ کا برگو ماسٹر مقرر کیا گیا۔ ڈینیل ڈی برگر بو باشندہ فلینڈرس اس کا پرائیویٹ سکریٹری اور رگنا لٹ ایک اور فلینڈری جو مرتد تھا اور ایک زمانے میں گرینویلا اور الوا کی تحت ملازمت بھی اختیار کی تھی جدید ایوان مالیات کا صدر بنایا گیا۔ اس ایوان کو لیسٹر نے اس توقع کی بنا پر قائم کیا تھا کہ اس کی بدولت مالگذاری میں دغابازیوں کا سد باب ہو جائے گا اور سونے کے پہاڑ کھڑے ہو جائیں گے۔ تاجروں کی مزید دلخراشی اس طرح ہوئی کہ ایلزبتھ نے انگریزی پارچہ کی خام اشیاء کو امبڈن واقع مشرقی فریسلینڈ سے اسٹرڈم یا ڈولفٹ منتقل کرنے سے انکار کر دیا اور آخر الذکر کارروائی نے اسپین سے

زیادہ ولندیزی تجارت کو نقصان پہنچایا، اور یہ مخالفت اس قدر غیر مقبول ہوئی کہ اس کو جلد تر منسوخ کر دینا پڑا۔ خود بھی کالوینی ہونے کی حیثیت سے ارل نے مذہبی امور میں خوشی کے ساتھ جمہوریت پسند جماعت کے خیالات اختیار کئے۔ یہ اعلان کرتے ہوئے کہ کیتھولک عیسائی اسپین کے حامی ہیں۔ اس نے ستر کیتھولک عیسائیوں کو شہر اُٹریکٹ سے خارج کر دیا اور دیگر مقامات میں ان کے ساتھ ناروا سلوک اختیار کیا اور کالوینیت کو سرکاری مذہب بنانے کی غرض سے اُس نے ہیگ میں مذہبی علماء و مشائخ کی ایک مجلس طلب کی۔ اس طرز عمل سے اس نے اس اصول کو خیرباد کہہ دیا جس کی ولیم خاموش ہمیشہ تائید کرتا رہا۔ اُس نے اس مفاہمت کو دھکی دینا شروع کر دیا جو اتحاد اُٹریکٹ نے پیدا کی تھی (دیکھو صفحہ) جس کے بموجب ہر صوبے کو اجازت دے دی گئی تھی کہ مذہبی مسئلے کا اپنے طور پر تصفیہ کر لے، اور اس نے بہترین مدبرین عصر کو بیگانہ بنا دیا، اور یہ وہ لوگ تھے جو دنیوی امور میں کلیسائی اثر و نفوذ پر اعتراض کرتے تھے اور جو کالوینی وزراء کے غیر معتدل جوش سے خائف تھے اور چاہتے تھے کہ جنیوا کی طرح یہاں بھی مذہبی حکومت کے قیام سے احتراز کیا جائے۔ لیکن ارل کے متبعین نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسٹیٹ جنرل اور صوبہ جاتی طبقات کے اختیارات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اعلان کیا کہ فرمانروائی عوام میں مضمر ہے۔ ان نظریات کی تقلید میں حکومت اُٹریکٹ (جہاں لیسٹر عموماً سکونت کرتا تھا) میں انقلاب پیدا کیا گیا اور پال بائیز کو جو برگر جماعت کے سب سے سربرآوردہ افراد میں تھا (کم از کم لیسٹر کی خاموش رضامندی سے) بلا تحقیقات چھ ماہ تک قید میں رکھا گیا۔ اس طرح ارل نے اسپینیوں کی مشترکہ مخالفت میں تمام جماعتوں کو متحد کرنے کی بجائے نفاق و شقاق کی تخم ریزی کی اور ان لوگوں کو بھی اپنا دشمن بنا لیا جو انگریزی اتحاد کے سب سے زبردست حامی تھے، اور اس نے اُن صوبہ جاتی، فرقہ واری، اور مذہبی اختلافات میں اور گہرائی پیدا کر دی جو آئندہ ہالینڈ کے لئے وبال جان ہونے والے تھے۔ اور نہ لیسٹر اپنے ماتحتوں کے تعلقات میں زیادہ خوش قسمت تھا۔ اس نے سرجان نارس سے جو اس کے ورود سے بیشتر انگریزی دستے کا قائد تھا، اس نائیٹ کے بھائی اڈورڈ اور اس کے چچا سے جو خزانچی تھا اور ولکس سے جو مجلس انتظامی کا ایک انگریز رکن

تھا۔ جھگڑا کر لیا۔ اگرچہ لیسٹر ان اختلافات کا پوری طرح ذمہ دار نہیں تھا۔ تاہم

لیسٹر اپنے ماتحتوں سے جھگڑا مول لیتا ہے

یہ اُس کے متعلق ولنڈیزی رائے میں اصلاح کا باعث نہیں ہوئے اور فراہمی رسد میں ایلزبتھ کے بخل کے ساتھ ساتھ میدان کارزار میں اس کی جدوجہد کو ناکام بنا دیا۔

لہٰذا ان حالات میں یہ بدقسمتی کی بات تھی کہ فلپ فرانس میں جمعیت کی فتح حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا، اور پارما کو کافی مدد روانہ کرنے کے لئے آرمادا (بحری بیڑہ) تیار کر رہا تھا۔ گویا کہ ۱۵۸۶ء وطن پرستوں کے خوفناک تباہی کا سال تھا۔ ۷ رجون کو گورنر گریو نے اس شہر کو نمک حرامی کر کے الکزینڈر کے حوالے کر دیا۔

۱۵۸۶ء کی تباہیاں

۲۸ رکو وِنلو مسخر ہو گیا اور پارما دریائے میوز کا قریب قریب اس کے دہانے تک مالک بن گیا۔ بالآخر تسخیر زٹفن کے لئے جو تیسل پر واقع تھا۔ لیسٹر کی کوشش اس کے قابل فخر بھتیجے سر فلپ سڈنی کی موت کا باعث ہوئی جو اس بہادرانہ لیکن ناکام کوشش میں کہ پارما کی جانب سے روانہ کردہ دستے کو شہر میں سامان رسد پہنچانے سے روکے، مہلک طور پر زخمی ہوا (۲ر اکتوبر) انگریزوں کی طرف جو کامیابیاں ہوئیں وہ صرف ۱۷ر جولائی کو ایکزل پر اچانک حملہ، ۱۲ ستمبر کو ڈوزبرگ کی تسخیر اور شہر زٹفن کے بعض بیرونی قلعوں کی فتح پر مشتمل ہیں۔

جو خرابیاں رونما ہو چکی تھیں ان کا واحد علاج یہی تھا کہ ایلزبتھ فرمانروائی قبول کر لے اور ایک زبردست لشکر میدان میں آتارے لیسٹر ملکہ سے اس نقطے پر اصرار کرنے لگا اور برلے اس تجویز کا مؤید تھا۔ ایلزبتھ کو پہلی بات پر یہ اعتراض تھا کہ اس سے دوامی جنگ کا شبہ پیدا ہو جاتا ہے، اور دوسری پر یہ کہ اس کی وجہ سے مصارف میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور اواخر نومبر میں لیسٹر کی انگلستان کو روانگی نے نیدرستان میں انتشار و اضطراب اور نفاق و شقاق میں مزید اضافہ کر دیا۔ اس کی غیر موجودگی میں حکومت برائے نام مجلس نظمیہ کے ہاتھ میں دی گئی۔

لیسٹر عارضی طور پر نیدرستان سے روانہ ہوتا ہے۔ ۲۴ نومبر ۱۵۸۶ء بے اطمینانی میں اضافہ

انگریزی افواج کی کمان سر جان نارس کو دی گئی اور ولندیزی اور جرمن افواج کی ہو ہنلو کو۔ لیکن لیسٹر اس حقیقت سے باخبر تھا کہ مجلس کی اکثریت اس کی مخالف تھی۔ اور یہ دونوں افسر اس کے سخت دشمن۔ لہٰذا وہ

خفیہ طور پر ایک کاغذ چھوڑ گیا جس میں کونسل کو اس کی رضامندی کے بغیر قلعوں اور شہروں کی کمان پر کسی تقرر کو مسترد کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ بدقسمتی سے اس کے دو آخری نامزد کردہ اشخاص غدار نکلے سر ولیم اسٹانلی نے زٹفن کے قریب شہر ڈیونٹر کو حوالہ کر دیا۔ اور رولینڈ یارک نے نمک حرامی کرکے قلعہ زٹفن کو شہر کے اسپینی قائد ٹاسیس کے تفویض کر دیا۔ (۲۹ جنوری) خود لیسٹر کے نامزدہ اشخاص کی غداریوں نے پارما کے ساتھ ایلزبتھ کی گفت و شنید میں شامل ہو کر جو عام طور پر معلوم ہو گئی تھی ہالینڈ کی طبقاتی جماعت کی آتش غضب کو انتہا درجہ بھڑکا دیا۔ بارنویلڈ نے اعلان کیا کہ ملک کو فرانسیسیوں نے کبھی اتنا دھوکا نہیں دیا جتنا کہ انگریزوں نے دیا ہے اور حکومت اب ناقابل حمایت بن گئی ہے۔ ایلچیوں کو سخت عذرات کے ساتھ ایلزبتھ کے پاس روانہ کیا گیا۔ اور ماریس دوبارہ عارضی طور پر گورنر جنرل اور ہوہنلو لفٹنٹ جنرل مقرر کیا گیا۔ ایلچیوں کی آمد انتہا درجے بے محل ثابت ہوئی اُن کے ورود کے موقع پر میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کی قسمت کا مسئلہ جس کو بیبنگٹن کی سازش میں شریک رہنے پر مجرم قرار دیا گیا تھا ملکۂ انگلستان کو برافروختہ بنائے ہوئے تھا۔ ان کے ورود کے چار روز بعد ایلزبتھ نے بالآخر حکم نامۂ موت پر دستخط کرنے سے رضامندی کا اظہار کیا (یکم فروری) اور وہ کوئیری کا سر تن سے جدا ہوا۔ اب اس امر کی سخت ترین ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ فلپ کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا جائے ورنہ حملے کی مدافعت کے لئے جو بصورت دیگر لازمی تھا انگلستان کے تمام ذرائع کو مہیا کیا جائے۔ ان حالات میں ایلزبتھ نہ تو اپنے منظور نظر کے خلاف ولندیزیوں کے عذرات سماعت کرنے کے لئے راضی تھی اور نہ مزید تائید و رقم کے مطالبات ہی منظور کرنے پر آمادہ تھی الزامات کی واشگاف لے لیا، دکسی طرح تخلیل ممکن نہیں۔ مارچ میں لارڈ بکھرسٹ کو ہالینڈ روانہ کیا گیا اور اس کے دانشمندانہ اور مفاہمت آمیز مسلک نے اس رخنے کو دور کرنے میں بہت کچھ مدد دی۔ لیکن جولائی میں لیسٹر کی واپسی کے بعد جھگڑے پھر پیدا ہو گئے۔

لیسٹر کی واپسی۔ جولائی ۱۵۸۷ء سے اطمینانی میں اضافہ

یہاں واپس آ کر اُس نے سلوئیس کو پارما[1] کے محاصرہ سے نجات دلانے کی کوشش کی لیکن

---

[1] اپنے باپ اوٹیوبا کی وفات پر الگزینڈر پارما کا ڈیوک بن گیا (ستمبر ۱۵۸۶ء)

ناکام رہی۔ اور ۲۸ اگست کو حملہ انگلستان کی یہ اہم بنیاد پارما کے ہاتھ میں آگئی تسخیر سلوئیس کی نسبت لیسٹر، ماریس اور ہوہنلو آپس میں ایک دوسرے کو الزام دینے لگے اسی اثناء میں طبقاتی جماعت کے ساتھ کشمکش جاری رہی اور ایلزبتھ اور پارما کے مابین گفت و شنید برابر جاری رہنے کے باعث انگریزوں کے خلاف اشتباہات میں اور گہرائی پیدا ہو گئی۔ ولندیزیوں نے یہاں تک اعلان کیا کہ ایلزبتھ کا منشا اور شہروں پر قبضہ کرنے کا ہے اور اس طرح وہ اپنے اتحادیوں کو قربان کر کے اپنا ذاتی فائدہ حاصل کرے گی۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں تھا کہ ملکہ ایسے ذلیل خیالات کو پرورش کر رہی تھی۔ تاہم یہ جتانے کے لئے ہمارے پاس الفاظ موجود ہیں کہ "اگر بدترین سے بدترین حالات رونما ہوتے۔ پھر بھی کم از کم لیسٹر یہ روش اختیار کر لینے سے ناراض نہ ہوتا بالآخر ۱۵۸۷ء کے خزاں میں لیسٹر نے اسٹرڈم اور لیڈن کی حکومتوں میں انقلاب پیدا کرنے کی لاحاصل کوشش کی (اکتوبر ۱۵۸۷ء) جیسا کہ اس نے سابق میں اٹرکٹ کے ساتھ کیا تھا۔ اس بناء پر شور و غل مچ گیا کہ وہ دوبارہ کا ذب انجو کا کھیل کھیلنے لگا ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۲۸ لہذا بجز خدمت سے سبکدوش ہو جانے کے لیسٹر کے لئے کوئی راستہ نہیں رہا۔ ماہ دسمبر میں اس کی مالکہ نے اسے واپس بلا لیا تاکہ اس کے

لیسٹر بالآخر واپس طلب کر لیا گیا دسمبر ۱۵۸۷ء

شاہانہ تبسم سے لطف اندوز ہو اور اس کا دیدار کر سکے۔ حالانکہ وہ اگلے مارچ کی ۳۱ تک اپنی حکومت سے مستعفی نہیں ہوا۔ ایلزبتھ اپنے منظور نظر کے خلاف ایک بھی حرف شکایت سننا نہیں چاہتی تھی۔ اس کی طلبی کے خط میں سارا الزام اس کے ستمدین کے سر تھوپا گیا؛ اُن کی احسان فراموشی، وعدہ خلافی اور ارل کے خلاف ان کی کینہ پروری اور بدباطنی کے اتہامات پر سخت لہجے میں ملامت کی اور اس فیاضانہ وعدے پر رقعے کا اختتام کیا کہ "نیدرستان کی افسوسناک حالت پر رحم کر کے سردست روپیے کی امداد جاری رکھی جائے گی اور اگر وہ اسپین کے ساتھ صلح کر لے تو ان کے ملک کی اسی طرح حفاظت و نگہداشت کی جائے گی جس طرح کہ خود اپنے ملک کی ہوتی ہے۔"

اس زبوں آغاز مہم کی ناکامی کی پوری ذمہ داری لیسٹر پہ عائد کرنا غیر درست

ہوگا ہو ہنلو کے سے بعض سربرآوردہ لوگ بڑے تندخو اور پرجوش تھے خصوصاً جب کہ وہ مےخواری کر رہے ہوں۔ نیدرستان میں جو فرقے اور فسادات پیدا ہوئے

اس کے نظم ونسق پر تبصرہ

لیسٹر ان کا ذمہ دار نہیں۔ حکومت کی پیچیدہ اور بے ربط غیر معین نوعیت نیز مذہبی مشکلات کے باعث اس دشواری کا رونما ہونا لازمی تھا ہالینڈ و زیلینڈ کے علاوہ ملکی اغراض ہو مفاد میں کوئی اور صوبہ سرگرمی کا اظہار نہیں کر رہا تھا، اور اسٹینلی اور یارک دو آدمی بھی ایسے نہیں تھے جنھوں نے نمک حرامی کی۔ لیکن جو کام لیسٹر کے تفویض کیا گیا اگر وہ نازک تھا تو یقیناً اس کام کے لئے اس سے کمتر موزون شخص بھی کوئی نہیں ہوسکتا تھا۔ اس کی رعونت اس کا تحکم اور اس کی سخت مزاجی نے بہت سے ذاتی دشمن پیدا کر دئیے تھے۔ اور اس کو نگرانی اور اختلاف کے نام سے طیش آجاتا تھا۔ اُس کی خودنمائی ہی تخلیق کردہ افراد کی خوشامدی باتوں کے سننے اور اپنے زمانے کے سربرآوردہ مدبرین سے قطع تعلق کرنے کا باعث ہوئی۔ کیونکہ اُس کے کردار پر نکتہ چینی کرنے کی اُن میں جرات تھی۔ نیز اس کے سخت کالوینی تعصبات نے اُس کو نیدرستان کی مذہبی جماعتوں میں توازن قائم رکھنے کے قابل نہیں رکھا۔ اور اگر وہ صاحب ہمت اور مردانہ طبیعت کا آدمی اور سخی دل تھا تو یقیناً مدبر سیاست نہیں تھا اور نہ ایک اچھا سپہ سالار۔ تاہم سب سے بڑی غلطی خود ملکہ کے مسلک کی تھی۔ فرمانروائی قبول کرنے اور نیدرستان کے مفاد کے لئے سچے دل سے کوشش کرنے سے اس کا انکار، مالی امداد میں اس کا بخل اور اس کے شرائط کی سختی (اور سب پر طرہ پارما کے ساتھ اس کی مشتبہ گفت وشنید) یہ سب شکایات پیدا ہونے کے اہم وجوہ تھے۔ یہ طرز عمل محض وہم وگمان کا نتیجہ نہیں تھا۔ انگلستان کے خلاف فلپ کی تیاریوں سے پوری طرح باخبر ہونے کے باوجود ملکہ لاحاصل طور پر متوقع تھی کہ اگر اس نے فرمانروائی اختیار کرنے کے ناقابل اصلاح عمل سے پرہیز کیا تو نیدرستان میں اپنی حیثیت سے فائدہ اُٹھا کر اپنے اور اس ملک کے لئے مستقل اور باعزت صلح کر سکے گی۔ لہٰذا اُس نے گفت وشنید کے ذریعے اپنے تئیں دھوکے میں ڈال دیا جو الکزینڈر اپنے آقا کے احکام کے بموجب محض اس غرض سے کھیل رہا تھا کہ جنگی تیاریاں ختم ہونے تک اس کو دھوکے

میں رکھا جائے ۔ اسی حماقتی توقع میں سر فرانسس ڈریک کی کارروائی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا جس نے پچھلے اپریل میں کیڈز اور لسبن کی بندرگاہوں میں داخل ہو کر کوئی ڈھائی سو جہازوں کو برباد کر دیا اور اس طرح فلپ کی ڈاڑھی جھلس دی تھی۔ اسکاٹ لینڈ اور فرانس کے پراٹسٹنٹوں کی نسبت اس کا مسلک اس کے کردار کے مطابق تھا۔ (اس کے اس مسلک یا اس کی راستبازی کچھ نہیں تو ہشیاری کے لئے تو قابل تعریف سمجھی جاتی ہے)۔ کہا جاتا ہے کہ اس انداز زمانہ سازی کی بدولت اس نے کیتھولک مذہب کے افواج متحدہ کو اشتراک سے باز رکھا ورنہ انگلستان کو اس سے لازماً مغلوب ہو جانا پڑتا، یہ بات ایلزبتھ کے ابتدائی عہد میں خواہ کتنی ہی درست ہو لیکن اب وہ یقیناً خلاف واقعہ تھی۔ کیونکہ فلپ انگلستان پر چڑھائی کرنے کا عزم صمیم کر چکا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ صرف ایک مرتبہ فلپ کو خاندان گائیز سے خطرہ لاحق تھا۔ لیکن گائیز کا ڈیوک اب اس کا تنخواہ دار ملازم تھا۔ جنوری ۱۵۸۴ء میں فلپ کے سفیر مینڈوزا نے جس کو منصوبۂ تھراگمارٹن سے

فلپ انگلستان پر چڑھائی کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے

معلوم تعلق کے سلسلے میں انگلستان سے فوراً برطرف کر دیا گیا تھا۔ ایلزبتھ کو اطلاع دی تھی کہ اگرچہ وہ وزیر امن کی حیثیت سے ملکہ کو خوش نہیں کر سکا۔ لیکن وہ اس امر پر مجبور ہو گیا ہے کہ اپنی کوشش سے مستقبل میں جنگ کی آگ مشتعل کر کے اس کو مطمئن کرے ۔ اور وہ اپنے عہد میں پورا اترا۔ فرانس کو منتقل ہو کر جنگی تیاریوں میں وہ فلپ کا سب سے سرگرم کارندہ بن گیا۔ مئی ۱۵۸۶ء میں ملکۂ اسکاٹ لینڈ نے تخت و تاج انگلستان کے تمام حقوق فلپ کے حوالے کر دئے، اور اس کے قتل نے بالآخر تمام مزاحمتوں کو دور کر دیا۔ ان حالات میں وہ ملکۂ انگلستان کی جھوٹی نمائش کے معاندانہ افعال کو برداشت کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ ملکہ نے نیدرستان کے باغیوں کی مدد کی، تاج پرتگال کے جھوٹے دعویدار کی حمایت کی، سب پر طرہ یہ کہ انگلستان کے سمندر کے کتوں کے قزاقی حملے اسپین کا خون جہالت طور پر چوس رہے تھے لہٰذا انگلستان کو فتح کرنا لازمی ہو گیا۔ اگر ایسا ہو جائے تو نیدرستان کو آسانی سے مطیع کیا جا سکتا ہے، اور چونکہ فرانس میں جمعیت کی فتح یقینی معلوم ہو رہی تھی اس لئے فلپ متوقع تھا کہ وہ بہت جلد لندن، امسٹرڈم اور پیرس کا مالک بن بیٹھے گا۔ اگر ایلزبتھ لیسٹر کی مہم کے موقع پر بیباکی کے ساتھ

نوارے کے ہنری اور نیدرستان کی تائید میں اپنی پوری قوت صرف کردیتی تو فلپ کی مصروفیت اتنی بڑھ جاتی کہ چڑھائی کے لئے اس کو فرصت نہیں ملتی۔ لیکن موجودہ حالات میں بھی الکزینڈر کو انگلستان کے حملے میں شریک رہنے سے اکثر اہل نیدرستان نے باز رکھا۔ جن کی ہمدردیوں کو دور کرنے میں ایلزبتھ نے پوری کوشش صرف کردی تھی۔

ارل کی روانگی کے پانچ مہینوں بعد آرماڈا (اسپینی بحری بیڑہ) نے میڈینا سیدونیا کے تحت لنگر اٹھایا۔ حملہ انگلستان کی تجویز فلپ اور پارما کے مابین نہایت وسیع پیمانے پر عمل میں آئی تھی۔ قرار یہ پایا تھا کہ بیڑہ سپین سے روانہ ہوکر کیلے سے برے رودبار انگلستان میں جا پہنچے اور وہاں الکزینڈر کا انتظار کرے۔ جہاں وہ اپنی کوئی سترہ ہزار سپاہ کو چپٹے پیندے کی کشتیوں میں (جن کو اس نے تیار کیا تھا) سوار کراکے آ پہنچے گا اور پوری مہم کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔ اس کے بعد رودبار کو عبور کیا جائے گا۔

آرماڈا کی روانگی بہار ہی ۱۵۸۸ء

پارما کا ڈیوک خشکی پر اتر کر لندن کی طرف پیش قدمی کرے گا اور ڈینا سیڈ ونیا بندرگاہ میں انگریزی اور ولندیزی بیڑوں کے خلاف اسپینی بیڑے کی حفاظت کرتا رہے گا۔

اسپینی بیڑے کے ابتدائی تجربات ہمت افزا نہیں تھے۔ بہت سے جہاز سمندر میں چلانے کے قابل نہیں رہے۔ جہازوں کی دوبارہ مرمت کرکے قابل کار بنانے کے لئے کارونا میں لنگر انداز ہونے پر مجبور ہونا پڑا اور ۲۸ جولائی سے پیشتر بیڑہ لیزرڈ کے سامنے نمودار نہیں ہوسکا یہ تاخیر قیمتی ثابت ہوئی۔ اگرچہ ایلزبتھ نے آخری موقع تک پارما کے ساتھ گفت وشنید جاری رکھی تاہم اس نے کچھ تیاریاں بھی کرلی تھیں لیکن درحقیقت خشکی پر کچھ نہیں کیا گیا۔ اسپینی جب پلائی موتھ سے ذرا فاصلے پر نمودار ہوئے تو کوئی ایک سو پچاس مختلف جہازوں کا بیڑہ جمع کیا گیا۔ ان میں سے صرف چونتیس حکومت کی ملک تھے اور بقیہ جہاز لندن اور دیگر شہروں کے تاجروں یا غیر سرکاری اشخاص کی جانب سے فراہم کئے گئے تھے۔

آرماڈا لیزرڈ سے نظر آتا ہے ۲۸ جولائی

معلوم ہوتا ہے کہ آرماڈا (بیڑہ) کی قوت کے اظہار میں مبالغہ آفرینی کی گئی ہے۔ اگرچہ کامل صحت کے ساتھ بتانا ناممکن ہے تاہم اتنا ظاہر ہوگا کہ جو اسپینی جہاز

جنگ کے لئے مقرر کئے گئے تھے اُن کی تعداد ایک سو ستر تھی۔ انفرادی اسپینی جہازوں کا وزن البتہ زیادہ تھا۔ بقیہ ہر اعتبار سے انگریزوں کو فوقیت حاصل تھی۔ ان کے پاس زیادہ توپیں تھیں، ان توپوں سے اسپینیوں کو جو دشمن کے جہازوں پر چڑھ آنا چاہتے تھے نفرت تھی۔ اگر ہم کشتی کھینے والے غلاموں کو نظر انداز کردیں تو لڑنے والے آدمیوں کی تعداد اسپینیوں سے غالباً انگریزوں کی زیادہ تھی، انگریزی بیڑے میں جہازرانوں کا تناسب سپاہیوں سے یقیناً بڑھا ہوا تھا۔ اور یہ جہازران اسپینی جہازرانوں سے بدرجہا بہتر تھے، اور اُن کے کپتانوں میں ڈرایک، ہاکنس اور فرابشر جیسے لوگ تھے جنھوں نے اپنی ساری عمر سمندر میں بسر کی تھی۔ اسپینی جہاز زیادہ اونچے اور جسامت میں بڑے تھے اسی وجہ سے قریب سے خطرناک تھے اور انھیں مشکل سے متحرک کیا جاتا یا چلایا جاسکتا تھا۔ اور ان میں آدمیوں کی تعداد بھی کم تھی۔ مختصر یہ کہ جیسا کہ ڈریک نے کہا اگر انگریز پھٹکے پھٹکے اور دور دور رہ کر لڑیں تو ان کی فتح یقینی ہے، اور وہ اسی مشورے پر عمل کرکے کامیاب ہوئے۔ مسلسل

رود بار کے بالائی حصے میں پیہم اور مسلسل جنگ ۳۰ر جولائی تا ۶ر اگست

جنگ میں جو رود بار کے بالائی حصے میں آٹھ روز تک جاری رہی انگریز اسپینی بیڑے کے اطراف میں جمے رہے اور عموماً ہوا کے رُخ پر رہتے تھے۔ اور اسپینی جہازوں کے پیچھوں میں گولے برساتے اور ان کے انتقام سے بیشتر ہی اُن کی زد سے دور نکل جاتے تھے۔ بالآخر آرماڈہ جب کیلے کی سڑکوں پر پہنچا تو اس خیال کی لغویت کہ وہ انگریزی بیڑے کو سمندر سے بھگادیں گے واضح ہونے لگی۔ اور جب تک ان کو بھگا نہ دیا جاتا پارما کے ڈیوک کے حق میں

آرماڈا کے حملے میں ۶ر تا ۷ر اگست۔ آتش زن جہاز

یہ پاگل پن ہوتا کہ اپنے چپٹے پیندوں کی کشتیوں میں مقابلے کے لئے آئے درآنحالیکہ ان میں سپاہ کچھا کچھ بھری ہوئی تھی۔ خود پارما نے اس کو دوربین سے معلوم کرلیا تھا لیکن بہرحال ولندیزی جہازوں کے ٹڈی دل نے جو ساحل کے آس پاس پھیل گئے تھے اس کوشش سے باز رکھا۔ جب تک آرماڈا سمندر پر قابو نہ پاسکے اس وقت تک کچھ نہیں ہوسکا تھا۔ اور اسی میں مکمل ناکامی ہوئی۔ ۷ر اگست کی شب میں انگریزوں نے چھ آتش زن جہازوں کو دشمن

کے جہازوں کے خلاف جو لنگر انداز تھے روانہ کیا۔ ان آتشزن جہازوں کو کشتیوں سے کھینچ کر نہایت آسانی کے ساتھ ایک طرف کر دیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ اُن میں کوئی بھک سے اڑنے والی اشیاء نہیں تھیں۔ لیکن اسپینیوں کو اینٹورپ کے آتشزن جہازوں کا خیال آ گیا ان پر ایسا خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ بڑے بڑے جہازوں نے لنگر چھوڑ دیا۔ دو کو آگ لگ گئی۔ کچھ باہم الجھ گئے اور کچھ دوسروں میں پھنس گئے باقی بیڑے کو مغرب جنوب مغربی گوشے کی ناموافق اور ناگہانی بادِ تند نے سمندر کی طرف ہٹا دیا۔ دوسری صبح کو انگریزوں نے تعاقب کیا اور اس طرح جو لڑائی ہوئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کا ایک بھی جہاز تباہ نہیں ہونے پایا اور بمشکل ایک سو آدمی کام آئے۔ لیکن اسپینیوں کے سولہ جہاز از کار رفتہ ہو گئے اور چار پانچ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔

آخری لڑائی ۸ راگست

بدقسمتی سے اب انگریزوں کے پاس گولہ بارود اور سامانِ رسد کی کمی ہو گئی تھی[1] لیکن صدر امیر البحر (Lord Admiral) افنگھام کے لارڈ ہوورڈ نے اپنے چہرے پر اطمینان و خود ستائی کے آثار پیدا کر لئے اور دشمن کا تعاقب شروع کر دیا گویا کہ کسی چیز کی کمی نہیں ہے اور اسپینیوں نے دوبارہ انگریزی جہازوں کا مقابلہ کرنے سے گھبرا کر شوق سے فرار اختیار کیا، ہوا نے بہت جلد سخت مغربی آندھی کی صورت اختیار کی اور بیڑے کو زیلینڈ کی ساحلی ریت پر چڑھا لے جانے کی دھمکی دینے لگی۔ لیکن ہوا کا رُخ یک بیک جنوب مغربی سمت میں بدل جانے کے باعث بیڑہ اس تباہی سے بچ گیا، لیکن یہ تغیر ایک شدید طوفان کا صرف پیش خیمہ تھا، جو بالآخر ۱۲ راگست کو ان آدھے ناکارہ جہازوں پر برپا ہوا ان کو دور دور منتشر کر دیا۔ جولائی میں کورونا سے ایک سو چونتیس جہاز روانہ ہوئے تھے ان کے منجملہ کوئی ترپن جہازوں نے افسوسناک حالت میں یکے بعد دیگرے اسپین کی راہ لی اور ان کی حالت بھی اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ تقریباً ناکارہ ہو گئے تھے۔

---

[1] اس کو عموماً ملکہ کی کنجوسی پر محمول کیا جاتا ہے لیکن ان غلطیوں اور اسی سبیل کی دیگر غلطیوں کی نسبت سرکاری کاغذات متعلقہ شکستِ آرماڈا محفوظ ”نیوی رکارڈس سوسائٹی“ کے دیباچے کا مطالعہ کیا جائے۔

انگریزوں اور ولندیزیوں کی مشترک کارروائی نے فلپ کی اس عظیم الشان مہم کو تباہ و برباد کر دیا۔ تاہم لیسٹر کی مہم کی بدولت جو اختلافات رونما ہو گئے تھے ان کو دور ہونے میں بہت عرصہ لگا۔ ارل کی علیحدگی کے بعد ناساؤ کے ماریس کو جو پہلے ہی سے ہالینڈ اور زیلینڈ کا اسٹیٹ ہولڈر (State holder) تھا ان صوبہ جات کا کپتان جنرل مقرر کیا گیا تھا[1]۔ لیکن لیسٹر کی جماعت اس کے اختیارات پر خاص کر اٹرکٹ فریسلینڈ

لیسٹر کی روانگی کے بعد ہالینڈ میں مشکلات

اور شمالی ہالینڈ میں معترض تھی۔ انھوں نے یہ اعلان کرتے ہوئے کہ ارل عارضی طور پر اپنی خدمت سے علیحدہ ہوا ہے ماریس اور مجلس طبقات کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ ان مشکلات میں یوں اضافہ ہوا کہ انگریزی افواج کے سپہ سالار لارڈ ولابی جو خود بھی ارل کا طرفدار تھا کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ ان حالات و واقعات میں الکزینڈر نے آسانی سے سرکش شہروں کو مطیع کر لیا، اور ۱۰ اپریل کو ماریس اور ایک انگریز افسر سر رابرٹ ونگفیلڈ کے مابین رونما شدہ تنازع سے فائدہ اٹھا کر اس گرٹرے ڈنبرگ کے اہم شہر کو حاصل کر لیا۔ اسی مہینے میں انگریزوں اور ولندیزیوں کی ایک مشترکہ مہم

انگریزوں اور لندیزیوں کی مشترکہ مہم پرتگال کے خلاف۔ اپریل تا جولائی ۱۵۸۹ء

پرتگال کے خلاف روانہ کی گئی اگرچہ یہ اپنے فوری مقصد (یعنی تاج پرتگال کے چھوٹے دعویدار ڈان انٹونیو کی بحالی) میں ناکام رہی، لیکن اسپین کی جہازرانی کو ایک خطرناک نقصان پہنچایا اور ان دونوں ممالک کے مابین جن کے اغراض و مفاد اس طرح باہم وابستہ تھے۔ بہتر احساسات کے آثار پیدا ہو گئے۔ اگلے فروری میں دانشمندانہ چالبازی اور فوجی تدابیر نہایت بہادری کے ساتھ اختیار کی گئیں اور وطن پرستوں کے حق میں بریڈا فتح ہو گیا۔ اور بعد کے سرما

فوجی تدابیر سے بریڈا فتح ہو گیا۔ ۲۸ فروری ۱۵۹۰ء

میں ماریس متعدد اہم مقامات کی تسخیر میں اپنی فوجی قابلیتوں کا اظہار کرنے لگا۔ تاہم تنازعات و اختلافات

[1] سنہ ۱۵۹۰ء میں ماریس گلڈرلینڈ، اٹرکٹ، اوورسیل کا اسٹیٹ ہولڈر اور کپتان جنرل بھی مقرر ہو گیا لیکن وہ کبھی کل یونین کا کپتان جنرل مقرر نہیں ہوا۔

بدستور جاری تھے۔ دونوں انگریز ارکان مجلس اور انگریزی امدادی افواج کا سپہ سالار جس کو ابتدائی عہدنامے کی رو سے اب تک مجلس انتظامی میں ایک نشست حاصل تھی اہل ہالینڈ کے ساتھ جھگڑتے تھے۔ صوبۂ ہالینڈ جو جنگ میں کم از کم آدھے مصارف برداشت کر رہا تھا مجلس انتظامی میں اپنی نمایندگی کو ناکافی تصور کرتا تھا۔ مجلس طبقات (اسٹیٹ جنرل) جس میں ہالینڈ کے مبعوثین کا اثر غالب تھا مجلس انتظامی کے اقتدار کو نظرانداز کرنے لگے اور ادھر اُس کے اختیارات پر دیگر صوبہ جاتی مجالس میں بحث ہونے لگی۔ خوش قسمتی سے ان حالات و واقعات کے دوران میں فلپ کی توجہ دوسری طرف مبذول تھی۔ صرف فرانس میں اس کا ستارۂ اقبال چمکتا تھا۔ وہ متوقع تھا کہ اگر اس ملک میں جمعیت کو فتح حاصل ہو جائے تو انگلستان اور نیدرستان پھر بھی مفتوح ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں فلپ اب پارما سے رشک کرنے لگا تھا۔ فلپ کے شکوک و شبہات کو چونکائے بغیر کوئی شخص طویل مدت تک اس کی خدمت نہیں کر سکتا تھا۔ اور الکزینڈر کے دشمنوں میں کمی نہیں تھی جو یہ افواہ پھیلائیں کہ وہ نیدرستان کا خود مختار حاکم بن جانا چاہتا ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ بے پروائی شروع ہو گئی۔ اور عدم ادائے تنخواہ کے باعث غدار سپاہیوں کے ساتھ وسیع پیمانے پر فوجی کارروائی ناممکن ہو گئی۔ آخرکار اس کے عذرات و دلائل کے باوجود فارنیسی کو حکم دیا گیا کہ آئندہ مشکلات کا کوئی ذکر نہ کیا جائے[1] اور ہینین کے ڈیوک کی مدد کے لئے فرانس روانہ ہو جائے (۳ اگست ۱۵۹۰ء) (دیکھو صفحہ ۵۰۸) اگرچہ پارما اپنی مہم سے ۳ دسمبر کو واپس آ گیا، لیکن اُس کی صحت کمزور ہو گئی تھی، خزانہ خالی ہو گیا تھا اور فوج کی تعداد بُری طرح گھٹ گئی تھی۔

فارنیسی فرانس میں پیشقدمی کرتا ہے۔ ۳ اگست ۱۵۹۰ء

ماریس کو بالآخر موقع ہاتھ آ گیا۔ ولیم خاموش کا یہ دوسرا بیٹا[2] اور اپنی ماں کی طرف

[1] یہ صحیح ہے کہ اسس معاملے میں الکزینڈر تک رسائی کی گئی، لیکن اس بات کا ادنیٰ ترین ثبوت بھی نہیں ملتا کہ اس کے ذہن میں ایسا خیال کبھی پیدا ہوا تھا۔

[2] سب سے بڑے بیٹے فلپ کو ۱۵۶۷ء میں مدرسہ سے بھگا یا گیا اور اسپین روانہ کیا گیا۔ جب

سے سکسنی کے ماریس کا نواسا جس سے وہ شکل و شباہت اور چال چلن میں بہت کچھ
ملتا جلتا تھا اب تک دوسروں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کیا تھا۔ بعض لوگ اُس کو

ماریس کی ابتدائی زندگی

بدمزاج اور ناشایستہ طالب العلم ہی سمجھتے رہے،
لیکن سمجھ دار لوگ اُس کو خواہ دیر فہم ہی کیوں نہ ہو
گہری سمجھ والا لڑکا سمجھتے تھے اور جب وہ سن بلوغ کو پہنچنے لگا مئے خواری کی قبیح عادت
میں زیادہ مبتلا نہیں ہوا جو اُس زمانے کے ولندیزیوں میں رائج تھی اس وقت تک
وہ سیاسیات میں بہت کم دلچسپی لیتا رہا، اور بارنیولڈ کی قیادت پر قناعت کی تھی۔
اسی اثناء میں وہ ریاضیات، قلعہ بندی، اور فوجی چالبازیوں کے علم میں منہمک ہو گیا۔
اور اس کے بعد اپنے بھائی لیوی ولیم فریسلینڈ کے اسٹیٹ ہولڈر (ایک چھوٹا سا معمر شخص
جس کا سر گول، آنکھیں چمکیلی، ڈاڑھی زعفرانی رنگ کی اور ناہموار تھی) کی مدد سے

اس کی فوجی اصلاحات

فوجی اصلاح کی طرف توجہ کی۔ ایک زیادہ وسیع نظام قواعد
رائج کیا گیا، جو رن میں لشکر کو زیادہ لچک دے سکتا
تھا۔ آتش بار اسلحہ کی قدر و قیمت سے باخبر ہو کر اس نے پیدل فوج میں بھالے برداروں
سے تفنگچیوں کا تناسب بڑھایا اور سوارہ فوج کو قرابینوں سے مسلح کیا اس میں اس نے
بیل بھاوڑے کے استعمال کا اضافہ کیا جس کو اب تک سپاہی کے مرتبے سے کمتر سمجھا
جاتا تھا، اور انجینیروں کی بھی ایک جماعت قائم کی۔ لوٹ اور غارت کے طریقے کا خاتمہ
کرنے کی تردد میں جو آج کل کی افواج کی توہین و تذلیل کا باعث تھے اور جنھوں نے
اسپینیوں کے نام کو خوف و دہشت کا باعث بنا دیا تھا وہ ایسے جرائم کی سخت سزا
دینے لگا اور ایسے طرز عمل کے لئے تمام حیلہ سازیوں کو دور کرنے کی غرض سے اس
امر میں احتیاط برتتا تھا کہ خورد برد کی عادت افسروں سے چھڑائے جو ان میں جاگزیں
ہو گئی تھی، اور اس پر مصر تھا کہ سپاہ کو مقررہ وقت پر تنخواہیں ادا کر دی جائیں۔ ان
وسائل سے، مخالفانہ انتقاد اور مضحکہ انگیزی کے باوجود اہل ہالینڈ کی مختصر سی فوج
کو حد درجہ موثر بنانے میں کامیابی حاصل کی۔ اور خود وہ تیس سال کی عمر میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ وہ ۱۵۹۶ء میں واپس آیا تو وہ کیتھولک اور اسپینی حکومت کا حامی بن چکا تھا

سائنٹفک قلعہ بندی اور محاصرے کے اعمال کا ماہر بن گیا تھا۔ اب وقت آگیا تھا کہ اس جدید نمونے پر تیار کردہ افواج سے کام لیا جائے۔ ۲۴ مئی سنہ ۱۵۹۱ کو اس نے زٹفن واقع دریائے یجسیل کا محاصرہ کر لیا۔ اور چھ دن میں اس شہر کو مسخر کر لیا۔ جس کو اب تک ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ اسی دریا پر ۱۰ رجون کو ڈیونٹر مسخر کیا گیا۔ اس کے سولہ دن کے بعد وہ گرونجن کی دیواروں کے سامنے نمودار ہوا۔ اور اکناف شہر میں بہت سے مقامات کو زیر کیا۔

ماریس کی مہمات مئی تا جولائی سنہ ۱۵۹۱ء

فارنیس اس کی مہمات سے چونک کر دریائے وال پر ناڈسنبرگ کے قلعے پر حملہ آور ہونے اور ماریس کی فتوحات کو الٹ دینے کی کوشش کی، لیکن اس کا کم عمر حریف داؤ گھات میں اس پر سبقت لے گیا۔ اور اس کو فرار ہونے پر مجبور کیا اور بالآخر شکست میں بیماری کی وجہ سے اس کو ناچار آسپا روانہ ہونا پڑا ماریس نے ۲۴ رستمبر کو ہلسٹ پر اور ۲۱ راکتوبر کو نیمویجن پر جو سرحد پر دریائے وال پر واقع تھا قبضہ جمالیا۔

ماریس کی کامیابیوں کا سلسلہ ستمبر اکتوبر سنہ ۱۵۹۱ء

جنوری سنہ ۱۵۹۲ء میں پارما کے ڈیوک کو فلپ نے فوری حکم دیا کہ فرانس میں دوبارہ پیش قدمی کرے۔ ماریس اس طرح تمام خطرات سے آزاد ہو کر پھر میدان جنگ کو روانہ ہوا چوالیس دن کے محاصرے کے بعد اسٹین وک کا شہر مسخر ہوا (۳ رجولائی) ۲۶ رکو درکون کے قلعے نے خود کو حوالہ کر دیا اور اس طرح اضلاع فریسلینڈ، گرونجن اور ڈرنتھ کی کنجیاں اس کے ہاتھ آگئیں۔ اس طرح ماریس نے گرمی کے دو موسموں میں نہ صرف دریائے وال پر اپنا قبضہ جمالیا بلکہ گلڈرلینڈ اوریسل اور ڈرنتھے کے شمالی صوبوں میں اسپینی جن استحکامات پر قابض تھے ان میں سے اکثر و بیشتر مقامات سے انھیں نکال دیا۔ صرف گرونجن باقی رہ گیا تھا۔ اور یہ اگلے سال فتح ہونے والا تھا۔

فرانس کو الکزینڈر کی دوسری مہم ماریس کی مزید فتوحات

سنہ ۱۵۹۲ء کے سرا میں پارما کے ڈیوک الکزینڈر، صرف ایک ہی شخص جس کی فوجی قابلیت سے ماریس کو ڈرنا پڑتا تھا انتقال کر گیا۔ فرانس کی دوسری مہم سے اواخر مئی میں

واپس آیا اور لب مرگ ہو کر آیا۔ وہ اپنے حواس میں ہوتا تب بھی فلپ کے شکوک اس کو قطعی طور پر بے حس و حرکت بنا دیتے، کیونکہ حاسد بادشاہ ڈیوک کے دشمنوں کے ورغلانے پر کہ وہ اپنے لئے جنوبی نیدرستان کی فرمانروائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اُس کا جانشین مقرر کر چکا تھا اور ارادہ کر رہا تھا

پارما کے الکزینڈر کا انتقال ۳ر دسمبر سنہ ۱۵۹۲ء

کہ اگر ضرورت ہو تو بزور شمشیر اس کو علٰحدہ کر دے۔ وہم و شبہ نے کبھی اس سے زیادہ بے انصافی نہیں برتی؛ اور فارنیس اپنے آقا کے احکام کی تعمیل میں فرانس کے لئے ایک تیسری مہم کی تیاری میں جس وقت مصروف تھا اسی وقت اراس ہولس پر اچانک کاری ضرب لگائی گئی (۳ر دسمبر) اس طرح وہ سینتالیس سال کی عمر میں اس دنیا سے چل بسا جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا سپاہی اور فلپ کے سب سے زیادہ جاں نثار خادموں میں سے ایک تھا اس کے سیاسی دور پر صرف ایک داغ یہ ہے کہ وہ سیاسی چالبازیوں میں نیک کرداری کا پابند نہیں تھا۔ اس میں بھی وہ کم از کم اپنی کمینگی پر قائم تھا، اور اگر اس نے دوسروں کو دھوکا دیا تو اپنے آقا کے احکام کی تعمیل میں، بعد میں فلپ نے اس کے ہر کام کو شبہے کی نظر سے دیکھا۔ یہ رویہ انصاف کے خلاف تھا اور صریحاً ظلم پر مبنی تھا۔ پارما کی چودہ سال کی گورنری کو فلپ کی حکومت کا نازک دور قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسی دور میں اس سیاسی بازی کی آخری چال چلی گئی جو شاہ اسپین مغربی یورپ پر قابو پانے کے لئے چل رہا تھا، اور جب پارما کا انتقال ہو گیا تو یہ بازی بھی قریب قریب مر گئی۔ تاہم فلپ کو جو کامیابی حاصل ہوئی اُس کا بڑا باعث الکزینڈر ہی تھا۔ اگرچہ ڈیوک شمالی صوبوں کو مطیع کرنے کے ناممکن کام میں ناکام رہا۔ اس نے کم از کم جنوبی اور مغربی صوبے اسپین کے حق میں حاصل کئے اور ناوارے کے ہنری کی کامیابی کو ملتوی کر دیا۔ اگر فلپ کو ایسے ملازمین زیادہ تعداد میں میسر آتے تو وہ غالباً زیادہ کامیاب رہتا۔

پارما کے انتقال پر حکومت عارضی طور پر کونٹ پیٹر ارنسٹ مینسفلڈ کے حوالے کی گئی جو ایک جنگ آزمودہ بوڑھا تھا۔ لیکن حقیقی جانشین شہنشاہ ریوڈالف کا بھائی آرچ ڈیوک ارنسٹ مقرر ہونے والا تھا

آرچ ڈیوک ارنسٹ گورنر مقرر ہوتا ہے۔ جنوری سنہ ۱۵۹۴ء

آرچ ڈیوک فلپ کا بھانجا تھا۔ اس کی یہ تجویز تھی کہ انفنٹا سے اس کا عقد کر کے تاج فرانس اس کے لئے حاصل کرے (دیکھو صفحہ) اس طرح فلپ کو توقع تھی کہ اسپینی نیدرستان کو فرانس سے متحد کر کے ایک ایسے رشتہ دار کی حکومت اس پر قائم کی جاسکتی ہے جو اس کے زیر اثر ہوگا بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فلپ کم از کم اس امر کا عزم صمیم کر چکا تھا کہ نیا گورنر جنرل ایسا ہو کہ اس کو خطرات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ آرچ ڈیوک بالکلیہ نا اہل بیحد سست بہت موٹا بسیار خواری اور قمار بازی کا دلدادہ تھا علاوہ بریں غمگین اور افسردہ دل نقرس کا شکار اور ایک ایسا شخص تھا جو شکایات سن کر رو دیتا تھا۔ آرچ ڈیوک جنوری ۱۵۹۴ء سے قبل برسلز نہیں پہنچ سکا۔ اس وقت تک اس کے لئے تخت فرانس کے مواقع بہت دور تھے اور بغیر سپاہیوں اور رقم کے اپنے ساتھ چھ سو ستر معززین، خاص بردار اور باورچی اور اپنی گاڑیاں کھینچنے کے لئے پانچ سو پچیس گھوڑے، لے کر وارد ہوا تو اس سے کوئی نیک فال نہیں لی گئی۔ خدمتوں کے لئے حاسدانہ چھینا جھپٹی شروع ہوئی، اور اس کی بد اخلاقیوں سے متکبر اسپینی اور فلیمش امراء کی توہین ہوئی۔ اور سپاہ نے تنخواہ کے لئے بغاوت کردی۔ لہذا ان حالات میں ماریس کو ان دونوں اہم مقامات کے فتح کرنے کا بھی موقع مل گیا جو شمالی صوبہ جات میں اسپینی قبضے میں تھے۔ ۲۴ جون ۱۵۹۳ء گرٹرڈنبرگ کے کامیاب محاصرے نے اُسے دریائے میوز کا مالک بنا دیا۔ اگلے سال کی ۲۲ر جولائی (۱۵۹۴ء) کو پینسٹھ روز کے محاصرے کے بعد شہر گرونجن کی تسخیر کی بدولت وہ صوبہ عملاً حاصل ہوگیا۔

ماریس ۲۴ر جون ۱۵۹۳ء کو گرٹرڈنبرگ اور ۲۲ر جولائی ۱۵۹۴ء کو گرونجن فتح کرتا ہے

آرچ ڈیوک ارنسٹ کے انتقال کے بعد جو ۲۰ر فروری ۱۵۹۵ء میں ہوا فلپ کی توجہ پھر فرانس کی طرف مبذول ہوئی۔ جنوری میں ہنری چہارم نے بالآخر اسپین کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اُس کے خلاف استعمال کرنے کے لئے نیدرستان کی فوج درکار ہوئی لہذا فیونٹس جو عارضی طور پر گورنر کی خدمت پر مقرر ہوا تھا اور کارڈینل آرچ ڈیوک البرٹ برادر ارنسٹ جو جنوری ۱۵۹۶ء میں مقرر ہوا تھا۔ دونوں نے مشرقی فرانس

آرچ ڈیوک ارنسٹ کا انتقال ۲۰ فروری ۱۵۹۵ء آرچ ڈیوک کارڈینل آلبرٹ کا جانشین ہوتا ہے۔ جنوری ۱۵۹۶ء

کی لڑائیوں میں حصہ لیا (دیکھو صفحہ ۵۱۵) اور ہندوستان کو اپنا وقت دینے کے لئے انھیں بہت کم فرصت تھی۔ ولندیزی اب فوری خطرے سے آزاد تھے۔ لہٰذا انھیں انگریزوں کی شاندار مہم کیڈز میں حصہ لینے کا موقع مل گیا جس کا انجام ایک اسپینی بیڑے کی تباہی اور اس شہر کے تاخت و تاراج پر ہوا (۲۱ر جولائی ۱۵۹۶ء) لیکن اگست میں آرچ ڈیوک آلبرٹ شہر ہسٹ کو مارلیس سے واپس لینے میں کامیاب ہوا، اکتوبر میں ہالینڈ اس جمعیت میں شامل ہوگیا جو پچھلے اگست میں ہنری چہارم اور ایلزبتھ نے اسپین کے خلاف قائم کی تھی اور اگلے جنوری ۱۵۹۷ء کی ۲۴ر کو مارلیس نے گرٹریڈنبرگ کے قریب مقام ٹرنھوٹ آرچ ڈیوک کو فیصلہ کن شکست دی۔ اس اہم فتح کے بعد کلیوس کی ڈچی (جس کو اسپینی غیر مطیع صوبہ جات کے خلاف کارروائیوں کے مرکز کی حیثیت سے استعمال کرتے تھے) کی سرحدات پر

کیڈز کو ولندیزوں اور انگریزوں کی مہم۔ جولائی ۱۵۹۶ء

اسپین کے خلاف جمعیت ثلاثہ اگست اکتوبر ۱۵۹۶ء

اگست سے اکتوبر ۱۵۹۷ء تک تین مہینے لڑائی جاری رہی۔ یہ ایک ایسی جنگ تھی جس کی بدولت مارلیس نے نو شہروں اور پانچ گڑھیوں کی تسخیر کرکے دریائے رہائن کی مشرقی سرحد کو ادبی طور پر تقویت پہنچائی۔

ولندیزی فرانس اور انگلستان کے ساتھ جمعیت میں اس توقع کی بنا پر شریک ہوئے تھے کہ اس نوعیت کی مدد دی کہ اپنی خود مختاری کو تسلیم کروا لیں گے۔ لیکن ہنری اب جنگ سے بیزار ہوگیا تھا اور پہلے ہی سے اس گفت و شنید کا آغاز کرچکا تھا جو ولندیزیوں کے اعتراضات کے باوجود صلح ورنس پر ختم ہوئی (۲ر مئی ۱۵۹۸ء دیکھو صفحہ ۵۱۹) چونکہ ولندیزیوں کی خود مختاری تسلیم کرنے سے انکار کردیا گیا تھا۔ لہٰذا انھوں نے عہدنامے میں شرکت کرنے سے انکار کردیا۔ تاہم صلح کے ساتھ اطاعت گزار صوبہ جات کی حیثیت میں کچھ تغیر ضرور ہوا۔ کیونکہ ہنری اپنی مشرقی سرحد پر اسپینی بادشاہ کی موجودگی کو زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کرسکتا تھا، اس لئے فلپ نے اُن علاقوں سے فرنچ کونٹی کے استثنا ف سے دست بردار

صلح ورنس میں ولندیزیوں کا عدم شمول۔ ۲ مئی ۱۵۹۸ء

اطاعت گزار صوبہ جات کی حکومت کا تصفیہ

ہوجانے پر اس شرط پر رضامندی ظاہر کی کہ وہاں کی فرمانروائی آرچ ڈیوک البرٹ کو دی جائے تو انفنٹ کلدرا ایوجینا اسابلا سے شادی کرنے والا تھا (مئی ۱۵۹۸ء) لیکن قید یہ لگادی گئی تھی کہ اگر یہ لاولد رہی تو یہ صوبے پھر اسپین کو عود کریں۔ فلپ کے پاس باور کرنے کے اسباب موجود تھے کہ آرچ ڈیوک کو اولاد نہ ہوگی، اور ایک خفیہ معاہدے کی رو سے اس کے بھانجے (Nephew) نے اسپین کی آقائی تسلیم کرلی اور اسپینی افواج کو انیٹورپ، گھنٹ اور کمبرے کے شہروں پر قابض ہونے کی اجازت دینے کا وعدہ کرلیا۔ اسپین اور ماتحت صوبوں کے مابین ایک بے ربط جنگ جس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا، سنہ ۱۶۰۹ء تک جاری رہی۔ اس کے بعد بارہ سال کے التوائے جنگ نے عملاً متحدہ نیدرستان

۱۶۰۹ء بارہ سالہ التوائے جنگ

کی خودمختاری کو تسلیم کرلیا، لیکن اس خودمختاری کو صلح ویسٹ فیلیا بابتہ سنہ ۱۶۴۸ء سے بیشتر باضابطہ طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔

اس طرح جن سات صوبوں نے اسپین سے علحدگی حاصل کرلی تھی وہ گلڈرلینڈ، اٹرکٹ، فریسلینڈ، اووریسل، گرونجن، زیلینڈ، اور ہالینڈ تھے۔ بہ بحر جرمنی کے

سات متحدہ صوبہ جات کی حدود

سواحل پر ایک وسیع میدان پر مشتمل تھے جو ایسٹ فریسلینڈ کی ڈچی سے شروع ہوکر دریائے شلٹ کے دونوں جانب اس کے وسیع دہانے تک چلے گئے تھے۔ لہٰذا ان صوبوں کو رہائین کے مختلف دہانوں نیز میوز اور شلٹ کے دھانوں پر کامل اقتدار حاصل ہوگیا۔ مشرق اور جنوب میں اُن کی حدود مشرقی فریسلینڈ، اسقفی منسٹر کے علاقے کلیوس کی ڈچی، لیئج کی اسقفی اور جنوبی برابانٹ پر مشتمل تھیں۔ یہ سمندر ایک وقت صوبہ جات متحدہ کا دوست بھی تھا اور دشمن بھی۔ ان کے علاقے کا ایک بڑا تناسب سمندر کے آغوش سے جدا کرکے برکاشت لایا گیا تھا اور سمندر کو پشتوں کی مدد سے باز رکھا گیا تھا۔ دریائے رہائین کے کچھ پانی کو نہروں کے ذریعے، جو کھیتوں کی سطح سے بلند تھے، سمندر تک پہنچایا جاتا تھا، تاہم یہ نہریں بلند نموہات سے اس قدر نشیب

ہیں تھیں کہ اُن کو دروازوں کی مدد سے روکا جاتا ہے جو سمندر کے مد و جزر کے ساتھ ساتھ بند ہوتے اور کھلتے تھے۔ بریں ہمہ یہ وہی سمندر تھا جس سے انسانی دشمنوں کے خلاف بارہا مدد لی گئی اور اس نے اس تجارت کے مواقع دئے۔ جن پر اُن کی خوش حالی کا انحصار تھا۔ فلپ کی تاج پوشی کے بعد سے ان صوبہ جات کی حالت میں اطاعت گزار صوبوں کے مقابلے میں عظیم الشان تغیر واقع ہو گیا تھا۔ اس کے عہد حکومت کے آغاز میں فلینڈرس اور برابانٹ دوسروں سے کہیں زیادہ متمول اضلاع تھے۔ اینٹورپ یورپ کی تجارت کے عظیم الشان گوداموں میں

متحدہ نیدرستان اور اسپینی نیدرستان کی حالت کا مقابلہ

شامل تھا اور ان صوبوں کے دیگر شہر صنعت و حرفت کے مراکز تھے، اور ان کی جانب سے شاہی خزانہ میں جو محاصل داخل کئے جاتے تھے۔ ان کی مقدار باقی تمام صوبوں کی مجموعی رقم کے مساوی ہوتی تھی۔ پیکار کے اختتام پر یہ جنگل اور بیابان بن گئے۔ کہتے ہیں کہ بھیڑئے کھلے میدانوں میں پڑے پھرتے تھے۔ جولاہوں کے راچھ خاموش تھے، شہروں میں سارے کوچے خالی اور غیر آباد پڑے تھے۔ تجارت شمال میں منتقل ہو گئی تھی اور امسٹرڈم نے اینٹورپ کی جگہ غصب کر لی تھی۔ ولندیزی پہلے ہی سے یورپ کے باربردار بن رہے تھے اور مشرق کی نوآبادی بسانے میں سب سے پیش پیش تھے۔ تاہم اس کم عمر ریاست کو بہت سے خطرات لاحق تھے۔ اس کی تجارت نے انگلستان کو جو حسد پیدا ہو رہا تھا وہ تشویش ناک تھا اور داخلی خطرات بکثرت تھے، حکومت جسامت و دولت میں نہایت

دستوری اور دیگر مشکلات

غیر مساوی صوبوں کے ایک غیر مربوط وفاق پر مشتمل تھی اور ہر صوبہ بلدیاتی مجالس کا ایک وفاق تھا۔ ارکان مجالس کا تقرر باستثنائے صوبہ جات اوورسِل، و گرونجن یا تو موجودہ ارکان کی رائے سے یا نہایت محدود حق رائے دہی کی بنا پر انتخابات سے عمل میں آتا تھا۔ لہذا اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) جو وفاق کی مجلس مقننہ تھا۔ اور اسٹیٹ کونسل (مجلس انتظامی نظمیہ) جس کے تفویض انتظامی امور تھے، کے اقتدار پر صوبہ جاتی مجالس میں مسلسل اعتراضات اٹھائے جاتے تھے۔ اور ادھر ملک کے

امراء برگر (Burgher) اشرافیہ سے جو شہروں کے حاکم ہوتے تھے متنفر تھے اور جو لوگ حق رائے دہی سے محروم تھے ان کو رشک و حسد سے دیکھتے تھے ہالینڈ کا سربرآوردہ اقتدار جو سالانہ موازنہ میں آدھے سے زیادہ رقم داخل کرتا تھا اور اسٹیٹ ہولڈر اور کیپٹن جنرل کی موجودگی نے جنھیں فوجی انتظامی اقتدار اعلیٰ حاصل تھا بلاشبہ حکومت کو عملاً وحدت بخشی تھی۔ لیکن اسٹیٹ ہولڈر ہمیشہ اس امر کی جانب مائل رہتا تھا کہ برگر اشرافیہ سے قطع تعلق کرلے اور حقوق و امتیازات سے عاری جماعتوں کی تائید سے ایک زیادہ وسیع فرمانروائی اور ایک زیادہ متحدہ سلطنت کی بناء ڈالے مذہبی اختلافات ان نااتفاقیوں پر تیل چھڑکتے تھے؛ برگر عموماً جدید ارمنی (Arminian) خیالات کی تائید کرتے تھے، اور اسٹیٹ ہولڈر زیادہ انتہا پسند کالوینیوں کی؛ اس طرح دو جماعتیں نمودار ہوگئیں جن کے جھگڑے آئندہ اس وفاق کی بنیادوں کو ہلا دینے والے تھے

لے ۱۵۹۰ء کے بعد ماریس ہالینڈ، زیلینڈ، اٹرکٹ، اور اوورپسل کا اسٹیٹ ہولڈر اور کیپٹن جنرل رہا۔ لیکن لوتین کا اسٹیٹ ہولڈر اور کیپٹن جنرل نہیں مقرر ہوا

فرانس میں اصلاح اور خانہ جنگی

۱۔ فرانس اول کے عہد حکومت میں ہیوگیناٹوں کا عروج

فرانس اور مصلحین۔ وو ڈوا کا قتل عام۔ ہنری دوم اور مصلحین۔ فرانسس دوم کی تخت نشینی کے موقع پر تفرقہ۔ امبائیس میں شورش۔ چارلس نہم کی تخت نشینی اسٹیٹ جنرل اور پوائیسی کی گفت و شنید۔ دیسی کا قتل عام۔ پہلی خانہ جنگی۔ ڈابوگائز کے فرانسس کا قتل۔ امبوآز کا سمجھوتہ۔ دوسری خانہ جنگی۔ سینٹ ڈینی۔ فرمان لون جومو۔ تیسری خانہ جنگی۔ جارناک اور منکنتور۔ صلح سینٹ جرمین سینٹ بارتھلومیو کا قتل عام۔ چوتھی خانہ جنگی۔ عہد نامہ لاروشیل۔ ہیوگیناٹوں کے خیالات میں تغیر۔ پانچویں خانہ جنگی۔ ہنری سوم کی تخت نشینی صلح مانسیز۔ گیز اور کیتھولک جمعیتیں۔ چھٹی اور ساتویں خانہ جنگی۔ عہد نامہ برجیرک فلیکس۔ فرانس۔ اور نیدرستان کیتھولک جمعیت۔ عہد نامہ جوان ویل۔ آٹھویں خانہ جنگی۔ کورٹراس (Courtras) ناکہ بندیاں گیز کے ہنری اور ہنری سوم کا قتل۔ ہنری چہارم اور جمعیت۔ نویں خانہ جنگی۔ آرک اور ایوری۔ ہنری کو ہدایات وصول ہوتی ہیں اور وہ پیرس میں داخل ہوتا ہے۔ اسپین کے ساتھ جنگ۔ فرمان نانٹس۔ صلح ورواں۔ خانہ

جس زمانے میں فرانس خاندان ہیپسبرگ کی مخالفت کے مسلک کی دھن میں جرمنی کے پراٹسٹنٹوں کے ساتھ اتحاد قائم کر رہا تھا، عین اُسی زمانے میں الحاد اس کی سرحدوں کے اندر سرعت کے ساتھ نشو و نما پا رہا تھا۔ اٹاپل کا باشندہ ژاک لیفوور فرانسیسی پراٹسٹنٹ مذہب کا بانی اول ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ پیرس میں دینیات کے لکچرار کی حیثیت سے۔ نامہ جاتِ (Epistle) سینٹ پال کی شرح (۱۵۱۲ء) میں اس نے اصول نجات بالایمان کی تعلیم لوتھر کے پروانہ جات شفاعت کو مردود ٹھیرانے کے پانچ سال پیشتر ہی دی تھی۔ ۱۵۲۱ء میں اُس نے اسقف بریسونے کی سرپرستی میں شمپین میں بمقام رموے ایک چھوٹی سی جماعت بھی قائم کی جس میں ڈافینی کا فیرل کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ نیز اس نے اراسمس کے دوست لوئی ڈی برکین کو بھی متاثر کیا تھا جو ایک درباری اور امیر آدمی تھا۔

سب سے پہلے فرانسیسی مصلحین

ان جدید خیالات کی ترقی نے سوربون یا جامعہ پیرس کے شعبۂ دینیات اور پیرس کے پارلیمان کے خطرات کو اور بڑھا دیا۔ لیکن فرانسس کو ان میں سے کسی ادارے سے بھی اُنس نہیں تھا۔ پارلیمان نے اتحاد کے خیال کی مخالفت کی تھی۔ (دیکھو صفحہ ۱۰۸) سوربون اس قائم کردہ جدید کالج دی فرانس کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھتا تھا (دیکھو صفحہ ۲۶۸) اس کو راہبوں اور درویشوں سے نفرت تھی۔ وہ ادب و شائستگی کا دلدادہ تھا۔ اس کی سیرت کی خرابیاں ان صفات کی بدولت کم ہوگئی تھیں۔ اس کی ہمشیرہ ناوار کی مارگریٹ نے جدید خیالات کے ساتھ رواداری برتنے میں اس کی رہبری کی۔ کہا جاتا ہے کہ فی الحقیقت اس کے دل میں اراسمس کی صدارت میں فرانس میں ایک ادبی اور فلسفیانہ ادارہ قائم کرنے کا خیال بسا ہوا تھا۔ لہٰذا ۱۵۲۳ء میں اس نے ڈی برکین کو پارلیمان سے بچایا۔ اور اگر وہ پویا میں فتحمند ہوتا تو اس رواداری کے مسلک کو جاری رکھتا۔ اس کی شکست اور اسیری نے پراٹسٹنٹ فرقے کی حالت کو بد سے بدتر کردیا۔ کیونکہ اس کی ماں سیوائی کی لوئیس اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اتحاد کی بیخ کنی

فرانسس ابتداءً رواداری کی طرف مائل ہوتا ہے

فرانسس کی غیر موجودگی میں جبر و تعدی کا آغاز ۱۵۲۵ء

میں مصروف ہوگئی۔ لکلرک نامی مو کے ایک اُون صاف کرنے والے کو نذر آتش کیا گیا۔ (جولائی ۱۵۲۵ء) بریکانٹ کو میئو کی برادری کو منتشر کرنے کا حکم دیا گیا (اکتوبر ۱۵۲۵ء) اور ڈی برکوئیں کو دوبارہ گرفتار کرلیا گیا (جنوری ۱۵۲۹ء) فرانسس نے حقیقت میں اُس کو دوبارہ اپنے دشمنوں سے بچایا اور خود فرانس واپس آنے پر لبفور کو اپنے بچوں کا اتالیق مقرر کیا لیکن اس متلون مزاج بادشاہ کی حالت میں بہت جلد تغیر واقع ہوگیا۔ اُس کی سیاسی ضروریات پوپ کے اتحاد کی طلبگار تھیں جو شہنشاہ کے خلاف اور اپنے ملک کے علمائے مذہب کے ساتھ ایک جمعیت مقدس قائم کر رہا تھا (دیکھو صفحہ ۲۳۱)

فرانسس ظلم و تشدد کا مسلک اختیار کرتا ہے

جو اس کو جنگ جاری رکھنے کے لئے مالی امداد دے سکتے تھے! اس کو مصلحین کے مذہبی خیالات سے کبھی ہمدردی پیدا نہیں ہوئی بلکہ صرف اس تحریک کے ادبی پہلو سے اور بعض زیادہ سرگرم مصلحین کی زیادتیوں اور قدیم خیالات کی تخریبی کارروائیوں نے اس خیال میں رنگ آمیزی کی کہ اس تحریک کو سیاسی اہمیت حاصل ہے۔ ڈی برکوئیں نے اگرچہ وہ ان زیادتیوں کا ذمہ دار نہیں تھا اراسمس کے اس بزدلانہ انتباہ کو سماعت کرنے سے انکار کر دیا کہ "زنبوروں کو نہ چھیڑئیے" جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کو پھر گرفتار کیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔ (اپریل ۱۵۲۹ء)

۱۵۳۴ء میں "ماس" (عشائے ربانی سے متعلق ایک رسم) کی خرابیوں کی بابت ایک غیر معتدل اشتہار نے بادشاہ کے غیظ و غضب میں قدرۃً اضافہ کر دیا۔ ۱۵۳۵ء میں منسٹر میں "انابپٹسٹوں" کی شورش نے اس کو اور بھی خائف کر دیا اور جنوری ۱۵۴۵ء میں ایکس (Aix) کی پارلیمان کی اس غلط بیانی پر یقین کر کے کہ پروٹسٹنٹ "قیام جمہوریت میں کوشاں ہیں" اُس نے وہ ہلاکت خیز حکم دیا جو قتل عام کا باعث ہوا۔ خواہ اس کا ارادہ ایسا تھا یا نہیں بیس سے زائد شہر اور مواضعات تباہ و برباد کئے گئے اور کوئی تین ہزار پراٹسٹنٹ وادی ڈورانس میں فنا ہوے۔ دوسرے سال مو میں جو فرانسیسی پراٹسٹنٹ فرقے کا گہوارہ تھا چودہ "غریب اہل حرفہ" کے قتل کے بعد فرانسس کی زندگی کا چراغ بجھ گیا۔

۲۔ ہنری دوم کی حکومت۔ ۱۵۴۷ء تا ۱۵۵۹ء

اسی اثنا میں فرانسیسی پراٹسٹنٹ کالون کے زیر اثر آ گئے تھے۔ ۱۵۳۵ء میں

اس نے اپنی تصنیف "انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کو اس توقع میں فرانسس اول کے نام معنون کیا تھا کہ بادشاہ کو یقین دلائے کہ اس کے اصول خطرناک نہیں تھے۔ اور اسی وقت سے فرانسیسی اپنے اولوالعزم اہل وطن کی تعلیم کو سرعت کے ساتھ اخذ کرنے لگے۔ فرانسیسی پراٹسٹنٹ مذہب اب ادبی تحریک سے جس کے ساتھ وہ اب تک متعلق تھا علٰحدگی اختیار کرنے لگا۔ اُس کی کلیساؤں کی تنظیم جنیوا کے جمہوری نظام کے موجب عمل میں آنے لگی اور یہ تحریک بہت جلد پہلی مرتبہ سیاسی اور جارحانہ صورت اختیار کرنے لگی۔ اِن حالات میں یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں تھا کہ فرانسس اول کے انتقال کے بعد جبر و تعدی میں اضافہ ہوگیا۔ خصوصاً جب یہ بات پیش نظر ہو کہ اس کم عمر بادشاہ کو (جو اُنتیس سالہ تھا) اپنے باپ کی طرح ادب سے ہمدردی نہیں تھی اور کانسٹیبل دی مونمورانسی اور دو نوں گیز جو فرانسس اول کے آخری سالوں میں اُس کی مہربانیوں سے محروم ہوگئے تھے دوبارہ واپس طلب کرلئے گئے۔ لہٰذا ہنری دوم کے آغاز حکومت میں پارلیمان کا ایک ایوان خاص قائم کیا

ہنری دوم کے تحت مزید ظلم و تعدی

گیا تاکہ الحاد کے مقدمات کی تحقیقات کی جائے، اور اس نے جتنے اشخاص کو نذر آتش کیا اس مناسبت سے اس کا نام "لا شامبر اردوانت" (ایوان آتشیں) پڑ گیا

۱۵۵۱ء میں شاتوبریان کے فرمان (Edict) نے مذہبی عدالتوں کو الحاد کے معاملات میں اختیارات عطا کئے اور "پارلیمان" میں مرافعہ پیش کرنے کا حق نہ رکھا۔ اور ۱۵۵۷ء میں عدالت تحقیقات مذہبی (Inquisition) کو فرانس میں رواج دینے کی کوشش کی گئی۔ پال چہارم نے ایک فرمان شائع کیا جس کی رو سے اس نے ایک کمیشن مقرر کیا جو لارین، بوربان شاتیئوں کے کارڈینلوں پر مشتمل تھا اور انھیں اختیار دیا تھا کہ وہ اپنے اختیارات کسی اور کے تفویض کرسکتے ہیں۔

ان سخت تدابیر کے باوجود اس مذہب کو اختیار کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور یہی اہم محرک تھا جس نے ہنری دوم کو اپریل ۱۵۵۹ء میں عہد نامہ کاتوکامبریسی کی تکمیل پر راغب کیا۔ اگرچہ یہ بیان بے بنیاد معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد نامہ کے ایک خفیہ فقرے کی رو سے شاہان فرانس و اسپین نے ملحدین کے

خلاف اتحاد قائم کر لیا تھا، تاہم اس خصوص میں گفت و شنید ضرور ہوئی۔

جون میں فلپ نے پراٹسٹنٹوں کی بیخ کنی میں شاہ فرانس کو امداد دینے کی تجویز پیش کی اور ہنری نے اس پیش کش سے انکار کرتے ہوئے جنیوا کے خلاف ایک مشترکہ مہم کی تجویز کی لیکن دونوں ممالک کی سیاسی رقابت اس قدر گہری تھی کہ اس زمانے میں مشترکہ فوجی کارروائی کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی۔ لہٰذا ان اسباب کی بنا پر ہنری نے تنہا اپنا راستہ اختیار کیا۔

پیرس کی پارلیمان کی مخالفت

لیکن اس میں پارلیمان نے اس کی غیر متوقع طور پر مخالفت کی فرانس میں اس وقت تک مقدمات الحاد کی سماعت کے اختیارات عدالتہائے دیوانی کو حاصل تھے اور پارلیمان نے شاتوبریاں کے فرمان کی طرح پال چہارم کے فرمان کے خلاف بھی احتجاج کیا۔ نقطہ آخر الذکر کو شاہ نے تسلیم کر لیا لیکن اول الذکر قائم رہا اور شاہ مردی لاتوریل (پارلیمان کے اجلاس فوجداری) میں ایک اعتدال پسند جماعت کے نمودار ہونے نے اس کو اور بھڑکا دیا۔ جس نے اعلان کیا کہ ظلم و تعدی غیر موثر ہے اور وہ الحاد کی سزا موت نہیں تجویز کرے گا۔ بادشاہ انتہا درجہ غضبناک ہو گیا اور قریب تھا کہ فابرین دیو فورا اور آن دے بورج کے خلاف کارروائی کرے لیکن صلح کی یادگار منانے کے لئے قائم کردہ ٹورنمنٹ میں منٹگمری کے نیزے نے اسے خاک میں ملا دیا اور تاج فرانس کو اس کے سولہ سال کے بیٹے فرانسس دوم کے حوالے کر دیا۔ (جولائی ۱۵۵۹ء)

۳۔ فرانسس دوم کا عہد حکومت جولائی ۱۵۵۹ء تا دسمبر ۱۵۶۰ء

پراٹسٹنٹ یا ہیوگینا ٹ[1] (جس نام سے وہ موسوم ہو گئے تھے) اس قدر

---

[1] غالباً یہ ایک جرمن لفظ (Eidgcuossen) (ارکان عہدیہ) کی بگڑی ہوئی صورت ہے جو سب سے پہلے جنیوا کی پراٹسٹنٹ جماعت پر عاید کیا گیا تھا۔

طا فتور ہو گئے تھے کہ ممکنہ ظلم و تشدد سے بھی ان کا استیصال ناممکن ہو گیا تھا۔ ان کی تعداد کوئی چار لاکھ تک پہنچ گئی تھی جن کی بڑی تعداد یا تو شہری اور کسی نہ کسی چیز کے تاجروں پر یا چھوٹے درجے کے امراء پر مشتمل تھا جو ایک فوجی جماعت تھی جو ہر وقت اسلحہ بندی کے لئے تیار رہتی تھی اور نہ یہ اعلیٰ طبقہ امراء کے شاہی دربار میں اثر و نفوذ رکھنے والے قایدین سے (جن میں خصوصیت کے ساتھ کونڈے اور کالینی قابل ذکر تھے) محروم تھے۔ تاہم اگر کوئی زبردست اور ہر دلعزیز

فرانسس دوم کے تخت نشینی کے وقت ہیوگیناٹ کی حالت

بادشاہ جانشین ہوتا یا اگر فرانس میں مربوط اور مستحکم دستور ہوتا تو کوئی نہ کوئی سمجھوتہ ہونا ممکن تھا اور اگر اس میں ناکامی ہوتی تو زبردست قوت کے استعمال سے ان جدید خیالات کو ایک وقت نکال دیا جا سکتا تھا۔ لیکن فرانس طول طویل بیرونی جنگ اور لوئی دہم کے زمانے سے اپنے شاہوں کے بے راہ روسلاک کی قباحتوں میں مبتلا تھا۔

فرانس کی غیر منظم حالت

مالی مصائب، بھاری اور غیر مساوی محاصل نے جس کا بوجھ قریباً پورے طور پر ادنیٰ تر طبقات پر پڑتا تھا، حکومت کے خلاف وسیع رقبے میں بے اطمینانی پھیلا دی۔ دفتری حکومت اور عدالت زیادہ تر فروخت جائداد کے نظام کی بدولت ناگفتہ بہ حالت میں پہنچ گئی تھی اور اپنا احترام کھو چکی تھی۔ کلیسا اگرچہ انتہا درجہ متمول تھا (اس کے محاصل، ملک کے کل محاصل کے دو خمس کے برابر تھے) لیکن کانکارڈٹ سے متاثر تھے اذقاف کے امراء اور مصاحبین اجارہ دار بن گئے تھے اور وہ صرف چند ہاتھوں میں آ گئے تھے اس طرح جان کارڈینل لا ین۔ تین صدر اسقفیوں، سات اسقفیوں اور چار خانقاہوں پر قابض تھا۔ اس کے قاید اکثر و بیشتر دنیوی اغراض و مقاصد کے جویا تھے، اور دربار کی فرقہ بندیوں کے زیر اثر تھے اور اپنے علاقوں کے روحانی ضروریات کی پروا نہیں کرتے تھے کچھ زمانے سے اسٹیٹ جنرل کو شاذ و نادر ہی طلب کیا جاتا تھا۔ اور لوگ ساری دستوری زندگی سے محروم ہو گئے تھے۔ وہ شہر جو ملک کی حکومت میں حقیقی معنوں میں شریک نہیں تھے علیحدگی اختیار کرنے اور اپنے پیروں پر آپ کھڑے ہونے کی طرف

مائل تھے۔ اعلیٰ طبقہ امراء کا منشاء تھا کہ یا تو بادشاہ کو اپنے زیر اثر رکھے یا بصورت ناکامی اپنے اپنے صوبوں کی گورنری پر موروثی حق قائم کر لے۔ کم درجہ کے امراء باستثناء فوج و کلیسا تمام پیشوں سے محروم ہونے کی بدولت اب، جبکہ جنگ کا خاتمہ ہو چکا تھا، یا تو کلیسا کو کامل طور پر دنیاوی حیثیت بخشنے کی غرض سے اس میں ہجوم کرنے لگے تھے یا اپنی ایک شوریدہ سر فوجی جماعت بنالی تھی جو تجدید جنگ کے موقع کا خیر مقدم کرتی رہی تھی۔ حاصل کلام یہ کہ فرانس جو برائے نام ایک مربوط و منسلک مرکزی شخصی حکومت کے زیر اقتدار تھا۔ بدترین صورت عدم حکومت میں مبتلا تھا جو اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ دفتری حکومت غیر منظم ہو جاتی ہے۔ فرانس کی بدقسمتی درجہ کمال کو اس طرح پہنچی کہ خاندان والوا کی نمائندگی چار ایسے لڑکوں کی جانب سے کی جا رہی تھی جو کرداً عقل و دانش اور قوائے جسمانی سے محروم تھے اور جو درباری سازشوں اور فسادوں کے شکار تھے جنکی بدولت تاج اور زیادہ غیر ہردلعزیز بنتے گئے اور جو ملک کو تیزی کیساتھ خانہ جنگی کی آگ میں جھونکنے والے تھے۔

خاندان بوربان امراء کی تین سب سے ذی اثر جماعتوں کی قیادت خاندان بوربان کونستابل آن دے مومونرانسی اور خاندان گیز کے ہاتھوں میں تھی۔ اِن میں سے بوربان کے خاندان کو بادشاہ سے سب سے قریبی رشتہ تھا۔ اس خاندان کا بزرگ ترین رکن بوربان کا انتونی اپنی بیوی ناوارکی ژان کے حق کی وجہ سے جو فرانسس اول کی روادار بہن مارگیرٹ کی بیٹی تھی، ناوائے کا بادشاہ تھا۔ لیکن اگرچہ اس نے اپنی بیوی کے کالوینی خیالات اختیار کئے اور ایک اچھے سپاہی کی حیثیت سے مشہور تھا، اس کی کمزوری اور بے استقلالی نے اُسے قیادت کے ناقابل بنا دیا تھا جو اُس کے سب سے چھوٹے بھائی لوئی ڈی کونڈے کے ہاتھوں میں منتقل ہو گئی اور یہ شخص بھی اپنی نئے خیالات کی طرف مائل تھا۔ اور کہیں بہتر کردار کا شخص تھا۔ دوسرا بھائی چارلس جو بوربان کا کارڈینل تھا کیتھولک ہی رہا، اپنے خاندان کے مسلک سے بے تعلق ہو گیا اور اس کے بعد ایک مختصر سی مدت کے لئے کوشش کرتا رہا کہ فرانس کے چارلس دہم کا خطاب اپنے لئے حاصل کرے۔ خاندان بوربان سے قریبی تعلق کانستبل کے دو بھتیجے گسپاردے کولنی امیر البحر فرانس اور ڈی اینڈیلو پیدل افواج کے کرنل جنرل کو تھا اور یہ دونوں پُرجوش ہیوگینات تھے۔ اس خاندان کا رکن مہتر اوڈٹ جو چیاٹیلن کا کارڈینل

تھا اگرچہ مصلحین کا ہمدرد تھا لیکن کبھی اہمیت و وزن حاصل نہ کرسکا۔

کانستبل آن دے مومونرانسی

کانستبل آن دے مومونرانسی جو دوسری جماعت کا قاید تھا پکا کیتھولک اور درشت خو سپاہی تھا جس کی درشتی اور مذہبی ثابت قدمی جنگ کے موقع پر لوگوں کی زبان سے یہ الفاظ نکلواتی تھی "دو کانستبل کے مہربانی سے ہشیار رہو"۔ اس کا مسلک ہمیشہ اسپین کے اتحاد اور الحاد کی سرکوبی پر مشتمل تھا۔ اور یہ ایک ایسا مسلک تھا جو پچھلے دنوں صلح کاتو کیمبریسس میں کامیاب ہوا۔ برنیہم خاندان گیز اور بادشاہ کی ماں کے ساتھ رشک و حسد نے اسے سردست بوربان کی جماعت میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

خاندان گیز

اخیر میں خاندان گیز سے اس خاندان کی بنا جو خاندان لارین کی بڑی شاخ تھا لارین کی رینے کے دوسرے بیٹے کی جانب سے پڑی۔ رینے، انجو کے رینے لی بان کا اس کی بیٹی ایولانت کی طرف سے نواسا تھا۔ کلود نے شکست پویا کے بعد (۱۵۲۵ء) مشرقی سرحد کی مدافعت کی بدولت ناموری حاصل کی تھی اور اپنی بیٹی میری کو اسکاٹ لینڈ کے جیمس پنجم کے ساتھ بیاہ دیا تھا اس کی خدمات کے صلے میں فرانسس اول نے گیز اوماّل اور ماین کی نوابیاں قائم کر کے اس کے حوالے کیں جن کو کلاڈ اپنے انتقال (۱۵۵۰ء) پر اپنے دو بیٹوں فرانسس، گیز کے ڈیوک اور کلود اوماّل کے ڈیوک کے حق میں چھوڑ گیا۔ اس کے دوسرے دو بیٹے کلیسا میں داخل ہو کر لارین اور گیز کے کارڈنیل بنے۔ ڈیوک فرانسس نے متز کی مدافعت (۱۵۵۲ء تا ۱۵۵۳ء) اور کیلے کی تسخیر (۱۵۵۸ء) کی بدولت اپنے باپ سے زیادہ شہرت و ناموری حاصل کی۔ وہ خود نما اور فراخ دست تھا، شہرت و ناموری کا دلدادہ تھا اور تدبیر و سیاست میں اس کی خامی کو اس کے چھوٹے بھائی چارلس، کارڈنیل نے پورا کیا۔ لالچ متکبر مزاجی کے باوجود اپنی پادریانہ خدمات کے ظاہری مراسم میں محتاط رہتا تھا، سیاسی نکتہ رسی کا ماہر اور موثر خطیب تھا۔ اگرچہ اس اولوالعزم اور حریص خاندان کی کامل ترقی کے لئے ہمیں آئندہ نسل تک انتظار کرنا چاہیئے (اور وہ ایسی تجاویز تھیں جو مواقع کے ساتھ ساتھ وسعت حاصل کرتی گئیں)، تاہم ان دو اولوالعزم اشخاص نے اس کا

سنگ بنیاد رکھ ہی دیا تھا۔ خاندان گیز کے مسلک کا حل اس واقعے میں ملتا ہے کہ وہ صرف نیم فرانسیسی تھے اور ان کا شاہی خاندان سے بہت دور کا تعلق تھا۔ چونکہ قدیم اُمراء ان کو نو دولتا سمجھتے تھے اور اس خوف سے کہ کہیں بوربان کا خاندان انھیں اقتدار سے بے دخل نہ کردے وہ خود کو انجو بلکہ کیرولنگس کے خاندان سے بتاتے تھے۔ اگر انجو کے خاندان کی اولاد نرینہ اب تک زندہ نہ ہوتی تو بوربانوں سے بھی تخت وتاج سے قریبی رشتہ ہو جاتا، لیکن مینین کے چارلس کے انتقال کے بعد (۱۴۸۱ء) سلسلہ نرینہ کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ لہذا خاندان گیز کے ارکان اُناث کی جانب سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے لگے جس کے وسیلے سے اُن کا سلسلہ انجو کی ریتنے تک پہنچتا تھا۔ لیکن ان کا نیم غیر ملکی پن اس سے زیادہ مشکلات پیش کرنے لگا۔ اُنھوں نے بلا شبہ فرانس کی مدافعت میں فوجی مہمات سر کرکے ان مشکلات کو ایک بڑی حد تک رفع کر دیا تھا۔ اب جبکہ جنگ ختم ہو چکی تھی انھوں نے قدرۃً کیتھولک مذہب اختیار کیا جس کی بدولت علی الخصوص پیرس کے ادنی طبقات میں اُن کو نیک نامی حاصل ہوئی۔ کیونکہ یہ شہر سختی کے ساتھ کیتھولک مذہب پر جارہا۔ ان کا خارجی مسلک اگرچہ کیتھولک لیکن اس زمانے میں اسپینی نہیں تھا کیونکہ تخت انگلستان کے لئے میری ملکہ اسکاٹ لینڈ زوجہ فرانسس دوم کی حمایت کرنے اور ان تینوں ممالک کو ایک طاقتور سلطنت میں متحد کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے جو آسٹریا اور اسپین کی قوت کے ساتھ توازن قایم رکھنے کے قابل ہو جاتا۔

اگرچہ ان متضاد اختلافات میں سے کوئی بھی براہ راست ان سے متعلق نہیں تھا تاہم ملکہ مادر کیتھرائن ڈی میڈیسی ان سب پر قائم رکھنے کی جستجو میں تھی۔ ہنری چہارم نے بعد میں اس کی نسبت کہا، "ایک بیچاری عورت اپنے شوہر کو کھو چکنے کے بعد اپنے ساتھ پانچ بچے اور دو خاندان (ہمارا اور گیز کا) لئے ہوئے جو تخت وتاج اپنے لئے حاصل کرنے کی تجویز کر رہے تھے، کیا کر سکتی تھی۔ مجھے حیرت ہے کہ اس نے اس سے بدتر الفاظ ادا نہیں کئے" اس بدنام عورت کے مسلک کا سراغ اس کے

کیتھرائن ڈی میڈیسی

اجنبی نسل اور اُس کی سابقہ زندگی میں ملتا ہے۔ فلارنسی اور میڈیسی ہونے کی حیثیت سے وہ فرانس میں غیر معروف تھی اور اپنے

شوہر ہنری دوم کی محبت حاصل کرنے سے قاصر رہی اور یہ دیکھتی رہی کہ اس کی محبوبہ پائیٹیرس کی ڈیانا نے
اس کے اثر کو مسحور کر لیا ہے۔ تمام اثرات سے محروم ہونے کے باعث اس کی رشک وحسد والی جبلت
نے اس میں حکومت و فرمانروائی کا جذبہ پیدا کر دیا اگر براہ راست حکومت کرنا اس کے لیے ممکن ہوتا تو وہ
اس سے اچھی طرح حکومت کرتی۔ کیونکہ اگرچہ وہ اخلاقی نصب العین سے محروم تھی لیکن غلط کار نہیں تھی
بڑی محنتی اور جفاکش تھی اور دوسروں کو خوش کرنے کی دھن میں لگی رہتی تھی وہ متمنی تھی کہ اسپین کے
منشاء کے خلاف ملک کی خود مختاری کو برقرار رکھے۔ نیز داخلی سازشوں سے تخت و تاج کے اقتدار کو
محفوظ و مصئون رکھے۔ اگر وہ کیتھولک تھی تو یقیناً متعصب نہیں تھی اور ممکن تھا کہ ہیوگیناٹوں کے
ساتھ کم از کم تحقیر آمیز رواداری سے دریغ نہیں کرتی لیکن اس کو اقتدار دینے سے جب انکار کر دیا گیا
اور اس کی حیثیت کو صدمہ پہنچنے لگا تو اس نے ایک حقیقی مدبر کی طرح سازش شروع کر دی (جو عموماً
کمزوروں کا وسیلہ ہے) اور توازن کا مسلک اختیار کیا جو ناکام رہنے کی بدولت زیادہ
مہلک ثابت ہوا۔

چونکہ فرانسس کی عمر تیرہ سال سے زیادہ تھی اس لئے ریجنسی کی ضرورت نہیں تھی
تاہم یہ ایک قدرتی امر تھا کہ ناوار کے ہنری کو جو ذکور میں سب سے قریبی رشتہ دار اور

خاندان گیز کا اقتدار

بڑی عمر کا تھا برسر اقتدار کیا جائے۔ لیکن خاندان گیز کے ارکان
نے اس میں مزاحمت کی۔ ملکہ کے چچا ہونے کی حیثیت سے وہ
کم عمر بادشاہ پر کامل اقتدار قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے
اور کیتھرائن نے یہ دیکھ کر کہ وہ اس قدر طاقتور ہیں کہ ان کی مخالفت نہیں کی
جا سکتی، نیز ناوار کے حسد اور مونموزانسی کی نفرت کے باعث، کیونکہ اس نے
اسکے شوہر کے حین حیات اس کی توہین کی تھی، ان کی تائید کی طلبگار ہوئی مونموزانسی
کو برطرف کر دیا گیا۔ اور وہ اپنے طبقات کو جو چینٹلی میں واقع تھے چلا گیا۔ کالنی
کو پکارڈی کی گورنری سے محروم کر دیا گیا، اور تقریباً وہ تمام گورنر ہٹا دیے گئے
جن پر خاندان گیز کو اعتماد نہیں ہو سکتا تھا اور جہاں ڈیوک نے فوج پر اپنا اقتدار
جما لیا۔ وہاں لارین کا کارڈینل سول نظم و نسق کا صدر بن بیٹھا۔ اس طرح سلطنت
کی حکومت کے اجارہ دار بن کر ارکان گیز نے پارلیمان کے سرکش اور نافرمان ارکان
کے خلاف تدابیر اختیار کرنا شروع کر دیں۔ جو ہنری دوم کے انتقال کے بعد سے

برخاست ہوگئی تھی۔ اینی دے بورج کو ایک خاص کمیشن سے سزائے موت ملی حالانکہ وہ جواز عدالت کے خلاف مرافعہ پیش کرتا ہی رہ گیا اور دیگر ارکان کو یا تو معطل کردیا گیا یا مقید۔

لیکن خاندان گیزر کی کامیابی پرسش کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی، اور ایک زبردست مخالفت چونک اٹھی جس میں اُن کے سیاسی اور مذہبی معاندین شریک ہوگئے۔ طبقۂ امراء گورنری سے محروم ہوجانے کی بدولت غضبناک ہوگیا تھا اور ان نوخیز اجنبیوں کے خلاف خوں کا رشتہ رکھنے والے رؤساء کے حقوق کی تصدیق کرنے لگے۔ گراں محاصل، اور اسکاٹ لینڈ کی ادنی کامیابی نے جہاں گیز کی میری اپنے بھائیوں کی مدد سے "لارڈس آف دی کانگری گیشن" کے خلاف غیر مساوی جدوجہد میں مصروف تھی، شکایات میں اور اضافہ کردیا۔ جو لوگ مجلس طبقات کے اختیارات کی تجدید کرنا چاہتے تھے انھیں گیز کی استبدادانہ حکومت پر حملہ کرنے کا اچھا موقع ہاتھ آگیا۔ اور مذہبی بے اطمینانی نے نقطۂ آغاز حملہ کا کام دیا۔ سنہ ۱۵۶۰ء کی بہار میں، ڈی لارنیاڈی نامی برگوڈ کے ایک امیر نے بادشاہ کو جو اس وقت امبواز میں تھا گیزروں کے ہاتھوں سے چھڑانے، رئیس کونڈی کو حکومت کا صدر بنانے کے لئے ایک منصوبہ کیا۔ لیکن اس منصوبہ کا انکشاف ہوگیا۔ ایک جھڑپ میں ڈے لارنیاڈی مارا گیا اور دوسرے سازشیوں کو بے رحمانہ سزائیں دی گئیں۔ بعضوں کو گڑھی کی شہ نشین سے لٹکایا گیا۔

امبواز میں شورش
۱۷ مارچ سنہ ۱۵۶۰ء

اگرچہ "شورش امبواز" بالکلیہ پراٹسٹنٹوں کی حد تک منحصر نہیں تھی لیکن یہ وہ نقطہ ہے جہاں سے بالآخر ایک سیاسی اور جارحانہ جماعت بنتی ہے اور جب سے صوبہ جات کے کمتر درجے کے امراء اس میں آملتے ہیں۔ اور ادھر حکومت کو یہ بہانہ مل گیا کہ شاہی اور کیتھولک جماعت کے اغراض و مفاد کو باہم ایک قرار دے۔ سر دست تو گیزوں نے اپنے مسلک میں کچھ ردوبدل کرنے کا بہانہ کیا منصوبے سے پہلی مرتبہ آگاہی ہونے کے بعد انھوں نے بادشاہ کے نام سے ایک فرمان جاری کیا جس میں سابقہ افعال کی معافی دینے کا وعدہ کیا اور اگرچہ فرمان رومینٹن کی

رو سے جو منافقت سے ۱۵۶۰ء میں جاری کیا گیا تھا ضمیر سے تعلق رکھنے والے امور پر مذہبی عدالتوں کو کامل اختیارات دیئے گئے لیکن اس میں اس امر پر بھی اصرار کیا گیا کہ ان معاملات میں نرمی برتی جائے۔ ان گینزوں نے حتی کہ کالنی کے ان مطالبات کی سماعت کی جن کی حمایت کیتھرائن اور میشل لے اوپتال نے کی جنھیں ابھی ابھی چانسلر بنایا گیا تھا، کہ اسٹیٹ جنرل کو طلب کرلیا جائے نیز مذہبی اور سیاسی شکایات پر بحث کرنے کے لئے اعلیٰ طبقہ کے پادریوں کی ایک مجلس منعقد کی جائے۔ لیکن انھوں نے ان تجاویز کو اس یقین کی بنا پر منظور کیا تھا کہ وہ اس مذہبی مجلس کو اس حیلے سے ملتوی کردے سکیں گے کہ کونسل ٹرنٹ کا عنقریب دوبارہ افتتاح ہونے والا ہے۔ اور یہ کہ انتخابات میں اثر اندازی کرکے اور ان ارکان کو خارج یا مقید کرکے جو جو کیتھولک مذہب کے شرائط کو تسلیم نہ کریں اسٹیٹ جنرل میں مفید مطلب اکثریت حاصل کرسکیں گے۔

میری ریجنٹ انگلستان کی موت (۱۰ر جون ۱۵۶۰ء) اور عہد نامہ لیتھ (۶ر جولائی) جس کی رو سے فرانسیسیوں کو اسکاٹ لینڈ کا تخلیہ کرنا اور شاہ فرانسس اور اس کی بیوی میری اسٹوارٹ کو تخت و تاج انگلستان کے حقوق سے دست بردار ہونا پڑا، فلپ کے خطرات دور ہو گئے۔ لہذا اس نے ارکان گیز کو اپنا اقتدار حاصل کرنے میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ پوپ اور سیوائے کے ڈیوک کو وادوا کی بیچ کنی اور جنیوا پر حملہ آور ہونے کے لئے فوج روانہ کرنی تھی۔ اور ادھر فلپ ناوار پر چڑھائی کرنے والا تھا۔ کونڈے اور شاہ ناوار کو آرلیانس آنے کے لئے جہاں اسٹیٹ جنرل کے اجلاس کے لئے کورٹ جمع ہوا تھا، ایک حکم نامہ کا سختی کے ساتھ جواب دینے کے باعث گرفتار کرلیا گیا۔ ناوار کو قتل کرنے کی ناکام کوشش کی گئی اور کونڈے پر ایک خاص کمیشن کے ذریعہ اس الزام میں مقدمہ چلایا گیا کہ گزشتہ سازش میں اس کی بھی شرکت تھی اور اس کو سزائے موت دی گئی گینزوں کی کامیابی یقینی اور محفوظ نظر آتی تھی اور عین ایسے موقع پر مرض گوش سے بادشاہ کے انتقال

فرانسس دوم کی موت کی بدولت گینز خاندان کی کامیابی رک جاتی ہے۔ ۵ر دسمبر ۱۵۶۰ء

(۵ ر دسمبر ۱۵۶۰ء) کی بدولت اُن سے چھن گئی۔

۴۔ چارلس نہم۔ دسمبر ۱۵۶۰ء تا مئی ۱۵۷۴ء

ارکان گیز ابنداءً اپنے تنکار سے مایوس ہو کر جان کے خوف سے ایسے بھاگے کہ خود کو اپنے اپنے محلوں میں بند کر دیا، اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ بالآخر کیتھرائن کو حکومت کا موقع مل گیا۔ چونکہ چارلس نہم صرف دس سالہ تھا لہٰذا نائب السلطنت مقرر کرنے کی ضرورت ہوئی اور بے چون و چرا اس کا مستحق ناوار کا انٹونی تھا لیکن وہ لفٹنٹ جنرل کی خدمت اپنے لئے محفوظ کر کے اپنے حق کو ملکہ مادر کے تفویض کر دینے پر راضی ہو گیا۔

کیتھرائن چارلس نہم کے نام سے حکومت کرتی ہے

کیتھرائن بڑی خوش ہوئی "وہ اتنا تابع فرمان رہے" اس لئے اپنی بیٹی ملکہ اسپین کو لکھا، "کہ میں جس طرح چاہوں اُس کے ساتھ سلوک کر سکتی ہوں" اس کو اب امید بندھ گئی کہ دونوں مذہبی جماعتوں کے مابین ثالث کی حیثیت سے کام کرے گی اور خاندان بوربان سے ارکان گیز کو لڑا کر حکومت کر سکے گی۔ اُس کی پہلی مشکل اسٹیٹ جنرل سے متعلق تھی۔ اس کا اجلاس بتاریخ ۱۵ ر دسمبر ۱۵۶۰ء آرلیان میں طلب کیا گیا، جہاں اس کو آئندہ اگست تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا اور ازاں بعد اس کا اجلاس پونتواز میں منعقد ہوا۔

ستتر سال کے بعد اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کا یہ پہلا اجلاس اس لئے قابل غور ہے کہ وہ ہیوگیناٹوں کے سیاسی خیالات کا آئینہ ہے جن کی اس میں کثرت تھی، نیز ان کی مجوزہ عظیم الشان اصلاحات کے لئے جو اگر بروئے عمل لائے جاتے تو غالباً فرانس کو خانہ جنگی سے بچا لیتے اور اُس کی آئندہ تاریخ کو بدل دیتے۔ امرا جہاں اپنے امتیازی حقوق پر اصرار کر رہے تھے وہاں عدالتی نظام کی اصلاح اور ایک ایسی میجسٹریٹی کے عوض جو فروخت جائداد کے نظام کی بدولت سرعت کے ساتھ موروثی بنتی چلی جا رہی تھی، ایک انتخابی میجسٹریٹی پر بھی مُصر تھے۔ انھوں نے مذہبی عدالتوں کی چالبازیوں اور تعددیت اور عدم قیام کی خرابیوں کو مردود ٹھیرایا،

انھوں نے مطالبہ کیا کہ جو امراء کالون کے مقرر کردہ طرز عبادت کو ترجیح دیتے ہیں انھیں ادائے صلوٰۃ کے لئے کلیسائیں استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔

"سہ طبقات" (Tiers state) کے مطالبات اور بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ مخصوص اختیارات کو طبقات اور ایک کونسل کے انتخاب سے جس سے علمائے مذہب خارج کر دئے جائیں سہ سالہ اجلاسوں کی جانب سے محدود کر دیا جائے۔ انھوں نے استدعا کی کہ کلیسا کی زمینیں فروخت کی جائیں اس سے جو سرمایہ حاصل ہو اُس کے سود سے مذہبی علما کو مقررہ مشاہرہ دیا جائے۔ اور بقیہ رقم تخت و تاج کے قرضے کی ادائی میں اور شہروں کی تجارت کی ترقی کے لئے ان کو قرضے دینے میں صرف کی جائے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ ظلم و تشدد کا خاتمہ کر دیا جائے "کیونکہ لوگوں کو ایسے کام کے لئے مجبور کرنا جس کو وہ اپنے دل سے غلط جانتے ہوں غیر معقول ہے" اور یہ کہ ایک قومی مجلس جس میں عوام اور علما کو رائے دہی کا حق حاصل رہے اور جس میں کلام الٰہی واحد رہنما رہے، مذہبی مسائل کے آخری فیصلے کے لئے طلب کی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ فرانس میں اصلاح یافتہ خیالات جڑ پکڑ لیتے، اور اس کے لئے کیتھرین تیار نہیں تھی کیونکہ ہیوگنیاٹس آخر ساری قوم کے بیسویں حصے پر مشتمل تھے اور اسی کی نمائندگی کر رہے تھے۔

"پوائیسی کی گفت و شنید" کے نتائج نے بھی جو اسی زمانے کے قریب عمل میں آئی تھی سمجھوتے کے امکان کی کوئی بہتر توقعات پیش نہیں کیں۔ اس کانفرنس میں گیارہ وزرا (جن میں تھیوڈور بیزا، کالون کا چیلا، اور پیٹر مارٹن اطالوی بھی شامل تھے) اور بائیس غیر سرکاری اشخاص موجود تھے۔ لیکن، جیسا کہ توقع کی جا سکتی ہے، اس کوشش کی بدولت دونوں مذاہب کے نقاط اختلاف میں اور شدت ہو گئی۔ اس گفت و شنید کا واحد نتیجہ یہ نکلا کہ اسقفوں نے کلیسا کی جایداد کی نسبت تیسرے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے خود کو اس امر کا ضامن بنایا کہ اُن اراضیِ تاج کی واگذاشت کے لئے مطلوبہ رقم بالاقساط ادا کی جائے گی جو خانگی قرضخواہوں کے مطالبات کی تکمیل میں ہاتھ سے نکل گئی تھیں۔

پوائیسی کی گفت و شنید

سمجھوتہ بظاہر ناممکن تھا۔ اب یہ دیکھنا باقی رہ گیا تھا کہ آیا رواداری قابلِ عمل ہے۔ اس کی کوشش فرمان بابت جنوری ۱۵۶۲ء سے کی گئی جس میں ہیوگیناٹوں سے اس مطالبے کے باوجود کہ وہ اپنے مقبوضہ کلیساؤں کو حوالہ کر دیں انھیں ایک مجلس عمومی کے فیصلے تک عبادت کے لئے شہر کی فصیلوں کے باہر کسی ایک جگہ جمع ہونے کی اجازت دی گئی۔ اس طرح لے آپتال کا مسلک کامیاب ہوتا نظر آنے لگا۔ ہیوگیناٹوں کو قانوناً تسلیم کر لیا گیا اور اب وہ حفاظت قانون سے خارج نہیں رہے۔ خود لے آپتال نے مجلس طبقات (اسٹیٹس جنرل) کے افتتاح کے موقع پر اقرار کیا کہ مختلف مذاہب کے اشخاص کے مابین صلح کی توقع کرنا غلطی ہے "ایک فرانسیسی اور ایک انگریز میں" اس نے کہا، "جو ایک ہی مذہب کے ہوں آپس میں ایک ہی شہر کے اُن دو آدمیوں یا ایک ہی آقا کے دو ماتحتوں سے زیادہ محبت و غمخواری ہوتی ہے جن کے مذاہب مختلف ہوتے ہیں"۔ یہی نہیں بلکہ شخصی رقابت، خود غرضی، اور سیاسی تعصبات کی وجہ سے اکثر صورتوں میں مذہبی اختلافات اور ناگوار ہو گئے تھے، اور ان سب میں تیسرے طبقے کے مطالبات کے باعث اور شدت پیدا ہو گئی تھی۔ اگر یہ مطالبات عطا کئے جاتے تو ملک میں انقلاب بپا کر دیتے، اور وہ اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے جبکہ قوم ان کی حمایت پر ہوتی۔ لیکن تیسرا طبقہ جو زیادہ تر بلدیاتی عہدیدوں کی جانب سے نامزد کیا گیا تھا نہ تو دیہاتی اضلاع کے مزارعین کی نمائندگی کرتا تھا اور نہ شہروں کے کمتر طبقوں کی جو عموماً کیتھولک تھے ان کی اغراض و مفاد اور اُن کے تعصبات پر جو لوگ حملہ کرتے تھے وہ قوم کی کثرتِ غالب پر مشتمل تھے، لہٰذا یہ ہیوگیناٹوں کو اب سے اپنا جانی دشمن تصور کرنے لگے۔ اعلیٰ طبقہ، امراء جن کے قبضے میں تاج کی اراضیات تھیں ان کی واگذشت کے مطالبے سے گھبرا اٹھے، کلیسا رغاست اوقاف کے شور و غوغا کو نفرت کی نظر سے دیکھنے لگا، وکلاء اپنے امتیازی حقوق پر حملہ ہونے کی وجہ سے برافروختہ ہو گئے اور ملک کی حکومت کی نسبت اسٹیٹس جنرل کے دعاوی پر پیشہ کی طرح حسد کرنے لگے۔ درحقیقت اسی وقت سے ہمیں ان تین طاقتور جماعتوں (امراء، پادری، اور وکلاء) کے مصلحین کی ناقابل مفاہمت مخاصمت کو شمار کرنا چاہیئے، جن میں سے اکثر اس وقت تک

فرمان بابت جنوری ۱۵۶۲ء

ہیوگیناٹوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنے سے ناراض نہیں تھے۔ ہوگیناٹوں کے لئے اب صرف ایک موقع یہ باقی رہ گیا تھا کہ صلح و امن قایم رکھیں۔ اگرچہ اُن کی تمام خواہشات پوری نہیں ہوئیں اور اگرچہ فرمان کو صرف عارضی حیثیت بخشی گئی تھی اُن کے حامی وطرفدار اس سرعت کے ساتھ پھیلتے چلے تھے کہ ایک قلیل مدت کے اندر ہی اندر اُن کے عزت و احترام حاصل کر لینے کا امکان تھا۔ کہا جاتا تھا کہ ایک صدر اسقف (ریکس کا) اور چھ اسقف، شاتیون کے کارڈینل سے قطع نظر کرتے ہوئے ان جدید خیالات کے حامی تھے بتھر اگمارٹن نے ملکہ انگلستان کو آگاہ کیا کہ خود چارلس نہم کی حالت متزلزل ہے۔ کیتھراین اپنی سہیلیوں اور ساتھ والی خواتین کے جدید انجیل پڑھنے اور ہیوگیناٹ مارد کا گیت گانے پر معترض نہیں ہوتی تھی، اور اگر اس کو رواداری سے اقتدار حاصل ہو سکتا تو وہ رواداری کے مسلک کو جاری رکھنے میں ہرگز پس و پیش نہ کرتی بدقسمتی سے نظم و نسق میں نفاذ قانون کی کافی قوت نہیں تھی، اور مذہبی اور سیاسی بغض و عناد بہت گہرا تھا۔ ہیوگیناٹ قاید زیادہ جوشیلے اور سرکش لوگوں پر کامل قابو نہیں رکھ سکے، اور خصوصاً جنوب میں قدیم خیالات کی سعی بیخ کنی شروع ہو گئی اور اِدھر کیتھولک مصمم ارادہ کر چکے تھے کہ اس فرمان کو جلد سے جلد منسوخ کر دیں۔

اپریل ۱۵۶۱ء ہی میں مومونرانسی قاندان گیزے سے مصالحت کر چکا تھا انھوں نے اب جزیرہ سارڈینیا اور افریقہ میں ایک سلطنت کی پیش کشی کی بدولت، یا غالباً اس کی پراٹسٹنٹ بیوی جین دی البرٹ کے خلاف طلاق حاصل کرلنے، میری ملکہ اسکاٹس سے عقد کرا دینے اور اسکاٹ لینڈ کا تخت ملکہ کسی دن انگلستان کا تخت بھی دلانے کے مواعید سے اس متزلزل شاہ نادار کو اپنی طرف کر لیا۔ جنوب میں قتل عام اور شورش برپا ہوتی رہی، اور بالآخر اول یکم مارچ کو گیز کا ڈیوک بعض ایسے ہیوگیناٹوں پر سے ہو گزرا جو بمقام واسی ایک خرمن گاہ میں عبادت کر رہے تھے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ اس جلسے کو برخاست کر دیا جائے اس لئے کہ وہ خلاف قانون تھا۔ ہیوگیناٹ اگرچہ غیر مسلح تھے لیکن غالباً انھوں نے

واسی کا قتل عام
یکم مارچ ۱۵۶۲ء

کچھ مزاحمت کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی پچاس ساٹھ مرد و ں عورتوں کو قتل عام کر دیا گیا۔ اور دو سو یا اس سے زاید اشخاص شدید مجروح ہوئے۔ چونکہ شہر واسی بظاہر بے فصیل تھا یہ گنیاٹ غالباً اپنے حقوق پر قائم تھے۔ بہر حال ڈیوک کو کوئی اقتدار نہیں حاصل تھا کہ قانون کی تکمیل اپنے ہاتھ میں لے۔ ممکن ہے یہ درست ہو کہ وہ اس امر کا خواہاں نہیں تھا کہ اس کے ہمراہی انتہائی دراز دستیاں کریں، لیکن کم سے کم اس نے اس کا ارتکاب کرنے والوں کو نہ تو مردود ٹھیرایا اور نہ انھیں سزا دی۔ باقی اور حیثیت سے اجرائے فرمان کے بعد سے واسی کا ہی ایک قتل عام نہیں ہوا تھا۔ اور اس کو اگر اہمیت حاصل ہے تو صرف اس وجہ سے کہ وہ ایک اہم ترین قاید کی رضامندی سے صورت پذیر ہوا تھا اور نیز اس لئے کہ اس نے جھگڑے فساد کو ملک سے شاہی دربار میں منتقل کر دیا اور اب جنگ ناگزیر تھی۔ سوال یہ تھا کہ بادشاہ کو کون حاصل کرے؟ ڈیوک کیتھراین کے احکام کے خلاف عجلت کے ساتھ پیش قدمی کر کے پیرس میں داخل ہوا (۱۶ مارچ)۔ ملکہ کم عمر بادشاہ کے ساتھ فانٹین بلو روانہ ہوگئی تو اس نے ان کا تعاقب کیا اور راج ماتا نے جب کوئی دوسری راہ نہ دیکھی تو پیرس واپس ہونے پر رضامند ہوگئی (۶ اپریل) اور چارلس چیختا ہی رہ گیا کہ "گویا وہ اس کو اسیر بنانے کے لئے جا رہے ہیں"۔ کیتھراین نے زیادہ کمزور جماعت کی حمایت کرنے کی کوشش کے بعد اپنی خوے مستمرہ کے بموجب زیادہ طاقتور جماعت کی طرفدار بن گئی۔

گیز کا ڈیوک پیرس میں داخل ہوتا ہے اور بادشاہ کو حاصل کرتا ہے۔ ۶ اپریل

اسی اثناء میں کونڈے پیرس سے آرلیان کو پسپا ہوگیا (۲۳ مارچ) یہاں کولنی اور دانڈیلو کے ساتھ مل کر اس نے ایک اعلان شایع کیا جس میں اس نے خود کو ہتیار اٹھانے پر حق بجانب قرار دیا اور اعلان کیا کہ اس نے اقتدار ثلاثہ (گیز، مونمورانسی اور سینٹ آندرے) کی جانب سے بادشاہ کے ناجایز طور پر روک رکھے جانے کے خلاف ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے۔ اس طرح اگر کیتھولک فرقہ واسی میں سب سے

کونڈے کا اعلان مارچ

پہلے نقض امن کا باعث ہوا تو ہیوگیناٹس اسلحہ سے چارہ جوئی کرنے میں سب سے پیش پیش رہے۔ اکثر لوگوں نے اُن پر بے صبری کا الزام عاید کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ اگر وہ علم بغاوت بلند کرنے سے احتراز کرتے تو رفتہ رفتہ اُن کے ساتھ روا داری برتی جاتی۔ کاتون ہمیشہ سے جنگ کا مخالف تھا۔ اور کاتھی نے طویل پس وپیش کے بعد، اور جیسا کہ کہا جاتا ہے اپنی بیوی کی استدعاؤں سے متاثر ہو کر رضامندی ظاہر کی لیکن یہ انتہا درجہ مشتبہ ہے کہ آیا وہ اس طرح ظلم وتعدی کو دور کر دیتے، کیتھولک جماعت الحاد کی سرکوبی کا مصمم ارادہ کر چکی تھی، اور واقعہ یہ ہے کہ ۱۵۶۲ء میں جو لوگ جور وظلم کا شکار ہوئے ان کی تعداد سینٹ برتھلومیو کے قتل عام سے زیادہ تھی۔ اس سے زیادہ سخت الزام یہ ہے کہ ہیوگیناٹ مذہب کے بھیس میں سیاسی اغراض کا تعاقب کر رہے ہیں۔ لیکن یہ الزام مساوی حق گوئی کے ساتھ اُن تمام جماعتوں پر، اور اس صدی کی تمام مذہبی جدوجہد کے خلاف عائد کیا جا سکتا ہے۔ فرانس میں بھی دیگر مقامات کی طرح مذہبی بدگمانی نے ملک کی بے اطمینانی کی سلگتی ہوئی آگ کے حق میں ایک مرکز اور ایک اصول کا کام کیا بعض لوگوں کے لئے مذہبی، بعض کے لئے سیاسی، اور حتیٰ کہ بعض کے لئے ذاتی عنصر سب سے زیادہ طاقتور تھا۔ "امراء نے" ایک وینیشین مشاہد کہتا ہے، "اصلاح کو حرص وآز کے لئے اختیار کیا، متوسط طبقے نے کلیسا کی جائداد کے لئے اور ادنیٰ طبقات نے بہشت کے لئے۔" مزید برآں کیتھولک فرقے پر بھی یہ الزام مساوی طور پر عاید ہوتا ہے۔ اگر کونڈے حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے لڑ رہا تھا تو اس کے لئے وہ نیم اجنبی گیزوں سے زیادہ مستحق تھا۔ ہیوگیناٹوں کے سیاسی مقاصد جن کا اظہار آرنیبس میں کیا گیا، گیزوں کے انتہا پسند خیالات کے مقابلے میں بہت زیادہ قابل تائید تھے۔ اگر ہیوگیناٹوں پر یہ الزام عاید کیا جائے کہ وہ ایک لمحے میں جاگیریت کی تجدید کرتے تھے اور دوسرے لمحے میں جمہوریت پسند بن جاتے تھے تو گیزوں نے بھی ابتداءً سیاسی ومذہبی ظلم وتعدی کے لئے جنگ کی۔ اور اس کے بعد خالص عمومیہ کے حامیوں کے بھیس میں نمودار ہوئے۔ بالآخر ہیوگیناٹوں کا مقصد اگرچہ اقلیت کا مقصد تھا اور اس امر کا اعتراف

کرنا چاہیئے کہ نام اقلیت کا) تاہم قومی خود مختاری کا مقصد تھا جس کو اسپین کے فلپ کے ساتھ گیسنروں کے روزافزوں تعلقات سے خطرہ لاحق ہوتا جارہا تھا۔ لیکن یہ نہ یاد رکرنا چاہیئے کہ دونو جانب کوئی گہرا مقصد مفقود تھا، حقیقت حال یہ ہے کہ مذہبی تیقنات ہی کی موجودگی تھی جس نے اس کش مکش میں بیک وقت خلوص نیت اور تیزی وتندی پیدا کی۔

ان دونوں جماعتوں کی جغرافی تقسیم اس خیال کی تائید نہیں کرتی کہ پراٹسٹنٹ مذہب اور تیوتانی نسلوں میں اور کلٹک اور رومانی اقوام اور کیتھولک مذہب میں کوئی فطری تعلق ہے۔ یہ سچ ہے کہ کلٹک بریٹنی کے پست طبقات سختی کے ساتھ کیتھولک مذہب کے پابند تھے، لیکن شمال مشرقی فرانس کی بھی یہی

دونوں جماعتوں کی جغرافی اور معاشری تقسیم۔

حالت تھی جس میں تیوتانی عنصر غالب تھا، اور ہیوگیناٹوں کو اہم تائید پہنچی تو جنوب مغربی علاقے سے جو رومانی تھا، ہیوگیناٹوں کے استحکام کو ایک مربع سے تعبیر کیا جاسکتا تھا، جو شمال مشرق میں لائیرے، سیئو نے اور رھون سے گھرا ہوا تھا، اور جنوب مغرب میں بحیرہ روم، پرینیز، اور خلیج بسکے سے۔ اور ڈافنی اور نارمنڈی اس کے بیرونی علاقے کی نگرانی چوکیاں تھیں۔ تاہم اس علاقے میں بھی صرف مشرقی لانگیڈ رک اور ڈافنی میں، اور سنافے لاروشیلی میں ان کو کامل استحکام حاصل تھا، یا یہ کہ ان کی حمایت کثرت آبادی کی جانب سے کیجا رہی تھی خواہ امراء ہوں یا غیر۔ دیگر مقامات میں جہاں امراء پراٹسٹنٹ مذہب کی طرف مائل تھے کاشتکار عموماً کیتھولک ہی رہے۔ اگرچہ باستثنائے کونڈے۔ اور اس کے اقارب امراء میں ان کے متبعین کی تعداد بہت تھوڑی تھی، اُن کو بڑی تائید کمتر درجے کے امراء اور شہروں کے تجارت پیشہ طبقات سے حاصل ہوتی تھی۔ ان میں سے طبقہ امراء نے اپنے ذاتی مصارف سے ایک انتہا درجہ حیرت ناک لائیٹ کیولری قائم کی، اور وہ ادنی درجہ کے اسلحہ کے باوجود متعدد محاربات میں زرہ پوش مسلح سپاہیوں کے مقابلے میں ہر طرح بہتر ثابت ہوئی۔ بدقسمتی سے ان کا افلاس، قواعد وتربیت سے ان کی نفرت اور ان کے مقامی اغراض ومقاصد نے انھیں طول طویل جنگ کے ناقابل بنا دیا،

اور اس واقعے کی یہی توجیہ ہے کہ کبھی کبھی اُن کی فتوحات سے نہایت ادنیٰ نتائج مترتب ہوئے۔

کیتھولک فرقے کی طرف اعلیٰ تر طبقے کے اُمرا، کلیسا، اور مجسٹریسی اور دفاتر کے حکام کا طبقہ، باستثنائے سیوئینس و ڈافنی دیگر تمام دیہاتی اضلاع کے مزارعین اور شہروں کے پست طبقات خصوصاً پیرس کے اور بعد میں آرلیان اور روان کے شامل تھے۔ ان شہروں اور دیگر شہروں کی کٹر مذہبیت، مذہبی خاندانوں کے اثر و نفوذ کی وجہ سے قائم تھی اور پیرس میں جامعہ کا اثر قائم تھا جو اپنے پیوستہ کالجوں کی وجہ سے ایک اچھا خاصہ شہر بن گیا تھا، اور جو خانقاہوں کے ساتھ مل کر شہر اور مضافات کے ایک بڑے حصے کا مالک بن گیا تھا۔ کیتھولک مذہب کی اخلاقی قوت لوگوں کی قدامت پسند جبلت اور اُن کی مذہبی روایات پر منحصر تھی، جو اس قدر معاملات و نشاط زندگی سے منسلک و رشتہ دوز تھیں اور جن کو ہیوگیناٹوں کے انہدام خیالات فذیمہ نے بے صدمہ پہنچایا تھا۔ اور خود ہیوگیناٹوں میں بیک وقت جاگیرداری، انفصالی اور جمہوری میلانات نے اُن میں یکسانی پیدا نہ ہونے دی۔ اور انھیں مورد الزام بنا دیا کہ وہ اتحاد و مرکزیت کے دشمن ہیں جن سے فرانسیسی دماغوں کو بڑی اُنسیت تھی۔ نیز کیتھولک جماعت ذات شاہانہ اور حکومت و کلیسا کے ذرائع مالی پر بھی قابض تھی اور فلپ دوم کی امدادی رقوم سے بھی مدد حاصل کر رہی تھی۔ آخر کار کیتھولک اس قابل ہو گئے کہ نہ صرف جرمنی کی کیتھولک ریاستوں سے بلکہ پیروان لوتھر میں سے بھی جو کالونی بھائیوں کو ادنیٰ مدد دینے تھے اجرہ دار سپاہی فراہم کریں۔ اِن حالات میں اور ان واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہیوگیناٹوں کی تعداد کل آبادی کے دسویں حصے سے ہرگز زیادہ نہیں تھی اُن کا اس طویل مدت کے لئے جنگ جاری رکھنا زیادہ تر اُن میں سے اکثروں کے جوش و ایثار، (خصوصاً وزرا کا) طبقہ متوسط کی خودسری اور ضد، ان کی سوارہ فوج کی افضلیت، اور اُن کے قایدین خصوصاً کونڈے اور کولنی کی قابلیت پر لازماً محمول کرنا چاہیے۔

اگست میں فتح پائیسرس کے ساتھ جنگ کا آغاز ہوا۔ اور ساتھ ہی سینٹ آندرے

نے پائیسرس کو فتح کر لیا، اور یوں جس کی حوالگی نے کیتھولک جماعت کو آرلیان کے
کے دروازوں تک فرانس کے مرکز پر قابض کر دیا۔ ستمبر میں ہیوگیناٹوں نے انگلستان
کی ایلزبتھ سے مدد حاصل کی، جس کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ گیزوں کی کامیابی کے یہ

پہلی خانہ جنگی۔ اگست ۱۵۶۲ء تا مارچ ۱۵۶۳ء

معنی ہونگے کہ میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کو انگلستان کے تخت پر
بٹھانے کے لئے فرانس کے تمام وسایل و ذرایع کو استعمال کیا
جائے گا۔ تاہم اپنی معمولی احتیاط اور ہوشیاری سے کام
لے کر اس نے مطالبہ کیا کہ ڈیپی اور ہاور امداد کی قیمت کے طور پر اس کے ملک
سے ملحق کر دئے جائیں۔ ملکہ نے پراٹسٹنٹوں کو جو بخیلانہ مدد دی وہ ان شہروں کے
الحاق سے پیدا شدہ غیظ و غضب میں توازن نہ پیدا کر سکی۔ اور ۲۶ اکتوبر کو کیتھولک
جماعت کو تسخیر روان کی بدولت جو نارمنڈی کا دارالسلطنت تھا درخشاں کامیابی

روان پر کیتھولک جماعت کا قبضہ۔ ۲۶ر اکتوبر ۱۵۶۲ء

حاصل ہوئی جو اس کے بعد سے کیتھولک جماعت کی
آنکھ بن گیا۔ لیکن اس شہر کے ہاتھ سے نکل جانے کی
کافی تلافی متلون مزاج ہنری ناوار کی موت سے
ہوئی جس کے تسخیر کے موقع پر ایک زخم لگا تھا، کیونکہ اب اس کے خاندان کی
صدارت کونڈے اور اس کے حقیقی بیٹے کو ملی جو بعد میں ہنری چہارم ہونے والا تھا
یہ ایک دس سالہ لڑکا تھا۔ دسمبر میں کونڈے کی یہ کوشش کہ نارمنڈی پر حملہ آور
ہو کر روان کی شکست کا ازالہ و معاوضہ کرے دریائے آور پر ڈریو کی جنگ کا باعث
ہوئی، جو حقیقت میں کیتھولک فتح تھی۔ لیکن ان کے نقصانات البتہ زیادہ تھے۔

جنگ ڈریو۔ ۱۹ر دسمبر ۱۵۶۲ء

مارشل سینٹ آندرے مارا گیا اور کانسٹبل مومورانسی
اسیر بنا لیا گیا۔ تاہم خود کونڈے دشمن کے ہاتھوں میں
چلا گیا اور کالگنی کو آرلینس تک پسپا ہونے پر مجبور کیا گیا
اگلے سال فروری میں کالگنی پھر واپس ہوا اور نارمنڈی میں متعدد اہم شہر چھین لئے۔
گیز کے ڈیوک کو اس کی غیر موجودگی سے آرلینس کے محاصرے کا موقع مل گیا اور ۵۔ فروری کو

گیز کے ڈیوک فرانسس کا قتل ۱۸ر فروری ۱۵۶۲ء

اور یہ شہر ہاتھ سے جاتا نظر آ رہا تھا لیکن اس موقع پر ایک
سودائی مسمی پول ٹراٹ نے ڈیوک کو قتل کر دیا، جو یہ مانتا تھا

کہ خدا کا منشا ہی ایسا تھا کہ دنیا کو "اس کے قصاب" سے پاک کر دیا جائے۔

کیتھولک جماعت کے قاید کی موت نے کیتھراین کے ان توقعات کو تازہ کر دیا کہ وہ دونوں جماعتوں میں توازن قائم رکھنے میں کامیاب رہے گی۔ لہذا ۱۲ ارمارچ کو امبائز کے سمجھوتے پر دستخط ہوئے اس عہد نامہ کی رو سے کونڈے اور

امبائز کا سمجھوتا ۱۲ مارچ سنہ ۱۵۶۳ء

مانٹرنسی کا تبادلہ عمل میں آیا، امراء کو اجازت دی گئی کہ اپنے اپنے مکانوں میں پراٹسٹنٹ طریقے سے نماز ادا کریں، ہر سینی شنو[1] سے میں ایک شہر عطا کیا جائے جس کے مضافات میں ہیوگیناٹ عبادت کر سکیں، اور ہر اس شہر میں جہاں سابق مارچ کو پراٹسٹنٹ طریقے سے نماز ادا کی جاتی تھی بادشاہ کی جانب سے ایک یا دو مقامات معین کر دیے جائیں جہاں ان کی نماز اندرون فصیل جاری رہے۔ لیکن ان شرائط سے پیرس کو مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ اس عہد نامہ کے بعد ہاور پر ایک متفقہ حملہ کیا گیا اور وہاں سے ۲۵ رجولائی کو انگریزوں کو نکال دیا گیا، اور ایلزبتھ کو کیلے کی واپسی کے مطالبہ سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا گیا۔ کولنی اس عہد نامہ کے خلاف تھا۔ اس کے خیال میں اس سے پراٹسٹنٹوں کو کافی ضمانت نہیں حاصل ہوئی، لیکن کونڈے جو صلح کرنے میں اتنا ہی بے دھڑک اور عجلت پسند تھا جتنا کہ اعلان جنگ میں، کیتھراین کی سہیلیوں میں سے ایک خاتون میڈی سل ڈی لیموئل کے مہلک اثر میں آگیا اور اس وعدے سے دھوکہ کھا گیا کہ اس کو لفٹننٹ جنرل مقرر کیا جائے گا جس پر قایم رہ کر وہ اپنی جماعت کے اغراض و مقاصد کی نگرانی کر سکتا ہے۔ اس میں اسے مایوسی اور ناکامی ہوئی، کیونکہ کیتھراین نے ایفائے وعدہ سے بچنے کے لئے چارلس کے (جو تیرہ سال کا تھا) بالغ ہونے کا اعلان کروا دیا، اور اگرچہ وہ آئندہ مخاصمتوں کو روک رکھنے کے لئے متردد تھی لیکن خاندان گیز کے پوپ فلپ کا ایسا خیال نہیں تھا۔

ایک کانفرنس میں جو بماہ جون ۱۵۶۵ء بایون میں منعقد کی گئی آلوا نے اپنے آقا کی طرف سے ملکہ سے اصرار کیا کہ مے اوپتال کو برطرف کر دیا جائے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ وہ

---

[1] اس کے معنی کے لئے دیکھو ضمیمہ (ا)

ایک نیک کیتھولک ہے اور ہیوگیناٹوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کرے۔ اگر فلپ اپنے بیٹے ڈان کارلوز کے لیے اس کی دوسری بیٹی مانگتا اور اپنی بہن بیوہ ملکہ پرتگال کو اس کے لاڈلے بیٹے انجو کے ہنری کو دے کر اس کے شاہی خاندان کے مقاصد کی توسیع پر اظہار رضامندی کرتا تو بہت ممکن تھا کہ وہ اس کی تکمیل کر دیتی، لیکن فلپ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور کیتھرائن نے اس کے مشورے پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ تاہم پراٹسٹنٹوں کا خطرہ قدرۃً پیدا ہو گیا تھا یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ ایک جمعیت قایم کی گئی ہے اور پراٹسٹنٹوں کے قتل عام کا فیصلہ کر لیا گیا ہے، اور بالآخر سوئزرلینڈ کے کیتھولک سپاہیوں کا حاصل کیا جانا بظاہر اس لیے کہ آلوا کی پیش قدمی پر نظر رکھی جائے، ہوگن سے نیدرستان تک کی نقل و حرکت پر نگرانی رکھے (دیکھو صفحہ ۴۹۸) ستمبر ۱۵۶۷ء میں موکی سازش کا باعث ہوا۔ پراٹسٹنٹ قایدین نے تجویز کی بادشاہ کو اسیر بنا لیا جائے، لارین کے کارڈینل کی برطرفی کے لیے اصرار کیا جائے، اور مطالبہ کیا جائے کہ ضمیر کی غیر مشروط آزادی عطا کی جائے۔ ارکان شاہی کو خطرے کے آخری لمحے میں اس کی اطلاع ملی اور وہ سوئزرلینڈ کی سپاہ کے ساتھ پیرس کو بچ نکلے۔ اور کارڈینل بال بال بچ گیا اور ریمس کو فرار ہو گیا۔ بعد ازاں کونڈے نے سینٹ ڈینس پر پیش قدمی کی جہاں کانسٹبل ایک زبردست فوج کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوا (۱۰ نومبر ۱۵۶۷ء) لیکن ہیوگیناٹ اس قدر ضد کے ساتھ جمے رہے اور ادھر پیرس کے فراہم شدہ سپاہی اس بری طرح سے لڑے کہ جنگ فیصلہ کن نہ ہو سکی۔ ہیوگیناٹوں کی طرف بہت سے قابل ذکر لوگ کام آئے، تاہم کیتھولکوں کی طرف خود کانسٹبل مونٹ مورنسی مہلک طور پر زخمی ہوا۔ مونٹ مورنسی کی موت نے ایک لمحے کے لیے کیتھرائن کے ہاتھوں کو اور لے اوپتال کے اثر و نفوذ کو تقویت بخشی لہٰذا مارچ ۱۵۶۸ء میں لانگ جومو کے فرمان نے عہد نامہ امبواز کی تصدیق کر دی اور اس کو اس وقت کے لیے نافذ کر دیا تھا جب تک کہ خدا کے فضل و کرم سے بادشاہ کی تمام رعایا ایک مذہب قبول کر کے باہم متحد و متفق ہو جائے"۔ کیتھرائن کو توقع تھی کہ مونٹ مورنسی کے انتقال سے کیتھولک جماعت کمزور پڑ جائے گی، اس نے کانسٹبل کے عہدے کو خالی رکھا اور انجو کے ڈیوک برادر شاہ کو لفٹننٹ جنرل کا خطاب کیا جس سے کوئی عالی وقاری نہیں ظاہر ہوتی تھی لیکن قیام

موکی سازش اور دوسری خانہ جنگی۔ ستمبر ۱۵۶۷ء تا مارچ ۱۵۶۸ء

سینٹ ڈینس کی لڑائی ۱۰ نومبر ۱۵۶۷ء

فرمان لانگ جومو مارچ ۱۵۶۸ء

صلح و امن کی توقعات کو پورا ہونا نہ تھا۔ پارلیمان نے فرانس کے طول و عرض میں فرمان لانگ جومو کی مخالفت کی اور حتیٰ کہ ٹولوسی کی پارلیمان نے یہاں تک کیا کہ بادشاہ کے قاصد کو الحاد کے الزام میں قتل کر دیا۔ ہیوگیناٹوں نے فذ رنا گمنام شہروں کو حوالے کرنے سے انکار کر دیا جس کا انہوں نے عہدنامے میں وعدہ کیا تھا۔ لارین کا کارڈینل واپس ہوا اور اگست ۱۵۶۸ء میں کونڈے اور شاتیئوں کو گرفتار کرنے کے لئے ایک منصوبہ کیا گیا۔ لیکن یہ محض دریائے لائر میں اچانک طغیانی آ جانے کے باعث لاروشیلی کو راہ گریز اختیار کرنے میں کامیاب ہوئے لے آونیال مایوس ہو کر واپس ہوا اور کیتھرائین دوبارہ خاندان گائیز کا مسلک اختیار کرنے پر مجبور ہوئی۔ فرامین رواداری کو منسوخ کر دیا گیا۔ اور "نام نہاد صلح" جس نام سے کہ اس کو پکارا جاتا تھا) کا خاتمہ ہو گیا۔ اس تیسری

تیسری خانہ جنگی ستمبر ۱۵۶۸ء تا اگست ۱۵۷۰ء

خانہ جنگی میں آرتینیس جو پچھلے التوائے جنگ میں حوالے کر دیا گیا تھا اب کیتھولک جماعت کی سرحدی چوکی کا کام دینے لگا، اور صرف لاروشل جس نے فروری ۱۵۶۸ء میں ہیوگیناٹوں کے حق میں اعلان کیا تھا سب سے بڑا پراٹسٹنٹ استحکام تھا لیکن ۱۵۶۹ء سے پیشتر کوئی اہم لڑائی نہیں لڑی گئی۔ اس کے بعد انجو کے ڈیوک نے جو ایک اٹھارہ سال کا نوجوان تھا شارانت پر جارنیک کی لڑائی میں فتح پائی (۱۳ مارچ

جارنیک کی لڑائی ۱۳ مارچ ۱۵۶۹ء

جس میں کونڈے کو اس کی حوالگی کے بعد قتل کر دیا گیا۔ کونڈے کی وفات کو ہیوگیناٹوں کے مقاصد کے حق میں ایک شدید ضرب سے تعبیر کیا جانے لگا۔ لیکن یہ مشتبہ ہے کہ آیا اس سے اُن کا کوئی بھاری نقصان ہوا یا نہیں۔ کیونکہ اگرچہ وہ ہردلعزیز تھا اور اس نے اپنے بھائی کی طرح ذاتی اغراض کو مذہبی یقین پر قربان نہیں کیا تھا لیکن وہ آرزو پرست اور حریص واقع ہوا تھا۔ اور اس کے اغراض زیادہ تر سیاسی تھے۔ مزید برآں اس کی اخلاقی سیرت کمزور تھی اور اگرچہ وہ ایک بہادر سپاہی تھا لیکن درجہ اول کا سپہ سالار نہیں تھا۔ اور ایک مدبر و سیاس کی حیثیت سے اس کا کردار اکثر ابلہی کی طرف مائل رہتا تھا۔

کیتھولک جماعت کی یہ توقعات کہ فتح جارنیک جنگ کا خاتمہ کر دے گی پوری

نہیں ہوئیں۔ اس لڑائی کو ایک سوارہ فوج کی جھڑپ سے زیادہ وقعت نہیں حاصل تھی۔ کونڈے کی موت نے قیادت اعلیٰ کولنی کے ہاتھوں میں دے دی اور جیسا کہ ایک ہمعصر کہتا ہے "اس امیر البحر کے تمام فضایل اور خوبیوں کی عظمت و شوکت کو بے نقاب کر دیا" جو بجز سیاسی نکتہ رسی کے ہر طرح سے اپنے پیشرو سے افضل تھا۔ یہاں تک کہ ڈی اینڈ لاٹ کے انتقال کی بدولت جو بخار سے واقع ہوا ہیوگینا ٹوں کو شروع میں قابل قدر کامیابیوں سے کوئی چیز روک نہیں سکی۔

مئی ۱۵۶۹ء میں زوی برکن (دیو پون) کا ڈیوک والف گانگ زیرین جرمنی کے ریٹرس (Reiters) اور بالائی جرمنی کے لینڈسکینٹس (Landskents) اپنی سرکردگی میں آرنج کے ولیم اور ناساؤ کے لوئی کے تحت فرانسیسی اور فلمش سپاہ کی جمعیت لئے ہوئے فرانس میں داخل ہوا۔ اور سرعت کے ساتھ لائیر پہنچکر انھوں نے لاشنار شئے پر قبضہ کر لیا۔ اس مقام کو اس وجہ سے بہت زیادہ اہمیت حاصل تھی کہ وہ برگنڈی اور شمپین سے اس دریا کے راستے کی حفاظت و نگرانی وہاں سے اچھی طرح ہو سکتی تھی۔ اور باوجود اسکے کہ والفگانگ خود بدوران جنگ بخار سے مرگیا' اس کی فوج نے لیموجس کے قریب کالگنی کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا (۱۲ر جون) بدقسمتی سے بجائے ساؤمر پر حملہ آور ہونے کے جہاں سے انجو اور برٹینی کے راستے کی حفاظت ہو سکتی تھی اس نے جنوب میں پوائٹئے کا رخ کیا۔ گائیز کے ڈیوک ہنری نے جو فرانسس کا کم عمر بیٹا تھا شہر کی نہایت بہادری کے ساتھ حفاظت کی جہاں اُس نے سب سے پہلی مرتبہ اپنی فوجی صلاحیت و ہوشیاری کا اظہار کیا۔ اور سات ہفتوں کے بعد انجو کے ڈیوک کی پیشقدمی کی وجہ سے کولنی کو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہونا پڑا کولنی لڑائی سے بچنے کے لئے متردد تھا کیونکہ آرنج کا ولیم نئی سپاہ بھرتی کرنے کے لئے جرمنی چلا گیا تھا۔ پائیٹئرس کے سامنے اس کو بھاری نقصانات برداشت کرنے پڑے تھے اور ہمیشہ کی طرح وہ اپنی افواج زیادہ عرصے تک میدان جنگ میں رکھنے کی دشواری محسوس کرتا تھا لیکن جرمن سپاہ مطالبہ کرنے لگی کہ یا تو تنخواہ ادا کی جائے یا دشمن کے مقابلے کا حکم دیا جائے۔ وہ تو تنخواہ ادا کرنے سے قاصر تھا' اسی لئے کولنی کو

زوی برکن کے ڈیوک اور آرنیج کے ولیم کی مہم مئی ۱۵۶۹ء

مانکنٹور کی لڑائی ۳؍اکتوبر ۱۵۶۹ء

چار و ناچار انجو کے چیلنج کو ایسی صورت میں قبول کرنا پڑا جب کہ فوج ادنیٰ درجے کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مانکنٹور میں اس کو بھاری شکست سے دوچار ہونا پڑا (۳؍اکتوبر) اور خود وہ بھی سخت مجروح ہوا۔ اگر انجو فوراً تعاقب کرتا تو ہیوگیناٹوں کا کامل طور پر صفایا ہو جاتا۔ خوش قسمتی سے انجو کی کامیابی پر گائیزوں کے حسد کے باعث یا کسی اور وجہ سے بہرحال فیصلہ یہ کیا گیا کہ سب سے پہلے سینٹ جین ڈی اینجلی کو مسخر کیا جائے۔ یہ شہر مسخر تو ہوا لیکن سات ہفتوں کے محاصرے کے بعد۔ لیکن جس طرح ہیوگیناٹوں کا ستارۂ اقبال محاصرہ پائیٹرس سے ڈھلنے لگا تھا اسی طرح سینٹ جین ڈی اینجلی کا محاصرہ کیتھولک جماعت کی دولت کے اسراف کا باعث ثابت ہوا۔ لاردشیلی اب تک محفوظ رہا۔ سرما کا موسم شروع ہو گیا۔ انجو کا ڈیوک قیادت سے مستعفی ہو گیا اور اُس کا جانشین مانٹ پنسیئر انگرس کو روانہ ہو گیا۔

کولنی کی مہم اکتوبر ۱۵۶۹ء تا جون ۱۵۷۰ء

اسی اثنا میں بماہ اکتوبر کولنی نے جراحت سے صحت پا کر ایک شاندار مہم شروع کر دی اُس نے جنوبی فرانس کو عبور کیا اور اس کی فوج برف کے گولے کی طرح دم بدم بڑھتی گئی اور وہ رہون کو آپہنچا۔ وہاں سے سیئون کے سیدھے کنارے ہوتے ہوئے جانب شمال آرنیلی ڈک پر پیشقدمی کی، جہاں مارشل دے کوسے کے ساتھ ایک غیر تصفیہ کُن لڑائی (۲۵؍جون) نے اُسے لاشاریتے کو پسپا کر دیا۔ اور وہ وہاں سے اپنی ذاتی گڑھی ساتیوں شرلوار کو واپس ہوا۔ کولنی درحقیقت آرنج کے ولیم کے ساتھ جو جرمن سرحد پر ایک جمعیت فراہم کر رہا تھا، جا ملنے اور وہاں سے پیرس پر پیشقدمی کرنے کی تجویز میں کامیاب نہیں ہوا۔ لیکن اس لڑائی نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ ہیوگیناٹ ابھی دبے نہیں ہیں۔

فلپ دوم کیتھولک جماعت سے صرف وعدے کرتا رہا، بلکہ ایلزبیتھ جو ہیوگیناٹوں کو ملیامیٹ ہوتے دیکھنا گوارا نہیں کرتی تھی ان کو مدد دینے کے مسئلے پر غور کر رہی تھی۔ چارلس اپنے بھائی انجو کی فوجی کامیابی پر حسد کرنے لگا تھا اور کیتھرائن بوڑھے کانسٹبل کے سب سے بڑے بیٹے موموراسی کے فرانس کے مشورے پر عمل کرکے

بارہ دیگر صلح کرنے سے ناخوش نہیں تھی۔

صلح سینٹ جرمین ۸ راگست ۱۵۷۰ء

سینٹ جرمین کی صلح (۸ راگست ۱۵۷۰ء) کی روسے، جس سے تیسری خانہ جنگی کا خاتمہ ہوا، ہیوگیناٹوں نے صرف اُن چیزوں کو دوبارہ حاصل کرلیا جو فرمان لانگ جو مو سے انھیں حاصل ہوئی تھی، بلکہ فرانس کے بارہ صوبہ جات میں سے ہر صوبے کے دو شہروں میں انھیں نماز ادا کرنے کی بھی اجازت مل گئی، اور ضمانت کے طور پر چار شہر لاروشل، مونتاباں، کونیاگ اور لاشارتے حوالے کئے گئے جن پر انھیں دو سال تک قابض رہنے کی اجازت تھی۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ ان کی تمام جائداد، اعزاز اور خدمات واپس کردے جائیں، نیز انھیں یہ حق بھی دیا گیا کہ، پارلیمانوں میں ایک معین تعداد میں ججوں کے خدمات کا مطالبہ کریں اور تولوسی سے جو نہایت سخت گیر تھا مرافعہ کریں۔ اس طرح ہیوگیناٹوں نے بالآخر ضمیر کی آزادی اور ادائے نماز کی نسبت شرائط حاصل کرلئے، جو اگرچہ بالکلیہ اطمینان بخش نہیں تھے پھر بھی غالباً ان کے توقعات کے مطابق ضرور تھے۔ مزید براں وہ بجا طور پر توقع کرسکتے تھے کہ اس مرتبہ شرائط کی پابندی کی جائے گی کیونکہ سینٹ جرمین کے عہد نامہ کے بعد دربار شاہی کی خارجہ پالیسی میں کامل تغیر واقع ہوگیا تھا۔

دربار فرانس کی حکمت عملی میں تغیر

کیتھرائین نے اسوقت تک دو جداگانہ طریقہ ہائے عمل اختیار کئے تھے؛ ایک دفعہ تو اس نے دونوں مذہبی جماعتوں کے مابین ثالث کی حیثیت سے کام کرنے کی کوشش کی اور دوسری دفعہ کمزور جماعتوں کی تائید کرکے "توازن قائم رکھنے" کی۔ لیکن یہ دونوں صورتیں ناکارہ ثابت ہوئیں: تاج پہلی صورت کے لئے کافی طاقتور نہیں تھا، اور دوسری کوشش میں کامیابی کے باوجود ملک کو زور آور جماعت کی حمایت پر مجبور رہنا پڑا۔ ایک تیسرا متبادل باقی رہ گیا تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ اسپین کے خلاف قومی مخالفت کو از سر نو تازہ کیا جائے، بیرونی جنگ میں مذہبی اختلافات کو دبا یا جائے۔ نیدرستان کو انگلستان اور آرینج کے ولیم کے ساتھ مل کر تقسیم کرلیا جائے، اور ملک میں تاج کا اقتدار قائم کیا جائے؟ کولنی کے دل میں ایسے خیالات جاگزیں تھے جن پر بادشاہ

اور کیتھرا ئن کو عمل کرتا تھا۔ چارلس نہم اگرچہ کمزور تھا لیکن بہتر چیزوں کے آثار اُس میں یکسر مفقود نہیں تھے۔ وہ ہمیشہ خانہ جنگی کا مخالف تھا، اور یہ جانتا تھا کہ فرانس کے اختلافات سے اسپین کو زیادہ فائدہ پہنچتا تھا، کیونکہ، جیساکہ مارشل وئیی وِل نے ایک مدت دراز پیشتر کہا تھا، "ایک جنگ میں اتنے بہادر معزز مین مارے گئے تھے جتنے کہ اسپینیوں کو فلینڈرس سے نکال باہر کرنے کے لئے کافی تھے"۔ لیپانٹو میں ترکوں پر اسپینیوں کی فتح نے چارلس کو فلپ سے اور زیادہ خائف کر دیا۔ مزید برآں ہم نے دیکھا ہے کہ اُس کے بھائی انجو کے ڈیوک نے (جو اپنی ماں کا چہیتا بیٹا تھا) گزشتہ جنگ میں جو شہرت و ناموری پیدا کی اس سے اس کو حسد تھا، اور وہ متوقع تھا کہ اسپینیوں کے خلاف ایک قومی جنگ چھیڑ کر اس کو ماند کر دے گا۔ لیکن بادشاہ کی تائید اس صورت میں بے[1] قدر و قیمت ہوتی جبکہ کیتھرائین بادشاہ کے ارادوں کی حامی نہ ہوتی۔ فلپ نے بیئوں کی کانفرنس میں جو بماہ جون ۱۵۶۵ء (دیکھو صفحہ ۴۸۷) منعقد ہوئی تھی ملکہ کے شاہی خاندان کے اغراض و مفاد میں وسعت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اُس کی تیسری بیوی فرانس کی ایلیزبیتھ کا انتقال ۱۵۶۸ء) میں ہوا۔ اس نے اب کیتھرائین کی دوسری بیٹی والوا کی مارگریٹ کے ساتھ شادی کرنے یا نوجوان بادشاہ پرتگال سے اُس خاتون کے حقوق کے لئے اصرار کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا کیتھرائین کی یہ خواہش ہوی کہ اپنی بیٹی کی ناوار کے بادشاہ کے ساتھ جو اُس خاندان کا سب سے پہلا رئیس تھا، شادی کر دے، جس کے مقبوضات پائرنیز سے گارون کے دوسرے کنارے تک پھیلے ہوئے تھے۔ اور جس کی دوستی سے، خواہ اُس نے مذہب بدل دیا ہو یا نہیں۔ اُس کو زبردست مدد ملے گی۔ لیکن اُس کی ماں وی البرٹ اپنے بیٹے پر فرانس کے ابتر خاندان شاہی کے اثرات سے گھبراتی تھی، اور بجا طور پر شہزادی کی سیرت سے

[1] ہنری اتفاقاً زیرین ناوار اور بیئرن کی سرداری پر قابض تھا، اور جاگیرداری کی حیثیت سے وِنڈوم بومانٹ اور آلبرٹ کی ڈچیوں پر، نیز بگورے، اور گے، بیری گورڈ، اور مالے کی کونٹیوں پر اور لیموجس اور دوسری امیریوں کی کونٹیوں پر۔ دیکھو نقشہٴ فرانس۔

بدظن تھی، اور کیتھرائن امیر البحر کی مدد حاصل کرنے کے اشتیاق میں، کیونکہ یہی ایک ایسا شخص تھا جو ملکہ پرتگال کے تامل اور پس وپیش پر غالب آسکتا تھا، اس کے مشوروں کو سننے لگی اور آرینج کے ولیم اور انگلستان کے ساتھ گفت وشنید شروع ہوگئی۔ اس رئیس نے نہایت اشتیاق کے ساتھ ان تجاویز کا خیر مقدم کیا۔ وہ مدت سے یہ محسوس کررہا تھا کہ اگر صرف مذہبی نقطۂ نظر سے اسپین کے خلاف جنگ جاری رکھی جائے تو ہندرستان کی بغاوت کامیاب نہیں ہوسکتی۔ پراٹسٹنٹ بہت ہی منتشر تھے اور اسی وجہ سے آپس میں متفرق بھی تھے، اور یہی ایک موقع رہ گیا تھا کہ خارجی دول کے ساتھ اتحاد قائم کرکے اسپین کے ظلم استبداد کے خلاف ایک سیاسی جنگ کی جائے۔ لہٰذا ناساؤ کے لوئی کو گفت وشنید کے لئے روانہ کیا گیا، اور فرانس، انگلستان، اور سلطنت کے اتحاد اور آپس میں ہندرستان کی تقسیم کی گفتگو ہوئی۔ اس تجویز کی متابعت میں انگلستان کی ایلیزبتھ تک رسائی کی گئی، لیکن باوجود اس کے کہ وہ اس وقت اسپینی سمندروں میں "بحری کتوں" کی مہموں کی نسبت قلب کے ساتھ جھگڑ رہی تھی اور سازش ریڈالفی بابت ۱۵۷۱ء میں اس کی تائید پر برافروختہ تھی، اس کو ایٹورپ اور سلٹ فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں دینے پڑنا قابل حل اعتراض تھا۔ لہٰذا تجویز یہ پیش کی گئی کہ وہ انجو کے ڈیوک سے عقد کرلے اور اس کو ہندرستان کا فرمانروا بنادیا جائے (دیکھو صفحہ ۴۰۴) ایلیزبتھ اس تجویز کی طرف بہت مائل نظر آنے لگی، اور اس نے واشنگٹن سے جو فرانس میں اس کا کارندہ تھا ڈیوک کی شکل وشباہت کی نسبت بہت سی باتیں دریافت لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنوری ۱۵۷۲ء میں گفت وشنید منقطع ہوگئی۔ اس لئے کہ انجو گائیزوں کے زیر اثر آکر میری ملکۂ اسکاٹ لینڈ کے ہاتھ کو جو انگلستان کی جائز ملکہ تھی، ترجیح دینے لگا، اس پر انجو کے چھوٹے بھائی النکن کا نام تجویز کیا گیا، اور اس مسئلے میں کم سے کم ایلیزبتھ کی طرف سے وقت حاصل کرنے کی غرض سے مراسلت شروع کی گئی جو سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام تک جاری رہی۔

ادھر تو ایلیزبتھ زمانہ سازی کررہی تھی، اور ادھر حالات وواقعات سرعت کے ساتھ پیش آنے لگے۔ یکم اپریل ۱۵۷۲ء کو ایک فلیمش پناہ گزین کونٹ دے لا مارک

نے جس کو ملکہ انگلستان کے حکم سے اُس کے جہازوں سمیت اس لئے ڈوور سے نکال دیا گیا تھا کہ ملکہ فلپ کے ساتھ کھلم کھلا عداوت مول لینے کے لئے اب تیار نہیں تھی۔ برِیل اور

لامارک برِیل پر قبضہ کر لیتا ہے یکم اپریل ۱۵۷۲ء

فلشنگ پر قبضہ کر لیا اور ہالینڈ اور زیلینڈ نے بغاوت کر دی۔ مئی میں ناساؤ کے لوئی نے، جس نے چارلس کی سہل انگاری سے فرانس میں ایک جمعیت فراہم کر لی تھی جو زیادہ تر ہیوگیناٹوں پر مشتمل تھی ہنبالٹ کے پایۂ تخت مانس پر قبضہ کر لیا، اور ایلیزبیتھ نے دوسروں کو فوقیت کا موقع نہ دینے کی غرض سے انگریز رضاکاروں کو فلشنگ عبور کرنے کی اجازت دے دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب کولنی کا خواب پورا ہوگا، اور چارلس اسپین کے ساتھ اعلان جنگ پر تیار معلوم ہوتا تھا۔

بدقسمتی سے اسی اثناء میں کیتھرائین کے خطرات چونک اُٹھے۔ اس نے سینٹ جرمین کے عہد نامہ کو اس لئے قبول کیا تھا کہ وہ گائیزوں سے خائف تھی، اب وہ کولنی کے زیادہ غیر مطبوع غلبہ سے گھبرا رہی تھی جس نے، اگر ہم ناداں پر یقین کریں تو، چارلس کو مشورہ دیا کہ وہ حقیقی معنوں میں بادشاہ نہیں بن سکتا تاوقتیکہ وہ اپنی

کولینی کے بڑھتے ہوئے اثر سے کیتھرائین خائف ہوتی ہے

ماں کے قبضہ واقتدار سے خود کو آزاد نہ کر لے۔ لہٰذا وہ اس خیال پر عود کر آئی جس کو وہ عموماً اپنے دماغ میں جگہ دیتی تھی اور جس کی نسبت اُس سے اصرار کیا جاتا تھا، کہ ہیوگیناٹ لیڈروں سے نجات حاصل کی جائے۔ اُس نے یہ فیصلہ کس وقت کیا، بیقین کے ساتھ کہنا ناممکن ہے، لیکن اس امر کا ثبوت موجود ہے کہ اس تجویز نے فروری ۱۵۷۲ء ہی میں عملی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس پر بھی اگر ہندرستان کی تحریک کامل طور پر کامیاب ہوتی تو شاہ چارلس اسپین کے خلاف اعلان جنگ کرنے کا ارادہ کر لیتا، اور جرمنی کے بعض پراٹسٹنٹ رؤساء اُس کے ساتھ اتحاد قایم کر لیتے۔ اس صورت میں کولنی کی حیثیت اس قدر قوی ہو جاتی کہ کیتھرائین اس کے خلاف دم نہیں مار سکتی۔ اور جیسا کہ سابق میں اس نے عموماً کیا تھا ناگزیر حالات کی اطاعت اختیار کر لیتی، اور بڑے اور واشنگھام کی یہ توقعات کہ آلیس اور پیر نیبیز کے پیچھے کیتھرائین کو شکست دی جائے پوری ہو جائیں بدقسمتی سے ڈی لانو کو ویلینسینس سے نکال دیا گیا، آلوا کے بیٹے نے مانس کو نجات

دلانے کی کوشش میں ایک فوجی دستے کو جو گنلس کے کونٹ کی سرکردگی میں تھا پارہ پارہ کر دیا (۱۹ر جولائی) اور خود گنلس اسیر بنا لیا گیا۔ اب کیتھرائین کو فرصت ملی اور اس نے انجو کے ڈیوک اور گائیز کے ہنری سے مل کر کالگنی کے قتل کی کوشش کی۔

گنلس کی شکست اور اسیری ۱۹ر جولائی ۱۵۷۲ء

یہ کوشش ناوار کے ہنری اور مارگریٹ کی شادی کی رنگ رلیاں منانے کے وقت عمل میں آئی۔ لیکن یہ کہنا ممکن ہے کہ اگر اس میں کامیابی ہوتی تو کیتھرائین کو تسلی ہو جاتی یا اُس کو یہ توقع تھی کہ اس کا قتل پراٹسٹنٹوں کی شورش کا باعث ہو گا اور اس طرح کیتھولک فرقے کو آگے قدم بڑھانے کا بہانہ مل جائے گا بہر حال قاتل کا نشانہ غلط نکلا، کولنی کو شدید زخم آیا اور وہ بچ نکلا۔ اور مزید انتہائی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہو گیا۔

کولنی کے قتل کی کوشش ۲۲ر اگست ۱۵۷۲ء

انجو کا ڈیوک، ایک میلانی مسمی بیراگو (بحیثیت چانسلر لے اوپیتال کا جانشیں) اور دیگر افراد کی معیت میں ملکہ نے بادشاہ سے ملاقات کی اور اُسے دھمکیاں دے کر اور یہ الزام لگا کر کہ اس میں کچھ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ آخر اس کو ہموار کر لیا۔ "موت کی قسم ہے" اس نے کہا، "چونکہ آپ اصرار کر رہی ہیں کہ امیر البحر کا قتل لازمی ہے، میں اپنی رضامندی کا اظہار کر رہا ہوں، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ فرانس میں ہیوگیناٹوں کو بھی موت کے گھاٹ اُتار دیجئے تاکہ اس کی موت پر مجھے ملامت کرنے والا کوئی نہ رہے۔ اور آپ جو کچھ کرنا چاہتی ہیں اُس کا فوری انتظام کر لیجئے۔" بادشاہ کی رضامندی حاصل ہوتے ہی کیتھرائین، انجو، گائیز کے ہنری اور پیرس کے "ملک التجار" اور شیرن نے آپس میں مل کر عجلت کے ساتھ تمام کارروائی کر لی۔ اس کے باوجود یہ مشتبہ ہے کہ آیا بعض لیڈروں کے سوا دوسروں کا بھی صفایا کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا، لیکن ایک مرتبہ امن و امان اور قاعدہ ضابطہ اُٹھ جانے کے بعد پیرس کے بلوائیوں کا پر جوش اور سودائی مجمع روکے سے نہ رُک سکا۔ اتوار کی صبح ۲۴ر اگست کو قتل عام شروع ہوا اور بعد میں صوبہ جات میں بھی شروع ہو گیا۔

سینٹ بارتھلومیو کا قتل عام ۲۴ر اگست ۱۵۷۲ء

اس افسوسناک داستان الم کے اسباب و علل کی نسبت حقیقت یہی

معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سینٹ جرمین کے عہد نامہ ہی کے زمانے میں اس کی تجویز ہو چکی تھی۔ لیکن تمام راست اور بلا واسطہ شہادت کو تباہ کر دیا گیا ہے، اور طرفدار فریق نے حقائق کی اشکل و صورت کو اس طرح مسخ کر دیا ہے کہ یقین کے ساتھ کوئی بات کہنا ناممکن ہو گیا ہے۔ مقتولین کی تعداد میں بے حد اختلاف ہے لیکن کمترین تخمینہ کی رو سے بھی پیرس میں ایک ہزار اور دیگر مقامات میں دس ہزار آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ اُتار اگیا۔ مقتولین میں کولنی کے علاوہ اس کا داماد ٹیلنی اور لاورنش فوکالڈ نامی۔ پواتئے کا ایک امیر بھی تھا۔ نادار اور کم عمر کونڈے کو چھوڑ دیا گیا لیکن وہ پراٹسٹنٹ مذہب ترک کرنے پر مجبور کئے گئے اور کیتھرائین اور گیزوں کے ہاتھوں میں عملاً مقید تھے۔ آئندہ مسلک کی بابت دربار شاہی نے اب تک کوئی مصمم ارادہ نہیں کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ کیتھرائین کو توقع تھی کہ اگر دوسرا داری خاندان گیز کے سر تھوپی جائے تو ہیوگیناٹ مسلح ہو کر اُس پر ٹوٹ پڑیں گے اور کشمکش زیادہ دیر تک جاری نہ رہے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں فریق کمزور پڑ جائیں گے، اور قیام امن کے لئے بادشاہ کی مخالفت حق بجانب ہو جائے گی۔ اس طرح دونوں جماعتیں تباہ ہو جائیں گی اور وہ اور اس کا عزیز بیٹا انجو خطرناک حریفوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔ لہذا بادشاہ نے ابتداءً اعلان کیا کہ یہ واقعہ گیز اور شاتیوں خاندانوں کی طویل پیکار کا نتیجہ تھا، جس کو دبانے کے لئے حکومت نے اپنی بہترین کوشش صرف کر دی۔ لیکن چونکہ گائیزوں نے ذمہ داری کو اپنے سر نہیں لیا اس لئے بادشاہ نے اپنا لہجہ بدل دیا، اس جرم کو اس بنا پر حق بجانب قرار دیا کہ ہیوگیناٹ تاج کے خلاف سازش کر رہے تھے اور حیرتناک کمینگی سے آکوا سے اصرار کیا کہ مانس کے سامنے جن ہیوگیناٹوں کو اسیر بنا لیا گیا تھا انھیں قتل کر دیا جائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ کیتھرائین اس امر کے لئے بھی مترددتھی کہ پراٹسٹنٹوں کو بیرونی ممالک نہ بھیجا جائے۔ وہ قتل عام کے اثر کو اندرون ملک تک محدود سمجھتی تھی۔ اور اب جبکہ کولنی باقی نہیں رہا تھا اس کے مسلک کو جاری رکھنے سے ناخوش نہیں تھی۔ وہ اس کی زیادہ مشتاق اس لئے تھی کہ اب اس کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا تھا کہ پولینڈ کے آخری موروثی بادشاہ جیگلبنس

خارجی مسلک میں رد و بدل پر غور و خوض نہیں کیا گیا

کے انتقال سے وہاں کا تخت جو خالی ہو گیا تھا اُس کو اپنے عزیز بیٹے انجو کے لئے حاصل کرلے۔ لہٰذا اعلان کیا گیا کہ فرمان امبائیز کو برقرار رکھا جائے گا، اور ادھر پراٹسٹنٹ سلطنتوں کے ساتھ گفت وشنید شروع کر دی گئی۔ اس مسلک کو ایک حد تک کامیابی نصیب ہوئی فرمانروایان یورپ نے اپنے اپنے مزاج کے مطابق اظہار خوشنودی یا ناپسندیدگی کیا،

یورپ کی سلطنتوں کا رجحان

لیکن ذاتی اغراض ومقاصد کے لحاظ سے اپنی اپنی حکمت عملی پر قائم رہے فلپ شروع میں مارے خوشی کے دیوانہ ہو گیا۔ وہ سمجھنے لگا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ نیدرستان کے ساتھ فرانسیسیوں کے اتحاد کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن آلوا نے اسے متنبہ کیا کہ ہیوگیناٹوں کی بیخ کنی فرانس کو بہت زیادہ طاقتور بنا دے گی۔ ایلزبیتھ نے اپنی بیزاری کا اعلان کیا، لیکن فرانس سے جنگ کرنے کی گنجایش نہیں تھی۔ اور خصوصاً ۱۹ ستمبر کو مونس دشمن کے قبضے میں چلے جانے کے بعد ولیم خاموش اس قابل نہ رہا تھا کہ فرانس کی مدد کے توقعات سے دست بردار ہو جائے۔ جرمنی کے پراٹسٹنٹ رؤساء اول اول غیظ وغضب کا اظہار کرتے رہے، لیکن انجو کے ڈیوک کی امیدواری میں مداخلت کرنے کی کوشش نہ کی جو پولینڈ کا بادشاہ منتخب ہو گیا (۹ رمئی ۱۵۷۳ء)۔

انجو پولینڈ کا بادشاہ منتخب ہوتا ہے ۹ رمئی ۱۵۷۳ء

فرانس پر قتل عام کے اثرات

لیکن اپنے ملک میں کیتھرائن اتنی کامیاب نہیں رہی، اور سَلی کہتا ہے "فرانس نے قتل عام کا کفارہ چھبیس سال کی تباہی وبربادی قتل وخونریزی اور وحشت ونفرت سے ادا کیا۔" قتل عام کی خبر پا کر بقیۃ السیف ہاتھ میں شمشیر برہنہ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے لیکن کھلے میدان میں اپنے دشمن کے مقابلے کی تاب وطاقت اُن میں نہ تھی، لہٰذا مدافعت صرف چند شہروں تک محدود رہی جن میں سے نیم اور مونتابان جنوب میں اور سنیکرے اور لاروشل مغرب میں سب سے اہم تھے۔ حکومت نے اُن کے تسخیر کی ناکام کوشش کی لاروشل کے محاصرے میں بیس ہزار سے زاید جانیں تلف ہوئیں جن میں امتیاز رکھنے والے افسروں کی تعداد تین ہزار سے اونچی تھی سانسیر اس قدر مفلوک تنگ حال ہو گیا کہ بلیاں چھوٹے بڑے چوہے اور حتیٰ کہ کتے کھائے گئے۔ جین ڈی لیری، جس کی

چوتھی خانہ جنگی اگست ۱۵۷۲ء تا جون ۱۵۷۳ء

روایت کو نا واجب طور پر محسوبین کے باورچی خانے کی کتاب سے موسوم کیا گیا ہے، کہتا ہے کہ آخرالذکر کا ذائقہ کسی قدر میٹھا اور پھیکا تھا۔ بالآخر جون ۱۵۷۳ء کو حکومت کامیابی سے مایوس ہونے اور اس امر پر تیار نہ ہونے کی وجہ سے کہ پولینڈ کے ایلچی اپنے بادشاہ انجو کے ڈیوک کو جو ایک لشکر کی سرکردگی کرتے ہوئے ایک پراٹسٹنٹ شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہیں دیکھ نہ پائیں، لاروشیل کا عہد نامہ طے کیا۔ اس عہد نامۂ کی رو سے فرانس کے طول و عرض میں ہیوگیناٹوں کو ضمیر کی آزادی اور لاروشیل، نیم اور مونتاباں میں

عہد نامہ لاروشیل ۲۴ رجون ۱۵۷۳ء

جماعت سے نماز ادا کرنے کا حق دینے کا وعدہ کیا گیا۔ نیز یہ کہ ان شہروں میں شاہی فوج متعین نہ رہے گی۔ اگست میں سفیر پولینڈ کی ثالثی سے سانسیر کو بھی ان ہی شرائط میں داخل کرلیا گیا۔ لیکن عہد نامہ قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ امر مشتبہ تھا کہ آیا حکومت اس میں نیک نیت تھی، اور اس کا امکان نہ تھا کہ حکومت حقوق عبادت سے دست بردار ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں "پولٹیک" (politiques) یا جس نام سے کہ وہ خود کو موسوم کرتے تھے، "دو صلح پسند کیتھولک" جماعت کی شورش سے اُن کے اغراض کو تقویت

پولٹیک کی شورش

پہنچ رہی تھی۔ یہ جماعت جو خانہ جنگی کی دہشت و بیزاری کا نتیجہ تھی باہمی رواداری کے اساس پر قیام صلح و امن کے لئے مضطرب تھی۔ اُس کے قائد قایم کانستبل کے دو بیٹے فرانسس، مارشل فرانس و گورنر پیرس اور ہنری دامویل گورنر لانگے ڈاک تھے۔ خاندان گائیز کے ساتھ رشک و حسد انھوں نے اپنے باپ سے ورثے میں پایا تھا، تاہم ان کی رواداری کے خیالات اُس کے حق میں حد درجہ غیر مطبوع ہوتے اور اس سے بھی زیادہ اس کے دونوں چھوٹے بیٹوں ولیم دتھیورے) اور چارلس دمیرو) کے خیالات جنھوں نے ہوگنیاٹ مذہب اختیار کرلیا تھا۔ پولیٹک، جنوب میں سب سے زیادہ طاقتور تھے، جہاں دونوں مذاہب کے پیروؤں میں زیادہ مساویانہ توازن قائم تھا اور جہاں کشمکش بہت سخت تھی۔ بحیثیت مجموعی کوئی اعلیٰ اصول اُن کے محرک نہیں تھے۔ اگر انھوں نے آپنال کے خیالات کو اختیار کیا تھا تو مذہب سے تنگ نظرانہ لاپروائی کے باعث، نہ کہ اس لئے کہ انھیں رواداری کی قدر و قیمت کا

یقین تھا، اور یہ قائد زیادہ حرص و آز اور ذاتی محرکات سے متاثر تھے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام کے بعد فرانس کے طول و عرض میں طاقت و توانائی اور اخلاقی حالت میں پستی پیدا ہو گئی۔

ناوار اور کونڈے کے ہنری کو پولیٹک کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ جنہیں اپنے مذہب سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا گیا تھا اور وہ عملاً بادشاہ اور اس کے بھائی ڈیوک والنسوں کے ہاتھوں میں اسیر تھے۔ آخرالذکر خود غرضی سے ہیوگیناٹوں کا اس توقع میں طرفدار رہا کہ چارلس نہم کے انتقال کے بعد تاج فرانس اس کے زیب سر ہوگا۔ اس موقع پر بھی قتل عام کے نتائج اس طرح ظاہر ہوئے کہ ہیوگیناٹوں کے خیالات میں مکمل تغیر واقع ہو گیا تھا۔ اس وقت تک اس جماعت میں اعلیٰ اور کمتر درجہ کے امراء کو غلبہ حاصل تھا، جو اس تحریک پر جاگیرداری کا رنگ چڑھانے کے باوجود اس بات کا دعویٰ کرتے تھے کہ تاج کے خلاف نہیں لڑ رہے ہیں، بلکہ اجنبی اور غیر معروف وزرا کو

ہیوگیناٹ جماعت کی سیرت اور خیالات میں تغیر

نکالنے کے لئے، اور تیسرے طبقے نے اپنے مطالبات اسٹیٹ جنرل کے اقتدار کی توسیع تک محدود رکھا تھا لیکن اب بہت سے امرا قتل اور اکثر اپنے مذہب سے روگرداں ہو گئے تھے طبقۂ متوسط اور وزرا کی اہمیت بڑھ گئی تھی اور ان کے زیر اثر جمہوری خیالات سب سے نمایاں ہو گئے تھے اور جاگیرداری عنصر جس کی نمایندگی اس وقت تک بھی کمتر درجے کے مقامی امراء کر رہے تھے انتشار پسند میلانات کو تقویت پہنچانے لگا۔ اس تغیر کے ساتھ متعدد سیاسی رسایل بھی نمودار ہوئے جن کے منجملہ سب سے زیادہ قابل ذکر ہاٹمن کا "فرانکو گیلیا" اور "وِنڈیشیا کانٹرا ٹائیرانوس" جو لینگوے یا نا وار کے ہنری کے وفادار مشیر۔ ڈوپلیسس مورنے کے قلم سے نکلا تھا۔

فرانکو گیلیا، تاریخی نہج اختیار کرتے ہوئے اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ یونانی اقوام نے فرانس کو روما کے جور و ظلم سے بچایا، گال (Gauls) کے آزاد اداروں کی

فرانکو گیلیا اور ونڈیشیا کانٹرا ٹائیرانوس

تجدید کی اور ایک انتخابی شاہی قایم کی جو رعایا کے ذریعے سے اور رعایا ہی کے لئے حکومت کرتی تھی جو بالآخر فرمانروائی کی موقوف ہے۔ اس ادارۂ آزاد کا زوال کیا پیشین

شاہوں سے شروع ہوا، جنھوں نے رفتہ رفتہ طبقات کے امتیازی حقوق کا خاتمہ کر دیا اور بادشاہ اور "پارلیمان" کی استبدادی حکومت قائم کی۔ مصنف تاریخ فرانس سے عورتوں کی حکومت کے قبیح نتائج کو پیش کرتا ہے، اور استدلال کرتا ہے کہ تخت سے ان کی علیحدگی کے یہی اسباب ہیں نہ کہ سالک لا کی طرح کوئی اصولی قانون، جو آزاد انتخاب کے مذہبی حق کے ساتھ متصادم ہوتا ہے۔

دوسری تصنیف کا مصنف ایک متضاد طریقہ اختیار کرتا ہے اور اپنے دعوے کو استخراجی طریقے سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بادشاہ اور رعایا دونوں نے خدا سے عہد و پیمان کیا ہے؛ بادشاہ اس امر کا کہ وہ ملک پر بطریق احسن حکومت کرے گا اور رعایا نے اس بات کا کہ اگر وہ اس میں قاصر رہے تو اس کو معزول کر دے۔ لہذا جور و ظلم کی مدافعت فرض ہے۔ تاہم مدافعت کا حق افراد کو حاصل نہیں ہے بجز اس صورت کے کہ وہ حملہ آور، "غاصب" یا ایک عورت کے خلاف ہو، اگر وہ قانون کے خلاف ملک میں حکومت کرنے کی کوشش کریں۔ دیگر حالات میں افراد نہیں بلکہ ان کی نمایندہ جماعت یا "مجسٹریسی" عہد شکنی کا فیصلہ کرنے والی ہوگی۔ اس طرح اگرچہ اصول مدافعت کو نہایت صفائی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے لیکن اس کا اظہار باقاعدہ حکام کی جانب سے ہوگا۔ اور مصنف ہر اس چیز پر معترض ہے جس میں انابیپٹزم یا دیگر انتہا پسند خیالات کی بو آتی ہے۔

ہیوگیناٹوں کی سیاسی تنظیم

ہیوگیناٹوں نے خود کو نظریہ تک ہی محدود نہ رکھا۔ ۲۴ اگست ۱۵۷۲ء کو جو سینٹ بارتھولومیو کی یادگار کا دن تھا لنگیڈاگ اور آپرگینی کی دو جاگیری جمہوریتیں قائم کیں۔ ان میں سے ہر جمہوریت کئی اسقفی علاقوں پر مشتمل تھی اور ہر علاقے میں غور و تامل اور عملی تدابیر کے لئے مجالس قائم کی گئی تھیں جن کا فرض تھا کہ نیم اور مونتوبان کی مرکزی مجالس میں اپنے نائبین روانہ کریں۔ ان کو ایک انتخابی گورنر کے ساتھ سپاہ فراہم کرنے اور پراٹسٹنٹوں نیز کیتھولکوں پر محاصل عاید کرنے کا اقتدار حاصل تھا۔ یہ جمہوری طریق حکومت جس میں کلیسائی حکومت کے پرسبٹیرین خیالات کو دنیاوی سیاسیات پر محمول ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، فرانس کے ان تمام حصص میں توسیع پانے والی تھی جن کو پراٹسٹنٹ بعد میں فتح کرنا چاہتے تھے۔ جنوب کی حکومت

کا اس طرح تصفیہ کرنے کے بعد ہیوگیناٹوں نے بادشاہ کی خدمت میں ایک عرضداشت روانہ کی، جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ساری سلطنت میں کامل آزادیٔ ضمیر و عبادت عطا کی جائے، اور ضمانت کے طور پر ہر صوبے میں دو قلعے حوالے کئے جائیں۔ پولیٹک نے اسی موقع پر ایک اعلان شائع کر کے رواداری کا مطالبہ کیا۔ کیتھراین نے کہا، "اگر کونڈے زندہ ہوتا اور پیرس پر قابض ہوتا تو وہ کبھی اتنے مطالبات نہ کرتا"، اور

پانچویں خانہ جنگی۔ فروری ۱۵۷۴ء تا مئی ۱۵۷۶ء

فروری ۱۵۷۴ء میں پانچویں خانہ جنگی شروع ہوی بسینٹ جرمین سے ناوآر اور النسون کے فرار کی ناکام کوشش مارشل موموزانسی اور ایک اور پولیتیک، مارشل دے کوسے کی اسیری کا باعث ہوی۔ کونڈے کا ہنری بچ نکلا اور امداد کے لئے جرمن رؤسا کے ساتھ گفت و شنید شروع کر دی۔ لیکن کوئی اہم واقعہ پیش آنے سے پیشتر بد قسمت

چارلس نہم کا انتقال ۳۰ مارچ ۱۵۷۴ء

بادشاہ چارلس نہم کا انتقال ہو گیا (۳۰ مارچ ۱۵۷۴ء) جس کو آخری دم تک رنج و تاسف کی سخت تکلیف اور اس قتل عام کے خیالات کی ہیبت و وحشت رہی جس پر اُس نے ایک منحوس ساعت میں رضامندی کا اظہار کیا تھا۔

۵۔ ہنری سوم کا دور حکومت۔ مارچ ۱۵۷۴ء تا جولائی ۱۵۸۹ء

چارلس کے انتقال کی وجہ سے ہنری کو عجلت کے ساتھ پولینڈ سے روانہ ہونے کا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ لیکن وہ اپنی سلطنت کو پہنچنے کے لئے مضطرب نظر نہ آتا تھا۔ چونکہ اس کی

ہنری سوم پولینڈ سے روانہ ہو کر فرانس پہنچتا ہے۔ ستمبر ۱۵۷۴ء

ماں نے اُسے متنبہ کیا تھا کہ جرمن روساء کے پاس فرانس کے ساتھ جھگڑا مول لینے کے بہت سے اسباب موجود تھے، اس لئے وہ آسٹریا اور اٹلی کی راہ سے گزرا۔ وینس میں اس نے عیاشی اور اوباش مزاجی میں دو ماہ خراب گئے، اور کہا جاتا ہے کہ اس شہر کی بداعتدالیوں نے اس کو بگاڑ ڈالا۔ فرانس میں وارد ہونے (ستمبر ۱۵۷۴ء) کے بعد اُس نے کچھ دیر تک مفاہمت آمیز

مسلک کی طرف اپنے رجحان کا اظہار کیا لیکن اُس کی ماں اب جبکہ اس کا عزیز بیٹا تاجدار بن گیا تھا، متوقع تھی کہ اگر وہ ہیوگیناٹوں پر فتح حاصل کر لے تو اس کا اثر سب پر غالب ہو جائے گا اور اس کو جارنیک اور ناکنشور کے ہیرو سے ہر چیز کی توقع تھی۔ لہذا بادشاہ نے اعلان کیا کہ وہ آزادی ضمیر کو تسلیم کرلیگا لیکن جو مذہبی رسوم کیتھولک مذہب سے جداگانہ ہوں ان کے ساتھ رواداری نہ برتی جائیگی اور یہ کہ وہ صلح کی نسبت اس وقت گفتگو کرے گا جبکہ اُس کی گڑھیاں اور شہر واپس کر دئے جائیں۔

اس طرح جنگ طول کھینچنے لگی۔ اگرچہ کوئی فیصلہ کن لڑائی نہیں ہوی اور ہنری سوم بہت جلد صلح کے لئے مضطرب ہوگیا تاکہ اُسے عیش وعشرت کا موقع ہاتھ آئے۔ جنوب میں ہیوگیناٹوں کے ساتھ، پولینیک کے قطعی اتحاد نے جو دسمبر میں ہوا تھا، شورشیوں کو اپنی اپنی بات پر قائم رہنے کا موقع دے دیا۔ ستمبر ۱۵۷۵ء میں النسون اور اگلے فروری میں ناوار فرار ہوگئے۔ اسی اثناء میں ڈیوک کاسیمیر نے جو الکٹر پیالیتن کا بیٹا تھا اور جو یورپ میں ایک جارحانہ کالوینی جماعت کی قیادت کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا، فرانس پر چڑھائی کی، برگنڈی اور بوربانیوں کو تاخت وتاراج کیا اور مارچ میں بمقام سوزے النکن سے آملا۔ بالآخر مارشل مومورانسی کی مساعی سے جس کو بادشاہ نے رہا کر دیا تھا صلح موسیو (مئی ۱۵۷۶ء) نے ہیوگیناٹوں کو وہ شرائط عطا کئے جو اُن کو اب تک حاصل نہیں ہوئے تھے۔

صلح موسیو مئی ۱۵۷۶ء

انھیں اجازت دی گئی کہ جہاں چاہیں عبادت کریں البتہ پیرس سے تین فرسنگ کے اندر ایسے لارڈ کے علاقے کے اندر جو اجازت نہ دے اس کی ممانعت تھی۔ یہ بھی طے ہوا کہ پراٹسٹنٹوں کے مقدمات کی تحقیقات ہر پارلیمنٹ میں چیمبرس می پارٹیز (Chambres-mi-parties) کی جانب سے عمل میں لائی جائے۔ یعنی ایسی عدالتوں میں، جہاں دونوں مذاہب کے ججوں کی تعداد مساوی تھی مجلس طبقات کو بلوا ایس منعقد کیا جائے اور تکمیل عہدنامہ کی ضمانت کے طور پر آٹھ شہر ہیوگیناٹوں کے قبضے میں رہیں النسون۔ یا انجو کے ڈیوک کو جو نکہ انجو کے ہنری کی تخت نشینی کی وجہ سے انجو کی ڈچی بھی اسی کو ملی تھی) بیری، تورین، اور انجو کی ڈچیاں بھی ملیں۔ لیکن فرمانروائی کے حقوق تاج کے حق میں محفوظ رہے۔ ناوار کے ہنری کو گینی کی گورنری اور کونڈے کو ہنری کو پیکارڈی کی گورنری دی گئی اور آخرالذکر کا مقام سکونت

پیروں مقرر کیا گیا۔ سب سے آخری رعایت کو اہمیت حاصل تھی کیونکہ پیکارڈی اپنی ہمدردیوں میں اس وقت تک سختی کے ساتھ کیتھولک تھی اور ہوگیناٹوں کو نیدرستان کے اتحادیوں سے جدا کر رہی تھی۔ فرانس کی کیتھولک جماعت نے اس عہدنامہ کا غیظ و غضب کے ساتھ خیر مقدم کیا اور ایک ایسی شورش برپا ہوئی جو اتنی ہی تاج کے خلاف تھی جتنی کہ ہوگیناٹوں کے خلاف۔

بہتر کیتھولکوں، کی انجمنیں قائم کرنے کے خیال میں اب کوئی جدت باقی نہیں رہی تھی۔ فرمان امبواز کے کچھ ہی دن بعد ۱۵۶۳ء میں ہم متعدد انجمنوں مثلاً برگنڈی میں فریٹرنٹی آف ہولی گھوسٹ" (روح القدس کی برادری) اور شمپین کی "عیسائی اور شاہی جماعت" کا ذکر سنتے ہیں۔ سینٹ بارتھلومیو کے قتل عام کے بعد ان انجمنوں کی طرف سے بے اتفاقی برتی جانے لگی؛ لہٰذا زیادہ اہم پیمانہ پر اب ان کی تجدید کی ضرورت ہوئی۔ ان میں سب سے پہلی جمعیت پیروں کی تھی جس کی تنظیم قدیم گورنر ہیومیئرس کی جانب سے عمل میں لائی گئی تھی جس نے قلعہ کونڈے کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا تھا (۱۵۷۶ء)۔ اور مقامات میں

کیتھولک مبلغین

اس مثال کی سرعت کے ساتھ تقلید کی گئی، اور جنوب میں ہوگیناٹی وفاق کا جواب ہوگیا۔ (دیکھو صفحہ ۴۹۱) ان جمعیتوں کی تنظیم فوجی نوعیت کی تھی۔ اُن کے مقاصد کا ان الفاظ میں اعلان کیا گیا؛ رومن کیتھولک اپاسٹلک کلیسا کی مدافعت؛ رعایا کی فرمانبرداری میں ہنری سوم کی اور اُس کے بعد خاندان والوا کی تمام آئندہ نسل کا تحفظ "مجلس طبقات، جو عنقریب منعقد ہونے والی تھی، کی جانب سے پیش کردہ قراردادوں کی تعمیل؛ اور قدیم الایام آزادیوں کی بحالی جو سب سے پہلے عیسائی بادشاہ کالوس کے زمانے میں تھیں۔ اس اعلان سے خاندان گیز کے تغیر مسلک کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اس وقت تک وہ تاج کے اعلیٰ ترین وزراء کی حیثیت سے اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن ہنری سوم اُن کے اثر سے آزاد ہو جانے کی دھمکی دینے لگا، اور اپنے منظور نظر ددمنوں" کی طرف اظہار رغبت کرنے لگا۔ لہٰذا گائیز کے ہنری نے جو ۱۵۸۴ء میں اپنے چچا کارڈینل کے

گیز جمہوری خیالات اختیار کرتے ہیں۔

انتقال کے باعث بلاشبہ اپنے خاندان کا فابد بن بیٹھا تھا تاج کے مخالف کی حیثیت اختیار کرنے لگا، اور ایک نہ ایک دن خود اپنے لئے تخت حاصل کرنے کا خواب دیکھنے لگا۔ صلح موسیو اور احمقانہ غلطیوں کے ارتکاب کی بدولت ہنری سوم کی بدنامی نے ڈیوک کو عوام کی تائید کی طرف مایل کر دیا اور متعد دکیتھولک امراء پولیٹیکس میں جا ملے۔ اس طرح گیزوں کی جماعت اعلیٰ طبقات سے بالکلیہ قطع تعلق کئے بغیر کمتر درجے کے لوگوں" کا سہارا ڈھونڈنے لگی۔

یہ تغیر نہ صرف کیتھولک جمعیتوں کی شرائط میں پایا جاتا ہے بلکہ اس زمانے کے رسایل میں بھی جو' فرنیکو گیلیا' اور دیگر ہیوگنیاٹی تحریرات کے مشہور اصول سے حاصل کیا جاتا تھا۔ اس امر سے انکار کرتے ہوے کہ" سالک ' قانون فرانس پر عاید ہوتا تھا' وہ دعویٰ کرنے لگے کہ خاندان لارین کے خطاب کو خاندان بوربان بلکہ خود خاندان والوا پر فوقیت حاصل ہے، کیونکہ اول الذکر کا سلسلۂ نسب چارلس اعظم کی آل سے ہوتے ہوے خود اس تک پہنچتا ہے۔ جب یہ جدید حالات رونما ہوے تو ہنری سوم کچھ عرصے تک ایک بے قیام مسلک پر کاربند رہا۔ ابتداءً

ہنری سوم مجلس طبقات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے

اس نے تمام انجمنوں کو ممنوع قرار دیا۔ اس کے بعد اس خیال سے باز آگیا، اور مجلس طبقات کے انتخابات پر جو بلوا میں ہونے والے تھے اثر ڈالنے کی غرض سے اُن سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی توقع یہ تھی کہ اس طرح کیتھولک اکثریت حاصل ہوگی تو اس سے گیزوں اور ہیوگنیاٹوں کو زیر کیا جائے گا۔ اس میں اسے صرف جزئی کامیابی حاصل ہوئی۔ ہیوگنیاٹ جمعیت کی سازش و وحشت انگیزی کی وجہ سے کامیابی سے مایوس ہو کر اُن بلاد و اضلاع سے بھی نائبین کو روانہ کرنے سے انکار کر دیا جو اُن کے قبضے میں تھے، اور کیتھولک ارکان نے اپنی اکثریت سے استفادہ کر کے مطالبہ کیا کہ فرانس میں صرف ایک مذہب ہونا چاہئے۔ تاہم سلسلہ جنگ جاری رکھنے سے اس قدر نفرت و بیزاری تھی کہ انھوں نے ضروری فراہمیوں سے انکار کر دیا اور آئینی مطالبات پیش کئے جن سے ہنری سوم نہایت مسرت کے ساتھ سبکدوش ہو گیا (مارچ ۱۵۷۷ء)۔

اسی اثناء میں جو جنگ چھڑ گئی تھی اُس میں بادشاہ کو کسی قدر زیادہ کامیابی ہوئی۔ انجو (النسون) کے ڈیوک نے جو ہیوگیناٹوں کا ساتھ چھوڑ چکا تھا شاہی فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی طبقۂ امراء کے تعصبات اور پولیٹیک کی مذہبی سرد مہری کی جمہوریت پسندوں اور کالوینی برگروں کی سرگرمی و گرم جوشی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی تھی اور دامویل نے جو اپنے بھائی کے انتقال کی وجہ سے مومونرانسی کا ڈیوک اور فرانس کا مارشل بن گیا تھا بہت جلد اتحاد سے دست بردار ہو گیا اور دربار کے ساتھ صلح کرلی (مئی ۱۵۷۷ء) ان حالات و واقعات میں ہیوگیناٹوں کو ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ ماہ مئی میں لاشارتے واقع دریائے لوار ہاتھ سے نکل گیا، اور خود کیتھولک فرقے میں اتحاد کے فقدان اور ملک کی انتہائی بیزاری کی بدولت ہیوگیناٹ اس قدر موافق شرائط حاصل کرسکے، جس قدر عہدنامہ برگراک میں طے ہوئے تھے (۱۷ ستمبر ۱۵۷۷ء) اُن کے حقوق عبادت امراء کے دائرے تک اور اُن تمام شہروں تک جہاں تاریخ عہدنامہ ۱۷ ستمبر ۱۵۷۷ء کی عبادت کی جاتی تھی، اور دیگر مقامات میں بھی حدود عدالت کے اندر شہر یا اس کے مضافات تک محدود کر دئے گئے اور پیرس کو بطور خاص مستثنیٰ کر دیا گیا۔ اور "چیمبرس می پارٹیز" (Chambres-mi-parties) بھی صرف چار جنوبی پارلیمانوں تک منحصر کر دے گئے جہاں ہیوگیناٹوں کو زبردست قوت حاصل تھی۔ لیکن وہ آٹھ شہر ابھی تک انھیں کے قبضے میں تھے جو چھ سال کے لئے ضمانت میں دئے گئے تھے، اور کوندے کو پیروں کے بجائے سینٹ ژان دانجلی دیا گیا۔ غالباً بادشاہ صلح برگراک کو قایم رکھنے کا دل سے متمنی تھا۔ کیونکہ وہ فکرمند تھا کہ اگر ممکن ہو تو خاندان گائیز کی غلامی و تابعداری سے نجات پائے۔ اور اس عہدنامہ کی بے احترامی صوبہ جات کے گورنروں کی نافرمانبرداری، عوام کے مذہبی جنون اور قانونی عدالتوں کی خودسرانہ بداندیشیوں کا باعث ہوئی۔

چھٹی خانہ جنگی ۱۵۷۷ء

عہدنامہ برجراک ۱۷ ستمبر ۱۵۷۷ء

۱۵۸۰ء میں "جنگ عشاق" کا آغاز ہوا۔ لیکن اس کی ابتداء، مارگیرٹ کے مہر کی بابت بادشاہ اور ناوار کے ہنری کے جھگڑوں سے ہوئی، اور یہ ظاہر ہے کہ پراٹسٹنٹوں کے

ساتویں خانہ جنگی۔ اپریل ۱۵۸۰ء تا صلح فلیکس۔ نومبر ۱۵۸۰ء

قائد اعظم دے لانو نے اس کو ناپسند کیا اور اس میں لاروشیل نے حصہ لیا نہ جنوبی بلاد نے۔ اس کا خاتمہ صلح فلیکس (Fleix) واقع ہرگورڈ سے ہوا (۲۶ نومبر ۱۵۸۰ء) جس نے عہد نامہ برگراک کی توثیق کی اور ساتویں خانہ جنگی کو ختم کیا۔

صلح فلیکس کے بعد پانچ سال تک اضطراب انگیز صلح قائم رہی، جس نے

فرانس کی بدنظمی

ملک کی کامل بدنظمی اور تمام جماعتوں کی بد اخلاقی کو نمایاں کرنے کا کام دیا۔ اگرچہ ان میں مذہبی جنون کام کر رہا تھا لیکن دونوں مذاہب کے پر خلوص پیرووں کی کمی نہیں تھی اور ان کی اقلیت روز بروز گھٹتی جا رہی تھی۔ اور اکثر موقعوں پر جیسا کہ ایک قابل مشاہدہ کرنے والے کا بیان ہے "وہ لوگ مذہب اور مسیح کے لئے نہیں بلکہ حکومت کے لئے برسرپیکار تھے"۔ اگر بڑے لوگوں میں خاندان گیز کے ارکان تاج اپنے لئے حاصل کرنا نہیں چاہتے تھے تو کم از کم اس کو خائف تو ضرور کرنا چاہتے تھے۔ اور بقیہ لوگ جیسے ہنری دے مومونرانسی، مارشل، اور مرکور کے ڈیوک ان صوبوں کے خود مختار حاکم بن بیٹھنا چاہتے تھے جن کے وہ گورنر تھے۔ کمتر درجے کے امرا بھی کمتر شاندار پیمانے پر یہی کھیل کھیل رہے تھے اور بعض صورتوں میں انکی بداخلاقی رہزنی اور قزاقی کے درجہ تک پہنچ گئی تھی۔ اور اکثر امراء خواہ بڑے درجے کے ہوں یا چھوٹے قتال وجدال میں بسر کرتے تھے جو عموماً شرمناک سازشوں کا نتیجہ تھی۔ حتیٰ کہ عورتیں ایک تکلیف دہ عاشق سے نجات حاصل کرنے یا اس کی کسی بیوفائی کا انتقام لینے کے لئے خنجر سے چارہ جوئی کرتی تھیں۔ ادھر اعلیٰ طبقات اپنی امنگوں اور برائیوں سے ملک کو پریشان کر رہے تھے اور ادھر ادنیٰ طبقات اپنی معاشری شکایات کا دکھڑا رو رہے تھے اور معاشری (اجتماعی) جنگ کی دھمکی دے رہے تھے۔ اس شرارت بھری جمہور اور سیاسی، معاشری اور اخلاقی بدنظمی پر ایک زنانہ اور تلون مزاج بادشاہ اور ایک سازش پسند ملکہ حکمراں تھے۔

ہنری سوم نے ابتدائی زمانے میں بعض اچھے اوصاف کا اظہار کیا تھا۔ وہ اپنے بھائیوں اور بدقسمت چارلس نہم یا انجو (النسون) کے ڈیوک سے بہت زیادہ قابل تھا اور جارناک اور مونکونتور کی لڑائیوں میں امتیاز اور شہرت و ناموری حاصل کر چکا تھا۔ عیش پسندی اور بے لگامی نے اس کے فطری اوصاف کا گلا گھونٹ

دیا تھا اور اپنی تخت نشینی کے زمانہ سے وہ بد سے بدتر ہوتا گیا۔ وہ ایسا لباس پہنتا تھا کہ بہ نسبت مرد کے عورت معلوم ہوتا تھا، اپنے یار آشنا اور چھوٹے کتوں میں گھرا رہتا تھا اور اپنی اوباشی سے جب تھک جاتا تو مضحکہ خیز طور پر توبہ استغفار اور دینی رسوم کی حد سے زیادہ پابندی کرنے لگتا تھا، جس سے کوئی شخص دھوکے میں نہیں آتا تھا۔ بلاشبہ قدیم ترامرا کی امنگوں میں توازن قایم رکھنے کے لئے نئے آدمیوں کو برسر اقتدار لانے کا خیال بالکلیہ احمقانہ نہیں تھا، اور اس کے گہرے دوستوں میں سے بعض مثلاً ایپرنن، جوائیز، اور مارشل دے بائیرون قابل افراد تھے۔ لیکن دوسرے دوست جیسے ولےکئے اور دواُو دربار کے لئے باعث ذلت تھے، لیکن سب کے سب کمینے اور نازیبا اغراض رکھتے تھے۔ ملکہ بھی بادشاہ کی حمایت میں رہتی تھی، اور حصول اقتدار کے لئے اب بھی سازشوں میں مصروف تھی، حالانکہ خود چراغ سحری تھی۔ اور اپنے مخالفین کو اپنا ہمنوا بنانے کی غرض سے اس نے دلالہ پن شروع کردیا تھا۔ ظاہر ہے کہ جب تک اس عزت باختہ نسل والوا کا آخری فرد بھی باقی رہے، فرانس کے بہبود کی توقع نہیں ہوسکتی تھی۔ ملک میں بحالت موجودہ جیسے کچھ صلح و امن تھا اس کو قائم رکھنے کی ایک ہی ممکن صورت زبردست خارجی مسلک پر منحصر تھی، جو مفسدہ پرداز جذبات میں ہم آہنگی پیدا کرے اور بادشاہ کو ایک متحدہ قوم کا والی بنائے۔

انجو نیدرستان کی فرمانروائی قبول کرتا ہے ستمبر ۱۵۸۰ء تا فروری ۱۵۸۲ء

چونکہ ستمبر ۱۵۸۰ء میں انجو کے ڈیوک کو نیدرستان کی فرمانروائی کی پیش کش نے کیتھرائین کے لئے جو فلپ کی جانب سے عالیہ قبضۂ پرتگال پر برافروختہ ہوگئی تھی، ایک موقع پیدا کردیا تھا جس سے اس نے نہایت شوق کے ساتھ فائدہ اٹھایا۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے بھی اس کو منظور کرلیا اور ادھر ایلزبتھ انجو کے مطالبۂ عقد کو مہربانی کے ساتھ سننے لگی۔ بالآخر فروری ۱۵۸۲ء میں فرمانروائی ڈیوک کو عطا کی گئی۔ اسی سال کے ماہ جون

ازورس کو ایک مہم کی روانگی جون ۱۵۸۲ء

میں کیتھرائن نے پرتگال کے جھوٹے دعویدار انٹونیو کی تائید کے لئے ازورس کو ایک مہم روانہ کی۔ آرینج کے ولیم کو یہ

توقع ہو سکتی تھی کہ فرانس کولنی کے مسلک پر عود کرے گا اور انگلستان کی پراٹسٹنٹ ملکہ اور ہیندرستان کے ساتھ اتحاد قائم کرکے بالآخر کیتھولک ردعمل کے نمایندہ سے متحد ہو جائے گا۔ لیکن اُس کی توقع کو پورا ہونا نہ تھا۔ ہنری سوم اتنی زبردست راہ عمل اختیار کرنے کے لئے تیار نہ تھا اور اپنے بھائی سے نیم حسد کرتا تھا۔ ایلزبتھ صرف یہ تجویز کر رہی تھی کہ ہیندرستان کسی طرح فرانس میں داخل ہونے نہ پائے اور اگر ممکن ہو تو فرانس کو فلپ کے ساتھ الجھائے اور اپنے تمام اظہار محبت کے باوجود انجو سے شادی کرنے کا اُس کا ارادہ نہ تھا۔ انورس

فرانس کا غیظ و غضب۔ ۱۶ جنوری ۱۵۸۳ء انجو کی ہیندرستان سے روانگی۔ ۷ رجون ۱۵۸۳ء اور اس کا انتقال۔ آرینج کے ولیم کا قتل ۱۰ رجولائی ۱۵۸۴ء

کی مہم کو، اور ایک اور مہم کو جو جون ۱۵۸۳ء میں روانہ کی گئی تھی ایک اسپینی بیڑے نے جو مارکوئیس دے سنٹا کروز کی سرکردگی میں روانہ ہوا تھا، تباہ و برباد کر دیا۔ انجو نے مشروط اقتدار سے غیر مطمئن ہو کر جون ۱۵۸۳ء میں بروجس اور اینٹورپ پر قبضہ کرکے ایک زیادہ خود مختار حیثیت حاصل کرنے کی والہانہ کوشش کی۔ یہ کوشش ناکام رہی اور انجو ہیندرستان سے واپس ہو گیا لیکن اگلے جون میں نذر اجل ہونے کے لئے۔ ایک مہینہ کے بعد (جولائی ۱۵۸۴ء) ولیم خاموش طمنچہ از جرار کے تفنچہ کا نشانہ بنا۔

انجو اور ولیم خاموش، دونوں کے انتقال سے عظیم ترین نتائج و عواقب مترتب ہوئے اول الذکر کی موت نے نوار کے ہنری کو جو پراٹسٹنٹ تھا تخت و تاج کا دعویدار بنا دیا اور خانہ جنگی کی تجدید تقریباً لازمی کر دی، آخر الذکر کے انتقال کے بعد ہیندرستان کی فرمانروائی ہنری سوم کو پیش کی گئی۔ یہ کسی طرح ناممکن معلوم نہ ہوتا تھا کہ ہنری سوم اپنے ملحد وارث کے ساتھ مفاہمت کرے گا، اور اس پیشکش کو قبول کرے گا۔ فرانسیسی

ہیندرستان کی فرمانروائی ہنری سوم کو پیش کی جاتی ہے اکتوبر ۱۵۸۴ء

کیتھولک ارکان گیز، اور فلپ کے خطرات فوراً چونک اُٹھے اور اس کا نتیجہ کیتھولک جمعیت کی صورت میں نمودار ہوا۔ یہ جمعیت ۱۵۷۶ء کی کیتھولک انجمنوں کے نمونے پر پیرس میں قائم ہوئی۔

کیتھولک جمعیت

شہر کو پانچ اضلاع میں منقسم کیا گیا۔ ان میں سے ہر ضلع کا

ایک صدر مقرر ہوا اور اِن میں مدد کے لئے گیارہ انتخابی ارکان کی ایک مجلس مقرر ہوئی اور اس طرح معروف "دسولہ" کی تعداد قائم ہوئی۔ اس کونسل میں اختیار کردہ کارروائیوں پر غور و خوض کیا جاتا تھا اور اس کے فیصلوں کو وفاداروں تک پیشہ ور اور تجارتی انجمنوں کے توسط سے پہنچایا جاتا تھا۔ صوبہ جاتی شہروں نے پیرس کے نمونے پر فوراً عمل کیا، اور فرانس اور اُس کی ملحقہ انجمنوں کے جور و ظلم سے دوچار ہونا پڑا۔ ان انجمنوں کا اقتدار کچھ تو مظالم کی بدولت اور کچھ کٹر قسم کے ارباب مذہب کی وجہ سے جو درویشوں اور یسوعی فرقے والوں کے واعظوں کے ہاتھ میں تھا۔

اگرچہ گیز کے ہنری نے کیتھولک جمعیت کے اختیار کردہ اصول کو بالکلیہ منظور نہ کیا تھا تاہم اس کے اغراض و مقاصد اس کے متقاضی تھے کہ خود اس تحریک کی قیادت کرے لیکن ارکان گیز کے مسلک میں بھی ایک اہم تغیر نہ ہوا تھا۔ ابتداءً اس خاندان کی شہرت اسپین کے خلاف فرانس کی مدافعت کی بدولت ہوئی تھی۔ اور گیز کے ڈیوک فرانسس کے خیالات ہمیشہ اسپین کے خلاف ہونے لگے۔ اور ادھر فلپ، اُن کی رشتہ دار میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کو انگلستان میں کامیاب بنانے سے سخت ناراض تھا اور اسکاٹ لینڈ کے باغیوں کے خلاف امداد روانہ کی تھی۔ لیکن کچھ مدت سے فرانسیسیوں کو ولندیزیوں کی امداد سے یا نیدرستان کے کسی حصے کو فرانس میں شامل کرنے سے باز رکھنے کی ناگزیر ضرورت نے فلپ کے خیالات میں تغیر پیدا کر دیا تھا۔ لہٰذا ۱۵۸۱ء کے اواخر ہی میں گائیز کے ہنری کے ساتھ گفت و شنید کا آغاز کیا گیا اور فلپ، میری اسٹوارٹ کی تائید میں، جو اب الزبتھ کے ہاتھوں میں اسیر تھی اس خاندان کی بندشوں کی طرف داری کا بہانہ کرنے لگا۔ انجو کی موت اور ہنری سوم اور ناوار کے ملحد ہنری کے مابین مفاہمت کے خطرے نے فلپ کے اندیشہ کو اور چونکا دیا۔ لہٰذا اس نے تنظیم جمعیت کی منظوری دے دی اور جنوری ۱۵۸۵ء میں گائیز کے ساتھ عہدنامہ جوان ویل کی تکمیل کی۔ متحدین نے خود کو اس امر کا پابند گردانا کہ الحاد کی بیخ کنی کی جائے، اور ہنری سوم کے انتقال کی صورت میں ناوار کے ہنری کے کیتھولک عم بوربان

عہدنامہ جوان ویل جنوری ۱۵۸۵ء

کے کارڈینل کو بادشاہ بنایا جائے۔ اور بیرن کی نوابی، اور فرینچ ناوار کا علاقہ اس کی امداد کے صلے میں فلپ کو دے دئے جائیں۔ مارچ ۱۵۸۵ء میں ارکان جمعیت نے ایک اعلان جاری کیا جس میں انھوں نے تاج کی عظمت و وحدت کو بحال کرنے، امراء کے قدیم امتیازی حقوق حاصل کرنے، نالائق دوستوں کو دربار شاہی سے نکال دینے، ملک کو جدید محاصل سے نجات دلانے اور ایک کیتھولک بادشاہ کی جانشینی کا تصفیہ کرنے نیز مجلس طبقات کے باقاعدہ اجلاسوں کا انتظام عمل میں لاکر آئندہ فسادات کا سدباب کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

اسی اثناء میں اپنے خیالات کے نفاذ کی غرض سے انھوں نے میٹز، ٹول اور ورڈن کی تینوں اسقفیوں پر، پیکارڈی کے اکثر و بیشتر شہروں پر، تمام شیامپین اور برگنڈی، نارمنڈی اور برٹینی کے بڑے حصے پر قبضہ کرلیا؛ اور جون میں بادشاہ کو ایک اعلان جنگ پیش کیا جس میں اصرار کیا گیا کہ حال کے فرمان رواداری کو واپس لے لیا جائے۔ یہ زبردست تحریک جو اس طرح شروع کی گئی، تین قوتوں کے اتحاد کا نتیجہ تھی:-

۱۔ ملحد وارث کے استحقاقات کی مخالفت کے لئے کیتھولک جماعت کا عزم صمیم۔

۲۔ بادشاہ کے منظوروں سے ارکان گائیز کا حسد۔

۳۔ فلپ دوم کا یورپی مسلک، جو نہ صرف نیدرستان کے ساتھ فرانس کے اتحاد سے خائف تھا بلکہ اس کو یہ خوف بھی لاحق تھا کہ ممکن ہے کہ یہ انگلستان کی پراٹسٹنٹ ملکہ کے ساتھ قطعی اتحاد کا باعث ہو اور اس طرح دوبارہ اس کے اقتدار اور کیتھولک کلیسا کے قیام کی امیدوں پر پانی پھر جائے۔

یہ دیکھنا باقی تھا کہ اس زبردست سازش کے مقابلے میں ہنری سوم کیا طرز عمل اختیار کرتا ہے۔ سکسٹس پنجم نے جو ابھی ابھی پوپ گری گوری سیزدہم کا جانشین بنا تھا۔ (۲۶ راگست ۱۵۸۵ء) جمعیت کو پوری طرح پسند نہیں کیا۔ "مجھے خوف ہے" اس نے کہا، "یہ معاملات اتنا طول کھینچیں گے کہ بادشاہ خواہ وہ کیتھولک ہی کیوں نہ ہو، کیتھولک فرقے کے ظلم و تشدد سے خود کو نجات دلانے کے لئے ملحدین سے امداد طلب کرنے پر مجبور ہو جائے گا" اور یہ سر دست ناممکن نظر نہیں آتا تھا۔

ہنری سوم نے ناوار کے ہنری کو جائز جانشین کی حیثیت سے تسلیم کر لیا اور کارڈینل کے دعاوی پر "بڈھے احمق" کے دعاوی کہہ کر خندہ زنی کرنے لگا۔ اس نے تمام جمعیتوں اور انجمنوں کو ممنوع قرار دیا، حتیٰ کہ سٹیٹز میں گیز کے ڈیوک کو گرفتار کرنے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن ایک ایسے بادشاہ سے اتنے زبردست مسلک پر کاربند رہنے کی مشکل ہی سے توقع کی جا سکتی تھی۔ ایلیزبتھ اگرچہ ہنری کو سرزنش کر سکتی تھی کہ اس نے خود اپنی سلطنت کے اندر باغیوں کی اطاعت قبول کر لی، لیکن محدود شش بحیر جانبداری سے دست بردار نہ ہوئی۔ ناوار کا ہنری گو "ہدایت" سے رضامند ہونے کا اعلان کرتا رہا، تاہم کیتھولک ہونے کا اعلان کرنے سے انکار کر دیا؛ اور کیتھرائن جو اپنی بیٹی کلاڈ اور اس کے شوہر لارین کے ڈیوک کو جانشین بنانے کی متوقع تھی بادشاہ کو زبردست اتحاد و اشتراک کی مخالفت کے خطرے سے متنبہ کیا۔

ہنری سوم جمعیت کی اطاعت قبول کر لیتا ہے ۵ رجولائی ۱۵۸۵ء اور سکسٹس ناوار کے ہنری کو مذہب سے خارج کر دیتا ہے ۹ ستمبر ۱۵۸۵ء

ہنری نے اپنی تباہی و بربادی کے لئے اپنی ماں کا مشورہ سنا، اور اس کو اس امر کی اجازت دی کہ کانفرنس نیمورس (۵ رجولائی ۱۵۸۵ء) میں ارکان جمعیت کے مطالبات کو اس کی طرف سے منظور کر لے۔ فرامین رواداری منسوخ کر دیئے گئے، اور ہیوگیناٹ مذہب کے وہ لوگ جن کو اس سے اتفاق نہ ہو ملک سے نکل جائیں۔ سکسٹس نے جس کو اندیشوں سے اب ایک حد تک نجات نصیب ہوئی تھی، ناوار کے ہنری کو خارج از مذہب کرنے کا فرمان جاری کیا۔

جمعیت کے آگے ہنری سوم سر تسلیم خم کرنے کی بدولت ناوار کا ہنری اور زیادہ مدمقابل ہو گیا، اور اس کو مزید تقویت حاصل ہو گئی۔ وہ جنگ عشاق ہی میں اپنی جنگی قابلیتوں کا اظہار کر چکا تھا اور ۱۵۸۱ء میں وہ "کلیساؤں کا محافظ" مقرر کیا گیا تھا۔ اب وہ ان سب کا نمائندہ بن گیا جن کے اندھا دھند جوش یا جن کے اغراض و مفاد نے اپنی حب وطن کو تباہ نہیں کر دیا تھا۔ یہ غور کرنا خالی از دلچسپی نہیں ہے کہ ان دونوں جماعتوں میں کس قدر مکمل تغیر واقع ہو گیا تھا۔ جائز جانشین کی مخالفت کرنے

کیتھولک اور ہیوگیناٹ فرقوں کی تغیر یافتہ حیثیت۔

جمہوری اصول کے پابند ہونے اور جنیوں سے اتحاد قائم کرنے کے جو الزامات ایک وقت ہیوگیناٹوں کے خلاف عاید کئے گئے تھے وہی اب کیتھولک جماعت پر لگائے جا سکتے تھے؛ اور ادھر ہیوگیناٹ یہ دعویٰ کر سکتے تھے کہ وہ جواز و استحقاق اور قومی خود مختاری کے اصول پر برسر پیکار ہیں۔ لہذا ناوآر کو پولیٹیک اور موموٹرانسی کے ہنری کانسٹبل کی جانب سے تائید ملنے لگی؛ آخرالذکر زیادہ تر خاندان گیز کے شخصی رشک و حسد سے متاثر تھا۔ حتیٰ کہ پیرس کی "پارلیمان" نے بھی فرمان کی عدم رواداری اور پاپائی فرمان کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اگرچہ اُس کے ارکان حسب سابق پراٹسٹنٹ فرقے کی عبادت کے مخالف تھے تاہم وہ آزادیٔ ضمیر کے حامی تھے اور ہمیشہ کی طرح فرانس کے داخلی اُمور میں پاپائی مداخلت کے دعوی پر برافروختگی کا اظہار کرنے لگے۔ اس طرح ہیوگیناٹ جماعت قابل حقارت نہیں تھی۔ اُن کے موقف کا مرکز ناوار کے ہنری کے مقبوضہ علاقوں یا اس کے تحتانی علاقوں میں واقع تھا۔ یہ علاقے جو اسپینی سرحد سے ڈارڈوگنے تک اور خلیج بسکے سے لانگڈاک تک پھیلے ہوئے تھے، زیرین ناوار اور بیئرن پر مشتمل تھے اور ان سب پر ہنری استحقاقاً قابض تھا اور اِن کے علاوہ شاہ فرانس کے سات جاگیرات بشرط خدمات جنگی اس کے زیر تصرف تھے۔ نیز وہ گنّی کا گورنر بھی تھا اور نارمنڈی اور بریٹنی میں اس کے متبعین تھے اور لانگڈاک کانسٹبل کے زیر حکومت تھا۔ بر ایں ہمہ ہیوگیناٹوں کی حیثیت کافی ہمت شکن تھی۔ اگر اُن کی جماعت اپنے ہی مذہب والوں پر مشتمل نہ ہوتی تو نفاق و شقاق میں اس سے اور اضافہ ہو جاتا، جو انھیں ہمیشہ کمزور بنا تا رہا۔ کیتھولک فریق فرانس کے بہت بڑے حصے پر قابض تھا؛ ہیندرستان میں پارما کے الگزینڈر نے اینٹورپ حاصل کر لیا تھا (اگست ۱۵۸۵ء)، اور سارا ملک فتح کر لینے کی دھمکی دے رہا تھا؛ اور اگر ہیندرستان میں اس کا یہ دشوار کام تکمیل کو پہنچ جاتا تو یہ لوگ جمعیت اور فلپ دوم کی متحدہ افواج کا کس طرح مقابلہ کر سکتے؟ اور اگر بہتوں نے انحراف کیا یا راہ گریز اختیار کی اور فکر و پریشانی سے ناوار کے ہنری کی ریش سفید ہو گئی تو کیا تعجب۔ فلپ پہلے ہی سے انگلستان کی الزبتھ کو زیر کرنے اور

ہینری ملکہ اسکاٹ لینڈ کو تخت انگلستان پر بٹھانے اور اپنے لفٹننٹ، گائیز کے ڈیوک کے تحت فرانس کو اپنے ماتحت لانے کا خواب گراں دیکھ رہا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے شاہ اسپین نے حسب معمول تاخیر کی اور بجائے اسلحہ سے چارہ جوئی کرنے کے سیاسی چالبازی اور رشوت دہی سے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کو ترجیح دی۔ ارکان گیز بالکلیہ اُس کے موافق نہیں تھے اور خود ہنری سوم بار حکومت سے روز بروز بے تحمل ہونے لگا۔ فرانس کی نجات کو ان اسباب و علل اور ناوار کے ہنری کی ذاتی قابلیت پر محمول کرنا چاہئے۔

آٹھویں خانہ جنگی۔ تین ہنریوں کی جنگ ۱۵۸۵ء تا اپریل ۱۵۸۹ء

اس جنگ میں جو پھر چھڑ گئی تھی ہنری سوم کو توقع تھی کہ ہیوگیناٹوں کو عاجز کیا جائے گا۔ اور گیزوں کی حرص و آز کا سدباب کیا جائے گا۔ لہٰذا اس نے اپنے بے تکلف دوست جایوز کے ڈیوک کو اپنی فوج کا جو ہیوگیناٹوں کے خلاف روانہ ہونے والی تھی سپہ سالار مقرر کیا، اور خود جرمن "ریٹروں" (Reiters) کی مزاحمت کی جن کو الیکٹر پیالٹین کے بھائی کیا سیمیر نے پراٹسٹنٹوں کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا۔ بادشاہ کی بدقسمتی سے جایوز کو دریائے آئل پر کوٹراز میں ناوار کے ہنری کے ہاتھوں شکست ہوئی اور وہ مارا گیا (۲۰ اکتوبر ۱۵۸۷ء)، اور اگرچہ ریٹروں

جنگ کوٹراز ۲۰ اکتوبر ۱۵۸۷ء

کو پسپا ہونے پر مجبور کیا گیا لیکن اُن کی پسپائی سے فائدہ اٹھانے میں گیز کامیاب ہوئے۔ پیرس کے سودائی شور مچانے لگے۔"

فلپ اس موقع پر مضطرب تھا کہ اُس کے بحری بیڑے کی تجویز میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔ لہٰذا اس کے سفیر منڈوزا نے گیز کے ڈیوک کو مجبور کیا کہ بادشاہ سے مزید مطالبات کرے، اور ان مطالبات کی تکمیل میں بادشاہ کا پس و پیش کرنا ہی تھا کہ ڈیوک شاہی حکم کی خلاف ورزی کر کے پیرس میں داخل ہوگیا (۱۲ مئی)۔ بادشاہ نے اپنے اقتدار کو از سر نو برقرار کرنے کی کوشش میں بلدیہ کے محافظ دستہ اور سوئٹزرلینڈ والوں کے دستے کو حکم دیا کہ شہر کے اہم نقاط پر قبضہ کرلیں، جس کا جواب اُسے عارضی مورچہ بندیوں سے دیا گیا۔ اور ہنری سوم یہ دیکھ کر کہ اب اپنے تخت کا

مالک نہیں رہا ہے، شارتر کو روانہ ہوگیا، اور پھر پیرس کو واپس آنا اس کی قسمت میں نہ تھا۔ فی الحال جمعیت کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو کر اس کمزور بادشاہ نے اس کے بعد یہ کوشش کی کہ اسٹیٹ جنرل کے نائبین کی مدد سے جو ۱۶ ر ستمبر ۱۵۸۸ء میں بمقام بلوا منعقد ہوا تھا، ارکان گیز کو شکست دے۔ لیکن جمعیت نے اس موقع پر

ناکہ بندی ۱۲ ر اگست ۱۵۸۸ء

اس قدر انتہاپسند خیالات اختیار کئے تھے کہ نا ممکن ثابت ہوئی۔ لہذا بادشاہ نے ایک نامرد کا آخری حربہ استعمال کیا اور بلوا کے قصر شاہی میں اس کے مالک گیز کے ہنری کے قتل کا حکم دیا۔ دوسرے روز ڈیوک کے بھائی گیز کے کارڈینل کو قتل کیا گیا اور بوربان کے کارڈینل کو اسیر بنا لیا گیا۔ "آخر کار میں اب بادشاہ ہوں" ہنری نے کہا۔ لیکن یہ نمود بے بود تھا اور یہ طلسم بہت جلد ٹوٹنے والا تھا، کیونکہ ڈیوک کا قتل جمعیت کی کھلم کھلا شورش کا باعث ہوا۔ سوربون کے فیصلے کی تائید سے اس

گیز کے ہنری کا قتل ۲۳ ر دسمبر ۱۵۸۸ء

نے اعلان کر دیا کہ تاج انتخابی ہے، اور جب "پارلیمان" نے اس کی مزاحمت کی تو اس کے زیادہ سرکش اور ضدی ارکان کو قید کر دیا گیا۔ ماین کے ڈیوک کو جو مقتول ڈیوک کا سب سے بڑا بھائی تھا، سلطنت کا لفٹننٹ جنرل بنا دیا گیا، اور وہ چالیس ارکان کی ایک مجلس کی مدد سے پیرس پر حکومت کرنے لگا۔ یہ مجلس جمعیت کی ملحقہ انجمنوں کے نائبین پر مشتمل تھی۔ اور مقامات میں بھی پیرس کی مثال کی تقلید کی گئی، اور جمعیت نے وسطی اور جنوبی فرانس کے اکثر و بیشتر شہروں کو حاصل کر لیا۔ اس اثنا میں گینئی میں شاہی فوج کی ناکامی نے خود مختارانہ انداز قائم رکھنے کے آخری امکان کو بھی برباد کر دیا، اور بادشاہ نے بالآخر وہی کیا جو وہ چار سال پیشتر بھی کر سکتا تھا، اور خود کو ناوار کے ہنری کے تفویض کر دیا۔ دونوں ہنریوں کے مابین ایک سال تک التوائے جنگ کا تصفیہ ہوا، (۳۰ ر اپریل ۱۵۸۹ء) بادشاہ نے وعدہ کیا کہ ہیوگناٹوں کو کوئی تکلف نہیں پہنچائے گا اور ناوار نے وعدہ کیا کہ وہ ماین کے ڈیوک کی مخالفت نہیں کرے گا۔ اس کے قلیل عرصے بعد ان دونوں بادشاہوں کی افواج نے پیرس پر پیشقدمی کی

دس سالہ التوائے جنگ ۳۰ ر اپریل ۱۵۸۹ء

اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اس کا فیصلہ ہو جائے گا، لیکن عین اسی موقع پر ایک ڈامنیکن،

کیتھرائن کا انتقال ۵ر جنوری ہنری سوم کا قتل۔ ۳۱ر جولائی ۱۵۸۹ء

جیکس کلیمنٹ، سفیرِ جمعیت کے خنجر انتقام نے گائیز کے ڈیوک کے خون کا بدلہ لیا (۳۱ر جولائی) خاندان ڈالوا کے آخری تاجدار ہنری سوم کی موت اس کی ماں کیتھرائن ڈی میڈیسی کے انتقال سے صرف چند ماہ پیشتر واقع ہوئی۔ کیتھرائن کا انتقال ایسے وقت میں ہوا جبکہ بوربان کے کارڈینل کے یہ الفاظ اس کے کان میں گونج رہے تھے، "اگر تم ہمیں دھوکہ نہ دیتیں اور ہمیں بہکا پھسلا کر یہاں (بلوا) نہ لاتیں تو دونوں گیسز بھائیوں کی اجل نہ آتی اور میں آزاد ہوتا"۔

۶۔ ہنری چہارم اور جمعیت۔ جولائی ۱۵۸۹ء تا مئی ۱۵۹۸ء

ہنری سوم کے قتل کے بعد ناوار کا ہنری فرانس کا جایز بادشاہ بن گیا لیکن سوال یہ تھا کہ کیا وہ اپنے دعوی میں کامیاب رہے گا۔ اگر وہ اس موقع پر خود کے رومن کیتھولک ہونے کا اعلان کرتا تو زیادہ قدامت پسند لوگوں کو فوراً اپنا طرفدار بنا لیتا، کیونکہ جمعیت روز بروز نراجی ہو چکی تھی۔ بوربان کا کارڈینل جس کو اس نے شاہ چارلس دہم کی حیثیت سے تسلیم کر لیا تھا، اسپین کے ہاتھوں میں ایک کٹ پتلی بنا ہوا تھا، اور اسپینی اتحاد لحظہ بہ لحظہ بدنام ہوتا جا رہا تھا، لیکن اگر ہنری مذہب بدل دیتا تو ہیوگیناٹوں کی حمایت سے محروم ہو جاتا، اور اس کے علاوہ اس طریقے سے جمعیت کے زیادہ پرجوش ارکان بھی موافق نہ بنتے۔ لہٰذا اس نے تبدیل مذہب سے انکار کر دیا۔ اس نے یہ شرط پیش کی کہ کیتھولک مذہب کو اختیار کرلے گا، اور ہیوگیناٹوں نے اس وقت تک جو مراعات حاصل کئے تھے، اُن سے زیادہ نہیں دے گا، اور ایک قومی یا ایک عام مجلس کے "ہدایات پر چلے گا"۔ اس طرز عمل میں اس کے مسلک نے رہبری کی تھی نہ کہ یقین نے؛ اور اس کے "ہدایات کی تعمیل" کے منظور نظر فقرے سے وہ کیا مراد لے گا اُس کی جنگی کامیابی پر منحصر تھا۔

براہِ راست پیرس پر حملہ آور ہونے کے قابل نہ پاکر ہنری نے عزم کر لیا کہ

نویں اور آخری خانہ جنگی ۱۵۸۹ء تا ۱۵۹۵ء

پیکارڈی، شیمپین اور نارمنڈی پر قبضہ کرے کیونکہ پایۂ تخت کو یہیں سے سامان رسد فراہم ہوتا تھا۔ لہذا لونگ ویل کے ڈیوک کو پیکارڈی روانہ کیا گیا، مارشل دوموں کو شیمپین، اور خود ہنری نارمنڈی کی طرف چل کھڑا ہوا اور ڈیئپ کو مسخر کر لیا، جو نارمنڈی کی بندرگاہوں میں سب سے زیادہ اہم تھا اور انگلستان سے نہایت قریب ہونے کی وجہ سے اس کی بڑی قدر و قیمت تھی۔ ماین کے ڈیوک نے اس کو نکال باہر کرنے کی کوشش کی لیکن آرک کی لڑائی (۲۱ ستمبر) میں اس کی توقعات پر پانی پھر گیا۔ دوسرے سال مارچ ۱۵۹۰ء

آرکوبیس کی لڑائی ۵ ستمبر ۱۵۸۹ء آیوری کی لڑائی۔ مارچ ۱۵۹۰ء

میں ڈریو کے قریب آیوری کی اس سے زیادہ شاندار کامیابی نے اپنے حریف پر ہنری شاید "وہ صد درجہ جوانمردانہ غلطی کا مرتکب ہوا جو ہمیشہ ایک ہی لڑائی میں سلطنت کے مقدر کا فیصلہ کرنے والی ہوتی ہے کیونکہ اس لڑائی میں اُس کی افواج کہیں ادنی درجے کی تھیں لیکن کم از کم اُس کی بے باکی و جوانمردی نے اپنے ہموطنوں سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اگر وہ فوراً پیرس کی طرف پیشقدمی کرتا تو ممکن تھا کہ اُسے مسخر کر لیتا، لیکن ہنری میں فتح سے فایدہ اٹھانے کی صلاحیت نہیں تھی، لہذا اُس نے اس شہر کو فاقہ کشی کرا کے مطیع کرنے کی زیادہ محتاط مسلک کو ترجیح دی۔ اس نے کوربی، لانی اور کریل کو مسخر کر لیا جو بالائی سین، مارن اور آوازدریاؤں کی محافظت کرتے تھے، اور اواخر اگست تک فاقہ کشی سے پیرس کی خطرناک حالت

پیرس کا محاصرہ

ہو گئی "وہ سوائے مواعظ کے کوئی چیز ارزاں نہیں تھی"۔ جیسا کہ سانسیر میں ہوا تھا کئی بلیاں، کتے اور چھوٹے بڑے چوہے نہایت اشتیاق کے ساتھ کھائے گئے۔ اور کہا جاتا ہے کہ بعضوں نے تو بچوں کا گوشت تک کھانے میں دریغ نہ کیا۔ اور لوگ صلح یا روٹی کے لئے بے تاب ہو گئے تھے، اور اس حالت میں نیدرستان سے پارما کے الگزینڈر کی آمد نے ہنری کو اپنے شکار سے محروم کر دیا اور وہ پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا (۱۰ ستمبر)۔ ۱۵۹۲ء میں پارما دوبارہ فرانس میں داخل ہوا اور روان کو ہنری کے چنگل سے چھڑا لیا۔ دسمبر میں اس اولوالعزم سپہ سالار کی موت نے بادشاہ کو فوری اندیشے سے مصئون کر دیا اور اب جمعیت

پارما کے الکزینڈر کا انتقال۔ دسمبر ۱۵۹۲ء

کو کوئی ایسا قائد میسر نہیں تھا جو میدان کارزار میں اس کا مقابلہ کر سکے۔ تاہم معلوم ایسا ہوتا تھا کہ جنگ غیر معین طور پر طول کھینچے گی جمعیت کی جماعت کے ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ ہائین اسپینی اثر ونفوذ سے بے چین ہوگیا تھا اور پیرس میں جمعیت کی بے اعتدالیوں سے روز بروز بیزار ہوتا جارہا تھا۔ یہاں تک کہ نومبر میں "سولہ" نے پارلیمنٹ کے صدر بریسن کو اور دو اور ججوں کو جنھوں نے ان کی مخالفت کی تھی قتل کرنے کی جرات کی، اور خوف وہراس کا دور دورہ ہوگیا۔ لہٰذا مائین شہر میں داخل ہوا ان "سولہ" میں سے چار کو سزائے موت دی اور اپنا اقتدار دوبارہ قائم کیا۔ لیکن چونکہ والہانہ جوش والے لوگ اس کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے اس لئے وہ اسپین کی مدد کے بغیر جنگ جاری رکھنے سے قاصر تھا۔ وہ اس مدد کے بغیر ہی لڑنا چاہتا تھا۔

ہنری بھی مقبولیت حاصل کر رہا تھا۔ اگرچہ اس کی عیاشی حقیقی اور پختہ یقین کا فقدان اس کی طنز آمیز سرد مہری شاہ نادار، کو ایک ہیرو کی حیثیت دینے سے ہمیں قاصر رکھتی ہے تاہم اس کی عظیم الشان شجاعت، اس کی صاف دلی وبے ریائی، خوش خلقی اور حقیقی انسانیت نے اس کی شیریں بار جودت طبع کے ساتھ مل کر اس کو اپنے ہموطنوں میں ہر دلعزیز بنا دیا تھا پھر بھی اس میں اپنے ملک کو بزور شمشیر فتح کرنے کی قوت نہیں تھی۔ کیتھولک لوگ ایک ملحد کے تخت فرانس پر متمکن ہونے کو گوارا نہیں کر سکتے تھے۔

اعلان مانت جولائی ۱۵۹۱ء

اعلان مانت سے (جولائی ۱۵۹۱ء) جس میں کیتھولک مذہب کو مملکت کا مذہب تسلیم کیا گیا تھا جبکہ وہ خود پروٹسٹنٹ رہا مذہبی دشواریوں کے فیصلے کی کوشش نے کسی جماعت کو خوش نہیں کیا۔ مارشل بائرن اور دے اد کے سے بہت سے لوگ جن کو مالیات پر اقتدار تھا، جنگ متصل جاری رکھنے میں اپنا فائدہ پاتے تھے، کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیام صلح وامن انھیں ان کے خدمات یا مواقع دولت اندوزی سے محروم کردے۔

اسی اثنا میں تباہی وناراجی فرانس کو آنکھیں دکھا رہی تھی۔ تجارت یک لخت معطل ہوگئی تھی۔ حتیٰ کہ زیادہ وطن پرست امرا خواہ کیتھولک ہوں یا پروٹسٹنٹ صلح سے مایوس ہو کر اپنی اپنی خود مختاری کی فکر کر رہے تھے اور فرانس کے دشمن اس کی کمزوری

سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ فلپ دوم کو اپنے نامزد شخص کو تخت فرانس پر بٹھانے اور برٹینی حاصل کرنے کی توقع تھی۔ سیوائے کا ڈیوک اس کی جنوب مشرقی سرحد میں گھس آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ انگلستان کے الزبتھ امداد کے معاوضے میں کیلے یا کسی اور مقام کا مطالبہ کر رہی تھی، اگرچہ یہ امداد نہایت کنجوسی اور وقفے کے ساتھ دی گئی۔ لہٰذا فرانس کے تمام اعتدال پسند کیتھولک اشخاص کی جو فلپ کے ہاتھ نہ بک چکے تھے یہ دلی خواہش کہ ہنری "نماز ادا کرنے کو جائے گا" تعجب خیز نہ تھی۔ ۱۵۹۳ء کے موسم بہار میں مسئلۂ جانشینی کے تصفیے کے لئے مجلس طبقات کی طلبی نے صورت حال کو انتہا درجہ نازک بنا دیا۔ بوربان کے کارڈینل کا ۱۵۹۰ء میں انتقال ہو گیا تھا اور کیتھولک نقطۂ نظر سے تخت تین سال سے خالی تھا۔ لہٰذا فلپ دوم نے اپنے نمائندہ فیریا کے ڈیوک کو ہدایت دی کہ یہ تجویز

مجلس طبقات ۶ جنوری ۱۵۹۳ء

پیش کرے کہ تاج انفنٹا کے زیب سر کیا جائے (جو اپنی ماں کی طرف سے بسلسلۂ اناث خاندان ویلائے کی نمائندہ تھی)، لیکن اگر "سالک قانون" کی بے احترامی نہیں کی جا سکتی تو وہ تجویز پیش کرے کہ آرچ ڈیوک آرنسٹ، گورنر نیدرستان و برادر شاہ ریوڈالف بادشاہ منتخب کیا جائے، ورنہ بصورت دیگر گیز کا کم عمر ڈیوک، جو انفنٹا کو اپنی ملکہ بنا لے۔ قوی قیاس یہی ہے کہ اگر فیریا کا ڈیوک تخت کے لئے گائیز کے ڈیوک کا نام فوراً پیش کرتا تو اس کو بادشاہ کی حیثیت سے قبول کر لیا جاتا؛ لیکن ہنری چہارم کی خوش قسمتی سے اس نے پہلے پہل انفنٹا کا مشورہ دیا اور اس طرح "پارلیمان" اور دیگر ان سب کے غیظ و غضب کو مشتعل کر دیا جو ملک کے بنیادی قوانین کو قائم رکھنا چاہتے تھے اور بالکلیہ اسپین کے ہاتھ فروخت نہیں ہو چکے تھے۔ اس کا یقین کر کے کہ تاخیر حد درجہ خطرناک اور مہلک ہے۔ ہنری نے اسٹیٹ جنرل کے ایک وفد کے شرائط کو قبول کر لیا جو اس کے ساتھ کانفرنس منعقد کرنے کے لئے سورین روانہ کیا گیا تھا، اور دو ماہ کے

ہنری چہارم "ہدایت حاصل کرتا ہے" ۲۳ جولائی ۱۵۹۳ء

اندر ہی اندر "ہدایات حاصل کرنے کا وعدہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ درو کو فتح کر کے اس نے اپنی حیثیت کو تقویت پہنچائی۔ ۲۳ جولائی کو ہنری چہارم نے کیتھولک، اپاسٹلک اور رومی کلیسا کو سچے مذہب کی حیثیت سے تسلیم کر لیا اور اطاعت کیشی کا وعدہ کیا۔

اگلے فروری کی ستائیسویں تاریخ کو چارٹرس کے بڑے کلیسا میں راج تلک کیا گیا، کیونکہ ریمس جہاں یہ رسم ادا ہونی چاہیئے تھی، ابھی تک جمعیت کے ہاتھوں میں تھا۔

ہنری کے "تبدیل مذہب" کے حق بجانب ہونے یا نہ ہونے کی نسبت بحث کرنے سے پیشتر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگرچہ کسی طرح اس کو بے ایمان نہیں کہا جا سکتا تاہم کیتھولک مذہب اور کالوینی مذہب کے اضافی محاسن کا اسے پختہ یقین نہ تھا اور وہ ایک ایسا آدمی تھا جس پر مذہبی نکات کا اثر بہت کم ہوتا تھا۔ اور اس کے حق میں مذہبی سوال لازماً وہ تھا جس کا فیصلہ سیاسی ضرورت کی بناء پر عمل میں آ سکے لیکن بعض لوگ یہ خیال کرنے کی طرف مائل ہوں گے کہ اگر ہنری کو ہیوگناٹ مذہب کی افضلیت پر یقین ہوتا بھی تو اس کا فرض تھا کہ انہیں خیالات کی مناسبت سے اپنے مسلک کی رہنمائی کرتا۔ کہا گیا ہے کہ جو شخص اس کی حیثیت میں ہوتا کیتھولک مذہب کو مملکت کے مذہب کی حیثیت سے تسلیم کرنے میں حق بجانب ہوتا، بشرطیکہ ان باتوں کے یقین کے لئے اس کے پاس خاطر خواہ وجوہ موجود ہوتے۔ اول یہ کہ اپنے ملک میں صلح و امن قائم رکھنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی ہو۔ دوسرے یہ کہ سرکاری طور پر کیتھولک مذہب کو تسلیم کرتے ہوئے ہیوگیناٹوں کے لئے مکمل اور دیرپا رواداری حاصل کی جا سکے۔ پہلی وجہ کی نسبت یقین کرنا اس کے لئے دشوار نہیں تھا۔ اس نے فرانس کو بزور اسلحہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا نیز ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہیوگیناٹ آخر قوم کی ایک صغیر اقلیت کی نمائندگی کر رہے تھے۔ اور کیتھولک جماعت کی ایک کثیر تعداد ایک ملحد بادشاہ پر ایک اسپینی بیوی کے ساتھ گیز کے ڈیوک کو ترجیح دیتی تھی۔ اور نہ یہ باور کرنا آسان ہے کہ اگر ہنری خود کو فراموش کرنے اور اپنے نام پر قلم پھیر لینے کے لئے رضامند تھا تو جس نصفے کو ہیوگیناٹ منظور کرتے وہ تکمیل کو پہنچ چکتا۔ غالباً دوسرے امر میں خیالات ہمیشہ مختلف فیہ رہتے۔ خطرہ یہ تھا کہ کیتھولک مذہب قبول کرتے ہوئے وہ فرانس میں کلیسا اور مملکت کے مابین قریبی تعلق کے خیال کو از سر نو

ناراض کر دے گا جس کی وجہ سے لوگ الحاد کو بدخواہی و بغاوت سمجھنے لگیں۔ ہم جانتے ہیں کہ فرمان نانت باقی نہیں رہا۔ لیکن آیا تبدیل مذہب ناگزیر تھا اور اگر تھا تو آیا ہنری کو پہلے ہی سے معلوم کرنا چاہئے تھا، کافی طور پر قابل اعتراض ہیں۔

اس طرح بالآخر ناوار کے بادشاہ کو شاہ فرانس کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ اس کے تبدیل مذہب سے تمام کیتھولک اس کے حامی و طرفدار ہو گئے۔ بجز جمعیت کے انتہا درجہ سودائی اور پرجوش ارکان کے اور ان کے جو ہائین کے ڈیوک اور مرکور کے ڈیوک کی طرح اپنے ذاتی اغراض پر تلے ہوئے تھے۔ اگرچہ ہنری نے حتی الامکان مخالفانہ کارروائیوں سے احتراز کیا لیکن جن جن سے ابھی خطرہ لاحق تھا ان کی طرفداری خریدنے کے مسلک پر حسب عادت قدیم سختی کے ساتھ کاربند رہا۔ صوبجات کے گورنروں کو گورنری پر مستقل کیا گیا یا وظائف پر علٰحدہ کیا گیا۔ کمزور درجے کے امرا کو تحتانی عہدوں اور رقوم کی طمع دلائی گئی۔ شہروں کو غیر معمولی محاصل سے مستثنیٰ کرنے اور ان کے فیصلوں کے اندر ہیوگیناٹوں کی عبادت ممنوع قرار دینے کا وعدہ کیا گیا۔ اس طریق عمل کی دانشمندی اور درحقیقت اس کی ضرورت متنازع فیہ رہی ہے اور یقیناً اس کے قبیح نتائج (امرا کی خود مختاری، حکومت کی زرپرستی، مالیات کی سخت قلت) بادشاہ کے بعد بھی عرصے تک باقی رہے۔ بریں ہم کم از کم اتنا اعتراف کرنا چاہئے کہ یہ مسلک کامیاب رہا۔ ۱۷ مارچ کو روؤن نے خود کو حوالے کر دیا اور اب ساری نارمنڈی ہنری کے قبضے میں آگئی۔ چار دن کے بعد بریساک نے جو ابھی ابھی مائین کے ڈیوک کی جانب سے پیرس کا گورنر مقرر ہوا تھا ہنری کے شرائط کو منظور کر لیا پیرس کے مجسٹریٹوں کو ملا لیا اور شہر پناہ کے دروازے کھول دئے۔ خود ڈیوک روانہ ہو چکا تھا، اور اسپینی افواج کو زیادہ سربرآوردہ ارکان جمعیت میں سے کوئی ساٹھ کے ساتھ تخلیہ شہر پر مجبور کیا گیا، اور ہنری بالآخر اپنے پایۂ تخت کا مالک بن گیا۔

ہنری روین حاصل کرتا ہے ۱۷ مارچ اور پیرس میں داخل ہوتا ہے۔ ۲۱ مارچ ۱۵۹۴ء

"جو سیزر کا ہے وہ سیزر کو دیا گیا ہے" ایک شخص نے بادشاہ سے کہا۔ اس نے بریساک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "دیا گیا؟ نہیں بھاری قیمت پر فروخت کیا گیا ہے۔"

ہنری نے اپنی مشرقی سرحد حاصل کرنے کی فکر میں جس کو ہیدرستان ہمیشہ دھمکی دیرہا تھا لاڈن کا محاصرہ کریا جو ۲۲ اگست ۱۵۹۴ء کو مسخر ہوگیا۔ دو ہفتوں کے بعد ایمنس اور پیکارڈی کے دیگر شہروں نے اسی کی تقلید کی۔ ۱۵۹۵ء کے سرما میں ایک نہایت اہم واقعہ پیش آیا۔ ہنری لارین کے ڈیوک اور گائیز کے نوجوان ڈیوک کے ساتھ مفاہمت کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اول الذکر نے ٹول اور وردُن کے شہر حوالے کردیئے اور آخرالذکر نے پراونس کے معاوضے میں شمپین کی گورنری حوالے کردی، اور اس نے ہنری سوم

لارین کے ڈیوک اور گیز کے ڈیوک کے ساتھ سمجھوتہ

کے ایک مگنس وو اسے پرنن کو پراونس سے نکالکر، جس نے ہنری چہارم سے آملنے کے بعد اس کو کھو دیا تھا بہت جلد اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ اہم امرا میں اب صرف مائین کا ڈیوک مرکور کا ڈیوک، جو خاندان گائیز کے ارکان تھے، اور نیمورس کا ڈیوک اپنی بات پر اڑے ہوئے تھے۔ اول الذکر دونوں اپنے خاندان کی حرص و ہوس سے متنفر ہوگئے تھے اور متوقع تھے کہ اسپین کی مدد سے برگنڈی اور بریٹنی کی اپنی اپنی گورنریوں کو موروثی ریاستوں میں منتقل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ نیمورس کا ڈیوک سیوائے کی تائید سے مضافات لیانس کو دھمکیاں دیرہا تھا۔ لہٰذا ہنری نے اسپین کے ساتھ کچھ عبث گفت وشنید کے بعد جس میں ہنری نے انفنٹا کے ساتھ شادی کرنے کے خیال کو پیش کیا تھا۔ اسپین کے خلاف کھلم کھلا جنگ کرنے کا عزم صمیم کرلیا۔ اس نے کہا کہ درپردہ مخاصمت جاری رکھنے سے تو علانیہ جنگ کرنا قابل ترجیح ہے۔ اس اجنبی کے خلاف قومی جوش کو مشتعل کیا جاسکتا ہے۔ وہ سب جنھوں نے مزاحمت جاری رکھی تھی اپنے ملک پر نمک حرامی کا الزام عائد کریں گے۔ الزبتھ اور ولندیزیوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ جنگ کے پیش خیمہ کے طور پر یسوعی فرقے کو ملک بدر کیا گیا۔ ہنری دوم نے ان لوگوں کو فرانس میں داخل کیا تھا، اسوقت سے انھوں نے بہت سے دشمن پیدا کرلئے تھے۔ پارلیمان، پاپائی تفوق کے اظہار میں ان کے حد سے زیادہ غلو اور تاج کے اختیارات خصوصی پر ان کی نکتہ چینیوں پر معترض تھی اسقف ان کے اس دعوے پر برافروختہ تھے کہ وہ پادریوں کے اقتدار سے باہر تھے، قدیم تر فرقے ان کی شہرت

یسوعی فرقہ کا اخراج۔ دسمبر ۱۵۹۴ء
اسپین کے خلاف اعلان جنگ ۱۷ جنوری ۱۵۹۵ء

کے درپے ہوگئے تھے اور جامعہ ان کی تعلیمی کامیابی پر ان کا مخالف ہوگیا تھا۔ اگرچہ یہ نظر نہیں آتا کہ یسوعی فرقے نے جمعیت کی تنظیم میں کوئی نمایاں حصہ لیا تھا، اور گو وہ درحقیقت اس وقت اسپین کی مہربانیوں سے محروم تھا، جہاں اس نے مذہبی عدالت کے ظلم وتشدد کی مخالفت کی تھی، تاہم ان کو فلپ کے آلات کاربراری سمجھ کر مردود ٹھیرایا جارہا تھا۔ ان کے شاگردوں میں سے ایک شخص نے ہنری چہارم کے قتل کی کوشش کی۔ اگرچہ یہ بظاہر اس جماعت کی سازش نہیں معلوم ہوتی تاہم صورت حالات کو ایک نازک نقطے تک پہنچا دیا۔ پارلیمان نے ان پر ملک اور کلیسا کے قوانین کو تہ وبالا کرنے کی کوشش، بغاوت وشورش اور قتل واغوا کا الزام عاید کیا اور انھیں سلطنت سے خارج کردیا۔ (۲۹ دسمبر ۱۵۹۴ء)

مائین کا ڈیوک برگنڈی سے نکال دیا جاتا ہے۔

اسپین کے خلاف اعلان جنگ ۱۷ جنوری ۱۵۹۵ء کو کیا گیا۔ نوجوان مارشل بائرن جس کے تفویض برگنڈی کی گورنری کی گئی تھی، مائین کو اس صوبہ سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوا۔ بادشاہ ایک اسپینی جمعیت کے خلاف جس کی سرکردگی کیاسٹائیل کا کانسٹبل ڈان فرینڈی ویلاسیکو کررہا تھا، گورنر کی مدد کے لئے روانہ ہوا تو فونٹین فرانسیس کے پاس قریب تھا کہ اس پر اچانک حملہ کیا جاتا، لیکن اس نے اپنی بے جگری سے خود کو بچالیا اور اسپینی سپہ سالار پسپا ہوگیا، جس سے مائین بہت ناخوش ہوا ہنری اب فریش کونتے میں داخل ہوا، لیکن سوئس لوگوں نے جو اس ملک کی غیرجانبداری کے ضامن تھے اعتراض کیا۔ اور بادشاہ چونکہ ان سے دشمنی پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا اس لئے واپس ہوگیا، حقیقت میں اس کی موجودگی اور مقامات میں درکار تھی لونگ ویل کا ڈیوک آرتوا میں کامیابی جنگ کے بعد اپریل کے مہینے میں انتقال کرگیا اور بوئیوں کے ڈیوک تورین کو ڈولنس کا محاصرہ اٹھانے کی کوشش میں، فینٹس کے تحت اسپینیول کے ہاتھوں شکست فاش نصیب ہوئی (۲۴ جولائی ۱۵۹۵ء) دولنس مسخر ہوگیا اور

فینٹس دولنس کو مسخر کرتا ہے جولائی ۱۵۹۵ء اور کمبرے کا محاصرہ کرلیتا ہے

فینٹس نے اب کمبرے کا محاصرہ کرلیا جو ۱۵۸۱ء میں انجو کے ڈیوک کی مہم کے زمانے سے فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں تھا (دیکھو صفحہ ۴۲۸) بادشاہ کمبرے بوئیون

کو وقت پر بچا نہیں سکا۔ اور وہ اکتوبر میں حوالہ ہوگیا۔ اس لئے اس نے لا فیرے کا محاصرہ کرلیا جو دریائے اوآز پر ایک چھوٹا سا قلعہ تھا اور جس کو جمعیت نے اسپینیوں کے حوالے کردیا تھا، یہ محاصرہ تمام موسم خزاں میں جاری رہا۔ میدان کارزار میں بادشاہ کو درخشاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ البتہ وہ سیاسی چال بازیوں میں زیادہ کامیاب رہا۔ ستمبر ۱۵۹۵ء میں کلیمنٹ ہشتم نے اس کو معافی دینے پر رضامندی ظاہر کی اور اگلے جنوری میں مائین کے ڈیوک نے بالآخر اس کے ساتھ صلح کرلی۔ اس نے جن شرائط کو قبول کیا وہ بہت سخت تھیں، اس کے قرضے جو بہت بڑے تھے ادا کردیے گئے، وہ جزیرہ فرانس کا گورنر بنا دیا گیا اور سفاماتِ ضمانت کی حیثیت سے تین قلعے حاصل کئے۔ ایپرنن نے بہت جلد مائین کی تقلید کی اور اس کو بھی اسی طرح سرفراز کیا گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہنری اپنی رعایا کو وہ بغاوت سکھا رہا تھا جس کو اگر طوالت دی جاتی تو شاہی مہربانیوں کا وسیلہ بن جاتی۔

مائین کے ڈیوک کی اطاعت کیشنی جنوری ۱۵۹۶ء

اب بجز مارکور کے ڈیوک کے کوئی اہم امیر برسرِ پیکار نہ تھا؛ اور گیز کے نوجوان ڈیوک کی جانب سے ماہ جنوری میں مارسیلز کی فتح نے ہنری کی زبان سے یہ الفاظ نکالے "خدا کو حقیقت میں فرانس پر رحم آگیا تھا"۔ پھر بھی صورت حالات زیادہ موافق مرام نظر نہ آتی تھی۔ مالی مشکلات نہایت سخت تھیں! ایلزبتھ کافی امداد دینے کے لئے تیار نہیں تھی اور ولندیزی دے نہیں سکتے تھے۔ ہیوگیناٹ نہایت تکلیف دہ بن گئے تھے۔ ہنری چہارم کی اس خواہش پر کہ اپنی بیوفا اور مکروہ عورت ویلوا کی مارگیرٹ سے طلاق حاصل کرلی جائے تاکہ وہ اپنی محبوبہ گیبریلی دے اسٹرے سے شادی کرلے، اُن کو رسوا کیا گیا، اور اُن کے شکایات کا تصفیہ کرنے میں بادشاہ کی تاخیر کی بنا پر اُن کے ساتھ سخت بُرا برتاؤ کیا گیا، لیکن مفسدہ پرداز ارکان جمعیت کی تمام خواہشیں پوری ہو رہی تھیں، اور حتی کہ اپنے حقوق منوانے کے لئے وہ اسلحہ تک کے استعمال کا چرچا کرنے لگے تھے۔

اپریل ۱۵۹۶ء میں ہندوستان کے جدید گورنر کارڈینل آرچ ڈیوک البرٹ نے فرانس پر چڑھائی کی اور کیلے فتح کرکے ہنری کی فوج کی شہرت و نیک نامی پر سخت

آرچ ڈیوک البرٹ کیلے مسخر کر لیتا ہے۔ اپریل ۱۵۹۶ء

داغ لگایا۔ اگر ایلیزبتھ اپنی امداد کے صلہ میں کیلے کے قبضے کا مطالبہ نہ کرتی اور موقع ہاتھ سے جانے تک حیص بیص اور تکرار میں نہ گزارتی تو یہ شہر بچالیا جا سکتا۔ اگلے مہینے میں ہنری نے لافیری فتح کرلیا اور آرچ ڈیوک کو سرحد سے بھگا کر ایک حد تک اس نقصان کی تلافی کی۔ لیکن کیلے اور دولنس کی متعینہ افواج اسپین کو زیر کرنے سے قطعاً قاصر رہے۔ اگر جنگ کو زور کے ساتھ جاری رکھنا تھا تو کم از کم رقم کی فراہمی ناگزیر تھی۔ اور اس مقصد کی طرف بیرن ڈی روسنی (سلے) نے جو حال ہی میں مالیات کا ناظم مقرر کیا گیا تھا، توجہ مبذول کی۔ جدید عہدہ جات نکالے گئے اور سب سے زیادہ بولی لگانے والے کے ہاتھ فروخت کئے گئے۔ متمول لوگوں سے جبراً و قہراً قرضے حاصل کئے گئے۔ جن لوگوں نے سرکاری خزانے میں تغلب تصرف کرکے اپنی جیبیں بھر لی تھیں انھیں اس

سلے کے مالیاتی اصلاحات

ناجائز طور پر حاصل کردہ رقم کا ایک حصہ حوالے کرنے پر مجبور کیا گیا، اور آئندہ ان خرابیوں کے سدباب کی نسبت ایک حد تک کوشش عمل میں لائی گئی۔ نمک کے محاصل میں اضافہ کیا گیا،[1] اور موسم خزاں میں عمائدین کی ایک مجلس نے بادشاہ کو "پینکارٹ" یا فروخت شدنی اشیا پر پانچ فیصد محاصل پیش کئے۔

تاہم ہنری ایک ہاتھ سے جو کچھ حاصل کرتا تھا اپنی معمولی بے احتیاطی سے دوسرے ہاتھ سے خرچ کر دیتا تھا۔ اس طرح جو رقم حاصل کی گئی اس کا بیشتر حصہ پیرس میں

لہ۔ سلّی جس وقت اپنے مخالف شاہ ہنری کے خزانے کو معمور کرنے کے لئے کچھ کوشش کر رہا تھا فلپ نے ایک زیادہ مختصر طریقہ اختیار کرنے کی کوشش کی۔ ۲۰ نومبر ۱۵۹۶ء کو اس نے سرکاری طور پر ان تمام مفوضات و مکفولات کو منسوخ کر دیا جن کے رو سے شاہی علاقے کے محاصل کو اس رقم کے معاوضے میں رہن کر دیا گیا تھا جو اس کو پیشگی دی گئی تھی۔ اس عام تنسیخ کے لئے اس نے یہ عذر تراشا کہ عیسائیت کے لئے اس کی ساعی نے اسے مفلس بنا دیا تھا، اور قرضہ دہندگان اس سے فائدہ اٹھا کر دولتمند بنتے جا رہے تھے۔ لیکن اس فعل نے ایک عظیم خوف و ہراس پیدا کر دیا۔ بڑے بڑے سوداگروں اور بینکروں نے ادائگی روک دی اور اسپین کی مالی نیک نامی کو اس قدر صدمہ پہنچا کہ ان سے آسانی کے ساتھ نجات نہیں نصیب ہوئی

پوانتو کیریرو امینس کو مسخر کر لیتا ہے۔ ۱۱ مارچ ۱۵۹۷ء

رنگ رلیوں میں لٹایا گیا، جب کہ یاک بیک یہ خبر پہنچی کہ دولنس کے گورنر پوانتو کیریرو نے دعا وا کر کے امینس کے اہم شہر پر قبضہ کر لیا ہے (۱۱ مارچ ۱۵۹۷ء)۔ "بس" ہنری نے کہا، "ہم شاہ فرانس کا کھیل کھیل چکے، اب پھر نوار سے کے بادشاہ بننے کا وقت آ گیا ہے۔" بائرن کو روانہ کیا گیا کہ فوراً امینس کا محاصرہ کر لے۔ جون میں خود بادشاہ ایک لشکر لے کر روانہ ہوا جس میں مانٹمرنسی، مائین اور ایپیرنون بھی موجود تھے، جس سے ظاہر تھا کہ قدیم مخاصمتیں تقریباً ختم ہو چکی تھیں۔ انگریزوں اور ولندیزیوں نے بھی پچھلے سال کے عہد نامہ اتحاد (اگست تا اکتوبر ۱۵۹۶ء) کے بموجب امدادی دستے روانہ کئے۔ ۳ رسمبر کو پوانتو کیریرو کا انتقال ہو گیا۔ ارچ ڈیوک البرٹ، فلپ کے حالیہ عمل انکاری کے باعث قرض سامان رسد فراہم نہ کر سکنے کی وجہ سے ۱۲ ستمبر تک متعینہ فوجی دستے کی امداد کے لئے روانہ ہونے سے قاصر رہا۔ اس کے بعد وہ خود کو ایک بہتر فوج کے بالمقابل پاکر "ایک ملا کی طرح" پسپا ہو گیا" اور آخر کار ۱۹ ستمبر ۱۵۹۷ء کو امینس واپس ملا۔ ہنری نے

امینس کی واپسی ۱۹ ستمبر ۱۵۹۷ء

اب اسپین کے ساتھ گفت و شنید کرنے کے لئے اپنی کامیابی سے فائدہ اٹھانے کی ٹھان لی۔ فلپ نے اس سے انکار نہیں کیا۔ مرض سے جاں لب ہوکر، اور اس امر سے آگاہ ہوتے ہوئے کہ زندگی کا آفتاب غروب ہونے کو ہے، اور یہ کہ اسپین جنگ کی شدائد و مشکلات کو زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کر سکتا، اور اس کا کمزور بیٹا اس بات میں کامیاب نہ ہو سکے گا جس میں وہ خود ناکام رہا، اپنے ملک کو صلح و امن کی حالت میں چھوڑ جانے

فلپ التوائے جنگ پر راضی ہو جاتا ہے

کے لئے متردد تھا۔ لہذا وہ التوائے جنگ اور آئندہ جنوری میں شرائط صلح کے قطعی تصفیے کے لئے ورواں میں کانفرنس منعقد کرنے پر راضی ہو گیا۔ ہنری عزم کر چکا تھا کہ خارجی مداخلت کے بغیر برٹنی کے امور کا تصفیہ کرے، شمشیر کو بے نیام کئے بغیر ہی وہ اس میں کامیاب رہا۔ اب جبکہ اسپین نے اپنی امدادی فوج واپس طلب کر لی تھی۔ اہل برٹنی نے کامیاب

ڈیوک دی مرکور کی اطاعت ۲۰ مارچ ۱۵۹۸ء

مدافعت سے مایوس ہو کر مرکور کے ڈیوک کا ساتھ چھوڑ دیا اور ڈیوک کو بمقام اینجرس اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس نے

برٹینی کی گورنری حوالے کردی اور اپنی بیٹی کی بادشاہ کی محبوبہ گیبریلی دے اسٹرے کے ناجائز بیٹے سیزر سے شادی کردی اور اس کے معاوضے میں وظیفہ حاصل کیا۔ اس طرح آخر کار تمام مدافعت و مزاحمت کا خاتمہ ہوگیا اور فرانس پھر ایک دفعہ متحد و متفق ہوگیا۔

بادشاہ کو اب ہیوگینا ٹوں کے شکایات کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا پیرس میں داخل ہوتے ہی اُس نے فرمان بابت ۱۵۷۶ء اور معاہدات برجراک و فلیکس مع اضافہ کردہ ترمیمات کے ساتھ دوبارہ شائع کیا۔ چونکہ وہ اب ان کا محافظ نہیں رہ سکتا تھا اور نہ کسی اور کو یہ حیثیت بخشنا چاہتا تھا اس لئے ہیوگینا ٹوں کو اجازت دے رکھی تھی

فرمان نانت ۱۵ اپریل ۱۵۹۸ء

کہ وہ مدافعت کے لئے ایک جاگیری نظام میں اپنی تنظیم عمل میں لائیں، اور اس طرح دس صوبہ جات قائم کئے گئے تھے، ہر ایک صوبے میں ایک منتخب اسمبلی اور دس ارکان کی ایک مجلس عمومی تھی اور ان ارکان کا انتخاب اسمبلیوں کی جانب سے عمل میں آتا تھا لیکن ہیوگیناٹ مطمئن نہ تھے وہ شکایتیں کرتے تھے کہ یہ مراعات ان کے لئے ناکافی تھے اور یہ کہ اکثر و بیشتر ان کی بے احترامی کی جاتی تھی۔ جمعیت کے جوارکان، خواہ وہ امیر ہوں یا شہری، اس کی اطاعت قبول کر لیتے تھے۔ انھیں اجازت دے دی جاتی تھی کہ اپنے حدود کے اندر پراٹسٹنٹ مذہب کے رسوم کو ممنوع قرار دیا جائے، اور ہیوگینا ٹوں کو کیا ضمانت تھی کہ ایک ایسا شخص جو اس قدر آسانی کے ساتھ اپنا مذہب بدل دے، دوسروں کی حفاظت کرے گا؟ لہٰذا اُن کا مطالبہ تھا کہ اس وقت تک جو مراعات انھیں عطا کی گئی ہیں ان کی زیادہ باقاعدہ طور پر توثیق کی جائے، فرانس کی تمام دو پارلیمانوں میں "چیمبر سامی پارٹیز" کے نظام کی توسیع کی جائے اور تمام مقامات پر اُن کو مقرر کیا جائے۔ بادشاہ سخت بے اطمینانی کے باوجود جو بعض وقت کھلم کھلا جنگ کی صورت اختیار کرنے کا خطرہ پیدا کر دیتی تھی، اس وقت تک ان کے مطالبات کی تکمیل سے انکار کرتا رہا، کیتھولک لوگوں کے آپس میں سمجھوتہ کر لینے تک یہ مسلک مخدوش رہتا اور یقیناً ناکام بھی ہوتا، کیونکہ ہنری میں اپنے مواعید کی تکمیل کی کافی قوت نہیں تھی۔ لیکن اب جبکہ وہ حقیقی معنوں میں فرانس کا مالک بن گیا تھا، نہ اس کے پاس کوئی بہانہ تھا اور نہ اس کا ارادہ مزید تاخیر کا تھا۔ درحقیقت کچھ عرصے سے گفت و شنید جاری تھی جو بالآخر فرمان نانت

کا موجب ہوئی اور جس کی اشاعت ۱۵ اپریل ۱۵۹۸ء کو عمل میں آئی۔ اس مشہور فرمان کے فقرات عہد نامہ برجراک بابت ۱۵۷۷ء کے فقرات سے بہت ملتے جلتے تھے، ہیوگیناٹوں کو اجازت دی گئی کہ ان تمام شہروں میں نماز ادا کی جائے جن کو عہد نامہ میں مختص کیا گیا تھا، یا جہاں جہاں وہ ۱۵۹۶ء یا ۱۵۹۷ء میں ادا کرتے تھے؛ علاوہ ازیں ہر علاقے کے ایک شہر میں اور پروٹسٹنٹ امرا کے جاگیرات میں بھی اجازت دی گئی۔ ان امتیازی شہروں میں انھیں کلیات و مدارس قائم کرنے اور کتابیں طبع کرنے کی بھی اجازت ملی۔ لیکن ۱۶۰۶ء تک حسب سابق پیرس اور اس کے اطراف چھ فرسنگ کا علاقہ بطور خاص مستثنیٰ قرار دیا گیا اور بادشاہ نے اُن کی تائید کے لئے سالانہ ایک معین رقم دیتے رہنے کا وعدہ کیا، مگر اسی شرط پر کہ پروٹسٹنٹ اپنی جانب سے آمدنی کا دسواں حصہ ادا کریں۔ جن مقدمات میں ہیوگیناٹوں کا تعلق ہو ان کی تحقیقات عمل میں لانے کے لئے پیرس، رواں، اور رینیس کی پارلیمانوں میں مخصوص "چیمبرس ڈی لے اڈیٹ" Cnambres de l, Edit قائم کئے جائیں جن میں کا ایک جج پروٹسٹنٹ ہو؛ اور جنوب میں کاسٹرس، بورڈو اور گریب کے تین چیمبرس می پارٹیز Chambres mi Parties Diet کو بھی یہی اختیارات حاصل رہیں۔ سب سے آخر میں یہ کہ ہیوگیناٹوں کو مجالس انتظام امور کلیسا کے انعقاد، تمام کلیات اور مدارس میں میں داخلے کی اجازت دی گئی، تمام دفاتر کے دروازے ان کے لئے کھول دیے گئے اور انھیں اپنے مذہب کی وجہ سے کسی طرح کی بھی تکلیف باقی نہیں رہی ان کو اُن آٹھ شہروں کا قبضہ دے دیا گیا جن پر وہ آٹھ سال سے قابض چلے آتے تھے، لیکن شرط یہ تھی کہ وہاں کیتھولک لوگوں کو نماز کی اجازت دی جائے۔ اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ ہیوگیناٹ فرانس کی آبادی کے بارھویں حصے سے زیادہ نہ تھے، یہ شرائط ان کے توقعات کے موافق تھے، اور غالباً فرانس کی موجودہ حالت میں اتنی ہی توقع کی جا سکتی تھی۔

لیکن جس اصول پر اس فرمان کی بنیاد رکھی گئی تھی وہ سراسر غلط تھا۔ اُس کو بمشکل ایک عام رواداری کا فرمان کہا جا سکتا ہے، کیونکہ بجز کالوینی مذہب کے اور کسی مذہب کو اجازت نہیں دی گئی تھی۔ مزید براں انفرادی امرا کو، اور خاص شہروں میں جماعتوں کو عبادت کے امتیازی حق کی رعایت، ہیوگیناٹوں کی خود مختاری اور علٰحدگی پر اور زور دینا، جاگیریت اور وفاقی جمہوریت کے انتشاری رجحانات کو مستقل کر دینا مقصود تھا، جن میں مذہبی

جنگوں نے شدت پیدا کر دی تھی اور جن سے فرانس کو ابھی دو چار ہونا باقی تھا۔ جس وقت تک کوئی بادشاہ تخت پر متمکن اور اِس فرمان کے نفاذ پر رضامند رہا اس وقت تک تو نفاذیت اطمینان بخش طور پر قائم رہی، لیکن اس کے بعد فرمان کے دوامی نفاذ کا امکان روز بروز گھٹتا گیا۔ ہیوگینائٹ کچھ تو مدافعت ذاتی کی غرض سے اور کچھ اُن سیاسی اغراض ومقاصد کے پیش نظر جن کی آبیاری اس فرمان نے کی تھی، ان شہروں کو جو انھیں عطا کئے گئے تھے، ایک نیم خود مختار وفاقیہ کی صورت میں منظم کرنے کی کوشش کر رہے تھے، اور جب اِن کو رد کرنے کے لئے رشلو نے تکمیل فرمان کے طور پر اِن ضمانتوں سے محروم کر دیا تو وہ لوئی چہاردہم کے ظلم وستم اور تعصب کے آگے بے پناہ رہ گئے۔

ہنری جس زمانے میں فرانس سے مخالفت کے آخری آثار کو دور کر رہا تھا، اسپین کے ساتھ بھی گفت وشنید جاری تھی، اور ۲ ارمئی کو صلح ورواں پر دستخط ہو گئے۔ اسپین نے گزشتہ جنگ کے دوران میں فرانس میں جو فتوحات حاصل کی تھیں اُن تمام کا باستثنائے کمبرے تخلیہ کر دیا گیا، اور ہنری نے ضلع تارولے واپس کر دیا۔ سیوائے کے ڈیوک نے بھی اسی موقع پر مصالحت کر لی اور برسی حوالے کر دیا کیونکہ پروانس میں صرف یہی ایک مقام اُس کے قبضے میں تھا، اور سلیوسس کی نوابی کا، جس کو اُس نے ۱۵۸۸ء میں مسخر کر لیا تھا، مسئلہ پوپ کی ثالثی میں پیش کیا گیا[لے]۔ صلح میں نہ تو ولندیزیوں کو شریک کیا گیا نہ انگریزوں کو۔ ولندیزوں نے ایسے عہد نامہ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا جو ان کی خود مختاری تسلیم نہ کرے، اور ایلیزبتھ فرانس اور اسپین میں تسلسل جنگ سے ناخوش نہ تھی۔ بلکہ اُس نے اِس گفت وشنید سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور فلپ کو یہاں تک مشورہ دیا کہ وہ برسی اور فلشنگ کے معاوضے میں، جن پر وہ اب تک قابض تھی، کیلے کا انگلستان سے الحاق کر دے۔ لہٰذا ہنری نے اپنے متحدین کے لئے

صلح ورواں
۲ ارمئی ۱۵۹۸ء

لے۔ سالوزو واقع پیڈمانٹ کی بار کوئیسی عہد نامہ کیٹو کمبر یسیس کی رو سے فرانس سے ملحق کی گئی (دیکھو صفحہ ۳۱۶) ہنری چہارم نے برسی، بیوگے، اور گلس کے معاوضے میں ڈیوک آف سیوائے سے حاصل کر لیا۔

بس یہ حقوق حاصل کرنے پر اکتفا کی کہ چھ مہینے کے اندر ہی اندر وہ بھی اس عہد نامے کے فریق بن جائیں۔

خاتمہ

عہد نامۂ ورواں نے یورپ کے سیاسی جغرافیہ میں بدقت ہی کوئی تغیر پیدا کیا۔ اُس کی اہمیت نوان تبدیل شدہ حالات میں پائی جاتی ہے، جو اس کے ساتھ ساتھ یا اس کے بعد پیش آئے۔ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے چند ماہ بعد فلپ دوم نے بہتر سال کی عمر میں اسکوریل میں (جو اس کے عہد کی سب سے بڑی یادگار ہے اور بیک قصر خانقاہ اور مزار کا ایک مشترک نمونہ ہے انتقال کیا (۱۲ ستمبر ۱۵۹۸ء)۔ اگر فلپ زیادہ دانشمند ہوتا تو وہ نیدرلستان کی اطاعت کو برقرار رکھتا اور اُس کی نوآبادیات اور صنعت وحرفت سے فایدہ اُٹھاتا۔ وہ اپنے ملک کے وسایل وذرایع اور آئینی آزادیوں میں ترقی دیتا، اور امریکہ سے تجارت کرکے اس کو متمول بنا دیتا۔ ترکوں کے خلاف

صلح ورواں کے موقع پر یورپ کی حالت

اسلحہ استعمال کرسکتا، اور خود کو بحر روم کا مالک اور اسپین کو متحد و متمول بنا دیتا۔ لیکن زیادہ عظیم الشان تجاویز پر مصر رہنے کی وجہ سے وہ تباہی کے ساتھ ناکام رہا۔ کیتھولک ردعمل کی رہنمائی، اور اسپینی افضلیت کے اساس پر، وحدت کلیسا کے دوبارہ قیام کی کوشش برباد ہوگئی۔ آرمڈا کی شکست نے انگلستان کو اسپین اور روما دونوں سے بچا لیا۔ صوبہ جات متحدہ نے اپنی مذہبی آزادی حاصل کر لی تھی۔ اسی اثنا میں اسپین وسیع جد وجہد کے مسلسل مصارف سے خالی اور اندرون ملک آفت خیز مسلک کے قیام وتسلسل سے (دیکھو صفحہ ۳۳۸) نہایت سرعت کے ساتھ زوال پذیر تھا۔ فلپ کی موت کے بعد اس ملک کی شاہی نسل بہت جلد بگڑ گئی،

اسپین کا زوال

اور گھٹتی آبادی، صنعت و حرفت کے تعطل اور وسائل و ذرائع کی قلت کے باعث اس کو کنارہ کشی اختیار کرنے اور فوقیت کی کشمکش کو دوسروں کے حوالے کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

تاہم کیتھولک ردعمل جس کی روح رواں فلپ تھا، کامیابیوں سے معرا نہ تھا۔ اگر انگلستان، متحدہ ہندوستان اور سلطنت ہائے اسکینڈنیویا قطعی طور پر روما سے علیحدہ ہوگئے تھے تو اسپین اور اٹلی میں پروٹسٹنٹ مذہب کا کامل طور پر قلع قمع کیا گیا۔

کیتھولک ردعمل کامیابیاں

اور ۱۵۸۷ء میں سجمنڈ نے پولینڈ میں کیتھولک مذہب پھر قائم کر دیا۔ فرانس میں اگرچہ ہیوگینا ٹوں نے رواداری حاصل کی تھی تو وہ بقاپذیر نہ تھی، اور کیتھولک مذہب نہ صرف بادشاہ کو مسخر کرنے میں کامیاب ہوا بلکہ دوبارہ اس کو مملکت کے مذہب کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ جرمنی میں بھی وسط صدی سے پروٹسٹنٹ مذہب کی ترقی رک گئی تھی یسوعی فرقے نے اس وقت تک نہ صرف عوام میں تبلیغی اور تعلیمی کام کی بدولت، بلکہ روسا کے سلک پر بھی اپنا اثر مترتب کر دیا تھا۔ بویریا میں البرٹ سوم (۱۵۵۰ء تا ۱۵۷۹ء) نے پروٹسٹنٹوں کو نکال باہر کر دیا اور اپنی نوابی کو کیتھولک مذہب سے وابستہ کر دیا۔ ۱۵۷۶ء میں روڈالف دوم، آسٹریا کے اہم ترین علاقوں میں اپنے باپ میکسی ملین کا جانشین ہوا، اور شہنشاہ منتخب کیا گیا۔ میکسی ملین لوتھر کے مذہب کی جانب نیم مائل تھا۔ روڈالف جس نے اپنی ماں کے زیر اثر جو چارلس پنجم کی بیٹی تھی، اور مابعد دربار اسپین میں تعلیم پائی کٹر کیتھولک تھا۔ اس نے وائنا سے پروٹسٹنٹ مبلغین کو برطرف کر دیا اور سلطنت میں کیتھولک مسلک کی تائید کی۔ لوتھری اور کالوینی مذاہب کے مابین، جن کی سرکردگی علی الترتیب سیکسنی اور پلاٹینیٹ کے ایلکٹرس کر رہے تھے، رونما شدہ اختلافات بھی کیتھولک مذہب کے موافق تھے۔ ان حالات کے تحت صلح آگسبرگ کے متنازع فیہ فقرات پر جھگڑوں کا پیدا ہونا ناگزیر تھا (دیکھو صفحہ ۳۰۵۔۳۰۴)

۱۔ اس کے بھائی فردینڈ اور چارلس نے ٹائیرل اور اسٹائیریا حاصل کیا۔ فردینڈ دوم کے تحت یہ پھر آسٹریا سے خاص سے ملحق کر دئے گئے اور آسٹروی مقبوضات ناقابلِ تقسیم قرار دے کر حسبہ اعلان کیا گیا (۱۶۲۱ء)

کیتھولک فرقہ/مجلس (Diet) میں ماگڈیبرگ کے اسقف کی نشست کی حقیقت پر معترض تھا اور ۱۵۸۱ء میں گبہارڈ ٹرکس کو کولون الکٹری علاقے سے بھگا دیا گیا تھا، کیونکہ ان دونوں اعلیٰ پادریوں نے پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تھا۔

ان دونوں مذاہب کے متبعین کے مابین تعلقات روز بروز کشیدہ ہوتے گئے۔ سی سالہ جنگ دور سے آنکھیں دکھا رہی تھی، اور یہ ایک ایسی جنگ تھی جس میں پراٹسٹنٹ مذہب کو کامیابی حاصل کرنا تھا لیکن زاید از یک صدی کے لئے جرمن

جرمنی کی غیر منظم حالت

قومیت وحدت، اور تقریباً ساری جرمن خود مختاری کھو چکنے، نیز قومی خوشحالی اور ذہنی ترقی کو بے دست و پا بنا دینے کے بعد۔

یہ سچ ہے کہ فرانس اپنی چھتیس سالہ خانہ جنگیوں کی بدولت سخت مشکلات میں مبتلا ہو گیا، تجارت اور صنعت وحرفت تباہ ہو گئی، اور اُس کی مالیات پر سخت مشکلات آپڑیں۔

حالات فرانس

اُس کے نظام نظم ونسق کی زر پرستی میں اضافہ ہو گیا۔ مجلس طبقات اور پارلیمان اور حیات دستوری کے نمایندے اعتماد کھو چکے تھے، اول الذکر اپنے کسی وقت کے انتہا پسند خیالات کی وجہ سے، اور دونوں جمعیتوں کی ماتحتی اختیار کرنے کی وجہ سے، بے اعتماد ہو چکے تھے۔ خانہ جنگیوں کے دوران میں اور ہنری چہارم کی جانب سے اُن کی مخالفت مول لینے کے نظام کی بدولت، امرا کے اقتدار اور اُن کی ذاتی اہمیت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ کالوینیت کی ترقی کے ساتھ ساتھ وفاقی جمہوریت کی خواہش بھی ترقی پذیر تھی۔ یہ تمام امور خانہ جنگیوں کے نتائج تھے۔ تاہم ان سب خانگی نفاق وشقاق اور منافرتوں سے فائدہ پہنچا تو شاہی اقتدار و اعزاز کو۔ وہ ہنری ہی تھا جس نے بالآخر اپنے ملک کو امن وامان بخشا

تجدید اختیارات شاہی

اور اپنی رعایا کو احسان مند بنایا۔ وہی تھا جس کو ان خرابیوں سے جن میں حیات آئینی کے اعضا مبتلا تھے، اور اپنی رعایا کے نفاق وشقاق سے زیادہ فائدہ پہنچا۔ اُمرا واقعی خطرناک تھے، لیکن ہنری چہارم اُن کی سازشوں کو شکست دینے میں کامیاب رہا۔ اس کے لائق وزیر سلی نے اگرچہ وہ متکبر اور خود بیں تھا، مالیات کی تنظیم جدید کی اور رواج یافتہ زر پرستی اور

خرابیوں کے انسداد میں بھی کچھ کامیابی حاصل کی۔ ملک کی عود کرانے والی حیرت ناک طاقتیں اُس کی مدد کے لئے آگے بڑھیں۔ اور فرانس نے اپنے اولوالعزم بادشاہ کی دانشمندانہ لیکن کسی قدر خود غرضانہ حکومت میں اقوام یورپ میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کرلیا اگر ہنری زیادہ دن زندہ رہتا یا ایک قابل بیٹا اس کا جانشین ہوتا تو غالباً سی سالہ جنگ نہ ہوتی یا جلد ختم ہو جاتی۔ ممکن تھا کہ خاندان ہیپسبرگ ملیامیٹ ہو جاتا، اور فرانس یورپ میں ایک خطرناک تفوق حاصل کرلیتا۔ سنہ ۱۶۱۰ء میں ہنری چہارم کے قتل نے اس کو صورت پذیر ہونے نہ دیا۔ فرانس اُس کی موت کے بعد ایک کمزور اقلیت اور ایک آفت رسیدہ ریجنسی کا شکار بن گیا، اور یورپ کو لوئی چہاردہم کے عہد حکومت تک فرانسیسی تفوق واقتدار سے خائف ہونے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

تعلیق طبع ہفتم

اس طبع میں میں نے چند اصلاحیں کی ہیں، اور جو اصلاحیں اصل کتاب میں نہیں ہو سکتی تھیں، انھیں ضمیمۂ چہارم میں رکھا ہے۔

فہرست نقشہ جات

اس سلسلہ کتب کے مدیر (یا مولف) نے طوالت کے متعلق مجھ پر جو قیود عائد کی ہیں ان سے میں مجبور ہوا کہ ذیل کے دو متبادلات میں سے کسی ایک کو اختیار کروں۔ یا تو مجھے اس پر قناعت کرنا پڑتا کہ یورپ کے اس دور کی مکمل تاریخ کا ایک نہایت ہی سرسری خاکہ کھینچ دوں یا کسی اصول انتخاب پر عمل کروں۔

مسٹر لاج نے اپنی "تاریخ جدید یورپ" میں جس کام کو عمدگی کے ساتھ انجام دیا ہے اسی کا اعادہ نامناسب سمجھ کر میں نے دوسرے متبادل کو اختیار کیا ہے اور اپنے موضوع کو صرف مغربی یورپ کی زیادہ عظیم الشان دول تک محدود رکھا۔

اس قسم کا انتخاب چنداں نامناسب نہیں ہے، کیونکہ انھی دول کے مسلط ہونے کی کشمکش ہے جو تمام دوسرے مسائل کے تحت ہے، جو ہر تحریک پر (حتیٰ کہ مذہبی تحریکات تک) بھی اثر انداز ہوتی اور تاریخ عالم کے اس ذوی الجہات اور پیچیدہ دور میں یکسانی پیدا کر دیتی ہے۔

لہٰذا یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے اس میں انگلستان اور شمالی و مشرقی یورپ کے امور کا حوالہ نہ پائیں گے، بجز اس حد تک کے جہاں کہ ان کا خارجی مسلک اس عظیم پیکار پر اثر انداز ہوتا ہے۔

مسٹر آرمسٹرانگ خاص کر تاریخ اسپین کے امور میں امداد دینے کے باعث اور مسٹر فلیچر، چھاپے کی تصحیح کی اور اپنی مشفقانہ تنقید کے سبب سے میرے بہترین شکریے کے مستحق ہیں۔

آکسفورڈ۔ مئی ۱۸۹۷ء
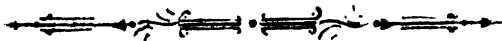
دیباچہ طبع چہارم

میں اپنے ناقدین اور خصوصاً مسٹر آرمسٹرانگ اور مسٹر فاونگ ہام کا متعدد کارآمد مشوروں کے معاوضہ میں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آکسفورڈ۔ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

ضمیمۂ اوّل

پندرھویں اور سولھویں صدیوں میں فرانسیسی دستور

مقابلہ کیجئے:—

گاسکے: فرانس کے سیاسی و معاشری ادارات (Institutions Politiques et Sociales de la France)

شیروئل: ادارات فرانس کا تاریخی لغت (Dictionnaire Historique des Institutions de la France)

۱۔ مرکزی نظم و نسق | مجلس شاہی یا مجلس مملکت۔ ملک کی اعلیٰ عاملانہ مجلس۔ مجلس اعلیٰ کی تنظیم کے وقت تک مذکورہ مجلس اپنے احکام انتظامی کے ذریعہ سے وضع قوانین کے اختیارات، نیز عدالتی اختیارات عمل میں لاتی تھی

(۱)۔ بعض اوقات ذی اقتدار عدالتوں کے آخری مرافعات کی سماعت کرتی تھی۔

(۲) مفاد عامہ کے مقدمات دوسری عدالتوں سے اپنے وہاں طلب کر لیتی تھی۔

(۳)۔ سرکاری عہدہ داروں کے خلاف شکایات کی سماعت کرتی تھی۔ یہ عدالتی اختیارات

بعد میں ادارات ذیل کو سپرد کئے گئے۔

(الف) مجلس اعلیٰ — اس کی تنظیم مختتم طور پر ۱۴۹۷ء میں اس غرض سے ہوئی کہ دوسری ذی اقتدار عدالتوں کے تنازعہ فیہ حدود و اختیارات کے جو مسایل پیدا ہوں ان کا تصفیہ کرے مگر اسے زیادہ اہمیت کبھی نہیں حاصل ہوئی۔ اس کی ترکیب سپہ سالار، چانسلر، شہزادگان اور عہدہ داران مملکت سے ہوتی تھی۔

(ب) مجلس خاص یا فریقوں کی مجلس — یہ مجلس مذکورہ کی ایک عدالتی ذیلی مجلس تھی جو سترھویں صدی میں قائم ہوئی۔

مجلس شاہی کے تحت محرروں (امرائے عرض) کا ایک گروہ مختلف محکمہ جاتی مجلسوں کا کام کرتا تھا مثلاً محکمۂ جنگ، محکمۂ مال۔

۲۔ عدالتہائے مرکزی

(الف) پیرس کی پارلیمنٹ — ملک کی مرکزی عدالت ہے جو تمام ماتحت عدالتوں سے مرافعات کے سننے میں مجلس اعلیٰ کی شریک ہے۔

یہ عدالت

(۱) احکام نظربندی یا احکام امتناعی بھی جاری کرتی تھی (۲) تمام شاہی احکام، معاہدات صلح اور دوسرے سرکاری دستاویزوں کی رجسٹری کرتی تھی اور لوئی یازدھم کے عہد سے رجسٹری نہ کرنے کے حق کی بھی دعویدار تھی، یہ حق بتدریج حق امتناع تک پہنچ گیا لیکن بادشاہ اس کے حق امتناع کو اس طرح مغلوب کر دے سکتا تھا کہ ایک جلسۂ عدالت منعقد کرے یعنی پارلیمنٹ کو امرائے فرانس اور عہدہ دارانِ مملکت کے سامنے باقاعدہ جمعیت میں طلب کرے اور اسے رجسٹری کا حکم دے۔

اس کے ارکان مادام الحیات عہدہ دار ہوتے تھے اور لوئی یازدھم کے

عہد سے ایسا ہوا کہ وہ اس وقت تک ناقابلِ علیحدگی ہوتے جب تک کہ وہ کسی تعزیری جرم میں سزایاب نہ ہوں۔ چونکہ رکنیت عام طور پر بادشاہ سے خرید لی جاتی تھی اس لئے وہ قابل فروخت ہوگئی اور ہنری چہارم کے عہد کے بعد عملاً موروثی ہوگئی۔

پارلیمنٹ پانچ عدالتوں میں منقسم تھی،

(۱) ایوانِ اعظم	یہ ایوان زیادہ اہمیت رکھنے والے تمام مرافعات کی اور ان مقدمات کی جن کا تعلق امرا سے ہوتا تھا سماعت کرتا تھا نیز

غداری کے مقدمات اور شاہی عہدہ داروں اور پارلیمنٹ کے ارکان کے خلاف فوجداری کے الزامات کی سماعت کرتا تھا۔

(۲)۔ ایوان عرض	چھوٹے چھوٹے مقدمات کا ابتدائی فیصلہ کرتا تھا۔
(۳)۔ ایوان تحقیق	چھوٹے چھوٹے مرافعات کی سماعت کرتا اور ایوانِ اعلیٰ کے لئے زیادہ اہم مرافعات طیار کرتا تھا۔
(۴)۔ ایوان فوجداری	کم اہمیت کے مقدمات فوجداری کی سماعت کرتا تھا۔
(۵)۔ ایوان احکام	یہ ایوان ۱۵۹۸ء کے فرمان نینٹس کے بعد اس غرض سے قائم کیا گیا کہ کیتھولکوں اور ہیوگوناٹوں کے مقدمات کا فیصلہ کرے

ججوں میں ایک یا دو کا پروٹسٹنٹ ہونا ضروری تھا۔

(ب)۔ ایوان محاسبی	شاہی مملکت سے متعلقہ تمام مالی معاملات پر اختیار عمل میں لاتا تھا۔ ناظموں کے حسابات کی تنقیح کرتا تھا، شاہی مملکت سے متعلقہ

فرامین کی رجسٹری کرتا تھا اور مستاجرانِ خاص کی وفاداری و اطاعت شعاری کا اندراج کرتا تھا اس کے اختیارات دیوانی کے تھے فوجداری کے نہیں تھے۔

ج۔ عدالتِ امداد	محاصل سے متعلقہ مقدمات میں دیوانی اور فوجداری کے اختیارات

عمل میں لاتی اور ان تحصیلداروں کے حسابات کی تنقیح کرتی جو راست محصول جمع کرتے تھے۔

۳۔ مقامی انصاف و نظم و نسق

صوبجاتی پارلیمنٹیں اپنے حدود رقبہ جاتی کے اندر وہی اقتدار عمل میں لاتی تھیں جو پیرس کی پارلیمنٹ عمل میں لاتی تھی۔ یہ پارلیمنٹیں پندرھویں صدی میں حسب ذیل مقامات پر تھیں۔

تولوس	برائے صوبہ	لانگ دوک	مجریہ ۱۴۴۳ء
گرنیویل	"	وافینی	" ۱۴۵۴ء
بوردو	"	گینی	" ۱۴۶۲ء
ویجون	"	برگنڈی	" ۱۴۷۷ء

سولھویں صدی میں حسب ذیل پارلیمنٹوں کا اضافہ ہوا:۔

ایکس	برائے	پراونس	سنہ ۱۵۰۱ء
روئین	"	نارمنڈی	سنہ ۱۵۱۵ء
وینیس	"	بریٹنی	سنہ ۱۵۵۳ء

بعد میں پانچ کا اضافہ ہوا۔

پو	برائے	بیرن	سنہ ۱۶۲۰ء
متنز	"	سہ اسقفیان	سنہ ۱۶۲۳ء
دوئے	"	فلینڈرز	سنہ ۱۶۸۶ء
بیزانسون	"	فرانش کونتی	سنہ ۱۶۷۶ء
نینسی	"	لورین	سنہ ۱۷۶۹ء

ان میں اکثر صوبوں میں ان کے اپنے ایوان محاسبی اور عدالت امداد تھی۔

(۲)۔ ناظمان (اور ان کے ماتحت منصف)

(الف) شاہی علاقوں کے محاصل جمع کرتے تھے۔ (اور تحصیلدار باقاعدہ راست

محاصل جمع کرتے تھے)
(ب) چھوٹے چھوٹے مقدمات کی سماعت کرتے تھے ۔
(ج) اپنے حدود نظامت کے ملکی و فوجی معاملات کا انتظام کرتے تھے۔ ان کے حدود اختیارات پارلیمنٹوں کے تابع تھے اور ان کے مالی حساب عدالتہائے محاسبی کے تحت تھے اور تحصیلداروں کے حساب کی تنقیح عدالت امداد کرتی تھی ۔
لیکن فرانسس اول نے نئے عہدہ دار مقرر کئے یعنی دیوانی و فوجداری کے نائب اور سنہ ۱۵۶۰ء کے حکم کے بموجب ناظموں کے عدالتی فرائض ان کی جانب منتقل کر دیئے گئے۔ اس تاریخ کے بعد سے ناظموں کی اہمیت برابر زوال پذیر ہوتی گئی خاص کر جب رشلو نے قطعی طور پر صوبہ دار مقرر کر دئے ۔
فرانسس اول نے سرحدی صوبوں میں بارہ لفٹننٹ جنرل بھی مقرر کئے ۔ خانہ جنگی کے زمانے میں یہ صدر نائبان اکثر صوبوں میں مقرر ہو گئے اور اب کہ یہ نائب والی کہے جانے لگے تھے انھوں نے اپنے کو اس قدر طاقتور بنا لیا گویا بالکل بادشاہ ہو گئے۔ ہنری چہارم نے ان والیوں کو اپنا جانبدار بنا لینے کی سعی کی مگر رشلو کے زمانے تک ان کا اقتدار قطعی طور پر مغلوب نہیں ہوا۔
(۳) سنہ ۱۵۵۱ء میں ہنری دوم نے پارلیمنٹوں اور ناظموں کی عدالتوں کے درمیان صدر عدالتیں مقرر کیں ۔
(۴) امرا نے اب بھی اپنی جاگیری عدالتیں قائم رکھیں مگر ناظم ان عدالتوں پر رقیبانہ نظر رکھتے تھے اور اس لئے یہ عدالتیں اب امیر اور اس کے ماتحتوں کے معاملات تک محدود ہو گئی تھیں ۔
قصبوں کو بلدی حکومت حاصل تھی اور یہ بلدی حکومت بہت مختلف النوع تھی مگر علی العموم ایک جمعیت عام پر مشتمل ہوتی تھی جو ایک مجلس بلدیہ کا انتخاب کرتی تھی اور پھر یہ مجلس بلدیہ اپنی باری میں ایک بلدیہ کا انتخاب کرتی تھی جو میر بلدا ور شیرفوں پر مشتمل ہوتی تھی ۔ پیرس میں منصف امور تجارت نے میر بلد کی جگہ لے لی تھی۔ لیکن انتخاب کا حق یوماً فیوماً زیادہ خیالی ہوتا گیا ۔ عہدہ دار بالعموم تاج کی جانب سے نامزد ہوتے اور اکثر بعوض نقد۔ قصبوں کی بھی عدالتیں ہوتی تھیں مگر ان کے

عدالتی اختیارات ہمیشہ محدود رہے اور انجام کار ین نکال لئے گئے۔
لیکن، پیرس میں ایک مختص عدالت تھی یہ منصف پیرس کے تحت عدالت شرطہ تھی (منصف پیرس کو منصف امور تجارت سے ممیز سمجھنا چاہئے) منصف پیرس کے اوپر ناظم نہیں ہوتے تھے۔ وہ شہر کی کوتوالی کا انتظام کرتا تھا اور قصبہ و ضلع کی جاگیری عدالتوں کے مرافعے کی سماعت کرتا اور ان مقدمات کی بھی سماعت کرتا جو مخصوص طور پر عدالت شرطہ کے لئے محفوظ ہوتے تھے، مثلاً وراثت املاک وغیرہ کے مقدمات۔

مجلس طبقات یہ مجلس تین ایوانوں پر مشتمل ہوتی تھی اور اس میں امرا، پادری، اور طبقۂ سوم تین مدارج کے نائبین شامل ہوتے تھے۔

طریقۂ انتخاب معینہ دن پر امرا، پادری اور اہل شہر حلقۂ ناظم کے خاص قصبے میں جمع ہوتے تھے۔

امرا اور پادری راست انتخاب سے۔ امرا اور پادری اپنی درخواستیں مرتب کرتے اور اپنے نائبین جدا جدا منتخب کرتے تھے۔
طبقۂ سوم دوسرے انتخاب کے ذریعے سے۔ اہل قبضہ انتخاب کنندگان کی ایک جماعت کو منتخب کرتے اور یہ انتخاب کنندگان درخواست مرتب کرتے اور نائب کا انتخاب کرتے تھے۔
۱۴۸۴ء کے بعد دیہات کے کاشتکاروں نے انتخابی جماعت کے انتخاب میں حصہ لیا۔
بعض صوبوں میں ایک دوسرا طریق رائج تھا۔ چنانچہ لانگ دوک اور شامپین میں تینوں طبقات اپنے نائبین کا مشترک انتخاب کرتے تھے۔ بریٹنی میں ایک طبقے کے نمایندے دوسرے دو طبقوں کی جانب سے منتخب ہوتے تھے۔

طریق کار مجلس طبقات کے جمع ہونے پر ہر سہ طبقات ایک شاہی اجلاس میں طلب ہوتے تھے جس میں اس طلبی کے وجوہ بیان ہوتے تھے۔
پھر طبقات جدا جدا ہو جاتے تھے اور ہر طبقہ اپنی عام درخواست کے علیحدہ مرتب کرنے کی کارروائی کرتا تھا۔ تینوں درخواستوں کے بادشاہ کے حضور میں پیش ہو چکنے کے بعد مجلس طبقات برطرف کر دی جاتی تھی۔

اختیارات — ابتداءً مجلس طبقات کی طلبی بحث مباحثہ کے لئے نہیں ہوتی تھی بلکہ بادشاہ کی مرضی کے سننے اور شکایتوں کے پیش کرنے کے لئے ہوتی تھی۔

یہ درخواستیں گرانقدر ہوتی تھیں کیونکہ مجلس طبقات اگرچہ بادشاہ کا جواب موصول ہوئے بغیر برطرف کر دی جاتی تھی مگر یہ درخواستیں اکثر شاہی احکام کی بنا ہوتی تھیں۔ مختلف اوقات میں مجلس طبقات نے انھیں اختیارات کے حاصل کرنے کی سعی کی جو انجام کار میں انگریزی پارلیمنٹ کو حاصل ہوئے :-

۱- بکثرت وباقاعدہ اجلاس۔

۲- ان کی درخواستوں کا جواب دیا جانا۔

۳- محصول و حکمت عملی پر اقتدار

۴- وزرا کا تقرر یا کم از کم یہ کہ (اپنے روبرو) ان کی ذمہ داری۔

لیکن، نمایاں کوششوں اور خاص کر ۱۳۵۵-۵۸ء، ۱۴۸۴ء، (صفحہ ۲۶۸) ۱۵۶۰ء (صفحہ ۴۹۵ و ۴۹۶) ۱۵۸۸ء (صفحہ ۵۰۵) کی کوششوں کے باوجود مجلس طبقات اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکی اور ۱۶۱۴ء کے بعد ۱۷۸۹ء تک اس کی طلبی ہی نہیں ہوئی۔

مجلس طبقات کی ناکامی کے اسباب بعض اوقات یہ کہا گیا ہے کہ مجلس طبقات فرانس کی نمایندگی نہیں کرتی تھی۔ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ باعتبار عدم ارتباط تقسیمہائے طبقاتی، فقدان حکومت مقامی، یہ فرانس کی بہت خوب نمایندگی کرتی تھی۔ پندرھویں اور سولھویں صدیوں کے حالات بھی حسب خواہ نہیں تھے۔ اس زمانے میں جنگ صد سالہ اور جنگہائے مذہبی نے فرانس کے لوگوں کو بادشاہ پر بھروسہ کرنے کی جانب مائل کر دیا تھا۔ جاگیری امرا کے امتیازات نے اعلیٰ اور ادنیٰ طبقات کے درمیان ہر طرح کے اتحاد کو روک دیا تھا، اور دفتریت کو یہ موقع دیدیا تھا کہ وہ ایسی قوت حاصل کر لے جسے بعد کو مغلوب کرنا ناممکن ہو جائے۔

لہٰذا، ناکامی کے اسباب کو سلسلہ وار اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے :-

(۱) تین ایوانوں کی موجودگی اتحاد میں حارج ہوگئی تھی خاص کر اس وجہ سے کہ یہ ایوان طبقاتی تقسیموں کی نمایندگی کرتے تھے اور یہ تقسیمیں بہت گہری تھیں۔ امرا کی

ایک ذات تھی جس کا انحصار رشتۂ خون پر تھا اور کلیسا کے اعلیٰ عہدے بھی ان امراہی سے پُر ہوتے تھے۔

۲۔ قصباتی شرفا کا کوئی ایسا طبقہ جیسا انگلستان میں تھا یہاں نہیں تھا کہ اس سے صوبوں کے نائبوں کا انتخاب ہوسکے اور وہ وار العوام کے اندر اہل شہر سے منفق ہو جائیں۔

۳۔ طبقۂ سوم کے نائبوں میں شاہی عہدہ دار جس قدر منتخب ہو جاتے تھے ان کی تعداد بالعموم بہت زیادہ ہوتی تھی۔

(۴) اور لیان کی مجلس طبقات (۱۴۴۳ء) نے احکام جنداِرمہ کے ذریعے سے ایک مستقل فوج قایم کردی، اور اس سے یہ سمجھا گیا کہ اس نے ایک مستقل محصول (لگان شاہی) بادشاہ کے لئے منظور کرلیا ہے اور متعدد احتجاجوں کے باوجود بعد میں یہ محصول بادشاہ کی مرضی سے بڑھا دیا گیا تھا۔

(۵) چونکہ امرا اور پادری اس محصول امداد سے مستثنیٰ تھے لہذا ان دو طبقوں کے نائبین رقم پر اقتدار حاصل کرنے کی کوشش میں طبقۂ سوم کی تائید نہیں کرتے تھے۔ (اول الذکر طبقہ اس وجہ سے مستثنیٰ تھا کہ وہ جاگیری صف میں خدمت کرتا تھا اور ثانی الذکر اس وجہ سے کہ اسے قسیسانہ امتیازات حاصل تھے) اس طرح رقم کا اقتدار مجلس طبقات کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

(۶)۔ انگلستان کے صوبوں کے مانند کوئی پرزور مقامی حکومت نہیں تھی۔ اصل اختیارات شاہی عہدہ داروں یعنی ناظموں اور بعد میں صوبہ داروں کے ہاتھوں میں تھے۔

صوبجاتی طبقات یہ صحیح ہے ابتداءً فرانس کے تمام صوبوں میں صوبجاتی طبقات تھے جو تین مدارج پر مشتمل ہوتے تھے۔

(۱) متعدد صوبوں میں ان کی تخلیق مصنوعی تھی۔

(۲) ان میں بھی انھیں طبقاتی تقسیموں کی وجہ سے کمزوری آگئی تھی جن تقسیموں کی وجہ سے مجلس طبقات میں کمزوری آگئی تھی۔

چنانچہ پندرھویں صدی کے بعد متعدد صوبوں کے طبقات زایل ہوگئے اور

آخرالامر لوئی چہار دہم کے بعد صرف چار صوبوں میں یہ طبقات باقی رہے اور ان طبقات کو بھی امداو کی تشخیص سے زاید بہت کم کچھ اختیار حاصل تھا۔

کلیسا کلیسا کی عدالت ومجلس حسب ذیل تھی۔

(۱) کلیسائی عدالتیں یورپ کے دیگر مقامات کی طرح ان عدالتوں نے بھی اپنے حدود واختیارات کو بہت وسیع کرنے کی سعی کی تھی اوران حدود میں وہ نہ صرف پادریوں کو بلکہ عام لوگوں کو بھی لینا چاہتے تھے لیکن پندرھویں صدی کے اختتام تک ان کے اختیارات پادریوں اور غیر پادریوں کے ان جرائم تک محدود ہوگئے تھے جو اخلاق وقانون ومسلمات کلیسا کے خلاف ہوں جن معاملات کا تعلق مناکحت اور مرض الموت سے ہو یعنی طلاق و وصیت وغیرہ۔ کلیسائی عدالتیں اگر دنیاوی حدود واختیارات میں کسی طرح پر دخل دینے کی سعی کرتی تھیں توان کے خلاف مرافعہ کیا جاتا اور یہ مرافعہ پیرس کی پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہوتا تھا۔

(۲) کلیسائی جمعیتیں سولھویں صدی اوراس کے بعد ان جمعیتوں میں پادری تاج کے لئے پیشکش منظور کرتے تھے۔

تاج اور پوپ کے ساتھ کلیسا کے تعلقات کی مزید تحدید وتعریف بورژ کے شہنشاہی حکم اور بولون کے پاپائی معاہدے کے ذریعے سے کردی گئی تھی۔

محصول

پندرھویں اورسولھویں صدیوں میں مداخل وسائل ذیل سے حاصل ہوتے تھے۔

۱۔ املاک صرفخاص

(الف) جاگیری تعدیہ

(ب) عدالتی آمدنی

(ج) حقوق متعلقہ بادشاہ بہ حیثیت فرمانروا، مثلاً لاوارث غیر ملکیوں اور تمام ناجائز اولاد کی جایداد کی وراثت، املاک مردہ

کے عطیات کے جرمانے۔

(۲)۔ راست محاصل۔

(۱) بادشاہی لگان جو دو قسموں کا تھا۔

(الف) صوبجات مجالسی میں عام طور پر ایک محصول تھا جو زمین کی قیمت پر لگایا جاتا تھا اور جس کی باقاعدہ تشخیص صوبے کی جمعیت کے احکام کے تحت ہوتی تھی۔

(ب) فرانس کے دوسرے حصص (یعنی صوبجات غیر مجالسی) میں ایک محصول تھا جو شخص آمدنی پر لگایا جاتا تھا خواہ کسی ذریعے سے حاصل ہو، اور اس کی تشخیص نہایت ہی خود رایانہ طور پر تحصیلدار کرتے تھے جو عدالت محاسبی کے روبرو ذمہ دار تھے۔ وہ امرا جو فوجی خدمت انجام دیتے تھے، پادری، جامعات کے طلبہ، شاہی عہدہ دار اور بلدی ارباب اقتدار شاہی لگان سے مستثنیٰ تھے۔ اس طرح عملاً محصول نیچے کے طبقے والوں پر عاید ہوتا تھا۔

(۲) پیشکش۔ یہ پادریوں پر وہ محصول تھا جس کی منظوری کلیسائی جمعیتوں سے ہوتی تھی۔

(۳)۔ بالواسطہ محاصل

(۱) امداد۔ اشیائے خوردنی، شراب اور دوسری چیزوں پر جو محصول عاید کیا جاتا تھا۔

(۲) محصول نمک۔ نمک شاہی اجارہ تھا اور ہر خاندان پر لازم تھا کہ اپنے ہر رکن کے لئے جو آٹھ سال سے زائد عمر کا ہو ایک معینہ مقدار نمک کی خریدے قیمت بہت زیادہ تھی مگر مختلف صوبوں میں مختلف تھی اور اسی طرح مقدار خریداری بھی مختلف تھی۔

(۳) کروڑگیری۔ ہر صوبے کی سرحدوں پر۔ آخر ایام میں کروڑگیری اس قدر سخت ہوگئی تھی کہ پیرس تک پہنچتے پہنچتے شراب کے ایک پیپے پر اس کی پوری قیمت کے برابر چنگی عاید ہو جاتی تھی۔

(۴) عہدوں کی فروخت۔ سولھویں صدی کے آخر تک شاید ہی کوئی شاہی عہدہ ایسا رہا ہو جس کی فروخت نہ ہوتی ہو۔

امداد، محصول نمک اور کروڑگیری اجارتی محصلوں کے ہاتھوں میں تھے جو بہت جبر کرتے تھے

پندرھویں اور سولھویں صدیوں میں فلورنس کا دستور

(۱) مبنی بر نظم انجمنہا (از ۱۲۸۲ء) مقابلہ کیجئے، فان ریموںٹ؛ لورنزو دی مدیچی (Lorenzo de Medici) جلد اول صفحات ۱۹ و ۶۷، ولاری؛ فلورنس (Florence) صفحہ ۳۱۲۔

سات فنون کبریٰ۔

چودہ فنون صغریٰ۔

ہر ایک کے ساتھ اس کی مجلس، اس کے قنصل اور نائب قنصل۔ قابل انتخاب شہریوں کی تعداد پانچ ہزار منجملہ ایک لاکھ۔

۲۔ جماعت عاملہ حلقۂ مرکب از سینوریہ و رفقائے ثلاثہ کبریٰ۔

سینوریہ کا تقرر دو ماہ کے لئے ہوتا تھا۔ اس کے ارکان سرکاری محل میں سرکاری خرچ سے رہتے تھے (اور باستثنائے معتمد و چانسلر کسی کو کچھ تنخواہ نہیں ملتی تھی)۔

اختیارات:-

(الف) بدائت وضع قوانین
(ب) اعلیٰ عاملانہ اختیار
(ج) پارلیمنٹ کے طلب کرنے کا حق

ارکان :- علم بردار عدل (اولاً قائم شدہ ۱۲۹۳ء) ۔ اس کا پینتالیس کی عمر کا ہونا اور فنون کبرٰی میں سے کسی ایک فن کا رکن ہونا لازمی تھا ۔ وہ تمام مجالس کی صدارت کرتا تھا اور فوج محافظ ملک کو طلب کر سکتا تھا ۔ اولاً اس کا انتخاب مجالس کی طرف سے ہوتا تھا مگر بعد میں قرعے کے ذریعے سے اس کا تقرر ہونے لگا مقابلہ کیجئے بیان مابعد ۔

(ب) ۔ آٹھ موقتی صدر (مقدمین) شہر کے ہر حصے (محلّے) سے دو (ابتداً) ان کا انتخاب فنون کی طرف سے ہوتا تھا ۔ ان کا تیس برس کی عمر کا ہونا اور کسی انجمن کا رکن ہونا ضروری تھا ۔ (۱۳۴۵ء سے چھ فنون کبریٰ سے اور دو فنون صغریٰ سے) ۔ ہر رکن تین یوم علم بردار کے ساتھ صدارت کرتا تھا اور جس تجویز کے قبول کرنے سے علم بردار انکار کرے اسے رائے کے لئے پیش کر سکتا تھا ۔ (ضابطہ دار)

(۲) رفقاء :-

(الف) بارہ اصحاب خیر (نو فنونِ کبریٰ سے اور تین فنونِ صغریٰ سے) ۔ یہ لوگ مجلس خاص کی حیثیت سے اور سینوریہ پر روک کے طور پر کام کرتے تھے ۔

(ب) سولہ دستہائے محافظ ملک میں سے سولہ علم بردار (چار شہر کے ہر حصے سے) اور یہ سب رئیس عوام کے تحت ہوتے تھے ۔

(ج) مقدمین کے نو اسیسر ۔

استثنا :- روساء پاپا ویہ ۔ ان لوگوں کا تقرر ۱۲۹۶ء میں حامیان شہنشاہ کے بالمقابل شہر کے تحفظ کے لئے ہوا تھا مگر خطرے کے دفع ہو جانے کے بہت دنوں بعد تک وہ برقرار رہے ۔ ان کی تعداد تین سے نو تک ہوتی تھی ۔ دو مہینے کے لئے ان کا انتخاب ہوتا تھا اور ان کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ جو حامیانِ شہنشاہ جلا وطن کر دیے جائیں یا مجرم قرار دیے جائیں ان کی ضبط شدہ

جائداد کی آمدنی کا انتظام کریں اور چونکہ یہ رقمیں کثیر ہوتی تھیں اس لئے روسا نے قلعوں، مدافعتوں، اور سرکاری عمارتوں کی درستی و قیام کا ذمہ لیا۔

۱۳۵۸ء کے قانون کے بموجب روسا، کے روبرو علانیہ یا خفیہ ان تمام لوگوں پر جو عہدے پر فائز رہے ہوں یہ الزام عائد کیا جاسکتا تھا کہ وہ واقعی حامیان پوپ میں سے نہیں ہیں۔ مدافعت کے گواہوں کی اجازت نہیں تھی، اور اگر چھ قابل استناد گواہوں کے ذریعے سے الزام کی تائید ہو جائے تو مجرم کو جرمانہ یا موت کی سزا دی جاسکتی تھی اور مرافعہ نہیں ہوسکتا تھا۔

لیکن چودھویں صدی کے آخر تک اس ظالمانہ طریق کی قوت ایک حد تک باطل ہوگئی تھی۔

(۳) غیر ملکی معاملات حسب ذیل ہاتھوں میں تھے:۔

(۱) عشرۂ جنگ۔ جسے بعد میں عشرۂ آزادی وامن کہنے لگے تھے۔ اس کا تقرر اولاً ۱۴۲۳ء میں ہوا۔

(۲) وہ مجلسیں جو معاملات خارجی سے متعلقہ مسودات قوانین پر قبل ازیں غور کرتی تھیں کہ وہ معمولی مجالس میں بھیجے جائیں۔

(الف) مجلس دو صدہ، یہ وہ دو سو اشخاص تھے جو مملکت کے بلندترین عہدوں پر فائز رہے ہوں۔

(ب) ایک سو اکتیس کی مجلس ۱۳۱ اشخاص (سینوریہ حامی پوپ فریق کے روسا، دس امرائے عسکر، مجالس اہل حرفہ گلڈ ون کے نمایندے، اور اڑتالیس شہری)

(۴) ۱۳۲۸ء کے بعد وضع قوانین:۔

(الف) جو قانون حلقہ سے منظور ہو جاتا تھا وہ ادارات ذیل کے پاس جاتا تھا:۔

(۱)۔ رئیس عوام کی دونوں مجلسوں۔

(الف) مجلس اعتماد یا مجلس صدہ۔

سو گلڈوں کے عہدہ دار، جنھیں بعض اوقات سینات کہتے تھے، اکثر اس کا لحاظ

نہیں کیا جاتا تھا مقابلہ کیجئے ناروی جلد اول صفحہ ۴ (ب)۔ سمنا دس: "دورِ خود مختاران" (Age of Despots) صفحہ ۵۳۰۔

(ب) مجلس عوام، ابتداءً تین سو فنونِ اعلیٰ سے منتخب ہوتے تھے، بعد میں دوسرے فنون سے بھی منتخب ہونے لگے، ہر چوتھے مہینے ان کی تجدید ہوتی تھی۔

(۴) امیری دونوں مجلسیں

(الف) نوے اشخاص کی ایک خاص مجلس

(ب) وسیع تر مجلس امیر یا مجلس کمیون۔ تخمیناً تین سو اشخاص۔ اس میں منصفان اور قانونی عہدہ داران شامل ہوتے تھے۔ (اور اس لئے امراء کیونکہ امراء ان عہدوں پر فائز ہو سکتے تھے) نیز عوام اس کی تجدید ہر چوتھے مہینے ہوتی تھی۔

آخر امر یہ ہے کہ جو قانون ان مجالس میں منظور ہو جاتا تھا وہ ان سب کی مجلس عام میں پیش ہوتا تھا۔

سینوریہ اور رفقا بہ حیثیت عہدہ ان مجالس کے ارکان ہوا کرتے تھے۔

طریق رائے وہی ہے بذریعۂ خفیہ رائے وہی۔ سیاہ اور سفید مٹر۔ سیاہ کا مفہوم مثبت اور سفید کا مفہوم منفی ہوتا تھا۔ کسی مسئلے کے منظور ہو جانے کے لئے دو ثلث سیاہ مٹروں کی ضرورت ہوتی تھی۔

(Tenere le fave or il Partito) = رائے منفی، مخالفت میں رائے دینا

(Rendere le fave or il Partito) = رائے مثبت موافقت میں رائے دینا

(L' autorita dei sei fave) - $\frac{6}{9}$ کی کثرت سینوریہ میں (نو میں سے چھ) دو تہائی کی اکثریت کا فیصلہ۔

(Il Piu della fave) = $\frac{2}{3}$ آزاد۔ دو تہائی آرا کی کثرت

(۵)۔ عدل

(۱) عدالت رئیس عوام۔ یہ ایک تنخواہ دار عہدہ دار ہوتا تھا، اس کا کوئی غیر ملکی امیر اور اہل قانون سے ہونا ضروری تھا۔ اسے فوجداری کے سرسری اختیارات حاصل ہوتے تھے خاص کر ادنیٰ طبقات پر۔

(۲) عدالت امیر۔ ایک تنخواہ دار عہدہ دار ہوتا تھا۔ اس کا غیر ملکی (اطالوی) امیر اور

اہلِ قانون سے ہونا ضروری تھا، وہ فوجداری اور دیوانی کے اعلیٰ اختیارات عمل میں لاتا تھا۔

(۳) عامل انصاف۔ ایک تنخواہ دار عہدہ دار ہوتا تھا، اس کا عوام میں سے ہونا اور پاپادی فریق سے اور غیر ملکی ہونا ضروری تھا۔ وہ سرسری اقتدارات عمل میں لاتا تھا خاصکر امرا پر۔ یہ تمام عہدہ دار چھ مہینے کے لئے اپنے عہدوں پر فائز رہتے تھے۔

(۴) تجارتی عدالت۔ یہ عدالت تجارتی مقدمات کے فیصلے کے لئے ہوتی تھی، اور وہ مجلس تجارت کی حیثیت سے بھی کام کرتی تھی۔

(۵) ہشت رکنی عدالت، اس کی نامزدگی سینور یہ کرتا تھا اور اس کی میعاد عہدہ چار ماہ ہوتی تھی۔

امیر کی عدالت سے ماخوذ ایک عدالت مرافعہ ہوتی تھی، اور اسے کوتوالی کے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔

(۶)۔ اعلیٰ عمال کے تقرر کا طریق۔

ابتداءً اس کا انتخاب مجلسوں کے ذریعے سے ہوتا تھا مگر بعد میں انتخاب کے بجائے "قرعے" کا طریقہ جاری ہوگیا۔

ہر عہدے کے لئے تیسرے یا پانچویں برس ان تمام شہریوں کے ناموں کا ایک تھیلا بنایا جاتا تھا جو اس عہدے کے لئے قابل انتخاب ہوں اور اسی تھیلے سے نام نکالے جاتے تھے۔

مقدمین کے بارے میں عوام کے پچاس گولے تھیلے میں رکھ دیے جاتے تھے ہر گولے میں آٹھ نام ہوتے تھے (چھ فنون کبریٰ سے اور دو فنونِ صغریٰ سے) اور پھر ایک گولا نکال لیا جاتا تھا۔

اہلیت اس کا تصفیہ تنقیح کے ذریعے سے ہوتا تھا جسے ایک مجلس عمل میں لاتی تھی اور مذکورۂ ذیل وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کی بنا پر لوگ نااہل قرار دیے جاسکتے تھے (نو ہزار غیر مستحق رائے دہندہ منجملہ ایک لاکھ)

۱۔ (الف) نبیل ۱۲۹۳ء کے احکام عدالت کے ذریعے سے امرا ۱۴۳۴ء تک

سینوریہ، رفقا یا مجلس عوام کے رکن نہیں ہو سکتے تھے۔ اس سال (۱۳۳۱ء) میں
کاسمو نے انھیں انجمنوں میں داخل ہونے کی اجازت دیدی۔

(ب) اہل حرفہ (جو رائے دہی سے محروم ہوں) سب کے سب انجمنوں
کے ارکان نہیں تھے۔

(ج) دیہات کے باشندے۔

(د) مشتبہ۔ کسی سیاسی جرم کے مشتبہ، مثلاً حامی شہنشاہ جسے حامی پوپ
کے فریق کے رئیس نے مردود قرار دیدیا ہو۔ تاحیات یا اس سے کم مدت
کے لئے ناقابل قرار دیا جاتا۔ اس طریق میں بہت ہی غلو سے کام لیا گیا۔ "تیرا کوئی
دشمن نہیں ہے؟ تو میرے دشمن کو مردود قرار دیدے میں تیرے دشمن کے ساتھ یہی
سلوک کروں گا" مقابلہ کیجئے نیپر جلد دوم صفحہ ۲۳۵۔

۳۔ باقیدار وہ شخص جس نے اپنا محصول نہ ادا کیا ہو۔ (بیباق، نا اہلیت
سے بری شدہ)۔

۱۴۲۱ء کے قانون کے بموجب محاصل تیس برس تک اپنے، اپنے باپ
اور دادا کی طرف سے ادا کرنا چاہیے تھے۔

۴۔ محروم۔ (ممنوع) ناموں کے نکالے جانے کے بعد بھی کوئی شخص
اس بنا پر ناقابل قرار دیا جا سکتا تھا کہ خود وہ یا اس کا کوئی رشتہ دار عہدے پر
رہا ہے۔ (جسے شرکت کا حق ہو لیکن رائے دہی کا حق نہ ہو)

مجلس کے ارکان رازداری کے پابند تھے مگر۔

(۱) چونکہ تھیلیاں جس زمانے میں بنائی جاتی تھیں وہ زمانہ جب ختم ہونے
لگتا تھا تو یہ قیاس کر لینا ممکن ہوتا تھا کہ آیندہ حکام کون لوگ ہوں گے اور ایسے
عیار طبع موجود تھے جو پیشین گوئی کا ادعا کیا کرتے تھے۔

(۲) مجالس تنقیح کے ارکان کو اس غرض سے رشوت دی جاتی تھی کہ وہ
یہ بتادیں کہ کن لوگوں کے نام نکلنے والے ہیں۔

حسب قانونِ انقلاب۔ نازک مواقع پر سینوریہ ایک پالیمنٹ طلب
کرتا تھا جو رسماً کل شہریوں پر مشتمل ہوتی تھی مگر بالعموم صرف فریقانہ پیرو ہوتے تھے

جو شہریوں کی ایک خاص تعداد کو غیر معمولی اقتدار دیدیتے تھے۔
یہ غیر معمولی اقتدار والے (۱) دستور کو بدل سکتے تھے۔
(۲) تقرر کنندہ مقرر کر سکتے تھے جو ان لوگوں کا انتخاب کرتے تھے جو عہدے کے قابل ہوتے اور بعض اوقات عہدہ داروں کو نامزد کر دیتے تھے۔ مثلاً محض رائے دہی کے بجائے ہاتھ اٹھا کر رائے قرار دیتے تھے۔
سنہ ۱۴۵۹ء میں (کیمو کے تحت) سو آدمیوں کی ایک مجلس تقرر کنندگان کے انتخاب کے لئے قائم ہوئی۔
فلورنس کو سیاسی آزادی حاصل تھی مگر مدنی آزادی حاصل نہیں تھی:
(۱) حکام کے اختیارات پر کوئی روک نہیں تھی۔
(۲) عدالتوں سے کوئی مرافعہ نہیں ہوتا تھا۔ عدالت کے اختیارات خودرایانہ تھے۔
(۳) مطابع کو آزادی حاصل نہیں تھی۔

دستور میں تغیرات

انتہاء سینوریہ سنہ ۱۵۳۰ء تک قائم رہا

۱۔ تحت لارنزو | سنہ ۱۴۷۲ء۔ برڈ۔ میکیاولی: ۸۱، ۸۵، ۸۹۔ پران: تاریخ فلورنس بعد دور مدیچی، جلد اوّل، ۲۲، ۳۶ب، ۵، ۴۴، ۳۴، ۵۲۳، آرمس اسٹرانگ:
لارنزو دی مدیچی

نو فنون صغریٰ کے حذف کر دینے سے فنون کی تعداد گھٹ کر بارہ ہوگئی۔
سنہ ۱۴۸۰ء۔ پازی کی سازش کے بعد،
ستر کی مجلس کا انتخاب جس کا تقرر سینوریہ کرتا تھا، اور جسے یہ اختیار ہوتا تھا کہ وہ خالی ہونے پر جگہوں کو ان لوگوں سے پر کرے جو علم بردار کے عہدوں پر فایز رہے ہوں۔
اس کے کام:-
(الف) عہدوں پر مستقل نامزدگی۔

(ب) مجلس ہشت گانہ کا تقرر جس نے قدیم عشرۂ آزادی و امن کی جگہ لے لی تھی۔
یہ حلقہ جس کا تقرر ابتداءً پانچ برس کے لئے ہوا تھا وہ برابر مکرر مقرر ہوتا رہا۔
۱۴۹۰ء۔ اس حلقے نے اپنے بعض اختیارات سترہ آدمیوں کی ایک چھوٹی مجلس ذیلی کو سپرد کر دئے جسکا ایک رکن لارنزو تھا اور یہ مجلس ذیلی
(الف) عہدوں کے لئے تقرر کنندوں کو نامزد کرتی تھی۔
(ب) نظم و نسق کی ہر شاخ پر نگرانی رکھتی تھی۔
۲۔ ۱۴۹۴ء سیوو یزولا کے اصلاحات۔ بمقابلہ کیجئے برڈ صفحہ ۴۹۔ گیوسیاردینی داستان فلورنس (Storia Fiorentia) جلد سوم صفحہ ۱۲۰۔ ویلیری "سیوو یزولا" پیرنس جلد دوم باب ۳۔ کیمبرج کی تاریخ دور جدید" (Cambridge Mod. Hist) جلد اول صفحہ ۱۵۱۔
(۱) عارضی۔ ایک پارلیمنٹ طلب کی گئی جس نے بیس تقرر کنندہ مقرر کئے (بیس رکنی حکومت)۔ یہ اس سال کے لئے حکام کا تقرر کرتے تھے اور آیندہ کے لئے ایک تختہ رائے طیار کرتے تھے۔
(۲) مستقل۔ دستور وینس کی نقل کے بموجب مرتب کیا گیا۔ مجلس عوام، مجلس کمیون اور پارلیمنٹ ساقط کر دئے گئے۔
(الف) مجلس عام یا مجلس اعلیٰ جو تمام با اہلیت شہریوں پر مشتمل تھی۔ (یعنی جس میں وہ تمام لوگ ہوتے تھے جو انتیس برس کی عمر کے ہوں جن کے باپ، دادا، یا پردادا، تین بڑے عہدوں میں کسی عہدے کے شریک یا مستحق رائے دہی رہے ہوں (اس میں تقریباً تین ہزار اشخاص تھے۔) لیکن اگر اہل کی تعداد پندرہ سو سے زاید ہوتی تو وہ تین حصوں میں منقسم کر دئے جاتے اور کل تعداد کے ایک ثلث سے چند ماہ کے لئے مجلس مرتب ہوتی۔ شہریوں کی ایک مختصر تعداد جن کی عمریں چوبیس برس سے زاید ہوتیں اور جو دیگر امتیازات سے متصف ہوتے داخل کر لئے جاتے اور ہر سال ساٹھ قابل انتخاب ہوتے لیکن اگر دو ثلث رائیں نہ حاصل کرتے تو وہ نہ مستحق شرکت منتخب ہو سکتے تھے نہ مستحق رائے دہی۔
(ب) اسّی کی مجلس۔ یہ ایک سینات تھی جو مجلس عام میں سے اور اسّی کی مجلس عام کے ذریعے سے چھ ماہ کے لئے منتخب ہوتی تھی، اس کے ارکان

کے لئے بائیس برس کی عمر کا ہونا ضروری تھا۔
سینات کا کام سینوریہ کو مشورہ دینا تھا، (جو بدستور باقی تھا) اور سفرا کا انتخاب اور فوج کے عہدہ داروں کا تقرر اسی کا کام تھا۔
مجلس عام کا کام یہ تھا کہ :-
(۱) رائے دہی اور تحنیر بذریعۂ قرعہ کے ایک پر پیچ نظم کے ذریعہ سے حکام کا انتخاب کرے۔ مقابلہ کیجئے گیوسار دینی" کی داستان فلورنس" جلد سوم صفحہ ۱۲۵ -
(بعد میں قرعے کے ذریعے سے راست تقرر کا ذریعہ پھر جاری کر دیا گیا۔ حسب بالا جلد سوم صفحات ۱۵۵، ۲۰۳، ۲۳۵)
سینوریہ اور ہشتگان مقتدر کے فوجداری کے مرافعوں کی سماعت کرنا۔
(۳)۔ قوانین کا منظور کرنا۔ صدر جو سینوریہ میں سے ایک ہوتا تھا۔ ہر تیسرے دن بدلتا رہتا تھا، وہی قانون کو سینوریہ اور رفقا کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اگر وہ اسے پسند کر لیتے تو وہ قانون اسی کی ذیلی مجلس کے منتخب ارکان کے سامنے پیش ہوتا تھا اس کے بعد وہ اسی کے پاس جاتا اور بعد ازاں مجلس عام کے پاس یہاں قوانین پر بحث نہیں ہو سکتی تھی البتہ سینوریہ کسی ایک شخص کو اس کی تائید میں گفتگو کرنے کے لئے طلب کر سکتا تھا، یہاں قوانین پر رائے دی جاتی تھی۔
(ج) عشرۂ آزادی و امن (جسے عشرۂ مقتدر بھی کہتے تھے) پھر مجلس ہشتگانہ کی جگہ قائم ہو گئی تھی۔ سینوریہ، رئیس اور امیر کی عدالتیں تجارتی عدالت اور ہشتگان مقتدر حسب سابق برقرار رہے۔ عشرۂ امن و آزادی بھی بحال کر دیا گیا ۱۴۹۸ء امیر اور رئیس عوام کی عدالتیں بحال کر دی گئیں۔
یہ حکومت مستثنیات ذیل کے ساتھ ۱۵۱۲ء تک قائم رہی۔
(۱) ۱۵۰۲ء -

علم بردار	نامزدگی اور انتخاب کے ایک دہرے نظم کے ذریعے سے زندگی بھر کے لئے منتخب ہوتا تھا۔ بیر سودیرینی کا انتخاب

ہوا تھا، گوئی چیاردینی جلد سوم صفحہ ۲۸۱) ویلری "سوانح میکیا ولی (Life of Machiavelli)
جلد دوم صفحہ ۱۰۲- پیرنس تاریخ فلورنس (Hist. Flor) جلد دوم صفحہ ۴۰۸-)

(ب) امیر کی عدالتیں، رئیس عوام کی عدالتیں اور تجارتی عدالتیں۔ یہ سب منسوخ کردی گئیں۔ ان کے بجاے دائرۂ عدل قایم کیا گیا جس میں پانچ ماہرانِ قانون شامل ہوتے تھے اور انھیں دیوانی و فوجداری کے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ ان لوگوں کا غیر ملکی ہونا ضروری تھا، ان کا انتخاب تین برس کے لئے سینوریہ اور حلقہ کرتے تھے، ان کو تنخواہ ملتی تھی اور ان میں سے ایک امیر ہوتا تھا۔ لیکن عدالت تجارتی بدستور ایک مجلس تجارت کی حیثیت سے قایم رہی۔

(۲) ۱۵۰۶ء میکیا ولی کی تجویز سے ایک فوج محافظ ملک کا بھی قیام ہوا۔ اس میں پندرہ برس سے پچاس برس تک کی عمر کے تمام مردوں کو کام کرنا ضروری تھا مگر صرف فلورنس کے شہر و مضافات کے لوگوں کے لئے۔ تابع شہروں کے لوگوں کے لئے نہیں (برڈ: صفحہ ۱۲۶)

فوج محافظ ملک، نو آدمیوں کی ایک نئی مجلس کے تحت رکھی گئی۔ (نو کی فوجی مجلس) جس کا نام نو کی فوجی مجلس تھا مگر جنگ کے وقت خود یہ مجلس عشرۂ آزادی و امن کے تابع ہوتی تھی۔

۳- ۱۵۱۲ء - مدیچی کی واپسی۔

دستور ۱۴۹۴ء کے انقلاب کے قبل جیسا تھا پھر ویسا ہی کر دیا گیا۔ البتہ عہدوں پر نامزدگی عملاً مدیچی، گیولیانو اور لارنزو کے ہاتھوں میں تھی (برڈ ۱۴۵، ۱۴۸)

مقدمات کے عجلت کے ساتھ تصفیہ کرنے کے لئے چالیس کی مجلس کا تقرر عمل میں آیا۔

۴- ۱۵۲۷ء ۱۴۹۴ء کے دستور سارو نیرولا کی بحالی بجز ازیں کہ علمبردار کا انتخاب تیرہ ماہ کے لئے ہونے لگا۔

۵- ۱۵۳۰ء - جمہوریت کا قطعی الٹ دیا جانا پیرنس "تاریخ فلورنس" جلد سوم صفحہ ۳۶۸

الیسینڈرو دا مدیچی نے گرینڈ ڈیوک کا تقرر کیا۔

ایک پارلیمنٹ میں بارہ مصلحین مملکت اصلاح مملکت کے لئے مقرر ہوے۔

(۱) سینوریہ منسوخ کر دیا گیا۔
(۲) دو سو اشخاص کی ایک مجلس تاحیات منتخب کی گئی۔
(۳)۔ ان دو سو میں سے ایک سینات اڑتالیس اشخاص کی تاحیات منتخب کی گئی۔ جسے وضع قوانین، اجرائے محصول اور عہدوں پر تقرر کے اختیارات حاصل تھے۔
(۴)۔ بارہ تقرر کنندگان کے ذریعے سے جو خود سینات سے منتخب ہوئے تھے۔ تین ماہ کے لئے چار مشیروں کی ایک مجلس خاص کا انتخاب عمل میں آیا۔
یہ مشیران بشرکت گربنڈ ڈیوک سینوریہ کے فرائض انجام دیتے تھے۔
مجلس ہشتگانہ آٹھ کی مجلس مشرفین (اصحاب خیر) کی نامزدگی سینات کی طرف سے ہوتی تھی۔
اعلیٰ اور ادنیٰ فنون کے درمیان تمام امتیازات منسوخ کر دئیے گئے۔ عہدوں کی تنخواہیں ملنے لگیں۔

محصول

ملاحظہ ہو نیپر جلد سوم صفحہ ۱۱۷۔ وان ریومانٹ جلد اول صفحہ ۳۰۔ ایڈرٹ "کاسیمو دی مدیچی" (Cosimo de Medici) ۔ آرمس اسٹرانگ! "لارنزو دی مدیچی" (Lorenzo de Medici)

۱۔ بالواسطہ محاصل۔ محصول درآمد و برآمد۔ اجارۂ نمک۔
۲۔ محصول برجائداد منقولہ وغیر منقولہ (گیو یاردینی صفحہ ۳۲۸)
۳۔ جبری قرضہ۔ اندازہ کردہ املاک پر جبری قرضے۔ اصولاً یہ قرضے واپس ہونا اور درمیانی مدت پر سود دیا جانا چاہئے تھا مگر شاذونادر ہی ایسا ہوتا تھا۔ (سود روک لینا (حصص) التوائے ادائے سود) تاحدیکہ بعض لوگ اس قانون سے فائدہ اٹھاتے تھے کہ جہاں مقدار دو زریں فلورن سے زیادہ نہ ہو تو لوگ ایک ثلث فوراً ادا کر دیں اور سود یا واپسی کے جملہ حقوق ترک کر دیں۔
اس نظم سے بڑی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ دولتمندوں کو رقم واپس مل جاتی تھی، مفلسوں کو نہیں ملتی تھی۔ لہذا حکومت سے متعلقہ تخمین کنندگان چھوٹی چھوٹی قسموں

کے عوض مملکت کے دعاوی کو خرید کر لیتے تھے اور پھر قرض کو واپس حاصل کرتے تھے۔

اقسام دوم و سوم کے محصولوں کے لئے شہریوں کے املاک کی تشخیص کا انتظام ابتداً بالطریق ذیل ہوتا تھا:۔

ا۔ ایک صاحب اختیار مہتمم کا تقرر کیا جاتا جو ہر محلے کے لئے محصول کے حصے کا تعین کرتا۔

۲۔ ہر محلے میں سات مجلسیں ہوتیں جن میں سے ہر ایک میں سات شخص ہوتے تھے۔ وہ بخیال خود ہر فرد کے املاک کے بموجب شہریوں پر تشخیص کے سات نقشے طیار کرتے تھے۔

۳۔ یہ سات نقشے بعض نہایت شہرت یافتہ خانقاہوں میں بھیجے جاتے تھے۔ یہ خانقاہیں چار نقشوں کو جو ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف ہوتے تھے رد کر دیتی تھیں اور پھر اس مقدار کو جمع کر کے جو بقیہ تین نقشوں سے ہر ایک محصول دہندہ پر عائد ہوتے تھے انھیں تین سے تقسیم کر دیتے تھے۔

لیکن اس طریق میں متعدد مستثنیات داخل ہو گئے تھے۔ درحقیقت، بہت کچھ اس عذر کی بنا پر مستثنیٰ ہو جاتے تھے کہ وہ عہدہ قبول کر کے مملکت کی خدمت کرتے تھے۔

لہذا تشخیص املاک (۱۴۲۷ء) کی اصلاح وجود میں آئی۔ تمام قابل محصول املاک کا ہر پانچویں برس تعین ہوتا تھا (اس میں اراضی، شہر کے اندر یا باہر کی جائداد منقولہ، کرایے، منافع کاروبار سب داخل ہوتے تھے)۔

اس مجموعے کو سات فی صد کا سرمایہ قرار دیا جاتا یعنی سات فلورن آمدنی مساوی ہوتی سو فلورن سرمائے کے۔ ضروری اخراجات کے لئے منہائی کی جاتی، بقیہ جسے بچت سمجھا جاتا وہ قابل محصول ہوتا خواہ راست محصول کے لئے خواہ سرمائے پر نصف فی صد کی شرح سے قرض کے لئے۔

کسیمو کے وقت سے تشخیص کا کام نمایندہ مجلسوں کے بجائے عہدہ دار کرنے لگے تھے اور تدریج کا اصول رائج کیا گیا تھا۔ ۱۴۹۸ء میں یہ دائمی ہو گیا اور جبکہ محصول صرف زمین کی سالانہ مالیت کا دسواں حصہ لگایا جاتا تھا۔ (عشر)

سنہ ۱۴۸۲ء میں جائداد منقولہ اور پیشوں کا محصول پھر عاید کر دیا گیا۔

سیو دتیر ولا کے تحت سنہ ۱۴۹۶ء میں تدریج کا طریق فسوخ کر دیا گیا اور عشر زمین پر لگایا جاتا تھا مگر تھوڑے دنوں بعد قدیم طریق پھر قایم کر دیا گیا۔

سنہ ۱۵۰۳ء میں پیشوں کا محصول قایم کیا گیا۔

۴۔ سترہ برس کی عمر سے ستر برس کی عمر والوں پر فی کس سوا فلورن سے سوا چار فلورن تک شخصی محصول۔ وسیع نو عمر خاندانوں کی حالتوں میں صرف ایک رکن پر محصول لگا دیا جاتا تھا۔

دو قسم کے ماتحت قصبات و اضلاع

۱۔ اطاعت بذریعہ فسخ یا معاہدہ۔ فلورنس کا تعلق ان کے ساتھ مختلف قسم کا تھا کا تھا مگر عام الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ امیر کا تقرر فلورنس کی جانب سے ہوتا تھا، اور مرافعہ فلورنس کی عدالتوں میں ہوتا تھا مگر تابع شہر خود اپنی حکومت اور اپنے قوانین رکھتا تھا اور محصول سے تقریباً آزاد ہوتا تھا۔ تجارتی تعلقات مختص قسم کے تھے، خاص شہر اور تابع شہر دونوں ایک دوسرے کے خلاف باہمی محصول قایم رکھتے تھے۔

۲۔ حمایت زیر محمیت، اس صورت میں شہر محمیت کہلاتا تھا۔ اس کا مقصود اس سے کچھ زیادہ نہیں تھا کہ فلورنس کی سیادت کو قبول کیا جائے اور جنگ میں اس کی تبعیت کی جائے[ع۱]۔

حکومت فلورنس کے عدم استقامت کے اسباب:۔

۱۔ مساوات کے تصور اور خاندانوں کی خواہش حکمرانی کے درمیان تصادم۔

ع۱۔ گوئی چیاردینی نے اپنی رکارڈی (Ricordi) میں لکھا ہے کہ: جمہوریت کی رعایا کی حالت بادشاہ کی رعایا سے بدتر ہے۔ جمہوریت اپنی عظمت میں اپنے خاص شہر کے باشندوں کے سوا اور کسی کو شریک نہیں کرتی، دوسرے شہر والوں کو ستاتی ہے۔ بادشاہ سب کو یکساں طور پر اپنی رعایا سمجھتا ہے۔

۲۔ جماعت عاملہ کی رقابت۔
۳۔ دستور میں صلاحیت تطبیق کا فقدان۔
۴۔ محکمۂ عدلیہ کی کمزوری وجانبداری
۵۔ محصول لگانے کے کام کا فریقوں کا کھیل ہو جانا۔ بجز ازیں کہ تشخیص املاک سے اس کا انضباط ہوتا ہوا ور یہ صرف تھوڑے دنوں تک رہا۔
۶۔ شہریوں کی فسادانگیز طبیعت۔
۷۔ تابع شہروں پر ظالمانہ حکومت۔

پندرھویں اور سولھویں صدیوں میں وینس کا دستور

اسناد:۔ دارو: تاریخ جمہوریۂ وینس (Histoire de la Republique de Venise) باب ۳۹۔

براؤن ! وینس (Venice) صفحات ۱۶۳، ۱۶۷، ۱۶۸، ۳۹۸۔ مطالع وینس (Venetian Studies) صفحہ ۱۷۰۔ کیمبرج کی "تاریخ دور جدید" (Cambridge Modern History) جلد اول صفحہ ۲۶۳ وما بعد۔

۱۔ مجلس عظمیٰ۔

۱۲۹۶ء کے قانون کے بموجب یہ مجلس ان خاندانوں تک محدود کر دی گئی جو اس وقت مجلس کے ارکان تھے (مجلس عظمیٰ کی دربندی) قابل الاوصاف اشخاص کا انتخاب ہونا چاہیئے تھا مگر واقعاً وہ ہمیشہ منتخب شدہ رہتے تھے۔ کوئی شخص پچیس برس کی عمر سے قبل مجلس میں نشست نہیں کر سکتا تھا وہ تیس اشخاص اس سے مستثنیٰ تھے جن کا انتخاب ہر سال دسمبر میں ہوتا تھا اور نیز مملکت کو قرض دینے کے صلے میں چند مخصوص الاجازت اشخاص۔

اس کا فرض بالتخصیص انتخابی تھا۔ تمام عہدہ داران وحکام کا انتخاب

یہی مجلس کرتی تھی، صرف چند اعلیٰ عہدے اس سے مستثنیٰ تھے یعنی دانشورانِ اعظم، دانشوران بری اور امیر البحر۔

نظمِ انتخاب۔ نامزد کنندگان جو قرعے کے ذریعے سے مجلس میں منتخب ہوتے تھے وہ مالی عہدے کے لئے امیدواروں کا انتخاب کرتے تھے، کبھی دو کا کبھی چار کا۔ اس کے بعد ان امیدواروں کے نام مجلس میں پیش ہوتے اور جسے سب سے زیادہ رائیں ملتیں اس کے منتخب ہونے کا اعلان کر دیا جاتا۔

ابتداءً مجلسِ عظمیٰ کو (الف) کچھ اختیارات واضع قوانین اور عدالتی اختیارات بھی حاصل تھے مگر واضع قوانین اختیارات کو بتدریج سینات نے جذب کر لیا۔

(ب) عدالتی اختیارات۔ حلقے کی درخواست پر مجلس ان سپہ سالاروں کے مقدمے کی سماعت کرتی جن پر غفلت یا عدم قابلیت کا الزام عائد کیا جاتا[1]

۲۔ سینات۔ (مدعوین) اس کے ارکان کی تعداد ۲۴۲ ہوتی تھی

(الف) ساٹھ کا انتخاب ایک برس کے لئے مجلسِ عظمیٰ کرتی تھی۔

(ب) ساٹھ کا انتخاب (جو ستنزا کہلاتے) جانے والی سینات کرتی اور مجلسِ عظمیٰ اس کی توثیق کرتی۔

(ج) باعتبار عہدہ۔ دوجے، اور اس کے چھ مشیر، اعلیٰ عدالت مرافعہ فوجداری کے ارکان، اور مالیاتی و عدالتی محکموں کے ارکان۔

(د) پچاس نیچے درجے کے عہدہ دار، جنھیں مباحثے کا حق ہوتا تھا مگر رائے کا حق نہ ہوتا تھا۔

اس کے فرائض

(الف) خاص طور پر وضع قوانین۔ حلقے کی تجویز پر وہ قوانین کو منظور کرتی۔

(ب) چند اعلیٰ عہدہ داروں کا انتخاب کرتی۔

---

[1] حلقہ یہ فیصلہ کرتا تھا کہ ملزم کے مقدمے کی سماعت مجلس کرے یا سینات۔ اگر اس پر غداری کا الزام ہوتا تو اس کا مقدمہ سماعت کے لئے مجلس عشر کے پاس بھیج دیا جاتا۔

دانشوران اعظم
دانشوران بری
امیرالبحر

(ج) بعض وقت ان سپہ سالاروں کے مقدمات کی سماعت کرتی جن پر غفلت یا عدم قابلیت کا الزام لگایا جاتا۔

۳۔ مجلس عشرات سنہ ۱۳۱۰ء کے بعد اس مجلس نے سینات کے بعض فرائض کو جذب کرلیا۔ براؤن۔ وینیس (Venice) صفحہ ۷۷،۱۔

انتخاب کس طرح ہوتا تھا۔
ایک برس کے لئے مجلس عظمیٰ کی جانب سے بیس اشخاص کی فہرست میں سے جن میں سے دس کا انتخاب مجلس کرتی تھی۔ دس کا دوجے اس کے مشیران اور عدالت عالیہ کے سرکردگان۔ دوجے اور اس کے چھ مشیران باعتبار عہدہ ارکان ہوتے تھے۔ بعد میں ہر ایک اہم صورت میں بیس مزید ارکان کا انتخاب ہوتا تھا۔

فرائض:۔
(الف) یہ مجلس مالیات، مفاد عامہ کی حکمت عملی اور فوجی نظم کے اہم و فوری مسائل پر نظر رکھتی تھی۔
(ب)۔ غداری کے مقدمات اور ان دوسرے مقدمات کی سماعت کرتی تھی جو حلفنے کے ذریعے سے معمولی عدالتوں سے منتقل کئے جاتے تھے۔

۴۔ جمعیت سینات کے لئے مسائل کی تجویز کرتی تھی، اور اعلیٰ عاملانہ صاحب اقتدار تھی۔

ارکان۔
(الف) دوجے، چھ مشیران، یعنی صدور عدالت مرافعہ فوجداری۔
(ب) چھ دانشوران اعظم جن کا انتخاب چھ ماہ کے لئے سینات کرتی تھی۔ ان کا اڑتیس برس کا ہونا ضروری تھا۔
یہ اپنی ماتحت مجلسوں کے عمل کی نگرانی کرتے تھے اور مملکت کے ذمہ دار وزرا کا کام انجام دیتے تھے۔
(ج) پانچ دانشوران برّی، جن کا انتخاب چھ ماہ کے لئے ہوتا تھا۔ ان کا

تیس برس کی عمر کا ہونا ضروری تھا۔

۱۔ دانشور جنگ ۔ وزیر جنگ

۲۔ دانشور مال ۔ وزیر خزانہ

۳۔ دانشور عسکری ۔ وزیر وطنی فوج محافظ ملک

۴۔ دانشور مہمات امور ۔ وزیر برائے انصرام امور فوری

۵۔ دانشور ۔ وزیر برائے تقریبات مملکت

(د) پانچ دانشوران بحری ۔

مجلس امیر البحری جس کا انتخاب چھ ماہ کے لئے ہوتا تھا، وہ دانشوران اعظم کے راست تحت نگرانی کام کرتی تھی۔ اسے حلقے میں رائے دینے کا حق تھا مگر کسی طرح کی گفتگو کا حق نہیں تھا۔ اس میں زیادہ تر نوعمر اشخاص ہوتے تھے جو یہاں سیاسی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

۵۔ دوجے ۔ تاحیات منتخب ہوتا تھا۔ اس کا انتخاب ان اکتالیس انتخاب کنندگان (جو مجموعی خفیہ رائے دہی کے ذریعے سے منتخب ہوتے تھے)۔ اور مجلس اعلیٰ کی رائے کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ دوجے اپنے چند مشیروں کے ساتھ (جو مجلس عظمیٰ میں آٹھ ماہ کے لئے منتخب ہوتے تھے) مجلس سینات اور حلقے کی صدارت کرتا تھا اور مملکت کے تمام کام اس کے نام سے انجام پاتے تھے۔ مگر اپنے چھ مشیروں کے بغیر اسے بہت کم کچھ اختیار حاصل تھا بلکہ ان کے ساتھ مل کر بھی اسے کم ہی اختیار حاصل تھا۔

۶۔ عدل ۔ عدل کا نفاذ چار عدالتہائے عالیہ کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ یہ عدالتہائے عالیہ ان عادلوں پر مشتمل ہوتی تھیں جنھیں مجلس اعلیٰ اپنے ارکان میں سے منتخب کرتی تھی۔ رسماً ان کا عہدہ صرف ایک برس کے لئے ہوتا تھا مگر بالعموم وہ دوبارہ منتخب ہو جاتے تھے۔

(الف) فوجداری ۔ اس عدالت کے ارکان سینات میں نشست کرتے تھے اور اس کے تین صدور حلقے میں ہوتے۔

(ب) دیوانی کے اختیارات کی تین عدالتیں جن میں سے ایک وینس کی

عدالتہائے ماتحت کے مرافعوں کی سماعت کرتی تھی اور دوسری دو عدالتیں توابع کی عدالتوں کے مرافعات کی سماعت کرتی تھیں۔

عدالت مرافعہ کا کوئی فیصلہ اس وقت تک جائز نہیں ہوتا تھا جب تک کہ وہ عدالت ماتحت کے فیصلے کی توثیق نہ کرے اور بصورت اختلاف مسئلۂ زیر بحث دونوں عدالتوں میں آتا جاتا رہتا تاآنکہ عدالت ابتدائی اور عدالت عظمیٰ میں اتفاق ہو جاتا تھا۔

۷۔ محصول۔ وینس ہمیشہ مستقل راست محصول کا مخالف رہا، اور سنہ ۱۵۳۱ء تک یہ نہ ہو سکا کہ اس نے محصول آمدنی کو اختیار کیا۔

خاص محصول حسب ذیل تھے:۔

۱۔ جبری قرضے، خواہ قابل واپسی یا ناقابل واپسی؛ ان قرضوں پر مملکت سود ادا کرتی تھی۔ یہ نظم جو ۱۱۷۱ء میں اختیار کیا گیا تھا شاید قومی قرضے کی قدیم ترین مثال ہے۔

۲۔ ہر ایک انجمن کا ہر ایک رکن حسب ذیل رقوم ادا کرتا تھا:۔

(الف) بدل شرکت (رکنیت کا چندہ)؛ کسی انجمن سے تعلق برقرار رکھنے کے لئے فی کس محصول۔

(ب) محصول بالواسطہ؛ کام کے منافع پر محصول۔

۳۔ درآمد و برآمد پر محصول۔

۴۔ نمک کی تجارت، یہ حکومت کا اجارہ تھا۔ اس تجارت کا اندرون ملک و بیرون ملک کا منافع بعض اوقات کل آمدنی کے دسویں حصے کے برابر ہو جاتا تھا۔

۵۔ سرکاری بینک کا نفع، یہ بینک اکثر غیر ملکی حکمرانوں کے ساتھ کاروبار کرتا تھا۔

۶۔ اپنے زوال کے زمانے میں وینس نے سرکاری عہدوں کے فروخت کرنے کا طریق بھی اختیار کر لیا۔

۸۔ توابع کی حکومت۔ اس میں مدنظر یہ رہتا تھا کہ وینس کی سیادت کو برقرار

رکھتے ہوئے جس حد تک ممکن ہو خود مختاری برقرار رکھی جائے اور جس قدر ہو سکے تابع شہر کی حکومت کو وینس کی حکومت کے مطابق بنا دیا جائے۔ مجلس کیمبرائے کے بعد اس کے تابع شہر جس طرح پھر اس کی طرف واپس آ گئے اسے وینس اپنی اسی دانشمندانہ حکمت عملی کی جانب منسوب کرتا ہے۔ فلورنس کی حکمت عملی سے اس کا مقابلہ کیجئے۔

بڑے شہروں میں وینس کی سیادت کے نمایندے مندوبین تھے۔ یعنی:۔

۱۔ امیر۔ یہ اعلیٰ ملکی عہدہ دار ہوتا تھا جو کوتوالی۔ مالیات اور دوسرے انتظامی کاموں پر نگرانی رکھتا تھا۔

۲۔ کپتان۔ یہ عہدہ دار انتظامی فوجوں اور دوسری فوجوں کا نگران ہوتا تھا۔ یہ دونوں عہدہ دار وینس کی سینیٹ اور مجلس عشر سے بلا واسطہ مراسلت رکھتے تھے مگر حلفاً وہ اس کے پابند تھے کہ مقامی اختیارات کو ملحوظ رکھیں۔

مندوب کے تحت آزاد بلدی حکومت تھی جو ہر شہر میں مختلف نوعیت کی تھی مگر اس کا صدر ہمیشہ ایک امیر ہوتا تھا۔ یہ ایک انتخاب شدہ عہدہ دار ہوتا تھا جو کبھی کوئی مقامی شخص ہوتا تھا، کبھی وینس کا کوئی باشندہ ہوتا تھا اور کبھی خود مندوب ہوتا تھا۔

چھوٹے شہروں پر ایک امیر ایک کپتان یا ایک قصبہ دار حکمرانی کرتا تھا۔ ہر شہر کا اپنا ضابطہ ہوتا تھا، جسے بلدی بلکہ خانگی زندگی کے جزئیات تک سے بحث ہوتی تھی۔ محصول کروڑگیری، سڑک، پل، پانی، روشنی، طبیب، دایہ، انجمن، حفظانِ صحت یہ سب اس کے تحت اقتدار ہوتے تھے اور مندوب ان کو ملحوظ رکھنے کا حلف اٹھاتا تھا۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مصارف بلدی محاصل پر عائد کئے جاتے تھے۔

وینس کی حکومت کے استحکام کے اسباب:۔

۱۔ نظری اور عملی اقتدار اعلیٰ کا ایک ہی ہاتھوں میں ہونا۔

۲۔ دستور کی قابلیت تطابق حال، مثلاً، سینیٹ کا بتدریج اقتدار کو حاصل کر لینا اور اس کے بعد مجلس عشر کا۔

۳۔ جماعت عاملہ کی قوت جس سے کسی طرح کا سیاسی رشک نہیں پیدا ہوتا تھا۔
۴۔ انصاف کی بے لوثی۔
۵۔ توابع کی حکومت میں امرا کے لئے، ملکی خدمت اور تجارت میں طبقۂ متوسط کے لئے، بیڑے میں طبقات ادنیٰ کے لئے انتظامات کا ہونا۔
۶۔ کثیر غیر ملکی آبادی جنھیں سیاسی اقتدار کی خواہش نہیں تھی، بلکہ وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ عادلانہ انصاف ہو، اس پر ہلکا محصول لگے اور ان کو کام مل جائے۔

شہنشاہی ادارے کے متعلق صفحات ۱۴۲ اور ۱۸۶ دیکھنا چاہئیں۔
اسپینی دستور کے لئے صفحات ۱۳۲ اور ۳۶۵ دیکھنا چاہئیں۔

صفحہ ۲۶، آخری پیرا
الفانسو کی یہ کوشش کہ آٹرانٹو اور برنڈیسی کی حوالگی سے سلطان بایزید کی تائید حاصل کرے، ناکام رہی۔

صفحہ ۲۷ دوسرا پیرا۔
لوئی (ڈیوک آرمینس) نے نیپلز کے بیڑے کو ریپلیو سے بھگا دیا تھا اور اس لئے ساحل فرانسیسیوں کے ہاتھ میں تھا۔

صفحہ ۲۹۔ سطر ۲۴۔ لیکن، اس سے تھوڑے ہی زمانہ بعد فرانسیسی بیڑے کو اہل جنیوا نے ریپیلو میں گرفتار کر لیا۔

صفحہ ۳۰۔ سطر ۱۳۔ قلب اور ساقہ پر حملے کی رہبری مارکوِس مانتوا نے کی۔

صفحہ ۵۵۔ آخری پیرا۔
چارلس ہشتم کے قبضے کے زمانے میں دی آگنی اپنی مراعات آمیز روش کی وجہ سے ہر دلعزیز تھا۔

صفحہ ۸۴۔ سطر ۲۴۔
اس مہم میں پہلی مرتبہ پیدل فوج زیادہ تر فرانسیسی تھی، اس وقت تک

پیدل فوج زیادہ تر غیر ملکی اجیروں پر مشتمل ہوتی تھی۔

صفحہ ۹۹، سطر ۲۔

مائیکل انجیلو جب جولیس دوم کا مجسمہ بنا رہا تھا اس وقت جولیس نے اس سے جس خیال کا اظہار کیا اس سے اس کی طبیعت کی کیفیت بہت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ "مجھ سے کتابوں کا ذکر کیوں کرتے ہو مجھے بس تلوار دو"۔

صفحہ ۲۱۱۔

وٹلسباخ اور ولف کے شجروں کے درمیان یہ عبارت داخل ہونا چاہیئے: "دو اور شاخیں تھیں یعنی انگوسٹاٹ کی شاخ ۱۴۴۵ء میں لینڈشٹ کی شاخ سے متحد ہو گئی تھی۔ ۱۵۰۲ء میں جارج متمول کے انتقال کے بعد لینڈشٹ کی شاخ بھی معدوم ہو گئی"۔

صفحہ ۲۹۲۔ سطر ۲۴۔

یہ دو شخص برینڈنبرگ کے خاندان ہونیز ولرن کے ارکان تھے۔

صفحہ ۳۰۱۔ سطر ۱۴۔

البرٹ نے برنسوک کے ڈیوک ہنری پر حملہ کیا۔ ہنری (برنسوک) جو ایک تند مزاج اور بے اصول شخص تھا، اسے فلپ والیٔ ہسی اور جان فریڈرک والیٔ سیکسنی نے ۱۵۴۲ء میں اس کی امارت سے خارج کر دیا تھا۔ مقابلہ کیجیے صفحہ ۲۶۳

از سنہ ۱۴۹۴ء تا سنہ ۱۸۹۶ء

الگزنڈر ششم	(راڈریگو بورجیا)	از اگست سنہ ۱۴۹۲ء تا سنہ ۱۵۰۳ء
پائیس سوم	(فرنسس پیکولومینی)	از ستمبر تا اکتوبر سنہ ۱۵۰۳ء
جولیس دوم	(جولین ڈیلا رووبر)	از نومبر سنہ ۱۵۰۳ء تا فروری سنہ ۱۵۱۳ء
لیو دہم	(گیوونی دی مدیچی)	از مارچ سنہ ۱۵۱۳ء تا دسمبر سنہ ۱۵۲۱ء
ایڈرین ششم	(اتالیق چارلس پنجم)	از جنوری سنہ ۱۵۲۲ء تا ستمبر سنہ ۱۵۲۳ء
کلیمنٹ ہفتم	(گیولیو دی مدیچی)	از نومبر سنہ ۱۵۲۳ء تا ستمبر سنہ ۱۵۳۴ء
پال سوم	(الگزنڈر فارنیس)	از اکتوبر سنہ ۱۵۳۴ء تا نومبر سنہ ۱۵۴۹ء
جولیس سوم	(گیوونی ماریا دل مانٹ)	از فروری سنہ ۱۵۵۰ء تا مارچ سنہ ۱۵۵۵ء
مارسیلس دوم	(مارسیلو سروینی)	اپریل سنہ ۱۵۵۵ء
پال چہارم	(جان پیٹر کریفا)	مئی سنہ ۱۵۵۵ء - اپریل سنہ ۱۵۵۹ء
پائیس چہارم	(گیوونی اینگلیو دی مدیچی)	دسمبر سنہ ۱۵۵۹ء تا دسمبر سنہ ۱۵۶۵ء
پائیس پنجم	(میکائیل گسلیری)	از جنوری سنہ ۱۵۶۶ء تا مئی سنہ ۱۵۷۲ء
گریگوری سیزدہم	(ہیوف بونکامپیگنو)	از مئی سنہ ۱۵۷۲ء تا اپریل سنہ ۱۵۸۵ء
سکسٹس پنجم	(فلکس پریٹی)	از اپریل سنہ ۱۵۸۵ء تا اگست سنہ ۱۵۹۰ء
اربن ہفتم	(گیوونی اصطباغی کیستونا)	ستمبر سنہ ۱۵۹۰ء
گریگوری چہاردہم	(نکلولس اسفاندریتی)	دسمبر سنہ ۱۵۹۰ء تا اکتوبر سنہ ۱۵۹۱ء
انوسنٹ نہم	(گیوونی اینتونی فیشینتی)	از اکتوبر تا دسمبر سنہ ۱۵۹۱ء
کلیمنٹ ہشتم	(اپولیتو آلدوبرینڈینی)	از جنوری سنہ ۱۵۹۲ء تا مارچ سنہ ۱۶۰۵ء

یورپ سولھویں صدی میں

مقابل صفحہ (۳۵) ضمیمہ شجرۂ خاندانہائے ویلوا و بوربن

خاندانہائے ویلوا و بوربن کا شجرہ

چارلس پنجم

چارلس ششم — لوئیس، ڈیوک آف آرلیان

چارلس ہفتم — چارلس، ڈیوک آرلینس م ۱۴۶۷ — جان، کاؤنٹ انگولیم

لوئی یازدہم — چارلس، کاؤنٹ انگولیم — چارلس (ونددم) از اخلاف لوئی ہنم

این، زوجہ پیٹر، ڈیوک آف بوربون — چارلس ہشتم ۱۴۸۳-۱۴۹۸ ۱-جین = ۱= این (برٹینی) — لوئی دوازدہم ۲-این (برٹینی) ۳-میری (دختر ہنری ہفتم) — لوئی (سیوورے)

سوسانا = چارلس، کاؤنٹ مون پانسئے کانسٹبل م ۱۵۲۷ — ۱-کلاد = فرینسس اول = ۲-الینر، ہمشیرہ شہنشاہ چارلس پنجم — مارگیرٹ = ہنری ڈی البرٹ شاہ نوار

مارگیرٹ = — ہنری دوم ۱۵۴۷-۱۵۵۹ = کیتھرائن ڈی میڈیچی م ۱۵۸۹ — جین ڈی البرٹ ملکہ نوار = انیتونی ڈیوک م ۱۵۶۲ — چارلس کارڈنل آف بوربون م ۱۵۹۰ — لوئی شہزادہ کونڈے م ۱۵۶۹

فرینسس دوم ۱۵۵۹-۱۵۶۰ = میری اسٹوارٹ — چارلس نہم ۱۵۶۰-۱۵۷۴ = الزبیتھ دختر شہنشاہ میکسیملین — ہنری سوم ۱۵۷۴-۱۵۸۹ لوئیس (لورین) — الیزبیتھ = فلپ دوم شاہ — ہرکولس فرینسس ڈیوک النسان و آنجو م ۱۵۸۴ — مارگیرٹ = ہنری چہارم ۱۵۸۹-۱۶۱۰ — ہنری شہزادہ کونڈے

خاندان ہیپسبرگ جرمانیہ اور اسپین

میکسیملین اول = ا۔میری، دختر چارلس دلیر ۲۔ بائینکا دختر گلیز و اسفورا، ڈیوک ملان

فرڈیننڈ کیتھولک شاہ ارگان ۱۵۱۶-۱۴۷۹ = ازبیلا ملکہ کیسٹائل ۱۵۰۴-۱۴۷۴

مارگیرٹ = ا۔ جان، فرزند فرڈیننڈ و ازبیلا و نیدرلینڈ ۲۔ فلبرٹ دوم، شاہ سیوائے ۱۵۳۰-۱۵۰۶

جنا = آرچ ڈیوک فلپ

(۱) ایلنر = ا۔ ایمنویل (پرتگال) ۲۔ فرینسس اول (فرانس)
(۵) کیتھرائن = جان سوم (پرتگال)
(۲) چارلس پنجم = ازبیلا، دختر ایمنویل (پرتگال)
(۴) میری (والیہ نیدرلینڈ) = لیوس (ہنگری) ۱۵۴۰
(۳) فرڈیننڈ اول = این والیہ بوہیمیا و ہنگری

ناجائز

مارگیرٹ والیہ نیدرلینڈ ۱۵۸۶-۱۵۲۲ = ا۔ الگزنڈر دی میڈیچی ۲۔ اوٹیویو فارنس ڈیوک پارما

ڈان جان (آسٹریا) م ۱۵۷۸

فلپ دوم = ا۔ میریا دختر جان (پرتگال) میری
۲۔ میری، ملکہ انگلستان
۳۔ ایلزبیتھ دختر ہنری دوم (فرانس)
۴۔ این۔ دختر شہنشاہ میکسیملین دوم

میکسیملین دوم شہنشاہ ۱۵۷۶-۱۵۶۴

(۱) ڈان کارلوس م ۱۵۶۸
(۴) فلپ سوم ۱۶۲۱-۱۵۹۸
(۲) ازبیلا = آرچ ڈیوک البرٹ والیٔ نیدرلینڈ ۱۶۲۱-۱۵۹۶
(۱) این، فلپ دوم
(۲) رڈولف دوم شہنشاہ ۱۶۱۲-۱۵۷۶
(۳) ارنسٹ والیٔ نیدرلینڈ ۱۵۹۵-۱۵۹۴
(۴) ایلزبیتھ، چارلس نہم فرانس
(۵) متھیاس شہنشاہ ۱۶۱۹-۱۶۱۲

خاندانہائے لورین و گیز

رینی ڈیوک آف لورین
م ۱۵۰۸

- انتھونی ڈیوک آف لورین ۱۵۰۸ - ۱۵۴۴
  - فرینسس ڈیوک لورین ۱۵۴۴ - ۱۵۴۵
    - چارلس، ڈیوک لورین ۱۵۴۵-۱۶۰۸ = کلاڈ، دختر ہنری دوم
      - ہنری جانشین ہنری چہارم
  - نکوس، ڈیوک مرسوبر
- کلاڈ ڈیوک آف گیز م ۱۵۵۰
  - فرینسس، ڈیوک گائیس - دختر ارکول دوم (فریرا) م ۱۵۶۲
    - ہنری، ڈیوک گائیس (م ۱۵۸۸)
      - چارلس، ڈیوک گائیس
    - چارلس، ڈیوک مئین
    - لوئیس، کارڈنل م ۱۵۸۸
  - میری = جیمز پنجم (اسکاٹلینڈ)
    - میری اسٹوارٹ = فرینسس دوم
  - چارلس کارڈنل لورین
  - لوئیس کارڈنل گائس
- جان، کارڈنل

صحت نامہ

یورپ سولھویں صدی عیسوی میں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۸	اجبی	اجنبی	۶۶	۲۲	(دیکھو صفحہ)	(دیکھو صفحہ ۴۹)
۲۰	۵	آرلیاں	آرلیان	۸۱	۱۸	کیسائل	کاستیل
۲۱	۲۲	میپلس	نیپلس	۸۴	۱۶	زیرلمان	زیرکمان
۲۲	۷	اکسواں	اکیسواں	۸۵	۱۳	ساہیوں	سپاہیوں
۲۹	۱۴	چارلس ادم	چارلس دوم	۹۶	۲۴	Jl Priseipe	Il Principe
۳۰	۸	—	کے	۹۷	۴	سنیٹ	سینٹ
۳۷	۲۵	پیاتزا	پیانزا	۱۰۵	۲۴	کپی تھی	کٹی تھی
۳۹	۲۴	ڈومینیلی	ڈومینیکی	۱۱۸	۱۱	کسادبازی	کسادبازاری
۴۰	۱۹	چلپے	چلے	〃	۲۵	اورنگ امیزی	اوررنگ آمیزی
۴۲	۱۶	زناکاری	ریاکاری	۱۱۹	۱۱	بصالت	بسالت
۴۳	۸	بجاسکتی تھی	بچاسکتی تھی	۱۶۳	〃	سوئبرزستانیوں	سوئٹزرستانیوں
〃	〃	کامول	کاموں	۱۶۴	۲۰	جان لبرٹ	جان البرٹ
۴۴	۵	این یوزیو	این بوژیو	۱۶۶	۲	لاڈمس لاوس	لاؤمس لاوس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۱	۱۷	نیلپنر	نیپلنر	۲۴۳	۱۰	جارجانہ	جارحانہ
۱۷۲	۳	تبسادل	متبادل	۲۴۴	۱	کٹرڈشمن	کٹر دشمن
"	۱۹	ہو	جو	۲۴۸	۱۰	ایڈگٹ	اڈکٹ
۱۷۴	۸	یوپ	پوپ	۲۵۴	۹	سازبار	سازباز
"	۲۲	اعزاومراتب	اعزازومراتب	۲۷۶	۲۴	ے	سے
۱۷۵	۱۳	ناگیزیر	ناگزیر	۳۲۳	۱	نےجن	جن
۱۷۷	۶	اہیت	اہمیت	۳۵۳	۲۵	سونتیلے	سوتیلے
۱۷۸	۱۳	آیئی	آئینی	۳۶۰	۲۰	لون کمپگیو	بون کمپیگو
۱۸۶	۲۵	یابت	بابت	۳۶۷	۵	اس لے	اس نے
۱۹۰	۲	الکڑوں	الکٹروں	۳۶۸	۲	صفحہ	صفحہ ۴۴۰
۱۹۵	۱۷	ریاصت	ریاضت	۳۷۰	۸	نے	سے
۱۹۶	۲	"راستبلذ بالیاں رہین گے'	"راستباز بالیان رہیں گے"	۳۷۲	۳	جھجگتا	جھجکتا
				"	۸	بہی	یہی
۱۹۷	۹	یادریوں	پادریوں	"	۱۸	چاولس	چارلس
۱۹۹	۱۴، ۱۵	tantiation	Transubst-antiation	۳۷۴	۱۶	عضہ	غصہ
۲۰۲	۹	فیریڈرک	فریڈرک	۳۸۱	۲۴	covernesses	Governesses
۲۰۴	۲۰	طنزآمیر	طنزآمیز	۳۸۶	۱۴	متقفر	متنفر
۲۰۷	۹	بحرددم	بحرروم	۳۸۸	۱۳	سرکوبی	سرکوبی
۲۰۹	۷	ہبسبرگ	ہیپسبرگ	۳۸۹	۱۲	گرنیومل	گرنیویل
۲۲۵	۸	آہ بن بیٹھے	آقابن بیٹھے	"	۱۲، ۱۳	اوراور	اور
۲۴[illegible]	۵	ندرلینڈلیں	ندرلینڈس	۳۹۲	۸، ۹	اوراور	اور
۲۴۲	۵	وینیس	وینس	"	۱۱	سنہ	سنہ ۱۵۶۶
"	۱۲	ونیس	"	۴۰۲	۱۶	دیکھو صفحہ	دیکھو صفحہ ۳۹۲

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۳	۱۷	احترار	احتراز	۵۰۵	۲۲	تکلف	تکلیف
۴۰۷	۸	اکثروبیشتر	اکثروبیشتر	۵۱۰	۲۳	تصفے	تصفیے
۴۰۹	۱۱	خم کریں	خم نہ کریں	۵۱۶	۸	سمبر	ستمبر
۴۴۵	۲۴	شکشت	شکست	۵۱۷	۳	متحدودمتفق	متحدومتفق
۴۵۱	۲	دیکھوصفحہ	دیکھو صفحہ ۵۰۹	۵۲۰	۲۵	لنسل	نسل
۴۵۳	۲۱	لبئیج	لیئیج	۵۲۱	۱۹	ہلاٹینٹ	پلاٹینٹ
۴۶۲	۲۴	جنرل	جرنل	"	۲۳	فروثیڈ	فرڈیننڈ
"	۱۸	دریافت	دریافت کیں			ضمیمے	
۴۸۶	۵	رنگ ریلیاں	رنگ رلیاں	۳۳	۱۲	ہونیزولرن	ہوہنزولرن
۵۰۳	۱۴	نادرر	نادار	۳۴	۵	سمتر	ستمبر
۵۰۴	۲۴	سوئٹزلینڈ	سوئٹزرلینڈ	-	-	-	-